قال الله تعالى من يطع الرسول فقد أطاع الله

فيض الباري

على

صحيح البخاري

یہ سنتون کو پڑہنا افضل نہین اور ترمذی مین ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ
سفر مین ظہر کی نماز دو رکعتین پڑہی اور پیچہے اسکے دو رکعتین پڑہین سو یہ حدیث پہلی حدیث کی معارض ہے سو جواب
اسکا یہ ہی کہ یہ حدیث ترمذی کی بعض اوقات پر محمول ہی یعنے کبہی آپنے سفر مین انکو پڑہ لیا ہوگا تا معلوم ہو جاوے
کہ سفر مین سنتون کا پڑہ لینا بہی جائز ہے پس اس دو نو حدیثون مین تطبیق ہو گئی اور جو کہا کہ عثمان رضہ بہی دو
رکعت سے زیادہ نہین پڑہتے تہے تو اسمین یہ شبہ آتا ہے اسلیے کہ وہ اپنی خلافت کو اخیر مین پوری نماز پڑہا
کرتے تہے جیسا کہ بیان اسکا مفصل طور سے اوپر مذکور ہو چکا ہے سو جواب اسکا یہ ہی کہ مراد اس سے اکثریت ہی یعنے
وہ اکثر اوقات مین قصر کرتے تہے اور کبہی کبہی بعض اوقات مین تمام ہی کر لیا کرتے تہے اترتے تو پوری نماز پڑہتے
اور جب حالت سیر مین ہوتے تو قصر کرتے اسی واسطے دوسری آیت مین سفر کی قید لگائی ہے پس دو نو روایتون
مین تطبیق ہو گئی اور تعارض دفع ہو گیا و باللہ التوفیق **بَاب مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلِهَا** سفر مین فرض نمازون سے پہلے اور پیچہے کے سوا اور وقتون مین نفل پڑہنے کا بیان یعنے
نماز کے آگے پیچہے نفل نہ پڑہے اور نماز کے سوا دوسرے وقتون مین نفل پڑہنے جائز ہین **ف** بعضے نسخون
مین اس باب کو لفظ وقبلہا کا موجود نہین ہے سو اسی بناپر فتح الباری مین لکہا ہے کہ جن حدیثون مین
سفر مین نفل پڑہنے کی نفی آئی ہے تو ان حدیثون سے خاص وہی نفل مراد ہین جو نماز سے پیچہے پڑہی جاتے
ہین سو جو نفل کہ نماز فرضون سے پہلے ہین انکو وہ نفی شامل نہین ہوگی اور اسی طرح جن نفلون کو نماز کے ساتہہ تعلق نہین
انکو بہی وہ نفی شامل نہین ہوگی پس تہجد اور وتر اور چاشت وغیرہ مطلق نفل سفر مین پڑہنے بہی جائز ہونگے اس
تقدیر پر مناسبت معلق حدیث کی جو آیندہ آتی ہے باب سے ظاہر ہے اور تقدیر ثبوت لفظ قبلہا کے کہا جاویگا کہ
یہ حدیث بیان ہی اس بات کا کہ یہ دو رکعتین پہلی اور پچہلی سنتون سے مخصوص ہین کہ آپنے انکو سفر مین بہی نہین
چہوڑا واللہ اعلم پہر اگر کوئی کہے کہ سفر مین فرضون سے پہلے نفل پڑہنے کیون جائز ہین اور پچہلے نفل پڑہنے کیون
جائز نہین تو جواب سکا یہ ہی کہ ان دو نو مین فرق ہے کہ پہلے نفل اقامت اور امام کی انتظار کے ساتہہ فرضون سے
جدا ہو جاتے ہین پس وہان یہ گمان نہین ہو سکتا کہ یہ فرضون کے اندر داخل ہین بخلاف پچہلے نفلون کے کہ وہ
اکثر اوقات نماز کے ساتہہ متصل ہوتے ہین پس وہان یہ گمان ہو سکتا ہے کہ شاید یہ بہی فرض مین داخل ہین
پہر فرمایا کہ سفر مین نفل پڑہنے کو باب مین علماء کو پانچ قول پر اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ سفر مین نفل پڑہنے
مطلق منع ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مطلق جائز ہین اور بعضے نوافل راتبہ اور مطلقہ کے درمیان فرق کرتے
ہین یعنے فرضون کے پہلی اور پچہلی سنتین پڑہ لے اور تہجد و وتر وغیرہ نوافل مطلقہ کو نہ پڑہے اور یہی مذہب ہے
ابن عمر رضہ کا جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے انسے روایت کی ہے اور بعضے رات اور دن کے نفلون مین فرق کرتے ہین

٨٥٣

اور بعضے کہتے ہین کہ فرضون سے پہلے نفل پڑھ لیوے اور پیچھے نہ پڑھے اسلئے اور بعضے کہتے ہین کہ نفلون مین
قصر جائز ہے اور بعضے حالت نزول اور سیر مین فرق کرتے ہین یعنے حالت نزول مین پڑھ لیوے اور حالت سیر
مین نہ پڑھے واللہ اعلم وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سفر مین فجر کی دو رکعتین سنت پڑھی **ف** یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جو صحیح مسلم وغیرہ مین
موجود ہے کہ آپ سفر مین فجر کی نماز سے پہلے سو گئے اور نماز قضا ہو گئی جب جاگے تو وضو کیا اور سنتین پڑھین
پھر فجر کی نماز پڑھی فتح الباری مین لکھا ہے کہ صاحب ہدی نے کہا کہ سفر مین فجر کی سنتون کے سوا اور نمازونکی
سنتونکا پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین نہ پہلی سنتون کا اور نہ پچھلیونکا لیکن ابو داؤد اور ترمذی
مین براء رض سے روایت ہی کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کیے سو مین نے آپ کو کبھی نہین دیکھا
کہ سورج ڈھلنے ..... ظہر سے پہلے دو رکعتین ترک کی ہون اور شاید یہ حدیث صاحب ہدی کے نزدیک ثابت
نہ ہوئی ہوگی اسی واسطے اُسنے مطلق نفی کر دی کہ آپنے سفر مین فجر کی سنتون کے سوا کوئی سنت نہین پڑھی
اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور بخاری نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ دو رکعتین ۸۵۴
سنت ظہر کی نہین بلکہ زوال کی سنتین ہین واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى
الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلَّى ثَمَانِيَ
رَكَعَاتٍ فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلٰوةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ترجمہ ابن ابی لیلی سے روایت
ہی کہ ہمکو کسی نے خبر نہین دی کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو مگر ام ہانی (علی رض
کی بہن) اسنے اُس نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن میرے گھر مین غسل کیا پھر آپنے آٹھ رکعتین
چاشت کی نماز پڑھی سو مینے آپ کو کبھی نہین دیکھا کہ اس سے زیادہ تر ہلکی نماز پڑھی ہو اور قرات اور دعاؤن مین
تخفیف کی ہو (سوا اسکے کہ رکوع اور سجدہ کو تمام اور پورا کیا **ف** غرض اس حدیث سے اسجگہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی اور ابن عباس رض کی حدیث سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ اس
وقت مسافر تھے اور فرض نماز کو قصر کرتے تھے پس اس سے ثابت ہوا کہ سفر مین راتبہ سنتون کے سوا اور نفل پڑھنے
جائز ہین پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی اگر کوئی کہے کہ چاشت کی نماز اور کئی حدیثون سے
ثابت ہو چکی ہے کما سیاتی پس ابن ابی لیلی کی اس نفی کا کیا معنے ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اُسنے فقط اپنے علم کی
نفی کی ہے اور عدم علم سے عدم فی الواقع لازم نہین آتا **وَ**قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[باب] صلوٰۃ التطوع بالليل في السفر على ظهر راحلته حيث توجهت به ترجمہ عامر بن ربیعہ رضہ سے روایت ہے کہ انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سفر مین رات کو وقت اپنی سواری پر نفل یعنے تہجد پڑہی جسطرف کہ سواری آپکے ساتھ متوجہ ہوتی (اُسی طرف آپ بہی منہ کرکے نماز پڑہتے جاتے تھے) **ف** اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ سفر مین فرضون کے پہلے اور پیچھلی سنتون کے سوا اور نفل پڑہنے جائز ہین پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حدثنا** ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني سالم بن عبد الله عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسبح على ظهر راحلته حيث كان وجهه يومي برأسه وكان ابن عمر يفعله ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین اپنی سواری پر نفل پڑہا کرتے تھے جس طرف آپ کا منہ ہوتا (اُسی طرف) سر سے اشارہ کرتے اور ابن عمر رضہ بہی سواری پر نفل پڑہا کرتے تھے یعنے تہجد اور بعض نوافل مطلقہ جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر مین نوافل مطلقہ پڑہنے جائز ہین پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور جاننا چاہیے کہ اس باب کی حدیثین کئی قسم کے نفلون کو شامل ہین قسم اول وہ نفل ہین جو ۸۵۵
فرضون سے پہلے ہین اور قسم دوم وہ نفل ہین جنکا کوئی وقت مقرر ہے جیسے کہ چاشت کی نفل ہین اور قسم سوم وہ نفل ہین جو رات مین پڑہے جاتے ہین اور قسم چہارم مطلق نفل ہین جنکا کوئی وقت معین نہین ہے پس سفر مین یہ چارون قسمون کے نفل پڑہنے جائز ہین اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث ابن عمر رضہ کی معارض ہے اُس حدیث کی جو پہلے باب مین اُنہی سے گذر چکی ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر مین نفل پڑہتے کبھی نہین دیکھا سو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد نفی سے راتبہ سنتین ہین یعنے وہ نفل ہین جو فرضون سے پہلے اور پیچھے پڑہے جاتے ہین اور اس باب کی حدیث سے مطلق نفل مراد ہین جیسے کہ تہجد اور وتر وغیرہ ہین پس ان دونو حدیثون مین کچھ تعارض نہین اور بعضے کہتے ہین کہ کبھی آپنے بیان جواز کے واسطے نفلون کو ترک کر دیا ہوگا پس نفی اور اثبات دو حالتون پر محمول ہین یعنے کبھی پڑہے اور کبھی نہ پڑہے پس دونو حدیثون مین تطبیق ہوگئی اور تعارض دفع ہوگیا اور وجہ امام بخاری نے مرفوع حدیث کے بعد موقوف حدیث بیان کی تو فائدہ اسکا یہ ہے کہ یہ امر منسوخ نہین ہوا بلکہ ہمیشہ لوگون کا اسپر عمل رہا ہے اور نیز یہ دلیل ہے اسپر کہ اسکا کوئی معارض نہین اور نہ اس سے کوئی راجح ہے واللہ اعلم

باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء سفر مین شام اور عشا کی نماز کو جمع کرکے پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے **ف** سفر مین دو نمازون کو ایک وقت مین جمع کرکے پڑہنا بہت حدیثون سے ثابت ہے جیسا کہ بیان اسکا ابہی آویگا لیکن علمار کو اس مسئلے مین اختلاف ہے بعضے اہل علم کہتے ہین کہ سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا مطلق جائز ہے یعنے خواہ حالت سیر مین ہو خواہ نہ ہو اور خواہ سیر مین جلدی چلنا مقصود ہو اور خواہ نہ ہو اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ

اور تابعین کا اور ساتھ اسی کے قائل ہیں امام شافعی اور احمد اور اسحاق اور ثوری اور اشہب مالکی اور امام بخاری اور
بعضے کہتے ہیں کہ سوا عرفات اور مزدلفہ کے اور جگہہ جمع کرنا مطلقًا درست نہیں ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور
اور نخعی اور حسن اور صاحبین کا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب سفر میں بہت جلدی چلنے کی ضرورت ہو تو جمع کرنا جائز ہے
ورنہ نہیں یہ مشہور قول امام مالک کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب حالت سیر میں ہو تو اسوقت جمع کرنا درست ہے
اور جب کسی جگہہ میں مقام کرے تو اسوقت جمع کرنا درست نہیں یہ قول ابن حبیب کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جسکو
عذر ہو اسکو جمع کرنا جائز ہے دوسری کو درست نہیں یہ اوزاعی کا قول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جمع تاخیر درست
ہے جمع تقدیم درست نہیں ہے یعنے مثلًا اگر ظہر اور عصر کی نماز کو عصر کے وقت میں جمع کریں تو جائز ہے اور اگر دونوں کو
ظہر کے وقت میں جمع کریں تو جائز نہیں یہ روایت امام مالک اور احمد سے ہے اور ابن حزم کا بھی یہی قول ہے
لیکن سب قولوں میں صحیح اور قوی پہلا ہے باقی سب اقوال مرجوح ہیں اور ضعیف ہیں **حدثنا** علی بن عبد اللہ
قال حدثنا سفیان قال سمعت الزہری عن سالم عن ابیہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین
المغرب والعشاء اذا جد بہ السیر ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ جب چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
جلدی میں لاتا یعنے کہیں بہت جلدی ہوتی تو اسوقت مغرب اور عشا کو جمع کیا کرتے تھے **و** قال ابراہیم بن طہمان
عن الحسین المعلم عن یحیی بن ابی کثیر عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ ۸۵۶
علیہ وسلم یجمع بین الصلوۃ الظہر والعصر اذا کان علی ظہر سیر ویجمع بین المغرب والعشاء
ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں یا حالت سیر میں ہوتے
تو ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑھا کرتے تھے اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا کرتے تھے **و** عن حسین عن یحیی بن ابی کثیر
عن حفص بن عبید اللہ بن انس عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوۃ
المغرب والعشاء فی السفر وتابعہ علی بن المبارک عن یحیی عن حفص عن انس جمع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں مغرب اور عشا کو جمع کرکے پڑھا کرتے
تھے **ف** ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرکے پڑھنا مطلق جائز ہے
خواہ سفر میں جلدی چلنے کی ضرورت ہو اور خواہ نہ ہو اور خواہ مسافر حالت سیر میں ہو اور خواہ حالت نزول میں
اور اس باب میں سنن وغیرہ حدیث کی کتابوں میں بہت حدیثیں آچکی ہیں بخوف طول سب کو یہانپر نقل نہیں
کیا گیا فقط دو تین حدیثوں کو بطور نمونہ کے نقل کیا جاتا ہے سو پہلی حدیث یہ ہے جو کہ بخاری اور مسلم وغیرہ
حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کی اور مزدلفہ میں
مغرب اور عشاء کی نماز جمع کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے جیسے کہ فتح الباری

…فات اور مزدلفہ مین دو نمازون کو جمع کرنا اسواسطے جائز ہوا کہ حاجیون کو اُسکی سخت حاجت
ہوتی ہے اسلیے کہ اُسوقت حج کی عبادتون مین مشغول ہوتے ہین اور یہ علت سب سفرون مین موجود ہے
کہ مسافر بھی سفر کے کاروبار مین مشغول ہوتے ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ سفر مین بھی دو نمازون کو جمع
کرکے پڑہنا جائز ہے اور جب سفر مین جمع کرنا اس حدیث سے ثابت ہوا تو جمع تقدیم بھی اس سے ثابت
ہوگئی کہ آپنے عرفات مین ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت مین جمع کیا اور قسطلانی نے کہا ہے کہ اگر بالفرض اس
باب مین سوای اس حدیث کے اور کوئی حدیث بھی نہ ہوتی تو یہی حدیث کافی دلیل تھی اسپر کہ سفر مین جمع
تقدیم جائز ہے زہری نے کہا کہ مینے سالم سے پوچھا کہ سفر مین ظہر اور عصر کو جمع کرنا جائز ہے یا نہین اُسنے کہا
کہ عرفات مین لوگون کی نماز کو نہین دیکھا یعنے دو نمازون کو سفر مین جمع کرنا جائز ہے اور دوسری
حدیث وہ ہے جو اسی کتاب مین ابن عباس سے پہلے گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین ظہر اور عصر
کی نماز جمع کی اور مغرب اور عشا کی نماز جمع کی تو [illegible] ون سفر اور مینہ کے اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ
سفر مین جمع کرنا جائز ہے اسلیے کہ جب حرج کے واسطے دو نمازون کو جمع کرنا گہر مین جائز ہوا تو سفر مین جمع
کرنا بطریق اولی جائز ہوگا کہ سفر بالاتفاق عذر ہے اسیوجہ سے اُسمین قصر اور افطار جائز ہے اور نیز یہ حدیث ۸۵۷
بھی عام ہے جمع تقدیم اور تاخیر دونو کو شامل ہے پس جمع تقدیم بھی جائز ہوگی تیسری حدیث یہی جو موطا
مین معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک مین نماز مین تاخیر کی پہر باہر تشریف
لائے اور ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑہا پہر داخل ہوئے اور نکلے اور مغرب و عشا کو جمع کیا اس حدیث سے بھی ثابت
ہوا کہ سفر مین دو نمازون کو جمع جائز ہے خواہ مسافر حالت سیر مین ہو اور خواہ حالت نزول مین ہو اسلیے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت سفر مین تہے اور ایک جگہہ اُترے ہوئے تہے کذا قاله الشافعي في الام اور ابن عبد البر
نے کہا کہ یہ حدیث بڑی واضح دلیل ہے اوپر رد اُس شخص کے جو جمع کو حالت سیر کیساتہہ خاص کرتا ہے اور
یہ قاطع ہے واسطے التباس اور جگڑے کے انتہی اور امام الحرمین نے کہا کہ جمع بین الصلوتین مین ایسی حدیثین
ثابت ہو چکی ہین جو اس مسئلے مین نص ہین تاویل کی اُنمین مطلق گنجائش نہین اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور
تابعین اور ائمہ مجتہدین کا جیسے کہ اوپر گذرا لیکن حنفیہ کہتے ہین کہ سفر مین دو نمازون کو جمع کرکے پڑہنا جائز
نہین ہے اور ان حدیثون کی یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اُنسے جمع صوری ہے یعنے ظہر اخیر وقت مین پڑہی اور
عصر اول وقت مین پڑہی تو یہ ظاہر مین جمع معلوم ہوتی ہے حقیقت مین جمع نہین سو جواب اسکا کئی وجہ سے
ہے وجہ اول یہ ہے جو امام خطابی وغیرہ نے کہا ہے کہ سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا رخصت اور اجازت ہے سو اگر اسکو
جمع صوری پر محمول کیا جاوے جیسے کہ حنفیہ کہتے ہین تو یہ جمع رخصت نہین رہیگی بلکہ سخت مصیبت ہو جاویگی

اور وقت پر نماز پڑھنی مشکل ہو جاویگی اسلیے کہ اول اور آخر وقت تو خاص لوگ بھی مشکل سے معلوم کر سکتے ہیں
عوام کا تو کیا ہی ٹھکانا ہے اور صریح حدیثیں یہ ہین کہ ایک نماز کے وقت مین دو نمازین جمع ہوتی ہین انتہی اور
ابن عبد البر اور خطابی کی کلام پر یہ اعتراض کرنا (کہ اول اور آخر وقت انکل سے معلوم ہو سکتا ہے خصوصاً قافلے
کہ جہان ایک جماعت کثیر آدمیون کی حاضر ہوتی ہے تو وہان صاحب شناخت بھی ہوتے ہین) کچھ چیز نہین
یعنے یہ اعتراض محض غلط ہے اسلیے کہ انکل اور ظن سے اول وقت کی شناخت کرنا خواص لوگون کا کام ہے
اور یہ رخصت عام نمازیون اور مسافرون کے واسطے ہے اور بعضے اینن سے بلکہ اکثر ایسے ہین کہ انکو اس بات مین
کچھ سمجھ اور انکل نہین اور نیز بسا ہے مسافرون کے ساتھ قافلے نہین پائے جاتے ہین بلکہ بہت بیچارے مسافر تو ایسے
ہین کہ انکو دوسرا رفیق بھی نہین ملتا ہے تنہا انکو سفر کرنا پڑتا ہے پس حق بات یہی ہے کہ جمع صوری رخصت
نہین بن سکتی ہے اور وہ جمع جو شرعا رخصت ہے سفر مین وہ جمع صوری نہین ہو سکتی ہے انتہی کذا قالہ الشیخ سلام اللہ
الحنفی فی المحلی شرح الموطے پس معلوم ہوا کہ تاویل جمع صوری کی باطل ہے اور رخصت کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مسلم مین روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ آپکی امت کو حرج نہو وجہ دوم یہ ہے ۸۵۸
کہ حدیثین جمع کی صریح ہین اس باب مین کہ آپنے دو نمازون کو ایک وقت مین جمع کیا انمین یہ کوئی قید نہین کہ دونو
کو پہلی نماز کے وقت مین جمع کیا یا دوسری نماز کے وقت مین جمع کیا پس یہ حدیثین مطلق مین جمع تقدیم اور تاخیر
دونو کو شامل ہین اور جب عموم انکا جمع تقدیم کو شامل ہوا تو جمع صوری پر اسکو محمول کرنا باطل ہوا وجہ سوم یہ ہے کہ
حدیثین جمع کی صریح ہین اسمین کہ آپنے دو نمازون کو ایک نماز کے وقت مین جمع کیا سو اگر یہ جمع جمع صوری ہوتی
تو ایک نماز کا وقت نہ کہا جاتا بلکہ دونو وقتو نکا نام لیا جاتا وجہ چہارم یہ ہے کہ بہت حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ آپنے
دو نمازون کو پہلی نماز کے وقت مین جمع کیا جیسے کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے اور آیندہ بھی آویگا اور جب جمع تقدیم
ثابت ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ جمع صوری کی تاویل باطل ہے وجہ پنجم یہ ہے کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح
موطا مین لکھا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت کی نصوص ظاہر پر محمول ہین جب تک کہ کوئی قطعی مانع نہو اور یہان
کوئی قطعی مانع نہین پس جمع بین الصلوتین کو جمع حقیقی پر محمول کیا جاویگا نہ صوری پر وجہ ششم یہ ہے کہ جمع تاخیر
مین بعضی ایسی حدیثین بھی ہین کہ انمین اس تاویل کو مطلق گنجایش نہین چنانچہ ابو داؤد مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے مین سورج غروب ہوا سو آپنے سرف مین پہونچکر دونو نمازین جمع کین پھر ابو داؤد
نے ہشام سے نقل کیا کہ مکے اور سرف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے اور جب کہ سورج ڈوب جانے کے بعد
دس میل تک چلے اور مقام سرف مین پہونچکر دو نمازون کو جمع کیا تو معلوم ہوا کہ پہلی نماز کا وقت بالکل نکل گیا تھا
اسلیے کہ بعد غروب کے مغرب کے وقت مین دس میل چلنا ممکن نہین کہ ریل اسوقت موجود نہین تھی پس معلوم ہوا

جمع صوری کی تاویل قطعاً باطل ہے اور نیز عبد اللہ بن عمر رض سے صحیحین وغیرہ مین روایت ہے کہ انہون نے مکہ کے
راستے مین سرخی ڈوب جانے کے بعد مغرب اور عشا کو جمع کیا اور کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے
کہ جب آپکو جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو جمع کرتے پس ان وجوہات سے ثابت ہوگیا ہے کہ جمع
صوری کی تاویل باطل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسکو مجاز پر حمل کرنا باطل ہے وجہ ہفتم یہ ہے کہ صحیح مسلم مین ابن
عباس رض سے صریح آچکا ہے کہ آپنے جمع اسواسطے کی کہ آپ کی امت کو حرج نہو سو اگر جمع سے مراد جمع
صوری ہوتی تو حرج مین نہ ڈالنے کے کوئی معنے نہتے اسلیئے کہ نماز کو اول وقت اور آخر وقت مین پڑھنا بالاتفاق
جائز ہے خواہ کوئی نماز کو اول وقت مین پڑھے اور خواہ آخر وقت مین اختیار ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین ہے
اور اس صورت مثلاً مغرب کو اخیر وقت پڑھنا اور عشاء کو اول وقت پڑھنا موجب رفع حرج نہین ہو سکتا
کہ اس قسم کی وسعت اور تخفیف تو پہلے ہی جاری تہی اور نماز کو اول اور آخر وقت مین پڑھنا ابتدا سے جائز
تہا پھر راوی نے ابن عباس رض سے کیا چیز عجب سُنی جو اسکی علت پوچھی اور ابن عباس رض کس چیز کو حرج ٹھیرایا اور ٨٥٩
کس چیز کو دافع حرج بیان فرمایا پس معلوم ہوا کہ مراد انکی جمع حقیقی تہی نہ جمع صوری اور اسی کو انہون نے دافع
حرج ٹھیرایا ورنہ اس سے لازم آویگا کہ اُسوقت سے پہلی نماز کو آخر وقت مین پڑھنا اور دوسری نماز کو اول وقت
مین پڑھنا جائز نہ تہا حالانکہ یہ امر قطعاً باطل ہے پس ثابت ہوا کہ جمع حقیقی کی تاویل باطل ہے اور جب یہ تاویل باطل ہوگئی
تو بنا بر اسکے معلوم ہوا کہ حنفیہ کی دلیلون کو نقل کرکے انکا بھی مختصر جواب لکھا جاوے تو جاننا چاہیئے کہ حنفیہ جو سفر مین دو
نمازین جمع کرنے کو جائز نہین سمجھتے تو وہ اس باب مین کئی دلیلین پیش کرتے ہین اول دلیل انکی وہ آیتین
اور حدیثین ہین جو اوقات کی تعیین کرتی ہین مثل قول اللہ تعالے کی انّ الصّلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً
موقوتاً یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانون پر فرض وقت مقرر کی گئی سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ
یہ حدیثین جمع بین الصلوتین کی تعیین اوقات کی مخالف نہین ہین اسلیئے کہ بعض صورتون مین کسی نماز کا وقت
کسی قدر وسیع ہوجانا اور مشترک ہونا درمیان دو نمازون کے یہ بھی افراد توقیت مین سے ہے مثلاً ظہر کا وقت مغرب تک
وسیع ہوگیا اور عصر کا وقت زوال سے شروع ہوگیا اور اُسوقت مین ظہر اور عصر دونو نمازین مشترک ہوگئین تو
اس صورت مین توقیت فوت نہین ہوتی ہے اسی وجہ سے ظہر کی نماز قبل زوال اور بعد مغرب کے پڑھنی جائز نہین
ہے البتہ توقیت اسوقت فوت ہوجاتی جب ہم کسی وقت کی تخصیص کرتے اور ہر وقت پڑھنا جائز تبلاتے واذ لیس
فلیس مثلاً عشاء اور وتر کی نماز کو بعد مغرب کے طلوع صبح صادق تک وسعت ہے اور اُسوقت مین عشا اور وتر دونو
مشترک ہین باایں ہمہ موقت ہونا بھی اسپر صادق آتا ہے پس اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ جمع بین الصلوتین
مین توسیع اوقات ہے نہ رفع تعیین اور توقیت اور توسیع اوقات موقت ہونے کی منافی نہین ہے کما مر فی العشاء

والوتر وجہ دوم یہہ ہے کہ جسطرح جمع بین الصلوتین سفر مین مخالف ہے ان آیات توقیت کی اسی طرح جمع بین الصلوتین
عرفات اور مزدلفہ مین بہی مخالف ہے ان آیات توقیت کی فما ہو جوابکم فہو جوابنا وجہ سوم یہہ ہے کہ جب جمع بین الصلوتین
عرفات اور مزدلفہ کی حدیثون سے ان آیات توقیت کی تخصیص ہوگئی تو اب آیات بالاتفاق ظنی ہوگئین اسلیے
کہ عام بعد تخصیص کے بالاتفاق ظنی ہوجاتا ہے کما تقرر فی الاصول اور ظنی کی تخصیص قیاس سے بہی جائز ہے پس
جمع بین الصلوتین فی السفر کی حدیثون سے ان آیات کی تخصیص بالاتفاق جائز ہوگی بلکہ بطریق اولے جائز ہوگی
پس سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا بالاتفاق جائز ہوگا اور تخصیص ان آیات کی ان حدیثون سے جائز ہے ساتھ
ان چار وجہون کے جو قراءۃ فاتحہ خلف الامام کی بحث مین گذر چکی ہین اور دوسری دلیل حنفیہ کی یہہ ہے جو کہ
صحیحین مین ابن مسعود رضہ کی روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے نہین دیکہا مگر اپنے وقت
پر مگر دو نمازین مغرب اور عشاء کہ آپنے انکو مزدلفہ مین جمع کیا سو جواب اسکا بہی کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہہ ہے کہ
جمع بین الصلوتین کی حدیثین چودہ صحابہ سے مروی ہین پس اتنے صحابہ کے سامنے ابن مسعود رضہ کی روایت سے
استدلال کرنا کیسے جائز ہوگا اور اگر بالفرض ابن مسعود کی حدیث کو ان چودہ صحابہ کی حدیثون پر مقدم کیا جاوے
اور تسلیم کیا جاوے کہ جس جمع کو ابن مسعود رضہ نے نہین دیکہا وہ درست نہین تو پہر حنفیہ پر یہہ بہاری مصیبت آویگی کہ ٨٦٠
جمع بین الظہر والعصر عرفات مین بہی درست نہ ہوگی اسلیے کہ ابن مسعود رضہ کی اس نفی کا عموم جمع فی العرفہ کو بہی شامل
ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور اگر کوئی کہے کہ نہ ذکر کرنا ابن مسعود رضہ کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تہا تو
اسکا جواب یہہ ہے کہ شہرت تو دونو نمازون کی برابر ہے اسلیے کہ جتنے لوگ اس حج مین شریک تہے وہ سب جیسے کہ مغرب
اور عشاء کی نماز مین شریک ہونگے اسی طرح ظہر اور عصر کی نماز مین بہی شریک ہونگے اور وہ سب کہین چلے نہین
ہونگے پس اس سے لازم آتا ہے کہ بنا بر اس شہرت کے جمع فی المزدلفہ کو بہی ذکر نہ کرتے پہر ابن مسعود رضہ نے
اس جمع کو کیون ذکر کیا فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز کہا جاویگا کہ جمع فی السفر بہی قرن صحابہ مین مشہور تہی اسلیے کہ چودہ
صحابی اسکے راوی ہین اسیواسطے ابن مسعود رضہ نے اسکو بہی ذکر نہین کیا پس محمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگا وجہ دوم
یہہ ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہین یا ہم مفہوم کے قائل
ہین لیکن جب منطوق اسکو معارض ہو تو ہم منطوق کو مفہوم پر مقدم کرتے ہین اور جمع جائز ہونیکے باب مین بہت
حدیثین ثابت ہوچکی ہین پس انکے منطوق کو اس مفہوم پر مقدم کیا جاویگا وجہ سوم یہہ ہے جو کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے
محلی شرح موطا مین لکہا ہے کہ مینے دیکہا مسند ابو یعلی مین طریق سے ابن لیلی کے وہ روایت کرتا ہے ابن مسعود سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین دو نمازون کو جمع کیا کرتے تہے پس جب ابن مسعود رضہ سے سفر مین جمع کرنا ثابت ہوچکا
تو اب بخاری کی حدیث سے جمع فی السفر کی نفی نکالنی جائز نہین ہوگی بلکہ بخاری کی حدیث کو حالت نزول پر محمول کیا جاوے

باقی مفصل جواب اسکا کلام المتین مین موجود ہے شائق اسکا مطالعہ کرے اور تیسری دلیل حنفیہ کی یہ ہے جو کہ
امام محمد رح نے اپنے موطا مین لکھا ہے کہ ہمکو عمر رض سے یہ روایت پہونچی ہے کہ انہون نے اطراف مین اپنے عالمون
کو لکھ بھیجا اور انکو دو نمازین ایک وقت مین جمع کرنے سے منع کیا اور انکو زجر کی کہ ایک وقت مین دو نمازون کو جمع
کرنا گناہ کبیرہ ہے سو جواب اسکا بھی کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا صحیحین وغیرہ
کی حدیثون سے ثابت ہو چکا ہے چنانچہ تفصیل اسکی معیار الحق وغیرہ مین موجود ہے پس عمر فاروق کی ممانعت
کو جمع بلا عذر پر محمول کیا جاویگا جیسا کہ شاہد ہے اسپر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم کا اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کے
تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے وجہ دوم یہ ہے کہ اگر عمر فاروق رض کی اس ممانعت کو عام رکہا جاوے تو عرفات
اور مزدلفہ مین بھی جمع کرنا درست نہ ہوگا کہ علت نہی کی دونو مین ایک ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا وجہ سوم یہ ہے کہ جب
صحیحین وغیرہ کی حدیثون سے سفر مین جمع کرنا ثابت ہو چکا تو اب یہ قول حضرت عمر رض کا مرفوع حدیثون کے مقابلے
مین لائق حجت نہین ہوگا اور جس حدیث مین عرفات مین جمع کرنا آیا ہے وہ حدیث ضعیف او متروک ہے کہ اسکا ایک
راوی سلیمان ضعیف ہے اور دوسرا راوی خالد شیعہ ہے جیسا کہ تقریب مین موجود ہے پس یہ زیادتی مقبول نہین ہوگی
اور چوتھی دلیل حنفیہ کی یہ حدیث ہے جو کہ ترمذی مین ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جو شخص دو نمازون کو بغیر عذر کے ۸۶۱
جمع کرے پس وہ آیا دروازے پر کبیرے گناہ کے سو جواب اسکا بھی کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے
اسلیے کہ اسکی اسناد مین حنش یعنے حسین بن قیس واقع ہوا ہے اور وہ ضعیف و متروک اور کذاب ہے ابو علی رحبی نام ہے
جیسا کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا مین لکھا ہے کہ حسین بن قیس واہی ہے اور ترمذی نے کہا کہ حنش ضعیف
ہے نزدیک اہل حدیث کے ضعیف کہا ہے اسکو احمد وغیرہ نے اور حافظ نے تقریب مین فرمایا کہ حنش متروک ہے اور
نور الدین نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین لکھا ہے کہ حسین بن قیس کذاب ہے اور تخریج ہدایہ مین لکھا ہے کہ حنش بن
قیس محض واہی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور جب اسکا ضعیف ہونا ثابت ہوا تو استدلال
کرنا اس سے صحیح نہ ہوگا وجہ دوم یہ ہے کہ خود ابن عباس رض سے صحیح مسلم مین کئی طریقون سے جمع بین الصلوتین ثابت
ہو چکا ہے بلکہ اسکی تفسیر بھی اُن سے مروی ہے اول نماز کے وقت دو نمازون کو جمع کیا اور پہلی نماز کے وقت نکل جانے
کے بعد دونو کو جمع کیا پھر باوجود اسکے اس حدیث ضعیف سے استدلال کرنا کیونکر صحیح ہوگا وجہ سوم یہ ہے کہ خود اسی قول
مین موجود ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے جمع کرے اسکو یہ گناہ ہوتا ہے سو بغیر عذر کے جمع کرنے کا کوئی بھی قائل نہین
پس سفر مین جمع کرنا اس سے خارج ہوگا کہ سفر بالاتفاق عذر ہے وجہ چہارم یہ ہے کہ جب صحیحین وغیرہ کی حدیثون سے
سفر مین دو نمازون کا جمع کرنا ثابت ہو چکا تو اب انکے مقابلے مین ابن عباس رض کے قول سے استدلال کرنا بالاتفاق جائز
نہین ہوگا کہ صحابی کا قول مرفوع حدیث کے مقابلے مین بالاتفاق حجت نہین اور شیخ عبد الحق کا یہ احتمال کرنا کہ شاید

یہ حدیث متکلم فیہ ہوگی محض باطل ہے جبتک کہ کوئی دلیل اسپر قائم نہ ہو اور نیز یہ احتمال مسلم کی سب حدیثون مین جاری ہے
پس اس سے سب حدیثین بیکار ہو جاوینگی نعوذ باللہ من ذلک اور نیز اگر بالفرض متکلم فیہ ہونا اُسکا تسلیم بھی کیا جاوے
تو کہا جاویگا کہ امام بخاری اور مسلم کی تصحیح اور توثیق اُسکو کافی ہے اسلیے کہ وہ سب محدثین کے سردار ہین اور خود
یہی شیخ لکھتے ہین کہ امام بخاری تصحیح اسانید اور تنقید رجال مین فوق الکل ہے پس اندرین صورت شیخین کی تصحیح سب پر
مقدم ہوگی اور یہ احتمال محض گاؤ خورد ہو جاویگا اور بعضے حنفی یہ حدیث پیش کرتے ہین کہ آپنے فرمایا سونے مین تفریط
نہین بلکہ تفریط جاگنے مین ہے کہ تاخیر کیجاوے نماز دوسری وقت تک اور جمع تاخیر مین بھی ایک نماز کو دوسری نماز تک تاخیر
کیا جاتا ہی پس وہ بھی اس حدیث سے منع ہوگی تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حدیث تفریط کی عام ہے اور حدیثین جمع کی خاص ہین
اور تخصیص عام کی ساتھ خاص کے بالاتفاق جائز ہے کما مر فی قراۃ خلف الامام پس سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا
اس حدیث سے مستثنی رہیگا اور نیز یہ حدیث اس شخص کے حق مین ہے جو بلا عذر نماز کو تاخیر کرے نہ اُسکے حق مین
جو مسافر ہو اور نیز اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو عرفات اور مزدلفہ مین دو نمازون کو جمع کرنا بھی جائز نہین ہوگا
فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور نیز یہ حدیث آپنے فجر کی نماز کے وقت مین فرمائی تھی اور اسوقت کسی نماز کو جمع کرنا منظور
نہ تہا نہ ظہر اور عصر کو اور نہ مغرب اور عشا کو پس یہ حدیث جمع بین الصلوتین کو مانع نہ ہوگی اور بعضے حنفی یہ حدیث پیش ۸۶۲
کرتے ہین جو ابن عمر رض سے روایت ہی کہ انہون نے سفر مین مغرب کی نماز کو تاخیر کیا یہانتک کہ سرخی ڈوبنے سے پہلے
اُترے پھر مغرب کو پڑہا پھر عشا کو پڑہا سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی کہ اسکا راوی ضعیف ہی جیسے کہ تقریب
اور تہذیب التہذیب مین لکھا ہے اور نیز یہ دوسرے واقعہ کا ذکر ہے اور جو حدیث ابن عمر رض سے پہلے گذر چکی وہ دوسرے
واقعہ کا ذکر ہے پس اگر کبھی سرخی ڈوبنے سے پہلے مغرب کو پڑہا ہو تو اُس سے ہمارا کیا حرج ہے اور نیز پہلی حدیث
صحیحین کی ہے پس اُسکو ترجیح دیجاویگی اس حدیث پر اور نیز فعل ابن عمر رض کا مخالف ہی صحیح حدیثون کے جنسے
جواز جمع تقدیماً و تاخیراً ثابت ہوتا ہے پس صحیح حدیثون کے مقابلے اس سے استدلال کرنا صحیح نہین ہوگا
خاصکر ایسی حالت مین کہ ابن عمر رض سے اسکا برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہی اور نیز یہ حدیث مجہولۃ الکیفیت ہی اور روایات
مبینۃ الکیفیۃ مین پس اُنکو ترجیح ہوگی پس اس بیان بابرہان سے ثابت ہوگیا کہ سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا جائز ہے
ظہر کو عصر کے ساتھہ ملا کر پڑہ لیوے اور مغرب کو عشا کے ساتھہ ملا کر پڑہ لیوے اور خواہ جمع تقدیم کرے اور خواہ تاخیر کرے
دونو طرح سے جائز ہے اور شیخ عبدالحق نے بھی بعد بحث طویل کے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ جمع حقیقی بھی روایتون
سے ثابت ہی مگر جمع تقدیم کے واسطے تین شرطین ضرور ہین ایک یہ کہ پہلی نماز کو دوسری نماز پر مقدم کرے برعکس نکرے
دوسری یہ کہ اُنکے درمیان کوئی نفل نہ پڑہے تا دونو نمازین ایک نماز کی مانند ہو جاوین تیسری یہ کہ پہلی نماز کے وقت
جمع کی نیت کر لیوے اور جمع تاخیر کے واسطے فقط نیت شرط ہے اور کوئی شرط نہین اور اگر پہلی نماز کے وقت جمع کی نیت

نکرے تو گنہگار ہوگا اور نماز قضا کرے اور فجر کی نماز کو ظہر کے ساتھ جمع کرنا اور عصر کو مغرب کو ساتھ جمع کرنا جائز نہین
ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا اور یہ سب احکام مسافر کے ہین اور بعض تابعین
کہتے ہین کہ مریض کو بعض نمازون کا جمع کرنا جائز ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین احمد اور اسحاق اور بعضے کہتے
ہین کہ مینہ کو عذر سے بہی نمازون کو جمع کرنا جائز ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور احمد اور اسحاق
اور بعضے کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کی واسطے اپنے گہر مین جمع کر لیوے تو اسکو بہی جائز ہے بشرطیکہ
اسکو عادت نہ ٹہیرا رکہے اللہ بیان اسکا مفصل طور سے اوپر گذر چکا ہے **باب** هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا
جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جب کوئی شخص مغرب اور عشا کی نماز کو جمع کرکے پڑہے تو کیا انکے ساتھ اذان بہی
کہے یا فقط تکبیر پر اکتفا کرے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس باب کی دونون حدیثون مین اذان کا صریح ذکر
نہین لیکن ابن عمر رض کی حدیث مین ہے کہ جب انکو جانے کی جلدی ہوتی تو مغرب کو قائم کرتے سو اس سے
نفس اذان مراد نہین بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ مغرب کی نماز کے لیے اقامت کہتے تھے یعنی فقط تکبیر پر اکتفا کرتے تھے پس
معلوم ہوا کہ تکبیر پر اکتفا کرنا کافی ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی ابن عمر کی حدیث کے بعض طریقون میں آیا ہے ٨٦٣
کہ ابن عمر رض اتر پڑے اور نماز کے واسطے تکبیر کہی اور مغرب اور عشاء کو جمع کرکے پڑہا اور وہ سفر مین کسی نماز کو واسطے
اذان نہین کہا کرتے تہے رواہ الدارقطنی اور شاید کہ امام بخاری نے اپنی عادت قدیم کے موافق اشارہ کر دیا ہے
اسطرف کہ یہ مسئلہ باب کا اس حدیث کی بعض طریقون مین ثابت ہے لیکن چونکہ وہ روایت انکی شرط پر نہین تہی اس
واسطے انکو اپنی کتاب مین بیان نہ کیا پس مطابقت ان حدیثون کی ترجمہ باب سے ظاہر ہو گئی اور بعضون نے لکہا کہ
حدیثون مین باب کے مطلق نماز کا ذکر آیا ہے پس مراد اس سے پوری نماز ہوگی یعنے جو نماز کہ تمام ارکان اور شرائط
اور سنتون کے ساتھ ادا کی جاوے اور ایسی نماز مین اذان اور اقامت بہی داخل ہے پس مطلب ہوا کہ جمع بین الصلوتین
کے وقت اذان بہی کہے اور تکبیر بہی کہے اور اگر فقط تکبیر پر اکتفا کرے تو یہ بہی جائز ہے واللہ اعلم **حدثنا**
أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ
سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا
يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ
حَتّٰى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ
جب آپ کو سفر مین چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو تاخیر کرتے یہانتک کہ اسکو عشاء کی نماز سے ملا کر
پڑہتے اور سالم نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رض بہی سفر مین ان نمازون کو جمع کر لیا کرتے تہے جب انکو جانے کی جلدی

ہوتی تو مغرب کی نماز کے لیئے تکبیر کہتے سو اُسکو پڑہتے تین رکعتین پہر سلام پہیرتے پہر تہوڑا سا ٹہیر جاتے یہانتک
کہ عشاء کو واسطے تکبیر کہتے اور اُسکو دو رکعتین پڑہتے پہر سلام پہیرتے اور دونو نمازون کے درمیان نفلون کی کوئی
رکعت نہ پڑہتے اور بعد عشاء کے کوئی نماز پڑہتے یہان تک کہ رات کو درمیان اوٹہتے یعنے تہجد کو واسطے اور اُسکو
ادا کرتے **ف** یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کی جو ابن عمر رض سے اوپر گذر چکی ہے کہ میںنے آپکو سفر مین
نفل پڑہتے کبہی نہین دیکہا سو وجہ تطبیق اُسکی اوپر گذر چکی ہے کہ مراد حدیث مذکور سے فقط نماز کی بعد کی سنتین
ہین تہجد وغیرہ نوافل مطلقہ اس نفی مین داخل نہین ہین **حدثنی** اسحاق قال اخبرنی عبد الصمد
قال حدثنی حرب قال حدثنا یحیی قال حدثنا حفص بن عبید الله بن انس ان انسا حدثہ ان
رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان یجمع بین ہاتین الصلوتین فی السفر یعنی المغرب والعشاء
ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین ان دو نمازون کو جمع کیا کرتے تہی یعنے مغرب
اور عشاء کو **ف** مطابقت اس حدیث کی باب سو اس طور پر ہے کہ یہ حدیث مجمل ہے اور حدیث ابن عمر رض
۸۶۴ کی جو مذکور ہوئی اُسکی مفسر ہے کہ اُسمین ایک حکم کا بیان ہے اور مجمل مفسر کی تابع ہوتی ہے تو گویا یہ دونو حدیثین
ایک حدیث ہی جسکی مطابقت اوپر مذکور ہوئی **باب** یؤخر الظہر الی العصر اذا ارتحل قبل ان تزیغ
الشمس سورج ڈہلنے سی پہلے کوچ کری تو ظہر کی نماز کو عصر تک تاخیر کرے یعنے عصر کے وقت مین دونو کو ملا کر پڑہے
ف فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام بخاری کے نزدیک جمع تاخیر اُسی شخص کے حق مین
خاص ہے جو سورج ڈہلنے سی پہلے کوچ کری اور ظہر کے وقت داخل ہونے سی پہلے چل پڑے اور جو شخص سورج
ڈہلنے کی بعد کوچ کرے سو وہ جمع تقدیم کرے فیہ عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیہ وسلم یعنے اس باب
مین ابن عباس رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے **ف** مراد اس حدیث سی وہی حدیث ابن عباس رض
کی ہے جو اس سے پہلے باب الجمع فی السفر مین گذر چکی ہے کہ جب آپ سیر کی حالت مین ہوتے تو ظہر اور عصر کو جمع کیا
کرتے ہتے اسلیے کہ اسمین جمع کو سیر کی حالت کی ساتہہ قید کیا ہے اور حالت سیر مین اکثر اوقات آپ سوار ہوتے
تہی اور سواری کی حالت مین جمع کرنے کا کوئی قائل نہین پس معلوم ہوا کہ مراد اس سے جمع تاخیر ہے اور تائید کرتی ہی
اُسکی وہ حدیث جو یحیی بن عبد الحمید نے ابن عباس رض سے اپنی مسند مین روایت کی ہے اسلیے کہ اسمین صریح
آچکا ہی کہ آپنے ظہر کو عصر تک تاخیر کیا اور اُسکی سند مین گو مقال ہے لیکن متابعت کی صلاحیت رکہتی ہے
حدثنا حسان الواسطی قال حدثنا المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شہاب عن انس
بن مالک قال کان رسول الله صلی الله علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر الی وقت
العصر ثم یجمع بینہما واذا زاغت صلی الظہر ثم رکب ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ تہی حضرت صلی اللہ

علیہ السلام جب کوچ کرتے سورج ڈھلنے سے پہلے تو ظہر کو عصر تک تاخیر کرتے پھر دونوں کے درمیان جمع کرتے تھے
اور اگر کوچ کرنے سے پہلے ڈھل جاتا تو ظہر کو پڑھ کر کوچ کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسافر سورج ڈھلنے
سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کو عصر تک تاخیر کرے پھر دونوں کو ملا کر پڑھے پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے

باب إِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ گر مسافر سورج ڈھلنے سے پیچھے کوچ کرے
تو ظہر پڑھ کر سوار ہووے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ
الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ
ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فقط جمع تاخیر کرتے تھے جمع تقدیم نہیں کرتے تھے لیکن اسحاق بن راہویہ نے یہ حدیث شبابہ سے
اس طرح پر روایت کی ہے کہ جب آپ سفر میں ہوتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑھتے پھر کوچ
کرتے روایت کیا ہے اسکو اسماعیلی نے اور اسکی علت یہ بیان کی کہ اسحاق اسکے ساتھ شبابہ سے منفرد ہوا ہے ٨٦٥
پھر اسحاق سے بھی سوا جعفر فریابی کے کسی نے یہ روایت نہیں کی لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ یہ علت حدیث کی
میں قادح نہیں اسلیے کہ اسحاق اور جعفر دونوں امام اور حافظ ہیں پس انکا منفرد ہونا کچھ مضر نہیں کہ وہ فی نفسہ بڑے
امام اور حافظ ہیں اور حاکم کی اربعین میں بھی اسی قسم کی ایک حدیث آچکی ہے کہ جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ
کرتے تو ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھتے پھر کوچ کرتے اور اسمیں اسحاق کا واسطہ نہیں حافظ صلاح الدین نے کہا کہ
سند اسکی جید ہے پھر فرمایا کہ یہ حدیث اسحاق کی روایت کے واسطے متابعت قوی ہے لیکن اسکے ثبوت
میں نظر ہے اور مشہور جمع تقدیم میں وہ حدیث ہے جو ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن حبان نے معاذ بن
جبل سے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں جب آپ سورج ڈھلنے سے پیچھے کوچ کرتے تو عصر کو ظہر کیطرف جلدی
کرتے اور دونوں کو جمع کرتے پھر کوچ کرتے اور جب سورج ڈوبنے سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب کو عشا تک تاخیر کرتے
اور جب سورج ڈوبنے کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھتے پھر کوچ کرتے لیکن محدثین کی ایک
جماعت نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اسلیے کہ اسکے ساتھ قتیبہ منفرد ہوا ہے کہ اسکے سوا کسی نے اسکو لیث سے
روایت نہیں کیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ منفرد ہونا راوی کا ضعف کو اسی وقت مستلزم ہے جبکہ راوی
غیر ضابط اور غیر ثبت ہو اور اسکی روایت میں زیادہ تر حافظ اور زیادہ تر ضابط کی مخالف ہو اور جبکہ راوی منفرد
فی نفسہ ثقہ اور حافظ اور ثبت ہو اور کسی اثبت اور احفظ کے مخالف نہ ہو یا ہو مگر مخالف حفظ اور ضبط میں
اسکو مساوی ہو تو ان دونوں صورت اسکی روایت بالاتفاق مقبول ہے چنانچہ مقدمہ ابن صلاح میں لکھا ہے وان لم

يُخَالِفُ وَهُوَ عَدلٌ ضَابِطٌ فَصَحِيحٌ اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اب ہم کہتے ہین کہ قتیبہ فی نفسہ ثقہ اور ثبت
ہے جیسا کہ تقریب مین لکھا ہے ثقۃ ثبت اور وہ اس حدیث مین کسی اضبط اور ارجح کا مخالف بھی نہین ہے پس متفرد
ہونا اسکا اس حدیث کی صحت کو مضر نہ ہوگا اور نیز یہ زیادتی ثقہ کی ہے جب کسی ارجح اور اضبط کی مخالف نہ ہو تو وہ بالاتفاق
مقبول ہوتی ہے اور چونکہ یہ زیادتی قتیبہ کی کسی ارجح کے مخالف نہین اسلیے یہ بھی بالاتفاق مقبول ہوگی اور نیز قتیبہ
اس حدیث مین متفرد نہین بلکہ دوسری سند سے اسی قسم کی حدیث ابو داؤد مین موجود ہے جسمین قتیبہ کا واسطہ
نہین اور یہ مضمون ابن عباس سے بھی مروی ہے چنانچہ ابو داؤد کا قول عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَ حَدِيثِ الْمُفَضَّلِ
وَاللَّيْثِ اسپر صاف دلالت کرتا ہے اور بعضے لوگ ابو داؤد سے نقل کرتے ہین کہ اُسنے کہا کہ جمع تقدیم مین کوئی
حدیث قائم نہین اور حاکم سے نقل کرتے ہین کہ اُسنے اس حدیث کو موضوع کہا ہے سو جواب ابو داؤد کے قول
کا یہ ہے کہ اُسنے اپنی سنن مین حدیث ابو جحیفہ کی (جو کہ بخاری اور مسلم مین بھی موجود ہے) روایت کی ہے اور
اس سے صاف جمع تقدیم ثابت ہوتی ہے جیسا کہ معیار الحق اور اختیار الحق مین تحقیق اسکی مذکور ہے اور نیز
اُسنے یہی حدیث قتیبہ کی اپنی سنن مین روایت کی ہے اور اسپر کسی قسم کی جرح اور قدح نہین کی اور سوا تفرد قتیبہ
کی جو کہ صحت کی منافی نہین کچھ زبان پر نہین لایا اور نیز اُسنے بدون واسطہ قتیبہ دوسری سند بھی بیان کی ہے ۸۶۶
اور نیز ابن عباس سے بھی اس قسم کا مضمون نقل کر دیا پھر باوجود اتنی شہادتون کے کسطرح تسلیم کیا جاوے کہ یہ قول
ابو داؤد کا ہے فَمَنِ ادَّعَى خِلَافَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ بِالْبُرْهَانِ اور حاکم کے قول کا یہ جواب ہے کہ موضوع
کہنا اُسکا اس حدیث کو باعتبار اس شک کے ہے جسکی نسبت امام بخاری نے کہا ہے کہ بعض ضعفا نے یہ حدیث
قتیبہ پر داخل کر دی اور ضرور ہے کہ وہ سند ابو داؤد اور ترمذی کی سند کے سوا کوئی دوسری ہو اسلیے کہ ان
سندون مین ہرگز کوئی ضعیف راوی نہین اور جب کہ معتبر کتابون مین یہ حدیث ثقات کی سندون سے
ثابت ہو چکی تو اب اسکو موضوع کہنے کی کوئی وجہ نہین پس اس بیان سے حدیث قتیبہ کا صحیح ہونا ثابت ہوا اور اسکی
ثابت ہونے سے جمع تقدیم ثابت ہوئی اور جمع تقدیم کے ثابت ہونے سے یہ مسئلہ ختم ہوا اور زیادہ تحقیق اس مسئلے
کی معیار الحق مین مذکور ہے شائق اسکا مطالعہ کرے ومن جحد ذلك بعد العلم بما حققنا ۔ فنبيك على نفسه

بَابٌ صَلوٰةُ الْقَاعِدِ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا بیان

ف جاننا چاہیے کہ نفلون کو بیٹھ کر پڑھنا جائز
ہے اگرچہ آدمی کھڑے ہونے کی طاقت بھی رکھتا ہو لیکن جتنا ثواب کہ کھڑے ہو کر پڑھنے والے کو ملتا ہے وہ تنہا
ثواب بیٹھ کر پڑھنے والے کو نہین ملتا بلکہ اس سے آدھا ملتا ہے لیکن جو شخص کہ کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو
اسکو فرض نماز بیٹھ کر پڑھنے بالاجماع جائز نہین اور جو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسکو ہر نماز بیٹھ کر پڑھنی جائز
ہے خواہ فرض ہون اور خواہ نفل ہون اور اُسکو کھڑے نماز پڑھنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور مراد ترجمہ مین

بھی وہی شخص ہے جسکو عذر ہو اور طاقت قیام کی نہ رکھتا ہو کہ اسکو ہر نماز بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے خواہ فرض ہو یا
اور خواہ نفل ہوں اور خواہ امام ہو اور خواہ مقتدی ہو اور خواہ تنہا نماز پڑھنے والا ہو اور باب کی حدیثیں بھی اسی مسئلے
کی تائید کرتی ہیں کہ انمیں عذر کی قید مذکور ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ترجمہ معذور اور غیر معذور دونوں کو شامل ہو
لیکن اس تقدیر پر صورت جماعیہ جو مذکور ہوئی اس سے مستثنی رہیگی واللہ اعلم **حدثنا** قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فِیْ بَیْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰی جَالِسًا وَصَلّٰی وَرَاءَهٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ
قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ بیمار تھے سو آپ نے بیٹھے نماز پڑھی اور لوگوں نے
آپکے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی سو آپ نے انکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ
امام تو اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اسکی پیروی کی جاوے سو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع
سے سر اوٹھائے تو تم بھی سر اوٹھاؤ **ف** اسمیں اختلاف ہے کہ اگر امام بیٹھے عذر سے نماز پڑھاوے تو مقتدی کیا ٩٦٧
کریں امام احمد بموجب اس حدیث کے کہتے ہیں کہ مقتدی بھی امام کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھیں اور امام مالک کہتے ہیں
کہ بیٹھ کر نماز میں امامت کرنا درست نہیں اور امام اعظم اور امام شافعی رح کہتے ہیں کہ اگر امام عذر سے بیٹھا ہو تو مقتدی
کھڑے ہو کر نماز پڑھیں چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں بیٹھ کر امامت کی اور اصحاب نے آپکے پیچھے کھڑے
ہو کر نماز پڑھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھلے فعل سے یہ حدیث قولی منسوخ ہوئی اور بیان اس مسئلے کا مفصل
طور سے اوپر گذر چکا ہے **حدثنا** اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدِشَ اَوْ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَیْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَیْهِ
نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰی قَاعِدًا فَصَلَّیْنَا قُعُوْدًا وَقَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ
فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ
الْحَمْدُ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے سو آپ کی داہنی پہلو
چھل گئے سو ہم آپکے پاس خبر پوچھنے کو گئے سو نماز کا وقت آیا سو آپ نے بیٹھے نماز پڑھی اور آپ نے فرمایا کہ امام
تو اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اسکی پیروی کی جاوے سو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے
تو تم بھی رکوع کرو اور جب سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو اللہم ربنا
لک الحمد **ف** ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بیٹھے عذر سے نماز پڑھے اور کھڑا نہ ہو سکے تو جائز
ہے خواہ امام ہو اور خواہ تنہا پس مطابقت ان حدیثوں کی ترجمے سے ظاہر ہے **حدثنا** اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ

قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهٗ
سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ
قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَكَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا
فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ **ترجمہ** عمران بن حصین سے روایت ہے
(اور انکو بواسیر کی مرض تھی) کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم پوچھا سو آپ نے
فرمایا کہ جو کھڑے نماز پڑھے تو وہ بہتر ہے اور جو بیٹھے نماز پڑھے تو اسکو کھڑے کا آدھا ثواب ہے اور جو لیٹے نماز پڑھے
تو اسکو بیٹھے کا آدھا ثواب ہے **ف** اکثر علما کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بیمار کے حق میں ہے کہ جو بیٹھے فرض
پڑھتا ہے لیکن اگر چاہے تو تکلیف اٹھا کر کھڑے بھی پڑھ لے اور لیٹے فرض پڑھتا ہے لیکن تکلیف سے بیٹھ کر
بھی پڑھ سکتا ہے تو ایسے بیمار کو آدھا ثواب ہے اور جس بیمار سے اٹھا بیٹھا نہ جاوے تو اسکا ثواب پورا ہے
خواہ بیٹھے پڑھے خواہ کھڑے ہو کر پڑھے اور اس قسم کی ایک اور حدیث بھی آچکی ہے جو امام احمد نے انس رض سے
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے سو لوگوں کو بخار ہو گیا سو آپ مسجد میں آئے اور لوگ ٨٦٨
بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے سو اسوقت فرمایا کہ بیٹھے نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب کھڑے کا ہے اور یہی معنے صحیح ہیں اس
حدیث کا اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے اور ابو عبید اور ابن ماجشون اور قاضی اسماعیل اور ابن حبان
اور اسماعیلی اور داؤدی وغیرہ ایک جماعت اہل علم کہتے ہیں کہ یہ حدیث نفل نماز پر محمول ہے کہ غیر معذور کو
بیٹھے نفل پڑھنے جائز ہیں اسلیے کہ اگر فرض نماز بے عذر بیٹھے پڑھے تو جائز نہیں پس بیٹھے کو آدھے اجر
کا کوئی معنے نہیں اسکی تو سرے سے نماز ہی درست نہیں اور اگر عذر سے بیٹھے فرض پڑھے تو اسوقت قیام
ساقط ہے پس بیٹھے سے فضل نہیں ہوگا پس معلوم ہوا کہ اس حدیث سے نفل نماز مراد ہے لیکن اخیر فقرہ اس حدیث
کا اس معنے کو مخالف ہے اسلیے کہ غیر معذور کو جیسے کہ بیٹھے نماز پڑھنی درست ہے ویسے اسکو لیٹے نماز پڑھنی درست
نہیں ہے کہ بیٹھنا نماز کی صورتوں میں داخل ہے اور لیٹنا اونمیں داخل نہیں اور بعضے علما کہتے ہیں کہ نفلوں
کو ہر طور سے پڑھنا جائز ہے خواہ کھڑے پڑھے اور خواہ بیٹھے پڑھے یہ قول حسن بصری کا ہے اور ساتھ اسی
کے قائل ہے ایک جماعت اہل علم کی اور یہی ہے ایک وجہ نزدیک شافعیہ کے اور صحیح کہا اسکو متاخرین نے اور قاضی
عیاض نے یہ قول مالکیوں سے بھی نقل کیا ہے اور اس حدیث میں مطلق بیٹھکر پڑھنے کا ذکر آیا ہے انہیں بیٹھنے
کی کیفیت کا بیان نہیں کہ کسطور سے بیٹھکر نماز پڑھے لیکن اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جسطور سے پڑھے جائز ہے
لیکن فضیلت میں اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ چوکڑی مار کر بیٹھے اور بعضے کہتے ہیں کہ پاؤں کو بچھا کر

بیٹھی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے مخصوص ہین یعنے آنکو بیٹھے نماز پڑہنے
مین بھی کھڑے کے برابر ثواب ملتا ہے ساتھ دلیل اس حدیث کے جو صحیح مسلم وغیرہ مین عمرو بن عاص سے روایت ہے
کہ جب آپنے یہ حدیث فرمائی تو مین اسکو سنکر آپکے پاس حاضر ہوا اور آپ مسجد مین بیٹھے نماز پڑہتے تھے سو آپنے
فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اے عبداللہ مین نے آپ کو خبر دی آپنے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن مین تمہاری طرح
نہین ہون **باب** صَلوٰۃِ الْقَاعِدِ بِالْاِیْمَاءِ بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑہنے کا بیان یعنے اگر کوئی
بیٹھے عذر سے نماز پڑہے اور باوجود طاقت کے حقیقی رکوع سجود کے بدلے اشارہ سے رکوع سجود کرے تو
جائز ہے اور یہ ایک قول شافعیہ کا ہے دو قول سے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیون کے اور اصح نزدیک
متاخرین کی یہ قول ہے کہ جسکو رکوع سجود کی طاقت ہو اسکو اشارہ سے رکوع سجود کرنا جائز نہین ہے کہ حقیقی
رکوع سجود کرے اگرچہ لیٹے نفل پڑہنے جائز ہین یعنے رکوع سجود کی طاقت والے کو اسپر قیاس کرنا صحیح
نہین ہے کہ انہین رکوع سجود کی طاقت ہے اور اسمین سوا اشارہ کے کچھ طاقت نہین **حدثنا** اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ وَکَانَ
رَجُلًا مَبْسُوْرًا وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ مَرَّۃً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوۃِ ٨٦٩
الرَّجُلِ وَھُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی قَائِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ
صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ **ترجمہ** ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ امام بخاری
نے کہا کہ نائم کا معنے مضطجع ہے یعنے لیٹے نماز پڑہنے والا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود قدرت
کے اشارہ سے بیٹھکر رکوع سجود کرنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدا اسکی تفضیل ترک کی اور
اگر ناجائز ہوتا تو آپ اسکو بیان فرماتے **باب** اِذَا لَمْ یُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰی عَلٰی جَنْبٍ اگر کوئی شخص
بیٹھے نماز پڑہنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لیٹے نماز پڑہے کہ ایسے حال مین اسکو اس طور سے نماز پڑہنی جائز ہے
وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا لَمْ یَقْدِرْ عَلٰی اَنْ یَّتَحَوَّلَ اِلَی الْقِبْلَۃِ صَلّٰی حَیْثُ کَانَ وَجْھُہٗ یعنے عطا نے کہا کہ جب نمازی
قبلے کی طرف منہ پھیرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو جس طرف منہ کرکے نماز پڑہے پڑہے جائز ہے **ف** اس اثر سے
معلوم ہوا کہ جسکو بیٹھے نماز پڑہنے کی طاقت نہ ہو اسکو لیٹے نماز پڑہنی جائز ہے اسلیے کہ عجز کے وقت جیسے
کہ قبلے کے باب مین ایک فرض سے دوسرے کم فرض کی طرف انتقال ہوا اسی طرح عجز کے وقت لیٹی نماز مین بھی ایک فرض
دوسرے کم فرض کی طرف انتقال ہوا اور جب ایک محل جائز ہے تو دوسرا بھی جائز ہوگا پس مسئلہ باب کا اس سے
ثابت ہو گیا اور بعضے لوگ خیال کرتے ہین کہ جب بیٹھی نماز پڑہنے کی طاقت نہ ہو تو اسوقت آدمی سے
نماز معاف ہو جاتی ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ یہ خیال انکا غلط اور باطل ہے **حدثنا** عَبْدَانُ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ
كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ
فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ مجھکو بواسیر کی بیماری تہی سو مینے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا مسئلہ پوچہا کہ مین اس بیماری مین کسطرح نماز پڑہون سو آپنے فرمایا کہ کہڑے ہو کر
نماز پڑہ اور اگر تجہکو کہڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹہکر نماز پڑہ اور اگر تجہکو بیٹہنے کی طاقت بہی نہ ہو تو پہلو
پر لیٹ کر نماز پڑہ یعنے خواہ داہنے پر اور خواہ بائین پر لیکن افضل داہنا پہلو ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ اگر بیٹھے نماز نہ ہو سکے تو اُسوقت لیٹ کر نماز پڑہے اور اسکو کسی حال مین ترک نہ کرے پس مطابقت حدیث کی
باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ مریض کو بیٹہ کر نماز پڑہنی اسوقت جائز ہے جبکہ کہڑے ہونے
کی طاقت بالکل نہ رکہتا ہو قاضی عیاض نے اس قول کو شافعی سے حکایت کیا ہے اور امام مالک اور احمد اور اسحاق
سے روایت ہے کہ طاقت نہ ہونا شرط نہین بلکہ تکلیف ہونا شرط ہے گو طاقت موجود ہو اور شافعیہ کے نزدیک
مشہور یہ بات ہے کہ اگر کہڑے ہونے مین سخت تکلیف ہو یا بیماری زیادہ ہونے کا خوف ہو یا ہلاک ہونے کا خوف
ہو تو بیٹھے نماز پڑہنی جائز ہے اور تہوڑی تکلیف کافی نہین ہے اور جو شخص کشتی مین سوار ہو تو اُسکے ۸۷۰
حق مین سر کا پہرنا بہی سخت تکلیف مین داخل ہے اور اگر اُسمین کہڑے ہو کر نماز پڑہنے مین غرق کا خوف ہے
تو وہ بہی سخت تکلیف مین داخل ہے یعنے ان صورتون مین بہی بیٹہ کر نماز پڑہنی جائز ہے اور جو شخص جہاد
مین چہپ کر بیٹہا ہو اور جانے کہ جب مین کہڑے ہو کر نماز پڑہونگا تو مجہکو دشمن دیکہ لیویگا تو اُسکو بہی
بیٹھے نماز پڑہنی جائز ہے یہ ایک قول شافعیہ کا ہے اور تکلیف مین اختلاف ہے جمہور کہتے ہین کہ قیام اور قعود تکلیف
مین دونو برابر ہین کہ جیسے انتقال کے واسطے قیام مین مشقت کا ہونا ضروری ہے ویسے ہی قعود مین بہی اسکا ہونا
ضرور ہے اور امام الحرمین دونو مین فرق کرتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر بیٹھ نہ سکے تو اپنے پہلو پر لیٹ کر نماز پڑہے
تو اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ نماز پڑہنے سے عاجز کے وقت پہلو پر لیٹ کر نماز پڑہنی جائز ہے اور یہ قول جمہور علما
کا ہے اور حنفیہ اور بعض شافعیہ سے یہ روایت ہے کہ پہلو پر نہ لیٹے بلکہ چت لیٹے اور اپنے پاؤن قبلے کی طرف
کرے اور اشارہ سے رکوع سجود قبلے کی طرف کرے اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رح کا اور شارح فارسی نے لکہا ہے
کہ حنفیہ کے نزدیک پہلی صورت بہی جائز ہے گو مختار نہین لیکن علی رض کی حدیث مین واقع ہوا ہے کہ چت لیٹنا
اُسیوقت جائز ہے جب کہ پہلو پر لیٹنے کی طاقت نہ رکہتا ہو سو یہ دلیل ہے اسپر کہ اگر چت لیٹنے کی طاقت بہی نہ
رکہتا ہو تو اسوقت نماز معاف ہے اور یہی قول ہے حنفیہ اور مالکیہ اور بعض شافعیہ کا کہتے ہین کہ ان چار صورتون
کے سوا اور کوئی صورت حدیث مین نہین آئی اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ اگر چت لیٹ کر نماز پڑہنے کی طاقت

تو سر سے اشارے کے ساتھ نماز پڑہے یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے نماز پڑہے وہ کہتے ہین کہ نماز عقل کے ساتھ
معلق ہے سو جبتک عقل باقی رہیگی تکلیف ساقط نہین ہوگی لیکن یہ صورتین حدیث مین ثابت نہین ہین کما
مر لنتھے ملخصًا فتح **باب** اِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ اَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ جب کوئی شخص عذر سے
بیٹھے نماز پڑہے پہر نماز کے اندر اس عذر سے صحت پاوے یا کچھ تخفیف پاوے اسقدر کہ کہڑا ہو سکے تو باقی نماز کہڑ
ہو کر تمام کرے **ف** جو آدمی کسی عذر سے بیٹھ نماز شروع کرے اور پہر نماز کے اندر اُسکو اس عذر سے صحت
حاصل ہو جاوے یا کچھ تخفیف ہو جاوے تو اُسپر تمام نماز کا دوہرانا واجب نہین بلکہ جو باقی ہو اُسکو پورا کرے یہی قول ہے
جمہور علماء کا کہ نماز کو پہر پڑہنا ضرور نہین کہتے اور محمد بن حسن سے روایت ہے کہ تمام نماز کو دوہرانا واجب ہے
سو امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا کہ یہ قول مردود ہے **وَ** قَالَ الْحَسَنُ اِنْ شَاءَ الْمَرِيْضُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ
قَاعِدًا وَّرَكْعَتَيْنِ قَائِمًا ترجمہ یعنے حسن بصری نے کہا کہ اگر بیمار چاہے تو دو رکعتین بیٹھے پڑہے اور دو
رکعتین کہڑے ہو کر پڑہے **ف** مطلب اس قول کا یہ ہے کہ اگر بیمار دو رکعتین بیٹھے پڑہے پہر صحت پاوے
تو اُسکو اختیار ہے کہ خواہ ساری نماز کو ابتدا سے کہڑے ہو کر دوہراوے اور خواہ پہلی نماز پر بنا کرے اور باقی دو
رکعتین کہڑے ہو کر پڑہ لیوے پس مطابقت اس اثر کی باب سے ظاہر ہو گئی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ
٨٧١ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى اَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَاُ قَاعِدًا حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ
يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَاَ نَحْوًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً ثُمَّ رَكَعَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو رات کی نماز بیٹھ کر پڑہتے کبہی نہین دیکہا یہانتک کہ آپ بوڑہے ہوئے سو آپ رات کی نماز مین بیٹھے
قرارت پڑہا کرتے تہے یہانتک کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کہڑے ہوتے سو تیس یا چالیس آیت کی قدر پڑہتے
پہر رکوع کرتے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى
عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَاُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ نَحْوٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ
فَقَرَاَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَضٰى صَلٰوتَهٗ نَظَرَ فَاِنْ
كُنْتُ يَقْظٰى تَحَدَّثَ مَعِيَ وَاِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بیٹھے نماز پڑہا کرتے تہے سو بیٹھے قرارۃ پڑہتے سو جب آپکی قرارت بقدر تیس یا چالیس آیت کے باقی رہتی
تو کہڑے ہوتے اور اُسکو کہڑے ہو کر پڑہتے پہر رکوع کرتے پہر سجدہ کرتے اور دوسری رکعت مین بہی اسیطرح کرتے
اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو نظر کرتے سو مین اگر بیدار ہوتی تو مجہ سے بات چیت کرتے اور اگر مین سوتی ہوتی

تولیٹ جاتے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی عذر سے پہلے بیٹھے نماز شروع کرے پھر نماز کے
اندر کسی قدر کھڑے ہونے کی طاقت پاوے تو اسکو باقی نماز کھڑے ہو کر پورا کرنا جائز ہے یعنے تمام نماز کو نئے سر سے
دوہرانا واجب نہین کہ اوپنے طول قرات کی وجہ سے کچھ نماز بیٹھے پڑھی پھر کسی قدر قیام کی طاقت پائی تو باقی نماز
کھڑے ہو کر پوری کی پس مطابقت اس حدیث کی دوسری جز باب سے ثابت ہو گئی اور چونکہ بعض نماز کا بیٹھے پڑھنا
اور بعض کا کھڑے پڑھنا دونو صورتون مین پایا جاتا ہے تو اس علت سے پہلے مسئلے باب کے ساتھ بھی اسکی مطابقت
ثابت ہوئی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جطرح کچھ نماز بیٹھے پڑھنا اور کچھ کھڑے ہو کر پڑھنا جائز ہے
اسیطرح کچھ نماز کھڑے پڑھنا اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اسلیے کہ ان دونو حالتون مین کچھ فرق نہین اور
حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص عذر سے نماز کو لیٹ کر شروع کرے پھر نماز کے اندر بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی
طاقت پاوے تو باقی نماز کو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور دوہرانے کی کچھ حاجت نہین

کِتَابُ التَّهَجُّدِ

یہ کتاب ہے بیان مین تہجد کے ف تہجد کا معنے رات کو سونا اور رات کو جاگنا دونو آیا ہے بعض کے ۸۷۲
نزدیک ہجود رات مین سونے کو کہتے ہین اور تہجد رات مین جاگنے کو کہتے ہین اسی سبب سے بعض نے کہا کہ
تہجد خواب کی ترک کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین تہجد کہتے ہین اس نماز کو جو رات کو وقت نیند سے جاگ کر پڑھی
جاتی ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **بَابُ التَّهَجُّدِ** بِاللَّيْلِ رات مین نماز تہجد کے مشروع ہو
کا بیان ف امام بخاری کی غرض اس باب سے فقط نماز تہجد کا جواز ثابت کرنا ہے اسکا کوئی حکم بیان کر
مقصود نہین اور سب علما کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ رات کی نماز یعنے تہجد امت پر فرض نہین مگر بعض شا
لوگ قدما سے اسکو فرض کہتے ہین اور امام بخاری نے بھی اسبات کی تصریح کی ہے کہ تہجد کی نماز امت پ
فرض نہین ہے جیسے کہ عنقریب بیان اسکا آویگا وَ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ یع
رات سے بعض جاگتا رہ ساتھ نماز تہجد کے کہ وہ زیادتی ہے واسطے تیرے ف جاننا چاہیے کہ علما کو اس
باب مین اختلاف ہے کہ تہجد کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسطرح سے خاص ہے بعضے کہتے ہین کہ نما
پنجگانہ کی طرح تہجد کی نماز بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرض ہے تو وہ اس آیت کا یہ معنے کرتے ہین
کہ یہ فرض زیادہ ہے واسطے تیرے یعنے اسکی فرضیت تیرے ساتھ مخصوص ہے امت پر پانچ نمازون کی طرح
یہ نماز فرض نہین تو گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین چھ نمازین فرض ہوئین اور امت کے حق مین پانچ
نمازین فرض ہوئین اور بعضے کہتے ہین کہ تہجد کا فرض ہونا جیسے کہ امت کے حق مین منسوخ ہے اسی طرح حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بھی منسوخ ہوگیا ہے امام نووی نے کہا کہ یہی بات صحیح ہے کہ آپکے حق مین تہجد
کا فرض ہونا منسوخ ہوگیا ہے اور یہی مذہب ہے امام بخاری کا جیسے کہ مستقل باب مین آئندہ آویگا پس یہ لوگ جو کہ
نسخ کے قائل ہین وہ تہجد کو سنت کہتے ہین اُنکے نزدیک مراد نافلۃ لک سے زیادتی درجون کی ہے یعنے اس نماز مین
درجون کا بلند اور زیادہ ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خاص ہے اس لیے کہ اور لوگون کو فرض اور نفلون سے
درجے حاصل نہین ہوتے بلکہ وہ نماز مین اُنکے گناہ کا کفارہ ہوتے ہین اور چونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مغفور مطلق ہین اور خدا نے آپکے اگلے پچھلے گناہ سب بخشدیے ہین تو اُنکے حق مین نماز موجب بلندی درجون
کا ہے جو اور خلقت کو میسر نہین مجاہد نے کہا کہ نفل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خاص ہین اور اُنکی حق
مین نفل نہین بلکہ گناہ کا کفارہ ہے پس معلوم ہوا کہ اُس سے آپکے درجے بلند ہوتے ہین اور مراتب عالیہ حاصل ہوتے
ہین اور اگر کوئی کہے کہ جب آپکے سب گناہ خدا نے بخشدیے ہین تو نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ آپکے حق مین کیونکر
لازم ہوئے ہونگے پس دنیا مین آپکی نماز ایسی ہوگی جیسے کہ بہشت مین بہشتیون کی تسبیح ہوگی یہ نہین کہ آپکی نماز
873 تکلیف کی وجہ سے ہو یہ قول امام الحرمین کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر خدا تعالی کسی چیز کو واجب کرے تو واجب ہو جاوے
گی اگرچہ اُسپر کوئی وعید وارد نہ ہو تو اندرین صورت تکالیف شرعیہ کا آپکے حق مین باقی رہنا محال نہین بوجہ معصوم
ہونے آپکی جانب وعید سے یہ قول قاضی کا ہے تو دونو صورتون مین آپ گناہ سے معصوم ہین نہ آپکے حق مین
کوئی گناہ ہے اور نہ عتاب اور اگر کوئی کہے کہ جب آپ گناہ سے معصوم ہین تو پھر قرآن مین آپکو استغفار کرنے
کا کیون حکم ہوا حالانکہ استغفار تو اسی چیز سے ہوتا ہے جو قابل مغفرت ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ استغفار مقید ہے
ساتھہ فرض اور تقدیر کے یعنی اگر بالفرض و التقدیر مجھہ سے کوئی گناہ صادر ہو اور تیری عصمت مجھکو گناہ سے مانع نہو تو
مین اس سے مغفرت چاہتا ہون اور یا یہ استغفار آپ کا اپنی امت کے گناہون کے واسطے تھا واللہ اعلم بالصواب

باب استغفار کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ
ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَ
لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَ
لِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ
لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ
فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ
إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ

سُفْیٰنُ قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ اَبِیْ مُسْلِمٍ سَمِعَہٗ مِنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات سے تہجد کی نماز پڑہنے کو اٹہتے تہے تو یہ دعا
پڑہتے تہے کہ الٰہی اے ہمارے رب تجہ ہی کو حمد ہے اور جو حمد کہ ظاہر مین دوسرے کو ہے وہ بہی تیری ہی طرف راجع ہی تو ہی ہے
آسمانون اور زمین کا تہامنے والا اور جو انکے درمیان ہے (یعنے آدم اور جن اور فرشتے وغیرہ مخلوقات کا کہ اگر ایک طرفۃ
العین بہی تیری نظر اپنی ہٹ ہے تو تمام عالم فنا ہو جاوے) اور تجہ ہی کو شکر ہے تو ہی آسمانون اور زمین اور انکے
درمیان والون کی رونق اور روشنی (یعنے تو ہی ہے انکو روشن کرنے والا تجہ ہی سے راہ پاتا ہے جو انکے
درمیان ہے اور یا تو پاک ہے ہر عیب سے) اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو ہی آسمان اور زمین اور انکے درمیان
والون کا بادشاہ ہے (یعنے سب تیرے حکم مین ہین اور تیرے فرمان کے تابع ہین) اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو
سچ مچ ہے (یعنے تیرا وجود حق اور ثابت ہے اور باقی کل فانی ہین) اور تیرا وعدہ بہی سچ ہے اور تیرا ملنا بہی سچ
ہے (یعنے آخرت مین تیرا دیدار حق ہے یا مخلوق کو آخرت مین عملون کا بدلہ دینا حق ہے) اور تیرا قول حق ہے
یعنے جو تونے فرمایا اور جس چیز کی خبر دی سب سچ ہے) اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے (یعنے اسوقت
وہ دونو موجود ہین) اور پیغمبر حق ہین اور خاصکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ سب سے اشرف اور افضل ہے حق ہین اور ٨٧٤
قیامت حق ہے جس طور کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفصیل بیان فرمائی یعنے یہ سب چیزین سچ مچ مین ان
مین کچہ شک نہین الٰہی مین تیرا تابعدار ہون اور مین تیرے ساتہہ ایمان لایا اور تجہہ پر مینے بہروسا کیا اور تیری طرف
مینے رجوع کیا اور مین تیری مدد سے جہگڑتا ہون کہ تونے مجہکو معجزات اور دلائل دیئے اور تیری ہی طرف مین جہگڑا
رجوع کرتا ہون کہ تو فیصل کرے (یعنے اس شخص کا جہگڑا جو حق سے انکار کرے) سو بخشدے مجہکو جو کہ مینے آگے کیا اور جو
پیچہے ڈالا اور جو کہ مینے چہپایا اور جو ظاہر کیا اور یا جو زبان سے نکلا اور دل مین گذرا تو ہی آگے کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
اور تو ہی پیچہے ڈالتا ہے جسکو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہین سوای تیرے راوی کو شک ہوا کہ آپنے لا الٰہ
الا انت فرمایا یا لا الٰہ غیرک لیکن مطلب دونو کا ایک ہے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ آیا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ
یعنے نہین طاقت پہرنے کی گناہ سے اور نہ قوت بندگی کی مگر ساتہہ مدد اللہ کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدلہ
عملون کا حق ہے اور یہ کہ ایمان لانا واجب ہے اور یہ کہ خدا ہی پر بہروسا کرنا چاہیے اور اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے
اور یہ کہ جب کوئی دعا مانگے تو مستحب ہے کہ اسکے اول مین خدا کی تعریف پڑہے اور اسکا حمد کہے اور یہ جو آپنے
فرمایا کہ بخشدے مجہکو تو اسواسطے فرمایا کہ اسمین اپنی کسر نفسی اور تواضع ہے اور نیز اسمین خدا کی تعظیم اور بزرگی
پائی جاتی ہے اور نیز اسمین امت کی تعلیم ہے کہ امت بہی آپ کا اسمین اقتدا کرے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم
ہوا کہ رات کو اوٹہہ کر تہجد کی نماز پڑہنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے باب

فَضْلِ قِیَامِ اللَّیْلِ تہجد کی نماز کی فضیلت کا بیان **ف** نماز تہجد کی فضیلت کے باب مین بہت حدیثین اور
آثار آچکے ہین چنانچہ خدا نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکے بدلے مقام محمود یعنے شفاعت کبرے کا وعدہ فرمایا
ہے اسواسطے امت کو بھی ضرور ہے کہ اسمین آپکی پیروی کرین تاکہ انکو بھی اس انعام سے حصہ ملے اور خدا نے قرآن
مین رات کو اُٹھنے والون کی کئی جگہہ مدح فرمائی ہے سب سے زیادہ تر واضح یہ آیت ہے کہ کوئی جی نہین جانتا جو
پوشیدہ کیا ہے خدا نے واسطے اُنکے ٹھنڈک آنکھہ سے اور تہجد کی فضیلت کے باب مین سب حدیثون سے زیادہ
صریح یہ حدیث ہے جو کہ صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرض نماز کے بعد سب نمازون سے افضل تہجد کی
نماز ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز فجر کی سنتون سے بھی افضل ہے امام نووی نے کہا کہ یہی بات قوی ہے
لیکن چونکہ اس حدیث کے وصل اور ارسال مین اختلاف ہے اسواسطے فجر کی سنتین اس سے مستثنے ہونگی کہ صحیح مسلم
مین ہے کہ دو رکعتین فجر کی بہتر ہین تمام دنیا سے اور جو اُسکے درمیان ہے اور وہ افضل ہین جو رکعتون سے
جو رات کو درمیان پڑھی جاوین اور مراد حدیث ابوہریرہ سے یہ ہے کہ مطلق نفل رات کے دن کے مطلق نفلون سے
افضل ہین پس فجر کی سنتین اسمین داخل نہین ہونگی پس اس سے حدیثون مین تطبیق ہوگئی اور تعارض دفع ہوگیا ۸۷۵
اور قسطلانی مین لکھا ہے کہ فرض نماز کے بعد وتر کو سب نمازون پر فضیلت ہے بعد اُسکے فجر کی سنتون کو
سب پر فضیلت ہے حکایت ہے کہ کسی شخص نے جنید بغدادی رح کو موت کے بعد خواب مین دیکھا سو اُسنے پوچھا کہ
خدا نے تمہارے ساتھہ کیا معاملہ کیا انہون نے جواب دیا کہ ہماری سب عبادتین اکارت ہوگئین اور ہمارے سب
اشارات (جو معارف اور حقائق مین کیا کرتے تھے) فانی اور برباد ہوگئین اور نہ نفع دیا ہمکو کسی عبادت نے
مگر ان رکعتون نے جنکو ہم رات کو درمیان پڑھا کرتے تھے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ
الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ الرَّجُلُ فِیْ حَیَاةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰی رُؤْیَا قَصَّهَا
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّیْتُ اَنْ اَرٰی رُؤْیَا فَاَقُصَّهَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَکُنْتُ اَنَامُ فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَرَاَیْتُ فِی النَّوْمِ کَاَنَّ مَلَکَیْنِ اَخَذَانِیْ فَذَهَبَا بِیْ اِلَی النَّارِ فَاِذَا هِیَ مَطْوِیَّةٌ کَطَیِّ الْبِئْرِ وَاِذَا لَهَا
قَرْنَانِ وَاِذَا فِیْهَا اُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِیَنَا مَلَکٌ اٰخَرُ
فَقَالَ لِیْ لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَکَانَ بَعْدُ لَا یَنَامُ مِنَ اللَّیْلِ اِلَّا قَلِیْلًا ترجمہ عبد اللہ بن
عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین جب کوئی مرد خواب دیکھتا تھا تو اُسکو آپ سے بیان

کرتا تہا سو مینے تمنا کی اس بات کی کہ مین بہی کوئی خواب دیکہون اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرون
اور مین جوان لڑکا تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسجد مین سویا کرتا تہا سو مینے خواب مین دیکہا کہ گویا
کہ دو فرشتون نے مجہکو پکڑا اور دوزخ کیطرف لیگئے سو ناگاہ وہ کوئین کیطرح گول بنی تہی یعنے اُسکا منہ گول بنا ہوا
تہا اور یکایک اُسکی دو نو طرف دو قرآن یعنے دو کہونٹے یا دو دیوارین تہین اور ناگاہ اُسمین کئی لوگ تہے جنکو
مین پہچانتا تہا سو مین دوزخ کو دیکہکر کہنے لگا کہ مین اللہ کی پناہ مانگتا ہون دوزخ سے سو تیسرے فرشتے نے
مجہسے کہا کہ تو مت ڈر سو مینے یہ خواب اپنی بہن حفصہ سے بیان کی اور حفصہ نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہا سو آپنے فرمایا عبد اللہ اچہا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز بہی پڑہتا سو اُس رات سے عبد اللہ بن عمر رات کو بہت
کم سوتے تہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز کو دوزخ سے بچانے کی بڑی تاثیر ہے سو اس سے تہجد
کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور وجہ مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی **بَابُ** طُوْلِ السُّجُوْدِ فِیْ
قِیَامِ اللَّیْلِ رات کی نماز مین مستحب ہے کہ سجدہ لنبا کرے اسلیے کہ اس ہیئت مین ذلت اور تضرع بہت ہے
اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ سجدے مین آدمی خدا سے بہت قریب ہوتا ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْیَمَانِ قَالَ
اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۸۷۶
کَانَ یُصَلِّیْ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً کَانَتْ تِلْکَ صَلٰوتَهٗ یَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِکَ قَدْرَ مَا یَقْرَاُ اَحَدُکُمْ
خَمْسِیْنَ اٰیَةً قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ رَاْسَهٗ وَیَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَضْطَجِعُ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی
یَاْتِیَهُ الْمُنَادِیْ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتین نماز پڑہا کرتے
تہے یعنے رات مین یہ اُنکی ہمیشگی کی نماز تہی اُس سے ایک سجدہ اسقدر لنبا کرتے کہ آدمی پچاس آیتین پڑہ سکے
سر اٹہانے سے پہلے اور پڑہتے دو رکعتین فجر کی نماز سے پہلے یعنے فجر کی سنتین پہر اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جاتے
یہانتک کہ موذن نماز کی اطلاع دینے کو آپ پاس آتا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز مین سجدہ
لنبا کرنا مستحب ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابُ** تَرْکِ الْقِیَامِ لِلْمَرِیْضِ بیمار کو تہجد کی
نماز چہوڑ دینی جائز ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا
یَقُوْلُ اشْتَکَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَقُمْ لَیْلَةً اَوْ لَیْلَتَیْنِ ترجمہ جندب سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بیمار تہے سو آپنے ایک رات یا دو رات تہجد کی نماز نہ پڑہی **ف** فضائل قرآن مین اتنا لفظ زیادہ آیا
ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اُسنے کہا کہ اے محمد مین نہین دیکہتی مگر یہ کہ تیرے شیطان
نے تجہے چہوڑ دیا پس اسوقت خدا نے سورۂ والضحی اُتاری اور ابو حاتم نے جندب رضہ سے اسطور پر روایت کی ہے
کہ آپکی انگلی پر پتہر لگا سو اس سے خون نکلا سو آپنے فرمایا ھل انت الا اصبع دمیت فی سبیل اللہ مالقیت پہر آنحضرت

آنحضرت کی زندگی مین مسجد مین
سونا ثابت ہوا

دو یا تین رات قیام نہ کیا سو ایک عورت آپ پاس آئی سو اسنے کہا کہ تیرے شیطان نے تجھکو چھوڑ دیا ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
اِحْتَبَسَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَبْطَأَ عَلَيْهِ
شَيْطَانُهٗ فَنَزَلَتْ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى **ترجمہ** جندب رض سے روایت ہے کہ کچھ
دنوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی بند ہو گئی سو قریش کی ایک عورت (یعنے ابولہب کی بیوی جسکے حق
میں خدا تعالی نے حمالۃ الحطب فرمایا) نے کہا کہ اسکے شیطان نے اسپر دیر کی سو یہ سورہ نازل ہوئی والضحی و
اللیل اذا سجی ما ودعک ربک وما قلی (یعنے قسم ہے دہوپ چڑہتے وقت کی اور رات کی جب چہا جاوے
کہ نہ رخصت کیا تجھکو تیرے رب نے اور نہ بیزار ہوا) **ف** یہ حدیث تتمہ ہے پہلی حدیث کا اسلیے کہ مخرج دونوں کا
ایک ہے اگرچہ سبب مختلف ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَابُ** تَحْرِيْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو رات کی نماز اور
نفلوں پر رغبت دلانے کا بیان سوای واجب کرنے کو **ف** اس باب میں دو مسئلوں کا بیان ہے ایک ترغیب دینا اور ٨٢٧
دوسرا وجوب کی نفی کرنا سو ام سلمہ اور علی رض کی حدیث سے پہلا مسئلہ ثابت ہوتا ہے اور عائشہ رض کی حدیث سے
دوسرا مسئلہ ثابت ہوتا ہے بلکہ چاروں حدیثوں سے وجوب کی نفی نکلتی ہے اور اس باب میں نوافل کا بیان
تفسیریا واقع ہوا ہے اور الا غیر ایجاب کے ساتھہ اسکی کچھہ حاجت نہیں اور احتمال ہے کہ رات کا جاگنا نماز اور قرآن اور
ذکر وغیرہ سب کو شامل ہو پس اندرین صورت نوافل کا لفظ عطف خاص کا عام پر ہوگا **وَطَرَقَ** النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا لَيْلَةً لِلصَّلٰوةِ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات فاطمہ اور علی رض کے پاس آئے
رات کی نماز کی ترغیب دینے کو جیسے کہ ابہی آتا ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ
اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُّوْقِظُ
صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ **ترجمہ** ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سو کر جاگے سو فرمایا کہ سبحان اللہ آجکی رات کیا ہے رحمت کی گنج کے گنج اترے
ہیں اور آجکی رات کیا ہے فتنے اور فساد نازل ہوئے ہیں کوئی ہے کہ کوٹہریوں والی عورتوں کو جگا دے یعنے
اپنی بیویوں کو تاکہ تہجد پڑہیں بہت عورتیں دنیا میں پوشاک دار ہیں اور آخرت میں ننگی ہیں یعنے دنیا میں
باعزت ہیں اور آخرت میں گناہ سے انکی فضیحت ہوگی **ف** مراد اس سے جگانا محض واسطے اخبار نزول عذاب
اور رحمت کے کہ اسکی تاخیر دن تک ہی ممکن ہے اور نیز اس حدیث کے بعض طریقوں میں اتنا لفظ زیادہ آیا ہے

تاکہ نماز پڑہین پس اس سے رات کی نماز کی ترغیب ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ رات کی نماز واجب نہین کہ
آپنے اُسکو اونپر لازم نہین کیا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور مراد رحمت کی خزانون سے وہ خزانے
ہین جو عبادت کرنے والون اور تہجد پڑہنے والون کے لیے نازل ہوتے ہین اور مراد فتنے فساد سے وہ بلائین
اور تکلیفین ہین جو گنہگارون کے واسطے نازل ہوتی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اس حدیث مین فتوح اسلام
اور اس امت کی فساد ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واقع ہونگے واللہ اعلم بالصواب۔ **حَدَّثَنَا**
اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ
اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ
بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ اَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ
فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ
مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ترجمہ علی مرتضے رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اُنکی اور فاطمہ رض کے پاس آئے سو فرمایا کہ کیا تم دونو رات کو نماز نہین پڑہا
۸۷۸ کرتی ہو سو مینے عرض کی کہ یا حضرت ہماری جانین خدا کے قابو مین ہین سو جب وہ ہمکو اوٹہلانے چاہتا ہے
تو ہم اوٹہتی ہین یعنے نیند سے سو جب مین نے یہ بات کہی تو آپ پہر کر چلے اور مجہہ سے کچہہ نہ بولے پہر مینے آپ سے سُنا
کہ پیٹہہ پہیرے ہوئے اپنی رانون پر ہاتہہ مارتے تہے اور کہتے تہے کہ انسان بڑا جہگڑالو ہے ف اس حدیث کی ایک طریق
مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہم کو نماز کے لیے جگایا پہر اپنے گہر کی طرف
پلٹ گئے اور کچہہ رات نماز پڑہتے رہے سو ہمارا کچہ آواز نہ سُنا پہر ہمارے پاس آئے اور ہمکو جگایا اس سے معلوم
ہوا کہ رات کی نماز کی بڑی فضیلت ہے والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے اور داماد کو ایسے آرام کے وقت
نہ جگاتے لیکن آپنے چاہا کہ وہ اس فضیلت کو حاصل کرین اور اس آرام کو چہوڑ دیوین پس مطابقت حدیث کی
باب سے ظاہر ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نماز واجب نہین کہ آپنے اسپر سکوت فرمایا اور اُسکو اونپر لازم نہ کیا اور
یہ جو آپنے اپنی رانون پر ہاتہہ مارا تو یہ اُنکے جلدی جواب دینے کے تعجب سے تہا اسواسطے کہ یہ عذر مناسب مقام تکلیف کے
نہین ہے کہ احکام شرع کی متابعت واجب ہے حقیقت تقدیر کا لحاظ کرنا لائق نہین بلکہ قصور کو اپنے نفس کی
طرف نسبت کرنا چاہیے اور اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام اور موسے علیہ السلام کا آپسمین جہگڑنا اور تقدیر
کے لحاظ سے آدم علیہ السلام کا جیت جانا اسکی مخالف ہے تو کہا جاویگا کہ یہ جہگڑنا اُنکا عالم ارواح مین تہا اور وہ جہان
تکلیف کی جگہہ ہے پس اس جہان کو اسپر قیاس کرنا جائز نہین اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین
ایک یہ کہ افسوس کے وقت اپنی رانون پر ہاتہہ مارنے جائز ہین اور یہ کہ نفلون کے واسطے سوتے کو جگانا جائز ہے

اور یہ کہ سکوت جو بجا و اعراض ہے اس قول سے جو مراد کے مطابق نہو کوفی نفسہ حق ہو **حدثنا**
عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدع العمل وھو یحب ان یعمل بہ خشیۃ ان یعمل بہ الناس فیفرض علیہم وما
سبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحۃ الضحی قط وانی لاسبحہا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عمل نفلی کو چہوڑ دیتے تہے (اور دوست رکہتے تھے کہ اسکو کرین) اس ڈر سے
کہ لوگ اسکو ساتہہ عمل کرین تو انپر فرض ہو جاوے اور پہر اگر نہ ہو سکے تو گنہگار ہووین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کبہی نہین پڑہی اور البتہ مین اسکو پڑہتی ہون **ف** نفلی عمل مین
رات کی نماز بہی داخل ہے اور آپکا اسکو دوست رکہنا دلیل ہے ترغیب کی اور اسکو ترک کرنا دلیل ہے عدم
وجوب کی پس مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی خاصکر ساتہہ واسطہ حدیث آئندہ کے اور یہ جو فرمایا کہ آپ
فرض ہونے کو ڈر سے ایک عمل کو چہوڑ دیتے تہے تو یہ اسواسطے ہی کہ خدا کی عادت جاری تہی کہ جس عمل پر آپ ہمیشگی
کرتے تہے وہ عمل فرض ہو جاتا تہا لیکن اسپر یہ شبہ آتا ہے کہ آپنے سو کدہ سنتوں پر ہمیشگی کی اور پہر بہی وہ فرض ٨٧٩
نہوئین مگر شاید آپکو وحی سے معلوم ہوا ہوگا کہ اگر اسپر ہمیشگی کرین تو فرض ہو جاویگا واللہ اعلم **حدثنا**
عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ ام المومنین ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی ذات لیلۃ فی المسجد فصلی بصلوتہ ناس ثم صلی من القابلۃ
فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثالثۃ او الرابعۃ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان
تفرض علیکم وذلک فی رمضان ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات
مسجد مین (تراویح کی) نماز پڑہی سو چند اصحاب نے بہی آپکے ساتہہ نماز پڑہی پہر آپنے دوسری رات بہی اسیطرح
نماز پڑہی سو اس رات مین پہلے سے بہت لوگ جمع ہوئے سو اس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہر سے تشریف
نہ لائے سو جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ مین نے تمہارا حال یعنے تراویح کے واسطے جمع ہونا معلوم کیا اور کسی چیز نے
مجہکو باہر آنے سے نہین روکا مگر یہ کہ مین ڈرا کہ وہ نماز تمپر فرض نہو جاوے سو اپنے گہرون مین جا کر پڑہو اور یہ واقعہ
رمضان مین تہا **ف** یہ حدیث پہلی بہی گذر چکی ہے اور آئندہ بہی بیان اسکا آویگا فتح الباری مین لکہا ہی کہ ظاہر
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے رات کی نماز فرض ہو جانے کی امید کو وجود مواظبت پر مرتب کیا اور اسمین شبہ
ہی اور محب طبری نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شاید آپ کو وحی سے معلوم ہوا تہا کہ اگر تو اس نماز پر ہمیشگی کریگا
تو ہم اسکو امت پر فرض کر دینگے سو آپنے انکے حق مین تخفیف کو پسند رکہا اور ہمیشگی کو چہوڑ دیا اور یا شاید

آپکے دل مین یہ بات واقع ہوئی ہوگی جیسے کہ بعض عبادتون مین (جنپر آپنے ہمیشگی کی) واقع ہوا اور فرض
ہوگئین اور یا شاید اس ڈر سے اسکو ترک کیا ہوگا کہ کوئی آدمی مواظبت سے اسکو واجب نہ سمجھ لیوے اور بعضے
کہتے ہین کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تہا کہ جب آپ کسی کام کو کرتے اور لوگ اُسمین آپکا اقتدا کرتے تو وہ واجب ہوجاتا
تہا لیکن یہ جواب بعید ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موکدہ سنتون پر ہمیشگی کی اور اصحاب نے بھی اُسمین آپکی
پیروی کی اور پہر بہی وہ فرض نہوئین اور ابن بطال نے کہا کہ شاید آپنے یہ اُسوقت فرمایا ہوگا جبکہ رات کی نماز
آپ پر فرض تہی اور امت پر فرض نہین تہی سو آپنے خوف کیا کہ میری طرح یہ نماز امت کے حق مین بھی فرض ہوجاوے
اسلیئے کہ اصل شرع مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اُمت دونو برابر ہین اور یا شاید آپنے یہ خوف کیا ہوگا کہ اگر
اسپر ہمیشگی کرینگے تو اس سے ضعیف ہوجاوینگے سو اسکا تارک بوجہ ترک اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار
ہوگا اور امام خطابی نے اس ڈر کے اصل پر اعتراض کیا ہے یعنے یہ خوف کرنا ہے سو یہ بے اصل ہے اسلیئے کہ معراج
کی حدیث مین ثابت ہوچکا ہے کہ خدا نے فرمایا کہ یہی پانچ نمازین ہین اور فرمایا کہ میرے پاس بات نہین بدلتی ہے سو جب خدا
کی بات بدل نہین سکتی اور نماز پنجگانہ کے سوا اور کسی نماز کا فرض ہونا ممکن نہین تو پہر آپنے اس نماز کے فرض ہونے
۸۸۰ کا خوف کیون کیا اور یہ اعتراض پہلے جوابون سے دفع ہوسکتا ہے اور امام خطابی نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ رات
کی نماز آپ پر فرض تہی اور احکام شرعیہ مین امت کو آپکا اقتدا کرنا لازم ہے یعنے جبکہ آپ کسی امر پر ہمیشگی کرین تو آپ
اُنکی طرف نہ نکلے تاکہ یہ نماز بہی واجب مین داخل نہو جاوے کہ اُمت کو آپکے ساتہہ اقتدا کرنے کا حکم آچکا ہے نہ یہ کہ نماز
پنجگانہ پر جدید فرض زائد ہوجاوے اور یہ اسطور پر ہے کہ جیسے کہ کوئی شخص اپنے نفس پر نذر کی نماز واجب کر لیوے تو
وہ اسپر واجب ہوجاتی ہے باوجودیکہ اُس سے اصل شرع مین فرض کا زیادہ ہونا لازم نہین آتا اور کہا کہ اسمین ایک
اور احتمال بہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا نے پہلی پچاس نمازین فرض کین پہر نبی کی شفاعت سے اُسمین تخفیف کی
اور معافی دی سو جب امت نے معاف شدہ نمازون کا التزام کیا اور انکو اپنے نفسون پر فرض ٹہیرایا تو کچہہ عجب نہین
کہ یہ فرض انکے حق مین مکرر ثابت ہوجاوے اور دوبارہ واجب ہوجاوین جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے رہبانیت کا التزام کیا
تہا پہر جب انہون نے اسمین قصور کیا تو خدا نے اسپر انکا عیب پکڑا لیکن ان دونو جوابون مین شبہ ہے اور ترجیح دی
اسکے اور بہی ہین اول یہ ہے کہ شاید آپ نے قیام رات کی فرض ہونے سے خوف کیا ہوگا یعنے یہ کہ شاید تہجد کا
مسجد مین جماعت سے پڑہنا صحت نفل کے واسطے شرط ہوجاوے اسی کی تائید کرتا ہے یہ قول آپکا ای لوگو اپنے گہرون
مین نفل پڑہو الخ دوم یہ ہے کہ شاید آپنے رات کی نماز کے فرض کفایہ ہونے سے خوف کیا ہوگا نہ فرض عین ہونے سے
سو نماز پنجگانہ پر زیادہ فرض ہونا لازم نہ آویگا جیسے کہ عید کی نماز وغیرہ کو بعضے لوگ واجب کہتے ہین سوم یہ
کہ شاید آپنے خاص کر قیام رمضان کے فرض ہونے سے خوف کیا ہوگا جیسے کہ باب کی حدیث مین یہ لفظ موجود ہے

کہ یہ رمضان میں تہا تو اس سے بھی یہ اعتراض دفع ہو جاویگا اسلیے کہ قیام رمضان کا نماز پنجگانہ کی طرح ہر روز مکرر نہیں ہوتا
تو پانچ نمازوں پر زیادہ فرض کا ہونا لازم نہ آویگا لیکن میری نظر میں پہلا جواب زیادہ قوی ہے اور اللہ سبحانہ خوب
جانتا ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک تو رات کو نماز پڑہنا مستحب ہے خاصکر رمضان میں
جماعت سے پڑہنا تو بطریق اولی مستحب ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اسکے فرض ہونیکا خوف نہیں رہا سی
واسطے عمر رضہ نے لوگوں کو ابی بن کعب پر جمع کیا جیسے کہ کتاب الصیام میں آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالے اور یہ کہ خدا کی
تقدیر سے بہاگنا جائز ہے قالہ المہلب اور یہ کہ جب کوئی بڑا آدمی خلاف عادت کام کرے تو اسکو چاہیے کہ اسکا عذر
بیان کرے اور اسکی حکمت بتلاوے اور یہ کہ دنیا میں آدمی زاہد بنے اور چھوٹی وغیرہ ادنے چیزوں پر اکتفا کرے اور یہ کہ
آپ کو اپنی امت پر نہایت شفقت و رحمت تہی اور یہ کہ فساد کے خوف سے مستحب امر کو چھوڑ دینا جائز ہے اور زیادہ
اہم مصلحت کو مقدم کرنا چاہیے اور یہ کہ جس نے امامت کی نیت نہ کی ہو اسکا اقتدا کرنا جائز ہے اور اسکا مقتدی ہونا
جائز ہے اور یہ کہ جب نفل جماعت سے پڑہے جاویں تو اوسوقت اذان اور اقامت کو ترک کرنا جائز ہے انتہا ملخصًا
اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابُ** قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللَّیْلَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بہت کہڑے ہوتے یہانتک کہ آپکے قدم ورم کر جاتے اور سوج جاتے وَقَالَتْ عَائِشَۃُ ٨٨١
حَتّٰی تَفَطَّرَ قَدَمَاہُ وَالْفُطُوْرُ الشُّقُوْقُ اِنْفَطَرَتْ اِنْشَقَّتْ اور عائشہ رضہ نے کہا کہ آپ رات کو کہڑے ہوتے
یہانتک کہ آپکے پاؤں پہٹ گئے امام بخاری نے کہا کہ فطور (جو آیت ہل تری من فطور میں واقع ہوا ہے) کا معنے شقوق
ہے یعنے پہٹ جانا اور انفطرت (جو آیت اذا السماء انفطرت میں واقع ہوا ہے) کا معنے انشقت ہے یعنے جب آسمان پہٹ
جاوینگے **ف** چونکہ عائشہ کے قول میں تفطر کا لفظ واقع ہوا تہا اس مناسبت سے امام بخاری نے قرآن کے ان دو لفظوں
کے معنے بیان کر دیے کہ ان سب کا مادہ ایک ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ
الْمُغِیْرَۃَ یَقُوْلُ اِنْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ اَوْ لَیُصَلِّیْ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ اَوْ سَاقَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ
اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا ترجمہ مغیرہ رضہ سے روایت ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو شب خیزی کرتے تہے
اور تہجد کی نماز پڑہتے تہے یعنے بہت کثرت سے یہانتک کہ آپکے قدم ورم کر گئے اور سوج گئے سو اصحاب نے آپ سے عرض
کی کہ آپ کسواسطے اتنی مشقت اور تکلیف اُٹہاتے ہیں کہ آپکی تو اگلی پچہلی بہول چوک معاف ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا
کہ کیا میں شکر گذار بندہ نہ ہوں یعنے یہ میری عبادت گناہ بخشانے کے واسطے نہیں بلکہ اپنے رب کے احسان کا شکر ادا
کرتا ہوں کہ میری مغفرت کا وعدہ کیا اور مجھکو افضل الانبیاء کیا اور مجھکو بندگی کی توفیق دی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ
بندہ کسی طرح خدا کی بندگی سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا اگر مغفرت ہوئی تو اسکی شکر گذاری واجب ہے اور بیان اسکا
اوپر گذر چکا ہے اور یہ جو بعضے جاہل اور ملحد فقیر کہتے ہیں کہ جب آدمی کامل ہو جاوے اور خدا رسیدہ ہو جاوے تو

[illegible]

اوسکو عبادت کی کچھہ حاجت نہین سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بات غلط اور باطل ہو بلکہ کفر ہے اسواسطے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کون آدمی زیادہ کامل ہوگا جسکو عبادت کی حاجت نہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو
سخت عبادت اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ اُس سے تھک نجاوے اور یہ کہ شکر کے واسطے نماز پڑہنی جائز ہے اور یہ کہ
جیسے شکر زبان سے ہوتا ہے ویسے ہی عمل سے بھی ہوسکتا ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابُ**
مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ پچھلی رات مین سونے کا بیان یعنے جو شخص پہلی رات کو نماز پڑہے اور پچھلی رات کو سو جاوے
تو یہ خدا کو بہت پسند ہے **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ
اَوْسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اَحَبُّ
الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوُدَ وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ
وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھکو فرمایا کہ نہایت پیاری نماز خدا کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور نہایت پیارا روزہ خدا کے نزدیک
داؤد علیہ السلام کا روزہ ہو کہ وے آدہی رات تک تو سوتے تہے اور تہائی رات تہجد کی نماز پڑہتے تہے اور جب چھٹا حصہ
رات کا باقی رہتا تو پھر وے سو رہتے تہے اور ایکدن روزہ رکہتے تہے اور ایکدن نہ رکہتے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ٨٨٢
تہجد کے بعد پچھلی رات سو رہنا خدا کو بہت پسند ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور تہجد کی نماز تہائی
رات مین اسواسطے پسند ہوئی کہ اسمین جسم کا حق اور خدا کا حق بخوبی ادا ہوتا ہے اور نیز اوسمین آدمی کی مزاج معتدل اور
درست رہتی ہے خصوصًا جو شخص پہلی رات کو جاگے اور پچھلی رات کو سو جائے تو اسکو بہت ہی فائدہ ہے کہ رات کے
جاگنے کی مشقت اس سے دور ہو جاتی ہے اور فجر کی نماز بھی بخوبی ادا ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام رات کا
جاگنا بہتر نہین کہ اوسمین سراسر مشقت اور جان کاہی ہے اور آخر کو آدمی بسبب بیماری اور ضعف کی تہجد سے بالکل
محروم رہتا ہے اور ایکدن روزہ رکہنا اور ایکدن نہ رکہنا خدا کو اسواسطے پسند ہے کہ برابر متصل روزہ رکہنے سے آدمی
کو عادت ہو جاتی ہے روزے کی کیفیت باقی نہین رہتی پس معلوم ہوا کہ پیغمبرون کا طریقہ اعتدال ہے تو عبادت مین زیادتی
اور نہ نہایت کمی اور یہی راہ خدا کو پسند ہے کہ اسکا نباہ ہمیشہ ہوسکتا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ
شُعْبَةَ عَنْ اَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتٰى كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ يَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ ترجمہ
مسروق سے روایت ہو کہ مینے عائشہ رضہ سے پوچھا کہ نہایت پیارا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون عمل
تہا اونسے کہا کہ جسکو آدمی ہمیشہ کرتا رہے کبھی ترک نہ کرے مینے کہا کہ آپ رات کو تہجد کے واسطے کسوقت کہڑے ہوتے
تہے اونسے کہا کہ جب جانور کی آواز سنتے تو کہڑے ہوتے تہے **ف** فتح الباری مین لکھا ہو کہ عادت جاری ہوچکی ہے

ساتھ اسکے کہ جانور اکثر آدھی رات کو آواز کرتا ہے یہ محمد بن سنجر کا قول ہے ابن تین نے کہا کہ یہ قول ابن عباس کے
قول کے موافق ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو کھڑے ہوتے یا تھوڑا پہلے یا پیچھے اور ابن بطال نے کہا
کہ جانور رات کی اخیر تہائی کے وقت آواز کرتا ہے اور جب آدمی اوس وقت تہجد کے واسطے کھڑا ہووے تو ظاہر ہے کہ
سونا سحری کے وقت میں واقع ہوگا پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلَّى ترجمہ اشعث رضہ سے روایت ہے کہ جب آپ مرغ
کی آواز سنتے تو کھڑے ہوتے اور تہجد کی نماز پڑھتے **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
بْنُ سَعْدٍ قَالَ ذَكَرَ أَبِي عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ پچھلی رات نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے نزدیک
کبھی نہیں پایا مگر سوتے ہوئے یعنے آپ کی عادت تھی کہ جب آپ تہجد کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو سحری کے وقت
استراحت کے واسطے آرام فرماتے اور سو جاتے تھے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپکی ہمیشہ کی عادت تھی کہ سحری
کے وقت پچھلی رات میں سو جایا کرتے تھے مگر رمضان میں سحری کے وقت نہیں سوتے تھے کہ پچھلی رات میں سحری کھانے
کے ساتھ مشغول رہتے پھر صبح کے واسطے مسجد میں چلے آتے تھے جیسے کہ آئندہ باب سے معلوم ہوتا ہے واللہ تعالی اعلم ٨٨٣

باب مَنْ تَسَحَّرَ ثُمَّ لَمْ يَنَمْ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ جو شخص سحری کھاوے تو سنت ہے کہ بعد اسکے نہ سووے یہانتک کہ صبح کی
نماز پڑھے **حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّيَا فَقُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ
قَالَ كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت دونوں نے
سحری کھائی جب سحری کھا چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف کھڑے ہوئے پس آپنے صبح کی نماز پڑھی سو ہمنے
انس رضہ سے پوچھا کہ آپ کو سحری سے فارغ ہونے اور نماز میں داخل ہونے کے درمیان کسقدر فاصلہ تھا اُسنے کہا اتنا
فاصلہ تھا جتنی دیر میں آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے ف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں آپ
تہجد کے بعد سحری کا استعمال کرتے تھے اور بعد اسکے ہونیکے بعد صبح کی نماز پڑھتے تھے پس جو شخص سحری کھاوے تو سنت ہے
کہ بعد اسکے نہ سووے یہانتک کہ صبح کی نماز پڑھے تو رمضان میں سحری کے وقت جاگنا پہلے باب کو عموم سے مخصوص ہے
اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے **باب** طُولِ الْقِيَامِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ رات کی نماز میں بہت دیر تک
کھڑے ہونے کا بیان ف علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ نفل کی نماز میں کثرت رکوع سجود کی افضل ہے یا طول قیام افضل
ہے سو بہت صحابہ رضہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ کثرت رکوع سجود کی طول قیام سے افضل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ رکوع سجود کی

کثرت سجود طول قیام افضل ہے یہ قول امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا ہے اور امام شافعی اور احمد کا بھی ایک قول یہی ہے اور اس
باب میں حدیثیں دونوں طرح کی آئی ہیں جو دونوں مذہبوں کی تائید کرتی ہیں لیکن ظاہر بات یہ ہے کہ فضیلت باعتبار اختلاف اشخاص
اور احوال کے مختلف ہے حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن الاعمش عن ابی وائل عن عبد الله قال
صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ليلة فلم يزل قائما حتى هممت بامر سوء قلنا ما هممت قال
هممت ان اقعد واذر النبي صلى الله عليه وسلم ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ مینے ایک رات حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی سو آپ ہمیشہ کھڑے رہے یہانتک کہ مینے بُرے کام کی نیت کی ہمنے اسکو کہا کہ تو
نے کیا نیت کی تھی اُسنے کہا کہ مینے یہ نیت کی تھی کہ بیٹھ جاؤں اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے چھوڑ دوں
ف اس سے معلوم ہوا کہ آپنے رات کی نماز میں قیام بہت لمبا کیا تھا اور بہت دیر تک کھڑے رہتے تھے اسلیے کہ اگر
آپ کا قیام دراز نہ ہوتا تو ابن مسعودؓ سے ایسی نیتی کا ہرگز احتمال نہ تھا پس معلوم ہوا کہ رات کی نماز میں طول قیام افضل
ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور ابن مسعود رضہ نے اپنے خیال کو بدنیت اسواسطے کہا کہ یہ اظہار صورت
مخالفت اور بے ادبی کی ہے ورنہ نفل نماز میں امام کے پیچھے بیٹھنا جائز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کی مخالفت
بد عملوں میں داخل ہے حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا خالد بن عبد الله عن حصين عن ابى وائل ۸۸۴
عن حذيفة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا قام للتهجد من الليل يشوص فاه بالسواك
ترجمہ حذیفہ رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اٹھا کرتے تھے تو اپنے منہ کو مسواک
سے ملا کرتے تھے ف رات کی نماز میں قیام لمبا کرنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ثابت
نہیں لیکن احتمال ہے کہ شاید امام بخاری نے اس حدیث کو ترجمے کے واسطے خالی جگہ چھوڑی ہو سو کاتب نے اس حدیث
کو پہلی حدیث کے ساتھ ملا دیا ہو اور بیاض کو حذف کر دیا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ اس حدیث میں آیا ہے کہ آپ
تہجد کے واسطے کھڑے ہوتے تھے اور آپ کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ تہجد کی نماز میں آپ لمبا قیام کیا کرتے تھے اور نیز
تہجد کا لفظ بھی جاگنے پر دلالت کرتا ہے تو اس حدیث سے طول قیام ثابت ہوا اور نیز یہ بھی احتمال ہے کہ طول قیام کو
مسواک پہ قیاس کیا ہو اسلیے کہ مسواک کرنے میں بطریق اولی دیر ہوگی واللہ اعلم بالصواب باب کیف صلوة
الليل وكيف كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي بالليل رات کی نماز کس طور سے ہے یعنے رکعتوں میں
فصل کرے یا نہ کرے اور وتر انکے ساتھ جوڑے یا نہ جوڑے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کتنی رکعتیں نماز پڑھا کرتے
تھے حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني سالم بن عبد الله ان عبد الله
بن عمر قال ان رجلا قال يا رسول الله كيف صلوة الليل قال مثنى مثنى فاذا خفت الصبح فاوتر
بواحدة ترجمہ عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رات کی نماز کس طور سے

اسنے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتین ہین پہر جب تو فجر ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت سے وتر کر **ف** اس حدیث کا بیان
اوپر گذر چکا ہے اور یہ کہ وتر امت کے حق مین افضل ہین اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فصل اور وصل دونو
ثابت ہو چکا ہے اور مطابقت اس حدیث کی باب کو پہلے مسلے سے ہے **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحیی عن
شعبۃ قال حدثنی ابو جمرۃ عن ابن عباس قال کان صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث عشرۃ رکعۃ
یعنی باللیل **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات مین تیرہ رکعت تھی **ف**
یہ حدیث بھی ابواب الوتر مین پہلے گذر چکی ہے اور روایتون کے اختلاف مین تطبیق بھی مذکور ہو چکی ہے **حدثنا**
اسحاق قال اخبرنا عبید اللہ قال اخبرنی اسرائیل عن ابی حصین عن یحیی بن وثاب عن مسروق قال سألت
عائشۃ عن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فقالت سبع وتسع واحدی عشرۃ سوی رکعتی
الفجر **ترجمہ** مسروق رض سے روایت ہے کہ مینے عائشہ رض سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا حال پوچھا تو
اسنے کہا کہ آپ کی نماز سات رکعتین بھی تہین اور نو رکعتین بھی تہین اور گیارہ رکعتین بھی تہین سوای سنتون فجر کے
حدثنا عبید اللہ بن موسی قال اخبرنا حنظلۃ عن القاسم بن محمد عن عائشۃ قالت کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منہا الوتر ورکعتا الفجر **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ٨٨٥
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات مین تیرہ رکعتین نماز پڑہا کرتے تہے از انجملہ وتر اور فجر کی سنتین ہین **ف** فتح الباری
مین لکھا ہے کہ مراد عائشہ رض کی مسروق کی حدیث مین یہ ہے کہ یہ معاملہ آپ کے مختلف اوقات مین واقع ہوا ہے سو کبھی
آپ سات رکعتین پڑہتے تہے اور کبھی نو رکعتین اور کبھی گیارہ رکعتین پڑہتے تہے اور قاسم کی روایت اسپر محمول ہے
کہ اکثر اوقات آپ گیارہ رکعتین پڑہا کرتے تہے اور پانچ بابون کے بعد آویگا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان مین گیارہ
رکعتون سے زیادہ نہین پڑہا کرتے تہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنتین فجر کی انمین داخل نہین پس یہ حدیث
قاسم کی روایت کے موافق ہے لیکن باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر مین زہری کی روایت سے آئندہ آویگا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتین نماز پڑہا کرتے تہے پہر جب صبح کی اذان سنتے تو دو رکعتین ہلکی نماز پڑہتے سو یہ حدیث
ظاہرا پہلی حدیث کے مخالف ہے سو احتمال ہے کہ عائشہ رض نے عشا کی دو سنتون کو بھی تہجد کی نماز کے ساتھ ملا دیا
ہو اسلیے کہ آپ انکو گہر مین پڑہا کرتے تہے اور یا یہ وہ دو رکعتین ہلکی نماز ہین جو تہجد کے شروع کے وقت پہلے پڑہ لیا
کرتے تہے اور یہ دونو منزلہ افتتاح کی سنتین ہین کہ عائشہ رض نے کبھی انکا اعتبار کر کے تیرہ رکعت کہہ دیا اور کبھی
ان شروع کی سنتون کا اعتبار نہ کیا اور گیارہ رکعت کہہ دیا سو یہ سب درست ہے روایت کا اختلاف فقط اعتبار
کا اختلاف ہے درحقیقت کوئی اختلاف نہین کہ اصل نماز آپ کی گیارہ رکعت ہے اور نیز عائشہ رض نے ابو سلمہ
وغیرہ کی روایت مین انکا ذکر نہین کیا اور زہری کی روایت مین انکا ذکر کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے پس سو جو

سب مختلف حدیثون مین تطبیق ہو جاویگی اور یہان یہ بھی یاد رکہنا چاہیے کہ وتر کے بعد دو رکعتین بیٹھ کر پڑہنی جو
بعض روایتون مین آئی ہین آئی ہین تو انمین اختلاف ہو کہ کیا یہ فجر کی سنتین ہین یا کہ علیحدہ نماز ہے قوی یہ بات
ہو کہ وہ فجر کی سنتین نہین بلکہ علیحدہ نماز ہے اسواسطے کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد وغیرہ مین عائشہ رض سے
روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہین پڑہے اور سات رکعت سے کم نہین پڑہے اور
یہی زیادہ صحیح توجیہ ہے اور اس سے عائشہ رض کی حدیث کا اختلاف سب دفع ہو جاتا ہے اور قرطبی نے کہا کہ
بعض لوگون نے اس حدیث کو مضطرب کہا ہے لیکن یہ بات غلط ہو بلکہ یہ سب روایات اوقات متعددہ اور احوال
مختلفہ پر محمول ہین واسطے بیان اس بات کو کہ ہر طور سے یہ نماز جائز ہے اور ابن عباس رض کی حدیث مین جو اختلاف
واقع ہوا ہے تو اسکی وجہ تطبیق بھی یہی ہے جو عائشہ رض کی حدیث مین گذری واللہ اعلم بالصواب بَابُ
قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ وَنَوْمِہٖ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو نماز پڑہنے اور سونے کا بیان
یعنے آپ دونو کام کرتے تہے کہ اسمین جسم کا حق اور خدا کا حق دونو ادا ہوتا ہے اور تا کہ امت کو تعلیم ہو کہ دونو حق ادا
کیا کرین وَمَا نُسِخَ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ اور بیان اسکا جو رات کی قیام سے منسوخ ہوا ف جاننا چاہیے کہ رات کا
۸۸۶ قیام اول اسلام مین فرض تہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اور سب مسلمانون پر بھی آدہی رات تک یا اس سے کم قریب
تہائی کے یا اس سے زیادہ قریب دو تہائی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رض تمام رات کہڑے رہتے
تہے اور نماز پڑہتے تہے اسلیے کہ شبہ رہتا تہا کہ کتنی رات نماز پڑہی اور کتنی رات باقی رہی یہانتک کہ اسی حال
مین ایک سال گذرا اور اصحاب کو بہت تکلیف ہوئی کہ انکے پاؤن سوج گئے اور ورم کر گئے سو خدا تعالے نے
اسکو آخر سورہ مزمل کے ساتھ منسوخ کر دیا اور فرمایا کہ جسقدر میسر ہو سکے پڑہو آدہی رات یا کم و بیش کی کوئی
قید نہین لیکن ما تیسر کی فرضیت باقی رہی اور بعد اسکے پہر نماز پنجگانہ کے فرض ہونے سے ما تیسر کی فرضیت
ہوا ہے بھی منسوخ ہو گئی اور قیام رات کا مستحب ہو گیا اور بعضے کہتے ہین کہ تہجد کا وجوب نماز پنجگانہ سے منسوخ
یعنے اسمین اور نسخ کا واسطہ نہین اور بعضے کہتے ہین کہ تہجد کی نماز ابتدا ہی سے فرض نہین اور بعضے کہتے ہین کہ تہجد
کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرض تہی جیسے کہ بیان اسکا اوپر مذکور ہو چکا ہے وَقَوْلِہٖ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ
قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَہٗ اِلٰی قَوْلِہٖ سَبْحًا طَوِیْلًا اور بیان ہے خدا کے اس قول کا کہ اے جہرمٹ مارنے والے
کہڑا رہو رات کو یعنے نماز پڑہو مگر کسی رات آدہی رات یا اس سے کم کر یا زیادہ کر اسپر اور کہول کہول کر پڑہ قرآن کو
صاف ہم آگے ڈالینگے تجہپر ایک بہاری بات البتہ اٹہان رات کا سخت روندتا ہے اور سیدہی نکلتی ہے بات البتہ
تجہکو دن مین شغل رہتا ہے ف غرض ان آیتون سے یہ ہے کہ ابتدا اسلام مین رات کا قیام فرض تہا وَقَوْلِہٖ عَلِمَ اَنْ
لَّنْ تُحْصُوْہُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے بیان ہے اللہ تعالی کے

اس قول کا (جو پہلی آیت کے نسخ پر دلالت کرتا ہے) کہ خدا تعالے نے جانا کہ تم اسکو پورا نہ کرسکو گے یعنے اسلیے کہ مقادیر مذکورہ کا پورا یقین حاصل نہیں ہوسکتا ہے تو تمپر معافی دیدی سو پڑہو جتنا آسان ہو قرآن سے جانا کہ اگلے ہونگے تم مین کتنے بیمار اور کتنے اور پہرینگے ملک مین ڈہونڈہتے روزی اور لڑتے اللہ کے راہ مین سو پڑہو جتنا آسان ہو اسمین سے اور کہڑی رکہو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور قرض دو اللہ کو اچہی طرح قرض دینا اور جو آگے بہیجوگے اپنے واسطے کوئی نیکی تو اسکو پاؤگے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے **ف** مقصود امام بخاری کا یہ ہے کہ قیام رات کا پہلے فرض تہا پہر ان آیتوں سے منسوخ ہوگیا واللہ اعلم وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَشَأَ قَامَ بِالْحَبَشِيَّةِ وِطَاءً مُوَاطَاةً لِلْقُرْآنِ اَشَدُّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَقَلْبِهِ لِيُوَاطِئُوا لِيُوَافِقُوا یعنے ابن عباسؓ نے کہا کہ نشاء (جو آیت ناشیۃ سے مشتق ہے) کا معنے حبشہ کی زبان مین قام ہے یعنے کہڑا ہوا اور وطاء کا معنے (جو آیت اشد وطاء مین واقع ہوا ہے) یہ ہے کہ دل اور حواس کو قرآن کے ساتھ موافقت ہوجاوے جیسے کہ بخاری نے اسکو بیان کیا کہ رات کی نماز بہت سخت موافق ہے واسطے کان نمازی کے اور اسکی آنکھ کے اور اسکے دل کے کہ رات مین دل دنیا کے شغلون سے خالی ہوتا ہے بخلاف ۸۸۷
دنکے کہ اسمین آدمی کا دل دنیا کے شغل مین لگا رہتا ہے اور فرمایا کہ لفظ لیواطؤا (جو آیت لیواطؤا عدۃ ما حرم اللہ مین واقع ہوا ہے) کا معنے یہ ہے کہ موافقت کرین **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهُ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض مہینے سے روزہ نہ رکہتے تہے یہانتک کہ ہمکو گمان ہوتا کہ آپ اُس سے کوئی روزہ نہ رکہینگے اور کسی مہینے مین روزہ رکہتے تہے یہانتک کہ ہم گمان کرتے تہے کہ آپ کبہی روزہ نہین کہولین گے اور تہے کہ تو نچاہے کہ دیکہے انکو رات سے نماز پڑہتے مگر کہ تو انکو دیکہے اور تو نچاہے کہ انکو رات کو سویا دیکہے مگر کہ انکو دیکہے یعنے کبہی تو تمام رات نماز پڑہا کرتے تہے اور کبہی کسی رات کو مطلق نہین اوٹہتے تہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کا قیام فرض نہین اسلیے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ کبہی کبہی آپ تمام رات سوئے رہتے تہے اور رات کو تہجد کے واسطے مطلق نہین اوٹہتے تہے سو اگر اسکی فرضیت منسوخ نہ ہوتی تو آپ قیام کو کبہی ترک نہ کرتے پس وجہ مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہوگئی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا قیام رات مین متفرق تہا کوئی وقت آخر یا اول رات کا معین نہین تہا اور ابن عباس اور عائشہؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا قیام آخر رات مین تہا تو شاید کبہی ایسا ہی کیا ہوگا **بَابُ** عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلٰى قَافِيَةِ الرَّاْسِ اِذَا لَمْ يُصَلِّ

بِاللَّيْلِ جب کوئی رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان اُسکے سر کی چوٹی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے ف قافیہ سر کی پچھلی
طرف کو کہتے ہیں یا چوٹی سر کو کہتے ہیں حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ
أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عِنْدَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ
فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ
النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
کوئی رات کو سو جاوے تو شیطان اُسکے سر کے پیچھے تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ کے نزدیک یہ کلام پڑھتا ہے یعنے
اُسکے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے پس سو رہو سو اگر وہ جاگ کر اللہ کو یاد کرے تو ایک گرہ کھل جاتی
ہے اور جب وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے سو صبح کو اٹھتا
ہے خوشدل اور پاک نفس اور اگر جاگ کر اللہ کو یاد نہ کرے تو صبح کو اٹھتا ہے ناپاک نفس اور سست ف مراد باب میں
نماز سے عشاء کی نماز ہے اور حدیث میں بھی عشاء کی نماز سے سونا مراد ہے تو مطلب اسکا یہ ہے کہ شیطان یہ فعل ۸۸۸
اُسکے ساتھ کرتا ہے جو عشاء کی نماز سے پہلے سو جاوے اور سو کر اوسکو قضا کر دیوے بخلاف اسکے جو عشاء کو جماعت سے پڑھے
کہ اسکے حق میں یہ وعید نہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور گرہ کے معنے میں علماء کو اختلاف
ہے بعضے کہتے ہیں کہ مراد گرہ سے حقیقی گرہ ہے ایک چیز میں نزدیک قافیہ سر کے جیسے کہ جادوگر جب کسی کو سحر کرنا
چاہتا ہے تو دھاگے وغیرہ میں گرہ دیکر اسپر منتر پڑھ کر پھونکتا ہے پس اس سے مسحور میں اثر ہو جاتا ہے اور اکثر
اسکو عورتیں کیا کرتی ہیں جیسے کہ خدا تعالے نے قرآن میں فرمایا ہے کہ تو کہہ میں پناہ میں آیا خدا کے بدی سے
عورتوں کے جو گرہوں میں پھونکیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے دل کا مضبوط کرنا ہے یعنے شیطان سونے
والے کے دل میں یہ وسواس ڈالتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے سو وہ آدمی سو رہتا ہے اور گرہ کے کھل جانے سے یہ
مراد ہے کہ وہ سونے والا اُسکے وسوسہ کو جھوٹ جانتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے شیطان کا منع کرنا ہے
ساتھ قول مذکور کے اور یا یہ کہ سونے کو اسپر بھاری اور ثقیل کر دیتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُس سے مجازی معنے ہیں
یعنے شیطان کے فعل کو (جو نائم سے کرتا ہے) تشبیہ دی ہے ساتھ فعل ساحر کے جو مسحور کے ساتھ کرتا ہے پس مطلب
یہ ہے کہ شیطان نیند کو سونے والے کے واسطے آراستہ کرتا ہے اور اچھا کر دکھلاتا ہے کہ اسکو اٹھنے کی طاقت باقی
نہیں رہتی اور تین گرہوں کی اس واسطے قید لگائی کہ وہ اسکو اُنکے ساتھ تین چیزوں سے روکتا ہے ذکر سے اور وضو سے
اور نماز سے اور یہ جو فرمایا کہ ایک گرہ وضو کی کھل جاتی ہے سو مراد اس سے وہ شخص ہے جو لیٹ کر سو جاوے اسلیے کہ لیٹ کر
سونے والے کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ فقط نماز سے تمام گرہیں کھل جاتی ہیں تو یہ اس شخص کے حق

مین جو وضو کا محتاج ہو وے جیسے کہ مثلاً کوئی بیٹھا سو جاوے اور باقرار رہے پہر اوٹھکر طہارت اور ذکر سے پہلے نماز پڑہے تو فقط
نماز ہی سے اسکی تمام گرہین کہل جاتی ہین اسلیے کہ نماز طہارت اور ذکر دونو کو شامل ہے اور یہ جو فرمایا کہ صبح کو اوٹھتا ہے
ناپاک نفس ہو کر تو یہ مذمت اوسی شخص کے حق مین ہے جو نماز کو نیند مین فوت کر دیوے اور بالکل پڑہنے کی عادت
رکہتا ہو یا رات مین نفل پڑہنے کی عادت رکہتا ہو اور اتفاقاً نیند کے غلبہ سے سو جاوے تو اوسکے واسطے اوسکی نماز
کا ثواب لکہا جاتا ہے اور یہ سونا اسپر صدقہ ہے پس اوسکے حق مین یہ وعید نہین اور نیز یہ دلالت کرتا ہے کہ پاک نفس
ہونے مین تینون امرون کا جمع کرنا ضرور ہے اور اگر بعض کو ادا کرے اور بعض کو ترک کرے تو اس سے گرہین
نہین کہلتی ہین بلکہ سب گرہین فجر کو بدستور باقی رہتی ہین اور اوسکا نفس بہی ناپاک رہتا ہے اور اس حدیث
مین کو رات کا ذکر آیا ہے لیکن دن کے سونے کا بہی یہی حال ہے جیسے کہ نماز تہجد ہی کرنے کو وقت سو جاتے
ہین اور یہ جو آپنے وضو کو خاص کر ذکر کیا تو یہ باعتبار غالب کے ہے ورنہ جسکو نہلانے کی حاجت ہو اوسکی گرہین سوا نہانے
کی نہین کہلتی ہین اور جو شخص معذور ہو تو اسکو ایسی حالت مین وضو اور غسل کے بدلے تیمم کرنا جائز ہے اور کافی ہے
اور بعضے کافی نہین کہتے اور یہ جو فرمایا کہ ذکر سے ایک گرہ کہل جاتی ہے تو مراد ذکر سے عام ذکر ہے سو جسپر ذکر مطلق
۸۸۹ اکہ ہی وہ کافی ہوگا اور قرآن کی تلاوت اور حدیث نبوی کا پڑہنا اور علم شرعی کے ساتہ شغل رکہنا بہی ذکر مین داخل ہے
اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص سونے کو وقت آیۃ الکرسی پڑہ لیوے تو اوسکے پاس شیطان نہین آتا سو یہ حدیث مخصص ہے
واسطے اس حدیث ابوہریرہؓ کے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا
عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّؤْيَا قَالَ أَمَّا
الَّذِي يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ ترجمہ سمرہ بن جندبؓ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعبیر خواب کی حدیث کے بیان مین فرمایا کہ وہ آدمی کہ جسکا سر پتہر سے کچلا جاتا ہے سو وہ
مرد ہے جو قرآن کو سیکہ کر چہوڑ دیوے اور فرض نماز سے سو جاوے یعنے سو کر اوسکو قضا کر دیوے ف ظاہر مراد اس سے
عشاء اور صبح کی نماز ہے کہ سونے کو وقت پڑہی جاتی ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اس لیے کہ جب عشاء
کی نماز نہ پڑہنے مین یہ عذاب ہے تو شیطان کا گرہ دینا لازم ہے بَابٌ إِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ
فِي أُذُنِهِ جب کوئی شخص سو جاوے اور عشاء یا فجر کی نماز نہ پڑہے تو شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر دیتا ہے ف
یہ باب پہلے باب سے بمنزلہ فصل کے ہے اور اسکا تعلق اس سے ظاہر ہے کما سیاتی حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو
الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ
فَقِيلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد کا ذکر ہوا سو کہا گیا کہ وہ ہمیشہ سوتا رہا یہانتک کہ صبح ہو گئی نماز پڑہنے

اور جو شخص کہ فرض نماز پڑہے

کھڑا نہ ہوا سو آپ نے فرمایا کہ شیطان نے اسکے کان میں پیشاب کیا ہے **ف** مراد نماز سے اس حدیث میں فرض نماز ہے
یا رات کی نماز ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو فرض نماز سے سو جاوے پس یہی
ہی وجہ مطابقت اس حدیث کی پہلے باب سے اور گرہوں کی حدیث کو ایک طریق میں کان میں پیشاب کرنے کا ذکر بھی آیا
ہے پس مطابقت حدیث کی پہلے باب سے ظاہر ہے اور یہ جو فرمایا کہ شیطان اسکے کان میں پیشاب کر دیتا ہے تو اسکے معنے
میں علماء کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ وہ حقیقی معنے پر محمول ہے یعنے شیطان اسکے کان میں حقیقۃً بول کر دیتا
ہے قرطبی نے کہا کہ یہ حمل محال نہیں اسلیے کہ حدیثوں میں ثابت ہو چکا ہے کہ شیطان کھاتا ہے اور پیتا ہے اور جماع
کرتا ہے سو اسیطرح پیشاب کا کرنا بھی ممکن ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو شخص نماز سے سو جاوے شیطان اسکے کان کو بند
کر دیتا ہے تا کہ ذکر حق نہ سن سکے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد بول سے جھوٹی باتیں اور اباطیل ہیں یعنے شیطان
اباطیل سے اسکے کان بھر دیتا ہے اور لغو اور بیہودہ باتوں سے اسکے کان بھاری اور ثقیل ہو جاتے ہیں پس دعوت حق
کو نہیں سن سکتا دین سے محروم رہتا ہے اور بعضے کچھ اور معنے بھی کرتے ہیں لیکن حاصل سب کا یہی ہے کہ شیطان
کا قابو اسپر پورا ہو جاتا ہے کہ اسپر خواب کو غالب کر دیتا ہے اور نماز سے باز رکھتا ہے اور تخصیص کان کی اسواسطے کی ہے کہ وہ جاگنے کی
جس ہے کہ اکثر جاگنا آواز سننے سے ہوتا ہے اور تخصیص بول کی اسواسطے کی کہ وہ رگوں میں جلدی سرایت کر جاتا ہے ٨٩٠

بَابُ الدُّعَاءِ وَالصَّلٰوةِ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ پچھلی رات میں دعا اور نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان وَقَالَ اللّٰهُ كَانُوْا
قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ يَنَامُوْنَ یعنے خدا نے (مومنوں کے شان میں) فرمایا کہ وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے
اور یہجعون کا معنے ینامون ہے اور بعضے اسکا یہ معنے کرتے ہیں کہ وہ رات کو صبح تک سوتے نہیں تھے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ
الْاٰخِرُ يَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ ترجمہ ابو ہریرہ رضی سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جبکہ پچھلی تہائی رات کی باقی
رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے تا کہ میں اسکی دعا قبول کروں کون مجھ سے سوال کرتا ہے تا کہ میں
اسکو دوں کون مجھ سے گناہ بخشواتا ہے کہ میں اسکے گناہ بخشوں **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پچھلی رات کا وقت نہایت
مقبول ہے اسمیں استغفار اور دعا کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور نیز اس حدیث کی ایک طریق میں نماز کا ذکر بھی آگیا ہے
پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو فرمایا کہ خدا رات کو پہلے آسمان تک اترتا ہے تو اسکے معنے میں علماء
کو اختلاف ہے فتح الباری میں فرمایا کہ بعضے اسکو ظاہر اور حقیقت پر محمول کرتے ہیں اور وہ مشبہ فرقہ ہے اللہ پاک
انکے قول سے اور بعضے کہتے ہیں کہ صفات کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں سب کی سب غلط ہیں یہ قول خوارج اور معتزلہ کا ہے

لیکن یہ محض مکابرہ ہے اور جہالت ہی اور عجب تر یہ ہی کہ جو قرآن مین اس قسم کی آیتین آئی ہین انکی وہ تاویل کرتے ہین اور
اس قسم کی حدیثون کو غلط کہتے ہین یہ جہالت اور عناد ہے اور بعضے اسکو ظاہر پر محمول کرتے ہین اور مجمل طور سے اسکی تسلیم
رکہتے ہین یعنے کہتے ہین کہ صفات کا مسئلہ جسطرح پر کہ ظاہر قرآن و حدیث مین آیا ہے اسی طرح حق ہے اسکی ظاہر پر ہم ایمان
لائے لیکن اسکی حقیقت اور کیفیت خدا کو معلوم ہے ہم اسکو نہین جانتے کہ نزول کی کیا کیفیت ہی یہ قول جمہور
سلف کا ہے اور امام بیہقی وغیرہ نے کہا کہ ائمہ اربعہ اور سفیانین اور حمادین اور اوزاعی اور لیث وغیرہ سے
بھی یہی منقول ہے اور بعضے لوگ کچہہ اور تاویلین بہی کرتے ہین لیکن بیہقی نے کہا کہ سب اقوال مین صحیح
اور سالم قول یہی ہے کہ اسکے ساتہہ مجمل طور سے بلا کیف ایمان لاوے اور اسکی مراد اور معنے سے سکوت کرے
اور خاموش رہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ اسکی کوئی تاویل معین نہین پس اس وقت
تفویض (یعنے اسکے معنے کو خدا کے حوالے کرنا) بہت سالم ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے
کہ خدا کا حکم اترتا ہے اور یا مراد اجابت اور رحمت ہی یعنے خدا اسپر رحمت کرتا ہی اور انکی دعا قبول کرتا ہے
اور صفت غضب سے صفت رحمت کی طرف انتقال کرتا ہے اور مفصل بیان اسکا کتاب التوحید مین آئندہ
آویگا انشاء اللہ تعالی اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ خدا کے واسطے جہت علو ثابت ہی یعنے خدا ۸۹۱
بلندی کی طرف ہی لیکن جمہور علماء اس معنے سے انکار کرتے ہین کہتے ہین کہ یہ جگہہ کو مستلزم ہے اور خدا جگہہ
سے پاک ہی اور اس روایت مین پچھلی تہائی کا ذکر ہے اور ایک روایت مین پہلی تہائی کا ذکر ہے اور ایک روایت مین
نصف اور ثلث مین شک ہے اور ایک روایت مین صرف نصف کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت مین مطلق رات کا
ذکر آیا ہے سو تطبیق انمین اسطور سے ہی کہ یہ نزول باعتبار اختلاف احوال کے مختلف واقع ہوتا ہے اسلیے کہ رات
کے اوقات باعتبار زمانے اور ملکون کے مختلف ہین کہ کسی ملک مین رات پہلے پڑتی ہے اور کسی ملک مین پیچھے
پڑتی ہے اور یا ان سب وقتون مین نزول ہوتا ہے پس اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہو گئی اور اس حدیث
سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ ہمین بندگی کی ترغیب ہے اور یہ کہ اسپر بڑا ثواب ہے اور یہ کہ پچھلی رات کی
نماز کو پہلی رات کی نماز پر فضیلت ہی اور یہ کہ وتر کو تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ اسی کے حق مین ہے جو پچھلی رات کو
اٹھنے کی امید رکہتا ہے اور یہ کہ دعا اور توبہ کے واسطے پچھلی رات افضل ہے اور یہ کہ اس وقت مین دعا قبول
ہو جاتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ اسوقت بہت لوگ دعا کرتے ہین لیکن انکی دعا قبول نہین ہوتی پہر دعا
کا قبول ہونا کسطرح تسلیم کیا جاوے سو جواب اسکا یہ ہے کہ دعا کے واسطے شرط ہے کہ کہانے اور پینے اور
پہننے مین پرہیز کرے سو جسکی دعا قبول نہین ہوتی ضرور ہے کہ اسنے اسکی شرط مین کوئی خلل ڈالا ہوگا یا دعا
مین جلدی کی ہوگی اور یا گناہ اور قطع رحم کے واسطے دعا کی ہوگی لیکن خدا تعالی نے کسی مصلحت کے واسطے وجود

مطلوب کیسو خرکرو یا ہوگا پس اس سے دعا کا قبول ہونا لازم نہین آتا واللہ اعلم بَابُ مَنْ نَامَ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَ
اَحْيَى اٰخِرَهٗ جو شخص پہلی رات کو سوجاوے اور پچھلی رات کو زندہ کرے یعنے جاگ کر عبادت کرے تو اسکے واسطے
بہت فضیلت ہے ف چونکہ رات سونیکا وقت ہے اور سونا موت کے حکم مین ہے واسطے تعطیل عبادت کے تو گویا
یہ زمانہ بھی مردہ ہے تو اب اسمین عبادت کرلی گویا اسکو زندہ کرنا ہے وَقَالَ سَلْمَانُ لِاَبِي الدَّرْدَاءِ نَمْ فَلَمَّا
كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ قُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ یعنے سلمان فارسی نے ابوالدردا
سے کہا کہ سو رہو یعنے اول رات مین سو جب پچھلی رات ہوئی تو کہا کہ اب کھڑا ہو اور نماز پڑھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سچ کہا سلمان نے ف یہ حدیث پوری طور سے آیندہ آویگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو
آپسمین بھائی بنا دیا پھر ایک دن سلمان ابوالدردا کی ملاقات کو گئے جب رات ہوئی تو ابوالدردا نے چاہا کہ
اول شب سے عبادت کے واسطے کھڑے ہووین تب سلمان نے یہ بات کہی کہ اول شب کو سو یا کر اور پچھلی رات کو
عبادت کیا کر کہ اپنے جسم اور اہل کا حق بھی تجھپر واجب ہے سو ابوالدردا نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بیان کیا تب آپنے یہ حدیث فرمائی کہ سلمان نے سچ کہا ہے اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا ۸۹۲
اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ
قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَهٗ
وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَاِنْ كَانَتْ بِهٖ حَاجَةٌ
اِغْتَسَلَ وَاِلَّا تَوَضَّاَ وَخَرَجَ ترجمہ اسود سے روایت ہے کہ مینے عائشہ رضہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی رات کی نماز کس طور سے تھی سو انھنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول شب مین سویا کرتے تھے اور پچھلی رات کو
کھڑے ہوکر نماز پڑھتے تھے پھر اپنے بچھونے کی طرف پلٹ جاتے تھے سو جب موذن فجر کی اذان کہتا تو اسوقت کھڑے
ہوتے تھے سو اگر آپ کو نہانے کی حاجت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کرکے نماز کے لیے مسجد مین تشریف لاتے تھے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول شب مین سونے اور پچھلی رات مین جاگنے کا بڑا ثواب ہے کہ آپ پہلی رات کو سوتے
تھے اور پچھلی رات کو جاگتے تھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر
کسی کو نہانے کی حاجت ہو اور بے غسل کے سو جاوے تو جائز ہے بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان وغیرہ مین رات کو نماز پڑھنے کا بیان
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى

اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ
حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلٰثًا قَالَتْ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ
اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ترجمہ ابوسلمہ رض سے روایت ہے کہ مینے عائشہ رض سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی نماز رمضان کے مہینے میں کتنی رکعتیں تھی سو انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعتوں
سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں سو پہلے چار رکعتیں پڑھتے سو انکی خوبی اور درازی
کا حال کچھ نہ پوچھو کہ نہایت تک تھی اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہی بیان کرنے سے سمجھ نہیں آسکتی پھر چار رکعتیں
پڑھتے سو انکی خوبی اور درازی کا حال کچھ نہ پوچھو پھر تین رکعتیں پڑھتے (عائشہ نے کہا) سو مینے عرض کی یا حضرت
کیا آپ سو جاتے ہو وتر پڑھنے سے پہلے یعنی خوف ہے کہ ایسے نیند سے فجر ہو جاوے اور وتر فوت ہو جاویں سو آپنے
فرمایا کہ اے عائشہ میری دونو آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ف یعنی میرا دل جاگتا رہتا ہے پس مجھکو
وتر کے فوت ہونے کا خوف نہیں اس سے معلوم ہوا کہ وتر سے پہلے سونا مکروہ ہے مگر جسکو اٹھنے کا یقین ہو
اسکو وتر سے پہلے سونا جائز ہے گو بیداری دل کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے ۱۹۳
اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تمام سال میں برابر تھی پس حدیث اصل ہے رات کی نماز کی رکعتوں کی گنتی اور
شمار میں اور اسپر اعتبار ہے جمہور علماء کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا ان گیارہ رکعتوں کے جنکا ذکر اوپر گذرا
اور صحیحین میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تمام رات جاگتے رہتے تھے اور مسلم میں ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر دس راتوں میں تمام سال سے زیادہ کوشش کرتے تھے سو مراد اس سے ارکان
نماز اور قیام کا طول کرنا ہے نہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا اور جو حدیث کہ باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں
گذر چکی ہے کہ آپنے تین رات لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھائی پھر چوتھی رات کو فرضیت کے خوف سے باہر نہ آئے الخ سو یہ
حدیث بھی نماز تہجد پر محمول ہے جسکو آپ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے لیکن یہ حدیث رکعتوں کے بیان میں مجمل ہے اور حدیث
اس باب کی اسکی مفسر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں تراویح کو تہجد سے علیحدہ پڑھنا ثابت نہیں یعنی
یہی گیارہ رکعتیں آپکی تہجد تھی اور یہی تراویح کی نماز تھی اسکے سوا آپنے اور کوئی نماز نہیں پڑھی نہ رمضان میں اور نہ
غیر رمضان میں و سیعلم مزید ذلک فی کتاب التراویح انشاء اللہ تعالیٰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ
سَعِیْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ فِیْ شَیْءٍ
مِنْ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ جَالِسًا حَتّٰی اِذَا کَبِرَ قَرَاَ جَالِسًا فَاِذَا بَقِیَ عَلَیْہِ مِنَ السُّوْرَۃِ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً
قَامَ فَقَرَاَهُنَّ ثُمَّ رَکَعَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز سے کوئی چیز
بیٹھکر پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ جب آپکی عمر بڑی ہو گئی تو آپنے بیٹھکر نماز پڑھی تھی سو جب سورۃ سے کچھ حصہ باقی

رہتی یعنے تیس آیتین یا چالیس آیتین تو کہڑے ہوتے اور انکو پڑہتے پہر رکوع کرتے **ف** شہاب اور بعضے
حنفی کہتے ہین کہ اگر نفلون کو بیٹھ کر شروع کرے تو رکوع بہی بیٹھے کرے اور اگر انکو کہڑے ہو کر شروع کرے تو
رکوع بہی کہڑے ہو کر کرے کہ بدون اسکی نماز درست نہین سو یہ حدیث صریح ہے انکے رد مین اور مسلم مین جو حدیث
آئی ہے کہ اگر کہڑے ہو کر قراءۃ کرے تو رکوع بہی کہڑے ہو کر کرے اور اگر بیٹھے قراءۃ پڑہے تو رکوع بہی بیٹھے کرے
سو یہ اس حدیث کو معارض نہین بلکہ دو نو طرح سے جائز ہے باعتبار نشاط اور عدم نشاط کے اور یا یہ حدیث
اس حالت پر محمول ہے جبکہ تمام قراءۃ بیٹھے یا کہڑے ہو کر پڑہے اور پہلی حدیث محمول ہے اس حالت پر جبکہ
بعض قراءۃ بیٹھے پڑہے اور بعض کو کہڑے ہو کر پڑہے پس اس سے دونو حدیثون مین تطبیق ہوگئی واللہ اعلم

بَابُ فَضْلِ الطُّهُوْرِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات اور دن مین ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت کا بیان **ف** یہ مسئلہ
باب کی حدیثون سے ثابت نہین ہوتا مگر شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ترمذی اور ابن خزیمہ نے بلال
سے روایت کی ہے کہ مین کبہی بے وضو نہین ہوا مگر کہ مینے وضو کیا اور کبہی وضو نہین کیا مگر کہ مینے اسوقت دو رکعتین
نماز پڑہی **وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ** اور ہر وقت ہر وضو کے بعد نماز پڑہنے کی فضیلت
کا بیان **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ۸۹۴
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی
الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ
طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةِ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا کہ اے بلال تبلا دے مجہکو بہت فائدے کا امیدواری والا عمل جو تونے اسلام
مین اپنے نزدیک کیا ہے یعنے تیرے نزدیک سب اعمال سے زیادہ تر نفع کی امید کس عمل پر ہے سو واسطے کہ مینے تیری
دو نو جوتون کی آہٹ بہشت مین اپنے آگے سنی بلال نے کہا کہ مینے اسلام مین کوئی عمل نہین کیا اپنے نزدیک
اس سے زیادہ تر نفع کی امید والا کہ جب مینے رات اور دن کی کسی ساعت مین پورا وضو کیا تو اس وضو سے نماز
ضرور پڑہی جو خدا نے میری قسمت مین نماز پڑہنا لکہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحیۃ الوضو کی نماز کی بڑی
فضیلت ہے ہر وضو کے بعد دو رکعتین نفل پڑہا کرے تاکہ وضو اپنے مقصود سے خالی نرہے پس مطابقت حدیث
کی باب سے ظاہر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اسواسطے پوچہا تاکہ بلال اسکو ہمیشہ پڑہا کرین اور
غیر ون کو سنکر تحیۃ الوضو کے پڑہنے کا شوق ہو اور مراد عملون سے یہان نفلی نمازین ہین اسلیے کہ فرض نفلون
سے قطعًا افضل ہین اور اس سے یہ ہی معلوم ہوا کہ خدا پوشیدہ عمل پر بندے کو بڑا ثواب دیتا ہے اور یہ کہ صالحین سے
زیادہ تر نفع والے عملون کا پوچہنا جائز ہے کہ انکا اقتدا کیا جاوے اور یہ کہ استاد کو اپنے شاگرد کا عمل پوچہنا

جائز ہے کہ اگر بہتر ہووے تو اسکو ترغیب دیوے والا اسکو منع کرے اور یہ کہ مستحب ہے کہ آدمی ہر وقت باوضو رہے کہ اسکا
بدلہ بہشت ہو اسلیئے کہ جب آدمی ہر وقت پاک رہے تو سونے کے وقت بھی پاک ہوگا اور جو پاکی سے سووے اسکی
روح آسمانوں پر چڑھ جاتا ہے اور عرش کے تلے جاکر خدا کو سجدہ کرتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
اوقات مکروہ میں تحیۃ الوضو کا پڑھنا جائز ہے اسلیئے کہ ترمذی وغیرہ کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ وہ ہر وقت میں ایسا کیا کرتے تھے خواہ کوئی وقت ہوتا اور جو آپ نے بلال کو فرمایا کہ میں نے تیرے جوتوں کی
آہٹ بہشت میں سنی تو یہ قصہ خواب کا ہے کہ آپ نے یہ معاملہ خواب میں دیکھا تھا جیسے کہ آئندہ مناقب میں آویگا
کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ بہشت میں داخل ہوا ہوں سو میں نے جوتی کی آواز سنی اور پوچھا کہ یہ کون ہے کہا گیا
کہ یہ بلال ہے الخ اور چونکہ خواب نبیوں کی حق ہے تو اس سے بلال کے واسطے فضیلت ثابت ہو گئی اور اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بہشت میں داخل ہو اسلیئے کہ وہ خادم ہے اور گویا کہ
اسمیں اشارہ ہے کہ جیسے بلال کو زندگی میں آپ سے قربت حاصل تھی ویسے ہی آخرت میں بھی اسکو آپ سے قربت
حاصل ہوگی اور اگر کوئی کہے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب اسکو اس عمل کے سبب سے حاصل
ہوا اور حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے بہشت میں نہیں جائیگا بلکہ خدا کی رحمت سے جاوے گا ٨٩٥
تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ عمل بھی اوسکی رحمت میں داخل ہے اگر خدا کی رحمت نہ ہو تو بندہ نیک عمل نہیں کر سکے
ہی اور یا یہ ہے کہ اصل دخول بہشت میں خدا کی رحمت سے ہے اور درجوں کی تقسیم عملوں کے سبب سے ہے یعنے درجے
باعتبار عملوں کے ملیں گے اور اگر کوئی کہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ موت سے پہلے کوئی بہشت میں داخل
نہیں ہوگا اور معراج کی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ بہشت میں داخل ہوئے تو جواب
اسکا یہ ہے کہ انبیاء اس نفی میں داخل نہیں ہیں بلکہ اس نفی کے عموم سے مخصوص ہیں اور یا وہ نفی مخصوص
ہے ساتھ اس شخص کے جو دنیا سے نکل کر عالم ملکوت میں داخل ہو جاوے یعنے یہ شخص اس نفی سے مخصوص
پس آپ کا معراج کی رات کو بہشت میں داخل ہونا اسکے معارض نہیں واللہ اعلم **باب** مَا یُکْرَہُ مِنَ
التَّشْدِیْدِ فِی الْعِبَادَۃِ عبادت میں سختی کرنی مکروہ ہے یعنی سخت عبادت کو اختیار کرنا اور عبادت میں کثرت
کرنی مکروہ ہے کہ اس سے آدمی تھک جاتا ہے اور فرض عبادت بھی چھوٹ جاتی ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُہَیْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَیْنَ السَّارِیَتَیْنِ فَقَالَ مَا ہٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا ہٰذَا حَبْلٌ لِزَیْنَبَ
فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوْہُ لِیُصَلِّ اَحَدُکُمْ نَشَاطَہٗ فَاِذَا
فَتَرَ فَلْیَقْعُدْ **ترجمہ** انس رضی سے روایت ہے کہ حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے سو ناگاہ آپنے دو کہنبون کے درمیان رسی لٹکی دیکہی سو پوچہا کہ یہ رسی کیسی ہے
لوگون نے کہا کہ یہ زینب کی رسی ہے کہ جب تہجد کی نماز مین سست ہو جاتی ہین تو اسکو تہام لیتی ہین
سو فرمایا کہ ایسا نہین چاہیے اسکو کہول ڈالو اور چاہیے کہ نماز پڑہا کرے ہر شخص جب تک کہ خوشدل اور
چست رہے پہر جب کاہل یا سست ہو تو چاہیے کہ بیٹہہ جاوے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت مین
آدمی ایسی کثرت نکرے جو اسکو تہکا دیوے اور ملال مین ڈالے کہ وہ منع ہے بلکہ اسمین میانہ روی اختیار کرے
افراط تفریط سے بچے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ ہر کام کو
ہاتہہ اور زبان سے دور کرنا لازم ہے اور یہ کہ عورتون کو مسجد مین نفل پڑہنے جائز ہین اور یہ کہ نماز مین رسی کی
تہامنا مکروہ ہے **وَقَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ
بِمَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا** ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ بنی اسد کی ایک
٨٩٦ عورت میرے پاس بیٹھی تہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے سو پوچہا کہ یہ کون عورت ہے مینے
عرض کی کہ یہ فلانی عورت ہے جو رات کو نہین سوتی سو اسکی نماز کا ذکر کیا گیا یعنے تمام رات عبادت کرتی ہے
سو آپنے فرمایا کہ باز رہو اس تعریف سے کہ تمام رات عبادت کرنی مدح کے لائق نہین بلکہ اپنے اوپر ایسے عمل
لازم پکڑو جنکو تم کر سکو اسواسطے کہ خدا نہین تہکتا یہانتک کہ تم تہک جاؤ **ف** شاید یہ وہی عورت ہے جسکا
ذکر پہلی حدیث مین گذرا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل عبادت اسوقت تک بہتر ہے کہ خوشی سے ادا ہووے
اور اسمین جی لگا رہے کہ خدا ثواب اور رحمت کو نہین کاٹتا جب تک اسکو ملال اور ماندگی عبادت مین نہو یعنے
جب تک عبادت کرتا رہے تب تک ثواب ملتا ہے اور جب تہک کر عبادت چہوٹ گئی تو ثواب بہی نملے گا
تو خدا کے تہک جانے سے مراد ثواب کا نہ دینا ہے اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور امام شافعی نے کہا کہ
اگر فجر کی نماز کے فوت ہو جانیکا خوف نہو تو تمام رات عبادت کرنا درست ہے **بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ
لِمَنْ كَانَ يَقُوْمُهٗ** جو شخص رات کو ہمیشہ عبادت کیا کرتا ہو اسکو رات کی عبادت بالکل ترک کر دینی مکروہ ہے کہ اسکے
سبب آدمی خیر کثیر اور ثواب عظیم سے محروم رہتا ہے اور خدا سے اعراض لازم آتا ہے **حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ
قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
قَالَ اَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ**

كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ وَقَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْعِشْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ
حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بِهٰذَا مِثْلَهٗ وَتَابَعَهٗ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ
عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اے عبد اللہ تو نہو
فلان کیطرح کہ وہ رات کو اٹھا کرتا تہا پھر اُسنے رات کا اٹھنا چھوڑ دیا یعنے تہجد کی نماز کو ترک کر دیا ف اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جب نفلی عبادت خواہ نماز خواہ روزہ خواہ وظیفہ شروع کرے تو اُسکو ہمیشہ نباہے کبھی کرنا کبھی چھوڑنا
مکروہ ہی اسواسطے کہ ایسی عبادت کا اثر دلمین خوب نہین جمتا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی نماز واجب نہین اسلیے کہ اگر واجب ہوتی تو آپ اسکی نہایت مذمت کرتے
اور یہ کہ کسی آدمی کا عیب اُسکے سامنے بیان کرنا جائز ہے جبکہ اُس سے منع کرنا مقصود ہو اور یہ کہ آدمی جس عمل کی عادت
رکھتا ہو مستحب ہے کہ اُسکو ہمیشہ نباہے اُسمین قصور نہ کرے اور یہ کہ عبادت کو قطع کرنا مکروہ ہے گو وہ واجب نہ ہو
باب یہ باب پہلے باب سے تعلق رکھتا ہے اسلیے وہ ترجمہ سے خالی ہے اور تعلق اسکا پہلے باب سے ظاہر ہے اور
گویا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ پہلی حدیث کا متن اسی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے کما سیأتی حَدَّثَنَا
٨٩٧ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ إِنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا
فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَّلِأَهْلِكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ کیا مجھکو خبر نہین ہوئی کہ تو تمام رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے اور ہمیشہ
روزہ رکھا کرتا ہے اور کبھی افطار نہین کرتا مینے عرض کی مین بے شک کرتا ہون فرمایا کہ اگر تو ویسا ہی کریگا
تو تیری دونو آنکھین اندر گھس جاوینگی اور نظر کم ہو جاویگی اور تیری جان سست اور ضعیف ہو جاویگی اور
تیرے نفس کا حصہ ہے اور تیری جورو کا حصہ ہی سو کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھا کر اور کچھ رات نماز پڑھا کر اور
کچھ رات سویا کر ف عبد اللہ بن عمرو اس حدیث کی راوی نہایت عابد مرد تھے انہون نے نکاح کیا تہا تمام شب
و روز عبادت مین مشغول رہتے تھے جورو سے خبر نہ ہوتی تھی ایک دن عمرو بن عاص عبد اللہ کے باپ گھر مین آئے تو بہو
کو دیکھا کہ پرانے میلے کپڑے پہنے ہے اسکا سبب پوچھا اس عورت نے کہا کہ میرا خاوند مجھسے خبردار نہین ہوتا تمام شب و روز
عبادت مین مشغول رہتا ہی تو اُنکے باپ نے عبد اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تب آپنے یہ حدیث فرمائی
یعنے تو ایسی عبادت کرتا ہے کہ اپنی جان اور جورو کا حق ضائع کرتا ہے جان کا حق یہ کہ اُسکو کھانا پینا دیوے اور
سونے سے اُسکو آرام پہونچا دے اور جورو کا حق یہ ہے کہ اُسکی خبر لیوے اور اس سے خوش طبعی کرے اور صحبت کرے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت مین اعتدال اور توسط خدا کو پسند ہے اتنی زیادتی بھی بہتر نہین کہ اور حقوق فوت ہو جاویں

اور اتنا قصور بھی اچھا نہیں کہ آدمی جانوروں کی طرح جماع اور خواب خور میں مشغول رہے اور عبادت سے غافل ہو جاوے اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ نیک کام کی نیت ظاہر کرنی درست ہے اور یہ کہ امام اپنی رعیت کا حال دریافت کرتا رہے اور انکو نیک کام بتلاتا رہے
اور یہ کہ عبادت میں واجبات کو مستحبات پر مقدم کرے اور ہمیں ترغیب ہے کہ آدمی عبادت ہمیشہ کرتا رہے مگر میانہ
روی اختیار کرے تشدد نہ کرے **بَابُ** فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى جو شخص رات کو سونے سے جاگ کر نماز پڑھے
تو اسکے لیے بڑی فضیلت ہے **حَدَّثَنَا** صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ
حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَوْ دَعَا اسْتُجِيْبَ
لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّاَ قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ ترجمہ عبادہ بن صامت رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
رات کو سونے سے جاگ کر لا الہ الا اللہ سے اللہم اغفرلی تک پڑھے اور کوئی دعا کرے تو اسکی دعا قبول ہوگی اور اگر وضو
کرکے تہجد کی نماز بھی پڑھے تو نماز بھی اسوقت نہایت مقبول ہوگی اور لا الہ الا اللہ سے آخر تک کے معنے یہ ہیں کہ سوا
اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کا سب ملک ہے اور اسی کو سب تعریفیں اور ٨٩٨
وہ سب چیز کر سکتا ہے سب خوبیاں اللہ ہی کو ہیں پاک ہے سب عیبوں سے اور سب سے بڑا ہے بدون اسکی مدد کے گناہ
سے بچاؤ ہے اور نہ بندگی کی طاقت اسکے بعد یوں کہے اے میرے اللہ مجھکو بخشدے **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ
مراد قبول ہونے سے اس حدیث میں وہ چیز ہے جو صحت پر زیادہ ہے یعنے جسکی نماز قبول ہوئی وہ عذاب سے محفوظ
رہیگا پس معلوم ہوا کہ رات کی نماز کو عذاب سے بچانے کی تاثیر ہے پس اسکی فضیلت ثابت ہوگئی اور یہی وجہ ہے مطابقت
اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي
الْهَيْثَمُ بْنُ اَبِيْ سِنَانٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَقُصُّ فِيْ قَصَصِهٖ وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخًا لَكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ
كِتَابَهٗ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ ÷ اَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا ÷ بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ
وَاقِعٌ ÷ يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ÷ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ ÷ تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ وَقَالَ
الزُّبَيْدِيُّ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ وَالْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ تمہارا
بھائی یعنے عبداللہ بن رواحہ انصاری فحش اور جھوٹ نہیں کہتا یعنے یہ شعر جو عبداللہ نے حضرت کی تعریف میں کہے ہیں سچ ہیں جھوٹ
نہیں اور ان شعروں کا معنے یہ ہے کہ ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں جو اسکی کتاب پڑھتے ہیں سب کہ پھٹ جاوے صبح کی روشنی
یعنے فجر کے وقت آپ قرآن وغیرہ پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں آپ نے ہمکو سیدھی راہ بتلائی گمراہی کے پیچھے سو ہمارے دل

آپ کے ساتھ یقین کہتے ہیں کہ جو آپ نے فرمایا بے شک ہوئے الا ہجرات کاٹتے ہیں اسحال میں کہ اپنی پہلو کو بچھونے سے دور رکھتے
ہیں جب کہ بچھونے سے ستر کین سو بہاری ہوتے ہیں یعنے خواب میں ہوتے ہیں ہیثم نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا کہ وہ اپنے وعظ میں
یہ شعار پڑھتے تھے ف اخیر شعر سے معلوم ہوا کہ آپ رات کو جاگ کر عبادت کیا کرتے تھے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے
حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر قال رأيت على عهد النبي صلى
الله عليه وسلم كان بيدي قطعة استبرق فكاني لا اريد مكانا من الجنة الا طارت اليه ورأيت كان
اثنين اتياني ارادا ان يذهبا بي الى النار فتلقاهما ملك فقال لم ترع خليا عنه فقصت حفصة على
النبي صلى الله عليه وسلم احدى رؤياي فقال النبي صلى الله عليه وسلم نعم الرجل عبد الله لو كان
يصلي من الليل فكان عبد الله يصلي من الليل وكانوا لا يزالون يقصون على النبي صلى الله عليه وسلم
الرؤيا انها في الليلة السابعة من العشر الاواخر فقال النبي صلى الله عليه وسلم ارى رؤياكم قد
تواطأت في العشر الاواخر فمن كان متحريها فليتحرها من العشر الاواخر ترجمہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت
ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواب دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے سو گویا کہ میں بہشت
میں جس جگہ جانے کا ارادہ کرتا ہوں وہ ٹکڑا مجھکو وہیں اڑالے جاتا ہے اور میں نے دیکھا کہ گویا دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھکو پکڑ کر ۸۹۹
دوزخ کی طرف لے چلے سو ایک فرشتہ انکو آگے سے آملا سو اسنے مجھ کو کہا کہ تو مت ڈر اور انکو کہا کہ اسکو چھوڑ دو سو حفصہؓ نے میری
خوابوں میں سے ایک خواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات
کو تہجد بھی پڑھتا سو عبداللہ بن عمرؓ اس خواب کے بعد رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے اور رات میں کم سویا کرتے تھے اور ہمیشہ لوگ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے خوابیں بیان کیا کرتے تھے کہ شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتوں کی ساتویں رات میں ہے سو آپ نے فرمایا کہ میں
دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں کو کہ موافق پڑ گئی ہیں پچھلی دس راتوں میں سو جو شخص شب قدر کا تلاش کرنے والا ہو سو
پچھلی دس راتوں میں تلاش کرے ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے شب قدر کو خواب میں دیکھا کسی نے اکیسویں
کسی نے تئیسویں کسی نے ستائیسویں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی یعنے شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتوں
کی طاق راتوں میں ضرور ہے جسکو شوق ہو تلاش کرے یعنے سب طاق راتوں میں بیدار رہے اور عبادت کرے تا نہیں آخر کوئی
نہ کوئی تو ضرور ہی ہوگی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز کو دوزخ سے بچانے کی بڑی تاثیر ہے پس یہی وجہ ہے
مطابقت اس حدیث کی باب سے باب المداومة على ركعتي الفجر فجر کی دو سنتوں پر ہمیشگی کرنے کا بیان یعنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم انکو ہمیشہ پڑھتے رہے سفر میں بھی اور حضر میں بھی حدثنا عبد الله بن يزيد قال حدثنا سعيد هو
ابن ابي ايوب قال حدثني جعفر بن ربيعة عن عراك بن مالك عن ابي سلمة عن عائشة قالت
صلى النبي صلى الله عليه وسلم العشاء ثم صلى ثماني ركعات وركعتين جالسا وركعتين بين النداءين

ولم يكن يدعهما أبدا ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آٹھ رکعتیں
نماز پڑھی اور پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھین اور دو رکعتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھین یعنے فجر کی دو سنتیں پڑھین اور آپ
انکو کبھی نہین چھوڑتے تھے یعنے ہمیشہ پڑھا کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی فجر کی سنتون کو ہمیشہ پڑھا کرے
کبھی ترک کرے نہین یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعض نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ فجر
کی سنتین واجب ہین یہ قول حسن بصری کا ہے اور یہی منقول ہے ابو حنیفہ رح سے اور بعض فقہا نے امام ابو حنیفہ رح سے
نقل کیا ہے کہ اگر انکو بے عذر بیٹھے پڑھے تو جائز نہین ہین **بَابُ الضِّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ بَعْدَ
رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ** فجر کی دو سنتون کے بعد داہنے پہلو پر لیٹنے کا بیان **ف** فجر کی سنتون کے بعد لیٹنے مین علماء کو
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ فرض ہے اگر نہ کرے تو فرض باطل ہو جاتے ہین خواہ عمداً ترک کرے یا بھول سے کرے
لیکن یہ قول ضعیف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ بدعت اور مکروہ ہے یہ قول ابن مسعود اور ابن عمر وغیرہ سے منقول ہے
لیکن قول بھی مردود ہے اسلیے کہ بہت صحیح حدیثون سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو ہمیشہ کرتے رہے
جیسے کہ باب کی حدیث مین مذکور ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فجر کی سنتون کو بعد لیٹنا سنت نہین فقط آرام کے
واسطے تھا یہ قول ابو حنیفہ رح اور مالک کا ہے کہتے ہین کہ یہ لیٹنا واسطے دفع کرنے سستی اور کاہلی کے تھا جو آپکو تہجد ۹۰۰
کی نماز سے عارض ہوتی تھی پس اندرین صورت اضطجاع خاص تہجد پڑھنے والے ہی کو مستحب ہوگا اور بعضے کہتے ہین
وہ فرض اور سنت مین فاصلہ کرنے کے واسطے ہے پس اندرین صورت ہر آدمی کو مستحب ہوگا اور بعضے کہتے ہین کہ سنت اور
مستحب ہے یہ قول ابو موسی اور رافع بن خدیج اور انس اور ابو ہریرہ کا ہے اور یہی قول ہے قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر اور خارجہ بن
زید اور عبید اللہ اور سلیمان بن یسار اور سعید بن مسیب اور ابن سیرین وغیرہ فقہا سبعہ او تابعین کا اور یہی مذہب ہے امام
شافعی اور شافعیہ کا اور امام احمد کہتے ہین کہ ترک کرے امام نووی نے کہا کہ مختار یہی قول ہے کہ وہ سنت ہے واسطے ظاہر حدیث
ابو ہریرہ کے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ
بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ**
ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتین پڑھتے تھے تو اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جایا کرتے تھے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتون کے بعد اپنے پہلو پر لیٹنا سنت ہے اور ابو داؤد مین ہے کہ جب کوئی فجر کی نماز سے
پہلے دو رکعتین پڑھے تو چاہیے کہ لیٹ جاوے اپنے داہنے پہلو پر سو مروان نے کہا کہ ہم مین سے کسیکو مسجد مین کئی قدم چلنا کفایت
نہین کرتا ابو ہریرہ نے کہا نہین اس سے معلوم ہوا کہ اضطجاع کے بدلے چلنا کفایت نہین کرتا اور امام شافعی نے
کہا کہ جس چیز کے ساتھ فصل ہو جاوے اس سے سنت ادا ہو جاتی ہے خواہ کلام سے ہو خواہ چلنے وغیرہ سے اور
حنفیہ جو اسکو سنت نہین کہتے ہین تو وہ اسپر کئی دلیلین بیان کرتے ہین پہلی دلیل انکی یہ قول ابراہیم نخعی کا ہے

کہ فجر کی سنتون کے بعد لیٹنا شیطان کا لیٹنا ہے سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ محمول ہی اوپر اسکے کہ اسکو یہ حدیث نہین پہونچی ورنہ بعد صحت
حدیث کے کسی کو کوئی عذر باقی نہین رہتا اور نیز اصول مین مقرر ہو چکا ہے کہ حدیث کے مقابلہ مین قول صحابی کا حجت نہین پس
قول تابعی کا بطریق اولے حجت نہین ہوگا اور دوسری دلیل یہ ہے جو ابن مسعود سے مروی ہے کہ وہ مکروہ ہے سو وہ بھی یہ
محمول ہے کہ انکو یہ حدیث نہین پہونچی اور نیز ابن مسعود رض کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکے وجوب کے منکر تھے نہ استحباب کے
چنانچہ انکی اخیر کلام یہ ہے کہ جب سلام پھیرے تو فصل ہو گیا اور تیسری دلیل انکی یہ ہے جو ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ بدعت
ہی سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بھی اسی پر محمول ہے کہ انکو اضطجاع کی حدیث نہین پہونچی کذا قالہ فی الفتح اور نیز ابن عمر رض سے اسکے
برخلاف بھی مروی ہے جیسے کہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے اور نیز اگر ابن مسعود رض اور ابن عمر کے قول سے استدلال
کیا جاوے تو اس سے لازم آویگا کہ اضطجاع کو بدعت کہا جاوے حالانکہ حنفیہ اسکے قائل نہین اور چوتھی دلیل انکی یہ ہے جو کہ ابن عباس
سے روایت ہی کہ آپنے فجر کی سنتون سے پہلے اضطجاع کیا ہے اور عائشہ رض سے روایت ہی کہ آپنے پہلے بھی کیا ہے اور پیچھے
بھی کیا ہے کہتے ہین کہ اگر اضطجاع سنت ہوتا تو سنت سے پہلے کرنے کی کوئی معنے نہ تھے اور قاضی نے کہا کہ ابن عباس رض
کی روایت کو ترجیح ہے سو جواب اسکے تین ہین اول یہ ہی جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین دیا ہے کہ جب تطبیق ممکن ہو
٩٠١ تو بعض حدیثون کو رد کرنا جائز نہین اور یہان تطبیق دو طور سے ممکن ہے اول یہ کہ آپ پہلے بھی اضطجاع کرتے تھے تو یعنے دونو
طرح سے جائز ہے اور دوم یہ کہ آپنے کبھی کبھی بیان جواز کے واسطے اسکو چھوڑ دیا ہوگا اس غرض سے کہ اسکا ترک کرنا بھی
جائز ہے اس سے اسکا مستحب ہونا لازم نہین آتا بلکہ اس سے فقط اتنا ثابت ہوگا کہ وہ واجب نہین اسکی ہم بھی قائل ہین اور وہ
جو کہ فتح الباری مین لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ رات کی نماز اور فجر کی نماز کے درمیان سوتے تھے نہایت درجہ اس سے فقط
اتنا ثابت ہوگا کہ آپنے اس رات مین سنتون کے بعد اضطجاع نہین کیا سو دلیل ہوگی اس بات کی کہ اضطجاع واجب نہین
پس اسکا مستحب ہونا اس سے لازم نہین آتا اور سوم یہ کہ فجر کی سنتون کے پہلے اضطجاع کرنے کی روایت کا راجح ہونا مسلم نہین
بلکہ پیچھے اضطجاع کی روایت راجح ہے اسلیے کہ یہ حدیث عائشہ رض سے عروہ نے روایت کی ہے اور عروہ سے زہری اور معمر اور یونس
اور عمر بن حارث اور اوزاعی اور ابن ابی ذئب اور شعیب نے روایت کی ہے یعنے یہ سب لوگ عروہ کے شاگرد ہین یہ حدیث
انہون نے عروہ سے پڑھی ہے اور پھر جو لوگ پہلی اسکو زہری سے روایت کرتے ہین اسمین اختلاف ہے کسی مین پیچھے اضطجاع
کا ذکر ہے اور کسی مین نہین اور جو لوگ باقی چھ محدثون سے یہ روایت کرتے ہین اسمین مطلق کچھ اختلاف نہین وہ لفظ فقط
یہی ہین کہ کان اذا طلع الفجر صلی رکعتین خفیفتین ثم اضطجع علی شقہ الایمن ھذہ الروایۃ اتفق علیہما الشیخان
کذا فی النیل اور بیہقی نے لکھا ہے العدد اولی بالحفظ من الواحد پس بہت لوگون کی روایت کو ایک شخص کی روایت
پر ترجیح دیجاوے گی اسلیے کہ بہت متعدد لوگون اور جماعت کثیرہ کی یادداشت ایک آدمی سے زیادہ ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ فجر
کی سنتون کے بعد اضطجاع کرنے کی روایت کو ترجیح ہے پس ثابت ہوا کہ فجر کی سنتون کے بعد اضطجاع کرنا سنت ہے اور یہی مذہب ہے

بہت صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کا اور شیخ عبدالحق نے لمعات میں لکھا ہے کہ مختار مذہب یہی ہے جسکی طرف جمہور
علماء گئے ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے انتہے واللہ اعلم بالصواب **بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ**
يَضْطَجِعْ فجر کی سنتوں کو بعد بات چیت کرنا اور نہ لیٹنا جائز ہے **ف** غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے
کہ اضطجاع واسطے فصل کے تہا کہ فرض اور سنت میں فرق ہو جاوے یعنے فصل کے واسطے اضطجاع مقرر نہیں بلکہ آپ نے کبھی کبھی
بات چیت سے بھی فصل کیا ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ غرض اس سے یہ ہے کہ آپ نے اسپر ہمیشگی نہیں کی بلکہ کبھی کبھی اسکو
ترک بھی کیا ہے پس اندریں صورت اسکی وجوب کی نفی ہو جاویگی اور سنیت ثابت ہو جاویگی **حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ**
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا صَلّٰى فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يُؤْذَنَ بِالصَّلٰوةِ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھتے تو اُنکے بعد اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھسے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے
تہے یہانتک کہ فجر کی نماز کی اذان کہی جاتی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد کلام کرنی جائز ہے
اور یہ کہ آپ نے اضطجاع پر ہمیشگی نہیں کی پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپکا
۹۰۲ کلام کرنا سنتوں کے پہلے تہا سو یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ آپ نے دونوں وقت میں کلام کی ہوگی یا کبھی پہلے کی ہوگی
اور کبھی پیچھے کی واللہ اعلم **بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنٰى مَثْنٰى** نفلوں کی نماز دو دو رکعتیں ہیں **ف**
فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری کا مقصود ان حدیثوں اور اثروں سے یہ ہے کہ حدیث میں جو مثنیٰ مثنیٰ
کا لفظ آیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پہیرے خواہ دن کے نفل ہوں اور خواہ رات کے نفل ہوں **قَالَ مُحَمَّدٌ**
وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَّاَبِيْ ذَرٍّ وَّاَنَسٍ رض وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ یعنے امام بخاری نے کہا کہ یہی قول
ہے عثمان رض اور ابو ذر رض اور انس رض اور جابر بن زید اور عکرمہ اور زہری کا کہ کہتے ہیں کہ ہر دو دو رکعتوں میں فصل کرے **وَقَالَ**
يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ مَا اَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ اَرْضِنَا اِلَّا يُسَلِّمُوْنَ فِيْ كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ یعنے یحییٰ بن سعید
انصاری نے کہا کہ میں نے اپنی زمین کے فقہاء کو نہیں پایا مگر کہ دن کے نفلوں میں ہر دو رکعت پر سلام پہیرتے تہے **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ**
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ
اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ
بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ
اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ

ومعاشي وعاقبة امري او قال في عاجل امري وآجله فاصرفه عني واصرفني عنه واقدر لي الخير
حيث كان ثم ارضني به قال ويسمي حاجته ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہمکو سب کاموں میں استخارہ کرنا سکھایا کرتے تھے جیسے کہ ہمکو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے فرماتے تھے کہ جب تم میں سے
کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ دو رکعتیں نماز پڑھے سوائے فرض کے یعنی نفل کی نیت کرے پھر یہ دعا پڑھے
اللہم آخر تک یعنی الٰہی میں تجھ سے خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت
کے وسیلے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو مقرر تو قادر ہے مجھکو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں
جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا دانا ہے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے واسطے بہتر ہے میرے دین میں اور دنیا میں
اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اسکو میرے واسطے مقدر کر دے اور اسکو میرے واسطے آسان
کر دے اور برکت دے اسمیں اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا
یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اسکو مجھ سے ہٹا دے اور مجھکو اس سے ہٹا دے اور مقدر کر دے میرے واسطے بہتر کام
جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھکو اس سے راضی کر دے اور پھر اپنی حاجت کا نام لیوے کہ فلاں کام کیلیے استخارہ کرتا ہوں ف ۹۰۳
یہ استخارہ کرنے کا طریق ہے جب کسی کام کا ارادہ کرے تو سنت ہے کہ اسطور سے استخارہ کرے تین روز یا سات روز اسیطرح کرے
انجام بخیر ہوگا یا خواب میں کچھ حال معلوم ہو جاویگا غرض کہ جسنے جس کام میں استخارہ کیا اسکا نقصان نہیں ہوا حدثنا
المكي بن ابراهيم عن عبد الله بن سعيد عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن عمرو بن سليم الزرقي سمع
ابا قتادة بن ربعي الانصاري قال قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل احدكم المسجد
فلا يجلس حتى يصلي ركعتين ترجمہ ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی
مسجد میں جاوے تو نہ بیٹھے یہانتک کہ دو رکعتیں پڑھے ف اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے سنت ہے کہ پہلے تحیۃ
المسجد پڑھے پھر مسجد میں بیٹھے حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن اسحاق بن عبد الله
بن ابي طلحة عن انس بن مالك قال صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين ثم انصرف
ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو دو رکعتیں نماز پڑھائی پھر نماز سے پھرے ف حدیث
پوری باب الصلوۃ علی الحصیر میں گذر چکی ہے حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن
ابن شهاب قال اخبرني سالم عن عبد الله بن عمر قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه و
سلم ركعتين قبل الظهر وركعتين بعد الظهر وركعتين بعد الجمعة وركعتين بعد المغرب و
ركعتين بعد العشاء ترجمہ عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی
دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے پیچھے اور دو رکعتیں جمعے کے پیچھے اور دو رکعتیں مغرب کے پیچھے اور دو رکعتیں عشا کے پیچھے ف

یہ حدیث بھی مضمون کے باب میں پہلے گذر چکی ہے حدثنا آدم قال اخبرنا شعبۃ قال حدثنا عمرو بن
دینار قال سمعت جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یخطب اذا
جاء احدکم والامام یخطب او قد خرج فلیصل رکعتین ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہو کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں آوے اور امام جمعہ کا خطبہ پڑھتا ہو یا خطبے کی واسطے نکلا ہو تو چاہیے
کہ دو رکعتین نماز پڑھ لیوے ف یہ حدیث بھی جمعے کو بیان میں پہلے گذر چکی ہے حدثنا ابو نعیم قال حدثنا
سیف بن سلیمان المکی قال سمعت مجاھدا یقول اُتی ابن عمر فی منزلہ فقیل لہ ھذا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد دخل الکعبۃ قال فاقبلت فاجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد
خرج واجد بلالا عند الباب قائما فقلت یا بلال اصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
الکعبۃ قال نعم قلت فاین قال بین ھاتین الاسطوانتین ثم خرج فصلی رکعتین فی وجہ
الکعبۃ وقال ابو ھریرۃ اوصانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برکعتی الضحی وقال عتبان بن
مالک غدا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر بعد ما امتد النھار وصففنا
904 وراءہ فرکع رکعتین ترجمہ مجاھد رض سے روایت ہو کہ کوئی شخص ابن عمر رض پاس آیا سو اسکو کہا کہ تو یہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے اُسنے کہا کہ میں کعبے کی طرف آیا سو دیکھا کیا ہوں کہ آپ کعبے سے باہر نکل آئے ہیں
اور میںنے بلال کو دروازے پر کھڑے پایا سو مینے کہا کہ ای بلال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کو اندر نماز پڑھی ہے
اُسنے کہا ہاں میںنے کہا کس جگہہ پڑھی ہے اس نے کہا کہ ان دو کھمبوں کی درمیان پڑھی ہے پھر آپ باہر نکلے اور کعبے کے
دروازے کے سامنے دو رکعتین پڑھیں ف یہ حدیث بھی باب واتخذوا من مقام ابراھیم میں پہلے گذر چکی ہے ق
قال ابو ھریرۃ الخ یعنے ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو چاشت کی دو رکعتوں کی
وصیت کی کہ اسکو کبھی نہ چھوڑیو وقال عتبان بن مالک الخ یعنے عتبان نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور
عمر رض صبح کو میرے گھر میں تشریف لائے بعد اسکے کہ دن کی گرمی سخت ہوگئی تھی اور ہمنے آپکے پیچھے صف باندھی سو آپنے
دو رکعتیں نماز پڑھی ف غرض ان سب متون اور آثاروں سے یہ ہے کہ رات اور دن کی نفل دو دو رکعتیں ہیں اور یہی
مذہب جمہور علماء کا کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرے خواہ دن کی نفل ہوں اور خواہ رات کی نفل ہوں اور یہی قول ہے شافعی
کا اور امام احمد رح کا اور ابو یوسف اور محمد رح کا قول بھی رات کی نفلوں میں یہی ہے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرے اور امام ابو حنیفہ
اور ابو یوسف اور محمد رح کہتے ہیں کہ دن کے نفلوں میں اختیار ہے خواہ چار چار رکعتیں پڑھے . . . . .
. . . اور خواہ دو دو رکعتیں پڑھے اور رات کی نماز بھی ابو حنیفہ رح کے نزدیک دو دو رکعتیں ہیں لیکن یہ سب اختلاف
فضلیت میں ہے اصل جواز میں اختلاف نہیں سو جمہور دو دو کو افضل کہتے ہیں اور ابو حنیفہ رح وغیرہ چار چار کو

افضل کہتے دلیل جمہور کی یہ حدیثیں ہیں اور نیز دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر مذکور ہو چکی کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور نیز
وہ نفلوں کو تراویح پر قیاس کرتے ہیں بَابُ الْحَدِيثِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فجر کی سنتوں کے بعد بات چیت کرنے کا
بیان ف فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان کلام کرنے میں علماء کو اختلاف ہے امام نووی نے کہا ہے کہ جمہور
کے نزدیک انکے درمیان کلام کرنی جائز ہے اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو ابھی آتی ہے اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ کلام کرنی
مکروہ ہے لیکن کہتے ہیں کہ فضول کلام سے سنتوں کا دوہرانا واجب نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جو فضول کلام ہو وہ
مکروہ ہے اور اگر ضرورت ہو تو جائز ہے یہ قول احمد اور اسحاق کا ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي
رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ يَرْوِيهِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ
قَالَ سُفْيَانُ هُوَ ذَاكَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتیں پڑھتے تھے سو بعد
انکے اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے تھے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں اور
فرضوں کے درمیان بات چیت کرنی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ
الْفَجْرِ فجر کی سنتوں کی حفاظت کرنے کا بیان یعنے انپر حفاظت کرے اور انکو کبھی ترک نہ کرے وَمَنْ سَمَّاهَا تَطَوُّعًا اور جو ٩٠٥
نفل نام رکھنے کا بیان یعنے باوجود اس محافظت کے نفل ہیں واجب نہیں حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں سے زیادہ تر محافظت کسی پر نہیں کرتے تھے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود
اتنی محافظت کو بھی یہ سنتیں نفل میں داخل ہیں اور انکو نفل کہنا درست ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی
باب سے بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فجر کی سنتوں میں قرآن پڑھنے کا بیان یعنے فرضوں کی طرح انمیں بھی قرآن
پڑھنا واجب ہے ف بعضے کہتے ہیں کہ فجر کی سنتوں میں مطلق کچھ نہ پڑھا جاوے نہ الحمد اور نہ کوئی اور سورۃ سو امام بخاری
نے اس باب سے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول مردود ہے انمیں قرآن کا پڑھنا واجب ہے ساتھ دلیل حدیث باب کے اور ساتھ
عموم حدیث لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ
بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ
رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رات کو تیرہ رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو رکعتیں ہلکی نماز پڑھتے حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ
قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا احمد بن یونس قال حدثنا زہیر قال حدثنا یحیی ہو ابن سعید
عن محمد بن عبد الرحمن عن عمرۃ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخفف الرکعتین
اللتین قبل صلوۃ الصبح حتی انی لاقول ھل قرأ بام القران ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فجر کی دو سنتوں میں تخفیف کیا کرتے تھے یہانتک کہ میں کہتی کہ شاید آپنے الحمد بھی پڑہا ہے یا نہیں یعنے آپ
اور نفلوں میں بہت لمبی قرات پڑہا کرتے تھے اور جب آپنے فجر کی سنتوں میں تخفیف کی تو گویا کہ بہ نسبت اور نمازوں
کے انمیں کچھ بھی نہ پڑہا نہ یہ کہ حقیقۃ انکو الحمد پڑہنے میں بھی شک رہتا تھا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی
سنتوں میں قراءۃ کرنی واجب ہے بدون اسکے نماز درست نہیں اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے
اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ فجر کی سنتوں میں الحمد کے سوا اور کچھ نہ پڑہے فقط یہی پڑہے
یہ قول امام مالک کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ ایک رکعت میں الحمد کے ساتھ قل یایہا الکفرون پڑہے اور ایک
میں اسکے ساتھ قل ہو اللہ احد ضم کرے یہ قول امام شافعی رح کا ہے اور ساتھ اسکے قائل ہیں جمہور علماء اور دلیل انکی وہ حدیث ہے
مسلم وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتوں میں ان دو سورتوں کو پڑہا اور بعضے کہتے ہیں کہ عائشہ رض کی
شک کا یہ معنے ہے کہ شاید آپنے فقط الحمد ہی پڑہا ہے یا اسکے ساتھ کوئی اور سورۃ بھی جوڑی اور یہ آپکے جلدی پڑہنے کے سبب ۹۰۶
سے تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ انمیں لمبی قرات پڑہنی چاہیے یہ قول اکثر حنفیوں کا ہے اور یہی منقول ہے نخعی سے اور بیہقی نے
اس باب میں مرفوع حدیث بھی نقل کی ہے لیکن اسمیں ایک راوی مجہول ہے پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے

باب التطوع بعد المکتوبۃ فرضوں کے بعد نفل پڑہنے کا بیان یعنے موکدہ سنتوں کا بیان ف فجر کی
سنتیں سب سنتوں سے افضل ہیں اور انکی سب سے زیادہ تاکید ہے اور بعد انکے فرضوں کی پچھلی سنتیں سب سے افضل ہیں اور
بعد انکے ظہر کی پہلی سنتیں سب سے افضل ہیں اور یہی غرض ہے امام بخاری کی اس ترتیب سے اور کہتے ہیں کہ فرضوں کی
پچھلی سنتوں سے شام کی سنتیں ظہر کی پچھلی سنتوں سے افضل ہیں اور ظہر کی پچھلی سنتیں عشاء کی سنتوں سے افضل ہیں
حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی بن سعید عن عبید اللہ قال اخبرنی نافع عن ابن عمر قال صلیت
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدتین قبل الظہر وسجدتین بعد الظہر وسجدتین بعد المغرب [وسجدتین بعد العشاء وسجدتین بعد الجمعۃ فاما المغرب والعشاء]
والعشاء ففی بیتہ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی دو رکعتیں ظہر سے
پہلے اور دو رکعتیں ظہر سے پیچھے اور دو رکعتیں مغرب کے پیچھے اور دو رکعتیں عشاء کے پیچھے اور دو رکعتیں جمعے کے پیچھے سو
مغرب اور عشاء کی سنتیں تو میں نے آپکے گھر میں پڑہیں ف سنتوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑہنے کا یہ معنے
ہے کہ ہم دونوں نے انکو ایک جگہ پڑہا یہ معنے نہیں کہ آپ ہمارے امام بنے وحدثتنی اختی حفصۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی رکعتین خفیفتین بعد ما یطلع الفجر وکانت ساعۃ لا ادخل علی

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھَا تَابَعَہٗ کَثِیْرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَاَیُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوْسٰی بْنِ
عُقْبَۃَ عَنْ نَافِعٍ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِیْ اَھْلِہٖ ترجمہ حفصہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کے پیچھے دو
رکعتین ہلکی نماز پڑہا کرتے تھے اور یہ نماز اسوقت تھی کہ مین آپکے پاس گہر مین بھی حاضر نہین ہوتا تھا یعنے یہ سنتین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ پڑہنے کا مجھکو کبھی اتفاق نہین ہوا **ف** اس حدیث سے فرضون کے بعد سنتون کا پڑہنا ثابت ہوا اور
یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ رات کی نفل گہر مین پڑہنے
مسجد سے افضل ہین یہ قول مالک اور ثوری کا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہین اور نیز اسمین دلیل ہے اسپر کہ فرضون کے
واسطے سنتین مقرر ہین کہ اسپر ہمیشگی کرنی مستحب ہے یہ قول جمہور علماء کا ہے اور عراق والون کا بھی یہی مذہب ہے اور امام
مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مقرر نہین تا کہ فرضون مین قصور نہ ہو لیکن اگر کوئی پڑہے تو منع نکیا جاوے بشرطیکہ فرض
کی حمایت مقصود ہو **بَابُ** مَنْ لَّمْ یَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ فرضون کے بعد سنتون کے نہ پڑہنے کا بیان یعنے اسواسطے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی انکو ترک بھی کر دیا ہے **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو
907 وَقَالَ سَمِعْتُ اَبَا الشَّعْثَآءِ جَابِرًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ثَمَانِیًا جَمِیْعًا وَّسَبْعًا جَمِیْعًا قُلْتُ یَا اَبَا الشَّعْثَآءِ اَظُنُّہٗ اَخَّرَ الظُّھْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَآءَ وَاَخَّرَ
الْمَغْرِبَ قَالَ وَاَنَا اَظُنُّہٗ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی آٹھ
رکعتین اکٹھی اور سات رکعتین اکٹھی یعنے ظہر اور عصر کے آٹھ فرض ملا کر پڑہی اور مغرب اور عشاء کے سات فرض ملا کر پڑھے
(عمرو کہتا ہے) مینے جابر سے کہا کہ اے ابا شعثاء (یہ جابر کی کنیت ہے) مین گمان کرتا ہون کہ آپنے ظہر کی نماز مین تاخیر کی اور عصر کی نماز
اور عشاء کو اول وقت پڑہا اور مغرب کو اخیر وقت پڑہا سو اسنے کہا کہ مین بھی یہی گمان کرتا ہون **ف** اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ فرضون کی پچھلی سنتون کو کبھی کبھی ترک کرنا بھی جائز ہے اسلیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے دو دو نمازین
جمع کر کے پڑہین اور جمع کرنا بات کو چاہتا ہے کہ انکے درمیان کوئی اور نماز واقع نہ ہو نہ سنتین اور نہ نفل پس معلوم ہوا کہ آپنے
ظہر اور مغرب کی پچھلی سنتین نہین پڑہین پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی مگر اس سے معلوم نہین ہوتا کہ آپنے
ظہر کی پہلی سنتین اور عشاء کی پچھلی سنتین بھی پڑہین یا نہ پڑہین یہ حدیث انسے ساکت ہے **بَابُ** صَلٰوۃِ الضُّحٰی فِی
السَّفَرِ سفر مین چاشت کی نماز پڑہنے کا بیان یعنے آپنے پڑہی یا نہین پڑہی **ف** سورج چڑہنے
اور دوپہر کے درمیان دو نمازین ہین ایک اشراق اور ایک ضحی اشراق اس وقت کو کہتے ہین جب کہ سورج ایک نیزہ
کا قدر بلند ہو جاوے اور ضحی کہتے ہین اسوقت کو جو کہ چوتھائی دن کے برابر سورج بلند ہونے سے دوپہر تک ہے مگر در حقیقت
ضحی اور اشراق ایک ہی نماز کو کہتے ہین اور ایک ہی وقت کو کہتے ہین فقط نام مین اختلاف ہے اور یہ چاشت کی نماز بہت
حدیثون سے ثابت ہے یہانتک کہ محمد بن جریر نے کہا کہ اس باب کی حدیثین معنوی تواتر کے درجے کو پہنچ گئی ہین چنانچہ از انجملہ

بعض حدیثوں کا ذکر آئندہ آویگا اور اس باب میں علماء کو اختلاف ہے، اکثر علماء صحابہ اور تابعین وغیرہم سے کہتے ہیں کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے بدون سبب کے چاشت کی نماز نہیں پڑھی بلکہ ایک بار مکہ فتح ہونے کے سبب سے پڑھی اور ایک بار شکر ادا کرنیکے
لیے پڑھی جبکہ ابوجہل کا سر آپکے سامنے لایا گیا اور عتبان کے گھر اُسکے سوال کرنے کے سبب سے پڑھی سو اتفاقا وہ چاشت
کا وقت تہا نہ یہ کہ قصداً آپنے یہ نماز اُسوقت پڑھی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہرگز مستحب نہیں یہ قول عبد الرحمن بن عوف
اور ابن مسعود کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ چند روز چھوڑ دے اور چند روز پڑھے چنانچہ ابن عباسؓ دن چھوڑ دیتے
تہے اور دس دن پڑھتے تہے اور ثوری نے منصور سے روایت کی ہے کہ فرضوں کی طرح اسپر محافظت کرنے کو لوگ برا جانتے
تہے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ میں انکو دوست رکھتا ہوں لیکن انکو چھوڑ دیتا ہوں اس خوف سے کہ میں انکو واجب سمجھ لوں
بعضے کہتے ہیں مستحب ہے کہ انکو گہر میں پڑہے اور اسپر مواظبت کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ بدعت ہے یہ قول ابن عمر وغیرہ کا ہے
لیکن سب قولوں میں صحیح اور قوی پہلا قول ہے باقی سب اقوال ضعیف اور غلط ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ نماز حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تہا اور دلیل انکی یہ حدیث ہے کہ جسمیں ذکر ہے کہ یہ نماز آپ پر واجب تہی لیکن یہ روایت صحیح اور
ثابت نہیں ہے اور نیز اسمیں بہی علماء کو اختلاف ہے کہ چاشت کی نماز کتنی رکعتیں ہیں اور کس قدر افضل ہیں سو بعضے کہتے ۹۰۶
ہیں کہ اقل اسکی دو رکعتیں ہیں اور اکثر بارہ رکعتیں ہیں یعنے دو سے کم نہ پڑہے اور بارہ سے زیادہ نہ کرے اور بعضے
کہتے ہیں کہ آٹھ سے زیادہ نہ کرے لیکن چھ اور دو پر اکتفا نہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ فقط دو ہی رکعتیں اور بعضے کہتے ہیں کہ
فقط چار ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اکثر کی کوئی حد نہیں جتنی چاہے پڑہے مگر روایتیں اس باب میں دو سے بارہ تک
آئی ہیں اس سے زیادہ پڑہنا کسی حدیث سے ثابت نہیں لیکن بعضے کہتے ہیں کہ افضل آٹھ رکعتیں ہیں اور بعضے کہتے
ہیں کہ چار رکعتیں ہیں یہ قول اکثر علماء کا ہے اور یہی جید اور مختار مذہب ہے اسلیے کہ حدیثیں اسکی بہت صحیح ہیں اور اکثر ہیں
اور افضل یہ ہے کہ اسکو ہمیشہ پڑہتا رہے کبہی ترک نہ کرے کہ اسکے بدلے بہشت کا وعدہ ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَتُصَلِّي الضُّحَى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا
قُلْتُ فَأَبُو بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالُهُ ترجمہ مورق سے روایت ہے
کہ میں نے ابن عمرؓ سے کہا کہ کیا تو چاشت کی نماز پڑہتا ہے اسنے کہا نہیں میں نے کہا عمرؓ پڑہتے تہے یا نہیں اُسنے کہا نہیں میں نے
کہا ابوبکر پڑہتے تہے یا نہیں اُسنے کہا نہیں میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی پڑہا کرتے تہے اُسنے کہا میں گمان نہیں
کرتا کہ آپنے پڑہی ہو ف ابن عمرؓ کی اس حدیث سے چاشت کی نماز کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا اسلیے کہ یہ نفی
اسکی عدم رویت پر محمول ہے یعنی اُسنے آپ کو یہ نماز پڑہتے نہیں دیکہا اس سے یہ مراد نہیں کہ فی الواقع بہی آپنے یہ نماز
نہیں پڑہی اور یا یہ نفی خاص صفت پر محمول ہے یعنی انکو مسجد کے ساتہہ لازم کر رکہنا اور جماعت کے ساتہہ پڑہنا بدعت ہے
بلکہ اپنے گہر میں پڑہے جیسے کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن مسعودؓ نے کئی آدمیوں کو مسجد میں چاشت کی نماز

پڑہتے دیکہا سو اس پر انکار کیا اور کہا کہ اگر پڑہنی چاہو تو اپنے گھروں میں پڑہو اور عائشہ رض کی حدیث آئندہ کی بہی یہی
تاویل ہے اور اسیطرح اور جن جن حدیثوں اور اقوال صحابہ میں نفی اور انکار وارد ہے وہ بہی سب کی سب اسی معنے پر محمول
ہیں اس سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاوی گی **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی یَقُوْلُ مَا حَدَّثَنَا اَحَدٌ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی
الضُّحٰی غَیْرُ اُمِّ هَانِیٍٔ فَاِنَّهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ
وَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ اَنَّهٗ یُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ترجمہ ابن ابی لیلی سے
روایت ہے کہ ہمکو کسی نے خبر نہیں دی کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑہتے دیکہا ہو مگر ام ہانی نے سو اُسنے
کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکے کے دن میرے گہر میں تشریف لائے سو آپنے غسل کیا اور نماز پڑہی آٹہ رکعتیں سو میں نے آپکو
کبہی نہیں دیکہا کہ اس سے زیادہ تر ہلکی نماز پڑہی ہو مگر آپنے رکوع اور سجود کو پورا کیا **ف** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے
کہ میں نے پوچہا یہ کون نماز ہے آپنے فرمایا یہ چاشت کی نماز ہے اور اس باب میں اور بہی کئی حدیثیں آچکی ہیں از انجملہ
ایک حدیث یہ ہی جو کہ ابن عدی نے ابن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی
نماز دو رکعتیں پڑہی اور ایک حدیث یہ ہے جو کہ عتبان سے تیسرے باب میں آئندہ آویگی اور ایک حدیث ہی جو کہ مسلم نے ٩٠٩
عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑہا کرتے تہے اور ایک حدیث
جو کہ طبرانی نے جابر رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز چھ رکعتیں پڑہی اور ایک
حدیث ہی جو کہ احمد نے انس رض سے روایت کی ہے کہ میں نے آپکو دیکہا کہ آپنے سفر میں چاشت کی نماز آٹہ رکعتیں پڑہیں
صحیح کہا ہی اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور ایک حدیث یہ ہے جو کہ ترمذی نے انس رض سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو چاشت
کی نماز بارہ رکعتیں پڑہے تو خدا اسکے واسطے بہشت میں محل بناتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسکی اسناد
میں کوئی ایسا راوی نہیں جسکو ضعیف کہا گیا ہو اور ایک حدیث ہی جو ابوہریرہ رض سے تیسرے باب میں آویگی کہ آپنے مجہکو چاشت
کی نماز پڑہنے کی وصیت کی اور ایک حدیث ہی جو کہ طبرانی نے ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ جو شخص چاشت کے
وقت دو رکعتیں پڑہے تو وہ غافلوں میں نہیں لکہا جاتا اور جو چار پڑہے تو وہ توبہ کرنے والوں میں لکہا جاتا ہے
اور جو چھ رکعتیں پڑہے تو وہ اسکو اس دن کفایت کرتی ہیں اور جو آٹہ رکعتیں پڑہے تو وہ عابدین میں لکہا جاتا ہی
اور جو بارہ رکعتیں پڑہے تو خدا اسکے واسطے بہشت میں گہر بناتا ہے اور اسکی اسناد میں ضعف ہی اور اسکو واسطے
شواہد ہی ابوذر کی روایت سے اور انس رض کی یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن جبکہ ابوذر اور ابو الدرداء کی حدیث اسکے ساتہ ملائی
جاوے تو قوت پا جاویگی اور حجت پکڑنے کے لائق ہو جاویگی پس ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ چاشت کی نماز پڑہنی مستحب ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خود بہی پڑہا ہے اور اسکے پڑہنے کا حکم بہی فرمایا اور اسی طرح انس رض اور ابوہریرہ رض اور

ابو ذرؓ اور ابو اسامہؓ اور عقبیؓ اور ابن ابی اوفےؓ اور ابو سعیدؓ اور زید بن ارقمؓ اور ابن عباسؓ اور جابر بن عبداللہؓ اور جبیر بن مطعمؓ اور حذیفہؓ اور ابن عمرؓ اور ابو موسےؓ اور عتبانؓ بن مالک اور عقبہ بن عامر اور علیؓ اور معاذ بن انسؓ اور نواس بن سمعان اور ابو مرہ طائفی وغیرہ صحابہ سے بھی اسکا فعل اور حکم ثابت ہو چکا ہے پس یہ اثبات کی روایتیں مقدم ہونگی نفی پر لان المثبت مقدم علی النافی کما تقرر فی الاصول اور اگر کوئی کہے کہ مناسبت ان دونو حدیثوں کی باب سے ثابت نہیں تو کہا جاویگا کہ امام بخاری نے اس ترجمہ سے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث انس کی جو ابن خزیمہ اور حاکم کی تصحیح سے اوپر گذر چکی ہے تو گویا امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ ابن عمرؓ کے اس تمسک سے انسؓ کی حدیث کا رد ہونا لازم نہیں آتا بلکہ ام ہانی کی حدیث بھی اسکی تائید کرتی ہے پس چاشت کی نماز کا سفر میں پڑھنا ثابت ہوا اور ابن المنیر نے کہا کہ چونکہ اس باب کی حدیثیں آپس میں معارض تھیں اور ابن عمرؓ کی حدیث سے نفی معلوم ہوتی تھی اور ابو ہریرہؓ کی حدیث آیندہ سے اثبات معلوم ہوتا تھا تو امام بخاری نے نفی کی حدیث کو سفر پر محمول کیا اور اثبات کی حدیث کو حضر پر محمول کیا اور ام ہانی کی حدیث سے اشارہ کیا کہ اگر سفر میں سہولت ہو تو پڑھ لیوے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس ترجمہ میں اشارہ ہو طرف ترجیح اثبات کی نفی پر یعنے چونکہ ایک حدیث سے نفی معلوم ہوتی تھی اور ایک سے اثبات تو امام بخاری نے ترجمہ میں اثبات
کو اختیار کیا اور اسکو نفی پر ترجیح دی تو گویا کہ یہ ترجمہ بجای ترجیح کے ہے اور حکمت اسمیں یہ ہے کہ یہ نماز تمام بدن کا صدقہ 910
ہے جیسے مسلم کی حدیث سے ثابت ہے **باب من لم یصل الضحی ورأہ واسعا** اس شخص کا بیان جو چاشت کی نماز نہ پڑھے اور اسکو جائز جانے یعنے یہ نماز جائز ہے موکد نہیں کہ اسکے ترک کرنے میں گناہ ہو **حدثنا** آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبح سبحۃ الضحی وانی لاسبحہا ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نفل پڑھتے کبھی نہیں دیکھا اور البتہ میں انکو پڑھتی ہوں **ف** اس باب میں عائشہؓ سے بہت مختلف روایتیں آئی ہیں سو مسلم میں ایک روایت انسے اسطور پر آئی ہے کہ شقیق نے کہا میں نے عائشہؓ سے پوچھا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا نہیں مگر سفر سے آتے تو پڑھتے اور ایک روایت اسطور پر آئی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور چار سے زیادہ بھی پڑھتے جتنا چاہتے سو پہلی حدیث میں تو دیکھنے کی مطلق نفی ہے اور دوسری میں نفی مقید ہے ساتھ غیر سفر کے اور تیسری میں مطلق اثبات ہے سو علماء کو انکی تطبیق میں اختلاف ہے ابن عبدالبر اور ایک جماعت کہتی ہیں کہ صحیحین کی حدیث کو ترجیح ہے اور فقط مسلم کی حدیث مرجوح ہے اور کہتے ہیں کہ انکا نہ دیکھنا عدم فی الواقع کو مستلزم نہیں سو جن صحابہ سے اثبات کی روایتیں آئی ہیں انکی روایتوں کو نفی پر مقدم کیا جاویگا اور بعضے کہتے ہیں کہ انکے درمیان تطبیق دینی چاہیے اور وہ اسطور ہے کہ مراد نفی سے نفی مداومت کی ہے یعنے آپنے اسپر ہمیشگی نہیں کی بلکہ کبھی پڑھا اور کبھی نہیں پڑھا اور البتہ میں اسپر ہمیشگی کرتی ہوں کہ آپنے اسپر مداومت

کرینگے ترغیب دی ہی اور دوسری اور تیسری حدیث میں اسطور سے تطبیق ہے کہ دوسری سے مراد یہ ہی کہ آپ اُسکو مسجد مین نہیں پڑہتے تہے اور تیسری سے یہ مراد ہی کہ آپ گہر مین پڑہا کرتے تہے اور پہلی حدیث مین نفی صفت مخصوصہ کی ہے یعنے مداومت وغیرہ کذا فی الفتح **بَابُ** صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ حضر یعنے غیر سفر مین چاشت کی نماز پڑہنے کا بیان قَالَہٗ عِتْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے روایت کی ہے حضر مین نماز پڑہنے عتبان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ف یہ اشارہ ہی طرف اس حدیث کی جو امام احمد نے عتبان بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے گہر مین چاشت کی نماز پڑہی سو لوگ آپکے پیچہے کہڑے ہوگئے اور آپکے ساتہہ نماز پڑہی **ف** اس حدیث سے چاشت کی نماز کا حضر مین پڑہنا ثابت ہوا پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِي خَلِيْلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰى اَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلٰوةِ الضُّحٰى وَنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ میرے دوست جانی نے مجہکو تین کامون کی وصیت کی کہ مین اُنکو کبہی نہین چہوڑونگا یہانتک کہ مرجاؤن ایک ہر مہینے سے تین دن روزہ رکہنا دوسرا چاشت کی نماز پڑہنا

911 تیسرا وتر پڑہنا سونے سے پہلے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اور یہ کہ ادنے اسکا دو رکعتین ہین اور آپکا اس فعل پر ہمیشگی نہ کرنا اسکے مستحب ہونیکے منافی نہین اسلیے کہ وہ آپکے قول کی دلالت سے ثابت ہی اور حکم کی یہ شرط نہین کہ قول اور فعل دونو تمام پائے جاوین اور ظاہر مراد اس حدیث مین حضر ہے اسلیے کہ سونا حضر ہی مین ہوتا ہے سفر مین اکثر آدمی بیدار رہتا ہے پس مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ بہی ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث حضر اور سفر دونو کو شامل ہے اسلیے کہ لا ادعہن کا لفظ دونو کو عام ہے اور حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ وتر سونے سے پہلے پڑہے لیکن یہ اسی شخص کے حق مین ہے جو پچہلی رات کو اُٹہنے کی امید نہ رکہتا ہو اور جو شخص کہ پچہلی رات کو اُٹہنے کی امید رکہتا ہو تو اُسکے حق مین افضل ہے کہ وتر کو پچہلی رات مین پڑہے **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَ ضَخْمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَا اَسْتَطِيْعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ اِلٰى بَيْتِهٖ وَنَضَحَ لَهٗ طَرَفَ حَصِيْرٍ بِمَاءٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ الْجَارُوْدِ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَقَالَ مَا رَاَيْتُهٗ صَلّٰى غَيْرَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی کہ انصار کا ایک مرد (اور وہ بہاری جسم والا تہا) نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت مین آپکے ساتہہ مسجد مین آکر نماز نہین پڑہ سکتا ہون یعنے بوجہ کم ہونیکے طاقت کے سو اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہانا طیار کیا اور آپ کو اپنے گہر مین بلایا اور آپکے

واسطے ایک چٹائی پانی سے دہوئی سو آپنے اسپر دو رکعتین نماز پڑہی اور فلان شخص یعنی عبد الحمید نے انس رضہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑہا کرتے تھے اُسنے کہا کہ اس دن کے سوا مینے آپکو کبھی پڑہتے نہین دیکھا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضر مین چاشت کی نماز پڑہنا ثابت ہے اسلیے کہ یہ نماز آپ کی عتبان کے گھر مین تھی پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور عبد الحمید کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ چاشت کی نماز انمین مشہور تھی اگر کوئی اسکو جانتا تھا اسیواسطے اُسنے اُسکا سوال کیا ورنہ اسکو کہان سے خبر ہوتی اور انس رض کے نہ دیکھنے کی تاویل وہی ہے جو عائشہ رض کے نہ دیکھنے کے بیان مین گذر چکی ہے **بَابُ** الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعتین سُنت پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ **ترجمہ** ابن عمر

٩١٢ سے روایت ہے کہ مین دس رکعتین سُنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکہتا ہون دو رکعتین ظہر سے پہلے اور دو رکعتین ظہر سے پیچھے اور دو رکعتین شام سے پیچھے اپنے گھر مین اور دو رکعتین عشا سے پیچھے اپنے گھر مین اور دو رکعتین فجر کی نماز سے پہلے اور وہ ایک گھڑی تھی کہ اُسمین کوئی آپکے پاس نہین جاتا تھا حفصہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ جب صبح صادق ہوتی اور موذن اذان کہتا تو آپ دو رکعتین سنت پڑہتے یعنے صبح کے فرضون سے پہلے **ف** مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑتے چار رکعتین ظہر سے پہلے اور دو رکعتین فجر سے پہلے **ف** اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث مطابق باب کی نہین کہ اُسمین دو رکعتون کا ذکر ہے اور اس سے چار رکعتین ثابت ہوتی ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد بخاری کی اس حدیث سے یہ ہو کہ ظہر سے پہلے دو رکعتین پڑہنی واجب نہین کہ اُسپر زیادہ کرنا منع ہو بلکہ اُنپر زیادہ کرنا بھی جائز ہے اور اگر کوئی کہے کہ عائشہ رض کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر سے پہلے چار سنتین ہین اور ابن عمر رض کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر سے پہلے دو سنتین ہین یعنے ان دونو حدیثون مین تعارض ہے تو جواب سکا یہ ہے کہ دونو حدیثین دو حالتون پر محمول ہین یعنے کبھی آپ چار پڑہتے تھے اور کبھی دو پڑہتے تھے اور بعضون نے کہا کہ مسجد مین دو رکعتین پڑہتے تھے اور گھر مین چار رکعتین پڑہتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے گھر مین دو رکعتین پڑہتے ہون اور پھر مسجد مین آکر بھی دو رکعتین پڑہتے ہون سو ابن عمر

فقط مسجد کی دو رکعتین دیکھا ۔ اور عائشہ رض نے چارون کو دیکھا اور ہر ایک نے موافق اپنے دیکھنے کے روایت کی
لیکن اس تقدیر پر فقط دو رکعتون کا پڑہنا آپ سے ثابت نہ ہوگا اور محب طبری نے کہا کہ آپ اکثر اوقات مین ظہر سے
پہلے چار سنتین پڑہا کرتے تھے . . . . اور بعض اوقات مین فقط
دو ہی پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ چار پڑہنی افضل ہین اور دو پڑہنی جائز ہین و باللہ التوفیق اور اسی کی تائید کرتی ہے
وہ حدیث جو بخاری مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز بارہ رکعتین سنت پڑھے اسکے
لیے بہشت مین گھر بنایا جاویگا ترمذی نے کہا کہ اسپر عمل ہے اکثر صحابہ اور تابعین و من بعدہم کا اور یہی قول ہے سفیان
ثوری اور احمد اور اسحاق کا اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور ابو حنیفہ وغیرہ رحمہم کا لیکن ائمہ ثلثہ کہتے
ہین کہ یہ چار رکعتین دو سلام سے پڑھے اور حنفیہ کہتے ہین کہ ایک سلام سے پڑھے لیکن دو سلام سے پڑہنا افضل
ہی ساتھ حدیث ابو ہریرۃ وغیرہ کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتین دو سلام سے پڑھین اور سلام سے مراد
تشہد لینا ظاہر کے بالکل مخالف ہی **باب** الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ شام کی نماز سے پہلے نفل پڑھنے کا بیان
حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ
عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ
كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً **ترجمہ** عبد اللہ بن مغفل رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٩١٣
کہ نماز پڑھو مغرب سی پہلے نماز پڑھو مغرب سے پہلے آپ نے تیسری بار مین فرمایا کہ جو شخص چاہے سو پڑھے یہ اس خوف سے
فرمایا کہ لوگ اسکو سنت موکدہ نجانین یعنے اسکو لازم طریقہ سمجھ لیوین **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا
سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيَّ قَالَ اَتَيْتُ
عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَلَا اُعَجِّبُكَ مِنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ
اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ **ترجمہ**
مرثد بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ مین عقبہ بن عامر کے پاس آیا ہو اسنے کہا کہ کیا مین تجھکو ابی تمیم کی ایک عجب بات سناؤن
کہ وہ دو رکعتین پڑہتا ہے مغرب سی پہلے سو عقبہ نے کہا کہ ہم بھی اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پڑہا
کرتے تھی سو مینے کہا کہ اب تجھکو کیا چیز اس سے روکتی ہے اُسنے کہا کہ کامون کا شغل یعنے کار بار مین مشغول ہونیکے سبب سے
اب ادا نہین ہو سکتے ہین **ف** صحیح مسلم مین انس رض سے روایت ہی کہ جب موذن مغرب کی اذان کہتا تو
لوگ کہنبون کی طرف جلدی کرتے تھے اور دو رکعتین نماز پڑھتے یہانتک کہ کوئی مسافر آدمی باہر سے مسجد مین
آتا تو گمان کرتا کہ مغرب کی نماز ہو چکی ہے پڑھنے والون کی کثرت کی سبب سے ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ مغرب سے پہلے
دو رکعتین نماز پڑہنی مستحب ہین امام نووی نے کہا کہ مختار مذہب انکا مستحب ہونا ہے ساتھ دلیل ان حدیثون کے

اور یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا اور متاخرین سے احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور یہی مذہب
ہے اصحاب حدیث کا اور شافعیہ اور امام مالکؒ کا ایک قول یہی ہے اور فتح الباری مین فرمایا کہ اول وقت مین انکا
پڑہنا اولے ہے مگر یہ استحباب اسیوقت تک ہے جبتک نماز کی تکبیر نہ ہو بعد اسکے مستحب نہین اور نیز فرمایا کہ اس باب مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ اور تابعین سے بہت کہڑی حدیثین آچکی ہین لیکن حنفیہ وغیرہ کہتے ہین کہ مغرب سے
پہلے نفل پڑہنے مکروہ ہین اور وہ اس باب مین کئی دلیلین پیش کرتے ہین ایک دلیل انکی یہ ہے کہ اس سے مغرب
کی نماز مین تاخیر ہوتی ہے سو جواب اسکا یہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین دیا ہے کہ یہ خیال سنت کے
بالکل مخالف ہے پس اسکی طرف التفات نہین کیا جاویگا اور نیز وہ نہایت تہوڑے وقت مین ادا ہو جاتے ہین اُنسے نماز
کی اول وقت مین مطلق تاخیر نہین ہوتی اور امام شوکانی نے کہا کہ یہ خیال محض شیطان کا دہوکا ہے اور ایک دلیل
انکی یہ ہے کہ یہ امر منسوخ ہے سو جواب اسکا یہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ نسخ کی طرف پہرنا
اسوقت جائز ہے جبکہ تطبیق ممکن نہ ہو اور تاریخ معلوم ہو جاوے اور یہان دونو امرون مین کوئی بھی موجود نہین
پس نسخ کا دعوی کرنا قطعًا باطل ہے اور نیز ممکن ہے کہ اسکے برعکس دعوی کیا جاوے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور ایک 9 14
دلیل انکی یہ حدیث ہے جو کہ ابو داؤد مین ابن عمر رض سے روایت ہے کہ کسی نے اُنسے مغرب کی پہلی دو رکعتون کا پڑہنا
پوچہا سو اُسنے کہا کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کسی کو پڑہتے نہین دیکہا ابن ہمام نے کہا
کہ وہ حدیث صحیحین کی حدیث کی معارض ہے پس ابن عمر رض کی حدیث کو کثرت عمل صحابہ کی وجہ سے ترجیح دیجاویگی
سو جواب اسکا یہ ہے کہ سب امت کا اتفاق ہو چکا ہے اسپر کہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اور سب کتابون پر
مقدم ہے پس بخاری کی حدیث کو ترجیح ہوگی اور نیز کثرت عمل صحابہ وغیرہ کی بھی اس جانب مین موجود ہے جیسی کہ
انس رض کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے لوگ اسکو کثرت سے پڑہا کرتے تہے پس ہر
طور سے بخاری کی حدیث کو ترجیح ہوگی اور ابن عمر رض کی نفی رویت سے نفی نفس الواقع کی لازم نہین آتی اور نیز قول کو فعل پر
ترجیح ہے اور نیز مثبت کو نافی پر ترجیح ہے اور نیز مرفوع حقیقی کو مرفوع حکمی پر ترجیح ہے اور نیز ابن ہمام نے بھی بعد بحث کے
جواز کا اقرار کرلیا ہے پس ہر طور سے بخاری کی حدیث کو ترجیح ہوگی اب رہا ابن ہمام یہ قول کہ صحیحین کو اور حدیث کی
کتابون پر ترجیح نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ تمام سلف اور خلف امت کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ بخاری اور مسلم کو قرآن
کے سوا سب کتابون پر ترجیح ہے اور یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ خلاف کسی خلف رافع اجماع سابق نہین ہو سکتا ورنہ کوئی
اجماع بھی ثابت نہین ہو سکے گا پس بنا بر اسکے یہ قول ابن ہمام کا مردود اور باطل ہے اور نیز ابن ہمام بھی اس قول کا
پابند نہین اسلیے کہ جب کوئی حدیث صحیحین کی اپنے مذہب کے موافق پاتا ہے تو اسپر فریفتہ ہو جاتا ہے اور صحیحین
کو غیر کی حدیث کی معارضہ کی اُسوقت کچھ پرواہ نہین کرتا جیسے کہ فتح القدیر وغیرہ اسکی تالیفات کے مطالعہ کرنے سے معلوم

ہو سکتا ہو اور زیادہ تحقیق اور تفصیل ترجیح صحیحین کی رسالہ منح الباری اور دراسات اللبیب اور شفاء العی وغیرہ مین
بہت بسط سے موجود ہے شایق اُسکا مطالعہ کرے اور لطف دیکھے **بَابُ** صَلٰوۃِ النَّوَافِلِ جَمَاعَۃً نفلون
کو جماعت سے پڑھنا جائز ہے **ف** بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے مطلق نفل ہین یعنے جو کسی معین وقت کے ساتھ
خاص نہین اور احتمال ہے کہ اُس سے عام نفل مراد ہون ذَکَرَہٗ اَنَسٌ وَعَائِشَۃُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یعنے ذکر کیا ہے اس نفل کو انس اور عائشہ رضہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** انس رض کی حدیث سے وہ حدیث
مراد ہے جو صفون وغیرہ کے بیان مین پہلے گذر چکی ہے کہ آپ نے ام سلیم کے گھر مین نماز پڑھی سو مین اور ایک یتیم
نیکے پیچھے کھڑے ہوئے اور عائشہ رضہ کی حدیث سے وہ حدیث مراد ہے جو کہ باب التحریض علی قیام اللیل وغیرہ مین
گذر چکی ہے کہ آپنے لوگون کو مسجد مین تین دن نماز پڑہائی **حَدَّثَنِیْ** اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ
قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّہٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّۃً مَجَّھَا فِیْ وَجْھِہٖ مِنْ بِئْرٍ کَانَتْ فِیْ دَارِھِمْ فَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّہٗ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ
مَالِکٍ الْاَنْصَارِیَّ وَکَانَ مِمَّنْ شَھِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُنْتُ اُصَلِّیْ لِقَوْمِیْ
بِبَنِیْ سَالِمٍ وَکَانَ یَحُوْلُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ وَادٍ اِذَا جَاءَتِ الْاَمْطَارُ فَیَشُقُّ عَلَیَّ اجْتِیَازُہٗ قِبَلَ مَسْجِدِھِمْ ۹۱۵
فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَہٗ اِنِّیْ اَنْکَرْتُ بَصَرِیْ وَاِنَّ الْوَادِیَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ
قَوْمِیْ یَسِیْلُ اِذَا جَاءَتِ الْاَمْطَارُ فَیَشُقُّ عَلَیَّ اجْتِیَازُہٗ فَوَدِدْتُ اَنَّکَ تَاْتِیْ فَتُصَلِّیْ مِنْ بَیْتِیْ
مَکَانًا اَتَّخِذُہٗ مُصَلًّی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ فَغَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَکْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّھَارُ فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ
لَہٗ فَلَمْ یَجْلِسْ حَتّٰی قَالَ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَیْتِکَ فَاَشَرْتُ لَہٗ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ اُحِبُّ اَنْ
اُصَلِّیَ فِیْہِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَہٗ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ
وَسَلَّمْنَا حِیْنَ سَلَّمَ وَحَبَسْتُہٗ عَلٰی خَزِیْرَۃٍ تُصْنَعُ لَہٗ فَسَمِعَ اَھْلُ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ فِیْ بَیْتِیْ فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْھُمْ حَتّٰی کَثُرَ الرِّجَالُ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ مَا فَعَلَ مَالِکٌ لَا اَرَاہُ فَقَالَ
رَجُلٌ مِّنْھُمْ ذَاکَ مُنَافِقٌ لَا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذَاکَ
اَلَا تَرَاہُ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ فَقَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اَمَّا نَحْنُ فَوَاللّٰہِ لَا نَرٰی وُدَّہٗ
وَلَا حَدِیْثَہٗ اِلَّا اِلَی الْمُنَافِقِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ عَلَی النَّارِ مَنْ
قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ فَحَدَّثْتُھَا قَوْمًا فِیْھِمْ اَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ
صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَتِہِ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْھَا وَیَزِیْدُ بْنُ مُعٰوِیَۃَ عَلَیْھِمْ بِاَرْضِ

الرُّوْمِ فَاَنْكَرَهَا عَلَیَّ اَبُوْ اَیُّوْبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ
قَطُّ فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَیَّ فَجَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَیَّ اِنْ سَلَّمَنِیْ حَتّٰی اَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِیْ اَنْ اَسْاَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ
مَالِكٍ اِنْ وَّجَدْتُّهٗ حَیًّا فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِهٖ فَقَفَلْتُ فَاَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ اَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتّٰی قَدِمْتُ
الْمَدِیْنَةَ فَاَتَیْتُ بَنِیْ سَالِمٍ فَاِذَا عِتْبَانُ شَیْخٌ اَعْمٰی یُصَلِّیْ لِقَوْمِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ سَلَّمْتُ
عَلَیْهِ وَاَخْبَرْتُهٗ مَنْ اَنَا ثُمَّ سَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِیْثِ فَحَدَّثَنِیْهِ كَمَا حَدَّثَنِیْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ترجمہ
محمود بن ربیع رض سے روایت ہے کہ مینے عتبان بن مالک انصاری (اور وہ اُن لوگون مین سے ہے جو حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر مین حاضر ہوئے تھے) سے سُنا کہتے تھے کہ مین اپنی قوم (بنی سالم) کو نماز پڑھایا کرتا تھا
اور جب مینہ برستا تو میرے اور اُنکے درمیان پانی کا نالا مانع ہو جاتا تھا یعنے پانی بہہ کر بہتا تھا سو اُس سے گذر کر مسجد
کی طرف جانا مجھپر دشوار ہو جاتا تھا سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی کہ مین اندھا ہو گیا
ہون یا میری نظر کم ہو گئی ہے سو مین دوست رکھتا ہون کہ آپ تشریف لاوین اور میرے گھر مین کسی جگہ نماز پڑھین
جسکو مین جائے نماز ٹھیرالون سو آپنے فرمایا کہ انشاء اللہ مین عنقریب یہ کام کرونگا سو صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ
٩١٦ وسلم اور ابوبکر رض میرے پاس تشریف لائے اس کے پیچھے کہ سورج کی گرمی سخت ہو گئی تھی نہ بیٹھے یہانتک کہ فرمایا کہ تو
میرے نماز پڑھنے کو اپنے گھر مین کس جگہ پسند رکھتا ہے سو مینے آپکے لیے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا جسکو مین
دوست رکھتا تھا کہ آپ اُسمین نماز پڑھین سو آپ نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور ہمنے آپکے پیچھے صف
باندھی سو آپنے دو رکعتین پڑھین پھر سلام پھیری اور ہمنے بھی سلام پھیری اور مینے آپ کو ایک کھانے کے واسطے
روک رکھا جو آپکے لیے تیار کیا گیا تھا سو محلے کے لوگون نے سُنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف
رکھتے ہین سو انمین سے کئی مرد آئے یہانتک کہ گھر مین بہت لوگ جمع ہو گئے سو انمین سے ایک مرد نے کہا کہ مالک
نے کیا کیا کہ مین اسکو یہان نہین دیکھتا ہون یعنے وہ کیون نہین آیا سو دوسرے ایک مرد نے کہا کہ وہ منافق ہے خدا
رسول سے محبت نہین رکھتا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کہو کیا تونے اسکو نہین دیکھا کہ اُسنے
لا الٰہ الا اللہ کہا ہے (یعنے خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہین) اس سے اللہ کی رضامندی چاہتا ہے سو اس مرد نے
کہا کہ اللہ اور اُسکا رسول خوب جانتا ہے لیکن ہم تو قسم ہے خدا کی نہین دیکھتے ہین دوستی اسکی اور نہ بات اسکی مگر منافقون
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے صرف اُس سے خدا کی رضامندی چاہتا ہو تو اللہ نے
اسپر دوزخ حرام کی محمود نے کہا کہ مینے یہ حدیث ایک جماعت کو سُنائی جنمین ابو ایوب انصاری حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مصاحب بھی موجود تھے اس جنگ مین جسمین انکا انتقال ہوا اور یزید بن معاویہ اُنپر حاکم تھا روم کی زمین مین
سو ابو ایوب نے اس حدیث کا مجھپر انکار کیا اور کہا کہ خدا کی قسم مین نہین گمان کرتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہی

فرمایا ہو جیسا تو نے کہا سو اسکا یہ انکار مجھپر دشوار گذرا سو مینے خدا کی نذر مانی کہ اگر خدا مجھکو سلامت رکھے یہانتک کہ مین اس جنگ سے پلٹ جاؤن اور عتبان بن مالک کو اپنی قوم کی مسجد مین زندہ پاؤن تو اُس سے ضرور یہ حدیث پوچھونگا سو مین جنگ سے پلٹ کر آیا اور مینے حج یا عمرہ کا احرام باندہا پہر مین حج سے فارغ ہو کر روانہ ہوا یہانتک کہ مدینے مین آیا سو مین بنی سالم کے محلے مین گیا سو ناگاہ مینے دیکھا کہ عتبان بوڑہے اور اندھے ہین اپنی قوم کی امامت کرتے ہین سو جب انہون نے نماز سے سلام پہیری تو مینے انپر سلام کہی اور اُسکو خبر دی کہ مین کون ہون یعنے مینے انکو اپنا نام اور پتہ بتلایا پہر مینے اُنسے یہ حدیث پوچھی انہون نے مجھسے یہ حدیث ویسی ہی بیان کی جیسے کہ پہلی بار مجھ سے بیان کی تہی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفلون کی جماعت کرنی جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عتبان کے گہر مین نفلون کی جماعت کرائی اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے اور امام مالک سے روایت ہے کہ چند آدمیون سے نفلون کی جماعت کرنی جائز ہے اور اگر لوگون مین مشہور ہو جاوے اور لوگ اُسکے واسطے جمع ہوون تو جائز نہین کہ لوگ اسکو فرض نہ جانین اور ابن حبیب نے کہا کہ قیام رمضان کا اس سے مستثنے ہے اسلیے کہ یہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے فعل سے مشہور ہو چکا ہے اور اس حدیث سے اور بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ اپنی بیماری کو بیان کرنا جائز ہے اور یہ کہ گہر مین نماز کے واسطے جو مکان بنایا ہو وہ مالک کے ملک سے خارج نہین ہوتا اور یہ کہ نماز کے ۹۱۷
واسطے کوئی خاص مکان معین کرنے کی نہی فقط مسجد کے ساتھ خاص ہے اور یہ کہ جو بڑے آدمی کی مجلس مین حاضر ہو وے اُسکا عیب کرنا جائز ہے یہ غیبت نہین اور یہ کہ آدمی کی سچی تعریف کرنی جائز ہے اور یہ کہ کلمہ پڑہنا احکام اسلام کے جاری ہونے کے واسطے کافی ہے اور یہ کہ طلب علم کے واسطے سفر کرنا جائز ہے اور یہ کہ اُستاد سے سنی ہوئی حدیث دوبارہ پوچھنی جائز ہے جبکہ اسکے بہول جانے کا خوف ہو واللہ اعلم اور یہ جو ابو ایوب نے کہا کہ مین نہین گمان کرتا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو تو بعضے اسکا یہ سبب بیان کرتے ہین کہ ظاہر اس حدیث سے کہ جو کلمہ پڑہے وہ دوزخ مین داخل نہین ہوگا) یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان گنہگار بہی دوزخ مین داخل نہین ہوگا حالانکہ یہ بات بہت آیتون اور حدیثون کے مخالف ہے انمین سے ایک شفاعت کی حدیث ہے لیکن اسکی تطبیق ممکن ہے کہ تحریم کو خلود اور ہمیشگی پر حمل کیا جاوے اور یہ جنگ جسکا محمود نے ذکر کیا ہے سنہ ۵۰ ہجری مین واقع ہوا ہے معاویہ کے عہد مین فوج اسلام نے شہر قسطنطنیہ کو گہیرا ہوا تہا اور انپر نائب اور حاکم معاویہ کی طرف سے اسکا بیٹا یزید (علیہ مایستحقہ) تہا اور اُسوقت تک روم کا سب ملک فتح ہو چکا تہا فقط قسطنطنیہ باقی رہتا تہا سو اُسکو بہی مسلمانون نے جا گہیرا **بَابُ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ** گہر مین نفل پڑہنے کا بیان یعنے جائز ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اپنی نمازون سے کچھ نماز اپنے گھرون مین پڑھا کرو اور انکو قبرون کی طرح نہ بناؤ یعنی جیسے کہ قبر عبادت سے
خالی ہوتی ہے کہ اسمین مردہ عبادت نہین کر سکتا ویسے گھرون کو عبادت سے خالی مت رکھو اس سے معلوم ہوا کہ
گھرون مین نفل پڑھنے جائز ہین اسلیے کہ مراد نماز سے اس حدیث مین نفلی نماز ہے فرض نہین پس مطابقت
اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور یہ حدیث مفصل طور سے باب کراہیۃ الصلوۃ فی المقابر مین گذر چکی ہے +
بسم اللہ الرحمن الرحیم **باب فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ** مکے اور مدینے کی مسجد مین نماز
پڑھنے کی فضیلت کا بیان **ف** مراد نماز سے نماز نفل ہے کہ یہ ابواب نفلون کے بیان مین ہین اور احتمال ہے
کہ عام نماز مراد ہو سو نفل بھی اسمین داخل ہونگے اور یہی ہے قول جمہور کا اور طحاوی نے کہا کہ فضیلت فرضون سے
خاص ہے **حدثنا** حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی عبد الملک عن قزعۃ قال سمعت
ابا سعید اربعا قال سمعت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان غزا مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ثنتی عشرۃ غزوۃ **ترجمہ** قزعہ سے روایت ہے کہ سنے مینے ابوسعید خدریؓ سے چار چیزین اور انہون نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ بارہ جنگ کیے تھے **ف** ان چار کلمون کا بیان باب مسجد بیت المقدس مین آگے آوے گا
۹۱۸ انہین ایک کلمہ یہ ہے جو کہ ابوہریرہؓ کی حدیث مین بھی آتا ہے **ح** وحدثنا علی قال حدثنا سفیان عن الزہری
عن سعید عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد
المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصی **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جاوین یعنے سفر کرنا سوا تین مسجدون کے اور کسی مسجد کیطرف درست نہین ایک تو ادب
والی مسجد یعنے کعبہ دوسری مدینے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تیسری ملک شام مین مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس
کی مسجد داؤد علیہ السلام کی بنائی ہوئی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین مسجدون کو اور سب مسجدون پر فضیلت ہے
اسلیے کہ یہ پیغمبرون کی مسجدین ہین اور اسواسطے کہ پہلی مسجد سب لوگون کا قبلہ ہے اور انکے حج کی جگہ ہے اور دوسری
مسجد پہلے نبیون کا قبلہ ہے اور تیسری مسجد کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے اور مراد انکی طرف سفر کرنے سے انمین
نماز کے واسطے جانا ہے پس معلوم ہوا کہ ان تین مسجدون مین نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے اور یہی ہے وجہ
مطابقت اس حدیث کی باب سے فتح الباری مین لکھا ہے کہ ان تین مسجدون کے سوا اور مکانون کی طرف یعنے
اولیاء اور بزرگون کی قبرون وغیرہ متبرک جگہون کی طرف تبرک حاصل کرنے کے واسطے سفر کر کے جانے مین اختلاف
ہے بعضے کہتے ہین کہ بزرگون کی قبرون وغیرہ متبرک مکانات کی طرف تبرک حاصل کرنے کو واسطے اور انمین نماز پڑھنے
کے واسطے سفر کرنا بالکل جائز نہین اور اسیطرح بزرگون کی زیارت کے واسطے سفر کرنا بھی جائز نہین یہ قول ابو محمد
جوینی کا ہے اور قاضی عیاض اور ایک جماعت علماء کا بھی مذہب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ بزرگون کی قبرون کیطرف

زیارت کے واسطے جانا اور متبرک مکانات کی طرف سفر کرنا جائز ہے یہ قول امام الحرمین وغیرہ شافعیہ کا ہے اور یہ لوگ
اس حدیث کا جواب کئی طور سے دیتے ہیں اول یہ کہ مراد اس سے یہ ہے کہ پوری فضیلت تو صرف انہیں تین مسجدوں کی طرف
سفر کرنے میں ہے اور انکے سوا اور طرف سفر کرنا افضل نہیں بلکہ جائز ہے دوم یہ ہے کہ یہ نہی مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے
جو ان مسجدوں کے سوا اور مسجدوں میں نماز پڑھنے کی نذر مانے یعنے اسپر اسکا وفا کرنا واجب نہیں سوم یہ ہے کہ یہ حکم
فقط مسجدوں کو ساتھ خاص ہے یعنے عبادت کے واسطے سب مسجدیں برابر ہیں سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی
شہر کی مسجد میں سفر کر کے جانا درست نہیں ہے پس مکانات متبرکہ کی طرف جانا یا کسی بزرگ اور بھائی کی زیارت کو
جانا یا تجارت یا طلب علم یا صلہ رحم وغیرہ کے واسطے سفر کرنا اس حدیث کی ممانعت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ ان سب
کاموں کے واسطے سفر کرنا جائز ہوگا پس اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف زیارت
کی واسطے سفر کر کے جانا درست ہے یہ جو فرمایا کہ ابن تیمیہ سے اسکی حرمت منقول ہے لیکن اسکے اصحاب سے محققین نے
اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ابن تیمیہ نے ادب کی واسطے فقط زیارت کے لفظ کو مکروہ رکہا ہے (یعنے یہ نہ کہے کہ مینے قبر نبوی
کی زیارت کی) اُسنے اصل زیارت کو مکروہ نہیں کہا اسلیئے قبر نبوی کی زیارت سب عملوں سے افضل ہے اور سب عبادتوں 919
سے بزرگ ہے اور یہ کہ اسکی جائز ہونے پر سب کا اجماع ہو چکا ہے اور بعض محققین نے کہا کہ اس حدیث میں مستثنے منہ
محذوف ہے سو یا تو مستثنے منہ عام نکالا جاویگا یعنے مطلق مکان سو اس صورت میں اس حدیث کا یہ معنے ہوگا کہ سوا
ان تین مسجدوں کے اور کسی مکان کیطرف سفر کرنا جائز نہیں اور یا مستثنے منہ خاص نکالا جاویگا یعنے مسجد کو اندرین
صورت معنے اسکا یہ ہوگا کہ سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی کی طرف سفر کرنا جائز نہیں لیکن پہلے معنے صحیح نہیں ہے
اسلیے کہ لازم آتا ہے کہ تجارت اور طلب علم اور صلہ رحم وغیرہ کے واسطے بھی سفر کرنا جائز نہ ہو حالانکہ یہ بالاجماع جائز
ہے پس معین ہوا کہ صحیح معنے اسکا دوسرا ہے یعنے فقط مسجدوں کی طرف سفر کرنا جائز نہیں انکے سوا اور مکانوں
کی طرف سفر کرنا جائز ہے پس باطل ہو گیا ساتھ اسکے قول اس شخص کا جو قبر نبوی وغیرہ بزرگوں کی قبروں کی
زیارت کر کے واسطے سفر کرنے کو منع کرتا ہے واللہ اعلم انتہے ملخصًا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ
جو شخص ان تین مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف جانے کی نذر مانے تو اُسپر اسکا پورا کرنا واجب ہے یہ قول امام شافعی
اور مالک اور احمد اور بویطی کا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابو اسحاق مروزی نے اور ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ مطلق
واجب نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد کیطرف جانے کی نذر مانے
تو اسکا وفا کرنا لازم نہیں اسلیے کہ ایک مسجد دوسری سے افضل نہیں پس جس مسجد میں نماز پڑہے نذر ادا ہو جاوے گی
اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں مگر لیث کو کہ وہ وفا کرنے کو لازم رکہتا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد مین ایک بار نماز پڑہنا اور مسجدون سے ہزار بار افضل ہے سوا مسجد خانہ کعبہ کے یعنے اسمین ایکبار نماز پڑہنی مسجد نبوی سے سو بار افضل ہے جیسے کہ امام احمد وغیرہ نے عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبے کی ایک نماز اور مسجدون سے لاکہہ بار افضل ہے اور قسطلانی نے لکہا ہے کہ ابوبکر نقاش نے کہا کہ مینے کعبے کی مسجد مین ایک نماز پڑہنے کا ثواب شمار کیا تو پچپن برس اور چھے مہینے اور بیس دن کی نماز کے برابر ہوا باوجود قطع نظر کے جماعت کو ثواب سے کہ وہ ستائیس حصے اس سے زیادہ ہے پہر فرمایا کہ جو شخص خانے کعبے کی مسجد مین جماعت سے ایک نماز پڑہے تو اسکا ثواب دوگنا ہے اس شخص سے جو نوح علیہ السلام کی عمر پاکر تمام عمر اپنے گہر مین تنہا نماز پڑہتا ہے اور یہی مراد ہے امام بخاری کی اس استثنا سے اور ایک روایت مین اسکے برعکس آیا ہے لیکن وہ روایت صحیح نہین ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے کو مدینے پر فضیلت ہے عبادت کی ہی سو جسمین عبادت افضل ہے وہ مکان ہی افضل ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور ساتھ انکے قائل ہین ابن وہب اور مطرف اور ابن حبیب وغیرہ اور مالک کا مشہور قول یہ ہی کہ مدینہ مکے سے افضل ہے لیکن جمہور کا قول صحیح اور اسکی تائید کرتے ہین بہت حدیثین جو فتح الباری مین منقول ہین لیکن یہ تفصیل باعتبار عابد کے ہی اور اہل مدینے کو مکے پر فضیلت ہے اور نیز فضیلت باعتبار کثرت ثواب کے ہے نہ باعتبار کثرت اجزا کے پس جس شخص پر دو نمازین لازم ہون اور مکے یا مدینے کی مسجد مین ایک نماز پڑہے تو فقط ایک ہی نماز ادا ہوگی دونون سے کافی نہین ہوگی اور اسپر سب علما کا اتفاق ہے

باب مَسْجِدِ قُبَآءٍ مسجد قبا کی فضیلت کا بیان **ف** یہ مسجد مدینے سے دو تین میل پر ہے عوالی کی طرف جب آدمی مدینے سے مکے کو آوے تو بائین ہاتھ رہتی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہی مسجد بنائی تہی بعضے کہتے ہین کہ یہی مسجد تقوی پر بنائی گئی ہے وسیأتی ذکر الخلاف فیہ انشاء اللہ تعالے **حَدَّثَنَا** یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّۃَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَیُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یُصَلِّیْ مِنَ الضُّحٰی اِلَّا فِیْ یَوْمَیْنِ یَوْمَ یَقْدَمُ بِمَکَّۃَ فَاِنَّہٗ کَانَ یَقْدَمُهَا ضُحًی فَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَیَوْمَ یَاْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَاِنَّہٗ کَانَ یَاْتِیْہِ کُلَّ سَبْتٍ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَرِہَ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْہُ حَتّٰی یُصَلِّیَ فِیْہِ قَالَ وَکَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَزُوْرُہٗ رَاکِبًا وَّمَاشِیًا قَالَ وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّمَا اَصْنَعُ کَمَا رَاَیْتُ اَصْحَابِیْ یَصْنَعُوْنَ وَلَا اَمْنَعُ اَحَدًا اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ شَاءَ مِنْ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ غَیْرَ اَنْ لَّا یَتَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا **ترجمہ** نافع رض سے روایت ہی کہ ابن عمر رض چاشت کی نماز نہین پڑہتے تہے مگر دو دن ایک اس دن جب مکے مین جاتے سو کہ وہ مکے مین چاشت کے وقت داخل ہوا کرتے تہے سو کعبے کے گرد گہومتے پہر دو رکعتین مقام ابراہیم کے پیچہے پڑہتے اور ایک

ع مسئلہ مکہ کو مدینہ پر فضیلت ... مطلقاً افضلیت ۹۲۰

اُسمین جب کہ مسجد قبا مین جاتے اسلیے کروہ ہر ہفتے کو وہان جاتے تہے سو جب مسجد مین داخل ہوتے سو اکثر تہے
باہر نکلنے کو مکروہ جانتے یہانتک کہ اسمین نماز پڑہتے اور حدیث بیان کرتے تہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسکی زیارت کیا کرتے تہے
سوار اور پیادہ اور ابن عمر رض کہتے تہے کہ مین تو صرف وہی کرتا ہون جیسے کہ اپنے یارون کو کرتے دیکھا اور مین کسی کو
منع نہین کرتا کہ نماز پڑہے اسمین جس وقت چاہے رات سے یا دن سے سوا اسکے کہ نہ قصد کرین نماز سورج نکلتے اور ڈوبتے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد قبا کی بڑی فضیلت ہے بعد اسمین نماز پڑہنے کا بڑا ثواب ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہر ہفتے کو دن اسکی زیارت کو جایا کرتے تہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے لیکن اسمین دوگانہ
ثواب ثابت نہین **بَابُ مَنْ اَتٰی مَسْجِدِ قُبَاءٍ کُلَّ سَبْتٍ** ہر ہفتے کو دن مسجد قبا مین جانے کا بیان **ف**
پہلا باب مطلق تہا کہ اسمین جسدن جاوے جائز ہے اور اسمین قید ہے کہ فقط ہفتے کو دن جاوے اور مسجد قبا کی
فضیلت مین ایک حدیث ہے جو کہ اخبار مدینے مین اسناد صحیح کے ساتہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ مسجد قبا
مین نماز پڑہنا میرے نزدیک بہت پیارا ہے بیت المقدس مین دو بار جانے سے اور اگر لوگ جانتے کہ مسجد قبا مین
نماز پڑہنے کا کیا ثواب ہے تو البتہ اسکی طرف اونٹون پر سوار ہو کر آتے **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ
٩٢١ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کو دن مسجد قبا مین تشریف لیجایا کرتے تہے سوار یا پیادہ اور ابن عمر رض بھی یہ کام کیا کرتے تہے
بَابُ اِتْيَانِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا مسجد قبا مین جانا سوار اور پیادہ **ف** اس باب مین علیحدہ حکم ہے
اسواسطے اسکا علیحدہ باب باندہا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ
عَنْ نَافِعٍ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کو دن مسجد قبا مین
جایا کرتے تہے سوار اور پیادہ سو اسمین دو رکعتین نماز پڑہتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد قبا کی بڑی فضیلت
ہے اور اسکی طرف سوار اور پیادہ ہو کر جانا دونو طرح سے جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض دنون کو بعض
نیک عملون کے ساتہ خاص کرنا اور اسپر ہمیشگی کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین مسجدون کے سوا اور کسی مسجد
کیطرف سفر کرنا حرام نہین اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سنیچر کے دن سوار ہو کر مسجد قبا مین جایا کرتے تہے
لیکن اسمین یہ شبہ ہے کہ اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد قبا مین جانا فقط انصار کی ملاقات اور خبرگیری
کے واسطے تہا یعنی اسلیے کہ وہ آپکے ساتہ جمعہ کی نماز مین حاضر ہوا کرتے تہے اور نیز جانا آپکا اُن لوگون کے حال
دریافت کرنے کو تہا جو جمعہ مین حاضر نہین ہوتے تہے یہی وجہ ہے سنیچر کی تخصیص کرنے مین اور نیز دو یا مین میل

جانا سفر مین داخل نہین پس اس سے استدلال کرنا صحیح نہین واللہ اعلم **بَابُ** فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان والے مکان کی فضیلت کا بیان **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ
قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ **ترجمہ** عبداللہ بن زید رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغون سے
ف بعضی روایتون مین گھر ہے اور بعضی مین حجرہ اور بعضی مین قبر سب کا مطلب ایک ہے کہ عائشہ رضہ کے
حجرے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رہتے تھے اور وہین دفن ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر
کے درمیان چند گز کا فرق ہے اس قدر مکان بہشت مین اٹھا جاویگا اور یا وہان کی عبادت اور دعا نہایت
مقبول ہے اسکی برکت سے بہشت ملیگی واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي
خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے
922 کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک کیاری ہے کیارون سے بہشت کے اور میرا
منبر میرے حوض پر ہوگا یعنے قیامت کو یہان سے اٹھایا جاویگا یا وہ منبر دوسرا ہوگا جسپر آپ کھڑے ہوکر لوگون
کو حوض کوثر کی طرف بلاوینگے واللہ اعلم بالصواب **بَابُ** مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ مسجد اقصے کی فضیلت کا
بیان **ف** مسجد اقصے بیت المقدس کی مسجد کو کہتے ہین اور اس مسجد کے اور بھی کئی نام ہین یہان تک کہ
بعضون نے کہا کہ اسکے بیس نام ہین **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ
قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ بِاَرْبَعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَعْجَبْنَنِي وَاٰنَقْنَنِي قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ
الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ
الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِي **ترجمہ**
ابوسعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو چار چیز کا حکم فرمایا ایک یہ کہ نہ سفر کرے
کوئی عورت دو دن مگر یہ کہ اسکا خاوند یا محرم (جسکے ساتھ ہمیشہ نکاح کرنا حرام ہے) اسکے ساتھ ہو دوسرا دو دنون
مین روزہ رکھنا درست نہین ایک تو عید فطر کے دن دوسرا عید قربانی کے دن تیسرا دو نمازون کے پیچھے کوئی نماز
جائز نہین فجر کی نماز سے پیچھے یہانتک کہ سورج نکل آوے اور عصر کی نماز سے پیچھے یہان تک کہ سورج ڈوب جاوے
چوتھا کجاوے نہ باندھے جاوین یعنے سفر کرنا تین مسجدون کے سوا اور کسی مسجد کیطرف درست نہین ایک تو خانہ کعبے

کی مسجد دوسری مسجد اقصے اور تیسری حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مسجد اقصےٰ کی
بڑی فضیلت ہی اور نماز پڑہنے کا بڑا ثواب ہی پس مطابقت حدیث کی باب سی ظاہر ہے آمین بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
بَابُ اِسْتِعَانَةِ الْيَدِ فِي الصَّلٰوةِ اِذَا كَانَ مِنْ اَمْرِ الصَّلٰوةِ نماز کے اندر ہاتھ سی مدد لینی جائز ہے بشرطیکہ
وہ کام نماز کے متعلق ہو یعنے لغو اور بے فائدہ نہو کہ وہ مکروہ ہے **وَقَالَ** ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَعِيْنُ الرَّجُلُ فِي صَلٰوتِهٖ
مِنْ جَسَدِهٖ بِمَا شَاءَ یعنے ابن عباس رض نے کہا کہ آدمی کو اپنی نماز مین اپنے جسم سے ہر طرح مدد لینی جائز ہے و
وَضَعَ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَهٗ فِي الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا یعنے ابو اسحاق نے نماز مین اپنی ٹوپی زمین پر رکھی اور
پہر اسکو اٹہاکر سر پر رکہا وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَفَّهٗ عَلٰى رُصْغِهِ الْاَيْسَرِ اِلَّا اَنْ يَحُكَّ جِلْدًا اَوْ يُصْلِحَ
ثَوْبًا یعنے حضرت علی رض اپنی ہتھیلی اپنے بائین ہاتھ کے پہونچے پر رکھی مگر یہ کہ جسم کہجلاتے یا کپڑا سنوارتے
تو اسوقت اپنے ہاتھ سے مدد لیتے **ف** ظاہر یہ آثار باب کو مخالف ہین اسلیے کہ یہ باب مقید ہے اور یہ آثار
مطلق ہین ہر قسم کے کام کو شامل ہین خواہ نماز کے متعلق ہو اور خواہ نہو تو گویا امام بخاری نے اس باب سے
اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ آثار مقید ہین ساتھ اُس امر کے جو نماز کے متعلق ہو لیکن ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ
۱۲۳ بدن کو کہجلانا اور کپڑے کو سنوارنا وغیرہ بھی نماز کے متعلق ہے اسلیے کہ نماز مین خشوع مطلوب ہے اور جو چیز کہ
نمازی کو ایذا دیوے اسکا دور کرنا اسکے حضور اور خشوع کو مدد دیتا ہے پس مطابقت ان اثرون کی باب سی ظاہر ہے
اور اسطرح نماز مین تہک جانے کو وقت رسی اور عصا وغیرہ کو تہامنا بھی جائز ہے اور بعض سلف نے اسکی
رخصت دی ہے لیکن پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو کہول ڈالو **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ
فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ
خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ
قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا بِيَدِهٖ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ
ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مین اپنی خالہ میمونہ رض کے پاس ایک رات کو سویا

پہلے کی چوڑائی مین لیٹ گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی بی بی اسکی لنبائی مین لیٹ گئی سو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سو گئے یہانتک کہ آدہی رات یا کچہ کم وبیش گذر گئی پہر آپ نیند سے جاگے اور اٹہکر بیٹہ گئے اور اپنے
ہاتہہ منہ پر ملکر نیند دور کی پہر سورہ آل عمران کی دس آیتین اخیر کی پڑہین پہر آپ ایک مشک لٹکی ہوئی کیطرف کہڑے ہوئے
سو آپنے اس سے وضو کیا اور اچہی طرح وضو کیا پہر نماز پڑہنے کو کہڑے ہوئے عبد اللہ بن عباس نے کہا سو مین
کہڑا ہوا اور آپ کی طرح مینے بہی وضو کیا پہر مین گیا اور آپ کے پہلو مین کہڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا داہنا ہاتہہ میرے سر پر رکہا اور میرے داہنے کان کو پکڑکر مروڑا یعنے اپنی بائین طرف سے پہیر کر اپنی
داہنی طرف کیا سو آپنے دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین
پہر دو رکعتین پڑہین پہر دو رکعتین پڑہین پہر وتر پڑہے پہر لیٹ گئے یہان تک کہ موذن آپ پاس آیا یعنے
نماز فجر کی اطلاع دینے کو سو آپ کہڑے ہوئے اور دو رکعتین ہلکی نماز پڑہی پہر مسجد مین تشریف لائے اور صبح
کی نماز پڑہی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین ہاتہہ سے مدد لینا جائز ہے اور جو کام کہ نماز کے متعلق
ہو اسکو نماز کے اندر کرنا جائز ہے اس سے نماز مکروہ نہین ہوتی اسلیے کہ آپنے پہلی بار ابن عباس کا کان بائین سے ٩٤٤
داہنی طرف پہیرنے کے واسطے پکڑا اور یہ کام نماز کے متعلق ہے اور اسکی اصلاح مین داخل ہے اور پہر دوسری بار
آپنے اسکے کان کو انست دلانے کے واسطے پکڑا تاکہ اسکو وحشت اور خوف پیدا نہو اسلیے کہ یہ نماز آپ کی آخر
کی رات اندہیرے مین تہی پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے **باب** ما ینہی من الکلام فی الصلوۃ
نماز کے اندر کلام کرنی منع ہے **حدثنا** ابن نمیر قال حدثنا ابن فضیل قال حدثنا الاعمش عن ابراھیم
عن علقمۃ عن عبد اللہ قال کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی الصلوۃ فیرد علینا
فلما رجعنا من عند النجاشی سلمنا علیہ فلم یرد علینا وقال ان فی الصلوۃ شغلا **ترجمہ** عبد اللہ بن
مسعود سے روایت ہے کہ ہم پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مین سلام کیا کرتے تہے اور آپ ہمکو جواب دیا کرتے تہے
یعنے وعلیکم السلام کہتے تہے سو جب ہم (مدت کے بعد) نجاشی بادشاہ حبش کے پاس سے پلٹ کر آئے تو آپ نماز مین
تہے سو ہمنے آپکو سلام کیا تو آپنے ہمکو سلام کا جواب نہ دیا اور بعد نماز کے فرمایا کہ مقرر نماز مین تو ایک بڑا شغل ہے یعنی
نماز مین آدمی قرآن اور ذکر اور دعا وغیرہ کے ساتہہ مشغول ہوتا ہے پس اسکو سوا اسمین اور کوئی بات نہین
کرنی چاہیے اور یا اسواسطے کہ آدمی نماز مین خدا سے عرض معروض کرتا ہے اور اسکی خدمت مین حاضر ہوتا ہے
پس اسکے سامنے ادب سے کہڑا رہے اور اسکے سوا اور کسی طرف توجہ نکرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بات کرنا
سلام کا جواب دینا نماز مین درست نہین پس یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سے **حدثنا** ابن نمیر
قال حدثنا اسحاق بن منصور السلولی قال حدثنا ھریم بن سفیان عن الاعمش عن ابراھیم عن علقمۃ

عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ترجمہ ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا حدثنا ابراہیم بن موسی قال
اخبرنا عیسی ہو ابن یونس عن اسمعیل عن الحارث بن شبیل عن ابی عمرو الشیبانی قال قال لی زید بن ارقم ان
کنا لنتکلم فی الصلوۃ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکلم احدنا صاحبہ بحاجتہ حتی نزلت حافظوا علی
الصلوات والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قنتین فامرنا بالسکوت ترجمہ ابی عمرو شیبانی رح سے روایت ہے کہ زید بن ارقم نے مجھسے
کہا کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نماز مین کلام کیا کرتے تھے ہر آدمی حاجت کے واسطے اپنے ساتھی سے کلام کرتا تھا یہانتک
کہ آیت اتری کہ خبردار ہو نمازون سے اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے ہو اللہ کے آگے ادب سے تو ہمکو حکم ہوا خاموش رہنے کا ف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ نماز مین بات کرنا مدینے مین منسوخ ہوا اسلیے کہ آیت بالاتفاق مدنی ہے لیکن حدیث ابن مسعودؓ کی جو سابق گذری اسکے مخالف ہے کہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ نماز مین کلام کرنا مکے مین منسوخ ہوا ہے اسواسطے کہ ابن مسعودؓ کا حبش کے سفر سے پلٹ کر آنا مکے مین تھا نہ مدینے مین صحیح جواب اسکا یہ ہے کہ ابن مسعودؓ کا ملک
حبش سے پلٹ کر آنا دو بار واقع ہوا ہے جیسے کہ فتح الباری مین فرمایا کہ جب کفار مکہ نے مسلمانون کو ایذا اور تکلیف دینی شروع کی تو بعضے مسلمان ملک
حبش کیطرف ہجرت کر گئے اور انکے ساتھ ابن مسعودؓ بھی تھے پھر چند روز کے بعد انکو یہ خبر پہونچی کہ مشرکین مکہ مسلمان ہو گئے تب وہ لوگ حبش
سے پلٹ کر پھر مکے مین آئے تو معاملہ اسکے برعکس پایا یعنے دیکھا کہ کفار مکہ سے کوئی مسلمان نہین ہوا تو مسلمان پھر دوبارہ حبش
کیطرف ہجرت کر گئے اور اس دفعہ پہلے سے دونے آدمی تھے اور ابن مسعودؓ اس بار بھی انکے ساتھ تھے پھر چند ۹۲۵
روز کے بعد انکو خبر پہونچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین ہجرت کر کے چلے آئے تو سنتے ہی سب مسلمان حبش
سے پلٹ کر مدینے مین چلے آئے اور مراد ابن مسعود رضہ کے پلٹ کر آنے سے دوسری بار کا پلٹ کر آنا ہے جبکہ مدینے
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ کر آئے تھے جیسے کہ فتح الباری مین موجود ہے پس ابن مسعودؓ کے قول سے
بھی یہی معلوم ہوا کہ نماز مین کلام کا منسوخ ہونا مدینے مین واقع ہوا نہ مکے مین پس تعارض دفع ہو گیا اور حدیثون مین تطبیق
ہو گئی پس اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز مین کلام کرنی جائز نہین جو اسمین کلام کرے اسکی نماز فاسد ہو جاتی
ہے اور فتح الباری وغیرہ مین لکھا ہے کہ جو شخص حرمت کو جانکر عمدا بدون حاجت اور مصلحت کے نماز مین کلام کرے
تو اسکی نماز بالاتفاق باطل اور فاسد ہو جاتی ہے اور اگر مصلحت نماز کے واسطے نماز مین کلام کرے تو اسمین بھی
اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس سے بھی ٹوٹ جاتی ہے اور اوزاعی اور بعض اصحاب مالک کہتے ہین کہ مصلحت نماز
کے واسطے نماز مین کلام کرنی جائز ہے اور جو شخص کہ نماز مین بھولکر کلام کرے یا نو مسلمانی کی وجہ سے اسکی حرمت کو
نہ جانتا ہو تو اسمین بھی اختلاف ہے جمہور علما کہتے ہین کہ اگر تھوڑی سی کلام ہے تو نماز باطل نہین ہوتی امام شافعیؒ
اور امام مالکؒ اور احمدؒ کا بھی یہی قول ہے اور اگر کلام کثیر ہو جاوے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ
سب صورتون مین نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ کلام قلیل ہو خواہ کثیر ہو اور خواہ حاجت ہو اور خواہ نہ ہو وسیأتی
مزید الکلام انشاء اللہ تعالے اور اگر نماز ہی سے جبرا کلام کرائی جاوے تو اسسے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے اور جو ذکر اور

دعا کہ خطاب سے خالی ہو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے واللہ اعلم **باب** مَا یَجُوْزُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالْحَمْدِ فِی الصَّلٰوۃِ لِلرِّجَالِ نماز میں مردوں کو حاجت کے وقت سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا جائز ہے یعنے جبکہ نماز میں کوئی امر حادث ہووے اور ایسی ضرورت پیش آوے جس میں امام کو خبردار کرنا ضرور ہو تو ایسے وقت مقتدیوں کو سبحان اللہ یا الحمد کہنا جائز ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْلِحُ بَیْنَ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ فِی الصُّفُوْفِ یَشُقُّہَا شَقًّا حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَاَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِیْحِ فَقَالَ سَہْلٌ ہَلْ تَدْرُوْنَ مَا التَّصْفِیْحُ ہُوَ التَّصْفِیْقُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا یَلْتَفِتُ فِی الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا اَکْثَرُوْا الْتَفَتَ فَاِذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّفِّ فَاَشَارَ اِلَیْہِ مَکَانَکَ فَرَفَعَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَیْہِ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَہْقَرٰی وَرَاءَہٗ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی **ترجمہ** سہل بن سعدؓ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو کی قوم کے درمیان صلح کرنے کو گئے اور نماز کا وقت آیا سو بلالؓ ابوبکرؓ پاس آئے اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے ہیں اور نماز تیار ہے سو کیا تو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے انہوں نے کہا ہاں اگر تم چاہو تو پڑھاتا ہوں سو ابوبکرؓ آگے بڑھے اور نماز شروع کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور صفوں کو چیرتے گذرے یہاں تک کہ پہلی صف میں نماز کی نیت کرکے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تالی ۹۲۶
بجانی شروع کی یعنے تا کہ صدیقؓ آپ کے آنے سے خبردار ہو جاویں اور صدیقؓ کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے سو جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو صدیقؓ نے نظر کی سو ناگاہ دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کھڑے ہیں (تو پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا سو آپ نے صدیقؓ سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھیرے رہو اور امامت کیے جاؤ سو صدیقؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور خدا کا شکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو امامت کرنے کو فرمایا پھر اپنی ایڑیوں پہ پیچھے ہٹے اور صف میں برابر ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھکے امامت کی اور نماز پڑھی **ف** یہ حدیث پوری طور سے باب مَنْ دَخَلَ لِیَؤُمَّ النَّاسَ میں پہلے گذر چکی ہے اس میں سبحان اللہ کا بھی ذکر موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی ایسی ضرورت پیش آوے جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے یا اندھے کو کوئیں سے ڈرانا پڑے یا کسی اور کو تنبیہ کرنا مقصود ہو تو ایسے وقت نماز میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شکر کے واسطے الحمد للہ کہنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کو اول وقت سے تاخیر کرنا جائز ہے اور اسکی طرف جلدی کرنا افضل ہے دائمی امام کی انتظار کرنے سے اور یہ کہ بدون رضامندی مقتدیوں کے جماعت کرانی لائق نہیں اور یہ کہ نماز میں کسی طرف دیکھنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سبحان اللہ کے

بدلے الحمد للہ کہنا بھی کافی ہے **باب** مَنْ سَمّٰى قَوْمًا اَوْ سَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى غَيْرِهٖ مُوَاجَهَةً وَهُوَ لَا يَعْلَمُ
جو شخص کہ نماز میں کسی قوم کا نام لے یا کسی غیر کو روبرو یا بروبرو سلام کہے اور وہ نہ جانتا ہو کہ اسمیں نماز درست ہوتی ہے
یا نہیں تو اسکی نماز کا کیا حکم ہے ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں ٹوٹتی **ف** فتح الباری میں ہے کہ ابن رشید نے
کہا کہ مقصود امام بخاری کا اس باب سے یہ ہے کہ ان علوم سے کوئی چیز نماز کو باطل نہیں کرتی ہے اسلیے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو نماز کو دوہرانے کا حکم نہیں کیا بلکہ صرف انکو وہی تعلیم کیا جسپر وہ آیندہ عمل کریں لیکن
اس استدلال پہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جاہل کا حال قبل وجود حکم کا حال جاہل بعد ثبوت حکم کے حال کے برابر نہیں اور
نیز یہ بھی بعید معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب سے یہ عمل نادانستہ ہوا تہا بلکہ ظاہر یہی ہے کہ وہ شرع انکے نزدیک مقرر
تہے اور عمل انکا شرع کی حکم سے تہا پہر بعد اسکے یہ حکم منسوخ ہو گیا واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى قَالَ
حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ
اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ التَّحِيَّةُ فِي الصَّلٰوةِ وَنُسَمِّيْ وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ
فَسَمِعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ 927
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنَّكُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ
صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بیٹھ کر التحیات پڑہا کرتے تہے اور
اسمیں ہر ایک کا نام لے لیکر سلام کہا کرتے تہے یعنے خدا کو سلام جبرائیل کو سلام میکائیل کو سلام اور فلانے
فلانے کو سلام اور ہم میں سے بعضے بعض کو سلام کیا کرتے تہے یعنے ایک دوسرے کو روبرو اور سامنے ہو کر
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو سنا سو فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو اور اسکے بدلے یہ التحیات پڑہا کرو التحیات للہ الخ
یعنے سب زبان کی عبادتیں جیسے تعریف اور ذکر اور بدن کی عبادتیں جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتیں جیسے
زکوۃ اور خیرات صرف خدا ہی کے واسطے ہیں سلام ہو تجہکو اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور برکت اور سلام ہو ہمکو
اور خدا کے سب نیک بندوں کو گواہی دیتا ہوں کہ سوا خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا
ہوں کہ محمد بندہ ہے خدا کا اور اسکا رسول ہے سو جب تمنے کہا کہ خدا کے سب نیک بندوں پر سلام ہے تو جتنے خدا
کے نیک بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ فرشتے خواہ پیغمبر خواہ اولیا خواہ جن خواہ آدمی سب کو تمہارا سلام
پہونچ گیا یعنے اب ہر ایک کا نام لینا کچھ ضرور نہیں **ف** فتح الباری میں لکہا ہے کہ شاید امام بخاری کو اس
مسئلے میں شک ہے اسیواسطے اسنے باب میں جائز یا ناجائز ہونے نماز کا کچھ حکم بیان نہیں کیا لیکن اب
اگر کسی کا نام لیوے یا کسی کو روبرو ہو کر سلام کرے تو درست نہیں کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور مفصل جان اسکا

حدیث کا آخر صفۃ الصلوۃ میں گذر چکا ہے شائق اسکی طرف رجوع کرے **باب** التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ نماز میں عورتوں
کو ضرورت کے وقت تالی بجانا جائز ہے **ف** اسکی صورت یہ ہے کہ داہنی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پیٹھ پر مارے اور
اللہ کی طرف سے دونو ہتھیلیوں کو نہ بجاوے جیسا کہ کھیل میں بجاتے ہیں اور اگر کھیل کی طرح سے بجاوے تو نماز فاسد
ہو جاتی ہے کذا فی القسطلانی **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ وَالتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ
ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تالی مارنا عورتوں کو چاہیے اور سبحان اللہ
کہنا مردوں کو چاہیے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ **ترجمہ** اسکا وہی ہے جو اوپر
گذرا لیکن اسمیں مردوں کا ذکر مقدم ہے اور عورتوں کا ذکر موخر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام نماز
میں چوک جاوے یا کوئی اور ضرورت پیش آوے تو عورت کو تالی مار کر خبردار کرنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب
جمہور علماء کا عورت کے واسطے تالی بجانا جائز رکھتے ہیں اور امام مالک کہتے ہیں کہ عورت کو تالی مارنا جائز نہیں
بلکہ حاجت کے وقت وہ بھی مردوں کی طرح سبحان اللہ کہے اور اس حدیث کو وہ مذمت پر محمول کرتے ہیں ٩٢٨
یعنے عورتوں کی اکثر عادت ہے کہ تالیاں بجاتی ہیں سو نماز میں ایسا نہیں چاہیے لیکن صحیح مذہب جمہور علماء
کا ہے اسلیے کہ دوسری روایت میں صریح آچکا ہے کہ چاہیے کہ عورتیں تالی بجاویں جیسا کہ کتاب الاحکام
میں ابی حازم سے روایت آچکی ہے پس حدیث اس باب میں نص ہے تاویل کی اسمیں مطلق گنجایش نہیں
اور عورتوں کو سبحان اللہ کہنا اسواسطے منع ہوا کہ انکو پست آواز کرنے کا حکم ہے اسلیے کہ عورتوں کی آواز سے
اکثر مرد بدخیال ہو جاتا ہے **باب** مَنْ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فِي صَلَاتِهِ أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ رَوَاهُ
سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اگر کوئی شخص نماز میں کسی کام حادث کے واسطے اپنی ایڑیوں
پر پیچھے ہٹے یا آگے بڑھے تو جائز ہے روایت کیا ہے اس فعل کو سہل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
ف یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو باب ما یجوز من التسبیح الخ میں سابق گذر چکی ہے اسلیے کہ صدیق رض اپنے
مصلے سے پیچھے ہٹے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے (جسمیں پہلے آکر کھڑے ہوئے تھے) آگے بڑھے پس
مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ
قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَاهُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِهِمْ
فَفَجَأَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ
يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى

الصّلٰوۃ وَھُمُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ یَّفْتَتِنُوْا فِیْ صَلَاتِہِمْ فَرَحًا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ رَاَوْہُ فَاَشَارَ
بِیَدِہٖ اَنْ اَتِمُّوْا ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَۃَ وَاَرْخَی السِّتْرَ وَتُوُفِّیَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ انس سے
روایت ہے کہ صحابہ میں کہ مسلمان منوار کے دن فجر کی نماز میں تھے اور صدیق رض انکو نماز پڑہا رہے تھے سو یکایک
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے سامنے ہوئے آپنے عائشہ رض کے حجرے کا پردہ اٹھایا سو آپنے لوگون کیطرف نظر
کی اور وہ صفین باندھے کھڑے تھے سو آپ نے دیکھ کر تبسم فرمایا سو صدیق رض اپنی ایڑیون پر پیچھے ہٹے اور
گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیطرف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہین اور جبکہ مسلمانون نے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا تو قصد کیا کہ خوشی سے اپنی نماز مین دیوانے اور مفتون ہو جاوین اور نماز کو توڑ ڈالین سو آپنے
اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز تمام کر و پہر آپ حجرے مین گئے اور پردہ لٹکایا اور اسی روز آپ کا انتقال ہوا افضل
اپنر ہزار درود اور سلام ہو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین تھوڑا عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ پے درپے
نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز مین کسی کام نو حادث کو واسطے آگے بڑہنا اور پیچھے ہٹنا جائز ہے کہ صدیق رض نماز
کے اندر پہلے پیچھے ہٹے پہر آگے بڑہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور مفصل طور سے یہ
929 حدیث باب الامامہ مین پہلے گذر چکی ہے **باب** اِذَا دَعَتِ الْاُمُّ وَلَدَهَا فِی الصَّلٰوۃِ اگر ماں اپنے بیٹے
کو نماز کی حالت مین بلاوے تو بیٹے پر اسکا جواب دینا واجب ہے یا نہین اور اگر واجب ہے تو اس سے نماز فاسد
یا نہین **ف** ان دونو مسئلون مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ ماں کو جواب دینا واجب ہے اور بعضے کہتے ہین
کہ واجب نہین اور بر تقدیر اول بعضے کہتے ہین کہ جواب سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فاسد
نہین ہوتی لیکن صحیح یہی قول ہے کہ جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بعضون نے کہا کہ اگر فرض نماز ہو
اور وقت تنگ ہو تو جواب نہ دیوے ورنہ جواب دیوے لیکن مستحب ہے کہ نماز مین تخفیف کرے اور جلدی سے پہر
ماں کو جواب دیوے اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ ماں کو جواب دیوے لیکن وہ حدیث سبحان اللہ محمول ہے
وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَادَتِ امْرَاَۃٌ اِبْنَهَا وَهُوَ فِیْ صَوْمَعَتِہٖ قَالَتْ یَا جُرَیْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّیْ
وَصَلَاتِیْ فَقَالَتْ یَا جُرَیْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ قَالَتْ یَا جُرَیْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ قَالَتْ
اَللّٰهُمَّ لَا یَمُوْتُ جُرَیْجٌ حَتّٰی یَنْظُرَ فِیْ وُجُوْہِ الْمَیَامِیْسِ وَکَانَتْ تَاْوِیْ اِلٰی صَوْمَعَتِہٖ رَاعِیَۃٌ تَرْعَی
الْغَنَمَ فَوَلَدَتْ فَقِیْلَ لَهَا مِمَّنْ هٰذَا الْوَلَدُ قَالَتْ مِنْ جُرَیْجٍ نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِہٖ قَالَ جُرَیْجٌ اَیْنَ هٰذِہِ الَّتِیْ
تَزْعُمُ اَنَّ وَلَدَهَا لِیْ قَالَ یَا بَابُوْسُ مَنْ اَبُوْکَ قَالَ رَاعِی الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو نماز کے اندر پکارا اور وہ اپنے عبادت خانے مین نماز پڑہتا تہا

کہا کہ ای جریج تو اُسنے کہا کہ ای میرے رب میری ماں پکارتی ہے اور مین نماز مین ہون یعنے اُسنے ماں کو جواب نہ دیا
وہ پلٹ گئی اور دوسرے دن پہر آئی اور اُسکو پکارا کہ ای جریج تو اُسنے کہا کہ ای رب میرے ماں مجہکو پکارتی ہے
اور مین نماز مین ہون یعنے اُس نے ماں کو جواب نہ دیا پہر وہ پلٹ گئی اور تیسرے دن پہر آئی اور اُسکو پکارا کہ ای
جریج تو اُسنے کہا کہ ای رب میرے ماں پکارتی ہے اور مین نماز مین ہون سو وہ اپنی نماز ہی مین متوجہ رہا اور
ماں کو جواب نہ دیا تو اسکی ماں نے اُسکو حق مین یون بد دعا کی کہ الٰہی جریج کو مت مار یو جب تک کہ وہ بدکار عورتون
کا مُنہ نہ دیکہہ لیوی اور ایک عورت بکریان چرانے والی اسکے عبادت خانے پاس ٹہیرا کرتی تہی سو وہ لڑکا جنی سو
لوگون نے اسکو پوچہا کہ یہ لڑکا کس کے نطفے سے ہے اُسنے کہا جریج کے نطفے سے کہ وہ اپنے عبادت خانے سے
تلے اترا اور مجہ سے زنا کیا اور اس سے مجہکو یہ حمل ہوا سو جریج نے کہا کہ وہ عورت کہان ہی جو کہتی ہے کہ اُسکا
لڑکا میرے نطفے سے ہے سو اُسنے کہا کہ ای لڑکے تیرا باپ کون ہے اس لڑکے نے کہا کہ فلانا چرانیوالا ف
ماں کی اجابت کا حق بہ نسبت حق نماز کے کو مرجوح ہے لیکن تاہم بھی جواب نہ دینے سے اسکی ماں کی دعا اُسکے
حق مین قبول ہوئی اور اسکی تاثیر سے اسکو زنا کی تہمت لگی اور ذلت ہوئی پس اسکی ماں کی دعا قبول ہونے سے
معلوم ہوا کہ ماں کا حق بڑا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اسیواسطے اُسنے جواب
دینے مین تردد کیا اور ماں کو جواب نہ دیا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَابُ** مَسْحِ الْحَصٰى ٩٣٠
فِي الصَّلٰوةِ نماز مین پتہرون کو ہاتھ سے برابر کرنا جائز ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى
عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَيْقِيْبٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ
يَسْجُدُ قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً **ترجمہ** معیقیب سے روایت ہی کہ ایک شخص نماز مین سجدہ کرنے کی وقت
سجدہ گاہ سے مٹی برابر کرنے لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ اگر تو ضرور ہی کرنے والا ہووے تو فقط
ایک بار کر یعنے اول تو یہ کام نماز مین بہتر نہین اور اگر تجہکو نہایت ہی ضرورت ہووے تو ایک بار کا کرنا مضائقہ نہین ہے
تا کہ عمل کثیر جو مبطل نماز ہے لازم نہ آوے یا خشوع مین خلل نہ ڈالے یا اسکے اور رحمت کے درمیان مانع نہ ہووے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین پتہرون کو سجدہ گاہ سے ہٹانا اور زمین کو برابر اور صاف کرنا جائز ہے
اس سے نماز فاسد نہین ہوتی ہے اور اس حدیث مین اگرچہ پتہرون کا ذکر نہین لیکن اسکی بعض طریقون مین
انکا ذکر بھی آگیا ہے جیسا کہ ابو داؤد اور مسلم کی حدیث مین موجود ہے اور بعض طریقون مین ہر چیز کا ذکر بھی
کیا ہے یعنے ایک بار ہر چیز کو صاف کرنا درست ہی پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی لیکن امام نووی نے
لکہا ہے کہ سب علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ نماز مین کنکریون کو ہٹانا مکروہ ہے مگر امام مالک سے روایت ہی کہ اسمین
کچہ خوف نہین اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور محمد کا **بَابُ** بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلٰوةِ لِلسُّجُوْدِ نماز مین

زمین پر سجدہ کرنے کو واسطے کپڑا بچھانے کا بیان یعنے اگر گرمی کی شدت سے زمین پر سجدہ نہ ہو سکے تو سجدہ کرنیکے
واسطے زمین پر کپڑا بچھانا جائز ہے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَاِذَا لَمْ
يَسْتَطِعْ اَحَدُنَا اَنْ يُّمَكِّنَ وَجْهَهٗ مِنَ الْاَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهٗ فَسَجَدَ عَلَيْهِ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ ہم سخت
گرمی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہا کرتے تہے سو جب از شدت گرمی کے سبب سے کسی کو زمین پر
منہ رکہنے کی طاقت نہ ہوتی تو اپنا کپڑا زمین پر بچہاتا اور اسپر سجدہ کرتا **ف** مطابقت اس حدیث کی
باب سے ظاہر ہے **بَابُ** مَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین قلیل یعنے تہوڑا کام کرنا جائز ہے **ف**
پہلے بابون مین عمل قلیل کے جزئیات کا بیان ہو اور اسمین مجمل طور سے اسکا نماز مین جائز ہونا ثابت کیا ہے اور
عمل کثیر کی تفسیر مین اختلاف ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ عمل کثیر وہ ہے جسمین آدمی دونو ہاتھ سے محتاج ہو
جیسے کہ عمامے کا باندہنا اور کرتے کا پہننا اور تیر کا کمان سے چلانا وغیرہ ہے کہ اکثر عادت ان کامون کی دونو ہاتھ
سے ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عمل کثیر وہ ہے جسکو نمازی بہت جانے اور اکثر علما کے نزدیک مختار یہ ہے
کہ اگر کوئی دیکہنے والا اسکو دور سے دیکہے تو گمان کرے کہ یہ نماز مین نہین ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ۹۳۱
قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَمُدُّ رِجْلِيْ فِيْ قِبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَرَفَعْتُهَا فَاِذَا قَامَ مَدَدْتُهَا **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے
کہ مین اپنے پاؤن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ گاہ مین دراز کیا کرتی تہی اور آپ نماز پڑہتے تہے سو جب آپ
سجدے مین جاتے تو مجہکو ٹہوکر لگاتے سو مین اپنے پاؤن کو کہینچ لیتی اور جب آپ کہڑے ہوتے تو مین پاؤن
کو دراز کر دیتی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ٹہوکر مارنا وغیرہ تہوڑا عمل ہے اس سے نماز باطل نہین ہوتی اور یہی
وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا** مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى صَلٰوةً فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِيْ
فَشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهٗ وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اُوْثِقَهٗ اِلٰى سَارِيَةٍ
حَتّٰى تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ
فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی سو فرمایا کہ ایک شیطان
رات کو میرے آگے گہس پڑا سو اسنے مجہپر حملہ کیا کہ میری نماز کو توڑ دیوے سو خدا نے اسکو میرے قابو مین کر دیا
سو مینے اسکو پکڑا اور اسکا گلا گہونٹا سو مینے چاہا کہ اسکو مسجد کے کہنبون سے کسی کہنبے مین باندہ دون تاکہ تم سب کر
صبح کے وقت اسکو دیکہو پہر مجہکو یاد پڑ گئی اپنے سلیمان بہائی کی دعا اور وہ دعا یہ تہی کہ اے میرے رب میری

مغفرت کر اور دے مجھکو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے سو خدا نے اسکو ڈھکیل دیا ذکار کر کے
ف جن اور دیو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو مین تھے اور انہون نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ ایسی
بادشاہی میرے بعد کسی کو نہ ملے ہو اسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شیطان کو چھوڑ دیا اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ پکڑنا اور ڈھکیل دینا تھوڑا عمل ہے اس سے نماز باطل نہین ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث
کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اگرچہ ولی کامل ہو شیطان کے غلبے سے نڈر نہین ہو سکتا
اسواسطے کہ اس مردود کی اتنی جرأت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی بے ادبی کو تیار ہوا تھا اللہ بچاوے تو
اس سے ہم آدمی بے چارے کی کیا طاقت ہے **باب** إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلٰوةِ اگر نماز مین نمازی
کی سواری کہل جاوے تو کیا کرے ف ابن بطال نے کہا کہ اگر نماز کی حالت مین نمازی کی سواری کہل جاوے
تو اسکو نماز کا توڑ دینا اور اسکے پیچھے جانا بالاتفاق جائز ہے اور قاسم نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ
اگر نماز کی حالت مین مسافر کی سواری کہل جاوے اور تلف ہونے کا خوف ہو اور یا کسی لڑکے یا اندھے کے
کوئین مین یا آگ مین گرنے کا خوف ہو اور یا اپنے مال متاع کے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو اسکے واسطے
جائز ہے کہ نماز کو توڑ دیوے اور سواری کے پیچھے جاوے یا اپنے مال کو بچاوے اور ابن تین نے کہا کہ اگر مال قیمتی ہو ۹۳۲
تو نماز کو توڑنا جائز ہے ورنہ نہین **وَقَالَ** قَتَادَةُ إِنْ أُخِذَ ثَوْبُهُ يَتْبَعُ السَّارِقَ وَيَدَعُ الصَّلٰوةَ یعنے قتادہ نے
کہا کہ اگر نماز کی حالت مین نمازی کا کپڑا کوئی اچک لے جاوے تو اسکو جائز ہے کہ چور کے پیچھے جاوے اور نماز کو چھوڑ دیوے
ف ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اگر کسی لڑکے کو کوئین مین گرتا دیکھے تو واجب ہے کہ نماز کو توڑ ڈالے اور
اسکو کوئین سے بچاوے اور شافعیہ کا مذہب ہے کہ اگر نماز کی حالت مین کسی کا مال ظلم سے چھینا جاوے تو خوف کی نماز
کی طرح نماز پڑھے اور اسیطرح آگ یا سیلاب وغیرہ سے بھاگنے کے وقت بھی خوف کی نماز پڑھے اور جب کپڑے کے واسطے
نماز کو توڑنا جائز ہے تو سواری کے واسطے توڑنا بطریق اولے جائز ہوگا اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی باب سے
حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا بِالْأَهْوَازِ نُقَاتِلُ الْحَرُورِيَّةَ فَبَيْنَا
أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهَرٍ إِذَا رَجُلٌ يُصَلِّي فَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا
قَالَ شُعْبَةُ هُوَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ افْعَلْ بِهٰذَا الشَّيْخِ فَلَمَّا انْصَرَفَ
الشَّيْخُ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ
سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ ثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ وَإِنِّي إِنْ كُنْتُ أَنْ أَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا
تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ ترجمہ ازرق بن قیس سے روایت ہے کہ ہم اہواز ایک شہر کا نام ہے فارس اور عجم
کے درمیان عجم عراق ۔ مین کے جہاد مین تھے ہم وہان مین خارجیون سے لڑتے تھے سو جس حالت مین کہ مین ایک نہر کے کنارے

پہر کہڑا تہا سو اچانک دیکہا کہ ایک مرد نماز پڑہتا ہے اور اپنی سواری کی لگام اسکے ہاتہہ مین ہے سو سواری اسکو
اپنی طرف کہینچنے لگی اور وہ مرد اسکے پیچہے پیچہے چلنے لگا شعبہ (راوی) نے کہا کہ وہ ابو برزہ اسلمی تہے سو
ایک شخص خارجیون سے کہنے لگا کہ الٰہی اس بوڑہے کو اپنے فعل کی سزا دے کہ اسنے سواری کے واسطے نماز
چہوڑ دی ہے سو جب وہ بوڑہا نماز پڑہ چکا تو کہا کہ مقرر مینے تمہاری بات سنی اور مقرر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہمراہ چہ یا سات یا آٹھ جنگ کیے ہین اور آپ کی آسانی دیکہی کہ آپ احکام شرع مین نہایت آسانی کرتے
تہے یعنے مینے یہ کام شرع کے مخالف نہین کیا بلکہ اسکو آپ سے دیکہا ہے اور اگر مین اپنی سواری کے ساتہہ ساتہہ
ہٹ جاؤن تو مجہکو بہت پسند ہے اس سے کہ اسکو چہوڑ دون اور وہ اپنے چراگاہ مین چلی جاوے اور مجہپر مشکل پڑ جاے
اور گہر مین نہ پہونچ سکون **ف** ظاہر اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو برزہؓ نے نماز کو توڑا نہین تہا جیسا کہ دوسری
روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی سواری قبلے کیطرف گذری انہون نے چلکر سواری کو پکڑا اور ایڑیون پر پیچہے
ہٹے اسلیے کہ اگر انہون نے نماز کو توڑ دیا ہوتا تو قبلے کیطرف پیٹہ کرنے کی کچہ پرواہ نہ کرتے سو اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ انکا چلنا بہت نہین تہا اور یہ موافق ہے باب کی دوسری حدیث کو اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے
بڑہے اور پیچہے ہٹے اور نماز کو نہ توڑا پس ثابت ہوا کہ یہ تہوڑا کام ہے اور تہوڑا چلنا ہے اور اسمین قبلے کی طرف ۹۳۳
سے پیٹہ بہی نہین پہیری پس نماز کو کچہ نقصان نہین اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے حسن بصری
سے پوچہا کہ اگر نماز مین سواری کے چلے جانے کا خوف ہو تو کیا کیا جاوے اسنے جواب دیا کہ نماز چہوڑ کر سواری کو پکڑ لے
پہر یہی کہا گیا کہ باقی نماز کو پورا کرے یا ساری نماز کو پہر پڑہے اسنے جواب دیا کہ اگر قبلے کیطرف پیٹہ پہیری ہو تو
ساری نماز کو دوہراوے ورنہ باقی کو تمام کرے اور فقہار کا اجماع ہے اسپر کہ نماز مین بہت چلنا اسکو باطل کر دیتا
ہے سو ابو برزہ کی حدیث تہوڑے چلنے پر محمول ہوگی انتہے لیکن بعضے فقہا کہتے ہین کہ ایڑیون پیچہے ہٹنے کی
صورت مین مطلق نماز فاسد نہین ہوتی خواہ چلنا بہت قدم ہو یا تہوڑا ہو اسمین کچہ فرق نہین اور قیاس اگرچہ فساد
کو چاہتا ہے لیکن یہان قیاس اس حدیث کی مقابلے مین متروک ہے اور ایسا ہی لکہا ہے امام محمدؒ نے سیر کبیر مین پہر
باوجود اس اختلاف کی دعوی اجماع کا کیونکر تسلیم ہو سکتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز کی حالت مین
سواری کہل جاوے تو اسکو چلکر پکڑنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہین ہوتی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث
کی باب سے اور یہ جو ابو برزہؓ نے کہا ہے کہ وہ اپنی چراگاہ کیطرف چلی جاوے تو یہ قید باعتبار اکثر کے ہے والا یہ بہی ممکن ہے
کہ کہین اور طرف چلی جاوے اور بالکل گم ہو وے پس اسمین مال کا ضائع کرنا ہے اور یہ جو اسنے کہا کہ مینے آسانی دیکہی
ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز کو توڑ کر سواری کے پیچہے چلا جاوے تو جائز ہے اور اسمین دلیل ہے واسطے
فقہار کے کمال اتباع وغیرہ جس چیز کے تلف ہو جانے کا خوف ہو اسکے واسطے نماز چہوڑ دینا جائز ہے حدثنا

مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُوْرَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ سُوْرَةً اُخْرٰى ثُمَّ رَكَعَ حَتّٰى قَضَاهَا وَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ اِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا حَتّٰى يُفْرَجَ عَنْكُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ حَتّٰى لَقَدْ رَاَيْتُهُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَاَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ سورج میں گہن پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کہڑے ہوئے سو آپ نے لنبی سورۃ پڑہی پہر رکوع کیا پہر رکوع سے سر اُٹہایا پہر دوسری سورۃ شروع پہر رکوع کیا یہانتک کہ اسکو ادا کیا اور سجدہ کیا پہر دوسری رکعت مین بہی اسیطرح کیا پہر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہین خدا کی نشانیون سے سو جب تم گہن کو دیکہا کرو تو نماز پڑہا کرو یہانتک کہ وہ کہل جاوے اور روشن ہوجاوے اور مینے اپنی اسجگہ مین ہر چیز کو دیکہا جسکا مجہکو وعدہ دیا گیا تہا اور مینے چاہا کہ بہشت سے انگور کا گچہا پکڑون جبکہ تمنے مجہکو دیکہا کہ مین آگے بڑہنے لگا تہا اور قرر مینے دوزخ کو دیکہا کہ اُسکا بعض ٹکڑا بعضے کو کچلے ڈالتا ہے جبکہ تمنے مجہکو دیکہا کہ مین پیچہے ہٹا اور مینے اُسمین عمرو کو دیکہا کہ اپنی انتڑیان گہسیٹتے پہرتا ہے) اور وہ شخص وہ ہے جسنے اول سانڈہ چہوڑنے کی رسم نکالی تہی 924

ف عمرو بن عامر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سو برس آگے تہا بتون کے نام پر سانڈہ چہوڑنے کی اوسنے رسم نکالی تہی سو اسواسطے ایسے سخت عذاب مین گرفتار ہوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین تہوڑا سا آگے بڑہنا یا پیچہے ہٹنا جائز ہے اُس سے نماز باطل نہین ہوتی پس جس شخص کی سواری نماز مین کہل جاوے اسکو بہی اسکے قابو کرنے کو واسطے آگے پیچہے ہٹنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین بعض قسم کا تہوکنا اور پہونکنا جائز ہے . . . .

ف فتح الباری مین لکہا ہے کہ ان دونو کے درمیان وجہ مساوات کی یہ ہے کہ اکثر اوقات انسے دو حرف پیدا ہوتے ہین اور وہ ادنے درجہ ہے کلام ہے جس سے کلام بنتی ہے اور بخاری نے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ بعض قسم کی تہوک اور اُف اُف جائز ہے اور بعض قسم کی جائز نہین سو احتمال ہے کہ اسکے نزدیک جائز وہ قسم ہو جس سے کلام مفہوم نہ ہوسکے اور ناجائز وہ قسم ہے جس سے کلام مفہوم ہوسکے وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو نَفَخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُجُوْدِهِ فِيْ كُسُوْفٍ یعنے ذکر کیا جاتا ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز کے سجدے مین پہونکا ماری ف فتح الباری مین لکہا ہے کہ نماز کے اندر پہونکنے مین علماء کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ نماز مین نفخ کرنا

مکروہ ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی یہ روایت امام مالک سے ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف اور شعبی اور
احمد اور اسحاق کا اور بعضے کہتے ہیں کہ جیسے کلام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ویسے ہی نفخ سے بھی نماز ٹوٹ جاتی
ہے یہ قول امام مالک کا ہے مدونہ میں اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر اسکی آواز سنی جاوے تو بمنزلے کلام کے ہے اس سے نماز
ٹوٹ جاتی ہے ورنہ نہیں یہ قول ابو حنیفہ اور ثوری اور محمد کا ہے لیکن پہلے قول کو ترجیح ہے اسلیے کہ نفخ کی حروف
بصاق کے حروف سے زیادہ نہیں ہیں اور سب کا اتفاق ہے اسپر کہ نماز میں تھوکنا جائز ہے سو یہ دلیل ہے
اسپر کہ نماز میں نفخ بھی جائز ہے اسلیے کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں اسیواسطے امام بخاری نے ترجمہ میں دونوں کو
اکٹھا ذکر کیا ہے لنتھے اور شافعیہ کے نزدیک صحیح بات ہے کہ اگر اس سے دو حرف ظاہر ہوویں تو نماز باطل ہو جاتی
ہے ورنہ نہیں اور تائید کرتی ہے اسکی وہ حدیث جو ابن ابی شیبہ نے اسناد جید کے ساتھ روایت کی ہے کہ
نفخ کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپنے گہن کی نماز میں نفخ
کیا پس روایت اسکی معارض ہے پس حدیث عناد کی اسپر محمول ہے جبکہ کلام ظاہر ہو اور سنی جاوے لیکن اسپر
۹۳۵ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اس تعلیق کے بعض طریقوں میں یہ آیا ہے کہ آپنے آخر سجدے میں اُف اُف کیا تو گویا کہ
نفخ کو اسکے ساتھ تفسیر کیا ہے پس یہ صریح دلیل ہے اسپر کہ نفخ سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور بیہقی نے
اشارہ کیا ہے کہ نماز میں نفخ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا لیکن یہ مردود ہے ساتھ اسکے کہ بدون
دلیل کے خاصہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ ہنسنے سے نماز فاسد ہو جاتی
ہے خواہ ایک حرف ظاہر ہو خواہ دو حرف ظاہر ہوں اور ہنسنے اور رونے میں فرق یہ ہے کہ ہنسنے سے نماز کی حرمت
اور عزت جاتی رہتی ہے بخلاف رونے کی کہ اس سے نماز کی حرمت نہیں جاتی ہے اسیواسطے حنفیہ نے کہا ہے
کہ اگر رونا خدا کے خوف سے ہو تو اس سے نماز مطلق باطل نہیں ہوتی ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً
فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ إِنَّ اللهَ قِبَلَ أَحَدِكُمْ فَإِذَا كَانَ فِي صَلٰوتِهٖ فَلَا يَبْزُقَنَّ
أَوْ قَالَ لَا يَتَنَخَّعَنَّ ثُمَّ نَزَلَ فَحَتَّهَا بِيَدِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهٖ ترجمہ ابن عمر
رض سے روایت ہے کہ ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے کی دیوار میں تھوک لگا دیکھا سو آپ مسجد والوں
پر بہت غصے ہوئے اور فرمایا کہ خدا تمہارے سامنے ہے سو جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں ہو تو نہ تھوکے یا فرمایا کہ
کھنکھار کو نہ تھوکے یعنے اپنے منہ کے سامنے کہ خدا کا قبلہ ہے اسکے روبرو آپ اترے اور اسکو کھرچ ڈالا یعنے ٹھیکری
کے ساتھ اور ابن عمر رضہ نے کہا کہ جب کوئی تھوکے تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ
حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَلٰکِنْ عَنْ شِمَالِہٖ تَحْتَ قَدَمِہِ الْیُسْرٰی ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی نماز مین ہو تو وہ اپنے رب سے عرض معروض کرتا ہے سو نہ تھوکے اپنے سامنے اور نہ اپنے داہنے ولیکن اپنی بائین طرف بائین پاؤن کے تلے تھوکے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین تھوکنا جائز ہے بشرط کہ اُس سے کوئی کلام مفہوم ہو سکے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَاب** مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِیْ صَلَاتِہٖ لَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُہٗ اگر کوئی مرد نماز مین تالی بجاوی اور اسکے حکم کو نہ جانتا ہو تو اسکی نماز فاسد نہین ہوتی **ف** باب التصفیق للنساء مین پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تالی بجانا عورتون کو چاہیے اور مرد سُبحان اللہ کہین لیکن اگر کوئی مرد اس حکم کو نہ جانتا ہو اور نماز مین نادانستہ تالی بجاوی تو اسکی نماز فاسد نہین ہوتی ہے اور اسطرح اگر کوئی عورت نماز مین نادانستہ سُبحان اللہ کہے تو اسکی نماز بھی فاسد نہین ہوتی ہے اور دلیل فِیْہِ سَہْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس باب مین وہ حدیث ہی جو سہل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے جیسا کہ باب پھر سن التسبیح الخ مین پہلے گذر چکی ہے اسلیے کہ جن مردون نے نماز مین تالیان بجائی تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو نماز دوہرانے کا حکم نہین فرمایا اور یہی وجہ ہی مطابقت اس حدیث ٩٣٦
کی باب سے لیکن جاہل کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دیدہ و دانستہ مرد تالی بجاوی تو نماز فاسد ہو جاتی ہے **بَاب** اِذَا قِیْلَ لِلْمُصَلِّیْ تَقَدَّمْ اَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ اگر کسی نمازی کو کہا جاوی کہ تو دوسرے نمازی سے سبقت کر اور یا کہا جاوی کہ انتظار کر اور وہ انتظار کرے تو کچھ ڈر نہین اور اس سے نماز باطل نہین ہوتی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُمْ عَاقِدُوْا اُزُرِھِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلٰی رِقَابِھِمْ فَقِیْلَ لِلنِّسَاۤءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوْسَکُنَّ حَتّٰی یَسْتَوِیَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہی کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے اس حال مین کہ وہ اپنے تہبند گردنون پر باندھے ہوتے چھوٹے ہونے کی سبب سے سو عورتون کو کہا گیا کہ اپنے سرون کو سجدے سے مت اٹھایا کرو یہانتک کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جاوین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے ارکان مین ایک دوسرے سے تقدیم تاخیر کرنا اور ایک دوسرے کے فعل کی انتظار کرنا جائز ہے اُس سے نماز باطل نہین ہوتی ہی اسلیے کہ آپ نے عورتون کو مردون کی انتظار کرنے کا حکم فرمایا اور یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ مرد تقدیم کرین اور عورتین اُنسے تاخیر کرین یعنے مرد پہلے سر اٹھاوین اور عورتین پیچھے سر اٹھاوین اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی کا فعل امام سے پیچھے واقع ہونا جائز ہے مگر افضل یہ ہی کہ ہر فعل مین امام کے ساتھ برابر ہو تقدیم تاخیر نہ کرے اور یہ کہ بعض افعال مین بعضے مقتدیون کا بعض سے

پیشدستی کرنا یعنے اپنے فعل کو دوسرے ساتھی سے پہلے ادا کرنا جائز ہے اور یہ کہ غیر کے حق کے واسطے نماز مین انتظار کرنا جائز ہے اور یہ کہ اگر امام رکوع مین باہر سے آنیوالے کی انتظار کرے کہ رکوع کو پالیوے تو جائز ہے اور اسیطرح التحیات مین بھی باہر سے آنیوالے کی انتظار کرنی جائز ہے واللہ اعلم **باب لا یرد السلام فی الصلوٰۃ** نماز مین سلام کا جواب نہ دیوے کیونکہ وہ کلام ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے **ف** اسمین اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص نماز کے اندر ہو اور دوسرا کوئی آدمی باہر سے آکر اسکو سلام کہے تو یہ سلام کہنا اسکا جائز ہے یا مکروہ ہے امام احمد کہتے ہین کہ جائز ہے اور یہی ہے قول جمہور علمار کا اور امام مالکؒ سے بھی مدونہ کی روایت یہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مکروہ ہے یہ قول جابرؓ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین عطا اور شعبی اور ایک قول مالک کا بھی یہی ہے اور امام محمدؒ نے لکھا ہے کہ نمازی کو سلام کہنا لائق نہین اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رح کا اور نیز جو لوگ کہ سلام کہنے کو جائز رکھتے ہین انمین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ جب نماز سے فارغ ہووے تو اسوقت سلام کا جواب دیوے اور بعضے کہتے ہین کہ نماز کے اندر ہی اشارے سے اسکا جواب دیوے **حدثنا** عبد اللہ بن ابی شیبة قال
حدثنا ابن فضیل عن الاعمش عن ابراھیم عن علقمة عن عبد اللہ قال کنت اسلم علی النبی صلی
اللہ علیه وسلم وھو فی الصلوٰۃ فیرد علی فلما رجعنا سلمت علیه فلم یرد علی وقال ان فی ٩٣٧
الصلوٰۃ لشغلا **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مین پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز مین سلام کیا کرتا تہا اور آپ مجھکو جواب دیا کرتے تہے یعنے وعلیکم السلام کہتے تہے سو جب ہم حبش کے سفر سے پلٹ کر آئے تو مینے آپکو سلام کیا سو آپنے مجھکو جواب نہ دیا اور فرمایا کہ تحقیق نماز مین تو ایک بڑا شغل ہے یعنے نماز مین نماز کے سوا اور کوئی بات نہین کرنی چاہیے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین سلام کا جواب دینا درست نہین ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے **حدثنا** ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا کثیر بن شنظیر عن عطاء بن ابی رباح عن جابر بن عبد اللہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی حاجة له فانطلقت ثم رجعت وقد قضیتها فاتیت النبی صلی اللہ علیه وسلم فسلمت علیه فلم یرد علی فوقع فی قلبی ما اللہ به اعلم فقلت فی نفسی لعل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وجد علی انی ابطات علیه ثم سلمت علیه فلم یرد علی فوقع فی قلبی اشد من المرة الاولی ثم سلمت علیه فرد علی وقال انما منعنی ان ارد علیک انی کنت اصلی وکان علی راحلته متوجها الی غیر القبلة **ترجمہ** جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اپنے ایک کام مین بھیجا سو مین اسمین گیا اور اسکو ادا کرکے پلٹ آیا اور آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا سو آپنے مجھکو جواب نہ دیا سو میرے جی مین ایسا رنج ہوا کہ اسکو خدا ہی جانتا ہے یعنی اس سے

مجھکو کمال رنج ہوا سو مینے اپنے دل مین کہا کہ شاید آپ مجھپر غصے ہوئے ہین اس سببسے کہ مینے آپ پر دیر کی پھر مینے آپ کو سلام کیا سو آپ نے مجھکو جواب دیا اور فرمایا کہ مجھکو تیرے جواب سے تو صرف اسی نے منع کیا ہے کہ مین نماز پڑھتا تھا اور آپ سواری پر قبلے کے سوا اور طرف منہ کیے ہوئے جا رہے تھے ف صحیح مسلم کی روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اشارے سے جواب دیا سو جابر کا یہ قول (کہ آپنے مجھکو جواب نہ دیا) اسپر محمول ہے کہ آپنے اپنی زبان سے اسکا جواب نہ دیا بلکہ ہاتھ سے اشارہ کیا پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز مین سلام کا جواب دینا یعنے زبان سے وعلیکم السلام کہنا درست نہین اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **باب** رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الصَّلٰوةِ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهٖ نماز مین کسی امر حادث کی واسطے ہاتھ اٹھانے کا بیان یعنے نماز مین اگر کوئی ضرورت پیش آوے تو اسکے واسطے ہاتھ اٹھانے جائز ہین **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَحُبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتُمْ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُولُ ٩٣٨
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ مِنَ الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيحِ قَالَ سَهْلٌ التَّصْفِيحُ هُوَ التَّصْفِيقُ قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلٰوتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ سہل بن سعد رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ بنی عمرو کے درمیان (جو قبا مین رہتے تھے) کچھ عداوت ہے سو آپ اپنے کئی اصحاب کو ساتھ لیکر ان مین صلح کرنے کو گئے سو وہان آپ کو کسی سببسے دیر ہو گئی اور نماز کا وقت آیا سو بلال رض صدیق رض پاس آئے اور کہا کہ اے ابوبکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان رک گئے اور نماز کا وقت آگیا سو کیا تو لوگون کو نماز پڑھا سکتا ہے صدیق رض نے کہا ہان اگر تم چاہو تو پڑھا سکتا ہون سو بلال رض نے نماز کی تکبیر کہی اور صدیق رض لوگون کے امام بنے اور تکبیر تحریمہ کہکر نماز شروع کی اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفون کو چیرتے گئے یہانتک کہ پہلی صف مین

م؎ آپنے پھر مجھکو جواب نہ دیا سو میرے دل مین پہلی بار سے بھی زیادہ رنج ہوا پھر مینے آپ کو سلام کیا

نماز کی نیت کر کے کہڑے ہوئے سو لوگون نے تالیان بجانی شروع کین تاکہ صدیق رہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
آنے سے خبردار ہو جاوین اور صدیق رہ کی یہ عادت تہی کہ نماز مین ادہر ادہر نہ دیکہتے تہے سو جب لوگون نے بہت
تالیان بجائین تو صدیق رہ نے نظر کی سو ناگاہ دیکہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف مین کہڑے ہین سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے صدیق رہ سے اشارہ کیا حکم کرتے تہے کہ وہین ٹہیرے رہو اور لوگون کی امامت کیے جاؤ
پہر صدیق اکبر رہ نے دونو ہاتہہ اوٹہا کر خدا کا شکر ادا کیا پہر اپنی ایڑیون پر پیچہے ہٹے یہانتک کہ پہلی صف مین کہڑے
ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑہے اور لوگون کو نماز پڑہائی پہر جب حضرت نماز پڑہ چکے تو لوگون کیطرف
متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو تمہارا کیا حال ہے کہ جب تمکو نماز مین ضرورت ظاہر ہوئی تو تم نے تالی بجانی شروع
کی تالی مارنی تو صرف عورتون کو چاہیے جسکو نماز مین کوئی ضرورت ظاہر ہو تو چاہیے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ
کہے پہر آپ صدیق رہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر کس چیز نے تجہکو روکا لوگون کے نماز پڑہانے سے
جبکہ مینے تجہکو اشارہ کیا تہا سو ابو بکر رہ نے عرض کی کہ ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ لیاقت نہین کہ رسول اللہ کے
آگے امام بنے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین دعا وغیرہ کے واسطے ہاتہہ اٹہانے جائز ہین اس سے
نماز باطل نہین ہوتی اگرچہ بے موقع ہو اسلیے کہ وہ ہیئت اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ ٩٣٩
وسلم نے صدیق اکبر رہ کو اسپر برقرار رکہا اور منع نہ فرمایا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَابُ**
اَلْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین تہی گاہ پر ہاتہہ رکہنے کا بیان **ف** نماز مین تہی گاہ یعنے کوکہہ پر ہاتہہ رکہنے جمہور
کے نزدیک مکروہ ہین اور اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہین اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اسمین یہود کے ساتہہ تشبہ ہوتا ہے
کہ وہ نماز اسطرح پڑہتے ہین اور یہ طریقہ متکبرون کا ہے اور یا یہ دوزخ والون کے آرام کی شکل ہے اور یا یہ شیطان کے
ساتہہ تشبہ ہے کہ وہ زمین پر اسی شکل سے آیا تہا واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ
عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ هِشَامٌ وَاَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نماز مین تہی گاہ پر ہاتہہ رکہنا منع ہے **حَدَّثَنَا**
عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ
آدمی تہی گاہ پر ہاتہہ رکہکر نماز پڑہے **بَابُ** تَفَكُّرِ الرَّجُلِ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین کسی چیز کا فکر کرنا اور
سوچنا جائز ہے یعنے اسواسطے کہ اس سے بچنا ممکن نہین **وَقَالَ** عُمَرُ اِنِّيْ لَاُجَهِّزُ جَيْشِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ
یعنے عمر فاروق رض نے کہا کہ البتہ مین نماز مین لشکر تیار کرتا ہون اور فکر کرتا ہون کہ اسکو کسی طرف بہیجون **ف**
ایک روایت مین اس محل مین یہ بہی آیا ہے کہ مین بحرین کے جزیہ کا حساب کرتا ہون اور حالانکہ مین نماز مین ہوتا ہون اور

ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ عمر رضہ نے مغرب کی نماز پڑہی اور اسمین قرات نہ پڑہی سو جب نماز پڑہ چکے تو لوگون
نے کہا اے امیر المومنین آپنے قرات نہین پڑہی فرمایا کہ مین ایک قافلے کے خیال مین تہا جسکو مینے مدینے سے تیار
کیا یہانتک کہ مین شام مین داخل ہوا پہر نماز کو دوہرایا بعد قرات بہی پہر پڑہی لنتہے لیکن یہہ دوہرانا نماز کا واسطے
ترک قرات کے تہا نہ اسواسطے کہ وہ فکر مین مستغرق تہے **ف** پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز مین کسی چیز کا سوچنا اور
فکر کرنا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہین ہوتی اگرچہ فکر اور خیال مین کیسا ہی غرق ہو اور یہی وجہ ہے مطابقت
اس اثر کی باب سے **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ
اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا
سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا دَخَلَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاٰى مَا فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهٖ فَقَالَ
ذَكَرْتُ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يُّمْسِيَ اَوْ يَبِيْتَ عِنْدَنَا فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ **ترجمہ** عقبہ
بن حارث سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ عصر کی نماز پڑہی سو جب آپنے سلام پہیری تو جلدی
سے کہڑے ہوئے اور اپنی ایک بی بی کے پاس گئے پہر باہر تشریف لائے اور دیکہا کہ لوگون کو آپکے جلدی جانے سے
تعجب ہوا سو فرمایا کہ مجہکو نماز مین یاد پڑ گیا ایک ٹکڑا چاندی کا جو ہمارے گہر مین تہا صدقہ سے سو مینے مکروہ جانا ۹۴۰
کہ وہ رات کو ہمارے پاس رہے سو مینے اسکے تقسیم کرنے کا حکم دیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین کسی چیز
کا فکر کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ
جَعْفَرٍ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ
الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ اَدْبَرَ فَاِذَا سَكَتَ اَقْبَلَ
فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُوْلُ لَهٗ اذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِذَا
فَعَلَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَسَمِعَهٗ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ **ترجمہ** ابو ہریرہ
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے اذان دیجاتی ہے تو شیطان پیٹہ پہیر کر بہاگتا ہے
گوز کرتا ہوا تاکہ اذان کو نہ سنے اور جب موذن اذان سے چپ ہو جاتا ہے تو پہر سامنے آتا ہے اور جب تکبیر کہی جاتی ہے
تو پہر پیٹہ پہیر کر بہاگتا ہے اور جب موذن تکبیر سے چپ ہو جاوے تو پہر سامنے آتا ہے سو ہمیشہ نمازی کے ساتہہ لگا رہتا ہے
اسکو کہتا ہے یاد کر وہ چیز جسکو وہ یاد نہین کر سکتا تہا یعنے بہولی ہوئی چیز اسکو یاد دلا دیتا ہے یہانتک کہ نہین جانتا
آدمی کہ کتنی نماز پڑہی اور کتنی باقی رہی یعنے اسکو نماز مین شک پڑ جاتا ہے ابو سلمہ نے کہا کہ جب کوئی اسطرح کا فکر
کرے کہ نماز مین شک پڑ جاوے تو دو سجدے سہو کے بیٹھے کرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز مین فکر کرنا اور سوچنا
نماز کو نقصان نہین پہنچاتا بشرطیکہ اسکا کوئی رکن ترک نہ کرے اسلیے کہ اس حدیث مین صریح موجود ہے کہ آدمی فکر کرتا ہے

ایسا ہوجاتا ہے کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑہی دو رکعت یا تین رکعت پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ
قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ النَّاسُ اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا اَدْرِيْ فَقُلْتُ اَلَمْ تَشْهَدْهَا قَالَ بَلٰى قُلْتُ لٰكِنْ اَنَا اَدْرِيْ قَرَأَ سُوْرَةَ كَذَا
وَكَذَا ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہین یعنے بوجہ طعن کے کہ ابوہریرہ بہت حدیثین بیان کرتا ہے سو مین
ایک مرد کو ملا سو مینے اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات کو عشا کی نماز مین کون سورہ پڑہتے تہے اُسنے
کہا مین نہین جانتا سو مینے کہا کہ تو عشا مین حاضر نہین تہا اُسنے کہا ہان حاضر تہا مینے کہا لیکن مین تو جانتا
ہون کہ آپنے فلانی فلانی سورۃ پڑہی تہی **ف** ظاہر کہ اُس مرد کو سورتین اسواسطے یاد نہ رہین کہ وہ نماز کے سوا
کسی اور کام کے خیال مین تہا اور اُسکا دل کسی اور طرف لگا ہوا تہا پس معلوم ہوا کہ نماز مین نماز کے سوا کسی اور کلم
مین فکر کرنا جائز ہے اور عدم حضور اور قرأت کی طرف توجہ کرنے سے نماز کو نقصان نہین ہوتا اور یہی وجہ ہے
مطابقت اس حدیث کی باب سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **بَابُ** مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ اِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ
الْفَرِيْضَةِ ان حدیثون کا بیان جو سہو کے باب مین آئی ہین جب کہ نمازی چار فرضون سے دو رکعتین پڑہ کر کہڑا ہو وے اور 941
درمیان مین التحیات کے لیے نہ بیٹھے **ف** سہو کا معنے ہے غفلت اور بے خبری اور دل کا دوسری طرف لگجانا
ف جاننا چاہیے کہ سجدہ سہو کے باب مین علما کو اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہین کہ سہو کے سب سجدے سنت ہین اور مالکیہ
کہتے ہین کہ اگر نماز سے کوئی چیز کم ہووے تو سجدہ سہو کا واجب ہے اور اگر نماز مین کوئی چیز زیادہ ہو جاوے تو سجدہ سہو کا
واجب نہین اور حنبلیہ کہتے ہین کہ اگر سوائے ارکان کے اور واجبات کو ترک کرے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر سنن قولیہ
کو ترک کرے تو واجب نہین اور اسیطرح اگر کسی ایسے فعل یا قول کو ترک کرے جسکا عمدًا ترک نماز کو باطل کر دیتا ہے
تو اسمین بہی سجدہ سہو کا واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ سجدے سہو کے سب واجب ہین اور دلیل انکی ابن مسعودؓ کی حدیث
ہے جو ابواب القبلہ مین مذکور ہو چکی ہے کہ آپنے فرمایا کہ چاہیے کہ دو سجدے سہو کے کرے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بہی سجدہ کرنا ثابت ہے اور نماز مین ایسے افعال واسطے بیان کے ہین اور
بیان واجب کا واجب ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ
الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنَ
الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ
فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ ترجمہ عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو بعضی نماز و نسے دو رکعتین پڑہا مین یعنے فرضون سے پہر کہڑے ہوئے سو جب نماز ادا کر چکے یعنے پچہلا التحیات

پڑھ چکے اور ہم آپکے سلام کے منتظر ہوئے تو آپنے تکبیر کہی سلام سے پہلے اور دو سجدے سہو کے بیٹھے کیے پھر سلام پھیرا۔ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ
اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ
سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ ترجمہ ابن بحینہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے چار فرضون
سے دو رکعتین پڑھ کر کھڑے ہوئے اور انکے درمیان التحیات کیلیے نہ بیٹھے سو جب نماز ادا کر چکے تو سہو کے دو سجدے کیے
پھر بعد اسکے سلام پھیرا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص چار فرضون سے دو رکعتین پڑھ کر کھڑا ہو جاوے
اور درمیان کا التحیات پڑھنا بھول جاوے تو اسکے بدلے دو سجدے سہو کے سلام سے پہلے کرے اور یہی وجہ ہے مطابقت
اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سہو کے واسطے دو سجدے کرے ایک پر اکتفا نہ کرے اور اگر فقط ایک
ہی سجدہ کرے تو اسمین تفصیل ہے اگر بھول سے کرے تو نماز درست ہے اور اگر عمداً کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ
بھی معلوم ہوا کہ سب تکبیرون کی طرح اسمین بھی تکبیر پکار کر کہی جاوے اور یہ کہ دونو سجدون کے درمیان جلسے سے فاصلہ
کیا جاوے اور یہ کہ اگر نماز مین کئی بار سہو ہو جاوے تو سب کے بدلے فقط دو ہی سجدے کافی ہین ہر سہو کے واسطے علیحدہ دو دو سجدے
کرنے ضرور نہین اسلیے کہ اس واقع مین آپ سے دو چیزین فوت ہوئین ایک قعدہ اور ایک التحیات ۹۴۳
پڑھنا اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر نمازی ونو سے ایک چیز بھول جاوے تو اسکے واسطے بھی سجدہ سہو کا کیا جاتا ہے لیکن
آپ سے منقول نہین کہ آپنے اس واقعہ مین دو سے زیادہ سجدے کیے ہون پس معلوم ہوا کہ کئی سہو کے واسطے دو سجدے
کرنے کافی ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سجدہ فقط سہو کو ساتھ خاص ہے عمد مین سہو نہین سو اگر عمداً کسی ایسی چیز کو ترک
کرے جو سجدے سہو سے پوری ہو سکتی ہو تو وہ سجدہ نکرے اسلیے کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین اتنا لفظ زیادہ
کیا ہے کہ آپنے فراموش شدہ التحیات کے بدلے دو سجدے کیے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ترجیح دی ہے اسکو
امام غزالی اور بعض شافعیہ نے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی بھی امام کے ساتھ سہو کا سجدہ کرے اگرچہ مقتدی کو
سہو نہ ہوا ہو اور ابن حزم نے اسمین اجماع نقل کیا ہے لیکن بعضون نے اس سے اس صورت کو مستثنے کیا ہے کہ
اگر ظاہر ہو جاوے کہ امام بے وضو ہے تو مقتدی اسکے ساتھ سجدہ نکرے اور ابن سیرین نے مسبوق کو بھی اس سے مستثنی
کیا ہے اور یہ کہ پہلا التحیات واجب نہین وقد تقدم بحثہ فی اواخر صفۃ الصلوۃ اور یہ کہ اگر سجدہ سہو کا سلام سے پہلے
کرے تو اسکو بعد التحیات نہین اور یہ کہ جو شخص پہلے التحیات سے بھول کر سیدھا کھڑا ہو جاوے اور کھڑا ہو کر سہو کو یاد کرے
تو پھر التحیات کیطرف نہ پلٹے بلکہ کھڑا رہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہو سے کھڑے ہوئے اور لوگون نے پیچھے
سے سبحان اللہ کہا مگر پھر بھی آپ کھڑے رہے التحیات کی طرف نہ پھرے اور ابو داؤد وغیرہ کی ایک روایت مین صریح
آچکا ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگر کوئی سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے یاد کرے تو بیٹھ جاوے اور اگر سیدھا کھڑے ہونیکے

بعد یاد کرے تو نہ بیٹھے اور یہی مذہب جمہور کا اور یہی مختار ہے نزدیک حنیفہ کے اور اگر سیدھا ہو کھڑے ہونیکے بعد
عمداً جانکر التحیات کی طرف رجوع کرے تو اسکی نماز باطل ہو جاتی ہے یہ قول امام شافعی رح کا ہے اور جمہور کے نزدیک
باطل نہین ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ سہو کی جگہ اخیر نماز کا ہے سو اگر التحیات پڑھنے سے پہلے سجدہ سہو کا کرے
تو جمہور کے نزدیک اسکی نماز باطل ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور اس حدیث مین رد ہے حنیفہ پر کہ وہ کہتے ہین کہ سجدے
سہو کے سلام کے بعد ہین کما سیاتی اور اس حدیث سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ سلام نماز مین داخل نہین
یہانتک کہ اگر التحیات کے بعد سلام سے پہلے وضو ٹوٹ جاوے تو نماز پوری ہو جاتی ہے یہ قول بعض صحابہ اور
تابعین کا ہے اور ساتھ اسکے قائل ہین ابو حنیفہ سو جواب اسکا یہ ہے کہ چونکہ سلام نماز سے حلال ہونیکے واسطے
مقرر ہے تو جب نمازی یہان پہونچا تو گویا کہ وہ نماز سے فارغ ہو گیا جیسا کہ دوسری حدیث مین اتنا لفظ زیادہ
آچکا ہے کہ جب نماز فارغ ہوئی سوائے اسکے کہ سلام پھیرین تو سہو کے دو سجدے کیے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے پس
معلوم ہوا کہ سلام بھی نماز مین داخل ہے اور یہ جو اس حدیث مین آیا ہے کہ اپنے سہو کے دو سجدے سلام سے پہلے
کیے تو اسکی بعضے لوگ یہ تاویل کرتے ہین کہ آپکو اسمین بھی سہو ہو گیا تہا اور یا مراد دونو سجدون سے نماز کے دو
۹۴۳ سجدے ہین اور یا سلام سے مراد دوسری سلام ہے کہ سجدہ سہو کے بعد پہیرے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث مین
صریح موجود ہے کہ ہم آپ کی سلام کے منتظر ہوئے پس یہ دلیل ہے اسپر کہ یہ تاویل باطل ہے اور مردود ہے واللہ اعلم
(قوله) باب اذا صلی خمساً اگر کوئی بھولکر چار رکعتون کے بدلے پانچ رکعتین پڑھ جاوے تو اسکا کیا حکم ہے
ف جاننا چاہیے کہ علماء کو اسمین اختلاف ہے کہ سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے یا پیچھے کرے سو بعضے کہتے ہین
کہ اگر نماز مین کوئی چیز کم ہو جاوے تو سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے اور اگر کوئی چیز اسمین زیادہ ہو جاوے تو سجدہ
سہو کا بعد سلام کے کرے اور یہی قول ہے امام مالک اور مزنی اور ابو ثور کا اور بعضون نے کہا کہ امام بخاری کا بھی یہی
مذہب ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ یہی قول اولے ہے کہ اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے لیکن امام خطابی نے
کہا کہ یہ فرق صحیح نہین اسلیے کہ ذی الیدین کے قصے مین سجدہ سہو کا سلام سے پیچھے واقع ہوا ہے حالانکہ وہ بھی نقصان
کی وجہ سے تہا اور امام احمد نے کہا کہ ہر حدیث کو اپنے مورد مین استعمال کیا جاوے یعنے جس جگہ سجدہ سہو کا سلام
سے پہلے واقع ہوا ہے وہان پہلے کیا جاوے اور جہان پیچھے واقع ہوا ہے وہان پیچھے کیا جاوے اور جس جگہ کوئی
حدیث وارد نہین ہوئی وہان سلام سے پہلے کیا جاوے اور فرمایا کہ اگر سلام سے پیچھے سجدہ کرنے کی حدیث نہ ہوتی
تو مین سب کو سلام سے پہلے کہتا اسلیے کہ وہ نماز مین داخل ہے پس سلام سے پہلے چاہیے اور اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے
لیکن وہ کہتے ہین کہ جس صورت مین کوئی حدیث وارد نہین وہان کمی بیشی مین فرق کیا جاوے اور یہ قول سب قولون
مین زیادہ معتدل ہے اور بعضون نے کہا کہ امام احمد کا قول اس باب مین زیادہ قوی ہے اور داود ظاہری نے کہا کہ

پانچ جگہوں کے سوا نہیں آپنے سجدہ کیا اور کسی جگہہ سجدہ کرنا درست نہیں اور امام شافعی کہتے ہیں کہ سہو کے سب سجدے
سلام سے پہلے کیے جاویں اور انکی دلیل یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی نماز میں شک کرے سو نہ جانے کہ کتنی پڑھی تو شک کو چھوڑ دیوے اور یقین پر
بنا کرے پھر دو سجدہ کرے سلام کرنے سے پہلے الخ اور حنفیہ کے نزدیک سب سجدے سہو کے بعد سلام کے ہیں اور دلیل انکی
یہ حدیث ہے جو ابواب القبلہ میں پہلے گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ سلام پھیرے پھر دو سجدے
کرے مگر یہ سب اختلاف افضلیت اور اولویت میں ہے اصل جواز میں کسی کے اختلاف نہیں یعنے خواہ سجدہ سہو کا سلام
سے پہلے کرے یا پیچھے کرے ہر طور سے جائز ہے اور امام ماوردی نے کہا کہ جواز پر سب کا اجماع ہے اور اسیطرح کہا ہے
امام نووی نے لیکن افضلیت میں اختلاف ہے بعضے کسی کو افضل کہتے ہیں اور بعضے کسی کو افضل کہتے ہیں اور
بعضوں نے ان دو حدیثوں میں اسطور سے تطبیق دی ہے کہ یہ دو حالتوں پر محمول ہے یعنے کبھی سجدہ سہو کا سلام سے
پہلے کرے اور کبھی پیچھے کرے اور بیہقی نے کہا کہ اختیار ہے خواہ پہلے کرے خواہ پیچھے کرے اور بعض حنفیہ سے
بعض صورتوں میں نماز کا باطل ہونا بھی منقول ہے لیکن یہ اختلاف انکا اجماع مذکور کے مخالف نہیں اسلیے کہ
ممکن ہے کہ یہ اقوال انکے اس اجماع کے بعد واقع ہوئی ہوں پس اس سے اجماع میں قدح لازم نہیں آتا اور ابن خزیمہ نے
۹۴۴ کہا کہ ابن مسعودؓ کی حدیث عراق والوں کے واسطے دلیل نہیں ہو سکتی اسلیے کہ وہ اسکی خود مخالف میں
کہتے ہیں کہ اگر نمازی چوتھی رکعت میں التحیات کا قدر پڑھ کر اوٹھ کھڑا ہووے اور سلام پھیرنا بھول جاوے تو پانچویں رکعت
کے ساتھ چھٹی کو ملاوے پھر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کا کرے اور اگر چوتھی رکعت میں نہ بیٹھے تو اسکی نماز درست نہیں
حالانکہ ابن مسعودؓ کی حدیث میں چھٹی رکعت کا ملانا منقول نہیں اور نہ اعادہ نماز کا منقول ہے پس استدلال انکا
باطل ہو گیا انتہے ملخصًا (فتح) پھر فرمایا کہ جب عالم کو حدیث معلوم ہو جاوے تو اسکی مخالفت کرنی حرام ہے اگرچہ مقلد کسی کا ہو حدثنا
ابو الولید قال حدثنا شعبة عن الحکم عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم صلی الظهر خمسا فقیل له أزید فی الصلوة فقال وما ذاك قال صلیت خمسا فسجد سجدتین
بعد ما سلم ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں یعنے
بھول کر چار کے بدلے پانچ پڑھ گئے سو آپ سے کہا گیا کہ کیا نماز زیادہ ہو گئی سو فرمایا کہ تمہارے پوچھنے کا کیا سبب ہے
سائل نے عرض کی کہ آپنے پانچ رکعتیں پڑھیں سو آپنے دو سجدے کیے سلام کے پیچھے ف فتح الباری میں
کہا ہے کہ سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ اس صورت میں سجدہ سہو کا سلام سے پیچھے واقع ہوا اسلیے کہ اسکا سلام
سے پہلے واقع ہونا ممکن نہیں کہ آپ کو اپنے سہو کی اطلاع نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص سہو سے چار
فرضوں کے بدلے پانچ پڑھ جاوے اور چوتھی رکعت پر التحیات نہ بیٹھے تو اسکی نماز درست ہے اور سجدہ سہو کا لازم ہے

اور یہی ہے قول جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں نماز باطل ہو جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ آپ نے چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ لیا تھا لیکن یہ محض خیال ہے اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ سیاق حدیث کا اسکی مخالف ہے اور نیز حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں چھٹی رکعت کا ملانا واجب ہے حالانکہ آپ نے چھٹی رکعت کو اسکے ساتھ ضم نہیں کیا اور مفصل بیان اس مسئلے کا کلام التین میں ہے شائق اسکی طرف رجوع کرے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر سہو سے کوئی چیز نماز میں زیادہ ہو جاوے تو نماز فاسد نہیں ہو جاتی ہے اور یہ کہ جو شخص سہو کو سلام سے پہلے معلوم نہ کرے پیچھے تو اسکا حکم بھی یہی ہے کہ سجدہ سہو کا کرے اور اگر بہت فاصلہ ہو جاوے تو شافعیہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اسکا محل فوت ہو جاتا ہے اور یہ کہ نماز کی مصلحت کے واسطے عمدًا کلام کرنی جائز ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی وسیاتی البحث فیہ فی الباب الذی بعدہ اور یہ کہ جو شخص بھولا قبلے سے پھر جاوے اسپر نماز کا اعادہ واجب نہیں اور یہ کہ سلام کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف منہ کرنا چاہیے ہے **باب اذا سلم فی رکعتین او فی ثلاث فسجد سجدتین مثل سجود الصلوۃ او اطول** اگر کوئی شخص بھول کر تین یا چار فرضوں سے فقط دو ہی رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیوے اور یا چار میں تین ہی رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیوے تو دو سجدے سہو کے کرے نماز کے سجدے کی طرح یا اس سے زیادہ تر لمبے **ف** تین رکعتوں سے سلام پھیرنے کا باب کی حدیث میں ذکر نہیں لیکن شاید یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو عمران بن حصین سے مسلم میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز تین رکعت پڑھ کر سلام پھیری پھر آپ گھر میں چلے گئے پھر گھر سے آکر دو سجدے سہو کے کیے پھر سلام پھیری **حدثنا آدم** قال حدثنا شعبۃ عن سعد بن ابراہیم عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال صلی بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظہر او العصر فسلم فقال لہ ذو الیدین الصلوۃ یا رسول اللہ انقصت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ احق ما یقول قالوا نعم فصلی رکعتین اخریین ثم سجد سجدتین قال سعد ورأیت عروۃ بن الزبیر صلی من المغرب رکعتین فسلم وتکلم ثم صلی ما بقی وسجد سجدتین وقال ھکذا فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو ہی رکعت کے بعد سلام پھیر کے اٹھ کھڑے ہوئے سو ذوالیدین (ایک صحابی کا لقب تھا اسکے ہاتھ لمبے تھے) نے کہا کہ یا حضرت کیا نماز کم ہو گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے اصحاب نے کہا کہ ہاں پھر آپ نے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر دو سجدے سہو کے کیے اور سعد نے کہا کہ میں نے عروہ کو دیکھا کہ اس نے مغرب کی نماز سے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیری اور کلام کی پھر باقی نماز پڑھی اور دو سجدے کیے اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کسی کو سہو ہو جاوے اور تین یا چار فرضوں میں فقط دو ہی رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیوے تو واجب ہے کہ اسکو ملا لے دو سجدے سہو کے کرے نماز کی

۹۴۵ ور دونوں سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے علماء ... بعض کہتے ہیں کہ اگر بہت زیادہ ہو جاوے

مسجدوں کے بارہ میں یا اُس سے بھی لمبی ہوں جیسا کہ آئندہ باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے پس وجہ مطابقت اس
حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں بھول کر تھوڑی سی کلام کرنی جائز ہے اس سے نماز
باطل نہیں ہوتی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور مالک اور جمہور علماء کا جیسا کہ اوپر گذرا لیکن حنفیہ
کہتے ہیں کہ مطلق کلام سے نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ عمداً کرے اور خواہ سہواً کرے اور خواہ کلام تھوڑی ہو
خواہ بہت ہو اور وہ اس حدیث ذی الیدین کا جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے اسلیے کہ ذی الیدین جنگ بدر
کے دن شہید ہوئے اور ناسخ اسکی حدیث زید بن ارقم ۔ ۔ ۔ اور ابن مسعود رض کی بھی جو باب مَا يُنْهىٰ مِنَ الْكَلَامِ
فِي الصَّلوٰةِ میں گذر چکی ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دعوی نسخ بالکل لغو ہے اسلیے کہ ذی الیدین کا
جنگ بدر کے دن شہید ہونا مسلم نہیں کما سیاتی انشاء اللہ تعالےٰ اور اگر بفرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تو جب بھی
مدعی کو کچھ مفید نہیں اسلیے کہ اس صورت میں یہ ضرور ہوگا کہ زید بن ارقم وغیرہ کی حدیث کا جنگ بدر سے متاخر
ہونا ثابت کیا جاوے اور یہ ممکن نہیں اسلیے کہ ابن مسعود حبش کے سفر سے جنگ بدر کے دن پلٹ کر آئے
اور نماز میں کلام کرنا اس سے بھی پہلے منسوخ ہو چکا تھا پس اس صورت میں بھی یہ ضرور ہوگا کہ زید بن ارقم کی حدیث کا
ذی الیدین کی حدیث سے متاخر ہونا ثابت کیا جاوے ورنہ خرط القتاد بلکہ ممکن ہے کہ اسکے برعکس دعوی کیا جاوے فما ٩٥٦
ہو جوابکم فہو جوابنا اور طحاوی نے کہا کہ ابو ہریرہ اس واقعہ میں حاضر نہیں تھے اسلیے کہ یہ واقعہ ذی الیدین کا ہے
اور زہری نے کہا ہے کہ ذی الیدین جنگ بدر کی دن شہید ہوا اور ابو ہریرہ رض جنگ بدر سے پانچ برس پیچھے اسلام لائے
پس ابو ہریرہ کا یہ قول (کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نماز پڑھائی) صحیح نہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ شیخ
ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث کی سب امام متفق ہیں اسپر کہ زہری کو اس قضیے میں وہم ہو گیا ہے
اور سبب اسکا یہ ہے کہ اُسنے یہ قصہ ذو الشمالین کا قرار دیا ہے اور وہ جنگ بدر کی دن شہید ہوا سو اسنے یہ خیال
کیا کہ ذو الیدین اور ذو الشمالین ایک شخص کا نام ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے اسلیے کہ معظم اہل حدیث وغیرہ
مصنفین سب متفق ہیں اسپر کہ یہ دونو نام دو شخصوں کے ہیں ذو الشمالین ایک شخص کا نام ہے اور ذو الیدین دوسرے
شخص کا نام ہے جیسے کہ امام شافعی نے اختلاف الحدیث میں اسپر نص کی ہے اور اسیطرح کہا ہے امام بیہقی اور حاکم وغیرہ نے
اور امام نووی نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ یہی قول ہے سب حفاظ اور تمام علماء کا سوائے زہری کے اور سب متفق ہیں کہ
اسمیں زہری نے غلطی کی ہے اور نیز ذو الیدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدت تک زندہ رہا اسلیے کہ اُسنے یہ
حدیث آپکے بعد بیان کی ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے اور نیز ذو الشمالین خزاعی ہے اور نام اسکا
عمیر بن عبد عمرو ہے اور ذو الیدین سلمی ہے اور نام اسکا خرباق ہے جیسے کہ مسلم وغیرہ کی حدیث میں صاف آچکا ہے
اور بعض اماموں نے کہا کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ دوبارہ واقع ہوا ہے ایک بار ذو الیدین کا اور ایک بار ذو الشمالین

کا اور جائز ہے کہ ابو ہریرہؓ ذوالیدین کے واقعہ میں حاضر ہو اور دوسری کو مرسل بیان کیا ہو اور یہ دلیل ایک تطبیس کی
صورت ہے اور بعضوں نے کہا کہ ممکن ہے کہ یہ دونو نام ہر ایک کی ہوں پس زہری کا یہ قول کہ ذوالیدین جنگ بدر کے دن شہید
ہوا باطل ہے اور نیز مسلم اور احمد وغیرہ نے ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث اس طرح سے روایت کی ہے بَیْنَمَا أَنَا أُصَلِّی مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ یعنے جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہتا تہا سو یہ لفظ
صریح ہے کہ ابو ہریرہؓ اس نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تہے اور خود بھی وہاں حاضر تہے پس یہ کہنا کہ
کہ وہ اس واقعہ میں حاضر نہیں تہے قطعاً غلط اور باطل ہے اور نیز عمران ابن حصین بھی اس واقعہ میں حاضر تہے
جیسے کہ مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ انکا اسلام بھی متاخر ہے پھر اسمیں کچ تاویل کیونکر چل سکے گی اور نیز
ابو داؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے معاویہ بن خدیج سے سہو کے باب میں ایک اور قصہ روایت کیا ہے اسمیں بھی یہی بیان ہے
کہ اپنے نماز میں کلام کی . . . . پہر باقی نماز پڑہی اور انکا اسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے
دو مہینے پہلے واقع ہوا ہے اور نیز عروہ کا فعل بھی اسکے عدم نسخ پر دلالت کرتا ہے اور نیز ابن بطال نے کہا کہ
احتمال ہے کہ نماز میں سہواً کلام کرنا زید بن ارقم کی حدیث سے مخصوص ہو پس اس بیان بار ہا سے ثابت ہو گیا کہ
ذی الیدین کی حدیث منسوخ نہیں اور ثابت ہو گیا کہ نماز میں سہواً کلام کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے واللہ اعلم
اور بعضے کہتے ہیں کہ طحاوی نے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضہ کے زمانے میں یہی واقعہ پیش آیا سو فاروق رضہ نے اسکے 947
برخلاف عمل کیا اور صحابہ میں سے کسی نے اسپر انکار نہیں کیا پس دلیل نسخ کی ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو اسکی
صحت میں کلام ہے دوم دعویٰ نسخ اوپر باطل ہو چکا ہے پس اسی نسخ اسکا جواب دیوے یہہ دعویٰ نسخ کا زبان
پر لاوے اور نیز جائز ہے کہ اسکے واسطے اعادہ کرنا ضروری نہیں بلکہ مستحب امر کے واسطے بھی انکار ضروری نہیں پھر دعویٰ
نسخ کیونکر صحیح ہوگا اور نیز یہ بھی ثابت ہونا ممکن نہیں کہ تمام صحابہ اسوقت وہاں موجود تھے اسلیے کہ عہد فاروقی
میں اکثر صحابہ ملک شام وغیرہ اطراف میں جہاد کے واسطے پہیلے ہوئے تھے اور نیز پھر عروہ نے یہ کام کیوں کیا اور کسی نے
اسپر انکار کیوں نہ کیا اور نیز جمہور ائمہ مجتہدین سہواً کلام کو نماز میں جائز رکہتے ہیں کما مر پھر اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو مجتہدین
کو اسکی ضرور اطلاع ہوتی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو نماز میں کوئی
ضرورت پیش آوے تو سبحان اللہ کہے کہ امام کو خبردار کرے اور جب ذوالیدین نے کلام کیا اور سبحان اللہ نہ کہا تو
معلوم ہوا کہ واقعہ کلام کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ نماز میں کلام کرنا جنگ بدر سے پہلے منسوخ
ہوا ہے اور ذوالیدین کا قصہ جنگ بدر سے بعد واقع ہوا ہے اسلیے کہ ابو ہریرہؓ اور عمران بن حصین وغیرہ اسمیں حاضر
تہے اور انکا اسلام لانا جنگ بدر سے بہت پیچہے ہے کما مر بیانہ مفصلاً پس جو ذوالیدین کی حدیث کا مقدم ہونا ثابت نہیں
تو پہر دعویٰ نسخ بنا بر فاسد العاسد ہے اور سبحان اللہ کی حدیث کو اگر ذوالیدین کی حدیث سے مقدم کہا جاوے تو اسی

ہمارا کچھ حرج نہیں کہ سہو الکلام کرنی اُس سے مخصوص ہوگی اور اگر اس سے موخر کہا جاوے تو اسکا ثابت ہونا ممکن نہیں
وَمَنِ ادَّعٰی خِلَافَ ذٰلِكَ فَعَلَیْهِ الْبَیَانُ بِالْبُرْهَانِ **بَابُ** مَنْ لَّمْ یَتَشَهَّدْ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ سجدہ
سہو کے بعد التحیات نہ پڑھنے کا بیان **ف** اگر کوئی شخص سجدہ سہو کا سلام سے پہلے کرے تو جمہور کے نزدیک
التحیات کو نہ دوہراوے اور لیث سے منقول ہے کہ التحیات کو دوہرا کر پڑھے اور عطا کہتے ہیں کہ اختیار ہے خواہ دوہراوے
خواہ نہ دوہراوے اور مالکیہ کو اسمین اختلاف ہے اور اگر سجدہ سہو کا بعد سلام کے کرے تو امام احمد اور اسحاق کے نزدیک
التحیات کو دوہراوے اور یہی قول ہے بعض مالکیہ اور شافعیہ کا اور امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر سلام کے بعد سجدہ کرے تو
التحیات دوبارہ پڑھے اور اگر اس سے پہلے سجدہ کرے تو التحیات نہ دوہراوے اور بعضے کہتے ہیں کہ سجدے سہو کے بعد التحیات
بھی دوہراوے اور سلام بھی کہے اور یہی ہے مذہب ابن مسعود اور شعبی اور لیث اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ وغیرہ کا **وَ**
سَلَّمَ اَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَلَمْ یَتَشَهَّدَا یعنے انس رضہ اور حسن بصری نے سجدے سہو کی بعد سلام پھیری اور دوبارہ التحیات
نہ پڑھا **وَقَالَ** قَتَادَةُ لَا یَتَشَهَّدُ یعنے قتادہ رضہ نے کہا کہ سجدہ سہو کے بعد التحیات مکرر نہ پڑھے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ اَبِیْ تَمِیْمَةَ السَّخْتِیَانِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ
۹۴۸ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَیْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُو الْیَدَیْنِ اَقَصُرَتِ
الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُو الْیَدَیْنِ فَقَالَ
النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی اثْنَتَیْنِ اُخْرَیَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ
سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر
اٹھ کھڑے ہوئے سو ذوالیدین رضہ نے عرض کی کہ یا حضرت کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے سو لوگوں نے کہا ہاں سچ کہتا ہے پھر آپ نے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام
پھیری پھر تکبیر کہی اور سجدہ سہو کا کیا نماز کے سجدہ کی طرح یا اس سے زیادہ دراز لمبا پھر سجدے سے سر اوٹھایا **حَدَّثَنَا**
سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِیْ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ تَشَهُّدٌ
فَقَالَ لَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ **ترجمہ** سلمہ سے روایت ہے کہ مینے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا سجدے سہو مین
التحیات کا پڑھنا بھی آیا ہے یا نہیں اسنے کہا کہ ابوہریرہ کی حدیث مین التحیات کا ذکر نہیں **ف** فتح الباری مین
فرمایا کہ ایک حدیث مین التحیات کا پڑھنا بھی آچکا ہے جیسے کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان وغیرہ نے عمران
بن حصین رضہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور بھول گئے سو آپنے دو سجدے سہو کے کیے
پھر دوبارہ التحیات پڑھا اور سلام پھیری لیکن ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے
بشرط شیخین کے اور ابن حبان نے کہا کہ ابن سیرین نے خالد سے اس حدیث کو سوا اسکے کسی اور کی روایت نہیں کی اور بیہقی

اور ابن عبدالبر وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور کہا کہ اشعث اکیلے ہین سب حفاظ کی مخالفت کی ہے فقط انہین نے
ابن سیرین سے التحیات نقل کیا ہے باقی سب حافظون کی روایت مین التحیات کا ذکر نہین ہے یہ اشعث کی زیادتی شاذ
ہوگی اسیواسطے ابن منذر نے کہا کہ مین نہین گمان کرتا کہ سجدہ سہو مین التحیات ثابت ہو مگر نسائی مین ابن مسعود سے
اور بیہقی مین مغیرہ رض سے التحیات کی روایت بہی آچکی ہے اور یہ روایتین اگرچہ ضعیف ہین لیکن تعدد طرق کی وجہ
درجہ حسن کو پہونچ جاتی ہے پس اسسے استدلال کرنا بعید نہین انتہی ملخصًا اور مطابقت حدیث کی باب سے
ظاہر ہے **بَابُ يُكَبِّرُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ** سہو کے دو سجدون مین تکبیر کہنے کا بیان **ف** اسمین اختلاف
ہے کہ کیا سجدہ سہو مین تکبیر تحریمہ کہنی شرط ہے یا فقط سجدہ کی تکبیر کافی ہو جاتی ہے جمہور علما کہتے ہین کہ تکبیر تحریمہ
شرط نہین فقط سجدہ کی تکبیر کافی ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے اکثر حدیثون سے اور امام مالک کہتے ہین کہ سجدے
سہو کے واسطے تکبیر تحریمہ شرط ہے یعنی اسمین داخل ہونے کے واسطے علیحدہ تکبیر کہے اور سجدہ جانے کے واسطے علیحدہ
تکبیر کہے اور ایک روایت سے تکبیر تحریمہ بہی ثابت ہوتی ہے لیکن وہ روایت شاذ ہے **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتَيِ
الْعَشِيِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهَا الْعَصْرُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ
فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ
وَرَجُلٌ يَدْعُوهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ
قَالَ بَلَى قَدْ نَسِيتَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ
مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پہر
کے بعد دو نمازون مین سے ایک نماز یعنے ظہر کی یا عصر کی دو رکعتین پڑہی پہر سلام پہیری پہر ایک لکڑی کی طرف ٹہر گئے جو مسجد
قبلے کیطرف رکہی تہی سو اپنے اپنا ہاتہ اسپر رکہا اور اسکی ساتہہ تکیہ لگایا اور جماعت مین صدیق اور فاروق بہی تہے سو آپکے
ساتہہ کلام کرنے سے ڈرے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکلے اور کہنے لگے کہ کیا نماز کم ہوگئی اور ایک مرد تہا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اسکو ذوالیدین کہتے تہے سو اسنے کہا کہ یا حضرت کیا آپ بہول گئے یا نماز کم ہوگئی سو آپنے فرمایا نہ مین بہولا
ہون نہ نماز کم ہوئی اسنے کہا البتہ آپ بہول گئے سو آپنے اور دو رکعت نماز پڑہی پہر سلام پہیری پہر تکبیر کہی پہر
سجدہ سہو کیا نماز کے سجدے کیطرح یا اس سے زیادہ دراز لنبا پہر سجدے سے سر اوٹہایا اور تکبیر کہی پہر زمین پر
سر رکہا اور تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے سجدے کیطرح یا اس سے لنبا پہر آپنے سر کو سجدے سے اوٹہایا اور تکبیر کہی **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدے سہو مین تکبیر تحریمہ کہنی ضرور نہین بلکہ فقط سجدے کی تکبیرین کافی ہین اسیلیے آپنے
سجدے کی تکبیرون کے سوا اور کوئی تکبیر نہین کہی اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے

اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ بھول چوک پیغمبروں سے بھی ہو جاتی ہے لیکن وہ اوس پر قائم نہیں رہتے
بلکہ انکو اوس پر جلدی اطلاع ہو جاتی ہے یہی ہے مذہب بعض علماء کا اور بعضے کہتے ہیں کہ بھول چوک پیغمبروں سے
مطلق نہیں ہوتی بلکہ قاضی عیاض نے کہا کہ اوس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اقوال تبلیغیہ میں اونسے بھول چوک جائز نہیں اور
افعال میں اختلاف ہے جمہور اسکو جائز رکھتے ہیں اور بعضے جائز نہیں رکھتے اور ایک یہ کہ اگر بھولا سے کوئی کام
نماز کے مخالف نماز میں ہو جاوے تو باقی نماز کو پہلی نماز پر بنا کرنا جائز ہے یعنے جسجگہ چھوڑ رکھی ہے وہیں سے
شروع کر دیوے اور از سر نو نماز پڑھنی یا تکبیر تحریمہ کہنی لی کوئی حاجت نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ بہت فاصلہ نہ ہو جاوے
اور فاصلے کی حد عرف پر موقوف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی حد ایک رکعت کا قدر ہے یہ قول امام شافعی کا ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا اور پھر کھڑا ہووے تو بنا جائز ہے ورنہ نہیں یہ قول سحنون کا
ہے اور ایک یہ کہ سلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ نماز کی مصلحت کے واسطے نماز میں کلام کرنی جائز
ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد کا لیکن امام مالک امام اور مقتدی دونوں کے واسطے کلام کو جائز کہتے
ہیں اور امام احمد کہتے ہیں کہ فقط امام کے واسطے کلام کرنی جائز ہے مقتدی کو جائز نہیں اور امام شافعی کہتے
ہیں کہ سہواً کلام کرنی جائز ہے اور عمداً جائز نہیں لیکن بعضے کہتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا ۹۵۰
دوسرے کو یہ فعل جائز نہیں واللہ اعلم اور ایک یہ کہ کئی سہو کے واسطے فقط ایک بار دو سجدے کرنے کافی ہیں اور اوزاعی
اور نخعی اور شعبی کہتے ہیں کہ ہر سہو کے واسطے علیحدہ دو سجدے کرے لیکن بیہقی نے عائشہ رضہ سے روایت کی کہ زیادتی
اور نقصان سہو دو سجدے کافی ہیں اور یہ کہ یقین کو سوا یقین کے نہ چھوڑے اور یہ کہ امام کو مقتدیوں کے قول کیطرف
رجوع کرنا جائز ہے گو خود اسکو اپنی بھول یاد نہ ہو اور ساتھ اسکے قائل ہیں امام مالک اور احمد وغیرہ اور امام شافعی
کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے اور بعض مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر مقتدی ایسے بہت ہوں جنکی خبر سے یقین حاصل ہو سکے
تو امام انکے قول کیطرف رجوع کرے اور ایک یہ کہ اگر امام اس اعتقاد سے سلام پھیرے کہ میں نماز تمام کر چکا ہوں اور
پھر بعد سلام کے اسکو شک پڑ جاوے کہ نماز پوری ہوئی یا نہیں تو اپنے پہلی یقین کو نہ چھوڑے اسلیے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ذو الیدین کے شک ڈالنے سے اپنے پہلی یقین کو نہ چھوڑا یہانتک کہ آپ کو اور لوگوں سے یقین
حاصل ہوا یہ قول حنفیہ کا ہے اور اس سے یہ بھی مسئلہ استنباط ہو سکتا ہے کہ اگر حاکم اپنے حکم کو بھول جاوے اور دو گواہ
اسکی ثبوت کی شہادت دیویں تو حاکم انکے قول پر اعتماد کرے اور یہ کہ لقب سے تعریف کرنی جائز ہے واللہ اعلم

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ
حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا
أَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ

مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي التَّكْبِيْرِ ترجمہ عبد اللہ بن بحینہ رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں دو رکعت کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور التحیات آپ کو فرض تھی یعنی پہلی التحیات
کے واسطے بیٹھنا بھول گئے سو جب آپ نماز تمام کر چکے تو دو سجدے سہو کے کئے سلام کرنے سے پہلے ہر سجدے میں بیٹھے
بیٹھے تکبیر کہتے تھے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دو سجدے کئے بدلے اس التحیات کے جسکو آپ بھول گئے تھے **ف**
اس حدیث سے بھی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سجدوں کی تکبیروں کے سوا تکبیر تحریمہ نہیں کہی فقط انہیں تکبیروں
پر اکتفا کیا پس معلوم ہوا کہ نماز پر بنا کرنے والے کو تکبیر تحریمہ کی کوئی حاجت نہیں اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث
کی باب سے **بَابٌ** إِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلٰثًا أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ جب نہ جانے کہ کتنی نماز
پڑھی تین رکعت یا چار رکعت تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے سہو کے کرے **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ
فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ
نَفْسِهِ يَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ
كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے 951
فرمایا کہ جب نماز کے واسطے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز مارتا ہوا یہاں تک کہ اذان کو نہ سنے
یعنی اتنی دور تک بھاگتا چلا جاتا ہے کہ اذان کی آواز وہاں نہ پہنچ سکے سو جب اذان تمام ہو جاتی ہے تو سامنے
آتا ہے اور جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دیکر بھاگتا ہے اور جب تکبیر ہو جاتی ہے تو پھر سامنے آتا ہے یہانتک کہ
آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے یعنے اسکے دل میں وسوسے ڈالکر مقصود اصل سے اسکو غافل کر دیتا ہے
کہتا ہے یاد کر فلانی چیز اور یاد کر فلانی چیز وہ چیز جو نہ تھا کہ یاد کرے یہانتک کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ نہیں جانتا
کہ کتنی نماز پڑھی سو جب کوئی نہ جانے کہ کتنی نماز پڑھی تین رکعت یا چار رکعت تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے سہو کے
کرے **ف** علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ شک کے وقت یقین پر بنا کرے یا غالب ظن پر بنا کرے یا فقط دو
سجدے سہو پر اکتفا کرے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر شک کرے کہ تین رکعت پڑھی یا چار رکعت پڑھی ہے تو غالب ظن پر بنا کرے اگر
غالب ظن تین رکعت کا ہو تو اسکے ساتھ ایک رکعت اور ملاوے پھر سلام پھیر کر سجدہ سہو کا کرے اور اگر غالب ظن چار رکعت
کا ہو تو سلام پھیر کر دو سجدے سہو کے کرے اور اگر کثرت شک کی وجہ سے غلبہ ظن نہ ہو سکے تو یقینی عدد پر کہ تین رکعت ہے
بنا کرے اور اگر پہلی بار شک پڑے تو نماز کو دوہراوے اور دوسرے سب امام کہتے ہیں کہ اقل عدد پر یعنے تین رکعت پر
بنا کرے کہ وہ یقینی بات ہے اور کہتے ہیں کہ تحری اور یقین پر بنا کرنے کا حکم جو ابوسعید کی حدیث میں آیا ہے اس سے

یہی مراد ہے کہ اقل درجے پر بنا کرے یعنے کمتر کو اعتبار کرے اکثر کو چھوڑ دے جیسے کہ اس صورت میں تین رکعت کو اعتبار
کرے اور چوتھی رکعت پڑھکر سجدہ سہو کا کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ جتنی بار شک پڑے اتنی بار نماز دوہرا دے اور
جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہیے کہ ظاہر غرض بخاری کی اس باب سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یقین پر بنا نہ
کرے بلکہ فقط دو سجدے سہو کے کر کے نماز سے باہر آوے خواہ تین رکعتیں پڑھی ہوں خواہ چار رکعتیں پڑھی ہوں اور
کوئی رکعت پڑھنے کی حاجت نہیں لیکن معارض ہے اسکی وہ حدیث جو مسلم میں ابو سعید رض سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو شک پڑے وہ شک کو چھوڑ دے اور یقین پر بنا کرے اسلیے کہ یہ حدیث
صریح ہے اسمین کہ شک والا یقین پر بنا کرے سو اسکا جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رض کی یہ حدیث اُس شخص کے حق میں ہے جو سب نماز
کو پڑھ چکا ہو فقط سلام باقی ہو کہ اسکو اس شک کے رفع کرنے کے واسطے صرف سجدہ سہو کا کافی ہے یقین پر
بنا کرنے کی کوئی حاجت نہیں جیسے کہ بعد سلام کے شک پڑے تو سجدہ سہو کا کافی ہو جاتا ہے اور حدیث ابو سعید رض
کی اس شخص کے حق میں ہے جو اپنی نماز کے اندر ہو کہ وہ شک کو چھوڑ دے اور یقین کو لیوے یعنے تین رکعت کو جو کمتر ہے
اعتبار کرے اور چار رکعت کو جو اکثر ہے چھوڑ دے پس اس سے دونو حدیثوں میں تطبیق حاصل ہو جاتی ہے اور یہ تطبیق
بہتر ہے ترجیح سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ابو سعید رض کی حدیث اس صورت پر محمول ہے جسجگہ غلبہ ظن نہ ہو سکے لیکن یہ تاویل
ظاہر اور عموم حدیث کی بالکل مخالف ہے واللہ اعلم بالصواب **باب** السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ فرض اور نفل میں سہو 952
ہونے کا بیان یعنے کیا دونو کا حکم ایک ہے یا جدا جدا **ف** جمہور علماء کا مذہب ہے کہ دونو کا حکم ایک ہے یعنے خواہ
فرض نماز ہو خواہ نفل نماز ہو دونو میں سجدہ سہو کا کرے اور ابن سیرین اور قتادہ کہتے ہیں کہ دونو کا حکم جدا جدا ہے یعنے
فرض نماز میں سجدہ سہو کا ہے نفل میں نہیں اور عطا سے بھی یہی منقول ہے **ق** سَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَجْدَتَيْنِ
بَعْدَ وِتْرِهِ یعنے ابن عباس رض نے وتر کے بعد دو سجدے سہو کے کیے **ف** علماء کہتے ہیں کہ ابن عباس رض کے نزدیک وتر
واجب نہیں سنت ہے اور جب انہوں نے وتر میں سجدہ سہو کا کیا تو معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بھی سجدہ سہو کا کرنا واجب ہے اور
یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا
قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ
وَهُوَ جَالِسٌ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے
کو کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اسکے پاس آ کے اسپر شبہ ڈالدیتا ہے یہاں تک کہ اسکو نہیں یاد رہتا کہ کتنی رکعتیں
پڑھیں تو جسکو ایسا وہم کا پڑے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے سہو کے کرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض اور
نفل دونو کا ایک حکم ہے اور دونو میں سجدہ سہو کا کرنا چاہیے مگر یہ ہے کہ اس حدیث میں مطلق نماز کا ذکر آیا ہے اور مطلق

نماز فرض اور نفل دونوں کو شامل ہے پس یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَابُ** اِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَاسْتَمَعَ اگر ایک شخص نماز پڑھتا ہو اور دوسرا کوئی آدمی باہر سے اگر اسکو سلام کہے تو نمازی اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے اور اسکی کلام کو سنے یعنے نمازی کو غیر کے سلام کا جواب دینا اور اسکی کلام کو سننا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْهَرَ اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالُوْا اقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا اِنَّا اُخْبِرْنَا اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْهِمَا حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ بِجَنْبِهٖ قُوْلِيْ لَهٗ تَقُوْلُ لَكَ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَاِنْ اَشَارَ بِيَدِهٖ

٩٥٣ فَاسْتَاْخِرِيْ عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَاْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ اَبِيْ اُمَيَّةَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَاِنَّهٗ اَتَانِيْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ **ترجمہ** کریب سے روایت ہے کہ ابن عباس اور مسور اور عبد الرحمن تینوں نے مجھکو حضرت عائشہ رض پاس بھیجا اور کہا کہ ہم سب کی طرف سے انکو سلام کہیو اور پوچھیو کہ عصر کے بعد دو رکعتوں کا کیا حکم ہے اور کہیو کہ ہمکو خبر ہوئی کہ تم اسکو پڑھتے ہو اور ہمکو حدیث پہونچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور ابن عباس رض نے کہا کہ میں عمر رض کے ساتھ لوگوں کو اسکے واسطے مارا کرتا تھا اور اس سے منع کیا کرتا تھا کریب نے کہا سو میں عائشہ رض پاس گیا اور جو پیغام انہوں نے مجھکو دیکر بھیجا تھا اسکو میں نے پہونچایا سو عائشہ رض نے کہا کہ انکا حکم ام سلمہ رض سے پوچھ سو میں وہاں سے نکل کر انکے پاس آیا اور انکو عائشہ رض کا قول بتلایا سو پھر انہوں نے مجھکو ام سلمہ رض پاس بھیجا وہی پیغام دیکر جسکے ساتھ انہوں نے مجھکو عائشہ پاس بھیجا تھا سو ام سلمہ رض نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ انسے منع کرتے تھے پھر میں نے انکو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا پھر میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس انصار کی کئی عورتیں تھیں سو میں نے ایک لونڈی کو آپ پاس بھیجا اور کہا کہ آپکے پہلو میں جا کھڑی ہو اور کہو کہ ام سلمہ رض آپسے عرض کرتی ہے کہ یا حضرت میں نے آپسے سنا ہے کہ آپ ان دو رکعتوں سے منع کرتے تھے بعد میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ انکو پڑھتے ہیں سو اگر آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کریں اور نماز میں کلام نہ کریں تو تُو انسے پیچھے ہٹ جا سو جیسا میں نے کہا تھا لونڈی نے ویسا کیا سو آپ نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا سو لونڈی آپ سے پیچھے ہٹ گئی سو جب آپ نماز سے

فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ابی امیہ کی بیٹی تو نے مجھ سے عصر کی بعد کی دو رکعتوں کا حال پوچھا سو انکا حال یہ ہے کہ مقرر عبد
القیس کے قبیلے سے کچھ لوگ مسلمان ہونے کو میرے پاس آئے تھے سو انہوں نے مجھکو ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے
باز رکھا یعنے انکے شغل میں سنتیں قضا ہو گئیں سو یہ وہی دو رکعتیں ہیں ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی
شخص باہر سے نمازی کو سلام کہے تو نمازی کو نماز کے اندر اسکی کلام سننا اور ہاتھ کے اشارے سے سلام جواب
دینا جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی
مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عصر کی نماز کے بعد نفل نماز پڑھنی منع ہے لیکن صحیح مسلم میں عائشہ رض سے
روایت ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں سنت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے کبھی ترک کرتے تھے سو اس سے اسکا جواز معلوم
ہوتا ہے اسی وجہ سے علماء کے اس مسئلے میں اختلاف ہے بعضے علماء اس حدیث کی دلیل سے کہتے ہیں کہ مکروہ وقتوں
میں قضا شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے دوسرے
کو جائز نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر کسی کو کوئی ایسا موقع پیش آوے تو پڑھے ورنہ نہ پڑھے وقد تقدم البحث
فی ذلک مبسوطا فی اواخر المواقیت اور ایک یہ کہ نمازی کو غیر کی کلام کا سننا اور سمجھنا جائز ہے اس سے نماز فاسد
نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ کلام کرنے والا نمازی کے پہلو میں کھڑا ہووے آگے پیچھے کھڑا نہ ہووے کہ نمازی کو اسکی طرف
۹۵۴ اشارہ کرنا مشکل ہے اور ایک یہ کہ حکم کی دلیل اور علت میں بحث کرنی جائز ہے اور ایک یہ معارض حدیثوں کی
تطبیق میں کوشش کرنی چاہیے اور ایک یہ کہ اگر صحابی اپنے مرویکے برخلاف عمل کرے تو وہ نسخ کے واسطے کافی
نہیں اور یہ کہ اگر حکم ثابت ہو جاوے تو یقینی حکم کے سوا اور کوئی چیز اسکو دور نہیں کر سکتی ہے اور ایک یہ کہ کبھی جلیل
صحابی کو حدیث نہیں پہونچتی اور دوسرے کو پہونچ جاتی ہے اور یہ کہ نص کے ہوتے قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں اور
ایک یہ کہ خبر واحد کا قبول کرنا جائز ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو اسلیے کہ ام سلمہ رض نے لونڈی کی خبر کو قبول کیا
اور یہ کہ اگر کوئی عالم مولوی کسی مسئلے میں اپنی لاعلمی بیان کرے اور دوسرے عالم سے پوچھنے کا حکم کرے تو اسمیں
اسپر کچھ نقص لازم نہیں آتا اور ایک یہ کہ مہمان کی تعظیم کرنی چاہیے اسلیے کہ ام سلمہ عورتوں کی خاطر سے خود اٹھ
کر مسئلہ پوچھنے کو نہ گئیں بلکہ لونڈی کو بھیجا اور ایک یہ کہ عورتوں کو کسی عورت کی زیارت کے واسطے جانا جائز ہے
اگرچہ اسکا خاوند بھی اسکے پاس ہو اور یہ کہ گھر میں نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہ کہ نمازی سے قریب ہونا مکروہ ہے
اور یہ کہ طلب علم میں نائب پکڑنا جائز نہیں اور یہ ضرور نہیں کہ وکیل بزرگی میں موکل کے برابر ہو اور یہ کہ وکیل کو تصرف
کا علم کہلانا جائز ہے اور یہ کہ پیغمبروں سے بھول چوک ہونا جائز ہے **بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ** نماز میں
ہاتھ سے اشارہ کرنے کا بیان ف فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے عام ہے اسلیے کہ پہلے باب
میں اشارہ کرنا غیر کی کلام کے ساتھ مقید ہے کہ جب کوئی شخص باہر سے آکر اسکے ساتھ کلام کرے تو اسکو اشارے سے

جواب دیوے اور اس باب سے مطلق معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے واسطے مطلق اشارہ کرنا جائز ہے خواہ کوئی باہر سے
آکر اسکے ساتھ کلام کرے اور خواہ نہ کرے اور خواہ کسی کی شدعا ہو اور خواہ نہ ہو **قالہ** كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کریب نے روایت کیا ہے جیسا کہ
ابھی گذرا **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ
سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ
بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ فَحُبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ
إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ بِلَالٌ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي
الصُّفُوفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيقِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلٰوتِهِ فَلَمَّا
أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
٩٥٥ يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ
حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ
اللّٰهِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ حِينَ يَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِلَّا الْتَفَتَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ
حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** اس حدیث سہل کا باب رفع الایدی فی الصلوٰۃ لامر ینزل بہ میں پہلے گذر چکا ہے
وہاں دیکھنا چاہئیے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں تالی مارنی جائز ہے کہ لوگوں نے تالی ماری اور آپ نے
انکو نماز دوہرانے کا حکم نہ فرمایا اور جب نماز میں تالی مارنی درست ہوئی تو ثابت ہوا کہ اشارہ کرنا بھی درست ہوگا اسلیے
کہ وہ بھی تالی مارنے کے برابر ہے اور نیز دوسرے کی کلام کو سننا بجائے اشارہ کے ہے پس اشارہ بھی جائز ہوگا
اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی باب سے **حدثنا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ
قَالَ حَدَّثَنِي الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي قَائِمَةً
وَالنَّاسُ قِيَامٌ فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ
نَعَمْ **ترجمہ** اسماء سے روایت ہے کہ میں عائشہ کے پاس گئی اور وہ کھڑی نماز پڑھتی تھی اور اور لوگ بھی نماز میں کھڑے تھے
سو میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ بے وقت نماز پڑھتے ہیں سو انہوں نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا

یعنے سورج مین گہن پڑا ہے سو مینے کہا کہ کیا گہن عذاب کی نشانی ہے سو انہنے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنے ہان
عذاب کی نشانی ہے **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز مین اشارہ کرنا درست ہے کہ عائشہ رضنے سر سے اشارہ
کیا اور یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی باب سے **حدثنا** اسمٰعیل قال حدثنا مالک عن ہشام عن
ابیہ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی بیتہ وھو شاک جالسا وصلی وراءہ قوم قیاما فاشار الیہم ان اجلسوا فلما انصرف قال
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی حالت مین اپنے گہر مین بیٹھے نماز پڑہی اور لوگون نے آپ کے پیچھے کہڑے نماز
پڑہی سو آپنے انکو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سو جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام تو صرف اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ اسکی
پیروی کیجاوے سو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ **ف** اس حدیث
سے بھی معلوم ہوا کہ نماز مین ہاتھ سے اشارہ کرنا درست ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو اشارہ کیا
پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث مین رد ہے اس شخص پر جو مطلق اشارے کو جائز کہتا ہے
اور سلام کے اشارے کو جائز نہین کہتا وقد تقدم بیانہ مستوفی فی ابواب الامامۃ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**

٩٥٦ **کتاب الجنائز** جنائز جمع جنازے کی اور جنازہ سا تہ فتح جیم اور کسرے اس تختے کو کہتے ہین جسپر مردہ ہو اور بعضے اسکے برعکس کو کہتے ہین جو تختے کو
باب ما جاء فی الجنائز بیان ان حدیثون کا جو مردون کے حال مین آئی ہین کہ موحد کون ہے اور مشرک کون ہے
ومن کان اٰخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ اور بیان اسکا جسکا خاتمہ لا الٰہ الا اللہ پر ہو یعنے جسکا خاتمہ بخیر ہو اور ایمان
سے مرے وہ بہشت مین داخل ہوگا **ف** اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ مدار مسلمانی کی خاتمے پر ہے جیسا کہ حدیث بخاری
اور مسلم مین آیا ہے کہ نہین مدار کامون کا مگر خاتمے پر اور یہی ہے ایک توجیہ حدیث معاذ کی کہ جو کلمہ پڑہے بہشت مین
داخل ہوگا یعنے جسکا خاتمہ کلمے پر ہو وہ ضرور بہشت مین جاویگا اور امام بخاری نے شرط کا جواب ذکر نہین کیا یا
تو اس غرض سے کہ انہنے وہب بن منبہ کی تاویل کی رعایت کی اور یا اسواسطے کہ حدیث اپنے ظاہری معنے مین باقی
ہے اور نیز امام بخاری نے تلقین کے باب مین کوئی حدیث بیان نہین کی سو شاید یہ اسواسطے ہے کہ اسکی شرط پر کوئی
حدیث اسمین ثابت نہین ہوگی لیکن صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سکہلاؤ
اپنے مردون کو لا الٰہ الا اللہ یعنے مرنے کے وقت اسکے روبرو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو تاکہ مرنے والا بھی اسکو سنکے
کہے اور مراد لا الٰہ الا اللہ سے سارا کلمہ ہے ابن منیر نے کہا کہ یہ حدیث عام ہے جو شخص مرنے والا کلمہ پڑہ کے فوراً مرجاوے اسکو
بھی شامل ہے اور جو شخص کلمہ پڑہ کے مدت تک زندہ رہے اور اسکے سوا کوئی کلام زبان سے نہ کرے تو اسکو بھی شامل ہے
پس معلوم ہوا کہ جب مرنے والا ایکبار کلمہ پڑہ لیوے تو بار بار اسکو تلقین کرنے کی کوئی حاجت نہین جب تک کہ اسکے سوا

کوئی اور کلام زبان سے نکرے اور جب کلمے کے بعد کوئی اور کلام کر بیٹھے تو پھر اسکو تلقین کرنا چاہیے وَقِيلَ
لِوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَلَيْسَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ
جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ یعنے کسی نے وہب بن منبہ سے کہا کہ کیا کلمہ لا الہ الا اللہ
بہشت کی کنجی نہیں اُسنے کہا کیوں نہیں لیکن کوئی کنجی نہیں مگر اسکے دانت ہوتے ہیں سو اگر تو دانتوں والی کنجی
لایا تو تیرے واسطے بہشت کا دروازہ کھلجاویگا ورنہ نہیں کھلیگا یعنے اعمال صالحہ بجائے دانتوں کے ہیں سو جسنے کلمہ
پڑھ کر اچھے عمل کیے وہ بہشت میں فورًا داخل ہوگا ورنہ بہت دیر سے داخل ہوگا اور بہت تکلیف کے بعد دروازہ کھلیگا
اور یہ باعتبار غالب کے ہے کہ اکثر کبیرہ گناہوں والوں کا یہی حال ہوگا کہ کچھ مدت عذاب بھگت کر بہشت میں داخل ہونگے
والاحق بات یہی ہے کہ کبیرہ گناہوں والے مشیئت میں ہیں سو خدا جسکو چاہے گا فورًا بہشت میں داخل کردیگا
یعنے بدون سزا کے گو کتنے ہی گناہ کیے ہوں اور جسکو چاہے گا گناہ کی سزا دیکر دیر سے داخل کریگا اور یا ابن منبہ
کا قول زجر پر محمول ہے اور شاید اسکو معاذ کی حدیث نہیں پہنچی اور مراد لا الہ الا اللہ سے سارا کلمہ ہے یعنے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ہے لیکن کہتے ہیں کہ اگر مشرک فقط لا الہ الا اللہ کہے اور محمد رسول اللہ کو اسکے ساتھ نہ جوڑے تو اسکے اسلام کے ۹۵۷
واسطے کفایت کرتا ہے اور جو لوگ کہ رسالت اور نبوت کے منکر ہیں انکو سارا کلمہ پڑھنا ضرور ہے اور جو شخص کلمہ پڑھکے
فورًا مرجاوے اور کوئی نیک اور بد کلام کرنے نپاوے تو اسکی کنجی بھی درست ہے اسلیے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا
ہے اور ظاہر ہے کہ اگر زندہ رہتا تو اسکے موافق عمل کرتا حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ
مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي أَوْ قَالَ بَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ
فَقُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ترجمہ ابوذر رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ایک آنیوالا میرے پاس آیا میرے رب کی طرف سے یعنے جبرائیل سو اُسنے مجھکو خبر دی یا کہا بشارت دی (یہ راوی کا
شک ہے) کہ جو کوئی میری امت سے مریگا اس حالت پر کہ نہ شرک کرتا ہو اللہ سے کسی چیز کا تو وہ بہشت میں داخل ہوگا
ابوذر کہتے ہیں میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہوگا آپنے فرمایا کہ ہاں اگرچہ وہ زنا
کرے اور چوری کرے یعنے ایمان انجام کو بہشت میں لیجاویگا اگرچہ گناہوں کے سبب سے سزا پاوے یا بدون سزا مغفرت ہو جاوے
ف فتح الباری میں ہے کہ معنے نفی شرک کا یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناوے لیکن عرف میں مراد اس سے
ایمان شرعی ہے اسلیے کہ نفی شرک مستلزم ہے اثبات توحید کو اور وہ عین ایمان ہے پس معنے اسکے یہ ہونگے کہ جو خاتمہ پر
ایمان لا دیوے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور انجام کو جنت میں جاویگا اگرچہ کتنے ہی گناہ کیے ہوں اور ظاہر اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ یا ایمان سے بندوں کے حق بھی ساقط ہو جاتے ہیں لیکن یہ حدیث اپنے ظاہری معنے

مین نہین ہے اسلیے کہ غلطی تھی با ایمان ہی بندون کے حق ساقط نہین ہوتے مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا ہی تعالی جسکو بہشت مین داخل کرنا چاہے اسیطرح سے بندون کے حق کا عوض دینا منظور ہو اور مراد ہست سے عام امت ہے یعنی امت دعوت کی اور مراد چوری سے متعلق حق خدا کا ہے اور مراد زنا سے متعلق حق بندون کا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہین زنا کرتا کوئی زنا کرنے والا حالانکہ وہ مومن ہو سو یہ حدیث بظاہر اسکے معارض ہے لیکن مراد اس سے ایمان کامل ہے اور مراد ابوذر کی حدیث سے یہ ہے کہ آگ مین ہمیشہ نہ رہیگا پس دونون مین تطبیق ظاہر ہے اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ فقط زبان سے کلمہ پڑھنا کافی نہین بلکہ دل سے اعتقاد کرنا بھی ضرور ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے مین ایک یہ کہ کبیرے گناہون والے ہمیشہ آگ مین نہین رہین گے اور ایک یہ کہ کبیرے گناہون سے ایمان مسلوب نہین ہوتا اور یہ کہ مشرکین بہشت مین داخل نہین ہونگے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت پر کہ خدا کے ساتھ کسی کو ساجھی جانتا ہو تو وہ دوزخ مین گیا یعنے جو خدا کے سوا کسی اور کو اس عالم کا مالک جانے اور اسکو نفع یا ضرر کا مختار سمجھے وہ مشرک مقرر دوزخی ہے عبد اللہ نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ جو مریگا اس حال مین کہ خدا کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ جانتا ہو تو وہ بہشت مین داخل ہوگا ۹۵۸

ف در حقیقت اس حدیث کے دونون جملے مرفوع ہین لیکن شاید ابن مسعود کو دوسرے جملے کا مرفوع ہونا یاد نہین رہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناوے وہ مقرر بہشت مین جاویگا گو کچھ مدت سزا بھگت کر جاوے اور سبب بنا بر سابق اسلام کے نہ شرک کرنیکا ہے نتیجہ ہے تو جو شخص کہ مرنے کے وقت کلمہ توحید کا پڑھے ہے اور سابق ایمان کی تجدید کرے تو وہ بطریق اولی بہشت مین داخل ہوگا اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ أَقْدَامَنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْإِيمَانِ بَابُ الْأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ جنازے کے ساتھ جانے کا بیان یعنے واجب ہے یا مستحب ہے ف جنازے کے ساتھ چلنے کی کیفیت مین علما کو اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور اوزاعی اور صاحبین کا یہ مذہب ہے کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور دلیل انکی یہ ہے کہ حدیث مین اتباع کا لفظ آیا ہے اور اتباع حقیقی معنے پیچھے چلنا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آگے پیچھے چلنا برابر ہے یہ قول امام بخاری اور نووی اور ابن حزم کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین انس بن مالکؓ وغیرہ اور امام شافعی اور مالکؒ اور احمد کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے اور یہی قول ہے جمہور علما کا انکے نزدیک اتباع کا معنے ساتھ جانا ہے اور آگے جانے کی حدیث مرسل ہے اور پیچھے چلنے کی حدیث ضعیف ہے لیکن ترجیح پیچھے چلنے کو ہے کہ حقیقی معنے مجازی معنے سے مقدم ہو اور مجاز پر عمل ہونے کی کوئی دلیل نہین اور عورتون کے حق مین سب کا اتفاق ہے کہ جنازے کے پیچھے چلین انکو آگے نہین

اور نخعی کا یہ قول ہے کہ اگر جنازے کے ساتھ عورتیں ہوں تو مرد اسکے آگے چلیں ورنہ پیچھے چلیں اور ایک حدیث میں آیا ہے
کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے **حدثنا** ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن الاشعث قال سمعت معاویۃ
بن سوید بن مقرن عن البراء بن عازب قال امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونہانا عن سبع
امرنا باتباع الجنائز وعیادۃ المریض واجابۃ الداعی ونصر المظلوم وابرار القسم ورد السلام
وتشمیت العاطس ونہانا عن آنیۃ الفضۃ وخاتم الذہب والحریر والدیباج والقسی والاستبرق
ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا سات چیز کا اور منع کیا سات چیز سے
حکم کیا ہمکو جنازے کے ساتھ جانے کا اور بیمار کے پوچھنے کا اور دعوت کنندہ کی دعوت قبول کرنے کا اور مظلوم کی مدد
کرنیکا اور قسم کے پورا کرنیکا اور سلام کے جواب دینے کا اور چھینکنے والے کو دعا دینے کا اور منع کیا ہمکو چاندی کے برتنوں
سے اور سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم اور دیبا اور قسی اور استبرق سے **ف** یہ چاروں قسم ریشم کی ہیں مردوں کو انکا پہننا جائز
نہیں اور عورتوں کو جائز ہے اور ایک روایت میں بجای قسم کے مقسم کا لفظ آیا ہے یعنے اگر کوئی مجھکو قسم دیکر کہے
کہ فلانا یہ کام کر اور تو اسکی طاقت رکھتا ہے تو اس کام کو بجا لا تاکہ اسکی قسم سچی ہو جاوے لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ
اسکی ترک میں کوئی مصلحت نہ ہو **حدثنا** محمد قال حدثنا عمرو بن ابی سلمۃ عن الاوزاعی قال
اخبرنا ابن شہاب قال اخبرنی سعید بن المسیب ان ابا ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ ٩٥٩
وسلم یقول حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنائز واجابۃ
الدعوۃ وتشمیت العاطس تابعہ عبد الرزاق قال اخبرنا معمر ورواہ سلامۃ عن عقیل ترجمہ
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حق دوسرے مسلمان پر پانچ ہیں سلام کا جواب
دینا اور بیمار کو پوچھنا اور جنازے کے پیچھے چلنا اور دعوت کا قبول کرنا اور چھینکنے والے کو دعا دینا یعنے یرحمک اللہ کہنا اور
ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ جب تجھسے کسی کام میں نصیحت چاہے تو نیک نصیحت دے **ف** مراد حق
یہاں فرض ہے اور ظاہر اور فرض سے فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں پس معلوم ہوا کہ جنازہ فرض کفایہ ہے اسلیے کہ سب
لوگوں کا جنازے میں حاضر ہونا ممکن نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ امام بخاری کی غرض اس باب سے اتباع جنازے کی فقط مشروعیت
ثابت کرنی ہے پس باب فضل اتباع الجنائز آئندہ کو اور اسکے درمیان کوئی تکرار نہیں **باب** الدخول علی المیت
بعد الموت اذا ادرج فی اکفانہ جب مردہ کفنوں میں لپیٹے جاوے تو اسوقت اسکے پاس جانا جائز ہے اور
پہلے اس سے منع ہے تاکہ اسکا کوئی عیب نظر آوے **ف** یہانتک کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ کسی کو لائق نہیں
کہ مردے کو دیکھے مگر غسل دینے والا اور جو اسکے متصل ہو **حدثنا** بشر بن محمد قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا
معمر ویونس عن الزہری قال اخبرنی ابو سلمۃ ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ

قالت اقبل ابو بکر علی فرسه من مسکنه بالسنح حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل
علی عائشة فتیمم النبی صلی الله علیه وسلم وھو مسجی ببرد حبرة فکشف عن وجھه ثم اکب
علیه فقبله ثم بکی فقال بابی انت یا نبی الله لا یجمع الله علیک موتتین اما الموتة التی کتب الله
علیک فقد متھا قال ابو سلمة فاخبرنی ابن عباس ان ابا بکر خرج وعمر یکلم الناس فقال اجلس
فابی فقال اجلس فابی فتشھد ابو بکر فمال الیه الناس وترکوا عمر فقال اما بعد فمن کان منکم
یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد الله عز وجل فان الله حی لا یموت قال الله
عز وجل وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الی الشاکرین والله لکان الناس لم یکونوا
یعلمون ان الله انزل حتی تلاھا ابو بکر فتلقاھا منه الناس فما یسمع بشر الا یتلوھا ترجمہ عائشہ
سے روایت ہے کہ صدیق رضہ اپنے گہر سے جو سنح (ایک جگہ کا نام ہے مدینے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر سے ایک
میل پر) مین تہا گہوڑی پر سوار ہو کر آئے یہانتک کہ گہوڑی سے اُترے سو مسجد مین داخل ہوئے اور لوگون سے کلام نہ
کیا یہانتک کہ عائشہ پاس گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکہنے کا قصد کیا اور آپ یمنی چادر سے لپیٹے ہوئے
تہے یعنے بعد قبض روح کے سو صدیق رضہ نے آپ کی منہ مبارک کو کہولا اور آپ پر جہکے اور آپکو چوما اور پہر روئے
اور کہا کہ یا حضرت میرا باپ آپ پر قربان ہو خدا آپ پر دو موتون کو جمع نہین کریگا اور جو موت کہ خدا نے آپکے واسطے ۹۶۰
لکہی تہی سو آپنے اسکی ساتھ انتقال فرمایا ابو سلمہ رضہ نے کہا کہ ابن عباس رضہ نے مجہکو خبر دی کہ پہر صدیق رضہ گہر سے
باہر آئے اور فاروق رضہ لوگون سے کلام کرتے تہے (اور قسم کہاتے تہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہین یعنے بلکہ
انکو بیہوشی ہو گئی ہے جیسے کہ موسی علیہ السلام کو بیہوشی ہو گئی تہی اور وجہ اسکی یہ ہے کہ منافقون نے
کہا تہا کہ اگر محمد پیغمبر ہوتا تو کبہی نہ مرتا) سو صدیق رضہ نے فاروق رضہ کو کہا کہ بیٹھ جا سو عمر رضہ نے بیٹھنے سے انکار کیا صدیق رضہ
نے پہر کہا کہ بیٹھ جا سو عمر رضہ نے پہر بہی انکار کیا سو صدیق رضہ نے خطبہ پڑہا سو لوگ سننے کو اسکے پاس جمع ہوئے اور عمر رضہ
کو تنہا چہوڑ گئے سو فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تم مین سے جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پوجتا تہا سو
محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو بیشک مر گئے اور جو خدا کو پوجتا تہا تو خدا تو زندہ ہے نہین مرتا خدا نے فرمایا اور محمد
تو ایک رسول ہے ہو چکے پہلے اس سے بہت رسول پہر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پہر جاؤگے اُلٹے پاؤن اور جو کوئی
پہر جاویگا الٹے پاؤن پر وہ نہ بگاڑیگا اللہ کا کچہ اور اللہ ثواب دیگا بہلائی ماننے والون کو ابن عباس رضہ نے کہا
قسم ہے خدا کی گویا کہ لوگ نہ جانتے تہے کہ خدا نے یہ آیت اتاری ہے یہانتک کہ صدیق رضہ نے اسکو پڑہا سو کوئی آدمی نہین
سنا جاتا تہا مگر کہ اسکو پڑہتا تہا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن لپیٹنے کو بعد مردے کے پاس جانا جائز ہے اسلیے کہ
صدیق رضہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ چادر مین لپیٹے ہوئے تہے تو معلوم ہوا کہ مردے کے پاس جانا

منع ہے مگر جب کفن میں لپیٹا ہوا ہو یا اسکے حکم میں ہو تو اسکے پاس جانا جائز ہے اور چادر میں لپیٹنا بھی کفن میں لپیٹنے
کے قائم مقام ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہو گئی اور نیز ابن رشید نے کہا کہ مردے کو چادر میں لپیٹنے
کے بعد کھولنا اور کفن میں لپیٹنے کے بعد کھولنا برابر ہے اور یہ جو صدیق رض نے کہا کہ نہ اللہ آپ پر دو موتوں کو
جمع نہیں کریگا تو اسکی توجیہ کئی طور سے ہے اول یہ کہ یہ رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا تھا کہ آپ دنیا میں پھر
زندہ ہونگے اور ایک گروہ کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے اور یہ مستلزم ہے دو بار مرنے کو جیسے کہ پہلی امتوں میں
بعضوں کو دو بار موت آئی چنانچہ قرآن مجید میں ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ
اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ سو صدیق رض نے اس بات کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کر دی کہ اللہ آپ کے حق میں
ایسا ہرگز نہیں کریگا اور یہ توجیہ بہت قوی اور عمدہ ہے دوم یہ کہ مراد دوسری موت سے وہ موت ہے جو قبر میں منکر نکیر
کے سوال کے واسطے زندہ ہونے کے بعد واقع ہوتی ہے یعنی وہ موت آپ کو ہرگز نہیں ہوگی جیسے کہ اور سب مخلوق
کو ہوتی ہے سوم یہ کہ مراد اس سے رنج اور تنگی ہے یعنی موت کے بعد آپ کو کوئی تنگی نہ ہوگی اور اس حدیث سے اور بھی
کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مردے کے منہ کو چومنا جائز ہے اور ایک یہ کہ کفن دینے کے بعد مردے کا منہ کھول کر
دیکھنا جائز ہے اور ایک یہ کہ مردے پر رونا جائز ہے اور آئیگا مبسوطا انشاء اللہ تعالے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ ٩٦١
بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ
امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ قُرْعَةً فَطَارَ
لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَأَنْزَلْنَاهُ فِيْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ وَ
كُفِّنَ فِيْ أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ
عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِيْ
أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللهُ فَقَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَ
اللهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا ترجمہ ام العلاء رض سے
روایت ہے کہ مہاجرین (جو لوگ مکہ سے ہجرت کرکے مدینے میں چلے گئے تھے اور گھر چھوڑ گئے تھے) قرعہ سے تقسیم کیے
گئے یعنی انصار نے مہاجرین کو اپنے گھروں میں رکھنے کے واسطے قرعہ ڈالکر تقسیم کر لیا جو جسکے قرعہ میں آیا اسکو اپنے
گھر لیگیا سو ہمارے قرعہ میں عثمان بن مظعون کا نام نکلا سو ہمنے اسکو اپنے گھروں میں اتارا اور رہنے کو جگہ دی
سو وہ بیمار ہوا اور بیماری جسمیں اسکا انتقال ہوا سو جب وہ فوت ہوا اور غسل دیا گیا اور اسکے کپڑوں ہی کا کفن دیا
گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو میں نے کہا کہ اے ابو السائب (یعنی عثمان کی کنیت ہے) خدا کی تجھ پر رحمت ہو
سو میں گواہی دیتی ہوں اسپر کہ خدا نے تمکو بزرگ کیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھکو کیا معلوم ہے کہ خدا نے

اسکو اکرام کیا سو مین نے عرض کی کہ یا حضرت میرا باپ آپ سے قربان ہو سو کون ہے جسکو اللہ اکرام کریگا یعنے اگر خدا ایسے
مطیع اور نیک بندے کو اکرام نہین کریگا تو پھر اور کسکو اکرام کریگا سو آپنے فرمایا کہ اسکو تو موت آگئی سو قسم ہے خدا کی کہ البتہ
مین اسکے واسطے آخرت مین بہتری کی امید رکھتا ہون اور قسم ہے خدا کی مجھکو معلوم نہین اور مین اللہ کا رسول ہون کہ میرا
کیا حال ہوگا یعنے جسکا خاتمہ معلوم نہ ہو اُسکے واسطے نیک عاقبت کا یقینا حکم کرنا کہ یہ ضرور بہشت مین جاویگا جائز
نہین کہ وہ غیب کی خبر ہے ام العلا نے کہا سو قسم ہے خدا کی کہ مین بعد اُسکے کسی کو پاکی کا حکم نہین کرونگی ف اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ کفن مین لپیٹنے کی بعد مردے کے پاس جانا جائز ہے کہ آپ عثمان کے پاس کفن دینے کی بعد گئے اور یہی ہے
وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ میرا کیا حال ہوگا تو یہ قول آپ کا اس آیت سے
پہلا تھا لِيَغْفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ یعنے تاکہ خدا آپکے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیوے اور ثابت
ہو چکا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین سب سے پہلے بہشت مین داخل ہونگا اور اسی قسم کی اور بہی کئی حدیثین ثابت ہو چکی
ہین سو احتمال ہے کہ اس اثبات کو مجمل علم پر محمول کیا جاوے اور نفی کو علم مفصل پر محمول کیا جاوے حَدَّثَنَا
سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ مِثْلَهُ وَقَالَ نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عُقَيْلٍ مَا يُفْعَلُ بِهِ وَتَابَعَهُ شُعَيْبٌ
وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَمَعْمَرٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي وَيَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ ٩٦٢
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ
فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ جب میرا باپ شہید ہوا تو مین اسکے منہ سے کپڑا اٹھانے لگا روتے ہوئے
اور لوگ مجھکو منہ کہولنے سے منع کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو منع نہین فرماتے تھے سو میری پھوپھی فاطمہ رونے
لگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ تو اسکو روے یا نہ روے ہمیشہ اسپر فرشتے اپنے پرون کا سایہ کیے رہے یہانتک کہ تمنے
اسکی لاش کو اُٹھایا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن مین لپیٹے جانے کے بعد مردے کے پاس جانا جائز ہے اسلیے کہ جابر
کے باپ جن کپڑون مین شہید ہوئے تھے وہی انکا کفن تہا اور اس سے وہ لپیٹے ہوئے تھے سو یہی کفن لپیٹنے کی برابر ہے
اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهِ اگر کوئی
شخص کسی آدمی کی موت کی خبر اُسکے وارثون کو خود پہونچا دے بدون اسکے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ کہلا بھیجے اور یا بعض
میت کو مرنے کی خبر اُسکے گھر والون کو پہونچا دے تو جائز ہے ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ مرنے کی خبر دینی
تین قسم ہے اول یہ کہ مرنے کی خبر میت کی وارثون اور دوستون اور نیکبختون کو پہونچاوے تاکہ وہ جنازے کی تیاری
اور نماز وغیرہ کے واسطے جمع ہون سو یہ خبر دینی جائز ہے منع نہین دوم یہ کہ لوگون کو فخر کے واسطے بلاوے

کہ بہت لوگ جمع ہو وین اور ملک مین خبر ہو جاوے کہ فلانے شخص کے جنازے پر اتنے لوگ جمع ہو گئے دوسری قسم جاہلیت
کے زمانے مین جب کوئی مرجاتا تہا تو ایک آدمی گہوڑے پر سوار ہو کے سب لوگون مین بلند آواز سے پکار دیتا تہا
کہ فلانا شخص مرگیا سو یہ قسم مکروہ ہے سوم قسم یہ ہے کہ رونے اور بین کرنے کے ساتہہ خبر دیجاوے سو یہ قسم حرام ہے
سو غرض اس باب سے یہ ہے کہ پہلی قسم کی خبر دینی جائز ہے اور دوسری اور تیسری قسم کی خبر مکروہ یا حرام ہے اور مرا فق
وارثون سے عام وارث ہین خواہ نسبی ہون یا اسلامی **حدثنا** اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب
عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی النجاشی فی الیوم الذی
مات فیہ خرج الی المصلی فصف بہم وکبر اربعا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نجاشی (بادشاہ حبشہ) کے مرنے کی خبر دی اس دن جسدن کہ وہ مرا سو آپ عیدگاہ کیطرف نکلے اور لوگون سے
صف باندہ کر جنازے کی نماز پڑہی اور اسمین چار تکبیرین کہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو قرابتیون کو
اسکے مرنے کی خبر دینی جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی خبر اصحاب کو دی اور اصحاب
اسکے اسلامی بہائی تہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ غائب کا جنازہ
پڑہنا جائز ہے اگرچہ قصر کی مدت سے کم ہو اور قبلے کے سوا اور طرف ہو لیکن شہر مین غائب کا جنازہ پڑہنا جائز
۹۶۴ نہین اگرچہ بڑا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ غائب کا جنازہ پڑہنا درست نہین اور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف
ہو گیا تہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ دعوی کشف مسلم نہین اور برتقدیر تسلیم اصحاب کے حق مین کشف ممکن نہین پہر انکو کیون
جائز ہوا **حدثنا** ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا ایوب عن حمید بن ہلال عن انس
ابن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ زید فاصیب ثم اخذہا جعفر فاصیب
ثم اخذہا عبد اللہ بن رواحۃ فاصیب وان عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتذرفان ثم اخذہا
خالد بن الولید من غیر امرۃ ففتح لہ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے
بذریعہ وحی کے کہ اول زید نے علم کو پکڑا سو وہ شہید ہو گیا پہر جعفر نے علم لیا سو وہ بہی شہید ہوا اور آپکی آنکہون سے آنسو
بہتے تہے پہر خالد بن ولید نے علم لیا بدون سرداری کے سو خدا نے انکو فتح نصیب کی **ف** اس حدیث سے یہی
معلوم ہوا کہ میت کے گہر والون کو موت کی خبر دینی جائز ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید اور جعفر وغیرہ کے
گہر والون کو انکے مرنے کی خبر دی اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے و سیاتی الکلام علیہ فی المغازی **باب**
الاذن بالجنازۃ جنازے کی نماز کے لیے اطلاع دینے کا بیان یعنے جب جنازہ تیار ہو جاوے تو لوگون کو جنازے کی نماز
کے واسطے اطلاع دینی جائز ہے بلکہ مستحب ہے **ف** پہلے باب مین محض موت کی خبر دینے کا بیان ہے اور اس باب
مین نماز جنازے کی خبر دینے کا بیان ہے پہلے باب مین لوگون کو مرنا معلوم نہین تہا اور اسمین لوگون کو اسکا مرنا پہلے

معلوم ہے پس فرق ظاہر ہو گیا اور اس مسئلے مین علمار کو اختلاف ہو کہ نماز جنازے کے واسطے لوگون کو اطلاع دی جاوے یا نہ دی جاوے
ائمہ اور فقہا متقدمین کا یہ مذہب ہے کہ اسمین کوئی ڈر نہین اور اکثر علمار چارون مذہبون کے کہتے ہین کہ جنازے کی نماز کو
واسطے خبر دینی مستحب ہے کہ اسمین نمازیون کی کثرت ہو جاتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ بھی مکروہ ہے اور نعی مین
داخل ہے یہ قول حذیفہ رض کا ہے لیکن باب کی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازے کے واسطے لوگون کو
بلانا جائز ہے منع نہین بلکہ منع وہی ہے جو جاہلیت کی طور سے ہو **وَقَالَ** اَبُوْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اٰذَنْتُمُوْنِیْ یعنے ابو ہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تمنے مجھکو خبر کیون نہین دی **ف** یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث باب کنس المسجد مین پہلے گذر چکی ہے کہ ایک
شخص مسجد کو جھاڑو دیا کرتا تہا وہ مرگیا اور لوگون نے آپکو اطلاع نہ کی آپنے اسکا حال پوچھا لوگون نے کہا وہ مرگیا تب
آپنے یہ حدیث فرمائی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کے واسطے اطلاع دینی جائز ہے کہ آپنے لوگون کو فرمایا
کہ تمنے مجھکو اطلاع کیون نہین دی کہ مین بھی اسپر نماز پڑہتا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا**
مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِیِّ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ اِنْسَانٌ كَانَ
964 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوْهُ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ
اَنْ تُعْلِمُوْنِیْ قَالُوْا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ اَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَاَتٰی قَبْرَهٗ فَصَلّٰی عَلَيْهِ **ترجمہ** ابن
عباس رض سے روایت ہو کہ ایک بیمار رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پوچھا کرتے تہے سو وہ ایک رات کو مر گیا اور لوگون نے
اسکو رات مین دفن کر دیا سو جب فجر ہوئی تو لوگون نے آپکو خبر دی سو فرمایا تمکو کس نے منع کیا مجھے اطلاع دینے سے لوگون
نے کہا کہ رات تہی اور اندہیرا تہا سو ہمنے ناگوار جانا کہ آپکو تکلیف دین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی قبر پر آئے اور اُسپر نماز پڑہی
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کے واسطے لوگون کو اطلاع دینی جائز ہے پس مطابقت حدیث کی
باب سے ظاہر ہے **بَابُ** فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهٗ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ جس شخص کا کوئی بچہ نابالغ مر جاوے اور وہ
ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اسکے واسطے بڑی فضیلت ہے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ باب کی حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ جسکا کوئی لڑکا مر جاوے وہ بہشت مین داخل ہوگا اور ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکے واسطے آگ
سے حجاب ہوگا اور ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط قسم پورا کرنے کے واسطے دوزخ مین جاویگا سو امام بخاری نے اس
باب مین فضیلت کا لفظ بولا تا کہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اسلیے کہ فضیلت سب مین موجود ہے اور
باب کی حدیثون مین اگرچہ ثواب کی نیت کا ذکر نہین لیکن اُنکے بعض طریقون مین اسکا ذکر بھی آچکا ہے جیسا کہ
طبرانی وغیرہ مین موجود ہے اور ولد کا لفظ اسواسطے بولا کہ ایک لڑکے کو بھی شامل ہے اور باب کی حدیثون
مین اگرچہ تین کی قید ہے لیکن دوسری حدیث سے جو باب الرقاق مین آیندہ آویگی معلوم ہوتا ہے کہ ایک لڑکا

بھی یہی حکم ہے وقول اللہ وبشر الصابرین یعنے اور بیان ہے اس آیت کا کہ خوشخبری دی صبر کرنے والون
کو ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر صبر کرنیوالون کے واسطے بڑی فضیلت ہے، اور مصیبت عام ہے لڑکے
کی مصیبت کو بھی شامل ہے پس اسکا بھی یہی حکم ہوگا اور غرض اس آیت سے یہ ہے کہ اطلاق حدیث کا مقید ہے
ساتھ صبر کے پس مطابقت اس آیت کی باب سے ظاہر ہے حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث
قال حدثنا عبد العزیز عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من الناس من مسلم
یتوفی لہ ثلثۃ لم یبلغوا الحنث الا ادخلہ اللہ الجنۃ بفضل رحمتہ ایاھم ترجمہ انس رض سے روایت ہے،
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین سے کوئی ایسا مسلمان نہین جسکے تین لڑکے مرگئے ہون جو جوانی
کو نہین پہونچے مگر کہ خدا اسکو بہشت مین داخل کریگا بسبب زیادتی رحمت باپ کے لڑکون پر ف یعنے باپ کو لڑکون
سے کمال محبت ہوتی ہے اور جتنی انکی محبت زیادہ ہے اتنی ہی انکی مصیبت بھی زیادہ ہے پھر جب باپ نے ایسی مصیبت
مین صبر کیا اور خدا کی تقدیر سے راضی رہا تو لائق بہشت کے ہوا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور ظاہر
اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب فقط مسلمان کے ساتھ خاص ہے کافر کو یہ ثواب نہین اور اسیطرح جسکی
اولاد کفر کی حالت مین مرجاوے اور پھر وہ مسلمان ہوجاوے اسکو بھی یہ ثواب نہین اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب 965
فقط نابالغ لڑکے کو مرنے کے ساتھ خاص ہے بالغ کا یہ حکم نہین اسلیے کہ جو خصوصیت نابالغ لڑکون کے حق مین آئی
ہے وہ بالغ لڑکون کے حق مین وارد نہین ہوئی مگر چونکہ یہ بھی ایک بڑی مصیبت ہے، اسلیے بحکم آیت مذکورہ یہ بھی لائق رحمت کی
ہے اور فی الجملہ اسکو بھی اجر ملے گا اور نیز جتنی شفقت اور محبت باپ کو چھوٹے لڑکے سے ہوتی ہے اتنی بڑے سے
نہین ہوتی اور اس حدیث مین اولاد سے مراد حقیقی اولاد ہے یعنے جو لڑکے کہ اسکی پشت اور نطفے سے ہون اور پوتون
وغیرہ ما سفل کا حکم اس حدیث سے معلوم نہین ہوتا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی اسمین داخل ہین خاصکر ایسی حالت مین
کہ انکے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو اور مجنون کا بھی یہی حکم ہے مگر وہ اس حکم مین داخل نہین حدثنا
مسلم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا عبد الرحمن بن الاصبہانی عن ذکوان عن ابی سعید ان النساء
قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اجعل لنا یوما فوعظہن فقال ایما امراۃ مات لہا ثلاثۃ من الولد کانوا
لہا حجابا من النار فقالت امراۃ واثنان قال واثنان وقال شریک عن الاصبہانی حدثنی ابو صالح
عن ابی سعید وابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ہریرۃ لم یبلغوا الحنث ترجمہ
ابو سعید رض سے روایت ہے کہ عورتون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے مردون سے علیحدہ
کوئی دن مقرر کیجیے جسمین ہم جمع ہوکر آپ کا وعظ سنین سو آپ نے انکے واسطے ایک دن مقرر کیا اور وہ اس دن جمع
ہوئین سو آپ نے انکو وعظ کیا پس فرمایا کہ جس عورت کے تین لڑکے مرگئے ہون جو جوانی کو نہ پہونچے ہون تو وہ اسکے

معلوم ہے پس فرق ظاہر ہوگیا اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے کہ نماز جنازے کے واسطے لوگوں کو اطلاع دی یا نہ دی
ائمہ اور فقہاء متقدمین کا یہ مذہب ہے کہ اسمیں کوئی ڈر نہیں اور اکثر علماء چاروں مذہبوں کے کہتے ہیں کہ جنازے کی نماز کے
واسطے خبر دینی مستحب ہے تاکہ اسمیں نمازیوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ بھی مکروہ ہے اور نعی میں
داخل ہے یہ قول حذیفہ وغیرہ کا ہے لیکن باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازے کے واسطے لوگوں کو
بلانا جائز ہے منع نہیں بلکہ منع وہی ہے جو جاہلیت کے طور سے ہو **وَقَالَ** أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا آذَنْتُمُونِي یعنے ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تمنے مجھکو خبر کیوں نہیں دی **ف** یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث باب کنس المسجد میں پہلے گذر چکی ہے کہ ایک
شخص مسجد کو جھاڑو دیا کرتا تھا وہ مر گیا اور لوگوں نے آپکو اطلاع نہ کی آپنے اسکا حال پوچھا لوگوں نے کہا وہ مر گیا تب
آپنے یہ حدیث فرمائی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کے واسطے اطلاع دینی جائز ہے کہ آپنے لوگوں کو فرمایا
کہ تمنے مجھکو اطلاع کیوں نہیں دی کہ میں بھی اسپر نماز پڑھتا اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا**
مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوهُ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ 964
أَنْ تُعْلِمُونِي قَالُوا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَأَتَى قَبْرَهُ **فَصَلَّى عَلَيْهِ** ترجمہ ابن
عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پوچھا کرتے تھے سو وہ ایک رات کو مر گیا اور لوگوں نے
اسکو رات میں دفن کر دیا سو جب فجر ہوئی تو لوگوں نے آپکو خبر دی سو فرمایا کہ تمکو کس نے منع کیا تھا مجھے اطلاع دینے سے لوگوں
نے کہا کہ رات تھی اور اندھیرا تھا سو ہمنے ناگوار جانا کہ آپکو تکلیف دیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی قبر پر آئے اور اسپر نماز پڑھی
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کے واسطے لوگوں کو اطلاع دینی جائز ہے پس مطابقت حدیث کی
باب سے ظاہر ہے **باب** فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ جس شخص کا کوئی بچہ نابالغ مر جاوے اور وہ
ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اسکے واسطے بڑی فضیلت ہے **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ باب کی حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ جسکا کوئی لڑکا مر جاوے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکے واسطے آگ
سے حجاب ہوگا اور ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط قسم پورا کرنے کے واسطے دوزخ میں جاویگا سو امام بخاری نے اس
باب میں فضیلت کا لفظ بولا تاکہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاوے اسلیے کہ فضیلت سب میں موجود ہے اور
باب کی حدیثوں میں اگرچہ ثواب کی نیت کا ذکر نہیں لیکن انکے بعض طریقوں میں اسکا ذکر بھی آچکا ہے جیسا کہ
طبرانی وغیرہ میں موجود ہے اور ولد کا لفظ اسواسطے بولا کہ ایک لڑکے کو بھی شامل ہے اور باب کی حدیثوں
میں اگرچہ تین کی قید ہے لیکن دوسری حدیث سے جو باب الرقاق میں آئندہ آویگی معلوم ہوتا ہے کہ ایک لڑکا

بھی یہی حکم ہے **وقول الله** وبشر الصابرين یعنے اور بیان ہے اس آیت کا کہ خوشخبری دی صبر کرنے والون
کو **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر صبر کرنیوالون کے واسطے بڑی فضیلت ہے اور مصیبت عام ہے لڑکے
کی مصیبت کو بھی شامل ہے پس اسکا بھی یہی حکم ہوگا اور غرض اس آیت سے یہ ہے کہ اطلاق حدیث کا مقید ہے
ساتھ صبر کے پس مطابقت اس آیت کی باب سے ظاہر ہے **حدثنا** ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث
قال حدثنا عبد العزيز عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من الناس من مسلم
يتوفى له ثلثة لم يبلغوا الحنث الا ادخله الله الجنة بفضل رحمته اياهم **ترجمہ** انس سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین سے کوئی ایسا مسلمان نہین جسکے تین لڑکے مرگئے ہون جو جوانی
کو نہین پہونچے مگر کہ خدا اسکو بہشت مین داخل کریگا بسبب زیادتی رحمت باپ کی لڑکون پر **ف** یعنے باپ کو لڑکون
سے کمال محبت ہوتی ہے اور جتنی انکی محبت زیادہ ویسی ہی انکی مصیبت بھی زیادہ ہے پھر جب باپنے ایسی مصیبت
مین صبر کیا اور خدا کی تقدیر سے راضی رہا تو لائق بہشت کی ہوا پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور ظاہر
اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب فقط مسلمان کے ساتھ خاص ہے کافر کو یہ ثواب نہین اور اسیطرح جسکی
اولاد کفر کی حالت مین مرجاوے اور پھر وہ مسلمان ہوجاوے اسکو بھی یہ ثواب نہین اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب ٩٦٥
فقط نابالغ لڑکے کو مرنے کے ساتھ خاص ہے بالغ کا یہ حکم نہین اسلیے کہ جو خصوصیت نابالغ لڑکون کے حق مین آئی
ہے وہ بالغ لڑکون کے بیچ مین وارد نہین ہوئی مگر چونکہ یہ بھی ایک بڑی مصیبت ہے اسلیے بحکم آیت مذکورہ یہ بھی لائق رحمت کی
ہی اور فی الجملہ اسکو بھی اجر ملے گا اور نیز جتنی شفقت اور محبت باپ کو چھوٹے لڑکے سے ہوتی ہے ویسی بڑے سے
نہین ہوتی اور اس حدیث مین اولاد سے مراد حقیقی اولاد ہے یعنے جو لڑکے کہ اسکی پشت اور نطفے سے ہون اور پوتون
وغیرہ ماسفل کا حکم اس حدیث سے معلوم نہین ہوتا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی اسمین داخل ہین خاصکر ایسی حالت مین
کہ انکے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو اور مجنون کا بھی یہی حکم ہے مگر نواسے اس حکم مین داخل نہین **حدثنا**
مسلم قال حدثنا شعبة قال حدثنا عبد الرحمن بن الاصبهاني عن ذكوان عن ابي سعيد ان النساء
قلن للنبي صلى الله عليه وسلم اجعل لنا يوما فوعظهن فقال ايما امرأة مات لها ثلاثة من الولد كانوا
لها حجابا من النار فقالت امرأة واثنان قال واثنان وقال شريك عن الاصبهاني حدثني ابو صالح
عن ابي سعيد وابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ابو هريرة لم يبلغوا الحنث **ترجمہ**
ابو سعید رض سے روایت ہے کہ عورتون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے مردون سے علیحدہ
کوئی دن مقرر کیجیے جسمین ہم جمع ہوکر آپکا وعظ سنین سو آپنے انکے واسطے ایک دن مقرر کیا اور وہ اس دن جمع
ہوئین سو آپنے انکو وعظ کیا پس فرمایا کہ جس عورت کے تین لڑکے مرگئے ہون جو جوانی کو نہ پہونچے ہون تو وہ اسکے

واسطے آگ سے حجاب ہونگے یعنے دوزخ مین جانے سے انکو مانع ہونگے سو ایک عورت نے کہا کہ جسکے دو لڑکے مرجاویں
فرمایا وہی بہی یعنے دو کا بہی یہی حکم ہے کہ وہ بہی اسکو دوزخ سے بچاوینگے ف عورتون نے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت مرد آپکی صحبت مین حاضر رہتے ہین اور دین سیکہتے ہین سو ہمارے واسطے
بہی کوئی باری مقرر کیجیے تب آپنے انکے واسطے بہی باری مقرر کی اور انسے یہ حدیث فرمائی بعضی حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے کہ ایک لڑکے کا بہی یہی حکم ہے پس معلوم ہوا کہ جس شخص کی کوئی اولاد مرجاوے اور وہ اسکی مصیبت پر
صبر کرے تو وہ بے شک بہشت مین جاویگا خواہ باپ ہو اور خواہ ماں ہو اور خواہ اولاد مذکر ہو اور خواہ مونث ہو اور
خواہ ایک لڑکا ہو اور خواہ دو ہون یا تین ہون یا اس سے زیادہ ہون سب کا یہی حکم ہے حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْیٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین لڑکے مرینگے وہ دوزخ مین نہین جاویگا مگر بقدر قسم سچی کرنے کو ف یعنے
خدا نے قرآن مین بطور قسم کے فرمایا ہے کہ سب کو مقرر دوزخ پر گذار ہوگا پس اتنا ضرور ہوگا کہ دوزخ کے پل پر چلنا ہوگا
اسکے سوا اور کچہ عذاب نہین لیکن یہ گذرنا مختلف ہوگا باعتبار اختلاف عملون کے سو جنکے عمل اعلے درجے کے ہونگے وہ
آنکہ کے لمحہ مین پار اتر جاوینگے کما سیاتی تفصیل ذلک انشاء اللہ تعالی اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ مسلمانون 966
کی اولاد بہشت مین جاویگی اسلیے کہ یہ بعید ہے کہ ماں باپ انکی طفیل سے بہشت مین جاوین اور وہ خود دوزخ مین
جاوین اور یہی ہے قول جمہور علماء کا اور ایک گروہ نے اس مسئلے مین توقف کیا ہے وسیاتی البحث فی ذلک
فی اواخر الجنائز انشاء اللہ تعالی بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ اِصْبِرِیْ مرد کا عورت کو قبر کے پاس
کہنا کہ صبر کر ف یعنے اگر کوئی مرد کسی غیر عورت سے وعظ اور ماتم پرسی وغیرہ کے باب مین کلام کرے تو جائز ہے
خواہ عورت جوان ہو یا بوڑہی ہو اسلیے کہ اسمین دینی مصلحت ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَّهِیَ تَبْکِیْ
فَقَالَ اتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر گذرے جو قبر کے پاس
رو رہی تہی سو آپنے فرمایا کہ تو اللہ سے ڈر اور صبر کر ف پہلے باب مین بہی عورت سے خطاب واقع ہوا ہے اور اس
باب مین بہی عورت سے خطاب واقع ہوا ہے پہلی مین ترغیب ہے اور اسمین ترہیب ہے پس تعلق اس باب کا پہلے
باب سے ظاہر ہے بَابُ غُسْلِ الْمَیِّتِ وَوُضُوْئِهٖ بِالْمَآءِ وَالسِّدْرِ یعنی الماء بیری کے پتون سے میت کو نہلانے
اور وضو کرانے کا بیان ف جمہور علماء کے نزدیک مردے کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اگر ایک آدمی اسکو غسل
دیدیوے تو سبکے ذمے سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بہی غسل نہ دیوے تو سب گنہگار ہوتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ

مردے کو غسل تعبدی امر ہے اسکی کوئی علت نہیں لیکن جو چیز اور غسلوں میں واجب ہے اور زندہ میں شرط ہے اسمین بھی شرط
ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مردے کو غسل سنت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ غسل ہو منہ ہونے کے سبب سے ہی اسلیے کہ جب
مرنے کے سبب سے آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے اور جو بڑھو بیہوش ہو جاتے ہین تو انکا وضو ٹوٹ جاتا ہے پس غسل صحیح
ہو جاتا ہے لیکن زندے آدمی کو وضو ٹوٹنے سے غسل کرنا واجب نہیں اسلیے کہ ہر روز پانچ بار غسل کرنے مین بہت حرج
ہے اور مردے مین یہ حرج متصور نہیں اور بعضے اس غسل کی یہ وجہ بیان کرتے ہین کہ آدمی مرنے سے پلید ہو جاتا
ہے جیسے کہ اور حیوانون کا حال ہے پس پاک کرنے کے واسطے اسکو غسل دینا ضرور ہے لیکن یہ پاکی تعظیم کیواسطے
مسلمانون کے ساتھ خاص ہے کافر کی میت غسل دینے سے پاک نہیں ہوتی مگر اس قول کو بخاری نے رد کر دیا
کہ مسلمان مرنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے چنانچہ کہا وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ ابْنًا لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى وَلَمْ
يَتَوَضَّأْ یعنے ابن عمر رض نے سعید کے بیٹے کو خوشبو لگائی اور اسکو اٹھایا اور اسپر جنازے کی نماز پڑھی اور وضو نکیا ف
غرض امام بخاری کی ان اثرون سے یہ ہے کہ مسلمان کا مردہ ناپاک ہی اور یہ غسل میت تعبدی امر ہے اسلیے کہ اگر ناپاک
ہوتا تو پانی اور بیر سے پاک نہوتا اور صرف پانی سے اور نیز ابن عمر رض اپنے اعضا کو دھو ڈالتے جو اسکے ساتھ چھوئی
۹۶۷ تھی اور یہی وجہ ہے تعلق ان اثرون کی باب سے اور گویا کہ اسمین اشارہ ہے طرف اسکی کہ یہ حدیث کہ جو مردے کو
غسل دیوے سو چاہیے کہ غسل کرے اور جو اسکو اٹھاوے سو چاہیے کہ وضو کرے ضعیف ہے لائق حجت کے نہین
اور ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ذہلی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین لیکن علما کو اس مسئلے مین بھی
اختلاف ہے امام شافعی اور مالک رح کہتے ہین کہ جو شخص مردے کو غسل دیوے تو مستحب ہے کہ غسل میت کے بعد خود بھی غسل کرے
اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ وضو کرے اور اکثر اہل علم کے نزدیک نہ غسل ہے اور نہ وضو ہے اور یہی قول ہے
امام ابو حنیفہ رح کا اور یہی قول ہے امام بخاری کا اور یہی قول صحیح ہے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا
وَلَا مَيِّتًا یعنے ابن عباس رض نے کہا کہ ایماندار ناپاک نہیں ہوتا نہ زندہ اور نہ مرا ہوا ف یعنے جب مسلمان پاک نہین
ہوتا تو اسکو غسل دینا تعبدی ہوگا وَقَالَ سَعْدٌ لَوْ كَانَ نَجِسًا مَا مَسِسْتُهُ اور سعد نے کہا کہ اگر مردہ ناپاک ہوتا
تو مین اسکو کبھی ہاتھ نہ لگاتا ف ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ سعد نے سعید بن زید کو غسل دیا اور کفن
دیا اور خوشبو لگائی پھر آپ نے گھر مین آکر غسل کیا اور کہا کہ مینے اسکے غسل دینے کے سبب سے غسل نہین کیا بلکہ
گرمی کے سبب سے غسل کیا ہے پھر یہ کلمہ کہا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ یعنے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار ناپاک نہیں ہوتا یعنے جنابت سے ف وجہ استدلال اس حدیث سے
یہ ہے کہ ایمان کی صفت موت سے دور نہیں ہوتی بلکہ بدستور باقی رہتی ہے اور جب باقی رہے تو معلوم ہوا کہ مسلمان ناپاک
نہیں ہوتا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

سیرین عن ام عطیۃ الانصاریۃ قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفیت ابنتہ
فقال اغسلنہا ثلثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رأیتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا
او شیئا من کافور فاذا فرغتن فآذننی فلما فرغنا آذناہ فاعطانا حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ تعنی
ازارہ ۔ ترجمہ ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا انتقال ہوا اور ہم عورتین اسکو غسل دینے
لگین تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اسکو غسل دو تین بار یا پانچ بار یا اس سے بھی زیادہ اگر تم اسکو بہتر دیکھو
پانی اور بیر کے پتون سے اور اخیر غسل مین کافور ڈالو یا آپ نے یون فرمایا کہ تھوڑا سا کافور ڈالو پھر جب تم غسل دینے
سے فراغت پاؤ تو مجھکو خبر کرو سو جب ہمنے غسل سے فراغت پائی تو آپ کو خبر دی سو آپ نے ہمکو اپنا تہبند دیا اور فرمایا
کہ یہ تہبند اسکو کفن کے اندر سے پہنا دو تا کہ اسکی برکت اسکو پہونچے ف اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے
ہین ایک یہ کہ میت کو غسل دینا واجب ہے کما ہو مذہب الجمہور پس مطابقت اس حدیث کی باب کے پہلے مسئلے سے ظاہر
ہے اور دوسرے مسئلے کا یعنے وضو کا اس حدیث مین ذکر نہین لیکن امام بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ
کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعضے طریقون مین وضو کا ذکر بھی آگیا ہے جیسا کہ ام عطیہ کی حدیث مین آئندہ آویگا کہ آپ نے
فرمایا کہ غسل کو وضو کی جگہون سے شروع کرو اور ایک یہ کہ جس پانی سے مردے کو غسل دیا جاوے سنت ہے کہ اس مین بیر ۹۶۸
کے پتے ڈالے جاوین اور صورت اسکی یہ ہے کہ بیر کے پتون کو پانی مین ڈالکر خوب گھنگولا جاوے یہانتک کہ اسکی
جھاگ نکل آوے سو پہلے دو بار اسکو پانی اور بیر کے پتون سے غسل دیا جاوے اور تیسری بار کافور اور پانی سے غسل دیا
جاوے ایسا ہی روایت کیا ہے ابن سیرین نے ام عطیہ سے ابن عبد البر نے کہا کہ ابن سیرین اسکو سب تابعین سے زیادہ
جانتے تھے اور کہتے ہین کہ پہلی بار خالص پانی سے غسل دیا جاوے اور دوسری بار پانی اور بیر سے اور تیسری بار
کافور اور پانی سے لیکن یہ صورت حدیث سے ثابت نہین اور ایک یہ کہ مردے کو غسل طاق دیا جاوے یعنے تین بار یا پانچ
بار اور مستحب ہے کہ تین بار ہو سو اگر تین بار مین صفائی حاصل ہو جاوے تو اس سے زیادہ کرنا جائز نہین ورنہ جہانتک صفائی
حاصل ہو وہان تک زیادہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ طاق رہے لیکن سات بار سے زیادہ کرنا مکروہ ہے امام احمد نے کہا
کہ سات بار سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ مجھکو معلوم نہین کہ کسی نے سات بار سے زیادہ کہا ہو
اور ابن سیرین نے کہا کہ اکثر درجہ اسکا سات بار ہے اور ماوردی نے کہا کہ سات بار سے زیادہ کرنا اسراف ہے اور ایک بار
سب ان کو غسل دینا واجب ہے اور کوفے والے اور اہل ظاہر وغیرہ کہتے ہین کہ تین بار غسل دینا واجب ہے نہ اس سے
زیادہ کیا جاوے اور نہ کم کیا جاوے اور کہتے ہین کہ اگر تین بار کے بعد کوئی چیز مردے کے اندر سے نکل آوے تو فقط اس
جگہ کو دھو ڈالا جاوے غسل کو دوہرانا جائز نہین لیکن یہ قول انکا ظاہر حدیث کے مخالف ہے کہ آپ نے ان عورتون کو زیادہ
کرنے کا اختیار دیا اور ایک یہ کہ اخیر غسل مین کافور ڈالا جاوے اور ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کافور کو پانی مین

نا یا جاوے علیحدہ لگایا جاوے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور نخعی اور کوفہ والے کہتے ہین کہ جب غسل کے بعد مردے کا بدن خشک ہو جاوے تو اسوقت اسپر کافور لگایا جاوے اور کافور لگانے مین حکمت یہ ہے کہ وہ مردے کے بدن کو خشک اور سرد کر دیتا ہے اور اسمین جلدی سرایت کر جاتا ہے اور اسکو سخت کر دیتا ہے اور کیڑے اسکے پاس نہین آتے اور اسکا جسم جلدی فاسد نہین ہوتا اور نیز اسوقت وہان فرشتے حاضر ہوتے ہین اور اگر کافور نہ ملے تو اسکے بدلے کوئی اور خوشبو مشک وغیرہ لگا دیوے اور یہ کہ صالحین کے آثار سے تبرک لینا جائز ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی کو اپنا تہبند پہنایا اور یہ کہ مرد کے کپڑے مین عورت کو کفن دینا جائز ہے **باب ما يستحب ان تغسل وترا** استحب ہے کہ مردے کو غسل طاق دیا جاوے یعنے تین بار یا پانچ بار نہ دو بار یا چار بار مثلاً کہ وہ مستحب نہین ہے **حدثنا** محمد قال اخبرنا عبد الوهاب الثقفي عن ايوب عن محمد عن ام عطية قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافورا فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا آذناه فالقى الينا حقوه فقال اشعرنها اياه فقال ايوب وحدثتني حفصة بمثل حديث
محمد وكان في حديث حفصة اغسلنها وترا وكان فيه ثلاثا او خمسا او سبعا وكان فيه ۹۶۵
انه قال ابدأن بميامنها ومواضع الوضوء منها وكان فيه ان ام عطية قالت ومشطناها ثلاثة قرون ترجمہ اس حدیث ام عطیہ کا وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اسکو طاق غسل دو یعنے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور فرمایا کہ اسکی داہنی طرفون سے اور وضو کی جگہون سے غسل دینا شروع کرو ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے اسکی بالون کو کنگھی کی اور تین چوٹیین کیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو طاق غسل دینا مستحب ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کی بالون کو کنگھی کرنی مستحب ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی وغیرہ کا کہتے ہین کہ مردے کے بالون کو کنگھی دینی مستحب ہے اور انکی دلیل یہی حدیث ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ میت کی بالون کو کنگھی کرنی مکروہ ہے اور انکی دلیل عائشہ رض کی حدیث ہے لیکن اسکی صحت مین کلام ہے **باب يبدأ بميامن الميت** میت کی داہنی طرفون سے غسل شروع کیا جاوے **حدثنا** علي بن عبد الله قال حدثنا اسمعيل بن ابراهيم قال حدثنا خالد عن حفصة بنت سيرين عن ام عطية قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في غسل ابنته ابدأن بميامنها ومواضع الوضوء منها ترجمہ ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی غسل میں فرمایا کہ اسکی داہنی طرفون سے اور وضو کے مقامون سے غسل دینا شروع کرو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کا غسل داہنی طرف سے شروع کرنا سنت ہے اور ہر غسل مین داہنی طرف سے شروع کرے مگر یہ اس غسل کا حکم ہے جسمین

وضو نہ ہوا اور جسمیں وضو ہو تو اسمیں وضو کے مقاموں یعنی منہ اور ہاتھ کو مقدم کرے اور گویا کہ اسمیں رد ہے ابو قلابہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ غسل دینا اول سر سے شروع کیا جاوے پھر داڑھی کو دھویا جاوے **باب مواضع الوضوء من الميت** مردے کے وضو کے مقاموں سے غسل شروع کرنے کا بیان یعنے مستحب ہے کہ میت کو وضو کے مقاموں سے غسل دینا شروع کیا جاوے **حدثنا** يحيى بن موسى قال حدثنا وكيع عن سفيان عن خالد الحذاء عن حفصة بنت سيرين عن ام عطية قالت لما غسلنا بنت النبي صلى الله عليه وسلم قال لنا ونحن نغسلها ابدءوا بميامنها ومواضع الوضوء منها **ترجمہ** اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **ف** اور دلیل ترجمہ کی یہ لفظ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وضو کے مقاموں سے غسل دینا شروع کرو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو غسل سے پہلے وضو کرانا مستحب ہے اور یہی ہے مذہب سب علما کا اور کہتے ہیں کہ وضو میں منہ کو ہاتھوں سے پہلے دھویا جاوے اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ میت کو غسل میں کلی کرانی اور ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح کا اور امام ابو حنیفہ رح اور امام احمد رح کہتے ہیں کہ ہرگز مستحب نہیں اور نیز معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے اعضا کو غسل میں دوبارہ دھونا ضرور نہیں کہ وضو بھی غسل کی ایک جزو ہے **باب هل تكفن المرأة في إزار الرجل** کیا مرد کے کپڑے میں عورتوں کو کفن دیا جاتا ہے یا نہیں

۹۷۰ **حدثنا** عبد الرحمن بن حماد قال حدثنا ابن عون عن محمد عن ام عطية قالت توفيت ابنة النبي صلى الله عليه وسلم فقال لنا اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رأيتن فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا آذناه فنزع من حقوه ازاره وقال اشعرنها اياه **ترجمہ** اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا غرض یہاں اس لفظ سے ہے کہ آپ نے ہمکو اپنا تہبند دیا اور فرمایا کہ اسکو پہناؤ پس معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کے کپڑے میں کفن دینا جائز ہے اور یہی وجہ مطابقت حدیث کی باب سے ابن بطال نے کہا کہ اسپر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس مسئلے میں اختلاف نہیں لیکن امام بخاری نے اس مسئلے میں تردد کیا ہے سو یہ بنظر سیاق حدیث کے ہے کہ وہ اختصاص وغیرہ کا احتمال رکھتا ہے فلا اعتراض علیہ **باب يجعل الكافور في الآخرة** اخیر غسل میں کافور ڈالنے کا بیان **ف** امام بخاری نے اسکا کوئی حکم بیان نہیں کیا اسواسطے کہ نہیں صیغہ امر کا وارد ہوا ہے اور امر وجوب و ندب دونوں کا احتمال رکھتا ہے **حدثنا** حامد بن عمر قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن محمد عن ام عطية قالت توفيت احدى بنات النبي صلى الله عليه وسلم فخرج النبي صلى الله عليه وسلم فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رأيتن بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافورا او شيئا من كافور فاذا فرغتن فآذنني قالت فلما فرغنا آذناه فالقى الينا حقوه وقال اشعرنها اياه وعن ايوب عن حفصة عن ام عطية بنحوه وقالت انه قال اغسلنها ثلاثا او خمسا او سبعا او اكثر من ذلك ان رأيتن قالت حفصة قالت ام عطية واجعلنا

رأسہا ثلاثۃ قرون ترجمہ اسکا اوپر گذر چکا ہے اور مقصود یہاں یہی لفظ ہے کہ آپنے فرمایا کہ اُسکے اخیر غسل مین
کافور ڈالو پس معلوم ہوا کہ مردے کے اخیر غسل مین کافور ڈالنا چاہیے کما تقدم اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث
کی باب سے اور اس حدیث کے اخیر مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ آپنے فرمایا اسکو غسل دو تین بار یا پانچ یا سات بار یا اس
سے بھی زیادہ اگر تم اسکو بہتر دیکھو ام عطیہ رض نے کہا کہ ہمنے اسکے بالون کو تین چوٹیان بنایا **باب** نقض شعر
المرأۃ عورت کی بال کھولنے کا بیان یعنے اگر میت عورت کی ہو تو غسل کے وقت اسکے بالون کو کھول دیا جاوے
وقال ابن سیرین لا باس ان ینقض شعر المرأۃ یعنے ابن سیرین نے کہا کہ عورت کے بال کھولنے مین کوئی
ڈر نہین **ف** مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حدثنا** احمد قال حدثنا عبد اللہ بن وھب
قال اخبرنا ابن جریج قال ایوب وسمعت حفصۃ بنت سیرین قال حدثتنا ام عطیۃ انہن جعلن
راس بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ قرون نقضنہ ثم غسلنہ ثم جعلنہ ثلاثۃ
قرون **ترجمہ** ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ جن عورتون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دیا تھا انہون نے
اسکے بالون کو تین . . . . . چوٹیین بنایا اول انکو کھولا پھر انکو دھویا پھر انکو تین چوٹیین بنا لیا یعنے ایک مقدم سر کے
بالون سے اور دوسری دو نو طرف کی بالون سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی بالون کو کھولنا جائز ہے
اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور بعضے کہتے ہین کہ میت کی بالون کو کھولنا جائز نہین کہ اس سے بال
اکھڑ جاتے ہین لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ اسکو بکھرے ہوئے بالون سے جوڑ جاویگا **باب** کیف الاشعار للمیت
کو اشعار کس طور سے کیا جاوے یعنے کپڑے کو مردے کے بدن پر لپیٹا جاوے یا کہ اسکو تہ بند کی طرح باندھا جاوے اور اشعار
کہتے ہین کفن کے اندر سے کپڑا پہنانے کو جو بدن کے ساتھ لگا رہے **وقال** الحسن الخرقۃ الخامسۃ تشد
بہا الفخذین والورکین تحت الدرع یعنے حسن بصری نے کہا کہ عورت کو پانچ کپڑون سے کفن دیا جاوے
پانچوین کپڑے سے کرتے کے تلے دونو رانوں اور سرینون کو باندھا جاوے **ف** پس معلوم ہوا کہ اشعار بدن پر کپڑا لپیٹنے
کو کہتے ہین اور یہی قول ہے زفر کا اور امام بخاری کا بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ پانچوان کپڑا سینے
پر باندھا جاوے تاکہ کفن جڑا رہے اور اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو کفن میں کرتہ پہنانا جائز ہے اور یہی
راجح قول ہے شافعیہ اور حنبلیہ کا **حدثنا** احمد قال حدثنا عبد اللہ بن وھب قال اخبرنا ابن جریج
ان ایوب اخبرہ قال سمعت ابن سیرین یقول جاءت ام عطیۃ امرأۃ من الانصار من اللاتی
بایعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدمت البصرۃ تبادر ابنا لہا فلم تدرکہ فحدثتنا قالت دخل
علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنہا ثلاثا او خمسا او اکثر من
ذلک ان رأیتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا فاذا فرغتن فآذننی قالت فلما

فرغنا القى الينا حقوه فقال اشعرنها اياه ولم يزد على ذلك ولا ادرى اى بناته وزعم ان
الاشعار الففنها فيه وكذلك كان ابن سيرين يامر بالمرأة ان تشعر ولا تؤزر ترجمہ اسکا وہی
جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ ایوب نے کہا کہ مراد اشعار سے یہ ہے کہ اسکو اس کپڑے مین لپیٹ دو اور ابن سیرین
بھی اسی طرح حکم کیا کرتے تھے کہ عورت کو اسمین لپیٹ دیا جاوے اور تہبند کی طرح نہ باندھا جاوے **ف** اس حدیث سے
شعار کرنے کا طریقہ معلوم ہو گیا پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب** هل يجعل شعر المرأة ثلاثة
قرون کیا عورتون کے بالون کو گوندھ کر تین چوٹیاں بنایا جاوے یا نہین **حدثنا** قبيصة قال حدثنا سفيان
عن هشام عن ام الهذيل عن ام عطية قالت ضفرنا شعر بنت النبي صلى الله عليه وسلم تعني ثلاثة
قرون وقال وكيع عن سفيان ناصيتها وقرنيها ترجمہ ام عطیہ رضہ سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی
کے بالون کو تین چوٹیان بنایا ایک چوٹی ماتھے کے بالون سے اور دو چوٹیان سر کی دونو طرف کی بالون سے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے بال گوندھنے جائز ہین اور اوزاعی اور حنفیہ کہتے ہین کہ میت کے بال کھلے چھوڑ
جاوین کچھ آگے اور کچھ پیچھے گوندھے نہ جاوین اور قاسم نے کہا کہ مین بال گوندھنے کو نہین پہچانتا اور وہ کہتے ہین کہ
972 یہ قول ام عطیہ کا مرفوع نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ گوندھنا آپ کی تقریر سے ثابت ہے اسلیے کہ ظاہر یہ ہے کہ آپ کو خبر اطلاع
ہوئی ہوگی اور نیز یہ حدیث مرفوع بھی آچکی ہے جیسا کہ سعید بن منصور نے ام عطیہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
اسکی بالون کو گوندھو **باب** يلقى شعر المرأة خلفها ثلثة قرون عورت کے بال تین چوٹیان گوندھ پیٹھ کے پیچھے
ڈالے جاوین **حدثنا** مسدد قال حدثنا يحيى بن سعيد عن هشام بن حسان قال حدثنا حفصة
عن ام عطية قالت توفيت احدى بنات النبي صلى الله عليه وسلم فاتانا النبي صلى الله عليه وسلم
فقال اغسلنها بالسدر وترا ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رايتن ذلك واجعلن في الاخرة كافورا
او شيئا من كافور فاذا فرغتن فاذنني فلما فرغنا اذناه فالقى الينا حقوه فضفرنا شعرها ثلاثة
قرون والقيناها خلفها ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا اور غرض بیان اس حدیث کی اخیر فقرہ سے ہے کہ ہمنے اسکی
بالون کو گوندھ کر تین لٹین بنایا اور انکو انکی پس پشت ڈالا پس معلوم ہوا کہ عورت کی بالون کو گوندھ کر پس پشت
ڈالنا مستحب ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے بعضون نے کہ غسل میت
دینے والے پر غسل کرنا واجب نہین اسلیے کہ یہ جگہ تعلیم کی تھی اور آپنے اسکا حکم نہین فرمایا لیکن احتمال ہے کہ غسل
بعد اس واقعہ کے مشروع ہوا ہو اور بعضے مالکیہ اور شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور ابن بریدہ نے کہا کہ غاسل کو غسل
کرنا مستحب ہے اور حکمت اسمین یہ ہے کہ جب غاسل جانے گا کہ مینے خواہ مخواہ غسل کرنا ہے تو غسل میت کی چھینٹون سے
خوف نہ کریگا پس غسل میت مین خوب مبالغہ کریگا اور اسکو اچھی طرح سے پاک صاف کریگا اور بعضے حنفیون نے اسمعہ

دلیل پکڑی ہے اسپر کہ خاوند کو اپنی بیوی کا غسل دینا جائز نہیں اسلیے کہ آپکی بیٹی کا خاوند اسوقت حاضر تھا اور پھر وجود
اسکے آپ نے عورتون کو غسل دینے کا حکم کیا اور اسکے خاوند کو حکم نہ فرمایا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اسکا اسوقت حاضر ہونا
مسلم نہین اور بر تقدیر تسلیم اس بات کو ثابت کرنا ضرور ہوگا کہ اسکو غسل دینے سے کوئی مانع نہین تھا یہ دعوی
صحیح نہین اور نیز احتمال ہے کہ اسنے عورتون کو خود اپنی جان پر مقدم کیا ہو اور اگر اسکو بھی تسلیم کیا جاوے تو غایت
درجہ اس سے فقط اتنا ثابت ہوگا کہ عورت کا ہونا افضل اور اولے ہے پس مرد کے جواز کی نفی اس سے ثابت نہین ہوتی ہے
باب الثیاب البیض للکفن مستحب ہے کہ کفن کے واسطے سفید کپڑے ہون حدثنا محمد بن مقاتل قال
اخبرنا عبد اللہ اخبرنا ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن
فی ثلاثۃ اثواب یمانیۃ بیض سحولیۃ من کرسف لیس فیہا قمیص ولا عمامۃ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے یمن کے تین سفید کپڑون مین جو روئی سے تھے نہ انمین کرتہ تھا اور نہ دستار
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ مردے کو سفید کپڑون سے کفن دیا جاوے اسلیے کہ آپ کو سفید کپڑون
مین کفن دیا گیا اور خدا نہین اختیار کرتا ہے واسطے نبی اپنے کے مگر افضل کو اور اس باب مین ایک صریح حدیث
٩٧٣ بھی آچکی ہے جیسا کہ اصحاب سنن نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ سفید کپڑے پہنا کرو کہ وہ بہت پاک اور عمدہ
ہین اور اس سے اپنے مردون کو کفن دیا کرو ترمذی اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن شاید یہ حدیث بخاری
کی شرط پر ثابت نہین ہوئی اسواسطے اسکو ذکر نہین کیا واللہ اعلم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کو کفن
مین کرتہ پہنانا سنت نہین سنت یہ ہے کہ اسکو تین چادرون مین کفن دیا جاوے اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد اور جمہور
کا کہتے ہین کہ میت کو تین لفافون مین کفن دیا جاوے اور حنفیہ کہتے ہین کہ کفن مین ایک تہ بند ہو اور ایک کرتہ ہو اور ایک
لفافہ ہو اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو ابن عباس رض سے روایت ہے کہ آپ کے کفن مین کرتہ بھی تھا لیکن وہ حدیث مرسل ہے
پس اس حدیث کی معارض نہین ہو سکے گی اور یہ ترجیح دینی کہ مرد عورتون سے زیادہ واقف ہوتے ہین غلط ہے اسلیے
کہ یہ درجہ وجوہات ترجیح سے نہین لیکن یہ سب اختلاف افضلیت مین ہے جواز مین کسی کو بھی اختلاف نہین پس اگر کوئی
شخص کفن مین کرتہ پہنا دے تو جائز ہے اور یہی وجہ ہے تطبیق حدیثون کی اور امام مالک کہتے ہین کہ مردے کو پانچ کپڑون مین
کفن دیا جاوے (یہ قول مردود ہے اسلیے کہ عائشہ رض سے صریح آچکا ہے کہ آپ کو تین کپڑون مین کفن دیا گیا باب
الکفن فی ثوبین دو کپڑون مین کفن دینے کا بیان ف ایک کپڑے سے کفن دینا بالاتفاق واجب ہے بشرطیکہ سب بدن
کو چھپا لیوے اور دو کپڑون سے کفن دینا جائز اور کافی ہے اور تین کپڑون سے کفن دینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے اور
اگر وارث دوسرے یا تیسرے کپڑے مین جھگڑا کرین تو انکے جھگڑے کا کچھ اعتبار نہین اور اگر ایک کپڑا بھی میسر ہو وے تو
لباس یا رعیت کی پتون وغیرہ سے اسکو سب بدن کو چھپا دیا جاوے حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد

عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ بِعَرَفَۃَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَّاحِلَتِہٖ
فَوَقَصَتْہُ اَوْقَالَ فَاَوْقَصَتْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّکَفِّنُوْہُ
فِیْ ثَوْبَیْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْہُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّیًا **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت
ہی کہ جس حالت مین کہ ایک مرد احرام باندہے عرفات مین کہڑا تہا کہ اچانک اپنی سواری سے گر پڑا سو سواری نے
اسکی گردن توڑ ڈالی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل دو اسکو پانی اور بیر کے پتون سی اور کفن دو اسکو
دو کپڑون مین اور اسکو خوشبو نہ لگاؤ اور اسکے سر کو نہ اوڑہاؤ اسواسطے کہ خدا اسکو قیامت مین اوٹہاویگا
لبیک لبیک پکارتے ہوئے **ف** اسحدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نیک عمل کو شروع کرے پہر
تمام کرنے سے پہلے مرجاوے تو امید ہے کہ وہ عمل اسکے اعمال نامے مین لکہا جاویگا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ مردے کو دو کپڑون
مین کفن دینا جائز ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اسحدیث کی باب سی **بَابُ الْحَنُوْطِ لِلْمَیِّتِ** میت کو خوشبو
لگانیکا بیان یعنے وہ میت جو احرام مین نہ ہو **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ
بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَۃَ اِذْ
وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِہٖ فَاَقْصَعَتْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّکَفِّنُوْہُ
فِیْ ثَوْبَیْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْہُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّیًا **ترجمہ** اسکا وہی ہے جو ۹۷۴
گذرا **ف** اسحدیث سی معلوم ہوا کہ میت کو خوشبو لگانی جائز ہے اسلیے کہ محرم کے حقمین ممانعت خوشبو کی
علت فقط احرام ہے سو جبتک علت پائی جاوے تو خوشبو جائز نہو گی پس معلوم ہوا کہ غیر محرم میت کو خوشبو لگانی
جائز ہے پس مطابقت حدیث کی باب سی ظاہر ہوگئی اور اسحدیث سی یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر محرم احرام کی حالت مین
مرجاوے تو اسکو خوشبو لگانا اور اسکا سر چہپانا درست نہین اور یہی قول ہے امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق
اور اہل ظاہر کا کہتے ہین کہ موت سی اسکا احرام قطع نہین ہوتا اور یہی حدیث انکی دلیل ہے لیکن امام اعظم اور مالک
وغیرہ کے نزدیک محرم اور غیر محرم سب برابر ہین جو حلال آدمی کا حکم ہے وہی محرم کا حکم ہے کہتے ہین کہ احرام موت سے
ٹوٹ جاتا ہے پس اسکو خوشبو لگانی اور اسکا سر چہپانا درست ہی بلکہ مستحب ہے سو ابن دقیق نے کہا کہ قضیہ قیاس
کا یہی ہے کہ محرم کو بہی حلال کیطرح کفن دیا جاوے لیکن یہ حدیث مقدم ہے قیاس پر اور بعضے حنفی یہ کہتے ہین
کہ یہ حدیث اسی شخص کے حقمین خاص ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خبر دینا کہ وہ قیامت کو دن لبیک
کہتے ہوئے اوٹہایا جاویگا شہادت ہی اس بات کی کہ اسکا حج قبول ہوگیا اور یہ امر دوسرے کسی آدمی کے حقمین متصور
نہین پس ہر محرم کو ممانعت خوشبو کا حکم شامل نہین ہوگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ علت اسکی حق مین فقط احرام
کی وجہ سے ثابت ہوئی ہے پس ہر محرم کو اسکا حکم شامل ہوگا اور حج کا قبول ہونا یا نہ ہونا غائب امر ہے سوائے خدا کے

او قال فاوقصتہ ۱۲

کسی کو معلوم نہین اور بعضے کہتے ہین کہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکا عمل بند ہوجاتا ہے مگر تین
آدمیون کا اور محرم ان تین مین سے نہین پس لابد اسکا عمل بھی منقطع ہوجاویگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اس طرح کے
کا عمل نہین بلکہ زندی آدمی کا عمل ہے جو اسکو کفن دیتا ہے اور احرام کی حالت پر باقی رکھنا ہے مثل غسل اور نماز جنازہ
وغیرہ کے اور نیز اس سے لازم آتا ہے کہ عبادات بدنیہ کا ثواب مردے کو نہ پہونچے حالانکہ حنفیہ اسکے قائل ہین اور نیز حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے شہیدون کے حق مین فرمایا کہ انکو انکے خون آلودہ کپڑے اوڑھا دو پھر فرمایا کہ خدا جانتا ہے جو اسکے
راہ مین شہید ہوا سو اسلئے بنا بر ظاہر کے سب کو اس حکم مین شامل کیا پس اسیطرح یہ حکم بھی ہر محرم کو شامل ہوگا اور جامع
ان دونون کے درمیان یہ ہے کہ دونو خدا کے راہ مین شہید مین اور بعضون نے امام مالک کی طرف سے یہ عذر کیا ہے کہ
اسکو یہ حدیث نہین پہونچی انتہے ملخصاً (فتح) اور بعض حنفیہ اس باب مین کچھ حدیثین بھی نقل کرتے ہین لیکن وہ حدیثین
صحیح نہین اور بر تقدیر صحت صحیحین کی حدیثون کے معارض نہین ہوسکتی ہین **بَابٌ كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ** اگر کوئی
محرم احرام کی حالت مین مرجاوے تو اسکو کسطور سے کفن دیا جاوے **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيْرُهُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمِسُّوْهُ طِيْبًا وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ
٩٧٥ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا پس اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص احرام کی حالت مین مرجاوے اسکو
خوشبو نہ لگائی جاوے اور اسکا سر نہ چھپایا جاوے بلکہ فقط پانی اور بیر کے پتون سے غسل دیکر دو کپڑون مین کفنا دیا جاوے
اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو وَأَيُّوْبَ
عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَوَقَعَ
عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوْبُ فَوَقَصَتْهُ وَقَالَ عَمْرٌو فَأَقْعَصَتْهُ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَ
كَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ أَيُّوْبُ يُلَبِّيْ وَقَالَ عَمْرٌو
مُلَبِّيًا ترجمہ اسکا وہی جو اوپر گذرا فقط بعض الفاظ کا اختلاف ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے
ہین ایک یہ کہ زندہ محرم کو بیر کے پتون سے غسل کرنا جائز ہے اور ایک یہ کہ کفن مین طاق کرنا صحت کی شرط نہین اور
یہ کہ کفن راس المال سے ہے اور ایک یہ کہ مستحب ہے کہ محرم کو احرام کے کپڑون مین کفن دیا جاوے اور یہ کہ اسکا احرام باقی ہے
اور یہ کہ اسکو سلے ہوئے کپڑے مین کفن نہ دیا جاوے اور یہ کہ روزمرہ کے پہننے والے کپڑون مین کفن دینا جائز ہے اور
مستحب ہے کہ احرام کے اخیر تک لبیک پکارتا رہے اور ایک یہ کہ احرام سر کے متعلق ہے مُنہ کے متعلق نہین +
بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيْصِ الَّذِيْ يُكَفُّ أَوْ لَا يُكَفُّ وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيْصٍ سلے ہوئے کرتے یا بے سلے ہوئے مین کفن دینے
کا بیان اور بدون کرتے کے کفن دینے کا بیان **ف** یعنے مردے کو کرتے مین کفن دینا جائز ہے خواہ کرتا سلا ہوا

خواہ نہ سلا ہو اور اسمین اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کی جو کرتے مین کفن دینے کو مکروہ رکھتا ہے
اور اس شخص کی جو کمدار یا سلے کرتے مین کفن دینے کو جائز نہین کہتا اور ابن سیرین سے روایت ہی کہ وہ مستحب جانتے تہی
کرسدی کا کرتہ بہی زندی کیطرح تکمے سی بند کیا جاوے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ فَقَالَ
آذِنِّي أُصَلِّ عَلَيْهِ فَآذَنَهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى
الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً
فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ترجمہ
عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہی کہ جب عبد اللہ بن ابی فوت ہوا تو اسکا بیٹا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کی کہ آپ مجھکو
اپنا کرتہ دیجیے کہ مین اپنے باپ کو اسمین کفن دون اور اسپر نماز پڑہیے اور اسکی واسطے مغفرت کی دعا مانگیے سو آپنے
اسکو اپنا کرتہ دیا اور فرمایا کہ (جب میت تیار ہو تو) مجھکو خبر کر کہ مین اسپر جنازہ کی نماز پڑہون سو اسنے آپ کو خبر
دی سو جب آپ نے اسپر نماز پڑہنے کا ارادہ کیا تو عمر فاروق رضہ نے آپ کو پکڑ کر کہینچا اور کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو
976 منافقون کے جنازہ پڑہنے سی منع نہین کیا سو آپنے فرمایا کہ مین دو اختیارون کے درمیان ہون یعنی خدا نے مجھکو
منافقونکی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے مین اختیار دیا ہے چنانچہ فرمایا کہ تو انکے حق مین بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے
واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا اللہ سو آپ نے اسپر نماز پڑہی تب یہ آیت اتری کہ اے رسول نماز نہ پڑہ انمین
کسی پر جو مر جاوے کبہی اور نہ کہڑا ہو انکی قبر پر حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ
جَابِرًا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَأَخْرَجَهُ فَنَفَثَ فِيهِ
مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کے پاس تشریف
لائے بعد اسکے کہ قبر مین ڈالا گیا سو آپنے اسکو باہر نکلوایا اور اسپر اپنی لب ڈالی اور اسکو اپنا کرتہ پہنایا ف عبد اللہ
بن ابی بڑا بہاری منافق تہا ظاہر مین مسلمان تہا اور باطن مین اسلام کا دشمن تہا سو جب وہ مر گیا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو کفن کے واسطے اپنا کرتہ دیا اور سبب اسکا یہ ہی کہ جب وہ مرنے لگا تو اسکے بیٹے نے
جو نہایت مخلص تہا اسکے ظاہر حال کو دیکھ کر تو بہ اور ندامت کی نشانیان دیکہین اور خالص اسلام کیطرف اسکی رغبت معلوم کی سو اسکو مستحق
جانکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے کی درخواست کی تاکہ اسکی برکت سی اسکی مغفرت ہو جاوے اور بعضے کہتے ہین
کہ مرتے وقت خود اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتہ مانگا تہا جیسے کہ عبد الرزاق اور طبری نے قتادہ رضہ سے روایت
کی ہی کہ جب عبد اللہ بن ابی مرنے لگا تو اپنے بیٹے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بہیجا تو آپ اسکی پاس تشریف لیگئے

اور فرمایا کہ مجھکو یہود کی محبت نے ہلاک کیا اُسنے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ آپ میرے واسطے بخشش کی دعا مانگیے
اور آپ مجھکو جھڑکتے ہین پھر اُسنے عرض کی کہ آپ مجھکو اپنا کرتہ عنایت فرمایئے تاکہ مجھکو اسمین کفن دیا جاوے سو
جب وہ مرگیا تو اُسکے بیٹے نے بوجہ اسکی اُسی محبت اور رغبت کے آپسے کرتہ مانگا اور بخشش کی دعا چاہی کہ
شاید آپ کی دعا اور کرتے کی برکت سے اسکی مغفرت ہو جاوے سو آپنے اسکی درخواست قبول کی اور اُسکو اپنا
کرتہ دیا اور اسپر جنازے کی نماز پڑھی عمر نے آپ کو منع کیا یعنے اُسنے آیت لَن یَّغفِرَ اللّٰہُ لَہُم سے یہ سمجہا کہ اُن کا
جنازہ پڑھنا بھی درست نہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے صاف منع ثابت نہین ہوتا بلکہ خدا نے
مجھکو استغفار مین اختیار دیا ہے اور نیز اسمین اسکے بیٹے کی تعظیم اور تکریم مقصود ہے کہ وہ بڑا جلیل القدر صحابی
تھا اور بعضے کہتے ہین کہ جنگ بدر کے دن اُسنے عباسؓ کو اپنا کرتہ دیا تھا سو اُسکے عوض مین آپنے اسکو اپنا کرتہ دیا تاکہ
منافق کا احسان باقی نہ رہے اور نیز مشرک کے ساتھ احسان کرنے کی ممانعت کہین نہین آئی بلکہ قرآن مین صریح
موجود ہے لَا یَنہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِینَ لَم یُقَاتِلُوکُم فِی الدِّینِ وَلَم یُخرِجُوکُم مِّن دِیَارِکُم اَن تَبَرُّوھُم وَ
تُقسِطُوا اِلَیھِم الخ پس معلوم ہوا کہ آپ کا اسکو کرتہ دینا بے وجہ نہین اور اگر کوئی کہے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ جب اسکا بیٹا اسکی موت کی خبر دینے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو تب آپنے اسکو اپنا کرتہ دیا اور اس دوسری
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود اسکی قبر پر تشریف لیگئے بعد اسکو قبر سے نکلوا کر اپنا کرتا پہنایا پس تعارض ہے جواب 977
اسکا یہ ہے کہ پہلی حدیث مین مراد کرتہ دینے سے یہ ہے کہ آپنے اسکو کرتہ دینے کا وعدہ کیا کہ مین کرتہ دونگا پس تعارض
دفع ہوگیا اور یا دو بار آپ نے دو کرتے دیے ہونگے واللہ اعلم بالصواب غرض کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو کرتے
مین کفن دینا جائز ہے خواہ سلا ہوا ہو خواہ نہ سلا ہوا اور یہی وجہ مطابقت حدیث کی باب سے لیکن باب کی حدیثون مین سے
سلے کرتے کا ذکر نہین مگر شاید اطلاق حدیث سے اسکو نکالا ہوگا کہ اسمین مطلق کرتے کا ذکر ہے سلے یا بے سلے کی اس
مین کوئی قید نہین واللہ اعلم **بَابُ الکَفَنِ بِغَیرِ قَمِیصٍ** بدون کرتے کے کفن دینے کا بیان ف یعنے مردے
کو کرتے مین کفن دینا سنت نہین اس مسئلے مین علماء کو اختلاف ہے جمہور علماء کے نزدیک کرتے مین کفن دینا مستحب
نہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ مستحب ہے لیکن جواز مین سب کا اتفاق ہے کما مر **حَدَّثَنَا** اَبُو نُعَیمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفیٰنُ
عَن ھِشَامٍ عَن عُروَۃَ عَن عَائِشَۃَ قَالَت کُفِّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فِی ثَلٰثَۃِ اَثوَابٍ سُحُولٍ
کُرسُفٍ لَیسَ فِیھَا قَمِیصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ کفن دیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تین سفید کپڑون مین جنمین کرتہ اور عمامہ نہین تھا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحیٰی عَن ھِشَامٍ قَالَ
حَدَّثَنِی اَبِی عَن عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِی ثَلٰثَۃِ اَثوَابٍ لَیسَ فِیھَا قَمِیصٌ
وَّلَا عِمَامَۃٌ قَالَ اَبُو عَبدِ اللّٰہِ اَبُو نُعَیمٍ لَا یَقُولُ ثَلٰثَۃٌ وَعَبدُ اللّٰہِ بنُ الوَلِیدِ عَن سُفیَانَ یَقُولُ ثَلٰثَۃٌ

ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیئے گئے تین کپڑوں میں جنمیں کرتہ اور عمامہ نہیں تہا

بَابُ الْكَفَنِ بِلَا عِمَامَةٍ بدون پگڑی کے کفن دینے کا بیان یعنے مردے کو کفن میں عمامہ باندہنا سنت نہیں

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ ترجمہ اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **ف** بعضے لوگ کہتے ہیں کہ کفن میں سنت پانچ کپڑے ہیں تین لفافے اور ایک دستار اور ایک کرتہ سو حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن سنت فقط تین کپڑے ہیں یعنے تین لفافے اور کرتہ اور عمامہ خلاف سنت ہے اور مشائخ قدما نے بھی عمامے کو مکروہ رکہا ہے لیکن بعضے متاخرین حنفیہ کہتے ہیں کہ مستحسن ہے اور امام نووی نے شرح مہذب میں لکہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ کفن میں کرتہ اور دستار نہ ہو اور اگر ہو تو مکروہ نہیں خلاف اولیٰ ہے

بَابُ الْكَفَنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ کفن میت کا حق تمام مال سے ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ کی حدیث میں آچکا ہے **ف** جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے کہ کفن میت کا حق تمام مال سے ہے اور سب حقوق پر مقدم ہے یعنے اول سب مال سے کفن دیا جاوے پھر بعد اسکے جو مال بچے اُس سے قرض وغیرہ حقوق ادا کیے جاویں اور اگر میت کا سب مال اتنا ہی ہو کہ فقط اس سے تجہیز و تکفین ہی ہو سکے تو اسکو کفن میں ہی خرچ کیا جاوے اگرچہ میت قرضدار ہو ایسے وقت میں کفن کو چہوڑ کر قرض ادا کرنا ہرگز جائز نہیں لیکن کہتے ہیں کہ اگر وارث بہت ہوں اور مال تہوڑا ہو تو اولیٰ ہے کہ کفن کفایت دیا جاوے یعنے مرد کو دو کپڑے اور عورت کو تین کپڑے اور بعضے کہتے ہیں کہ تہائی مال سے کفن دیا جاوے یہ قول خلاص کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر مال تہوڑا ہو تو تہائی سے دیا جاوے یہ قول طاؤس کا ہے اور بعضے حنفیہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ وغیرہ تمام حقوق جو اصل مال کے متعلق ہوں وہ بھی کفن پر مقدم ہیں جیسے کہ سب مرہون ہو یا غلام جنایت کرنے والا ہو ۹۷۸ **وَبِهِ قَالَ** عَطَاءٌ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَقَتَادَةُ یعنے اور ساتھ اسکے قائل ہیں عطا اور زہری اور عمرو اور قتادہ کہتے ہیں کہ کفن تمام مال کا حق ہے **وَقَالَ** عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْحَنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ یعنے عمرو نے کہا کہ خوشبو بھی تمام مال کا حق ہے نہ تہائی کا یعنے جو خوشبو کہ کفن میں لگائی جاتی ہے وہ بھی قرض پر مقدم ہے **وَقَالَ** إِبْرَاهِيمُ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّيْنِ ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ یعنے ابراہیم نخعی نے کہا کہ میت کے ترکہ سے پہلے کفن دیا جاوے پھر قرض ادا کیا جاوے پھر وصیت جاری کی جاوے پھر بعد اسکے جو بچے وہ وارثوں میں تقسیم کیا جاوے **وَقَالَ** سُفْيٰنُ أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْغَسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ یعنے سفیان ثوری نے کہا کہ قبر کہودنے اور غسل دینے کی مزدوری بھی کفن میں سے ہے یعنے وہ بھی کفن کے حکم میں داخل ہے اسیطرح اسکا حق بھی تمام مال میں ہے نہ تہائی سے **ف** پس ان اثروں سے معلوم ہوا کہ کفن میت کا حق تمام مال میں ہے اور سب حقوق پر مقدم ہے اول سب ترکہ سے میت کو کفن دیا جاوے پھر بعد اسکے جو مال بچے اس سے قرض وغیرہ ادا کیا جاوے اور یہی ہے مذہب اکثر فقہا

اس حدیث کی باب سے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر کھودنے اور غسل دینے کی مزدوری لینی جائز ہے **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمًا بِطَعَامٍ فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِّنِّيْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ وَقُتِلَ حَمْزَةُ اَوْ رَجُلٌ اٰخَرُ خَيْرٌ مِّنِّيْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِيْ حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ **ترجمہ** ابراہیم رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن عبد الرحمن بن عوف کے پاس کھانا لایا گیا سو اُس نے کہا کہ مصعب بن عمیر شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے سو انکو کفن کے واسطے کچھ میسر ہوا مگر ایک چادر اور شہید ہوئے حمزہ یا کوئی اور مرد سو انکو بھی کفن کے واسطے کوئی چیز میسر ہوئی مگر ایک چادر سو میں ڈرا اس سے کہ ہماری نعمتیں جو تھیں وہ ہمارے لیے دنیا میں جلدی کیے گئے ہوں پھر رونے لگے یعنے اس خوف سے کہ شاید ہم درجات عالیہ سے محروم رہیں **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن میت کا حق تمام مال سے ہے اور سب حقوق لازمہ پر مقدم ہے کہ آپ نے انکو اُسی ایک چادر میں دفن کرنیکا حکم دیا اور یہ نہ پوچھا کہ اُن پر کچھ قرض ہے یا نہیں اور نہ یہ فرمایا کہ کفن تہائی مال سے دیا جاوے اور جو ایسا مسکین آدمی ہو اُسپر قرض ہونا بھی کچھ بعید نہیں اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اگر میت کو سر پر قرض مستغرق ہے یعنی جتنا ترکہ رہے وتنا ہی اُسپر قرض ہو تو اُسکے کفن میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ اسکو بھی ایسا کفن دینا چاہیے جو اُسکے سب بدن کو چھپا لیوے اور بعضے کہتے ہیں کہ فقط اُسکے ستر کو چھپانا جائز ہے زیادہ جائز نہیں لیکن پہلی بات کو ترجیح ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقط ایک چادر میں بھی مردے کو کفن دینا جائز ہے اور اگر کپڑا ایسا باریک ہو کہ اُسکے تلے سے مردے کا سب بدن نظر آوے تو ایسی ایک چادر میں مردے کو کفن دینا بالاجماع جائز نہیں کذا قال ابن عبد البر

بَابٌ اِذَا لَمْ يُوْجَدْ اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ اگر ایک کپڑے کے سوا دوسرا کوئی کپڑا میسر نہ ہو تو فقط ایک ہی چادر میں کفن دینا جائز ہے اور دوسرے کسی کپڑے کی انتظار کرنا ضرور نہیں **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَاْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهٗ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ **ترجمہ** ابراہیم سے روایت ہے کہ عبد الرحمن کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزہ دار تھے سو کہا کہ مصعب شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے سو فقط ایک چادر میں کفن دیے گئے اگر انکا سر چھپایا جاتا تھا تو اُنکے پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر انکے پاؤں چھپائے جاتے تھے تو انکا سر کھل جاتا تھا ابراہیم نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ اُسنے کہا اور حمزہ شہید ہوئے اور وہ بھی مجھ سے بہتر تھے پھر فراخ اور کشادہ کی گئی واسطے ہمارے دنیا جس قدر کہ

979

کشادہ کی گئی یا کہا دی گئی ہمکو دنیا بعد رزق دی گئی (راوی کا شک ہے) اور مقرر ہمنے خوف کیا کہ ہماری نیکیوں کا
بدلا ہمکو دنیا میں جلدی دیا گیا ہو آخرت کو واسطے جمع نہ رہا ہو پھر لگے رونے لگے اور کھانے کو چھوڑ دیا ف اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ اگر کفن کے واسطے ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا میسر نہ ہو تو ایک ہی میں کفن دینا جائز ہے اور یہی ہے
وجہ مطابقت حدیث کی باب سے **باب** اذا لم یجد کفنا الا ما یواری راسہ او قدمیہ غطی بہ راسہ
اگر کفن کے واسطے فقط اتنا ہی کپڑا میسر ہو جو میت کو سر اور بدن کو چھپاوے اور پاؤں ننگے رہیں اور یا پاؤں اور بدن
کو چھپاوے اور سر ننگا رہے تو اس صورت میں اسکے سر اور بدن کو چھپایا جاوے اور پاؤں کو ننگا چھوڑا جاوے یا گھاس وغیرہ سے انکو
بھی چھپایا جاوے ف اور اگر فقط اتنا ہی کپڑا ہو کہ اس سے صرف سر یا پاؤں چھپ سکیں نہ کچھ بھی چھپ سکے تو اولے
یہ ہے کہ اس سے ستر کو چھپاوے اور پاؤں اور سر کو ننگا رکھے اور اگر ستر عورت کے واسطے بھی کپڑا میسر نہ ہو تو گھاس وغیرہ سے جو
چیز میسر ہو اسکے ساتھ اسکے بدن کو چھپایا جاوے حدثنا عمر بن حفص بن غیاث قال حدثنا ابی قال
حدثنا الاعمش قال حدثنا شقیق قال حدثنا خباب قال هاجرنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم نلتمس
وجہ اللہ فوقع اجرنا علی اللہ فمنا من مات ولم یاکل من اجرہ شیئا منہم مصعب بن عمیر ومنا من
اینعت لہ ثمرتہ فہو یہدبہا قتل یوم احد فلم نجد ما نکفنہ بہ الا بردۃ اذا غطینا بہا راسہ
۹۸۰ خرجت رجلاہ واذا غطینا رجلیہ خرج راسہ فامرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نغطی راسہ
وان نجعل علی رجلیہ من الاذخر ترجمہ خباب سے روایت ہے کہ ہمنے خدا کی رضامندی چاہنے کو واسطے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اپنا ملک چھوڑا سو ہماری مزدوری خدا کے ذمے ثابت ہوئی یعنے بموجب
اسکے وعدے کے سو بعضے ہم میں سے مرگئے اور اپنی مزدوری سے کچھ نہ کھایا انہیں سے مصعب بن عمیر ہیں اور بعضے ہم میں سے
ایسے ہیں کہ انکا پھل پک گیا سو وہ اپنے پھل کو چنتے ہیں مصعب جنگ احد کے دن شہید ہوئے سو ہمنے اسکے کفن کے
واسطے کچھ نہ پایا مگر ایک چادر سو اگر ہم اس سے اسکا سر چھپاتے تھے تو اسکے پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر اسکے پاؤں چھپاتے
تھے تو اسکا سر ننگا ہو جاتا تھا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا کہ اسکا سر چھپا دیویں اور اسکے پاؤں پر گھاس ڈال
دیویں ف مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب** من استعد الکفن فی زمن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ اس شخص کا بیان جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کفن تیار کیا اور
آپنے اسپر انکار نہ کیا یعنے اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنا کفن تیار کر رکھے اس غرض سے کہ بعد موت کے اسکو
اسمیں کفن دیا جاوے تو جائز ہے مکروہ نہیں اور اسیطرح اپنی زندگی میں اپنی قبر کھود رکھنی بھی بعضوں کے نزدیک
جائز ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جائز نہیں حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ قال حدثنا ابن ابی حازم عن
ابیہ عن سہل ان امراۃ جاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببردۃ منسوجۃ فیہا حاشیتہا اتدرون

ما البردة قالوا الشملة قال نعم قالت نسجتها بيدي فجئت لاكسوكها فاخذها النبي صلى الله عليه
وسلم محتاجا اليها فخرج الينا وانها ازاره فحسنها فلان فقال اكسنيها ما احسنها فقال
القوم ما احسنت لبسها النبي صلى الله عليه وسلم محتاجا اليها ثم سألته وعلمت انه
لا يرد قال اني والله ما سألته لالبسه وانما سألته لتكون كفني قال سهل فكانت كفنه ترجمہ
سہل رض سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک چادر لائی جسکے کنارے اسکے ساتھ بنے ہوئے
تھے یعنے کناری دار چادر تھی سہل نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کس کو کہتے ہین انہون نے کہا چادر کو کہتے ہین جو بدن
پر لپیٹی جاتی ہے اسنے کہا ہان ٹھیک ہے سو اُسنے کہا کہ مین نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنا ہے سو مین
ائی ہون تاکہ یہ چادر آپ کو پہنا دون سو آپ نے اسکو لیا کہ آپ کو اسکی حاجت تھی سو آپ ہماری طرف نکلے یعنے گھر سے
تشریف لائے اور وہ آپ کا تہبند تہا سو فلان شخص نے اسکی تعریف کی اور عرض کیا کہ یا حضرتؐ یہ چادر مجھکو پہنا دیجئے
یعنے مجھکو عنایت فرمائیے وہ کیا عمدہ ہے سو لوگون نے کہا کہ تو نے اچھا نہین کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اُسکے پہننے کی حاجت تھی پھر تو نے آپ سے سوال کیا اور تجھکو معلوم ہے کہ آپ سوال کو رد نہین کرتے
سو اُسنے کہا کہ خدا کی قسم کہ مینے آپ سے اسواسطے سوال نہین کیا کہ اسکو پہنون بلکہ مینے تو فقط اسواسطے سوال کیا
ہے کہ وہ میرا کفن ہو سہل نے کہا سو وہ چادر اسکا کفن ہوا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندگی مین اپنا کفن وغیرہ ۹۸۱
ضروری سامان موت کا تیار کر رکھنا جائز ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اسکو وجہ حلال سے حاصل کرے اور اس حدیث
اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ کسی کے لباس کی تعریف کرنی جائز ہے تاکہ پہننے والے کو اسکی
قدر معلوم ہو اور ایک یہ کہ خلاف ادب انکار کرنا جائز ہے گو درجہ تحریم کو نہ پہنچے اور ایک یہ کہ آثار صالحین سے
تبرک حاصل کرنا اچھا ہے اور یہ کہ حاجت کے وقت سے پہلے کوئی چیز تیار کر رکھنی جائز ہے **باب اتباع النساء
الجنازة** عورتون کو جنازے کے ساتھ جانے کا کیا حکم ہے ف امام بخاری نے باب فضل اتباع الجنائز اور اس باب
کے درمیان بہت بابون کے ساتھ فرق کیا ہے تو غرض اس سے یہی ہے کہ عورتون اور مردون مین فرق ہے اور جنازے کے
ساتھ جانے کی فضیلت جو حدیثون مین آچکی ہے وہ مردون کے ساتھ خاص ہے عورتون کو وہ فضیلت حاصل
نہین اسلیے کہ باب کی حدیث سے عورتون کے واسطے جنازے کے ساتھ جانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت سے
معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا حرام ہے یا مکروہ ہے اور فضیلت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ
جانا مستحب ہے اور ان دونون کا ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہین اور امام بخاری نے اسکا کوئی حکم صریح بیان نہین کیا اس
واسطے کہ علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف صرف اسی وقت ہے جبکہ فتنے کا خوف نہ ہو اور اگر فتنے
کا خوف ہو تو پھر انکا جنازے کے ساتھ جانا بالاتفاق منع ہے واللہ اعلم حدثنا قبیصة بن عقبة قال

[illegible]

حدثنا سفیان عن خالد الحذاء عن ام الهذیل عن ام عطیة انها قالت نهینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا ترجمہ ام عطیہ نے روایت کی ہم عورتوں
کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع ہوا لیکن ہم پر لازم نہ کیا گیا یعنی یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا مکروہ ہے
حرام نہیں **ف** اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا حرام نہیں مکروہ ہے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا اور امام مالک
کہتے ہیں کہ جائز ہو اور یہی قول ہے اہل مدینہ کا اور دلالت کرتی ہے جواز پر وہ حدیث جو ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جنازے کے ساتھ تھے سو عمر نے ایک عورت کو دیکھا سو اس کو للکارا آپ نے فرمایا کہ اے عمر اس کو چھوڑ دے لیکن جواز اس وقت ہے جب کہ فتنے کا خوف نہ ہو
کما مر اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شارع کی نہی کئی قسم پر ہے **باب احداد المرأة على غير زوجها** عورت کو خاوند کے سوا اور آدمی پر سوگ کرنے کا کیا
حکم ہے یعنی خواہ بھائی بیٹا وغیرہ کوئی قریبی مرا ہو یا کوئی اجنبی مرا ہو **ف** سوگ کے یہ معنی ہیں کہ عورت اپنی زینت اور سنگار کو بالکل چھوڑ دے اور عمدہ
کپڑے اور خوشبو وغیرہ اسباب جماع سے پرہیز کرے اور عورت کو اپنے خاوند پر سوگ کرنا فرض ہے اور خاوند کے سوا اور آدمی پر سوگ کرنا تین دن جائز ہے واجب نہیں
اس لیے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر خاوند اس سے ان دنوں میں جماع کرنا چاہے تو اس کو خاوند کا منع کرنا حرام ہے **حدثنا** مسدد قال حدثنا
بشر بن المفضل قال حدثنا سلمة بن علقمة عن محمد بن سیرین قال توفی ابن لام عطیة فلما كان الیوم الثالث دعت بصفرة
فتمسحت به وقالت نهینا ان نحد اكثر من ثلاث الا لزوج ترجمہ ابن سیرین سے روایت ہے کہ ام عطیہ کا ایک لڑکا فوت ہوا سو جب تیسرا
دن ہوا تو اس نے زرد رنگ خوشبو منگائی اور بدن پر ملی اور کہا کہ ہم کو منع ہوا ہے تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کریں مگر خاوند کی موت پر **حدثنا**
الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا ایوب بن موسی قال اخبرنی حمید بن نافع عن زینب بنت ابی سلمة قالت لما جاء نعی ابی
سفیان من الشام دعت ام حبیبة بصفرة فی الیوم الثالث فمسحت عارضیها وذراعیها وقالت انی كنت عن هذا لغنیة لولا
انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر ان تحد على میت فوق ثلاث
الا على زوج فانها تحد علیه اربعة اشهر وعشرا ترجمہ زینب سے روایت ہے کہ جب شام کے ملک سے ابوسفیان کے مرنے کی خبر آئی تو ام حبیبہ ابوسفیان کی
بیٹی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی نے تیسرے دن زرد خوشبو منگائی اور اپنے دونوں رخساروں اور دونوں ہاتھوں پر ملی اور کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہ تھی اگر میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا کہ فرماتے تھے کہ نہیں حلال اس عورت کو جو خدا کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے یعنی بناؤ سنگار
چھوڑ دے مگر اپنے خاوند کی موت پر کہ اس پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے **حدثنا** اسمعیل قال حدثنا مالك عن عبد الله بن ابی بكر بن محمد بن عمرو
بن حزم عن حمید بن نافع عن زینب بنت ابی سلمة انها اخبرته قالت دخلت على ام حبیبة زوج النبی صلی الله علیه وسلم
فقالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تحد على میت فوق ثلاث
الا على زوج اربعة اشهر وعشرا ثم دخلت على زینب بنت جحش حین توفی اخوها فدعت بطیب فمست به ثم قالت
ما لی بالطیب من حاجة غیر انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تحد على میت
فوق ثلاث الا على زوج اربعة اشهر وعشرا ترجمہ زینب سے روایت ہے کہ میں ام حبیبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کے پاس گئی سو انہوں نے
کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ نہیں حلال اس عورت کو جو خدا کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کی میت پر سوگ کرے

[illegible]

نہین حلال کسی عورت کو جو خدا کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے مگر اپنے خاوند
کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے ف یعنے کسی قریبی یا اجنبی کا غم اور ماتم مین تین دن سے
زیادہ سوگ کرنا عورت کو حلال نہین مگر خاوند کو ماتم مین چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے نہ اس سے
کم کرے اور نہ زیادہ پس معلوم ہوا کہ عورت کو خاوند کے سوا اور آدمی پر تین دن سوگ کرنا جائز ہے کہ حلال ہونا جواز کو
مستلزم ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو خاوند کی عدت مین
خوشبو ملنا سرمہ لگانا اور رنگین کپڑا پہننا بھی جائز نہین ہے باب زِيَارَةِ الْقُبُورِ قبرون کی زیارت کرنے کا
بیان یعنے جائز ہے ف اول اسلام مین کفر کا زمانہ قریب تہا لوگ تازہ مسلمان ہوئے تھے اور تہوڑی دن سے
بت پرستی چھوڑی تہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سد باب کو واسطے قبرون کی زیارت سے بھی منع فرمایا تاکہ مبادا
شرک مین پہر گرفتار ہوجاوین پھر جب اسلام انکے دلین رچ گیا اور توحید کا عقیدہ مضبوط ہوگیا اور بت پرستی
کا خیال بالکل دفع ہوگیا تو آپنے قبرون کی زیارت کرنے کی رخصت دی اور منع کا حکم منسوخ فرمایا جیسا کہ صحیح مسلم مین
بریدہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو قبرون کی زیارت سے منع کیا کرتا تہا سو اب تم انکی زیارت
٩٨٣ کیا کرو اور بعضی روایتون مین یہ لفظ زیادہ ہین کہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہے اور دل کو نرم کرتی ہے آپنے یہ فائدہ ہو واسطے
تبلایا کہ تا لوگ اہل قبور سے اپنی حاجت روائی چاہین اور شرک مین گرفتار ہون پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبرون
زیارت کرنی جائز ہے اور نہی منسوخ ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ قبرون کی زیارت کو جائز رکہتے ہین اور ابن
سیرین اور نخعی اور شعبی کا یہ قول ہے کہ قبرون کی زیارت کرنی مطلق مکروہ ہے مگر یہ قول انکا مردود ہے ساتھ اس حدیث
مسلم کے جو ابھی گذری اور شاید انکو یہ حدیث نہین پہونچی لیکن بعد انکے سب کا اتفاق ہوچکا ہے کہ قبرون کی زیارت
کرنی جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ قبرون کی زیارت واجب ہے اگرچہ تمام عمر مین ایک ہی بار ہو یہ قول ابن حزم کا
ہے اور عورتون کے باب مین اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہین کہ انکو قبرون کی زیارت کرنی جائز ہے بشرطیکہ
فتنے کا خوف نہو اور دلیل انکی یہ حدیث باب کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قبر کے پاس
بیٹھے دیکہا تو اوپر انکار نہ کیا پس تقریر ثابت ہوئی اور یہی ہے قول عائشہ رض کا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ رخصت جو مسلم
کی حدیث مین آئی ہے سو مردون کو ساتھ خاص ہے یعنے قبرون کی زیارت کرنی مردون کو جائز ہے عورتون
کو جائز نہین ہے یہ قول شیخ ابو اسحاق کا ہے اور انکی دلیل یہ حدیث ہو کہ خدا نے لعنت کی ہے قبرون کی
زیارت کرنے والی عورتون کو مگر یہ لعنت صرف انہین کے واسطے ہے جو بہت کثرت سے قبرون کی زیارت کرین کما ہو
مدلول المبالغہ اور شاید سبب اسکا یہ ہے کہ وہ بہت روتی چلاتی ہین اور خاوند کا حق ضائع کرتی ہین اور اگر ان
باتون سے سلامت ہو تو جائز ہے کہ موت کی یاد داشت کو سب محتاج ہین مگر احتیاط اسی مین ہے کہ عورتین قبرونکی

زیارت کو نہ جاوین کہ امر فتنے سے خالی نہیں **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا ثابت عن انس بن
مالک قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بامرأۃ تبکی عند قبر فقال اتقی اللہ واصبری قالت الیک
عنی فانک لم تصب بمصیبتی ولم تعرفہ فقیل لھا انہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتت باب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم تجد عندہ بوابین فقالت لم اعرفک فقال انما الصبر عند
الصدمۃ الاولی ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر گذرے جو قبر پاس روتی تھی سو
آپنے اس عورت سے فرمایا کہ خدا سے ڈر اور صبر کر اُسنے کہا کہ میرے پاس سے مل جا کہ تجھ پر وہ مصیبت نہیں پڑی جو مجھ
پر پڑی اور وہ عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتی تھی سو کسی نے اُس سے کہا کہ یہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تب
وہ پچھتائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور دروازے پر دربانون کو نہ پایا یعنے جب اُسنے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو اسکو خوف پیدا ہوا اور خیال کیا کہ بادشاہون کی طرح آپ کے دروازے پر بھی دربان ہونگے
اور شاید اندر جانا ملے یا نملے سو جب وہ آئی تو معاملہ اُسکے برعکس دیکھا اور عرض کیا کہ مین نے آپ کو نہیں پہچانا
یعنے اب مین آپ کا حکم مانتی ہون اور صبر کرتی ہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کا ثواب تو اول صدمے
کے نزدیک ہے یعنے صبر کا وقت ابتدا مصیبت کا ہے اور اسی صبر کا شرع مین ثواب اور اعتبار ہے اسواسطے کہ جب مصیبت ۹۸۴
کو بہت مدت گذر جاوے تو آدمی کو خود بخود صبر آجاتا ہے خواہ ایماندار ہو خواہ کافر ہو تو اس صبر کا کچھ اعتبار نہیں **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرون کی زیارت کرنی جائز ہے اسلیے کہ آپنے اس عورت کو قبر کے پاس بیٹھے دیکھا اور
اسپر انکار نہ کیا اور نہ یہ فرمایا کہ تو اپنے گھر سے باہر کیون نکلی ہے پس معلوم ہوا کہ عورت کو گھر سے نکلنا جائز ہے اور وہ
عام اس سے کہ میت کو ماتم کے واسطے نکلے یا زیارت قبور کے واسطے نکلے دونو کا حکم ایک ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت
اس حدیث کی باب سے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ جاہل کے ساتھ تواضع اور نرمی سے
پیش آنا چاہیے اور اسکا عذر قبول کرنا چاہیے اور نیک بات بتلانا چاہیے اور بُرے کام سے روکنا چاہیے اور ایک
یہ کہ جو شخص نیک بات بتلاوے اسکو قبول کرنا چاہیے اگرچہ مامور آمر کو نہ پہچانتا ہو اور ایک یہ کہ قاضی اور حاکم کو لائق
نہیں کہ کبھی اپنا دربان بناوے جو لوگون کی حاجت روائی سے مانع ہو اور یہ کہ جزع فزع کرنا منع ہے اور یہ کہ قبرون
کی زیارت کرنی جائز ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو اور خواہ قبر والا مسلمان ہو یا کافر ہو کہ آگے آوینگے اسکی تفصیل نیز
یہ بھی امام نووی نے کہا ہے یہ مذہب جمہور کا **باب** قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت
ببعض بکاء اھلہ علیہ اذا کان النوح من سنتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ مردے پر عذاب
ہوتا ہے اسکے گھر والون کی بعض قسم رونے کے سبب سے یعنے جس وقت کہ نوحہ اسکی سنت ہو اور میت کی خوبیان گن گن کر کی جاوین محض
رونا کہ وہ رحمت ہے اگر یہ بسبب تنبیہ کے ہے کہ ایک نوحہ کرکے رونا اسکی عادت اور اسکا طریقہ ہو اور ماتمون مین خود جا کر نوحہ کرتا ہو

یا اسکے گھر مین یہ رسم ہو اور وہ منع نہ کرے بلکہ اسپر راضی ہو تو اسکے مرنے کے بعد جو اسپر نوحہ ہوگا تو اس سے بھی اسپر عذاب ہوگا
کہ یہی بچانے اسکی اپنے عمل کے ہے کہ اسکو اس سے منع کرنے کا حکم آیا ہے ساتھ دلیل اس آیت کے لِقَولِ اللّٰہِ تَعَالیٰ
قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا یعنے خدا نے فرمایا کہ اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والون کو آگ سے
ف وجہ استدلال کی اس آیت سے یہ ہے کہ اس آیت مین اپنی جان کو اور اپنے گھر والون کو آگ سے بچانے کا حکم آیا ہے
اور وہ عام ہے ہر قسم کے بچانے کو شامل ہے اور یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ آدمی بُرے کام کی عادت اختیار نہ کرے
تاکہ اسکے گھر والے اسکے مرنے کے بعد اس فعل بد کے مرتکب نہ ہون اور اگر اُسنے خود بُرے کام کی عادت کر رکھی ہو یا اسکے
گھر مین یہ رسم ہو اور اس سے منع نہ کرے تو اُسنے نہ اپنی جان کو بچایا اور نہ اپنے گھر والون کو بچایا پس لامحالہ مرنے
کے بعد نوحہ کرنے کے سبب اسپر عذاب ہوگا بسبب سستی اور عدم تعمیل حکم کے **وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ**
کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگون مین ہر ایک شخص
حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جاویگا **ف** یہ حدیث پوری کتاب الجمعہ مین گذر چکی ہے اور
وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہے کہ اس حدیث مین رعیت کی حفاظت کرنیکا حکم ہے اور حفاظت عام ہے ہر قسم کی حفاظت
کو شامل ہے پس متلزم ہے اس بات کو کہ وہ بُرے کام کی عادت اختیار نہ کرے تاکہ اسکے گھر والے اسکے مرنے ٩٨٥
کے بعد اس فعل بد کے مرتکب نہ ہون اور نہ اپنے گھر مین کوئی رسم بد ہونے دیوے ورنہ اس سے پوچھا جاویگا اور اسپر اسکو
عذاب ہوگا **فَاِذَا لَمْ یَکُنْ مِنْ سُنَّتِہٖ فَھُوَ کَمَا قَالَتْ عَائِشَۃُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی** یعنے اگر
نوحہ کرکے رونا اسکی عادت نہ ہو یعنے نہ خود کیا ہو اور نہ گھر والون کو کرنے دیا ہو یا وہ گھر والون کے فعل سے بیخبر
ہو تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ عائشہ رضی نے فرمایا ہے کہ نہ اوٹھاویگا کوئی اوٹھانے والا بوجھ دوسرے کا یعنے نیکے
بعد نوحہ کرنیکا گناہ رونے والے پر ہوگا نہ مردے پر **وَھُوَ کَقَوْلِہٖ تَعَالیٰ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اِلٰی حِمْلِھَا لَا یُحْمَلْ مِنْہُ شَیْءٌ**
اور وہ اس آیت کی طرح ہے یعنے اسکے معنے مین ہے کہ اگر کوئی جی بھاری بوجھ والا کسی دوسرے کو اپنا بوجھ اوٹھانے
کے واسطے بلاوے تو نہ اوٹھایا جاویگا اس سے کچھ یعنے پس نوحہ کرنے کا گناہ رونے والے پر ہوگا نہ مردے پر **وَمَا یُرَخَّصُ**
مِنَ الْبُکَاءِ فِیْ غَیْرِ نَوْحٍ یعنے جس رونے مین نوحہ نہ ہو اور میت کی خوبیون کا بیان نہ ہو وہ رونا جائز ہے بلکہ رحمت ہے
ف اس جملے کا عطف ابتدا ترجمے پر ہے **وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا**
کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِھَا وَذٰلِکَ لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ نہیں قتل کیا جاتا کوئی جی ظلم سے مگر کہ آدم کے پہلے بیٹے یعنے قابیل پر اسکے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنے
وہ بھی گناہ مین شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اسنے اول خون کرنے کی رسم نکالی **ف** حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے
قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مار ڈالا تھا خونریزی کی رسم اول اُسینے نکالی تو جتنے عالم مین قیامت تک خون ہونگے

سب کا گناہ اسپر ضرور ہوگا اسیطرح جو شخص کہ بد رسم خلاف شرع نکالے گا اسکو کرنے والون کے برابر اسکی گردن پر بھی وبال پڑیگا
اور اسیطرح جو شخص کسی مردے پر نوحہ کرکے رووے تو گویا کہ اُسنے اپنے گھر والون کے واسطے یہ رسم نکالی تو لامحالہ نوحہ کرنیوالے
کے برابر اسپر بھی اسکا گناہ ہوگا پس مطابقت اسحدیث کی باب کو پہلے مسئلے سے ظاہر ہے لیکن مناسب تھا کہ اسحدیث
کو پہلے مسئلے کے متصل نقل کیا جاتا اور حاصل اس باب کا یہ ہے کہ زندے کے نوحہ کرنے سے مردے پر عذاب نہین ہوتا مگر جبکہ
اسکی طرف سے اسمین کوئی سبب ہو سو جو لوگ کہتے ہین کہ زندے کے نوحہ کرنے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے تو انکی مراد بھی
یہی ہے کہ اسمین اسکیطرف سے کوئی سبب ہو اور جو لوگ اسکے منکر ہین تو انکی مراد یہ ہے کہ اسمین مردے کی طرف سے کوئی سبب نہو
پس اس سبب سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے **حدثنا** عبدان ومحمد قالا انا عبد الله قال اخبرنا
عاصم بن سليمان عن ابي عثمان قال حدثني اسامة بن زيد قال ارسلت بنت النبي صلى الله عليه
وسلم اليه ان ابنا لي قبض فائتنا فارسل يقرئ السلام ويقول ان لله ما اخذ وله ما اعطى وكل
عنده باجل مسمى فلتصبر ولتحتسب فارسلت اليه تقسم عليه لياتينها فقام ومعه سعد بن
عبادة ومعاذ بن جبل وابي بن كعب وزيد بن ثابت ورجال فرفع الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
۹۸۶ الصبي ونفسه تتقعقع قال حسبته انه قال كانها شن ففاضت عيناه فقال سعد يا رسول
الله ما هذا قال هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده وانما يرحم الله من عباده الرحماء **ترجمہ**
اسامہ بن زید رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے
آپ سے کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا مرتا ہے یعنے قریب الموت ہے آپ تشریف لائیے سو آپنے سلام کہا اور کہلا بھیجا کہ مقرر خدا
ہی کا تھا جو اُسنے لیا اور اُسی کا ہے جو اسنے دیا اور ہر چیز کیلئے اسکے نزدیک مدت مقرر ہے یعنی لڑکا خدا کی امانت تھا خدانے
لیا تو صبر کیا چاہیے بیگانی چیز پر کچھ دعوی نہین اس لڑکے پر کیا موقوف ہے ہر چیز کی ایک مدت ہے آخر اسکو فنا ہے سو
چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے سو پھر اسنے قسم دیکر کہلا بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لاوین سو آپ کھڑے
ہو کر اسکے پاس تشریف لیگئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت وغیرہ
کئی اصحاب تھے سو وہ لڑکا آپکے پاس لایا گیا اور اسکی جان نہایت بیقرار تھی جیسے کہ وہ پرانی اور خشک مشک تھی
یعنے نہایت ضعیف تھا سو آپ کی دونو آنکھون سے آنسو جاری ہوئے سو سعد نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ رونا کیسا
ہے آپنے فرمایا کہ یہ رحمت اور نرم دلی کی نشانی ہے خدانے اسکو اپنے بندون کے دلون مین ڈالا ہے اور خدا تو
اپنے بندون مین سے صرف انہین پر رحم کرتا ہے جو رحم کرنے والے ہین یعنے جو آنسو کہ دل کے غم سے خود بخود بلا قصد جاری
ہوون انپر عذاب نہین عذاب تو صرف بے صبری اور نوحہ کرنے پر ہوتا ہے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جس رونے
مین نوحہ نہو صرف آنکھ اور دل سے ہو وہ رونا جائز ہے پس مطابقت اسحدیث کی باب کو تیسرے مسئلے سے ثابت ہے

اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو شخص قریب الموت ہو اسکے پاس بزرگوں کو برکت اور دعا کے واسطے لانا جائز ہے اور انکو قسم دینی جائز ہے اور ایک یہ کہ بدون اذن کے ماتم پرسی اور بیمار پرسی کو جانا جائز ہے بخلاف ولیمہ کے کہ اسمین بدون اذن کے جانا درست نہیں اور ایک یہ کہ قسم کو پورا کرنا مستحب ہے اور ایک یہ کہ مصیبت والے کو موت سے پہلے صبر کی وصیت کرنا چاہیے اور ایک یہ کہ سلام کو کلام پر مقدم کرے اور ایک یہ کہ بزرگوں کو لائق نہیں کہ لوگوں کو اپنی بزرگی سے محروم رکھیں اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیویں اور یہ کہ مخلوق پر رحم کرنا چاہیے اور یہ کہ دل کی سختی سے بچنا چاہیے **حدثنا** عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابو عامر قال حدثنا فلیح بن سلیمان عن هلال بن علی عن انس بن مالك قال شهدنا بنتا لرسول الله صلى الله عليه وسلم جالس على القبر قال فرايت عينيه تدمعان قال فقال هل منكم رجل لم يقارف الليلة فقال ابو طلحة انا قال فانزل قال فنزل في قبرها ترجمہ انس بن مالک رضی سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (اور عثمان رضی کی بیوی) کے جنازہ پر حاضر ہوئے اور آپ قبر پاس بیٹھے تھے سو میں نے دیکھا کہ آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج کی رات صحبت نہ کی ہو سو ابو طلحہ نے کہا کہ میں ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسکی قبر میں اتر سو وہ اسکی قبر میں اترا ف

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدون نوحہ کے رونا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ بھی معلوم ۹۸۷
ہوا کہ مردوں کو عورت کی قبر میں اتارنا جائز ہے خواہ عورت اپنی ہو خواہ بیگانی ہو اور یہ کہ قبر میں داخل ہونا اسکا افضل ہے جس نے اس رات کو صحبت نہ کی ہو اگرچہ اسکا باپ اور خاوند بھی پاس موجود ہو اور یہ کہ دفن کے وقت قبر کے کنارے پر بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ مرنے کے بعد میت پر رونا جائز ہے اور امام شافعی نے کہا کہ میت پر رونا مکروہ ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب مر جاوے تو اسپر نہ رویا کرو لیکن یہ حدیث اولویت پر محمول ہے اور مراد یہ ہے کہ بلند آواز سے رونا درست نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مردوں اور عورتوں میں فرق کیا جاوے یعنی مردوں کو رونا جائز ہے اور عورتوں کو جائز نہیں کہ انہیں صبر نہیں اور یہ جو فرمایا کہ جس نے آج کی رات صحبت نہ کی ہو وہ قبر میں داخل ہو تو اسکا سبب یہ ہو کہ حضرت عثمان رضی نے اس رات اپنی لونڈی سے صحبت کی تھی سو آپنے اشارہ سے منع کیا کہ وہ قبر میں داخل نہ ہووین واللہ اعلم **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا ابن جريج قال اخبرني عبد الله بن عبيد الله بن ابي مليكة قال توفيت بنت لعثمان بمكة وجئنا لنشهدها وحضرها ابن عمر وابن عباس واني لجالس بينهما او قال جلست الى احدهما ثم جاء الآخر فجلس الى جنبي فقال عبد الله بن عمر لعمرو بن عثمان الا تنهى عن البكاء فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه فقال ابن عباس قد كان عمر يقول بعض ذلك ثم حدث قال صدرت مع عمر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ
قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ
يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ
عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَالَتْ حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ وَلَا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَ
اللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَيْئًا ترجمہ عبید اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی بیٹی مکہ میں فوت ہوئی سو ہم اسکے
جنازے کے واسطے آئے اور ابن عمر اور ابن عباسؓ بھی اسمیں حاضر ہوئے اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا تھا یا
یوں کہا میں ان میں سے ایک کے پاس بیٹھا پھر دوسرا آیا اور وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا سو ابن عمرؓ نے عمرو بن عثمان
سے کہا کہ کیا تو عورتوں کو رونے سے منع نہیں کرتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے
٩٨٨ پر عذاب ہوتا ہے اسکے گھر والوں کے رونے کے سبب سے سو ابن عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ اسمیں بعض کا لفظ زیادہ کرتے تھے
یعنے ہر قسم کے رونے سے مردے پر عذاب نہیں ہوتا بلکہ بعض قسم سے عذاب ہوتا ہے پھر ابن عباسؓ نے حدیث بیان
کی کہ میں عمرؓ کے ساتھ مکے سے پلٹا یعنے دونوں حج سے پھر کر مدینے کو چلے یہاں تک کہ جب ہم بیدا (ایک میدان کا
نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں پہنچے تو اچانک عمرؓ نے کئی سوار درخت کے سائے میں دیکھے سو کہا کہ
جا اور دیکھ کہ یہ کون سوار ہیں اس نے کہا کہ میں نے جا کر دیکھا تو ناگاہ وہ صہیبؓ صحابی تھے کہ اپنی فوج کے ساتھ درخت
کے سائے بیٹھے ہوئے تھے سو میں نے آکر عمرؓ کو خبر دی سو کہا کہ انکو میرے پاس بلا لا سو میں صہیب کے پاس پلٹ گیا اور کہا
کہ کوچ کر اور امیر المؤمنین کے ساتھ مل کہ وہ تمکو بلاتے ہیں سو وہ عمرؓ کے ساتھ آملے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے
سو جب عمرؓ کو پیٹ میں نیزہ لگا تو صہیبؓ روتے ہوئے اندر آئے کہتے تھے اے بھائی اے صاحب سو عمرؓ نے اسکو
کہا کہ اے صہیب کیا تو مجھ پر روتا ہے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے اسکے
گھر والوں کے بعض رونے سے ابن عباسؓ نے کہا کہ جب عمرؓ کا انتقال ہوا تو میں نے یہ قول عمرؓ کا عائشہؓ سے
بیان کیا سو عائشہؓ نے کہا کہ خدا عمرؓ پر رحم کرے قسم خدا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث نہیں فرمائی کہ
خدا ایماندار پر عذاب کرتا ہے اسکے گھر والوں کے رونے کے سبب سے لیکن آپ نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت خدا کافروں پر عذاب
زیادہ کرتا ہے اسکے گھر والوں کے رونے کے سبب سے اور عائشہؓ نے کہا کہ تمکو قرآن کافی ہے خدا نے فرمایا کہ :

اوٹھاویگا کوئی اوٹھانے والا بوجہ دوسرے کا یعنے یہ حدیث کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے گہر والون کے رونے کے سبب سے فقط
کافرون کے حقمین ہے کہ انپر رونے کے سبب سے عذاب زیادہ ہوتا ہے نہ مسلمانون کے حقمین کہ رونے سے انپر عذاب نہین
ہوتا ہے کہ خدا نے فرمایا کہ ایک دوسرے کا بوجہ نہین اوٹھاویگا اور دوسرے کے بدلے اُسپر عذاب نہین ہوگا ابن عباسؓ نے
اسوقت کہا کہ خدا ہی ہنساتا ہے اور وہی رولاتا ہے یعنے رونا اور ہنسنا خدا کی طرف سے ہے اسکو عذاب مین کچہ دخل
نہین پس رونے سے مردے پر عذاب نہین ہوگا ابن ابی ملیکہؓ نے کہا کہ قسم خدا کی ابن عمرؓ نے ابن عباسؓ کے جواب مین کچہ نہ کہا
یعنے اسواسطے کہ انکو خیال آیا کہ یہ حدیث قابل تاویل ہے اور کوئی تاویل انکے نزدیک معین نہ ہوئی ف جاننا چاہیے
کہ علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے کہ گہر والون کے رونیکے سبب سے مردے پر عذاب ہوتا ہے یا نہین سو بعضے علماء تو اسکو
اپنے ظاہری معنے پر محمول کرتے ہین جیسا کہ قصے سے عمرؓ اور صہیبؓ کے معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید عمرؓ کی
یہ مراد ہو کہ مردے پر عذاب اسیوقت ہوتا ہے جبکہ باوجود قدرت کے اس سے منع نکرے اسیواسطے اُسنے صہیبؓ کو منع کیا اور
یہی قول ہے عبداللہ بن عمر بن عاص کا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حدیث مردود ہے ساتھ اس آیت کی کہ نہین اوٹھاویگا
کوئی اوٹھانے والا بوجہ دوسرے کا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر کوئی شخص خدا کے راہ مین شہید ہووے اور کوئی عورت اُسپر
بیوقوفی اور نادانی سے رووے تو لازم آویگا کہ اُسکے رونے سے اس شہید پر بھی عذاب ہو اور یہی قول ہے ایک جماعت ٩٨٩
شافعیہ کا لیکن یہ توجیہ غلط ہے اسلیے کہ بعد ثبوت کے حدیث کو محض ظن سے رد کرنا جائز نہین ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ مراد اس سے یہ ہے کہ رونے کے وقت اسپر عذاب شروع ہوتا ہے نہ رونے کے سبب سے مگر یہ بھی محض تکلیف ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ عذاب فقط کافرون کے ساتہہ خاص ہے یعنے اول تو وہ کفر کے سبب سے عذاب مین گرفتار ہوتے
ہین اور پہر جب مرنیکے بعد لوگ اسپر روتے ہین تو اُس سے اسپر عذاب اور زیادہ ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حدیث خاص
ایک یہودیہ کے حقمین وارد ہوئی ہے اور حدیث عمرؓ کی بہول چوک پر محمول ہے یہ بھی قول عائشہؓ کا ہے لیکن اس
حدیث کو بہول چوک پر محمول کرنا بہت بعید ہے اسلیے کہ عمرؓ کے سوا اور بہت صحابہؓ نے بھی یہ حدیث اسیطرح روایت
کی ہے اور وہ یقین سے روایت کرتے ہین پس عائشہؓ کے انکار کی کوئی وجہ صحیح نہین باوجودیکہ تطبیق بھی ممکن ہے
اور اکثر اہل علم نے عمرؓ اور عائشہؓ کی حدیث مین کئی طور سے تطبیق دی ہے اول تطبیق امام بخاری کی ہے
جیسا کہ ابتداء باب مین بیان اسکا گذرا دوم یہ کہ عمرؓ کی حدیث اُس صورت پر محمول ہے جبکہ مردہ اپنے اوپر نوحہ کرنے
کی خود وصیت کر جاوے جیسا کہ کفار عرب کی عادت تھی کہ مرتے وقت وارثون کو وصیت کر جاتے تھے کہ ہمکو خوب
رونا اور ہماری خوبیان اچھی طرح بیان کرنا اور ساتہہ اسی کے قائل ہین مزنی اور ابراہیم حربی اور دوسرے لوگ
شافعیہ وغیرہ سے اور ابو اللیث سمرقندی نے کہا کہ یہی ہے قول اکثر اہل علم کا اور امام نووی نے کہا کہ یہی ہے
قول جمہور کا سوم یہ کہ یہ عذاب فقط اسی شخص کے ساتہہ خاص ہے جسکے گہر مین نوحہ کرکے رونے کی عادت ہو اور

وہ باوجود قدرت کی اس سے منع نہ کرے یہ قول داؤد ظاہری اور ایک جماعت کا ہے لیکن یہ اسی وقت ہی جبکہ اسکو انکے اس فعل سے خبر ہو اور اگر اسکو خبر نہ ہو تو کچھ مواخذہ نہیں چہارم یہ کہ جن اوصاف اور خوبیون کو لوگ رونے مین بیان کرتے ہین اکثر اوقات وہ منہیات سی ہوتے ہین جیسے کہ اسکی ریاست کی تعریف کرتے ہین جسمین اسنے ظلم کیا یا اسکی بخشش کی تعریف کرتے ہین جسکو اسنے ناحق اور ناجائز کام مین صرف کیا ہو پس مراد یہ ہے کہ لوگ ان افعال سے مردے کی تعریف کرتے ہین اور مردہ کو انسے عذاب ہوتا ہے پنجم یہ کہ مراد عذاب سی فرشتون کا جھڑکنا ہے یعنی جب لوگ اسکی خوبیان بیان کرکے روتے ہین تو فرشتے اسکو جھڑک سی کہتے ہین کہ کیا تو ایسا تھا کیا تو ایسا تھا ششم یہ کہ مراد عذاب سی رنج اور تکلیف ہے یعنے نوحہ گری اور چلاکر رونے سی مردی کو تکلیف ہوتی ہے یہ قول ابو جعفر طبری اور ابن مرابط اور عیاض وغیرہ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین ابن تیمیہ وغیرہ متاخرین اور بعضے کہتی ہین کہ حال قیامت اور برزخ کے درمیان فرق ہے پس آیت لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی حال قیامت پر محمول ہے اور یہ حدیث کہ مردی پر عذاب ہوتا ہے رونے کی سبب سے حال برزخ پر محمول ہے یعنی ممکن ہے کہ عالم برزخ مین غیر کے فعل سے مردی پر عذاب ہو اور قیامت مین ایک کو فعل سے دوسرے پر عذاب نہ ہو واللہ اعلم بالصواب حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ خَلِیْلٍ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ وَهُوَ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ
اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا اُصِیْبَ عُمَرُ جَعَلَ صُهَیْبٌ یَّقُوْلُ وَاَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ النَّبِیَّ 990
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ ترجمہ ابو موسی سے روایت ہی کہ جب عمر رض زخمی ہوئے یعنے اس زخم سے جسکے ساتھ انکا انتقال ہوا تو صہیب رونے لگے کہتے تھے ای ہمارے بھائی سو عمر رض نے کہا کہ کیا تجھکو معلوم نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے زندی کے رونے سے

ف یہ حدیث اسی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو اوپر گذری اس سے معلوم ہوا کہ یہ عذاب کافرون کے ساتھ خاص نہین بلکہ مسلمانون کا بھی یہی حال ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہان عمر رض نے صہیب کو رونے سی منع کیا اور آیندہ آویگا کہ اسنے بنی مغیرہ کی عورتون کو رونے پر برقرار رکھا پس یہ تعارض ہے سو جواب اسکا یہ ہی کہ صہیب کے رونے سی مراد چلاکر رونا ہے اور عورتون کے رونے سی مراد آہستہ رونا ہے اسواسطے صہیب کو منع کردیا کہ شاید چلاکر رونا منع ہو اور عورتون کو برقرار رکھا اور کہا کہ انکو چھوڑدی مگر چلاکر نہ روین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی یَهُوْدِیَّةٍ یَبْکِیْ عَلَیْهَا اَهْلُهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَیَبْکُوْنَ عَلَیْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِهَا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت پر گذری کہ اسکے گھر والے اسپر روتے تھے سو فرمایا کہ یہ لوگ اسپر روتے ہین اور اسکو قبر مین عذاب

ہوتا ہے **بَابُ** مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ مردے پر نوحہ کرنا اور چلا کر رونا حرام ہے اسلیے کہ اُسپر وعید آچکی ہین کما تقدم **وَقَالَ** عُمَرُ دَعْهُنَّ يَبْكِينَ عَلَى أَبِي سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ أَوْ لَقْلَقَةٌ وَالنَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ اور عمر رض نے کہا کہ ان عورتوں کو چھوڑ دو کہ وہ ابو سلیمان پر رو وین جتبک کہ سر پر مٹی ڈالنا اور چلا کر رونا نہ ہو امام بخاری نے کہا کہ نقع کہتے ہین سر پر مٹی ڈالنے کو اور لقلقہ کہتے ہین چلا کر رونے کو **ف** جب خالد بن ولید کا انتقال ہوا تو اسکی لڑکیان اور قبیلے کی عورتین جمع ہو کر رونے لگین سو کسی نے عمر رض کو کہا کہ اے امیر المومنین انکو منع کرو تب انھون نے یہ فرمایا یعنے سر پر مٹی ڈالنا اور چلا کر رونا منع ہے اور اگر یہ نہ ہو تو درست ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ بیشک میرے پر جھوٹ باندھنا اورون پر جھوٹ باندھنے کی برابر نہین جو مجھ پر جھوٹ باندھیگا جان بوجھ کر سو چاہیے کہ اپنی بیٹھک ٹھیرا لیوے دوزخ سے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس مردے پر نوحہ ہوا تو اسپر عذاب ہوتا ہے نوحے کے سبب سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ گری سے مردے پر عذاب ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ مردے پر نوحہ کرنا حرام ہے
991 اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے اور یہ جو مغیرہ نے پہلے اس سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی حدیث بیان فرمائی تو غرض اس سے یہ ہے کہ نوحہ کرکے رونے کی حدیث صحیح ہے اسمین کوئی شک و شبہ نہین اور اسمین اشارہ ہے کہ اپنی کلام کی تصدیق کے واسطے کسی کلام کو بیان کرنا جائز ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا اورون پر جھوٹ باندھنے کی برابر نہین تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اورون پر جھوٹ مارنا جائز ہے بلکہ اسکی حرمت اور دلیلون سے ثابت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اسمین وعدہ دوزخ کا نہین گو کبیرہ گناہ ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ **ح** وَقَالَ آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ **ترجمہ** عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے پر قبر مین عذاب ہوتا ہے نوحہ کرنے کے سبب سے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے زندے کے رونے سے **ف** اس سے بھی معلوم ہوا کہ مردے پر نوحہ کرنا حرام ہے پس یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی باب سے **بَابٌ** یہ باب ترجمے خالی ہے اسواسطے کہ یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے کما تقدم تقریرہ غیر مرۃ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

حدثنا سفیان قال حدثنا ابن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ قال جیئ بابی یوم احد قد مثل بہ
حتی وضع بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد سجی ثوبا فذہبت ارید ان اکشف عنہ
فنہانی قومی ثم ذہبت اکشف عنہ فنہانی قومی فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرفع
فسمع صوت صائحۃ فقال من ہذہ فقالوا ابنۃ عمرو او اخت عمرو قال فلم تبکی او لا تبکی فما
زالت الملٰئکۃ تظلہ باجنحتہا حتی رفع **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ جنگ احد کے دن شہید
ہوا اور اسکا ناک کان کٹا ہوا تھا یعنے کافروں نے اسکی ناک اور کان کاٹ ڈالے تھے سو اسکی لاش لائی گئی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کپڑے سے چھپا کر رکھی گئی سو مینے کپڑا اوٹھا کر دیکھنے کا ارادہ کیا سو لوگوں نے مجھکو منع
کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا کھولنے کا حکم فرمایا سو اوٹھایا گیا پھر آپنے رونے والی عورت کی آواز سنی سو
فرمایا کہ یہ چلا کر رونے والی کون عورت ہے لوگوں نے کہا عمرو کی بیٹی ہے یا بہن ہے فرمایا کہ کیوں روتی ہے یا یوں فرمایا کہ
نہ رو وے اسواسطے کہ ہمیشہ اسپر فرشتے اپنے پروں کے سایہ کیے رہے یہانتک کہ اسکی لاش اوٹھائی گئی یعنے جسکا ایسا عالی
مرتبہ ہو اسپر رونا لائق نہیں **ف** اس حدیث سے رونے کی پوری ممانعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسکا جواز معلوم ہوتا ہے ۹۹۲
سو علماء نے کہا ہے کہ یہ واقعہ نہی سے پہلے کا ہے پھر آپنے بعد اسکے نوحہ گری سے منع فرمایا جیسا کہ احمد وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ جب انصار کی عورتیں حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں تو آپنے فرمایا کہ عورتیں کسی مردے پر نہ رویا کریں وصححہ الحاکم یا
مراد اس سے آہستہ رونا ہے نہ چلا کر **باب** لیس منا من شق الجیوب وہ شخص ہم لوگوں میں سے نہیں جو مصیبت
میں گریبان کو پھاڑے **ف** امام بخاری نے اس باب میں صرف ایک مسئلہ کو اسواسطے ذکر کیا کہ یہ برأت مجموعہ کے چھوڑنے
پر موقوف نہیں بلکہ ایک ایک کو چھوڑنے سے بھی برأت حاصل ہوتی ہے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا سفیان
قال حدثنا زبید الیامی عن ابراہیم عن مسروق عن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاہلیۃ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری راہ پر نہیں جو مصیبت میں مُنہ کو کوٹے اور گریبان کو پھاڑے اور کفر کے بول
بولے **ف** کفر کے بول یعنے واویلا وا مصیبتا کہنا یا یوں کہنا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا یہ کیا ظلم ہم پر ہوا یا میت
کی بڑائیاں ذکر کرکے چلا کر رونا پیٹنا منع ہے کیونکہ زمین میں کسی مردے پر یہ رسمیں کرنی جائز نہیں خواہ اپنی مصیبت
ہو خواہ کسی امام پیغمبر کی ہو لیکن دل میں غم کرنا اور آنکھ سے آنسو نکلنا منع نہیں سنت یہ ہے کہ مصیبت میں صبر کرے
اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور یہ جو فرمایا کہ وہ ہم لوگوں میں سے نہیں تو اسکا معنے یہ ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں
یہ مراد نہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ باپ اپنے بیٹے سے کہے کہ تو مجھ سے نہیں یعنے
میرے راہ پر نہیں اسکا یہ معنے نہیں کہ تو میری نسل سے نہیں اور فائدہ اس لفظ کے ذکر کرنے کا یہ ہے کہ اسمیں نہایت

تاکید اور مبالغہ ہے کہ یہ رسمین بہت بری لائق ہے کہ حتے الامکان اُن سے بچو اور یا مراد اس سے دین کامل ہے
یعنے جو مصیبت مین یہ رسمین کریگا اسکا دین کامل نہین ناقص ہے اور بعضون نے کہا کہ اس حدیث کی تاویل کرنا مکروہ ہے
تا لوگون کو اُس سے خوف پیدا ہو اور یہ بات خوب ولیکن جم جاوے یہ قول سفیان ثوری کا ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد
اس سے بری ہونا ہے یعنے اسکو پیغمبر کی شفاعت نہین ہوگی پھر صورت اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت مین یہ رسمین کرنی حرام
ہین کہ یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ آدمی قضا الٰہی پر راضی نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن اگر باوجود علم حرمت
کی اسکو حلال جانکر کرے تو اسوقت یہ کہنا جائز ہے کہ یہ شخص دین سے خارج ہے **بَابُ** رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد بن خولہ کے واسطے غم کرنا اور دیگر ہو **ف** رثا
کہتے ہین میت کی تعریف کرنے اور اسکی خوبیان بیان کرنے کو لیکن یہان مراد اُس سے غم کرنا ہے اسلیے کہ مرثیہ خوانی
منع ہے اور غم کرنا مباح ہے اور بہت صحابہ وغیرہ سے اسکا کرنا ثابت ہے چنانچہ مروی ہے کہ فاطمہ زہرا نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم مین یہ شعر کہے ماذا علی من شم تربۃ احمد + ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا + صبت علی الایام صرن لیالیا + اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہ مین روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مرثیہ پڑھنے سے سو مراد اس سے وہ خوبیان بیان کرنی ہین جو غم کا باعث ہون یا مجمع
کرکے مرثیہ خوانی کرین یا کثرت سے اس فعل کو کرین یہ مراد نہین کہ مطلق غم کرنا منع ہے وھذا ھو وجہ التطبیق بین ۹۹۳
مختلف الاحادیث حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ
ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ
اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا
فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ
أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا
تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا إِلَّا
ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ
أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ ترجمہ سعد بن ابی وقاص رض سے روایت ہے کہ مین حجۃ الوداع مین سخت بیمار ہوا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم میری پوچھنے کو آئے مینے کہا کہ مین بہت بیمار ہون زندگی کی کچھ توقع نہین جیسا کہ آپ دیکھتے ہین
اور مین بہت مالدار ہون اور میری اولاد صرف ایک بیٹی ہے اسکے سوا کوئی میرا وارث نہین سو اگر آپ فرماوین تو ایک
حصہ مال کا اپنی بیٹی کو دون اور دو حصے مال خیرات کر دون آپنے فرمایا نہین پھر مینے کہا آدھا مال خیرات کرون

آپنے فرمایا کہ نہیں پھر مینے کہا تہائی مال خیرات کرون آپنے فرمایا کہ ہان تہائی مال خیرات کو واسطے بہت ہی اس واسطے کہ اگر تو اپنے وارثون کو مالدار چھوڑے تو بہتر ہے اس سی کہ انکو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگون سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کریگا خدا کی رضامندی کے واسطے اسکا تجھکو ضرور ثواب ملیگا سعد نے کہا پھر مینے کہا یا حضرت کیا مین چھوڑ دیا جاؤن گا بعد اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کی آپنے فرمایا کہ اگر تو بیماری کے سبب سے مکی مین چھوڑا جاویگا اور کوئی کام خدا کی رضامندی کا کرتا رہیگا تو مقرر تیرا مرتبہ اور درجہ بلند ہوگا اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جاویگا یعنے تیری زندگی دراز ہوگی یہانتک کہ بہت گروہ تجھسے نفع پاوینگے اور دوسرے لوگ تجھ سے ضرر پاوینگے یعنے تیرے جہاد سے مسلمانون کو قوت ہوگی اور کافرون کو ضرر اور نقصان پہنچیگا) اے اللہ جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر انکو ایڑیون کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے کہ باوجود ہجرت کو پھر مکے مین آکر مر اف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مردی پر غم کرنا اور افسوس کہنا جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے سعد بن خولہ کے واسطے غم کیا وفیہ مطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تہائی مال سی زیادہ وصیت کرنی درست نہیں کہ اسمین وارثون کا حق باطل ہوتا ہے اور مفصل بیان اسکا کتاب الوصایا مین آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالی

باب ما ینہی من الحلق عند المصیبۃ مصیبت کے وقت سر بال منڈانے جائز نہیں وقال الحکم بن موسی حدثنا یحیی بن حمزۃ عن عبد الرحمن بن جابر ان القاسم بن مخیمرۃ حدثہ قال حدثنی ابو بردۃ بن ابی موسی قال وجع ابو موسی وجعا فغشی علیہ و راسہ فی حجر امراۃ من اھلہ فلم یستطع ان یرد علیھا شیئا فلما افاق قال انا بری ممن بری منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بری من الصالقۃ والحالقۃ والشاقۃ ترجمہ ابو بردہ رضہ سے روایت ہی کہ ابو موسے سخت بیمار ہوئی سو بے ہوش ہو گئے اور انکا سر اپنے گھر والون کی ایک عورت کی گود مین تہا سو وہ عورت چلا کر رونے لگی سو ابو موسے بیہوشی کے سبب سے اسکو منع نکر سکی سو جب ہوش مین آئی تو کہا کہ مین بیزار ہون اس سے جس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین اور اسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین اُس عورت سی جو چلا کر رووے اور سر کے بال منڈائے اور گریبان کو پہاڑے یعنے یہ سب مین حرام اور ناجائز ہین ف اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے

باب لیس منا من ضرب الخدود ہماری راہ پر نہین جو مصیبت مین منہ کو کوٹے حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن عبد اللہ بن مرۃ عن مسروق عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ ترجمہ ابن مسعود رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری راہ پر نہین جو مصیبت مین منہ کو کوٹے اور گریبان کو پہاڑے اور کفر کے بول بولے

باب ما ینہی من الویل ودعوی الجاھلیۃ عند

حاشیہ: یہ بیان ہے کہ وہ لوگ ... ۹۹۴

الْمُصِيبَةِ مصیبت میں واویلا کرنا اور جاہلیت کے بول بولنے جائز نہیں ف جاہلیت کے بول یہ ہیں کہ مردے کو
کہے اے ہمارے بازو اے ہمارے پہاڑ اے ہمارے مددگار وغیرہ وغیرہ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي
قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضہ کی
اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گذرا بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ مصیبت کے وقت
غمگین ہوکر بیٹھنے کا بیان یعنے جائز ہے جبتک افراط نہ ہو اور حد اعتدال سے نہ گذرے ف امام بخاری نے
اس باب میں اور آئندہ باب میں کوئی حکم صریح بیان نہیں کیا کہ جائز ہے یا نہیں اسواسطے کہ اپنی اپنی جگہ دونوں
لائق ترجیح کے ہیں پہلے کو اسواسطے ترجیح ہے کہ وہ آپ کا فعل ہے اور دوسرا تقریر ہے اور دوسرے کو اس
واسطے ترجیح ہے کہ وہ نہایت صبر پر دلالت کرتا ہے پس آپ کا فعل بیان جواز پر محمول ہوگا حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ
لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ
وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ
يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ ٩٩٥
اللهِ فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت
ہے کہ جعفر طیار اور ابن حارثہ اور ابن رواحہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی میں بھیجا تھا سو جب انکی شہادت کی
خبر آپ پاس آئی تو آپ غمگین ہوکر بیٹھے کہ آپ کے چہرے میں غم کا اثر پہچانا جاتا تھا اور میں دروازے کے سوراخ
سے دیکھتی تھی ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ کو خبر دی کہ جعفر کی گھر کی عورتیں نوحہ کرکے روتی
چلاتی ہیں آپنے اسکو فرمایا کہ انکو جاکر منع کر سو اُسنے جاکر منع کیا (عورتوں نے نہ مانا) اُسنے دوسری بار حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی کہ وہ نہیں مانتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جا اور انکو منع کر سو اُسنے جاکر
منع کیا (عورتوں نے پھر بھی نہ مانا) تیسری بار پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی یا حضرت وہ نہیں مانتی ہیں
اور ہم پر غالب آگئی ہیں عائشہ رضہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا کہ جا اور اُنکے مُنہ میں خاک ڈال
دے اور پھر دے یعنے تا نوحہ گری سے باز آویں میں نے کہا (عائشہ رضہ کا قول ہے) کہ خدا تیرے ناک کو خاک میں ملاوے
یعنے تجھکو خوار کرے کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہیں کیا کہ عورتوں کو نرمی اور تسلی کے ساتھ باز نہیں کہا
اور تو نے آپ کو غم سے خلاص نہیں کیا کہ تین بار آپ کو تصدیعہ دیا اور عورتوں کا نوحہ کرنا آپ سے بیان کیا یعنے اگر

تجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا تھا تو صاف کہنا تھا کہ مجھ سے باز نہیں آتی ہیں تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے کو بھیجتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں غمناک ہو کر بیٹھنا جائز ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نوحہ گری اور چلا کر رونا حرام ہے کہ آپ نے منع کے واسطے نہایت تاکید کی اور عورتوں پر غصہ کیا اور انکے عذاب کرنے کا حکم دیا پس معلوم ہوا کہ وہ چلا کر روتی تھیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ انکا رونا نوحہ سے خالی ہو اسلیے کہ اگر انکا رونا نوحہ سے ہوتا تو آپ کسی دوسرے آدمی کو منع کرنے کے واسطے بھیجتے کہ آپ باطل امر پر قائم نہیں رہتے تھے پس اندریں صورت مباح امر سے منع کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ مبادا رفتہ رفتہ نوحہ گری تک نوبت نہ پہنچے اور حرام فعل میں گرفتار نہ ہو جاویں پس معلوم ہوا کہ اگر کسی امر کے کرنے سے حرمت تک پہنچنے کا خوف ہو تو ایسے مباح فعل سے بھی منع کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماتم پرسی کے واسطے آرام سے بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ عورتوں کو بیگانے مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے اور یہ کہ جو شخص ناسزا فعل سے باز نہ آوے اسکو ادب دینا جائز ہے (فتح الباری

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِينَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا

قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ ترجمہ انس رضی سے روایت ہے کہ جب قرآن کے قاری شہید ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ ۱۲۹۶
قنوت پڑھی سو میں نے آپ کو کبھی نہ دیکھا کہ اس سے زیادہ تر غمگین ہوئے ہوں **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ میں سے چند اصحاب کو نجد کے کافروں کی طرف بھیجا کہ انکو قرآن سناویں اور اسلام کی طرف بلاویں سو جب بیر معونہ میں کہ ایک جگہ کا نام ہے پہنچے تو عامر بن طفیل کہ ایک مشہور کافر تھا بہت کافروں کو جمع کر کے انکی سر پر آ پہنچا اور انکے لوگوں کو امیر سمیت شہید کر ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینا بار بار ان کافروں کے حق میں بد دعا کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت دل میں غم کرنا جائز ہے وفیہ مطابقۃ للترجمۃ **باب**

مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَهُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ مصیبت میں اپنے غم کو نہ ظاہر کرنے کا بیان یعنے مصیبت میں اگرچہ غم کو ظاہر کرنا جائز ہے جیسے کہ پہلے باب میں گذرا لیکن غم کو نہ ظاہر کرنا بہت افضل ہے کہ وہ نہایت صبر کی دلیل ہے اور اس سے نفس عاجز ہوتا ہے اور ثواب زیادہ ملتا ہے **وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ وَالظَّنُّ السَّيِّئُ** یعنے محمد بن کعب نے کہا کہ مصیبت کے وقت جزع کرنا اسکو کہتے ہیں کہ بری بات کہے اور بدگمانی کرے یعنی نوحہ گری کرے اور مصیبت کا ثواب سے محروم رہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں بدگمان کرنا منع ہے اور جب بدگمانی منع ہوئی تو نیک ظن کرنا اور ثواب کی امید رکھنا ضرور ہوگا اس میں ترغیب ہے اس بات کی کہ آدمی مصیبت کے وقت صبر کرے اور غم کو ظاہر نہ کرے وفیہ مطابقۃ للترجمۃ **وَقَالَ يَعْقُوبُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ** ترجمہ یعنے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو کہو لتا ہوں اپنا احوال اور غم اللہ کے پاس **ف** یعنے

مین اپنا غم صرف اللہ ہی کے آگے ظاہر کرتا ہون لوگون کے آگے ظاہر نہین کرتا کہ وہ بے فائدہ ہے پس معلوم ہوا کہ
مصیبت کے وقت غم کو ظاہر کرنا افضل نہین وفیہ مطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ اشْتَكَى ابْنٌ
لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَأَبُو طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِي
جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ
اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ
أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ
مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے
کہ ابو طلحہ رض کا لڑکا بیمار ہوا اور مر گیا ابو طلحہ گھر مین نہ تھے (یعنے کہین گئے ہوئے تھے) سو جب اسکی بی بی (کہ اسکا نام ام سلیم
تھا) نے دیکھا کہ لڑکا مر گیا تو اسکا سامان تیار کیا یعنے اسکو غسل اور کفن وغیرہ دیکر تیار کیا اور گھر کی ایک طرف کنارے
مین چھپا کر رکھدیا اور کچھ کھانا تیار کیا یا اپنے بدن کو سنگار کیا سو جب ابو طلحہ گھر مین آئے تو پوچھا کہ لڑکے کا کیا
۹۹۷ حال ہے ام سلیم رض نے کہا کہ اسکی جان اب آرام مین ہے یعنے موت کے سبب اُسنے بیماری کی تکلیف سے آرام پایا ہے
اور مین امید رکھتی ہون کہ وہ چین مین ہے ابو طلحہ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہتی ہے کہ ٹھیک لڑکے کو آرام آگیا ہوگا
اور اسکی رمز کو نہ سمجھے سو ابو طلحہ رات کو اسکے ساتھ سوئے یعنے اس سے صحبت کی اور جب صبح ہوئی تو غسل کیا سو جب
ابو طلحہ نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو اسکو خبر کی کہ لڑکا مر گیا اور ایک روایت مین اتنا زیادہ آیا ہے کہ ام سلیم نے کہا
کہ اے ابو طلحہ اگر ایک قوم دوسری قوم سے کوئی چیز عاریت مانگین پھر وہ لوگ اگر اپنی چیز طلب کرین تو دیوین یا
نہ دیوین ابو طلحہ رض نے کہا کہ بیگانی چیز دینے مین کچھ عذر نہ چاہیے تب ام سلیم رض نے کہا کہ تمہارا بیٹا مر گیا صبر کرو تا ثواب
پاؤ) سو ابو طلحہ نے صبح کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور ام سلیم کا قصہ آپ سے بیان کیا سو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے کہ خدا برکت دے ان دونو کی رات مین یعنے خدا انکو اولاد دے سفیان
کہتا ہے کہ انصار کے ایک مرد نے کہا کہ مینے انکی اولاد سے نو لڑکے دیکھے کہ سب قرآن کو پڑھے ہوئے تھے
ف ایک روایت مین سات لڑکون کا ذکر آیا ہے تو محل سے مراد یہ ہے کہ سات نے تو پورا قرآن ختم کیا ہوا تھا اور
نصف یا تہائی وغیرہ تک پڑھا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت مین افضل یہ ہے کہ غم کو ظاہر نہ کرے اور دل کو مضبوط
رکھے کہ ام سلیم نے ایسی مصیبت مین دل کو مضبوط رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی یہ مضبوطی پسند آئی وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک تو مشکل عمل کو لینا اور رخصت کو باوجود قدرت کے چھوڑنا

جائز ہے اور مصیبت والے کو تسلی دینی چاہیے اور یہ کہ خاوند کے سوا دوسرے کے سوگ میں عورت کو سنگار کرنا
اور اپنے خاوند سے جماع کرنا جائز ہے اور یہ کہ ماتم کے وقت اپنی بی بی سے جماع کرنا جائز ہے اگرچہ مردہ ابھی
گھر ہی میں پڑا ہوا اور یہ کہ جو شخص کسی چیز کو چھوڑ دے خدا اسکو بہتر دیتا ہے **باب** الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ صبر کا ثواب اول صدمے کے نزدیک ہے یعنے صبر کا وقت فقط
ابتدا مصیبت کا ہے اور اسی صبر پر رحمت اور بخشش کا وعدہ ہے فظہر مناسبۃ ایراد اثر عمر انہ فی ہذا المقام **وقال**
عُمَرُ نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعِلَاوَةُ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یعنے عمر رضہ نے کہا کہ کیا خوب ہین
دو چیزین برابر جو صبر کے بدلے ملتے ہین اور کیا خوب ہے وہ چیز جو انکی علاوہ ہے یعنے جو اوپر زیادہ ہے ان لوگون کو
واسطے کہ جب انکو پہونچے کچھ مصیبت کہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے
لوگ انہین پر شاباشین ہین اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر **ف** مراد حضرت عمر رض کی دو برابر چیزون
سے شاباش اور مہربانی ہین کہ یہ دونو درجے مین برابر ہین جتنا درجہ شاباش کا ہے وتنا ہی مہربانی کا ہے اور مراد
علاوہ سے راہ پانا ہے یعنے جو لوگ مصیبت مین صبر کرتے ہین اسکے بدلے انپر خدا کی طرف سے شاباش
اور مہربانی ہوتی ہے اور علاوہ بران انپر انعام ایزدی یہ ہے کہ وہی ہین راہ پر گر یہ دو چیزین برابر اور علاوہ اسی 998
شخص کے حق مین ہے جو ابتدا مصیبت کے وقت صبر کرے جیسا کہ انا للہ الخ کہنے کو مصیبت کے وقت کے ساتھ متعلق کرنا
اسپر دلالت کرتا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **وقولہ** تعالٰی وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا
عَلَى الْخٰشِعِيْنَ لیے اور اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ قوت پکڑو اور مدد چاہو تم تمام حاجتون اور مصیبتون مین محنت سہارنے
سے اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہین پر جنکے دل پگھلے ہین جنکو خیال ہے کہ انکو ملنا ہے اپنے رب سے
اور انکو اسی طرف الٹے جانا ہے یعنے اگر صبر کرو اور نماز پڑھو تو تمہاری سب حاجتین اور مصیبتین آسان پڑین
حاجت روائی اور مشکل کشائی کے واسطے یہ عمل بڑا مجرب ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آوے یا کوئی غم دل مین پیدا ہو تو
صبر کرے اور نماز پڑھے وہ کام اس سے جلدی آسان ہو جاتا ہے اور دل کا غم دفع ہو جاتا ہے چنانچہ ابو داؤد
مین حذیفہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کام سے غم پیدا ہوتا تو نماز مین مشغول ہوتے
اور بعضے کہتے ہین کہ مراد صبر سے روزہ ہے اور گویا کہ امام بخاری کی مراد اس آیت کے لانے سے یہ حدیث ہے جو کہ
ابن عباس سے روایت ہے کہ انکو اپنے بھائی کی موت کی خبر پہونچی اور وہ سفر مین تھے سو انہون نے انا للہ الخ پڑھا
پھر راہ سے کنارے ہوئے اور سواری کو بٹھایا پھر دو رکعتین نماز پڑھی اور اسمین بہت دیر تک بیٹھے رہے پھر کھڑے
ہوئے اور یہ آیت پڑھنے لگے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اخرجہ الطبرانی فی تفسیرہ باسناد حسن **حدثنا محمد**

بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبۃ عن ثابت قال سمعت انسا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصبر عند الصدمۃ الاولی ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کا ثواب اول صدمے کے نزدیک ہے یعنے خدا نے جو صبر پر رحمت اور مہربانی کرنے کا وعدہ فرمایا تو یہ صرف اسی صبر کا ثواب ہے جو ابتداء مصیبت کے وقت ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بک لمحزونون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے البتہ غمناک ہیں یعنے مصیبت کے وقت ایسا کلمہ کہنا جائز ہے وقال ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تدمع العین ویحزن القلب یعنے ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم کرتا ہے یعنے مصیبت میں اس طرح کے کلمے کہنے بھی جائز ہیں حدثنا الحسن بن عبد العزیز قال حدثنا یحیی ابن حسان قال حدثنا قریش ھو ابن حیان عن ثابت عن انس بن مالک قال دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی سیف القین وکان ظئرا لابراھیم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراھیم فقبلہ وشمہ ثم دخلنا علیہ بعد ذلک و ابراھیم یجود بنفسہ فجعلت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذرفان فقال لہ عبد الرحمن ابن عوف وانت یا رسول اللہ فقال یا ابن عوف انھا رحمۃ ثم اتبعھا باخری فقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون رواہ موسی عن سلیمان ابن المغیرۃ عن ثابت عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابی سیف لوہار کے پاس گئے اور وہ ابراہیم رض (ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی دائی کا خاوند تھا (اور نام اس دائی کا خولہ تھا) سو آپ نے ابراہیم کو لیا اور اسکو چوما اور سونگھا اور چند روز کے بعد پھر ہم اسکے پاس گئے اور ابراہیم جان کو دیتا تھا یعنے اسکا دم نکلنے کو قریب تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تو عبد الرحمن بن عوف رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت آپ لوگوں کو صبر کرنا فرماتے ہیں اور آپ روتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد الرحمن یہ رونا رحمت کی نشانی ہے کہ عجز بشری کے مشاہدہ سے دل کو رقت ہو جاتی ہے پھر آپ نے اسکے پیچھے یہ کلمہ فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم کرتا ہے اور نہیں کہتے ہم مگر وہی جو ہمارے رب کو پسند آوے یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں اور صبر کرتے ہیں . . . . . . قسم خدا کی اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے البتہ غمناک ہیں ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں ایسا کلمہ بولنا کہ اے فلانے ہم تیری جدائی سے غمناک ہیں اور زبان سے اسقدر غم کو ظاہر کرنا مباح اور جائز ہے صبر کے مخالف نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

نوحہ گری اور چلا کر رونا حرام ہے کما مر غیر مرۃ اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ مصیبت
میں آنکھ سے آنسو بہانا اور دل سے غم کرنا جائز ہے اور یہ کہ چھوٹے لڑکے کو چومنا اور سونگھنا جائز ہے اور یہ کہ
بچے کو بیگانی عورتوں کا دودھ پلانا جائز ہے اور یہ کہ لڑکے کی بیماری کو جاننا درست ہے اور یہ کہ جسکا قول اور فعل
آپس میں مخالف ہو اسپر اعتراض کرنا درست ہے اور یہ کہ ایک کو خطاب کرنا اور دوسرے کو مراد رکھنا جائز ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو خطاب کیا اور حاضرین کو مراد رکھا کہ ابراہیم کم عمری کے سبب سے
قابل خطاب نہ تھے اور یہ کہ مردے کو چومنا جائز ہے اور یہ مسئلہ اس حدیث سے اگرچہ صریحاً ثابت نہیں ثابت نہیں ہوتا
لیکن اور حدیثوں سے ثابت ہے **بَابُ الْبُكَآءِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ** بیمار کے پاس رونے کا بیان یعنے جائز ہے
جبکہ کوئی علامت خوفناک ظاہر ہووے **حَدَّثَنَا** اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ
الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا
دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهٗ فِيْ غَاشِيَةِ اَهْلِهٖ فَقَالَ قَدْ قَضٰى فَقَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ ۱۰۰۰
الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ
اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ فِيْهِ بِالْعَصَا وَيَرْمِيْ بِالْحِجَارَةِ وَيَحْثِيْ بِالتُّرَابِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی
روایت ہے کہ سعد بن عبادہ ایک بیماری سے بیمار ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی خبر پوچھنے کو آئے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود تھے سو جب آپ اسکے
پاس پہنچے تو دیکھا کہ اسکو گھر والوں نے گھیر لیا ہے جیسا کہ جان نکلنے کے وقت گھیرتے ہیں اور یا . . . . .
غش میں بے ہوش پڑا ہے سو پوچھا کہ کیا یہ مر گیا لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت نہیں ابھی زندہ ہے لیکن بے ہوش ہے
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور لوگ بھی آپ کا رونا دیکھ کر روئے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے ہو کہ البتہ
خدا آنکھ کے آنسو سے اور دل کے غم سے عذاب نہیں کرتا لیکن عذاب تو اسکے سبب سے ہے یعنے زبان سے کرتا ہے یا رحم کرتا
ہے یعنے ثواب یا عذاب سب زبان کے فعل پر موقوف ہے اگر صبر کیا اور انا للہ الخ پڑھا تو ثواب ہے اور اگر نوحہ کیا تو عذاب
ہے اور مردے پر عذاب ہوتا ہے اسکے گھر والوں کے رونے کے سبب سے اور عمر فاروق رضی رونے میں لاٹھی سے مارتے
تھے اور پتھر پھینکتے تھے اور رونے والے پر خاک ڈال دیتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار کے پاس رونا جائز ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کے پاس روئے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا
ہوا کہ بیمار کو پوچھنا مستحب ہے اور یہ کہ فاضل کو مفضول کی عیادت کرنا اور امام کو اپنے تابعداروں کی عیادت

کرنا مستحب ہے اور یہ کہ یہ کام سے روکنا چاہیے **باب** ما ینھی عن النوح والبکاء والزجر عن ذلک نوحہ
گری کرنا اور چلا کر رونا منع ہے اور اس سے سخت نہی آچکی ہے **حدثنا** محمد بن عبد اللہ بن حوشب
قال حدثنا عبد الوھاب قال حدثنا یحیی بن سعید قال اخبرتنی عمرۃ قالت سمعت عائشۃ
تقول لما جاء قتل زید بن حارثۃ وجعفر وعبد اللہ بن رواحۃ جلس النبی صلی اللہ علیہ و
سلم یعرف فیہ الحزن وانا اطلع من شق الباب فاتاہ رجل فقال ای رسول اللہ ان نساء جعفر
وذکر بکاءھن فامرہ ان ینھاھن فذھب الرجل ثم اتی فقال قد نھیتھن وذکر انہ لم یطعنہ
فامرہ الثانیۃ ان ینھاھن فذھب ثم اتاہ فقال واللہ لقد غلبننی او غلبننا الشک من محمد
ابن حوشب فزعمت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاحث فی افواھھن من التراب فقلت
ارغم اللہ انفک فواللہ ما انت بفاعل وما ترکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العناء **ترجمہ**
اس حدیث عائشہ رض کا باب جلس عند المصیبۃ الخ مین اوپر گذر چکا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت
مین نوحہ کرنا اور چلا کر رونا حرام اور ناجائز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو مقرر منع کیا اور انکے عذاب
کرنے کا حکم دیا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** عبد اللہ بن عبد الوھاب قال حدثنا حماد قال حدثنا
ایوب عن محمد عن ام عطیۃ قالت اخذ علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند البیعۃ ان لا ننوح ۱۰۰۱
فما وفت منا امرأۃ غیر خمس نسوۃ ام سلیم وام العلاء وابنۃ ابی سبرۃ امرأۃ معاذ وامرأتان
او ابنۃ ابی سبرۃ وامرأۃ معاذ وامرأۃ اخری **ترجمہ** ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ جب ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے اسلام کی بیعت کی اور آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئین تو آپ نے ہم سے بیعت مین یہ عہد لیا کہ ہم نوحہ نہ
کیا کرین سو ہم مین سے پانچ عورتون کے سوا کسی نے اس عہد کو پورا نہیں کیا وہ پانچ یہ ہین ایک ام سلیم
دوسری ام العلا تیسری ابی سبرہ کی بیٹی اور دو عورتین اور یا یون کہا کہ تیسری ابی سبرہ کی بیٹی اور چوتھی معاذ کی
بی بی اور پانچوین کوئی اور عورت یعنے ام عطیہ راوی کا شک ہے **ف** یعنی جن عورتون نے ام عطیہ کے ساتھ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی انمین سے فقط ان پانچ عورتون نے اپنے عہد کو پورا کیا یعنے نہیں
کہ ان پانچ کے سوا کسی عورت نے نوحہ گری نہیں چھوڑی تھی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا
حرام ہے وفیہ مطابقۃ للترجمۃ وسیأتی الکلام علیہ فی کتاب التفسیر **باب** القیام للجنازۃ جنازہ کے
واسطے کھڑے ہونے کا بیان یعنے اگر جنازہ کو دیکھے تو اسکے واسطے اٹھ کھڑا ہووے یا نہیں **ف** جاننا
چاہیے کہ علما کو اس مسئلے مین اختلاف ہے ایک جماعت علما سلف و خلف کی اسکی قائل ہین کہ جب کوئی
شخص جنازے کو دیکھے تو اسکے واسطے اٹھ کھڑا ہو اور یہی مذہب ہے امام احمد کا انکے نزدیک حکم منسوخ

نہیں اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اول یہ حکم تہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقوف کیا جیسے کہ صحیح مسلم میں
حضرت علی رض سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں جنازہ کے واسطے کہڑے ہوئے پہر بیٹھ
گئے یعنی اسکے واسطے کہڑا ہونا موقوف کیا اور یہی مذہب ہی امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ رح کا حدثنا
علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین قال حدثنا الزہری عن سالم عن ابیہ عن عامر بن ربیعۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم الجنازۃ فقوموا حتی تخلفکم قال الزہری اخبرنی
سالم عن ابیہ قال اخبرنا عامر بن ربیعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم زاد الحمیدی حتی
تخلفکم او توضع ترجمہ عامر بن ربیعہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازہ کو
دیکہو تو اٹہہ کہڑے ہو یہانتک کہ تم سے آگے بڑہ جاوی یا زمین پر رکہا جاوی ف یہ حکم اسکے واسطے ہے
جو جنازہ کے ساتھ نہ ہو کہیں بیٹھا ہو اور جنازہ پاس سے نکلے اور جو شخص کہ جنازہ کے ساتھ چلا جاتا ہو یا
وہاں حاضر ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ زمین پر نہ رکہا جاوے کما سیاتی فی باب بعد
اور جو شخص سوار ہو تو وہ کہڑا ہو جاوی کہ اسکا کہڑا ہونا بجاے قیام کے ہی **باب** متی یقعد اذا قام
للجنازۃ جب جنازی کے واسطے کہڑا ہووی تو کب بیٹھے ف ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باب خاص
ہے ساتھ اس شخص کے جو کہیں بیٹھا ہو اور پاس سے جنازہ نکلے لیکن احتمال ہی کہ مراد کہڑے ہونے سے عام ہووے ١٠٠٢
خواہ جنازہ اسپر گذرے یا وہ جنازی کے ساتھ جارہا ہو اور دونو کا حکم حدیثوں سے ثابت ہی حدثنا
قتیبۃ بن سعید قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر عن عامر بن ربیعۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأی احدکم جنازۃ فان لم یکن ماشیا معہا فلیقم حتی یخلفہا
او تخلفہ او توضع من قبل ان تخلفہ ترجمہ عامر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی
جنازہ دیکہے سو اگر اسکے ساتھ جانے والا نہو تو چاہیے کہ اوٹھ کہڑا ہووی یہانتک کہ اسکو پیٹھ پیچہے چھوڑے
یا جنازہ اس سے آگے بڑہ جاوی (یہ راوی کا شک ہی) یا جنازہ زمین پر رکہا جاوی آگے بڑہنے سے پہلے یعنی اگر جنازہ
آگے بڑہ جاوی زمین پر رکہا جاوے اور وہ خود وہاں موجود ہو تو بعد اسکو کہڑے رہنے کی کوئی حاجت نہیں
بیٹھ جاوی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا مسلم قال حدثنا ہشام قال حدثنا یحیی عن ابی سلمۃ عن
ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم الجنازۃ فقوموا فمن تبعہا فلا
یقعد حتی توضع ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے
کو دیکہو تو اٹہو کہڑے ہو اور جو اسکے ساتھ جاوی تو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوی ف اس حدیث
معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جانے والا ہو اسکو جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھنا جائز نہیں وفیہ

المطابقۃ للترجمۃ اور ایک روایت میں ہے کہ جو جنازے کی نماز پڑہے اور اسکے ساتھ جاوے تو چاہیے کہ کہڑا رہے یہانتک کہ جنازہ آگے بڑہا جاوے اور اگر اسکے ساتھ جاوے تو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوے اور یہ حدیث زیادہ صحیح ہے پہلی حدیث سے

بَابٌ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتّٰى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے تو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ مردوں کے کندہوں سے نیچے رکہا جاوے اور اگر کوئی اس سے پہلے بیٹھ جاوے تو حکم کیا جاوے ساتھ کہڑے ہونیکے یعنے بیٹھ جانے سے قیام فوت نہیں ہوتا اگر جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھ جاوے تو اٹھ کہڑا ہووے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوے فی فتح الباری میں لکہا ہے کہ فقہا کو اس مسئلے میں اختلاف ہے اکثر صحابہ اور تابعین کہتے ہیں کہ جب تک لوگ جنازے کو کندہوں پر اوٹہائے رہیں تب تک مستحب ہے کہ ہر آدمی کہڑا رہے اسمیں ثواب ہے اور اگر بیٹھ جاوے تو گناہ نہیں اور یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور محمد بن حسن کا اور ابوہریرہ اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ کہڑے رہنے والے کو جنازہ اوٹہانے والے کے برابر ثواب ہے اور شعبی اور نخعی کہتے ہیں کہ جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے اور بعض علماء سلف کا یہ قول ہے کہ کہڑے رہنا واجب ہے اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو نسائی میں ابوہریرہ وغیرہ سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبہی نہیں دیکہا کہ جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھے ہوں حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ أَبُو هُرَيْرَةَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ فَجَاءَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ صَدَقَ ترجمہ سعید مقبری رض سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے میں تہے سو ابوہریرہ رض نے مروان کا ہاتہ پکڑا اور دونو بیٹھ گئے جنازہ رکہنے سے پہلے پہر ابوسعید رض آئے اور مروان کا ہاتہ پکڑا اور کہا کہ کہڑا ہو سو قسم خدا کی کہ البتہ اسکو یعنے ابوہریرہ رض کو معلوم ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے منع فرمایا ہے ابوہریرہ رض نے کہا کہ اسنے سچ کہا یعنے آپنے ہمکو منع فرمایا ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھ جاوے تو پہر اٹھ کہڑا ہووے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوے وفیہ المطابقۃ للجزء الثانی من الترجمۃ لیکن شارحین کہتے ہیں کہ اس باب کا حذف کرنا اولیٰ ہے کہ پہلا باب اس مسئلے کو شامل ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے

بَابٌ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ یہودی کے جنازے کے واسطے کہڑے ہونیکا بیان ف مراد اس سے کافر ذمی ہے خواہ یہودی ہو خواہ کوئی اور ہو حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ

فَقُومُوا۔ ترجمہ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہی کہ ایک جنازہ ہماری پاس سے گذرا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسکے واسطے کہڑے ہوئی اور ہم بھی کہڑے ہوئی سو ہمنے عرض کی کہ یا حضرتؐ یہ یہودی کا جنازہ ہے سو فرمایا کہ
جب تم جنازی کو دیکہو تو اٹہہ کہڑے ہو ف مسلم وغیرہ کی روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ موت ڈرنے کی چیز
ہی اور خوف کی جگہ ہے انسان کو لازم ہے کہ اسکو دیکہہ کر ڈر جاوی اور خوف سی اوٹہہ کہڑا ہووی اور غفلت مین
غرق نہ ہے کہ وہ موت سی بے پروائی ہے اور کاہلی کا باعث ہی اسیواسطے حکم ہے کہ ہر میت کی واسطے کہڑا ہو
خواہ مسلمان کی میت ہو خواہ کافر کی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ کہڑا ہونا فرشتون کی تعظیم کے واسطے ہے جو
میت کی ساتھ ہوتے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ قیام اسکی تعظیم کے واسطے ہی جو روح کو قبض کرتا ہے
یعنے اسمین خدا کی تعظیم ہے سو یہ اسباب آپسمین ایک دوسرے کے معارض نہین اسلیے کہ موت سی گہبراکر کہڑی ہونے
مین خدا کے حکم کی بھی تعظیم ہے اور فرشتون کی بھی تعظیم ہے تو گویا کہ موت کو واسطے کہڑے ہونا خدا کی تعظیم اور
فرشتون کی تعظیم کو مستلزم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قیام ان سب کے واسطے ہو پس اس سے سب حدیثون
مین تطبیق ہو جاتی ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ
الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي لَيْلٰى قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرُّوا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ
فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَيْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۰۰۴
مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ اَلَيْسَتْ نَفْسًا وَقَالَ اَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ
الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ سَهْلٍ وَقَيْسٍ فَقَالَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى قَالَ كَانَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَقَيْسٌ يَقُوْمَانِ لِلْجَنَازَةِ
ترجمہ عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہی کہ سہل بن حنیفؓ اور قیس بن سعدؓ قادسیہ (ایک شہر کا نام
کوفہ سے پندرہ میل کے فاصلہ پر) مین بیٹھے تہی سو لوگ جنازہ لیکر انکے پاس سے نکلی سو وہ دونو کہڑے ہوئے
سو انکو کہا گیا کہ یہ جنازہ اہل ذمہ کا ہے یعنے ذمی کافر کا ہے سو ان دونون نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس سے ایک جنازہ نکلا تو آپ اسکو دیکہہ کر اوٹہہ کہڑے ہوئی تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے آپنے
فرمایا کہ کیا وہ جان نہین کہ اسکی مرنے سی عبرت پکڑی جاوی اور نیز ابن ابی لیلے سی روایت ہی کہ مین سہل اور قیسؓ
کے ساتھ تہا انہون نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پہر وہی حدیث بیان کی اور نیز ابن
ابی لیلے سی روایت ہی کہ ابو مسعودؓ اور قیسؓ جنازے کے واسطے کہڑے ہوتے تہی ف اس حدیث سی معلوم ہوا
کہ مستحب ہے کہ آدمی ہر جنازی کے واسطے کہڑا ہووی خواہ مسلمان کا جنازہ ہو خواہ کافر کا ہو اور اصل اس مسئلے میں
علما کو اختلاف ہی امام شافعی رح کا مذہب ہی کہ جنازے کے واسطے کہڑے ہونا واجب نہین کہتے ہین کہ بیٹھنا

بہت پسند ہو کھڑے ہونے سے اُنکے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث علی رضہ کے جو اوپر گذری اور بعضے کہتے
ہین کہ جنازے کے واسطے کھڑا ہونا مستحب ہے اور حدیث علی رضہ کی دلیل ہے اسپر کہ کھڑے ہونے کا حکم استحباب پر محمول
ہے نہ وجوب پر اور باوجود اس تطبیق کے دعوی نسخ جائز نہین اور یہی ہے قول ابن حزم ظاہری کا اور امام نووی نے کہا
کہ یہی قول مختار ہے اور جب تک تطبیق ممکن ہو دعوی نسخ جائز نہین اور ظاہر مذہب امام بخاری کا بھی یہی معلوم
ہوتا ہے اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہونا مکروہ ہے اور ابن حبیب اور ابن ماجشون
مالکی کہتے ہین کہ علی رضہ کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے یعنے اگر جنازے کے واسطے کھڑا ہووے تو ثواب ہے اور اگر بیٹھا
رہے تو جائز ہے مگر ثواب نہین یہ قول بھی تابعی کے قول کے موافق ہے **بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ**
جنازے کو فقط مرد اوٹھاوین عورتین نہ اوٹھاوین کہ انکو منع ہے **ف** عورتون کو جنازہ اوٹھانا اس واسطے منع ہے کہ انہین
صبر کم ہے اور نیز اسمین اُنکے ستر کھل جانے کا خوف ہے کہ جنازے کو جلد لیجانے کا حکم ہے کما سیاتی اور نیز اس سے
مردون کے ساتھ اختلاط لازم آتا ہے اور وہ باعث فتنے کا ہے امام نووی نے شرح مہذب مین لکھا ہے کہ اس مسئلے
پر سب علماء کا اتفاق ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین یعنے عورتون کو جنازہ اوٹھانا منع ہے فقط مرد ہی اسکو اوٹھاوین
۱۰۰۵ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ
الْخُدْرِيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ
فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ
صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ لَصَعِقَ ترجمہ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ چارپائی پر رکھا جاتا ہے یعنی بعد غسل اور کفن کے اور اسکو لوگ اپنے مونڈھون پر اوٹھاتے
ہین تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ مجھکو آگے لیچلو اور اگر نیک نہین ہوتی تو کہتی ہے کہ ہائے خرابی تم کدھر اسکو
لیجاتے ہو ہر چیز اسکی آواز سنتی ہے سوائے آدمی کے اور اگر آدمی اسکو سنے تو چیخ مارے اور غش کھا کر بیہوش
ہو جاوے **ف** مسئلہ باب کا اس حدیث سے صریحا معلوم نہین ہوتا ہے لیکن شاید امام بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے
موافق اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو ابو یعلی نے انس رضہ سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ایک جنازے مین نکلے سو آپ نے عورتون کو دیکھا فرمایا کہ کیا تم اسکو اوٹھاوگی اونہون نے عرض کی کہ نہین
پھر فرمایا کہ کیا تم اسکو دفن کروگی اونہون نے عرض کی کہ نہین فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کہ تمکو ثواب نہین ہے اور یہ حدیث صریح
ہے اسمین کہ عورتون کو جنازہ اوٹھانا منع ہے لیکن شاید یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہین اس واسطے اسکو نقل نہین کیا
واللہ علم اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھکو آگے لے چلو اور اگر نیک نہین ہوتی تو کہتی ہے کہ مجھکو
کہان لے چلتے ہو تو یہ اس واسطے ہے کہ نیک آدمی کو ثواب نمود اور ظاہر ہوتا ہے تو اسکی طرف مشتاق ہوتا ہے

فَقُومُوا ترجمہ جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہی کہ ایک جنازہ ہماری پاس سے گذرا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسکے واسطے کہڑے ہوئی اور ہم بھی کہڑے ہوئی سو ہمنے عرض کی کہ یا حضرتؐ یہ یہودی کا جنازہ ہے سو فرمایا کہ
جب تم جنازی کو دیکہو تو اوٹھہ کہڑے ہو ف مسلم وغیرہ کی روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ موت ڈرنیکی چیز
ہی اور خوف کی جگہ ہے انسان کو لازم ہے کہ اسکو دیکہہ کر ڈرجاوی اور خوف سی اوٹھہ کہڑا ہووی اور غفلت مین
غرق نہ ہے کہ وہ موت سی بے پروائی ہے اور کاہلی کا باعث ہی اسیواسطے حکم ہے کہ ہر میت کی واسطے کہڑا ہو
خواہ مسلمان کی میت ہو خواہ کافر کی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ کہڑا ہونا فرشتون کی تعظیم کے واسطے ہے جو
میت کی ساتھہ ہوتے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ قیام اسکی تعظیم کے واسطے ہی جو روح کو قبض کرتا ہے
یعنے اسمین خدا کی تعظیم ہے سو یہ اسباب آپسمین ایک دوسرے کے معارض نہین اسلیے کہ موت سی گہبرا کر کہڑے ہونے
مین خدا کے حکم کی بھی تعظیم ہے اور فرشتون کی بھی تعظیم ہے تو گویا موت کی واسطے کہڑے ہونا خدا کی تعظیم اور
فرشتون کی تعظیم کو مستلزم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قیام ان سب کے واسطے ہو پس اس سے سب حدیثون
مین تطبیق ہو جاتی ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ
الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ وَقَیْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَیْنِ بِالْقَادِسِیَّةِ فَمَرُّوْا عَلَیْهِمَا بِجَنَازَةٍ
١٠٠٤ فَقَامَا فَقِیْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَیْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّهَا جَنَازَةُ یَهُوْدِیٍّ فَقَالَ اَلَیْسَتْ نَفْسًا وَقَالَ اَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ
الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کُنْتُ مَعَ سَهْلٍ وَقَیْسٍ فَقَالَا کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ وَقَالَ زَکَرِیَّاءُ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَقَیْسٌ یَقُوْمَانِ لِلْجَنَازَةِ
ترجمہ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہی کہ سہل بن حنیفؓ اور قیس بن سعدؓ قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے
کوفہ سے پندرہ میل کے فاصلہ پر) مین بیٹھے تہی سو لوگ جنازہ لیکر انکے پاس سے نکلے سو وہ دونو کہڑے ہوئے
سو انکو کہا گیا کہ یہ جنازہ اہل ذمہ کا ہے یعنے ذمی کافر کا ہے سو ان دونونے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس سے ایک جنازہ نکلا تو آپ اسکو دیکہہ کر اوٹھہ کہڑے ہوئی تو کسی نے آپ سی کہا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے آپنے
فرمایا کہ کیا وہ جان نہین کہ اسکی مرنے سی عبرت پکڑی جاوی اور نیز ابن ابی لیلے سی روایت ہی کہ مین سہل اور قیسؓ
کے ساتھہ تہا انہون نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے پہر وہی حدیث بیان کی اور نیز ابن
ابی لیلے سی روایت ہی کہ ابو مسعودؓ اور قیسؓ جنازے کے واسطے کہڑے ہوتے تھے ف اس حدیث سی معلوم ہوا
کہ مستحب ہے کہ آدمی ہر جنازے کے واسطے کہڑا ہووی خواہ مسلمان کا جنازہ ہو خواہ کافر کا ہو اور اصل اس مسئلے مین
علما کو اختلاف ہی امام شافعیؒ کا مذہب ہی کہ جنازے کے واسطے کہڑے ہونا واجب نہین کہتے ہین کہ بیٹھنا بہتر

بہت پسند ہے کہ کھڑے ہونے سے انکے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث علی رض کے جو اوپر گذری اور بعضے کہتے
ہیں کہ جنازے کے واسطے کھڑا ہونا مستحب ہے اور حدیث علی رض کی دلیل ہے اسپر کہ کھڑے ہونیکا حکم استحباب پر محمول
ہے نہ وجوب پر اور باوجود اس تطبیق کے دعوی نسخ جائز نہیں اور یہی ہے قول ابن حزم ظاہری کا اور امام نووی نے کہا
کہ یہی قول مختار ہے اور جب تک تطبیق ممکن ہو دعوی نسخ جائز نہیں اور ظاہر مذہب امام بخاری کا بھی یہی معلوم
ہوتا ہے اور بعضے شافعیہ کہتے ہیں کہ جنازے کے واسطے کھڑے ہونا مکروہ ہے اور ابن حبیب اور ابن ماجشون
مالکی کہتے ہیں کہ علی رض کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے یعنے اگر جنازے کے واسطے کھڑا ہووے تو ثواب ہے اور اگر بیٹھا
رہے تو جائز ہے مگر ثواب نہیں یہ قول بھی ثانی قول کے موافق ہے **باب** حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ
جنازے کو فقط مرد اوٹھاویں عورتیں نہ اوٹھاویں کہ انکو منع ہے **ف** عورتوں کو جنازہ اوٹھانا اسواسطے منع ہے کہ انمیں
صبر کم ہے اور نیز اسمین انکے ستر کھل جانے کا خوف ہے کہ جنازے کو جلد لیجانے کا حکم ہے کما سیاتی اور نیز اس سے
مردوں کی ساتھ اختلاط لازم آتا ہے اور وہ باعث فتنے کا ہے امام نووی نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ اس مسئلے
پر سب علماء کا اتفاق ہے کسی کو اسمین اختلاف نہیں یعنے عورتوں کو جنازہ اوٹھانا منع ہے فقط مرد ہی اسکو اوٹھاویں
1005 **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ
الْخُدْرِيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ
فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ
صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ لَصَعِقَ ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ چوپائی پر رکھا جاتا ہے یعنی بعد غسل اور کفن کے اور اسکو لوگ اپنے مونڈھوں پر اوٹھاتے
ہیں تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھکو آگے لیچلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے وائے خرابی تم کدھر اسکو
لیجاتے ہو ہر چیز اسکی آواز سنتی ہے سوائے آدمی کے اور اگر آدمی اسکو سنے تو چیخ مارے اور غش کھا کر بیہوش
ہو جاوے **ف** مسئلہ باب کا اس حدیث سے صریحا معلوم نہیں ہوتا ہے لیکن شاید امام بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے
موافق اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو ابو یعلی نے انس رض سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ساتھ ایک جنازے میں نکلے سو آپ نے عورتوں کو دیکھا فرمایا کہ کیا تم اسکو اوٹھاؤگی اونہوں نے عرض کی کہ نہیں
پھر فرمایا کہ کیا تم اسکو دفن کروگی اونہوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کہ تمکو ثواب نہیں ہے اور یہ حدیث صریح
ہے اسمیں کہ عورتوں کو جنازہ اوٹھانا منع ہے لیکن شاید یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں اسواسطے اسکو نقل نہیں کیا
واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھکو آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے مجھکو
کہاں لے چلتے ہو تو یہ اسواسطے ہے کہ نیک آدمی کو ثواب نمودار ظاہر ہوتا ہے تو اسکی طرف مشتاق ہوتا ہے

بعد بد آدمی قبر کے عذاب سے گھبراتا ہے **بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ** جنازے کو جلد لیجانے کا بیان **ف** یعنے
جب لوگ جنازے کو اٹھاوین تو مستحب ہے کہ اسکو جلد لیجاوین **ف** سب علما کا اتفاق ہے لیکن مراد جلد چلنے سے
روزمرہ کی معمولی عادت سے زیادہ چلنا ہے دوڑنا مراد نہین کہ اس سے اٹھانے والون کو تکلیف ہو یا مردے کے
واسطے کوئی مفسدہ پیدا ہو کہ ایسا دوڑنا مکروہ ہے اور وہ جو بعض لوگون سے مروی ہے کہ جنازے کو جلد لیجانا
مکروہ ہے تو اس سے بھی دوڑنا مراد ہے عادی چال سے زیادہ چلنا مراد نہین کہ اسمین کسی کو اختلاف
نہین کما مر اور ابن حزم نے کہا کہ جنازے کو جلد لیجانا واجب ہے **وَقَالَ** اَنَسٌ اَنْتُمْ مُشَيِّعُوْنَ فَامْشُوْا بَيْنَ
يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا یعنے انس رض نے کہا کہ تم جنازے کے ساتھ جانے والے ہو سو چلو
اسکے آگے اور اسکے پیچھے اور اسکے داہنے اور اسکے بائین یعنے چلنے کے واسطے جنازے کی کوئی طرف خاص
لازم نہین خواہ آگے چلو خواہ پیچھے چلو خواہ داہنے چلو خواہ بائین چلو ہر طور سے جائز ہے **ف** جلدی چلنا
غالبا اسیوقت ہوتا ہے جبکہ کسی خاص طرف کو لازم نہ پکڑے اور پیس پیش وغیرہ مین پھرنا بھی اسی وقت ہوتا ہے
جبکہ جلدی کرے اور لپٹ کر چلے تو جلدی چلنا اور کسی خاص طرف کو لازم نہ کرنا اکثر اوقات ایک جگہ متفق ہوتے
ہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **وَقَالَ** غَيْرُهٗ قَرِيْبًا مِّنْهَا اور کسی اور نے کہا کہ جنازے کے پاس پاس چلو **ف** غرض
پاس پاس چلنے سے یہ ہے کہ اٹھانے والون کو مدد دیوے اور مدد دینا غالبا اسی وقت ہوتا ہے جبکہ جلدی چلنا مقصود ہو ۱۰۰۶
تو یہ دونو اکثر اوقات آپسمین جمع ہوتے ہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ
عَنْ رِقَابِكُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلد لیجایا کرو جنازے کو اسواسطے کہ اگر
مردہ نیک ہے تو اسکو تم نے بہتری سے نزدیک کر دیا یعنے جلدی قبر مین پہونچکر ثواب پاویگا اور اگر مردہ نیک نہین
تو تم نے اپنی گردنون سے شر کو اوتارا **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ کفن اور دفن مین جلدی کرنی مستحب ہے وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ لیکن یہ بعد اسکے ہے جبکہ اسکا مرجانا ثابت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بدون کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے
بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِيْ مردے کا چارپائی پر یہ کہنا کہ مجھکو آگے لیچلو **ف** یعنے جنازہ ہے
خدا تعالے مردے کو بدون اعادہ روح کے بولنے اور کلام کرنے کی قوت دے اور جیسے چاہے اس سے کلام کرائے اسکو
واسطے میت مین دوبارہ روح ڈالنے کی کوئی حاجت نہین اور ابن بطال نے کہا کہ یہ کلام روح کی ہے جسم کی نہین اور
یہی بات زیادہ صحیح ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اسوقت روح کو اعادہ کیا جاتا ہے لیکن یہ امر کتاب اور سنت سے ثابت
نہین اور اس باب کو پہلے باب سے یہ مناسبت ہے کہ وہ جلدی چلنے کو سبب پر مشتمل ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ
كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ
بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت
ہے کہ جب جنازہ چارپائی پر رکھا جاوے اور لوگ اسکو مونڈھوں پر اٹھا دیں تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے
مجھکو آگے لیچلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے ای خرابی تم مجھکو کہاں لیے جاتے ہو ہر چیز اسکی آواز سنتی
ہے سوای آدمی کے اور اگر آدمی اسکو سنے تو چیخ مارے اور غش میں بیہوش ہو جاوے **ف** ظاہر اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے کا یہ کہنا زبان قال سے ہے زبان حال سے نہیں یعنے مردہ حقیقۃً زبان سے کلام کرتا ہے
یہ نہیں کہ اسکا حال اسپر دلالت کرے اور مردہ خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہو دونوں کی آواز سے غش آجاتا ہے کافر
کی آواز سے تو اسواسطے کہ اسکی آواز نہایت خوفناک ہوتی ہے اور مسلمان کی آواز سے اسواسطے کہ اسکی آواز عادی آواز
کے مخالف ہوتی ہے کبھی سُنی ہوئی نہیں ہوتی ہے اور قبر کے سوال کی حدیث میں آیا ہے کہ فرشتہ مردے کو گرز
مارتے ہیں کہ اس سختی سے وہ چیخ مارتا ہے ہر چیز اسکی آواز سنتی ہے مگر آدمی اور جن نہیں سنتے ہیں سو اس حدیث میں جن
1007 اور آدمی دونوں مستثنے ہیں اور پہلی حدیث میں فقط انسان مستثنے ہے حالانکہ جامع دونوں کے درمیان میت ہے سو
جواب اسکا یہ ہے کہ میت کی کلام سے صرف آدمی ہی بیہوش ہوتا ہے کہ اسنے ایسی کلام آگے کبھی سنی ہوئی نہیں
ہوتی ہے بخلاف جنوں کے کہ انہوں نے ایسی کلام غیر مالوف آگے بھی سُنی ہوتی ہے اور جو چیخ کہ آدمی قبر میں
مارتا ہے وہ کبھی کسی کی سُنی نہیں ہوتی نہ انسان نے اور نہ جنوں نے کہ اسکا سبب علم اب خدا کو ہے پس اسمیں جن
اور آدمی شریک ہیں **بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجِنَازَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ** جنازے کی نماز میں
امام کے پیچھے دو یا تین صفیں باندھنے کا بیان یعنے جنازے کی نماز میں لوگ امام کے پیچھے دو صفیں باندھیں
یا تین صفیں باندھیں اس سے زیادہ نہ باندھیں حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ
الثَّانِي أَوِ الثَّالِثِ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی (بادشاہ حبشہ) پر
جنازے کی نماز پڑھی سو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا **ف** اگر کوئی کہے کہ جابر کا دوسری یا تیسری صف میں
ہونا اسکو مستلزم نہیں کہ وہ آخری صف میں تھی پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ثابت نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح مسلم
کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ہم آپکے پیچھے کھڑے ہوئے اور دو صفیں باندھیں پس اس سے معلوم ہوا کہ جب کہ
جابر سے دوسری یا تیسری صف میں شک کیساتھ روایت کی ہے تو اسکو اس بات میں شک ہوا ہے کہ گیا وہ ان تیسری

صف ہی تہی یا نہیں پس ثابت ہوا کہ جنازہ کی آخری صف دوسری یا تیسری تہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب الصُّفُوْفِ عَلَى الْجَنَازَةِ جنازہ کی نماز میں صفیں باندہنے کا بیان ف پہلے باب میں اور اس باب میں فرق ہے کہ پہلے میں تیسری صف کا یقین نہیں شک تہا کما مر اور اسمیں یقین ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اسمیں رد ہے عطاپر کہ وہ کہتے ہیں کہ نماز پنجگانہ کی طرح جنازہ میں صفوں کا برابر کرنا مشروع نہیں بلکہ تکبیر میں کہنا اور استغفار کرنا کافی ہے اور امام بخاری نے باب میں صفوں کو جمع کے صیغہ سے بیان کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ابوداود وغیرہ نے مالک بن ہبیرہ رض سے روایت کی ہے کہ جس مردہ پر تین صفیں جنازہ پڑہیں اسکے واسطے بہشت واجب ہوجاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں تین صفیں کرنا مستحب ہے اور طبری نے کہا کہ اگر میت کے سڑجانے اور متغیر ہونے کا خوف نہ ہو تو اسکے وارثوں کو لائق ہے کہ لوگوں کے جمع ہونے کی انتظار کریں جنسے کہ تین صفیں تمام ہوسکیں واسطے دلیل اس حدیث کے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ النَّجَاشِيَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رض کو نجاشی کے مرنے کی خبر دی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام بنے اور اصحاب رض نے آپکے پیچھے صفیں باندہیں سو آپنے چار تکبیریں کہیں (یہہ سلام پہیری) ف ملک حبش کا بادشاہ نجاشی نام نصرانی مذہب تہا اور انجیل کا عالم تہا مسلمانوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرکے قرآن سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے دیکھے ایمان لایا تہا مسلمانوں کے ساتہ بہت سلوک کیا کرتا تہا جسدن وہ حبش میں مرگیا اسیدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں اسکے مرنے کی خبر دی پہر عیدگاہ میں لوگوں سے صف باندہ کر اسکا جنازہ پڑہا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں صفیں باندہنی جائز ہیں اسلیے کہ جب غائب کے جنازے پر صفوں کا باندہنا جائز ہے تو حاضر مردے کے جنازہ پر بطریق اولی جائز ہوگا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ۵ تابان راچون نوالہ دہند + حاضران از غائبان لاشک اند - وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک الگ قبر پر آئے یا ایک لڑکے کی قبر پر آئے تو آپنے اصحاب کو کئی صفیں بنایا اور چار تکبیریں کہیں (یہہ سلام پہیری) ف مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ فَهَلُمُّوا

نصلوا علیہ قال فصففنا فصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن صفوف وقال ابو الزبیر عن جابر
کنت فی الصف الثانی ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج حبش کے
ایک نیک مرد کا انتقال ہوا سو آؤ اور اسپر نماز پڑھو جابرؓ نے کہا کہ ہمنے کئی صفیں باندھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے صفیں باندھے تھے جابر نے کہا کہ میں دوسری صف میں تھا ف اسحدیث
سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز میں صفوں کا باندھنا جائز اور مشروع ہے بلکہ مستحب ہے ۱۲ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح
الباری میں لکھا ہے کہ اسحدیث میں دلیل ہے اسپر کہ جنازے کی نماز میں صفوں کے متعدد ہونے کو تاثیر ہے اگرچہ
لوگ کثرت سے ہوں یعنے جو ثواب کہ صفوں کے متعدد ہونے میں ہے فقط لوگوں کی کثرت میں وہ ثواب حاصل
نہیں خواہ لوگ کتنی ہی کثرت سے جمع ہوں پھر بھی صفوں کو متعدد بناوے فقط ایک صف پر کفایت نہ کرے اسلیے
کہ ظاہر یہی ہے کہ اس جنازے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت لوگ کثرت سے نکلے تھے اور میدان
میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور سب لوگوں کا فقط ایک ہی صف باندھ کر نماز پڑھنا بھی ممکن
تھا کہ میدان بہت فراخ تھا تنگ نہیں تھا پھر باوجود اسکے جب آپنے لوگوں کو کئی صفیں بنایا تو معلوم ہوا کہ
صفوں کے متعدد ہونے کو تاثیر ہے اور ابوہریرہ رضہ صحابی نے بھی اس سے یہی سمجھا سو وہ لوگوں کو جنازے ۱۰۰۹
پر تین صفیں بنایا کرتے تھے خواہ لوگ تھوڑے ہوتے خواہ بہت ہوتے اور اگر لوگ تھوڑے ہوں اور صفیں متعدد
ہوں اور یا لوگ بہت ہوں اور صف فقط ایک ہی ہو تو اسمیں اختلاف ہے کہ دونوں سے کون افضل ہے ف کہا
کہ نجاشی کے قصے میں ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اسلیے کہ جسدن نجاشی حبشے میں مرا اسی
دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی موت کی خبر دی باوجودیکہ مدینے اور حبشے کے درمیان بہت دور دراز کا فاصلہ
ہے اور کہا کہ حنفیہ اور مالکیہ نے اسحدیث سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز نہیں لیکن
ابو یوسف نے کہا کہ اگر کوئی مسجد فقط جنازے ہی کے واسطے تیار کی گئی ہو تو اسمیں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے
سو امام نووی نے کہا کہ اسحدیث میں منع پر دلیل نہیں اسلیے کہ حنفیہ کے نزدیک منع فقط مردے کو مسجد میں
داخل کرنا ہے مسجد میں جنازہ پڑھنا منع نہیں یہانتک کہ اگر میت مسجد سے باہر ہو اور مسجد کے اندر جنازہ
پڑھیں تو انکے نزدیک جائز ہے اور ابن بزیزہ وغیرہ نے کہا کہ اس سے منع پر استدلال کرنا باطل ہے اسلیے
کہ اسمیں نہی کا صیغہ واقع نہیں ہوا اور نیز احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور سبب سے میدان میں گئے
ہوں نہ منع ہونیکے سبب سے مگر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھا پس
ایک امر محتمل کے واسطے اس صریح حدیث کو چھوڑنا کیسے جائز ہوگا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
میدان کی طرف اسواسطے نکلے تھے کہ جنازے میں بہت لوگ جمع ہو جاویں اور سب کو معلوم ہو جاوے کہ نجاشی اسلام پر

اسلیے کہ بعض لوگون نے اسکو اسلام پر نہین پایا تہا پہر کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غائب مردے کا جنازہ
پڑہنا جائز ہے یعنے اگر مردہ کسی شہر مین ہو اور اسکا جنازہ کسی دوسرے شہر مین پڑہا جاوے تو جائز ہے اور یہی قول ہے
امام شافعی اور احمد اور جمہور علماء سلف کا یہانتک کہ ابن حزم نے کہا کہ کسی صحابی سے اسکی نہی ثابت نہین ہوئی
اور امام شافعی رح نے کہا کہ جنازہ پڑہنا میت کے واسطے دعا ہے اور جب مردہ کفن مین لپیٹا ہوا ہو تو اسپر نماز
پڑہی جاتی ہے اور جب کہ وہ غائب ہو یا قبر مین ہو تو اندرین صورت اسکے واسطے دعا کرنی کیونکر جائز نہین حالانکہ
کفن مین لپیٹا ہوا اور غائب دونو برابر ہین اور ابو حنیفہ رح اور مالک رح کہتے ہین کہ غائب مردے کا جنازہ پڑہنا جائز نہین ہے
بعض اہل علم کا یہ قول ہے کہ غائب جسدن مرے اگر اسی دن یا اس سے دو چار دن پیچہے اسکا جنازہ پڑہا جاوے
تو درست ہے اور اگر مرے کو بہت مدت گذر گئی ہو تو درست نہین حکایت کیا اسکو ابن عبد البر نے اور ابن حبان نے
کہا کہ اگر غائب کا مردہ قبلے کی طرف ہو تو اسکا جنازہ جائز ہے اور اگر قبلے کے سوا کسی اور طرف ہو تو درست نہین محب
طبری نے کہا کہ اسکے سوا کسی نے ایسا نہین کہا اور دلیل اسکی نجاشی کی حدیث ہی ہے پہر کہا کہ حنفیہ وغیرہ جو غائب
کے جنازے کو درست نہین کہتے تو وہ اس حدیث نجاشی کے کئی تاویلین کرتے ہین پہلی تاویل انکی یہ ہے کہ حبشے مین
نجاشی کا جنازہ بالکل کسی نے نہین پڑہا تہا سو اسکا جنازہ پڑہنا ضرور تہا اس واسطے آپنے اسکا جنازہ پڑہا سو جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہین کہ حبشے مین کسی نے اسکا جنازہ نہین پڑہا تہا اور دوسری تاویل حنفیہ وغیرہ کی یہ ہے ۱۰۱۰
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے پردہ اوٹہا دیا گیا تہا اور آپنے اسکو اپنے سامنے دیکہ لیا تہا سو یہ نماز
غائب مردے پر نہ ہوئی بلکہ حاضر اور موجود پر ہوئی جسکو کہ امام دیکہے اور مقتدی دیکہ سکین اور یہ بالاتفاق جائز ہے
اسلیے کہ فقط امام کا دیکہنا بالاتفاق کافی ہے خواہ مقتدیون کو جنازہ نظر آوے خواہ نہ آوے سو جواب اسکا یہ ہے کہ
ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ محض احتمال ہے کسی روایت سے ثابت نہین ہو سکتی ہے اور واقدی نے ابن عباس رض سے روایت کی
ہے کہ لوگ گمان کرتے تہے کہ نجاشی کا جنازہ آپکے سامنے لایا گیا لیکن اس روایت کی کوئی سند نہین اور نیز واقدی
اکذب الناس ہے اسکی نقل کا کچہ اعتبار نہین اور تیسری تاویل انکی یہ ہے کہ یہ نماز پڑہنا آپ کا نجاشی کے ساتہ
خاص تہا اسلیے کہ یہ ثابت نہین ہوا کہ آپنے نجاشی کے سوا اور کسی کا جنازہ غائبانہ پڑہا ہو سو جواب اسکا یہ ہے
کہ حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن معاویہ کا جنازہ غائبانہ پڑہا ہے اور یہ حدیث
بوجہ تعدد طرق کے قوت پا جاتی ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور جعفر
اور ابن رواحہ کا جنازہ غائبانہ پڑہا اور یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن پہلی روایت کی تقویت کرتی ہے پس معلوم ہوا
کہ غائبانہ جنازہ پڑہنا نجاشی کے ساتہ خاص نہین تہا بلکہ آپنے اور کئی اصحاب کا جنازہ بہی غائبانہ پڑہا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ اکثر اصحاب جنگ اور لڑائیون مین فوت ہوئے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصحاب کے سوا اور کسی کا

جنازہ نہین پڑہا اگر جائز ہوتا تو آپ سب کا جنازہ پڑہتے سو جواب اسکا یہ ہی کہ غائب کا جنازہ پڑہنا جائز ہے
واجب نہین اور جواز ہر غائب کی جنازے کو مستلزم نہین پس آپ کا بعض یا اکثر غائبون کے جنازے کو ترک کرنا اسکے
منافی نہین ہوگا پس یہ دلیل عدم وجوب کی ہے نہ عدم جواز کی اور جواز کے واسطے ایک یا دو بار کا کرنا کافی ہے
اور امام نووی نے کہا کہ اگر اس تخصیص کا دروازہ کہولا جاوے تو ظاہر شرع کے بہت احکام بیکار ہوجاوینگے
اور اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ کہتے ہین تو بے شک منقول ہوتا اور کرمانی نے کہا کہ حجاب کا اٹہا دینا ممنوع ہے
اور اگر تسلیم بہی کیا جاوے تو کہا جاویگا کہ اسکا جنازہ اصحاب نے تو بے شک غائب تہا پس جواز کے واسطے یہی دلیل
کافی ہے ف جو لوگ غائبانہ جنازہ پڑہنے کو جائز رکہتے ہین ان سب کا اتفاق ہے اسپر کہ فرض کفایہ اس سے
ساقط ہوجاتا ہے مگر ابن قطان سے روایت ہے کہ فرض اس سے ساقط نہین ہوتا **باب** صفوف الصبیان
مع الرجال علی الجنائز جنازے کی نماز مین نابالغ لڑکون کو مردون کی صف مین کہڑے ہونا جائز ہے حدثنا
موسى بن اسمٰعيل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشيباني عن عامر عن ابن عباس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم مر بقبر دفن ليلا فقال متى دفن هذا فقالوا البارحة قال افلا اذنتموني
قالوا دفناه في ظلمة الليل فكرهنا ان نوقظك فقام فصففنا خلفه قال ابن عباس وانا فيهم
فصلى عليه ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گذرے کہ اسمین رات کو مردہ دفن
کیا گیا تہا پس فرمایا کہ یہ کب کا دفن ہوا ہے لوگون نے عرض کی کہ آج رات کو دفن ہوا ہے فرمایا کہ تمنے مجہکو کیون
نہین خبر کی لوگون نے عرض کی کہ ہمنے اسکو اندہیری رات مین دفن کیا تہا سو ہمنے ناخوش جانا کہ آپ کو جگاکر
اور تکلیف پہنچاوین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی نماز کے واسطے کہڑے ہوے اور ہمنے آپکے پیچہے
صف باندہی ابن عباسؓ نے کہا کہ مین بہی انمین تہا سو آپنے اسکا جنازہ پڑہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
جنازے مین نابالغ لڑکے کو مردون کی صف مین کہڑے ہونا جائز ہے کہ ابن عباسؓ مردون کی صف مین کہڑے
ہوے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین نابالغ تہے کما تقدم وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** سنۃ
الصلوۃ علی الجنازۃ جنازے کی نماز کے طریقے کا بیان **ف** طریقہ عام ہے واجب اور مستحب دونو
کو شامل ہے اور امام بخاری نے اس باب مین کئی حدیثون اور آثار کو نقل کیا خلاصہ سب کا یہ ہے کہ جنازے کی نماز
محض دعا نہین بلکہ جو اور نمازون کا حکم ہے وہی اسکا حکم ہے اور جو چیزین اور نمازون مین شرط ہین وہ
جنازے کی نماز مین بہی شرط ہین پس اور نمازون کی طرح بدون طہارت کے وہ بہی جائز نہین لیکن اسمین
رکوع اور سجود نہین کہ اسمین میت کی عبادت کا وہم ہوتا ہے وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی
علی الجنازۃ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جنازے کی نماز پڑہے تو اسکو ایک قیراط کے برابر ثواب

لے گا **وَقَالَ** صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑہو **وَقَالَ**
صَلُّوْا عَلَی النَّجَاشِیِّ فَسَمَّاھَا صَلٰوۃً اور فرمایا کہ نجاشی پر نماز پڑہو سو آپنے اسکا نام نماز کہا **ف** یعنے اپنوان
حدیثون مین جنازے کو نماز فرمایا ہے یہ نہین فرمایا کہ اسکے واسطے دعا مانگو پس جو حکم اور نمازون کا ہے وہی
اسکا ہے لَیْسَ فِیْھَا رُکُوْعٌ وَّلَا سُجُوْدٌ وَّلَا یُتَکَلَّمُ فِیْھَا وَفِیْھَا تَکْبِیْرٌ وَّتَسْلِیْمٌ یعنے جنازے کی نماز مین نہ رکوع ہے
اور نہ سجود ہے اور نہ اسمین کلام کیجاوے اور اسمین تکبیر بھی ہے اور سلام بھی ہے یعنے جو چیز نماز مین شرط ہے وہی
جنازے مین شرط ہے لیکن اسمین رکوع سجود نہین اور جیسے نماز مین کلام کرنی منع ہے ویسے ہی جنازے مین بھی
کلام کرنی منع ہے **ف** یہ احکام سب نماز کے ساتھ خاص ہین اور جب انکو جنازے کے واسطے ثابت کیا گیا تو
معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز کا حکم بھی اور نمازون کی طرح ہے کچھ فرق نہین **وَکَانَ** ابْنُ عُمَرَ لَا یُصَلِّیْ اِلَّا طَاھِرًا
وَّلَا یُصَلِّیْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِھَا وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ اور ابن عمر رض جنازے کی نماز نہین پڑہتے تھے
مگر وضو سے اور نماز نہین پڑہتے تھے سورج نکلتے اور نہ سورج ڈوبتے اور اپنے دونو ہاتھ اوٹھاتے تھے یعنے
تکبیر کے وقت **ف** اصل یہ روایت اسطور سے ہے جیسے کہ سعید بن منصور نے نافع سے روایت کی ہے کہ جب کوئی
شخص ابن عمر رض سے صبح کی نماز یا عصر کی نماز کے بعد جنازہ پڑہنے کا حکم پوچھتا تو کہتے کہ اگر اپنے وقت مختار 1012
مین پڑہے جاوین تو بعد انکے جنازے کی نماز پڑہنی جائز ہے پس یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ اگر فجر اور عصر کی نماز
مکروہ وقت مین پڑہی جاوے تو بعد انکے جنازہ پڑہنا درست نہین اور موطا کی ایک روایت مین یہ معنے صریح
آچکا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ ابن عمر رض کے نزدیک بعدیت خاص ہے عام نہین یعنے اگر عین سورج نکلنے اور ڈوبنے
کے وقت نماز پڑہے تو منع ہے اور اگر فجر یا عصر کی نماز کے بعد سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز پڑہے
تو منع نہین اور ایک روایت مین ہے کہ ابن عمر سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت جنازے کی نماز کو مکروہ رکہتے تھے
اور یہی مذہب ہے امام مالک اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور کوفے والون کا اور یہ جو کہا کہ ابن عمر دونو ہاتھ کو اٹھاتے
تھے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جنازے کی نماز مین ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ امام بخاری نے کتاب رفع الیدین
مین اسکو روایت کیا ہے اور طبرانی مین اسیطرح کی ایک مرفوع حدیث بھی آچکی ہے لیکن اسکی سند ضعیف ہے
لیکن حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہین کہ صرف پہلی تکبیر یعنے تکبیر تحریمہ مین ہاتھ اوٹھاوے اور کسی تکبیر مین ہاتھ نہ اوٹھاوے
اور سند انکی یہ حدیث ہے جو ترمذی مین ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی نماز مین تکبیر
تحریمہ کے وقت ہاتھ اوٹھاتے تھے اور دارقطنی مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ پھر نہین اوٹھاتے تھے لیکن اسکی
صحت و ضعف کا کچھ حال معلوم نہین **وَقَالَ** الْحَسَنُ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَاَحَقُّھُمْ عَلٰی جَنَائِزِھِمْ مَنْ
رَضُوْہُمْ لِفَرَائِضِھِمْ یعنے اور حسن بصری نے کہا کہ مینے لوگون کو پایا یعنے صحابہ اور تابعین کو اور انمین زیادہ

لائق امامت جنازے کے وہ شخص تھا جسکو فرضوں کی امامت کو واسطے پسند کرتے تھے ف اس مسئلے مین اختلاف ہے
جمہور صحابہ اور تابعین کا یہ قول ہے کہ جو شخص فرضوں کی امامت کرے وہی جنازے کی امامت کا حقدار ہے اور یہی
قول ہے قاسم اور سالم اور طاؤس کا انکے نزدیک محلے کا امام سب سے مقدم ہے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ
سب لوگون مین زیادہ حقدار جنازے کی امامت کا باپ ہے اور اگر وہ نہووے تو پھر بیٹا ہے اور علقمہ اور اسود کہتے
ہین کہ حاکم اور والی سب پر مقدم ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا اور امام
شافعی اور ابو یوسف رح کہتے ہین کہ ولی میت کا حاکم سے زیادہ حقدار ہے وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ
الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ اور اگر عید کی نماز یا جنازے کی نماز مین کسی کا وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کی
واسطے پانی طلب کرے اور تیمم نہ کرے ف حسن بصری سے اس مسئلے مین مختلف روایتین آئی ہین ایک روایت
مین تو یہ ہے کہ جنازے کی نماز وضو سے پڑھے تیمم نہ کرے جیسا کہ ابھی گذرا اور ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ اگر جنازہ
کی فوت ہونیکا خوف ہو تو تیمم کرے اور نماز پڑھے اور یہی قول ہے عطا اور سالم اور زہری اور نخعی اور ربیعہ اور لیث
اور اہل کوفہ کا اور امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے کہتے ہین کہ اگر جنازے کے فوت ہونیکا خوف ہو تو تیمم کرنا جائز ہے
۱۰۱۳ اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ ولی میت کو تیمم کرنا جائز نہین اور دوسرون کو جائز ہے اگر ولی کا وضو ٹوٹ جاوے
تو وضو کرکے جنازہ پڑھے تیمم نہ کرے اور اس باب مین ایک حدیث بھی آچکی ہے لیکن اسکی سند ضعیف ہے وَ
إِذَا انْتَهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّونَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ اور اگر کوئی شخص جنازے مین پہونچے اور
لوگ نماز مین کھڑے ہوئے ہون تو تکبیر کہکر انکے ساتھ نماز مین ملجاوے جیسا کہ مسبوق ملجاتا ہے اور باقی تکبیرون کو نماز
کے بعد کہے جنازہ اوٹھانے سے پہلے ف یہ قول حسن بصری کا ہے اور بعض مالکیہ اسکے مخالف ہین وَقَالَ
ابْنُ الْمُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ أَرْبَعًا یعنے ابن مسیب نے کہا کہ جنازے کی نماز مین چار تکبیرین
کہے خواہ رات ہو اور خواہ دن ہو اور خواہ سفر مین ہو یا حضر مین ہو یعنے اختلاف اوقات کی وجہ سے اسمین اختلاف
نہین جیسا کہ مطلق نماز کے ارکان مین اختلاف نہین ہوتے ایسا نہ مبسوط او وَقَالَ أَنَسٌ التَّكْبِيرَةُ الْوَاحِدَةُ
اسْتِفْتَاحُ الصَّلَاةِ یعنے انس رض نے کہا کہ ایک تکبیر شروع نماز کی ہے جسکے ساتھ آدمی نماز مین داخل ہوتا ہے ف
یعنے جنازہ کی نماز مین اصل تین تکبیرین ہین اور چوتھی تکبیر شروع نماز کی ہے تو گویا وہ شمار مین نہین وَقَالَ
عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا اور خدا نے فرمایا کہ اور نماز نہ پڑھ انمین سے کسی پر جو مر جاوے
کبھی ف یعنے خدا نے اس آیت مین جنازے کا نام نماز کہا ہے کہ فرمایا نماز نہ پڑھ پس معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز
کا حکم بھی اور نمازون کی طرح ہے وَفِيهِ صُفُوفٌ وَإِمَامٌ اور جنازے کی نماز مین صفین ہین اور امام بھی ہے یعنے
اور نمازون کی طرح اسمین بھی امامت کرنا اور صفین باندھنا ثابت ہے اور جو اور نمازون کا حکم ہے وہی اسکا حکم ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّنَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا يَا أَبَا عَمْرٍو وَمَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ **ترجمہ** ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اکیلی قبر پر گذرے سو آپ ہمارے امام ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور نماز پڑھی **ف** حاصل اس باب کا یہ ہے کہ جنازے کی نماز بھی اور نمازوں کی طرح ہے، اور جو دوسری نمازوں کا حکم ہے وہی اسکا حکم ہے اور جو چیز انمیں شرط ہے وہ اسمیں بھی شرط ہے صرف اتنا فرق ہے کہ انمیں رکوع اور سجود ہے اور اسمیں نہیں اور غرض اسکے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جنازہ فقط دعا اور استغفار ہے اور بے وضو پڑھنا جائز ہے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام نماز رکھا ہے اور اگر فقط دعا ہی ہوتی تو اسکا نام نماز نہ رکھتے اور اگر غرض اس سے صرف دعا ہی ہوتی تو آپ لوگوں کو میدان کی طرف نہ لیجاتے بلکہ مسجد میں دعا کرتے اور لوگوں کو اپنی دعا پر آمین کہنے کا حکم فرماتے اور اگر فقط دعا ہی مقصود ہوتی تو آپ اپنے پیچھے لوگوں کی صفیں نہ بناتے اور اسیطرح آپ کا نماز میں کھڑے ہونا اور اسکے شروع میں تکبیر کہنا اور اس سے باہر آنے کے واسطے سلام پھیرنا سب اسی پر دلالت کرتا ہے کہ جنازے کا حق بدن پر بھی ہے صرف زبان پر نہیں اور ابن عبدالبر نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ جنازے کی نماز میں طہارت اور وضو شرط ہے اور کرمانی نے کہا کہ مقصود امام بخاری کا اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کو نماز کہنا جائز ہے اور یہ کہ جنازہ پڑھنا ثابت اور مشروع ہے واللہ اعلم 1014

باب فَضْلِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت کا بیان **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس باب سے اجر اور ترغیب کا ثابت کرنا ہے یعنی جنازے کے ساتھ جانے کا بڑا ثواب ہے اور اسمیں بڑی فضیلت ہے تعیین حکم کی مراد نہیں اسواسطے کہ جنازے کے ساتھ جانا فرض کفایہ ہے پس بعض کے کرنے سے سب سے ادا ہو جاویگا اور حدیث کی موافقت کے واسطے اتباع کے لفظ کو مجمل چھوڑا اسواسطے کہ قیراط کے برابر ثواب صرف اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو میت کے ساتھ جاوے اور اسکا جنازہ پڑھے اور یا اسکے ساتھ جاوے اور دفن میں حاضر ہووے اور یا دونوں کو بجا لاوے اور جو شخص کہ اسکے ساتھ جاوے اور جنازہ نہ پڑھے اور نہ دفن میں حاضر ہووے تو اسکو یہ ثواب قیراط کا حاصل نہیں ہوتا اسلیے کہ مقصود اصلی میت کے ساتھ جانے سے یہ ہے کہ اسکا جنازہ پڑھے یا اسکو دفن کرے اور جب مقصود اصلی حاصل نہ ہو تو قیراط کا ثواب حاصل نہیں ہوگا کہ یہ اسکی فرع ہے ہاں اگر اسکی نیت خالص ہو تو امید ہے کہ اسکو کسی قسم کا کچھ ثواب ملیگا جیسا کہ مجاہد سے روایت ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے اتباع کی حد بیان کرنا ہے یعنے کہاں تک جنازے کے ساتھ جاوے اور کب تک اسکے ساتھ رہے کہ اسکو قیراط کے برابر ثواب حاصل ہو اسواسطے کہ حدیث مجمل ہے اسمیں اتباع کی حد کا بیان نہیں **وَقَالَ** زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ یعنے زید بن ثابت نے کہا کہ

جب تو نے جنازہ پڑھا تو اپنا حق ادا کیا یعنے جو حق کہ میت کا تجہیز واجب تھا سو ادا ہوا **ف** مطلب اسکا یہی کہ اگر کوئی شخص صرف جنازہ پڑھ کر پلٹ آوے تو اسپر سے میت کا حق ادا ہوا اور اگر جنازہ پڑھ کر اسکی ساتھ جاوے اور دفن تک اسکی ساتھ رہے تو اسمین اسکو زیادہ ثواب ہے وفیہ المطابقۃ **وَقَالَ** حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا وَلَكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيرَاطٌ اور حمید بن ہلال نے کہا کہ ہمنے جنازے پر اذن نہیں جانا لیکن جو شخص جنازے کی نماز پڑھے پھر پلٹ آوے اور دفن تک اسکی ساتھ نہ رہے تو اسکو ایک قیراط کے برابر ثواب ملیگا **ف** یعنی جنازہ پڑھنے کے بعد پلٹ آنے کی واسطے میت کے وارثون سے اذن چاہنا اور رخصت مانگنی ضرور نہیں اور اسمین وارثون کا کچھ حق نہیں بلکہ جنازے کے ساتھ جانا محض ثواب اور فضیلت حاصل کرنے کی واسطے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس مسئلے مین علما کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ جنازے کے بعد پلٹ آنے کی واسطے میت کے وارثون سے اذن لینا ضرور نہیں بلکہ بدون اذن کے پلٹ آنا جائز ہے اور یہی ہے قول امام شافعی اور معظم ائمہ فتوی کا اور بعضے کہتے ہین کہ بدون اذن کے پلٹ آنا جائز نہیں یہ قول عمر اور ابن مسعود اور ابوہریرہ اور مسور سے منقول ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور نخعی رح کا اور حنفیہ رح کا مشہور قول بھی یہی ہے کہ بدون اذن کے پلٹ آنا جائز نہیں لیکن شرح منیہ مین محیط سے نقل کیا ہے کہ آسانی اور گنجایش اسی میں ہے 1015
کہ بدون اذن کے پلٹ آنا جائز ہو اور یہی قوی بات ہے اور احمد وغیرہ نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ جو جنازے کو اٹھاوے اور قبر میں اتارے اور اذن دینے تک بیٹھا رہے تو اسکو دو قیراط کے برابر ثواب ملیگا لیکن یہ حدیث نہایت ضعیف ہے کذا فی الفتح **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ فَقَالَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقَتْ يَعْنِي عَائِشَةَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ فَرَّطْتُ ضَيَّعْتُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے تو اسکو ایک قیراط بھر ثواب ہے ابن عمر رض نے کہا کہ ابوہریرہ ہمپر بہت حدیثین بیان کرتا ہے کہ ہم انکو نہین جانتے سو ابن عمر رض نے یہ حدیث عائشہ رض سے دریافت کی سو عائشہ رض نے ابوہریرہ کو سچا کیا کہا کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ اسکو فرماتے تھے ابن عمر رض نے کہا کہ ہمنے بہت قیراطون مین قصور کیا یعنے بہت ثواب سے محروم رہے کہ جنازے کے بعد دفن تک اسکی ساتھ نہ رہے امام بخاری رح نے کہا کہ فرطت جو قرآن مین واقع ہوا ہے) کا معنے یہ ہے کہ ہمنے خدا کا حکم ضائع کیا **ف** صحیح مسلم مین سالم سے روایت ہے کہ ابن عمر رض جنازے کی نماز پڑھ کر گھر کو پلٹ جاتے تھے اور دفن تک اسکی ساتھ نہیں رہتے تھے سو جب انکو یہ حدیث پہنچی تب انہون سے یہ فرمایا اور گذشتہ قصور پر افسوس کیا اور قیراط کی تفصیل آگے مذکور ہوتی ہے جنازے مین پانچ چیزیں

برابر اور بعضوں نے کہا کہ قیراط درہم کا بارہوان حصہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ قیراط دینار کا بیسوان حصہ ہے اور بعضے کچھ اور
کہتے ہین لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ جو جنازے کے ساتھ جاوے اسکو بہت ثواب اور اجر عظیم حاصل ہوتا ہے جسکی حد سوا خدا
کے کسی کو معلوم نہین اور قیراط کا ذکر کرنا محض سمجھانے کے واسطے ہے کہ ملک عرب مین اسکی بہت چال تھی اور ہر آدمی اسکے
مقدار کو جانتا تھا پس معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ جانے کی بڑی فضیلت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ایک حدیث مین
آیا ہے کہ جو جنازہ نکلنے سے پہلے میت کے گھر والون پاس جاوے اسکو ایک قیراط بھر ثواب ہے اور اگر اسکے ساتھ جاوے تو
اسکو ایک قیراط بھر اور ثواب ہے اور اگر جنازے کی نماز پڑھے تو اسکو ایک قیراط بھر اور ثواب ہے اور اگر دفن تک انتظار
کرے تو اسکو ایک قیراط بھر اور ثواب ہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ہر ہر کام کے واسطے ایک ایک قیراط کے
برابر ثواب ملیگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جنازے کے ساتھ رہے اسکو چار قیراط کے برابر ثواب ملیگا اور کتاب الایمان مین
ایک حدیث گذر چکی ہے اسمین صاف موجود ہے کہ جو جنازے کے ساتھ جاوے اور اخیر تک اسکے ساتھ رہے تو اسکو
فقط دو ہی قیراط کے برابر ثواب ملیگا تو یہ پہلی حدیث کی معارض ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ پہلی حدیث اُس شخص کے حق
مین ہے جو جنازے کے ساتھ رہے اور میت کو سب کام کو ہاتھ سے کرے اور دوسری حدیث اس شخص کے حق مین ہے جو صرف
جنازے کے ساتھ رہے اور اسکے کسی کام کو ہاتھ نہ لگاوے سو تعارض دفع ہو گیا اور یہ جو ابن عمرؓ نے کہا کہ ابوہریرہؓ
١٠١٦ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے تو یہ حدیث کا انکار نہین اور نہ جھوٹ کی تہمت ہے بلکہ انکو خوف ہوا کہ شاید ابوہریرہؓ بھول
گئے ہون یا اسکا مرفوع ہونا انکو معلوم نہ ہوا ہوگا اور ابوہریرہؓ کا قول خیال کیا ہوگا اسواسطے انھون نے اس سے انکار
کیا واللہ اعلم اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ ایک عالم کو دوسرے عالم پر انکار کرنا جائز ہے اور
یہ قدیم زمانے سے چلا آیا ہے کوئی نئی بات نہین اور یہ کہ جس چیز کا علم نہ ہو اسکا استغراب کرنا جائز ہے اور یہ کہ جو
حافظ ہو وہ غیر حافظ کے انکار کی پروا نہ کرے اور یہ کہ صحابہ حدیث کی تحقیق اور تنقید مین نہایت کوشش کرتے تھے
اور یہ کہ نیک عمل کے فوت ہونے پر افسوس کرنا چاہیے **بَابُ** مَنِ انْتَظَرَ حَتّٰی یُدْفَنَ جنازے کے دفن
ہونے تک انتظار کرنیکا بیان یعنے اگر کوئی نماز جنازے کو بعد دفن ہونے تک اسکے ساتھ حاضر رہے تو اسکو
بڑا ثواب ہے اور امام بخاری نے شرط کا جواب بیان نہین کیا اسواسطے کہ باب کی حدیث مین اسکا جواب موجود ہے یا
اسواسطے کہ وہ محض انتظار سے استحقاق ثابت کرنے پر موقوف ہے یعنے محض انتظار سے بھی اسکو یہ استحقاق ثابت
ہے گو انکے ساتھ جانا نہو **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَی ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ
اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَاَلَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِیْ
عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ شَبِیْبِ بْنِ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ

قَالَ ابْنُ شِہَابٍ وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ شَھِدَ الْجَنَازَۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَّمَنْ شَھِدَ حَتّٰی یُدْفَنَ کَانَ لَہٗ قِیْرَاطَانِ قِیْلَ وَمَا
الْقِیْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو جنازے میں آیا یہانتک کہ پھر نماز پڑھی تو اسکو قیراط کے برابر ثواب ہے اور جو اسکے پاس حاضر رہا یہانتک کہ دفن ہو چکا
تو اسکو دو قیراط بھر ثواب ہے یعنے پہلی کو دوسرے سے آدھا ثواب ہے لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرتؐ دو قیراط کتنے بڑے
ہوتے ہیں فرمایا کہ دو بڑے پہاڑ کے برابر یعنے اسکو بہت بڑا ثواب ہے کہ اسکا اندازہ سوا خدا کے کسی کو معلوم نہیں
اور قیامت کے دن اسکا ثواب اسکی میزان میں پہاڑ سے بھاری ہوگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیراط کو حاصل
کرنے کے واسطے نماز پڑھنے تک جنازے کے ساتھ رہنا شرط ہے لیکن اسکی حاصل کرنیکے واسطے ابتدا سے ختم نماز
تک ساتھ رہنا شرط نہیں بلکہ اگر فقط جنازے کی نماز ہی پڑھے اور اتباع نہ کرے تو تب بھی اسکو قیراط بھر ثواب ہے
اسلیے کہ جو چیز نماز سے پہلے ہے وہ سب اسکا وسیلہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جو فقط نماز پڑھے اور ساتھ نجاوے
تو اسکی قیراط چھوٹی ہے اس سے جو نماز پڑھے اور اسکے ساتھ بھی جاوے اور یہ صورت بعینہ ایک حدیث سے معلوم
ہوتی ہے لیکن ممکن ہے کہ اس اتباع سے مراد اتباع بعد نماز کے ہو اور دفن کی قیراط میں اس نظیر کو جاری کرنا 1017
مختلف فیہ ہے اور اسمیں اختلاف ہے کہ یہ ثواب کس وقت حاصل ہوتا ہے سو شافعیہ وغیرہ کے نزدیک زیادہ ترجیح
اس قول کو ہے کہ یہ ثواب دفن سے فارغ ہونے پر موقوف ہے یعنے جب دفن ہو چکے تو اسوقت یہ ثواب حاصل ہوتا ہے اس سے
پہلے نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ لحد میں رکھنے پر موقوف ہے یعنے جب مردے کو لحد یعنے بغلی میں رکھا جاوے
اسوقت آدمی اس ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے خواہ بعد اسکے وہاں ٹھیرے یا نہ ٹھیرے اور بعضے کہتے ہیں
کہ دفن سے فارغ ہونے کے وقت حاصل ہوتا ہے مٹی ڈالنے سے پہلے اور یہ سب صورتیں حدیثوں سے ثابت
ہیں لیکن پہلی صورت کو ترجیح ہے کہ اسمیں زیادتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ انمیں سے ہر ہر فعل کے بدلے
ایک ایک قیراط حاصل ہو واللہ اعلم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنازے میں حاضر ہونے اور اسکی تجہیز و تکفین کے
واسطے جمع ہونیکی بڑی فضیلت ہے اور جو شخص میت کی کفن دفن کا متولی ہو خدا کا اسپر بڑا فضل ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا
کہ اسکو قیراط کے برابر ثواب ملیگا اور ہر ایک قیراط بڑے پہاڑ کے برابر ہے تو اسمیں بشارت ہے بہشت کی کہ جو شخص جنازے
کے ساتھ جاوے وہ بہشت میں داخل ہوگا اسلیے کہ ذرہ ایک دانے کی ایک ہزار اور چوبیس جز سے ایک جز کا نام ہے
یعنے ذرہ ایک دانے کا ایک ہزار اور چوبیسواں حصہ ہے اور دانہ قیراط کا تیسرا حصہ ہے اور قیراط بڑے پہاڑ کے برابر ہے
سو جب آدمی ایک ذرے نیکی کے ساتھ دوزخ سے نکل آویگا تو پھر سمجھنا چاہیے کہ قیراط کا کیا حال ہوگا لیکن پہاڑ
کی تشبیہ نہ صرف نیکیوں کے قیراط کا خاصہ ہے اور برائیوں کے قیراط کا یہ حال نہیں کہ انکا اتنا اندازہ نہیں بلکہ مراد

اس سے تین حد کا اندازہ ہے جو اسکا اصلی وزن ہے **باب** صلوٰۃ الصبیان مع الناس علی الجنائز
نابالغ لڑکوں کو لوگوں کے ساتھ جنازہ پڑہنا درست ہے **ف** یہ باب پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے لیکن وہاں لڑکے
قیام کی کیفیت کا بیان تہا کہ لڑکے بھی مردوں کی برابر کہڑے ہووین اُنکے پیچھے ہٹ کر نہ کہڑے ہوں اور یہاں
اسکی مشروعیت کا بیان ہے کہ لڑکوں کو جنازہ پڑہنا درست ہے منع نہیں **حدثنا** یعقوب بن ابراھیم
قال حدثنا یحیی بن ابی بکیر قال حدثنا زائدۃ قال حدثنا ابو اسحاق الشیبانی عن عامر عن ابن
عباس قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرا فقالوا ھذا دفن او دفنت البارحۃ قال ابن
عباس فصففنا خلفہ ثم صلی علیہا **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پہ
تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ یہ مردہ آج رات کو دفن ہوا ہے ابن عباس رض نے کہا سو ہمنے آپکے پیچھے صف باندہی
پھر آپنے اسپر نماز پڑہی **باب** الصلوٰۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد عیدگاہ اور مسجد مین جنازہ پڑہنے کا
بیان یعنے جائز ہے **ف** امام بخاری نے مردیکا عیدگاہ مین ہونا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ مردہ وہان حاضر
نہین تہا بلکہ غائب تہا اور عیدگاہ کو مسجد کے ساتھ ملحق کیا ساتھ حدیث ام عطیہ کے کہ حیض والی عورتین عیدگاہ
سے کنارے رہین سو یہ دلیل ہے اسکی کہ مسجد اور عیدگاہ کا ایک حکم ہے اور جس چیز سے مسجد مین پرہیز کرنا ضرور ہے
١٠١٨ اس سے عیدگاہ مین بھی پرہیز کرنا ضرور ہے **حدثنا** یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن
ابن شہاب عن سعید بن المسیب و ابی سلمۃ انہما حدثاہ عن ابی ہریرۃ قال نعی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم النجاشی صاحب الحبشۃ الیوم الذی مات فیہ فقال استغفروا لاخیکم
وعن ابن شہاب قال حدثنی سعید بن المسیب ان ابا ہریرۃ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صف بہم بالمصلی فکبر علیہ اربعا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جسدن حبش کا بادشاہ نجاشی مر گیا
اسدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اسکے مرنے کی خبر دی اور فرمایا کہ اپنے بہائی کے واسطے استغفار
کرو اور بخشش کی دعا مانگو پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ مین لوگوں سے صف باندہی اور اسپر چار تکبیرین کہکر
جنازہ پڑہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدگاہ مین جنازہ پڑہنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** ابراھیم
بن المنذر الحزامی قال حدثنا ابو ضمرۃ قال حدثنا موسی بن عقبۃ عن نافع عن عبد اللہ
ابن عمر ان الیہود جاؤا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برجل منہم وامرأۃ زنیا فامر بہما فرجما
قریبا من موضع الجنائز عند المسجد **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ یہودی اپنی قوم سے
ایک مرد اور عورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائے جنہون نے زنا کیا تہا اسکا حکم پوچہنے کو آئے سو آپنے انکے
رجم کرنیکا حکم فرمایا سو وہ دونون سنگسار کیے گئے مسجد کے پاس جنازہ گاہ سے قریب **ف** فتح الباری مین لکہا ہے

کہ ابن حبیب نے کہا کہ مدینے میں جنازہ گاہ مقرر تھے مشرق کیطرف سے مسجد نبوی کے ساتھ ملے ہوئے تھے سو اگر یہ
قول ابن حبیب کا ثابت ہو جاوے تو فبہا ورنہ احتمال ہے کہ مراد اُس سے عیدگاہ ہو جو عید کی نماز اور استسقا کے
واسطے مقرر ہوئی تھی اسواسطے کہ مسجد نبوی کے متصل کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جو رجم کے واسطے تیار کی گئی ہو اور
آئندہ آویگا کہ ہمنے ماعز کو عیدگاہ میں سنگسار کیا اور حدیث ابن عمرؓ کی دلالت کرتی ہے کہ نماز جنازہ کیلئے ایک
مکان تیار کیا ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں جنازہ
پڑھنا کسی سبب سے تھا یا واسطے بیان جواز کے تھا واللہ اعلم اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ جنازے کی نماز مسجد
میں درست ہے اور تقویت کرتی ہے اسکی وہ حدیث جو صحیح مسلم میں عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھا اور یہی ہے قول امام شافعی اور جمہور علماء کا کما تقدم اور امام مالک رح نے کہا کہ یہ
مجھکو پسند نہیں اور ابو حنیفہ رح اور ابن ابی ذہب کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اور جو لوگ مردے کو
ناپاک کہتے ہیں انکا بھی یہی قول ہے اور انہیں سے جو لوگ اسکی طاہر ہونے کی قائل ہیں وہ مسجد کے آلودہ ہونے سے
ڈرتے ہیں اور یہ لوگ سہیل کی حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جنازہ مسجد سے باہر تھا اور لوگ اسکی اندر تھے اور یہ امر
بالاتفاق جائز ہے لیکن اس تاویل میں نظر ہے اسلیے کہ جب عائشہؓ نے جنازہ پڑھنے کو واسطے سعد کی میت کو اپنے
۱۰۱۹ حجرے کی پاس یعنے مسجد میں لانے کا حکم کیا تو لوگوں نے اسپر انکار کیا کہ مسجد میں جنازہ نہیں پڑھا جاتا تھا تب عائشہؓ
نے اس حدیث سے دلیل پکڑی یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھا ہے تو پھر اس
مسجد میں جنازہ پڑھنا کیونکر درست نہیں اور نیز جنازے کا مسجد سے باہر ہونا اور لوگوں کا اندر ہونا اسکو
مستلزم ہے کہ جنازہ مسجد کے قبلے کی دیوار سے آگے تھا کہ بدون اسکی یہ صورت ممکن نہیں اور مسجد کے قبلے کی
دیوار سے باہر کیطرف جنازہ رکھ کر نماز پڑھنی ممکن نہیں کہ آگے کی طرف اسلیے لوگوں کے گھر تھے اور نیز قبلے
کی دیوار درمیان میں حائل تھی پس معلوم ہوا کہ یہ تاویل صحیح نہیں اور بعضے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ بعد اسکے
عمل ترک پر قرار پا گیا تھا اس دلیل سے کہ جن لوگوں نے عائشہؓ پر انکار کیا وہ اصحابؓ تھے پس اگر یہی عمل
جاری رہتا تو اصحابؓ اسپر انکار نہ کرتے اور یہ دلیل مردود ہے ساتھ اسکی کہ جب عائشہ رضؓ نے انکے انکار سے انکار کیا
تو انہوں نے اسکو تسلیم کر لیا اور اسکا کچھ جواب دیا پس معلوم ہوا کہ اصحابؓ اس واقعہ کو بھول گئے تھے اور عائشہ رضؓ
نے اسکو یاد رکھا تھا اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ کا جنازہ مسجد میں پڑھا اور
صہیب نے عمرؓ کا جنازہ مسجد میں پڑھا اور ایک روایت میں ہے کہ انکا جنازہ منبر کے برابر رکھا گیا سو یہ متفق ہیں اسبات
کو کہ مسجد میں جنازے کے جائز ہونے پر اجماع ہو چکا ہے انتہا اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر مسجد میں جنازہ درست ہوتا
تو جنازے کے واسطے علیحدہ مکان تیار نکیا جاتا سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو یہ بات مسلم نہیں کہ جنازہ کا علیحدہ مقرر

کی ہوئی تھی اور بر تقدیر تسلیم کہا جاویگا کہ جنازے کے واسطے علیحدہ مکان تیار کرنا ممانعت اور کراہت کو مستلزم نہین
احتمال ہے کہ وہ فضیلت کے واسطے ہو اور یہ جواز کے واسطے جیسا کہ عید کی نماز کا حال ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکے واسطے علیحدہ عیدگاہ تیار کروائی ہوئی تھی حالانکہ عید کی نماز مسجد مین بالاتفاق جائز ہے
پس جنازہ گاہ علیحدہ بنانے کو کراہت کی دلیل ٹھیرانا محض خیال فاسد ہے اور بعضے حنفی یہ حدیث پیش کرتے
ہین جو ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی ہے من صلی جنازۃ فی المسجد فلا شیء له یعنے جو شخص مسجد
مین جنازہ پڑھے اسکو کچھ ثواب نہین سو جواب اسکا کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ
عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ امام احمد نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے صالح مولی توءمہ کی وجہ سے جو اسکا راوی ہے اسکے
ساتھ منفرد ہوا ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ فلا اجر له خطا فاحش ہے اور اسحدیث کو اہل
مین روایت کیا ہے اور اسکو صالح کے منکرات سے گنا ہے پھر شعبہ سے نقل کیا کہ وہ صالح سے روایت نہین کرتا تھا
بلکہ اسکی روایت سے منع کرتا تھا اور مالک سے نقل کیا کہ اس سے کوئی حدیث نہ لو کہ وہ ثقہ نہین اور نسائی سے
نقل کیا کہ وہ ضعیف ہے اور ابن حبان رح نے اسکو ضعفا مین شمار کیا اور اخیر عمر مین اسکا حافظہ خراب ہو گیا تھا
اور اسکی پہلی عمر کی حدیث پچھلی سے مختلط ہو گئی تھی اسواسطے متروک ہو گیا اور بیہقی نے کہا کہ صالح کی عدالت ۱۰۲۰
مین اختلاف ہے انتہے اور جب اسحدیث کا ضعیف ہونا ثابت ہوا تو استدلال کرنا اس سے باطل ہوا دوم یہ کہ ابو داؤد
کا جو نسخہ کہ مشہور اور محقق سنا گیا ہے اسمین یہ حدیث ان الفاظ سے نہین آئی بلکہ ان الفاظ سے آئی ہے مَن
صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ یعنے جو شخص کہ مسجد مین جنازہ پڑھے اسپر کچھ گناہ نہین پس بنا علیہ
اسحدیث سے استدلال کرنا صحیح نہ ہوگا سوم یہ کہ اگر لفظ فلا شیء له کا ثابت ہونا بالفرض تسلیم بھی کیا جائے تو کہا
جاویگا کہ تطبیق ترجیح سے مقدم ہے اور جبتک تطبیق ممکن ہو ترجیح درست نہین اور ترجیح اسجگہ ممکن بھی ہے باین
طور کہ لام کو علے کے معنے پر حمل کیا جاوے جیسا کہ قرآن شریف مین آیت وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا مین لہا ساتھ معنے
علیہا کے آیا ہے پس باوجود ممکن ہونے اس تطبیق کے ترجیح درست نہین اور اختیار کرنا اس مجاز کا بلا ضرورت
نہین بلکہ وہ ضروری ہے واسطے ضروری ہونے تطبیق کے خاصکر ابو داؤد کی مشہور روایت بھی اسکے موافق
آئی ہے کما مر پس کہنا کہ ارتکاب مجاز کا بلا ضرورت ہے محض خیال فاسد ہے اگر تطبیق کی ضرورت نہین تو پھر
ضرورت کس جانور کا نام ہے چہارم یہ کہ ابو ہریرہ رضہ کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جو مسجد مین جنازہ
پڑھے اسکو کچھ ثواب نہین اس سے یہ بات معلوم نہین ہوتی کہ اسپر گناہ ہوتا ہے پس ممانعت اور کراہت کا ثابت ہونا
اس سے ممکن نہین کہ ثواب کا نہ ملنا گناہ کو مستلزم نہین ایسا ہو تو جہان مین کوئی امر جائز نہین اسکا
پنجم یہ کہ احتمال ہے کہ اسکو نفی کمال پر حمل کیا جاوے ساتھ دلیل عائشہ رض کے کہ وہ جواز پر دلالت کرتی ہے پس معنے

یہ ہوگا کہ اسکو کامل ثواب نہین پس اندرین صورت دونو حدیثون مین تطبیق ہوجاویگی ششم یہ کہ اسحدیث کی ایک
روایت مین یہ لفظ آیا ہے کہ اسکو کچہ ثواب نہین اور ایک مین یہ لفظ آیا ہے کہ اسکی نماز درست نہین اور یہ دونو
آپسمین صریح معارض ہین کہ ثواب کا نہ ملنا گناہ کو مستلزم نہین پس خالی نہین کہ یا تو تطبیق دیجاویگی اور یا بوجہ
تعارض کے دونو کو ساقط کیا جاویگا پس مانع جس امر کو اختیار کرے ہمارا مطلب حاصل ہوگا ہفتم یہ کہ یہ حدیث
محمول ہے اوپر ناقص ہونے ثواب اس شخص کے جو مسجد مین جنازہ پڑہے اور پہر جنازہ کے ساتہ قبرستان
تک جاوے اور دفن کے وقت تک ساتہ رہے اس شخص کے حقین کہا جاویگا کہ اسکا اجر ناقص ہے پس ان وجوہ
سے اسحدیث کے ساتہ استدلال کرنا باطل ہوگیا اور نیز اس سے باطل ہوگیا جو طحاوی نے دعوی کیا کہ مسجد مین
جنازہ پڑہنا منسوخ ہے علاوہ ازین متاخر ہونا ناسخ کا ثابت نہین اسکا اثبات بذمہ مدعی ہے اور نیز جب نسخ کا
دعوی کیا تو اسکو جواز کا اقرار تو خود ہو چکا اب اثبات نسخ بذمہ مدعی ہے اور نیز منسوخ ہونا مستلزم ہے عدم جواز
کو اور عدم جواز اسحدیث سے ثابت نہین ہوتا اسلیے کہ شیخ عبد الحق نے لمعات مین لکہا ہے کہ مراد اسحدیث
مین نہی سے نہی تنزیہی ہے اسلیے کہ نہ تو یہ حدیث نص غیر مصروف ہے اور نہ وعید کے ساتھ مقترن ہے پس حمل
تنزیہی کے سوا اس سے اور کچہ ثابت نہین ہوسکتا ہے اور نیز جب عائشہ رض نے اصحاب کے انکار پر انکار کیا تو تمام ١٠٢١
وقت سب اصحاب نے سکوت کیا پس اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو اصحاب مین سے کوئی نہ کوئی ضرور ہی اسکو بیان کرتا اور نیز
اگر یہ امر منسوخ ہوتا تو صدیق اکبر اور فاروق اعظم کا جنازہ مسجد مین کیون پڑہا جاتا اور بعضے کہتے ہین کہ جواز
کے اقرار سے دوبار نسخ لازم آتا ہے نسخ اباحت اصلی کا ساتہ حدیث نہی کے اور نسخ نہی کا ساتہ فعل کے سو
سابق تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ بنا فاسد علے الفاسد ہے اسلیے کہ جب حدیث نہی کی جواز کی ناسخ نہین
ہوسکتی کما مر تو پہر اسکا مکرر منسوخ ہونا کیونکر متصور ہوسکتا ہے اور بیان اسکا وجوہات سابقہ سے مفہوم ہوسکتا
ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جب جنازہ گاہ مسجد کے متصل تہی تو قرب کے سبب سے راوی نے اسکو مسجد گمان کیا سو جواب
اسکا یہ ہے کہ اندرین صورت عائشہ رض کے قول ادخلوا بہ المسجد کے کوئی معنے نہ ہونگے **بَابُ** مَا يُكْرَهُ
مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ قبرون پر مسجدین بنانا مکروہ ہے یعنے یہود اور نصاری کی طرح قبرون پر نماز
پڑہنا اور انکو سجدہ گاہ ٹہیرانا منع ہے وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ
سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعُوْا صَائِحًا يَقُوْلُ أَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَأَجَابَهُ آخَرُ بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا
اور جب حسن بن حسن بن علی کا انتقال ہوا تو اسکی بی بی نے اسکی قبر پر خیمہ کہڑا کیا اور اسمین ایک سال تک بیٹہی رہی
سو اسنے ایک پکارنے والے یعنے فرشتے کو سنا کہ دوسرے ساتھی سے کہتا ہے خبردار ہو کیا انہون نے پالیا جسچیز کو
گم کیا تہا سو دوسرے نے اسکو جواب دیا کہ نہین بلکہ نا امید ہوکر پلٹ گئے **ف** جو شخص کہ قبر پر خیمہ کہڑا کرکے بیٹہے

تو ضرور ہے کہ نماز بھی وہین پڑہے اور یہ مستلزم ہے قبر کے سجدہ گاہ بنانے کو اور جب ہاتف کی زبان سے اسکی قباحت معلوم ہوئی تو ثابت ہوا کہ قبر کو سجدہ گاہ بنانا منع ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ شَیْبَانَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُہٗ غَیْرَ اَنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یُّتَّخَذَ مَسْجِدًا **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت مین فرمایا کہ خدا لعنت کرے یہود اور نصاری کو کہ انہون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو سجدہ گاہ بنایا عائشہ رض نے کہا کہ اگر آپ یہ حدیث نہ فرماتے تو آپکی قبر ظاہر کیجاتی اور اسکی گرد پردہ نہ کیا جاتا یعنے گہر سے باہر دفن کیے جاتے لیکن مین ڈرتی ہون کہ آپکی قبر سجدہ گاہ ٹہیرا ئیجاوے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ قبر پہ نماز پڑہنا اور اُسکو سجدہ گاہ ٹہیرانا منع ہے کہ یہ ایک دوسرے کو لازم ملزوم مین وفیہ المطابقۃ للترجمہ اور جو عائشہ رض نے فرمایا کہ مین ڈرتی ہون الخ تو یہ کہنا اُنکا مسجد نبوی کے فراخ ہونے سی پہلے تہا اور جب مسجد فراخ ہو گئی تو عائشہ رض نے اپنے حجرے کو جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف تہی مثلث شکل پر بنوایا تاکہ کوئی شخص قبر کی طرف قبلے کو منہ کر کے نماز نہ پڑہ سکے **بَابُ** الصَّلٰوةِ عَلَی النُّفَسَاءِ اِذَا مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا جب کوئی عورت بچہ جننے کی درد سی مرجاوے یا بچہ جننے کے دنون مین مرجاوے تو اسکی جنازے کا کیا حکم ہے پڑہنا چاہیے یا نہین **ف** پہلا معنے خاص اور دوسرا معنے عام ہے اس سے کہ بچہ جننے کی سبب سی مری یا کسی اور بیماری سے مری لیکن پہلا معنے باب کی حدیث سی زیادہ تر لائق ہے اسلیے کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین صریح آچکا ہے کہ وہ حمل کے سبب مر گئے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَیْهَا وَسْطَهَا **ترجمہ** سمرہ رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے ایک عورت پر (جو بچہ جننے کی سبب سے مر گئی تہی) نماز پڑہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے درمیان یا کمر کے برابر کہڑے ہوئے **ف** فتح الباری مین فرمایا کہ غرض اس باب سی یہ ہی کہ بچہ جننے والی عورت اگرچہ شہیدون مین داخل ہے لیکن اسکا جنازہ پڑہنا جائز ہے بخلاف اس شہید کی جو کفار کے معرکے مین شہید ہو کہ اسکا جنازہ پڑہنا مشروع نہین **بَابٌ** اَیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الْمَرْاَةِ وَالرَّجُلِ امام عورت اور مرد کے جنازے پر کسجگہ کہڑا ہووے یعنے کمر کے برابر کہڑا ہووے یا اُنکی سینے کے برابر کہڑا ہووے یا کسی اور جگہ کہڑا ہووے **ف** اس مسئلے مین علماء کو اختلاف ہی حنفیہ کا مشہور مذہب یہہ ہے کہ امام میت کی سینے کی برابر کہڑا ہووے خواہ مرد کی میت ہو یا عورت کی میت ہو اور امام شافعی کہتے ہین کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اسکے سر کی برابر کہڑا ہووے

اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو اسکی کمر کی برابر کہڑا ہووے اور یہی قول مختار ہے نزدیک امام احمد اور ابو یوسف کی اور ایک
قول امام ابو حنیفہ رح کا بھی یہی ہے اور امام مالک کہتے ہین کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اسکے درمیان کہڑا ہووے اور
اگر عورت کا جنازہ ہو تو اسکے مونڈہون کے برابر کہڑا ہووے اور ایک روایت ابو حنیفہ رح سے بھی اسیطرح آئی ہے
اور مراد امام بخاری کی یہ ہے کہ عورت اور مرد مین کچہ فرق نہین دونو کا ایک حکم ہے دونو کے درمیان کہڑا ہووے
اسلیے کہ عورت مین دونو طرح کا احتمال ہی کہ اسکے مونث ہونیکی وصف معتبر ہے پس ستر مطلوب ہی اور احتمال
ہی کہ یہ وصف معتبر نہو اور جو حدیث کہ ابو داؤد وغیرہ مین انس رض سے روایت ہی کہ وہ مرد کے جنازے مین اسکے
سر کے برابر کہڑے ہوئے اور عورت کی جنازے مین اسکی نشست گاہ کے برابر کہڑے ہوئے سو معلوم ہوا کہ یہ حدیث
ضعیف ہی لائق استدلال نہین لیکن اسپر سب کا اجماع ہے کہ نمازی جنازے کی صفون مین ملکر کہڑے ہوویں
بلکہ اپنے درمیان فرق چہوڑین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کا جنازہ پہلے
پڑہا اور عورت کا جنازہ پیچہے پڑہا لیکن یہ حدیث مقطوع ہے **حَدَّثَنَا** عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ
۲۳ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا ترجمہ سمرہ بن جندب رض
سے روایت ہی کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے ایک عورت کا جنازہ پڑہا جو بچہ جننے کے سبب سے مر گئی تہی
سو آپ اسکے درمیان کہڑے ہوئے **بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا** جنازے پر چار تکبیرین کہنے کا بیان ف
فتح الباری مین فرمایا کہ اس باب مین اشارہ ہے اسطرف کہ جنازے مین چار تکبیرون سے زیادہ کوئی تکبیر کہے
اور سلف علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہی زید بن ارقم سے روایت ہی کہ پانچ تکبیرین کہی اور ابن مسعود سے روایت
ہی کہ انہنے بہی ایک جنازے پر پانچ تکبیرین کہین اور ابن منذر وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بدر والون پر چہے تکبیرین کہتے تہے اور دوسرے اصحاب پر پانچ تکبیرین کہتے تہے اور باقی سب لوگون پر چار تکبیرین کہتے
تہے اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ انہون نے ایک جنازے پر تین تکبیرین کہین اور ابن منذر نے کہا کہ اکثر
اہل علم کا مذہب ہی کہ جنازے کی چار تکبیرین ہین اور بکر بن عبد اللہ مزنی کا یہ قول ہے کہ تین سے کم نہون اور سات
سے زیادہ نہون اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے لیکن وہ کہتے ہین کہ چار سے کم نکہے اور ابن مسعود رض کہتے ہین
کہ جبتک امام تکبیرین کہی مقتدی بہی کہے اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے مین سات تکبیرین بہی کہی جاتی تہین اور چہے بہی کہی جاتی تہین اور پانچ اور چار بہی کہی جاتی
تہی سو عمر فاروق رض نے لوگون کو چار تکبیرون پر جمع کیا چار رکعت نماز کی طرح اور ترمذی نے امام احمد اور اسحاق
سے نقل کیا کہ اگر امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی بہی اسکی پیروی کرین اور ابو یوسف رح کا بہی یہی قول ہے اور محمد رح

بن حنیفہ اور ابن ابی لیلی کا بھی یہی قول ہے اور امام شوکانی نے نیل مین فرمایا کہ تمام ائمہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے
سوای زید بن علی کے اور حنفیہ کہتے ہین کہ جنازے کی نماز مین چار تکبیرون سے زیادہ کہنی جائز نہین وہ کہتے ہین
کہ چار سے زیادہ تکبیرین کہنے کی حدیث منسوخ ہے جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا
الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ دل الاجماع علی نسخہ انتہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ چار تکبیرون پر اجماع ہونا مسلم نہین اسلیے
کہ ایک جماعت صحابہ اور تابعین وغیرہ ائمہ مجتہدین سے چار سے زیادہ تکبیر کہنا ثابت ہو چکا ہے کما مر پھر باوجود
مقد اختلاف کے ثبوت اجماع کی کیا صورت ہی اور مسک الختام مین ہے کہ ابن عبد البر نے کہا کہ چار تکبیرون پر دعوی
اجماع کا مردود ہے اور نیز یہ اجماع بطریق آحاد منقول ہی اور جو اجماع کہ بطریق احاد منقول ہو وہ اکثر اہل اصول
کے نزدیک حجت نہین جیسا کہ منہاج اسنوی مین لکھا ہے وذهب الاكثر الى انه ليس بحجة انتهے اور نیز امام
محمد نے آثار مین ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے پانچ اور چھ تکبیرین
کہتے رہے یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا اور پھر بعد ازان صدیق اکبر رض کی خلافت مین بھی یہی امر جاری رہا
پھر جب عمر رض خلیفہ ہوئے تو انہون نے لوگون کو چار تکبیرون پر جمع کیا پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری
عہد تک چار سے زیادہ تکبیرین جاری رہین اور عہد صدیقی مین بھی یہی امر جاری رہا تو اس سے قطعاً ثابت ہو گیا
۱۰۲۴ کہ یہ حکم منسوخ نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو منسوخ نہیں فرمایا پھر باوجود اسکے اس اجماع فاروقی کا
ناسخ ہونا کیونکر ممکن ہے چہ جائیکہ نسخ کے شرائط بھی یہان موجود نہین اور تابعین کو ناسخ ہونے مین بھی اختلاف ہے
کوئی اسی کو ناسخ کہتا ہے اور کوئی کسی کو ناسخ بتلاتا ہے پس دعوے نسخ باطل ہی اور معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ
نہین بلکہ اب بھی چار سے زیادہ تکبیرین کہنی جائز ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار
تکبیرین کہی ہین سو جواب اسکا یہ ہے جو کہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے کہ یہ قاطع نزاع نہین ہو سکتی
اسلیے کہ آپ کا چار پر اقتصار کرنا پانچ کی مشروعیت کی نفی نہین کرتا بعد اسکے ثابت ہونے کی غایت درجہ یہ
ہی کہ دونو امر جائز ہونگے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے آخری جنازے پر چار
تکبیرین کہی تہین سو جواب اسکا یہ ہے جو کہ امام شوکانی نے نیل مین لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ لفظ
کئی طریقون سے مروی ہے اور وہ سب کے سب ضعیف ہین اثرم نے کہا کہ اس حدیث کو محمد بن معاویہ نے ابی الملیح
سے روایت کیا ہے اسنے میمون بن مہران سے اسنے ابن عباس سے سو مینے احمد سے اسکا حال پوچھا اسنے
کہا کہ اس محمد نے کئی موضوع حدیثین روایت کی ہین یہ حدیث بھی انہین مین سے ہی اور اسکو بڑا جانا ہو اور کہا کہ ابو الملیح
خدا سے ڈرنیوالا تہا اس سے کہ ایسی حدیث روایت کرے اور حرب نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو محمد بن
زیاد نے روایت کیا ہے اور وہ موضوع حدیثین بنایا کرتا تہا اور ابن قیم نے کہا کہ امام احمد نے کہا کہ یہ حدیث

محض جھوٹے ہی اسکی کوئی اصل نہین انتہے اور نیز امام شوکانی نے کہا کہ چار اور پانچ تکبیروں مین کچھ تعارض نہین اور بعض اصحاب سے جو اسکے برخلاف مروی ہے تو احتمال ہی کہ واسطے بیان جواز کے ہین عدم جواز کی دلیل نہین ہان البتہ اگر اجماع ثابت ہو جاوے تو معتبر ہوگا والامکان الاخذ بالزیادۃ الخارجۃ من مخرج صحیح ہو الراجح کما ذکرہ الشوکانی فی نیل الاوطار **وقال حمید** صلی بنا انس فکبر ثلثا ثم سلم فقیل لہ فاستقبل القبلۃ ثم کبر الرابعۃ ثم سلم یعنے حمید نے کہا کہ ہمکو انسؓ نے جنازہ پڑھایا سو تین تکبیرین کہین پھر سلام پھیری سوکسی نے کہا کہ تمنے فقط تین تکبیرین کہین ہین سو انہون نے قبلے کیطرف منہ کیا پھر چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیری **ف** ایکروایت مین انسؓ سے یہ آیا ہے کہ انہون نے ایک جنازے پر فقط تین تکبیرین کہین پس یہ تعارض ہے سو جواب سکا یہ ہے کہ مراد اس سے تین تکبیرین تکبیر تحریمہ کے سوا ہین تحریمہ انہین داخل نہین ہے یا شاید انکے نزدیک تین تکبیرین جائز ہونگی اور چار افضل ہونگی پس تعارض دفع ہو گیا **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ وخرج

۱۰۲۵ بہم الی المصلی فصف بہم وکبر علیہ اربع تکبیرات ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ جسدن نجاشی مرا اُس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مرنے کی خبر دی اور لوگون کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے اور انکی صف باندہی اور اسپر چار تکبیرین کہین **حدثنا** محمد بن سنان قال حدثنا سلیم بن حیان قال حدثنا سعید بن میناء عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی اصحمۃ النجاشی فکبر اربعا وقال یزید بن ہارون وعبد الصمد عن سلیم اصحمۃ ترجمہ جابرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی پر نماز پڑہی سو آپنے چار تکبیرین کہین **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جنازے کی نماز مین فقط چار تکبیرین کہے اُسکو کم بیش نکرے اور یہی ہے مذہب اکثر اہل علم کا کما مر **باب** قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ جنازے کی نماز مین سورہ الحمد کے پڑہنے کا بیان **ف** اس مسئلے مین علما کو اختلاف ہی ابن مسعود اور حسن بن علی اور ابن زبیر اور مسور سے منقول ہی کہ جنازے مین الحمد پڑہنا مشروع ہے اور ساتہ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ جنازے مین الحمد پڑہنا واجب ہی اور ابوہریرۃ اور ابن عمرؓ سے بھی منقول ہے کہ جنازے مین الحمد نپڑہے اور یہی قول ہے امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ کا اور ان لوگون کی دلیل حدیث ہی جو ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے کی نماز پڑہو تو اسکو واسطے خالص دعا کرو سو اسکا جواب کئی طرح سے ہی اول یہ کہ اسمین فقط دعا کا ذکر ہے اس سے اس بات کی نفی نہین نکلتی کہ اسمین الحمد نپڑہے دوم یہ کہ دعا عام ہے ہر دعا کو شامل ہے پس حدیث ابن عباسؓ کی جو آیندہ آتی ہی

اسکی مخصص ہو جاویگی ساتھ ان وجوہات کے جو قرارت فاتحہ خلف امام کے مسئلے مین پہلے مذکور ہو چکے ہین سوم یہ
کہ سورۂ فاتحہ بھی دعا ہے اور دعا مین داخل ہے پس اسکی ممانعت اُس سے ثابت نہین ہو سکتی ہے اگر ایسا ہو
تو پھر ثنا اور تعوذ بھی اُس سے منع ہوگا اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دعا کرنے کو فرمایا ہے اور کسی
چیز کو پڑھنا نہین فرمایا پس اگر اسکے عموم سے ثنا اور تعوذ اور تکبیرات مخصوص ہین تو پھر الحمد بھی اس سے مخصوص
ہوگا فما ہو جوابکم فہو جوابنا چہارم یہ کہ بر تقدیر تعارض ابن عباس رض کی حدیث کو ترجیح ہوگی کہ وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ
کے حدیث ہے پنجم یہ کہ حدیث ابن عباس رض کی مثبت ہے اور مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر پس بر تقدیر تسلیم اس نفی کے
مثبت اُسپر مقدم ہوگا ششم یہ کہ حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کا عموم دلالت کرتا ہے اسپر کہ ہر نماز مین
الحمد کا پڑھنا واجب ہے پس بنا بر اسکے جنازے کی نماز مین بھی الحمد کا پڑھنا واجب ہوگا اور اگر وجوب سے قطع نظر کیجاوے
تو سنیت سے تب بھی چارہ نہین اسلیے کہ امام الکلام مین لکھا ہے کہ حنفیون نے بہت مسائل اختلافیہ جانب مخالف
کی رعایت کے واسطے استحباب کا حکم لگا دیا ہے اور کوئی نص قاطع نہین جو جنازے مین الحمد کے ناجائز ہونے پر دلالت
کرے اور منع کی مقتضی ہو انتہے اور بعضے کہتے ہین کہ بعض حدیثون سے جو الحمد کا جنازے مین پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو
1026 یہ بطریق ثنا اور دعا کے تہا نہ بطریق قرارت کے سو جواب اسکا یہ ہے جو کہ امام الکلام کے خاتمے مین لکھا ہے کہ یہ محض
دعوے ہی اسپر کوئی دلیل نہین اسلیے کہ نیت ثنا کے پوشیدہ امر ہے نہین معلوم ہو سکتا اگر قاری کے تبلانے سے
اور جس چیز کو اُسنے پڑھا وہ حقیقی قرآن ہے بدون کسی دلیل پھیرنیوالی کے اُس سے پھیرنا جائز نہین پس دلیل الحمد کے
سنت ہونے کی مثبت ہے نافی نہین اور امام شرنبلالی نے اسباب مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اسمین کتب فقہ
کی بہت عبارتین نقل کی ہین پھر آخر سب کو مخدوش اور مردود کرکے الحمد کے دلائل کو ذکر کیا اور جنازے مین الحمد کا
جائز بلکہ سنت ہونا ثابت کیا ہے پس جسکو شوق ہو اسکیطرف رجوع کرے کہ وہ رسالہ اس مسئلے مین جامع ہے اور
بعض صحابہ سے جو اسکا نہ پڑھنا مروی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ فعل صحابی کا حجت نہین خاصکر حدیث کے مقابلے مین
تو بالاتفاق حجت نہین اور نیز مجرد ترک جواز کی منافی نہین بلکہ استحباب کو بھی منافی نہین اسلیے کہ بعض اوقات ترک
کرنا تو سنت مین بھی ضروری ہے اور نیز احتمال ہے کہ انکا ترک کرنا واسطے بیان جواز کے ہو پس یہ حدیث اسکی مخالف
نہین اور اجوبہ مذکورہ بھی یہان جاری ہو سکتے ہین واللہ اعلم وَقَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّسَلَفًا وَّاَجْرًا اور حسن بصری نے کہا کہ نماز می لڑکے کی جنازے مین سورہ
الحمد پڑہے پھر کہے الٰہی کر اسکو ہمارے واسطے پیشوا اور آگے چلنے والا اور موجب ثواب کا ف عبد الرزاق اور نسائی
مین ابی امامہ سے روایت ہے کہ جنازے کی نماز مین سنت ہے کہ اول تکبیر کہے پھر الحمد پڑہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود پڑہے پھر میت کے واسطے دعا کرے اور نہ پڑہے مگر پہلی تکبیر مین یعنی اول تکبیر تحریمہ کہے پھر الحمد پڑہے پھر دوسری

تکبیر کہے پھر درود پڑھ کر تیسری تکبیر کہے پھر میت کے واسطے دعا کر کے چوتھی تکبیر کہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ **ح** قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ **ترجمہ** طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک جنازے پر نماز پڑھی سو انہوں نے سورہ الحمد پڑھی اور کہا کہ مینے الحمد اسواسطے پڑھا ہے کہ تمکو معلوم ہو کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے **ف** ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے الحمد کو پکار کر پڑھا پھر فرمایا کہ مینے پکار کر اسواسطے پڑھا ہے کہ تمکو معلوم ہو جاوے کہ یہ سنت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جنازے مین الحمد پڑھنا سنت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنازے مین پکار کر قرارت پڑھنی جائز ہے منع نہین **بَاب** الصَّلٰوۃِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ دفن کر نیکے بعد قبر پر جنازہ پڑھنے کا بیان یعنے جائز ہے **ف** اس مسئلے مین بھی علما کو اختلاف ہے جمہور علما کہتے ہین کہ دفن کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے اور نخعی اور ابو حنیفہ رح اور مالک کہتے ہین کہ دفن کے بعد جنازہ پڑھنا درست نہین مگر انکے نزدیک منع اسیوقت ہے جبکہ جنازہ پڑھ کر دفن کیا گیا اور اگر بدون جنازے کے دفن کیا گیا ہو تو ایسی صورت مین انکے نزدیک بھی دفن کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے لیکن پیغمبرون کی قبر پر جنازہ درست نہین ۱۰۲۷

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَلَّوْا خَلْفَهُ قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ يَا أَبَا عَمْرٍو قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اکیلی قبر پر گذرے سو آپ امام بنے اور لوگون نے آپکے پیچھے نماز پڑھی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْإِنْسَانُ قَالُوا مَاتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُونِي فَقَالُوا إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ قَالَ فَحَقَرُوا شَأْنَهُ قَالَ فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ قَالَ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالا آدمی مسجد مین رہتا تھا اور مسجد کو جھاڑو دیا کرتا تھا سو وہ مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے مرنے کی خبر نہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اسکو یاد کیا اور فرمایا کہ اس آدمی کو کیا ہوا لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت وہ مر گیا سو فرمایا کہ تمنے مجھکو کیون نہین خبر کی لوگون نے کہا کہ وہ ایسا ویسا تھا سو لوگون نے اسکے حال کی حقارت بیان کی یعنے وہ ایک ادنے آدمی تھا اس لائق

تہا کہ اسکے واسطے آپ کو تکلیف دیجاوے فرمایا کہ مجھکو اسکی قبر بتلاؤ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی قبر پر تشریف
لائے اور اسکا جنازہ پڑہا ف اس سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد مردے کا جنازہ پڑہنا درست ہے کہ اصحاب نے
بھی آپ کو ساتھ اسکا جنازہ پڑہا اور آپنے اپر انکار نکیا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن حنفیہ وغیرہ کہتے ہین کہ یہ حدیث
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور فعل اصحاب کا تبعا واقع ہوا ہے اور جو فعل کہ تبعا واقع ہو وہ اصل کے
واسطے دلیل نہین ہوسکتا ہے گر خاصہ بدون دلیل کے ثابت نہین ہوسکتا ہے اور جس شخص نے کہ جنازہ
نہ پڑہا ہو تو اسکے معین علما کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ دفن کو تاخیر کیا جاوے تا کہ وہ بھی جنازہ پڑہ
لیوے اور بعضے کہتے ہین کہ جلدی سے دفن کیا جاوے اور جسنے جنازہ نہ پڑہا وہ دفن کے بعد قبر پر پڑہے اور
اسیطرح اسکی مدت مین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اسکی مدت ایک مہینہ ہے یعنے ایک مہینے تک اسکا جنازہ
درست ہے اسکے بعد نہین اور بعضے کہتے ہین کہ جب تک جسم نہ گلجاوے تب تک اسکا جنازہ پڑہنا درست ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ جواز اسی شخص کے ساتھ خاص ہے جو اسکی موت کے وقت اسکو جنازے کی اہلیت
رکھتا تہا اور یہی قول راجح ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ دفن کے پیچھے مردے کا جنازہ پڑہنا
ہمیشہ درست ہے واللہ اعلم باب المیت یسمع خفق النعال مردہ جوتون کی آواز سنتا ہے حدثنا
عیاش قال حدثنا عبد الاعلی قال حدثنا سعید ح قال وقال لی خلیفۃ حدثنا یزید بن ۱۰۳۶
زریع قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا
وضع فی قبرہ وتولی وذهب اصحابہ حتی انہ لیسمع قرع نعالهم اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان
لہ ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد فیقول اشهد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال انظر الی
مقعدک من النار ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیراهما
جمیعا واما الکافر او المنافق فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت
ولا تلیت ثم یضرب بمطرقۃ من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعها من یلیہ
الا الثقلین ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر جب آدمی قبر مین رکھا جاتا ہے
اور اسکو ساتھی اسکو دفن کر کے پہرتے ہین یہانتک کہ مردہ انکے جوتون کی آواز اور چپ سنتا ہے تو اسوقت اسکے
پاس دو فرشتے آتے ہین اور اسکو اوٹہا کر بیٹہاتے ہین سو کہتے ہین کہ تو اس مرد یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے
حق مین کیا کہا کرتا تہا اور کیا عقیدہ رکھتا تہا سو وہ کہتا ہے کہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ وہ
خدا کا بندہ ہے اور اسکا رسول ہے سو اسکو کہا جاتا ہے کہ دیکہہ طرف ٹہکانے اپنے کی دوزخ سے کہ خدا نے
تجھکو اسکے بدلے بہشت سے ٹہکانا دیا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونو جگہون کو دیکہتا ہے لیکن جو

شخص کہ کافر یا منافق ہو سو کہتا ہے کہ مین نہین جانتا مین کہتا تہا وہ چیز جو لوگ کہتے تھے سو اسکو کہا جاتا ہے
کہ تو نے کچھ نہین سمجھا اور تو نے قرآن نہین پڑہا یا سیدھے راہ پہ نہین چلا سو لوہے کی ہتوڑے سے اسکی کانون کے
درمیان یعنے متھے پر سخت چوٹ ماری جاتی ہے سو وہ اس سے چلاتا ہے اور سخت چیخ مارتا ہے ہر چیز اسکی آواز سنتی ہے
جو اسکے نزدیک ہو مگر جن اور آدمی نہین سنتے یعنے تا قاعدہ تکلیف کا قائم رہے اور غیب کے ساتھ ایمان حاصل
ہو وے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے پلٹ آتے ہین اور پھر کر چلتے ہین تو میت انکے
جوتون کی آواز سنتی ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور غرض اس باب سے دفن کے آداب بیان کرنا ہے یعنے دفن کے
وقت آدمی اطمینان کو لازم پکڑے اور شور کرنے سے پرہیز کرے اور زمین پر سخت نہ چلے جیسا کہ زندہ آدمی سویا ہوا
ہو تو اسکے پاس ان چیزون کا بجا لانا لازم ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبرون مین جوتون سے چلنا بہی جائز
ہے لیکن احتمال ہے کہ حدیث مین قبرستان سے نکلنے کے بعد سننا مراد ہو پس دلیل جواز کی نہین ہو سکتی ہے اور ابو داود
اور نسائی وغیرہ مین روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو جوتون سے قبرون مین چلتے دیکہا سو فرمایا
کہ اپنی جوتون کو اتار لے قبر سے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبرون مین جوتون سے چلنا مکروہ ہے اور ایک حدیث مین آیا
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتے سے نماز پڑہا کرتے تہے جب تک ان مین پلیدی نہ دیکہتے کما سیاتی و صنعہ طحاوی
نے کہا کہ کراہت کی حدیث اسپر محمول ہے کہ اسکی جوتون مین پلیدی لگی تہی پس اس سے حدیثون مین تطبیق ہو گئی اور تعارض
دفع ہو گیا پس حاصل یہ ہے کہ اگر جوتون مین پلیدی نہ ہو تو اسکو پہن کر قبرون مین چلنا جائز ہے کہ جب اسمین نماز
جائز ہے تو اسکے ساتھ قبرون مین چلنا بطریق اولے جائز ہوگا اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیث خفق سے اور یعنے
قبرستان سے گذر کر جوتا پہننے کا احتمال بعید ہے واللہ اعلم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مردون کو سماعت حاصل ہے
مردے زندون کی آواز سنتے ہین اور جو کوئی انسے کلام کرے اسکو سمجہتے ہین اور جان لیتے ہین اور اس مسئلے مین علما
کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ مردے زندون کی آواز سنتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نہین سنتے اور نہین اس حدیث
کا یہ جواب دیتے ہین کہ جوتون کی آواز سننا فقط اسی وقت کے ساتھ خاص ہے جبکہ مردہ قبر مین رکہا جاتا ہے کہ اس
وقت منکر نکیر کی سوال کی آمد کے واسطے اسکو زندہ کیا جاتا ہے بعد سوال کے بعینہ اس سماع اور علم کا باقی رہنا کسی
حدیث سے ثابت نہین اور عائشہ رض کا بہی یہی قول ہے کہ مردے زندون کی آواز نہین سن سکتے ہین عائشہ رض فرماتی
ہین کہ خدا نے فرمایا اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ یعنے اے نبی تو مردون کو نہین سنا
سکتا اور اسی طرح بدر کے دن کفار کے مردون سے کلام کرنا بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور ایکا معجزہ ہے اور
[illegible] ان حدیثون کو عام کہتے ہین اور اس آیت کا یہ معنے کرتے ہین کہ تیرا سنانا انکو نفع نہین دیتا یا یہ کہ انکو نہین
سنا سکتا بلکہ خدا سناتا ہے غرض کہ دونون جانبین سے اس مسئلے مین بڑی طویل گفتگو ہے اس جگہ مین اسکی گنجائش نہین لیکن اصل غرض

مسئلہ سماع موتی

مثبتین کی سماع موتے کو ثابت کرنے سی یہ ہی کہ قبرون والون سے مدد چاہنی اور استعانت کرنی جائز ہے
اسکا جواز ثابت ہونا ہرگز ممکن نہین اسواسطے کہ قرآن علی اور حدیث سی صریح معلوم ہوتا ہے کہ استعانت
لغیر اللہ شرک اور کفر ہے اور سوائے خدا کے کسی سی مدد مانگنی جائز نہین اور نیز صحابہ اور تابعین وغیرہ سے بھی کوئی
اسکے جواز کا قائل نہین چنانچہ تفصیل اسکی محاسن الابرار اور تفہیم المسائل وغیرہ مین بہت بسط سے موجود ہے
شائق انکی طرف رجوع کرے اور نیز اگر دنیاوی حیاتی مردے کے حق مین فرض کیجاوے تو اس سے لازم آتا ہے کہ آدمی کہانے پینے بول
براز وغیرہ عوارض بشریہ کا محتاج ہو حالانکہ یہ بات قطعا باطل ہے اور یہ جو فرشتے کہتے ہین کہ تو اس مرد کو کیا کہا کرتا تہا تو یہ اشارہ
باعتبار شہرت اور حضور کے ہے کہ آپکا دین سارے جہان مین مشہور ہے اور یا اسوقت مردے کے دلمین آپکا
خیال ڈالدیا جاتا ہے اور یا آپ کی صورت کی مثال اسکے سامنے لائی جاتی ہے **بَابُ مَنْ اَحَبَّ الدَّفْنَ
فِی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ اَوْ نَحْوِھَا** بیت المقدس اور حرمین شریفین وغیرہ متبرک مقامون مین دفن کو دوست
رکھنے کا بیان یعنے بیت المقدس اور حرمین شریفین وغیرہ متبرک مقامون مین اور بزرگ مقبرون مین جس جگہ کہ پیغمبر
اور شہید اور اولیاء مدفون ہون دفن ہونا مستحب ہے کہ تا کہ انکی ہمسائگی سے تبرک حاصل ہووے اور جو رحمت کہ انپر نازل ہوتی
ہو اسکا اسپر پڑے **حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ
اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی فَلَمَّا جَاءَهٗ صَكَّهٗ فَفَقَأَ عَیْنَهٗ فَرَجَعَ اِلٰی ١٠٣٠
رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَیْنَهٗ فَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهٗ یَضَعُ یَدَهٗ عَلٰی مَتْنِ
ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ یَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ
فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یُّدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْكَثِیْبِ الْاَحْمَرِ **ترجمہ** ابوہریرہ
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت موسے کی طرف بہیجا گیا سو جب وہ اسکے پاس آیا اور
اسکو موت کا پیغام سنایا تو موسے علیہ السلام نے اسکو طمانچہ مارا اور اسکی آنکہ کو پہوڑ ڈالا اور اندہا کر دیا تو فرشتہ
اپنے رب کی طرف پلٹ گیا سو اسنے کہا الٰہی تو نے مجھکو ایسے بندے پاس بہیجا جو موت کو نہین چاہتا اور اسنے
تو میری آنکہ پہوڑ ڈالی سو خدا نے اسکی آنکہ پہیر دی اور درست کر دی اور فرمایا کہ اسکے پاس پلٹ جا سو اسکو یہ
کہہ کہ اگر تو زندگی چاہتا ہے تو اپنے ہاتہ کو بیل کی پیٹھ پر رکہہ سو جسقدر اسکا ہاتہ بالون کو ڈہانک لے گا تو اسکو
ہر بال کے بدلے ایک برس زندگی ملے گی یعنے جتنے بال اسکے ہاتہ کے تلے آ دبین گے اتنے برس وہ زندہ رہیگا اور
جب ملک الموت پہر موسے کے پاس آیا اور اسکو خدا کا پیغام سنایا تو موسے نے کہا الٰہی پہر کیا ہوگا خدا نے کہا

[illegible]

کردی پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے پتھر پھینک مارنے کی فاصلے کی برابر یعنے تاکہ مین وہان پر دفن کیا جاؤن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین وہان ہوتا تو تمکو دکھلا دیتا موسٰے ع کی قبر جو راہ سے کناری کیطرف ہی سرخ ٹیلے کے پاس **ف** اس سی معلوم ہوا کہ مردے کو متبرک مقامون مین دفن کرنا اور انمین دفن ہونے کی خواہش کرنا مستحب ہی کہ موسٰے نے خدا سے بیت المقدس کی نزدیک ہونے کا سوال کیا اور اسکے پاس دفن ہوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعضے بیدین لوگ اس حدیث مین طعن کرتے ہین کہ فرشتے کی آنکھ پھوٹنا آدمی سے نہین ہو سکتا اور ملک الموت تو بموجب حکم الٰہی کے آیا تہا موسٰے نے اسکو کیون مارا حکم الٰہی کی اطاعت کیون نکی معلوم ہوا کہ موسٰے کو دنیا کی زیست بہت پیاری تہی سو اسکا جواب یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت بنکر آیا تہا تو آدمی کے خواص اسپر ظاہر ہوا چاہین تو اس صورت سی آنکھ کا صدمے سی پھوٹنا کچھ تعجب نہین اور حضرت موسٰے نے ملک الموت کو نہ پہچانا تہا بلکہ جانا تہا کہ یہ کوئی آدمی ہے روح نکالنے کا جھوٹہا دعوے کرتا ہے کیونکہ روح نکالنا سوائے فرشتے کی آدمی کا کام نہین اسواسطے انہون نے اسکو اپنے پاس سے ڈھکیلا اتفاقاً آنکھ پر ہاتھ پڑگیا آنکھ پھوٹ گئی اور یہ گمان غلط ہے کہ حضرت موسے ع کو زندگی بہت پیاری تہی اسواسطے کہ دوسری بار خدا نے زیادتی عمر کا پیغام دیا اور حضرت موسٰے نے قبول نہ کیا اور موسے علیہ السلام کی قبر کی اصلی جگہ کسی معلوم نہ تہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اسکی خبر دی کہ وہ سرخ ٹیلے کی پاس ہے راہ کے کناری پتھر پھینکنے کی فاصلے پر اور یہ خبر دینا آپکا یا تو وحی کے ذریعے سی تہا اور یا معراج کی رات مین آپ کو انکی قبر دکھلائی گئی تھی واللہ اعلم اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اگر یہود کو موسٰے اور ہارون کی قبر معلوم ہوتی تو انکو دو معبود ٹہیر الیتے سوائی خدائی تعالٰے کی اور اس حدیث سی یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نقل کرنا جائز ہے اور اسمین علماء کو اختلاف ہی سو بعضے کہتی ہین کہ مردے کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف لیجانا مستحب ہے اور بعضے کہتی ہین کہ مکروہ ہے کہ اس سی دفن مین دیر ہوتی ہے اور اسکی حرمت کی ہتک ہوتی ہے لیکن اولے یہ ہی کہ دونو صورتون کو دو حالتون پر محمول کیا جاوے سو منع اسوقت ہی جبکہ کوئی غرض راجح نہ ہو یعنے متبرک جگہہ مین دفن کرنا مقصود نہ ہو اور مستحب اسوقت ہی جبکہ کسی متبرک جگہہ مین دفن کرنا مقصود ہو جیسا کہ مکہ وغیرہ ہے **باب الدفن باللیل** رات کو دفن کرنے کا بیان ہے یعنے مردے کو رات مین دفن کرنا جائز ہے **ف** اس باب مین اشارہ ہے اسطرف رد کرنے اس شخص کی جو رات مین دفن کرنے کو منع کرتا ہے ودفن ابوبکر لیلاً یعنے ابو بکر صدیق رض رات کو دفن کیے گئے **ف** خلفاء اربعہ وغیرہ اور بہت اصحاب بھی رات کو دفن ہوئی ہین اور یہ صحیح ہو چکا ہے کہ حضرت علی رض نے فاطمہ رض کو رات مین دفن کیا مگر شاید کہ یہ روایتین امام بخاری کی شرط پر نہ ہونگی اسواسطے انکو ذکر نہین کیا فقط ابوبکر رض کو خاصکر ذکر کیا **حدثنا** عثمان بن ابی شیبۃ قال

حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ
بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ قَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا فُلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ
فَصَلَّوْا عَلَيْهِ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا جنازہ پڑھا جو رات
کو دفن ہوا تھا سو آپ اور آپ کی اصحاب جنازہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
پوچھا تھا کہ یہ کون ہے سو لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص ہے آج رات کو دفن ہوا ہے سو سب نے اس پر نماز پڑھی
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو رات کے وقت دفن کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے رات میں دفن کرنے والوں پر انکار نہ کیا بلکہ ان کے نہ خبر دینے پر انکار کیا کہ تم نے مجھکو خبر کیوں نہیں کی
اور تائید کرتا ہے اسکی جو کہ اصحاب رض نے ابوبکر رض کے ساتھ معاملہ کیا تو گویا کہ اسکو جائز ہونے پر سب صحابہ کا
اجماع ہو چکا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے رات میں دفن کرنے سے منع
فرمایا مگر یہ کہ آدمی مضطر ہو لیکن مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی کراہت کے سبب سے نہیں تھی بلکہ بوجہ
تحسین کفن کے تھی کہ لوگوں نے اسکو خراب کفن دیکر دفن کیا تھا سو فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کے
١٠٣٢ جنازے کا متولی ہو تو چاہیے کہ اسکو اچھا ستھرا کفن دیوے یعنے حلال مال کا سفید پاک کپڑا ہو اور اسکے
قدر اور لیاقت سے کمتر نہ ہو بَابُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ قبر پر مسجد بنانے کا بیان ف یہ باب پہلے بھی
گذر چکا ہے لیکن مراد وہاں یہ ہے کہ قبر کے واسطے عبادت کرے اور قبر کو سجدہ گاہ ٹھیراوے اور قبر سے تقرب
مقصود ہو اور اسکی تعظیم مطلوب ہو سو یہ منع ہے کما مر اور مراد یہاں یہ ہے کہ قبرستان میں علیحدہ ایک مسجد بناوے
کہ زیارت کرنیوالے اسمیں نماز پڑھیں اور انکی حاجت روائی میں کام آوے سو یہ جائز ہے اور فتح الباری میں
فرمایا کہ پہلے باب میں مقصود یہ ہے کہ قبرستان میں قبروں کی خاطر سے مسجد بناوے یعنے اگر وہاں قبر نہ ہوتی تو
مسجد نہ بنائی جاتی محض قبر کی تعظیم سے وہاں مسجد بنائی گئی اور مراد اس باب سے یہ ہے کہ قبرستان میں علیحدہ
مسجد بنائی جاوے تا کہ قبر کیطرف نماز پڑھنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ اسکے واسطے قبرستان سے علیحدہ مکان
پایا جاوے سو یہ جائز ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ قبر پر نماز پڑھنی صرف اسوقت منع ہے جبکہ یہود اور نصاریٰ
کی طرح شرک میں پڑنے کا خوف ہو اور اگر یہ خوف نہ ہو تو منع نہیں اور بعضے ذریعہ کے واسطے قبر پر نماز پڑھنے
کو مطلق منع کرتے ہیں خواہ قبر کی تعظیم مقصود ہو یا نہ ہو اور یہ توجیہ اس جگہ ٹھیک لگتی ہے انتہی ملخصًا اور یہ بھی
فرق ممکن ہے کہ اگر مفسدے کا خوف ہو تو جائز نہیں اور اگر مفسدے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے اور مراد پہلے باب میں
پہلا معنے ہے اور دوسرے باب میں دوسرے معنے ہیں حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ
أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا

بارض الحبشة يقال لها مارية وكانت ام سلمة وام حبيبة اتتا ارض الحبشة فذكرتا من حسنها وتصاوير فيها فرفع رأسه فقال اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا ثم صوروا فيه تلك الصورة اولئك شرار الخلق عند الله ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہو کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم (مرض الموت) سے بیمار ہوئے تو آپ کی ایک بی بی نے ایک عبادت خانے کی تعریف کی جسکو اُنسے حبش کی زمین مین دیکھا تھا اُسکا نام ماریہ تھا اور ام سلمہ اور ام حبیبہ حبش کی زمین مین گئی تھین سو انہون نے اسکی خوبصورتی اور تصویرون کو ذکر کیا یعنے اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پہ ایسا بنایا جاوے تو آپ نے تکیے سے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ البتہ وے لوگ جب اُنمین کوئی نیک بخت آدمی مرتا تھا تو اسکی قبر پر مسجد بناتے تھے پھر اس مسجد مین یہ تصویرین بناتے تھے یعنے تاکہ وہ عبادت مین ملحوظ اور زیر نظر رہین یہ لوگ خدا کے نزدیک قیامت مین بدترین خلق ہین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر مسجد بنانی صرف اُسوقت منع ہے جبکہ قبر کے اوپر اسمین تصویرین بنائی جاوین اور یا اُس قبر یا صورت کی تعظیم مقصود ہو اور اُسکا تقرب مطلوب ہو جیسا کہ یہود و نصاریٰ انبیاء اور اولیاء کی قبرون پر کرتے تھے اور اگر صرف نماز کے واسطے قبر کے پاس مسجد بنائی جاوے
کہ حاجت کے وقت لوگ اسمین نماز پڑھین اور یا اُس قبر یا صورت کی تعظیم مقصود نہو تو یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے وفیہ 1032
المطابقة للترجمة

باب من يدخل قبر المرأة عورت کی قبر مین داخل ہونے والے کا بیان ف یعنے اگر عورت کی میت ہو تو اسکو قبر مین اتارنے کے واسطے کون مرد افضل ہے **حدثنا** محمد بن سنان قال حدثنا فليح قال حدثنا هلال بن علي عن انس بن مالك قال شهدنا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس على القبر فرأيت عينيه تدمعان فقال هل فيكم من احد لم يقارف الليلة فقال ابو طلحة انا قال فانزل في قبرها قال فنزل في قبرها قال ابن المبارك قال فليح اراه يعني الذنب قال ابو عبد الله ليقترفوا ليكتسبوا ترجمہ انس سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے جنازے پر حاضر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے تھے سو مین نے دیکھا کہ آپکی آنکھون سے آنسو جاری تھے سو فرمایا کہ تم مین کوئی ایسا شخص ہے جسنے آج کی رات صحبت داری نہ کی ہو یعنے اپنی بی بی سے جماع نہ کیا ہو جیسا کہ دوسرے طریق مین آیا ہے سو ابو طلحہ نے کہا کہ مین ہون فرمایا کہ تو اسکی قبر مین اتر فلیح نے کہا کہ مراد یقارف سے گناہ ہے یعنے جس نے آج رات کو گناہ نہ کیا ہو وہ قبر مین اترے لیکن ترجمہ پہلی تفسیر کا ہے یعنے جماع کا امام بخاری نے آیت لیقترفوا کی تفسیر مین کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تا گناہ کماوین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر مین داخل ہونا اس شخص کا افضل ہے جس نے اس رات کو صحبت نہ کی ہو وفیہ المطابقة للترجمة اور اس آیت مین تلمیح ہے واسطے تفسیر فلیح کے لیکن مراد اس سے مناسبت جملہ سے **باب** الصلوة على

الشہید شہید کے جنازے کا بیان یعنے شہید کے جنازے کا کیا حکم ہے **ف** جاننا چاہیے کہ علماء کو اس مسئلے
مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ دوسرے مردون کی طرح شہید کا جنازہ بھی واجب ہی یہ قول حنیفہ کا ہے اور یہی
قول ہے اسحاق کا اور بعضے کہتے ہین کہ شہید کا جنازہ نہ پڑہا جاوے یہ قول امام شافعیؒ اور احمد اور مالک کا ہی اور
یہی قول ہی اہل مدینہ کا امام شافعی نے کہا کہ اسمین حدیثین متواتر آچکی ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ
کے شہیدون کا جنازہ نہین پڑہا اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آپنے انکا جنازہ پڑہا اور حمزہؓ کے جنازے مین ستر
تکبیرین کہین سو یہ حدیث صحیح نہین اور جو شخص کہ اس حدیث سی نفی کی حدیثون کا معارضہ کرے اسکو لائق ہے
کہ اپنے جی مین حیا کرے لیکن یہ اختلاف اُس شہید مین ہی جو کہ مسلمان ہو اور کفار کی لڑائی مین مارا جاوے مرد ہو
خواہ عورت چھوٹا ہو خواہ بڑا غلام ہو خواہ آزاد ہو نیک بخت ہو خواہ گنہگار ہو اور جو شخص کہ کفار کی لڑائی سے
بچ کر آوے اور اسکے بعد مدت تک زندہ رہکر مرے اور یا باغیون کی لڑائی مین مقتول ہووے اور یا حرق اور
غرق اور طاعون وغیرہ اسباب سی شہید ہو تو اسکا یہ حکم نہین بلکہ سب علماء کے نزدیک اسکا جنازہ پڑہنا واجب ہے
اور اسکو شہید صرف اسواسطے کہا جاتا ہے کہ آخرت مین اسکو ثواب ملے گا اور نیز یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف
شافعیہ اور حنیفہ وغیرہ کا نماز کی ممانعت مین ہے یعنے شافعیہ کہتے ہین کہ شہید کا جنازہ منع ہے اور حنیفہ کہتے ۱۰۳۴
ہین کہ منع نہین بلکہ واجب ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف استحباب مین ہے اور یہی منقول ہے حنابلہ سے
اور امام احمد سے روایت ہی کہ شہید پر نماز پڑہنی افضل ہے اور ترک کرنی جائز ہے **حدثنا** عبد اللہ بن
یوسف قال حدثنا اللیث قال حدثنی ابن شہاب عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک عن جابر بن
عبد اللہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الرجلین من قتلی احد فی ثوب واحد
ثم یقول ایہم اکثر اخذا للقرآن فاذا اشیر لہ الی احدہما قدمہ فی اللحد وقال انا شہید علی
ہؤلاء یوم القیمۃ وامر بدفنہم فی دمائہم ولم یغسلوا ولم یصل علیہم **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدون مین سے دو دو لاشون کو ایک ایک کپڑے مین جمع کرکے ایک
ایک قبر مین دفن کرتے تہے پھر فرماتے تہے کہ ان دونو مین زیادہ قرآن خوان کون ہے سو لوگ جسکو زیادہ قرآن
خوان کہتے اُسی کو پہلے قبر مین اتارتے اور فرماتے کہ مین انپر گواہ ہونگا قیامت کے دن یعنے انکی خالص شہادت
کا گواہ ہون کہ یہ محض خدا کے راہ مین شہید ہوئے ہین نہ کسی دنیا کے لالچ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا انکے دفن کرنے کا اپنے خونون مین یعنے انکو اسی حال سے خون آلودہ دفن کروایا اور اُنکے زخمون کو
نہ دہلوایا اور نہ انکو غسل دیا اور نہ انکا جنازہ پڑہا **ف** جنگ احد کے دن ستر اصحاب شہید ہوئے تہے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے دو دو لاشون کو ایک ایک قبر مین دفن کیا اور یہ حدیث فرمائی اسحدیث سی معلوم ہوا کہ دو مردو

ایک کپڑے مین کفن دینا جائز ہے یہ دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ دونوں کو ایک چادر مین لپیٹ کر جمع کریں اور یا یہ کہ ایک کپڑے کے دو ٹکڑے کریں اور ایک ایک ٹکڑے مین دونوں کو کفن دیوے اور یہی معنے صحیح ہے اسلیے کہ دونوں کو ایک کپڑے مین جمع کرنا جائز نہین کہ دونوں کے ننگے جسم آپسمین لگین اور انکا جنازہ ہو اسطے نہ پڑھا کہ انکو کسی کی دعا کی حاجت نہین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اَھْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَھِیْدٌ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا ترجمہ عقبہ بن عامر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے سو اُحُد کے شہیدون پر نماز پڑہی مثل جنازہ میت کی یعنے جیسے اور مردون کی واسطے دعا کرتے تہے ویسے انکے واسطے بھی دعا کی پہر منبر کیطرف پہرے اور منبر پر چڑہ کے خطبہ پڑہا سو فرمایا کہ البتہ مین تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہون یعنے مجھکو سفر آخرت کا
1035 قریب ہی تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہون اور تمہارا گواہ مین قیامت مین اور البتہ مین اپنے حوض کوثر کو اب دیکہہ رہا ہون اور مجھکو زمین کے خزانون کی کنجیان دی گئین یا زمین کی کنجیان دی گئین یعنے میری امت کا سب ملکون مین عمل ہوگا اور مین خدا کی قسم تمپر اس سے نہین ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے پیچھے لیکن مین اس سے ڈرتا ہون کہ دنیا کے لالچ مین کہین پڑ جاؤ اور آپسمین حسد کرنے لگو

ف ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اپنے انپر آٹھ برس کے بعد نماز پڑہی جیسا کہ اپنے زندون اور مردون کو دوداع کیا اسحدیث سی معلوم ہوا کہ شہید کا جنازہ پڑہنا درست ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدون پر نماز پڑہی سو امام شافعی رح اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ حدیث حنفیہ کی دلیل نہین ہو سکتی بلکہ انپر رد کرتی ہے اسلیے کہ اسحدیث مین صریح موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحُد کے شہیدون پر آٹھ برس کے بعد نماز پڑہی حالانکہ حنفیہ وغیرہ شیتین اسکے قائل نہین اور بہت مدت گذر جانے کی بعد قبر پر نماز پڑہنے کو درست نہین کہتے اور کہا کہ مراد اس سے یہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے واسطے دعا کی اور بخشش مانگی اور انکو وداع کیا سو یہ دعا کرنا تابت حکم کے نسخ پر دلالت نہین کرتا اور طحاوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ کا احد کے شہیدون پر نماز پڑہنا تین حال سے خالی نہین یا تو یہ پہلے حکم کا ناسخ ہوگا کہ اول اس سے شہیدون کا جنازہ پڑہنا روا نہین تہا اور یا سنت ہوگی کہ اتنی مدت کی بعد انکا جنازہ پڑہا جاوے اس سے پہلے نہ پڑہا جاوے اور یا انکا جنازہ ہوگا بخلاف اور مردون کے کہ انکا جنازہ واجب ہی سو ان صورتون سے جس صورت کو فرض کیا جاوے ہر صورت مین شہید کا جنازہ پڑہنا ثابت

ہو جاویگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تینون احتمال ممنوع ہین اسلیے کہ مراد نماز سے دُعا اور استغفار ہے جیسا کہ
اوپر گذرا اور نیز حنفیہ بہت مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑہنے کو درست نہین جانتے ہین پہر اس حدیث سے استدلال
کرنا کیونکر صحیح ہوگا اور نیز یہ حصر بھی ممنوع ہے اسلیے کہ اسکے سوا اسمین اور بہی کئی احتمال ہین احتمال ہے کہ
وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد اُس سے دُعا ہو کما تقدم اور نیز یہ ایک خاص واقعہ
ذکر ہے پس پہلے حکم کے دفع کرنے کے واسطے اس حدیث سے استدلال کرنا ہرگز صحیح نہین اور نیز دوسری احتمال کا کوئی
عالم قائل نہین واللہ اعلم اور حنفیہ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ جب تک مردہ پہوٹ نہ جاوے تب تک اسکی قبر پر جنازہ پڑہنا
درست ہے اور چونکہ شہیدون کا بدن نہین پہوٹتا تو انکا جنازہ بہی درست ہوگا اور کہتے ہین کہ احد کے دن آپکو
لڑائی مین بہت شغل تہا اسلیے انکا جنازہ نہ پڑہ سکے سو اسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ احد سے پلٹے کر گہر مین آئے
تو یہ عذر دور ہو گیا تہا اُسوقت انکا جنازہ پڑہتے پہر آٹہہ برس کے بعد جنازہ پڑہنے کا کیا مطلب تہا آٹہہ برس تک
آپ کو فرصت نہ ہوئی تہی اور یہ جو آپنے فرمایا کہ مین اپنے حوض کو اب دیکہہ رہا ہون تو یہ ظاہر اور حقیقی معنے پر محمول
ہے یعنے اُسوقت آپکے درمیان سے پردہ اٹہایا گیا تہا سو یہ آپ کا معجزہ ہے کہ اسوقت حوض کوثر آپ کو اپنے
سامنے نظر آیا اور آیندہ کی خبر دی کہ میری امت کا سب ملکون مین شامل ہو جاویگا اور ملک فتح ہو جاوینگے اور 1036
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی خبر کی تاکید اور تعظیم کے واسطے قسم کہانی جائز ہے اور یہ کہ حوض کوثر اب موجود
ہے اور یہ کہ دنیا کا لالچ بڑی بلا ہے اور اسمین آدمی کے واسطے آزمائش اور ابتلا ہے اور یہ کہ سفر مین دانہ گہاس
وغیرہ کی تیاری کے واسطے کسی کو آگے بہیجنا جائز ہے منع نہین اور یہ حدیث ظاہر مین پہلی حدیث کی معارض
ہے کہ اُس سے شہید کا جنازہ پڑہنا ثابت ہوتا ہے اور اس سے نہ پڑہنا ثابت ہوتا ہے سو تطبیق انمین اس طور سے
ہے جیسا کہ ابن حزم نے کہا کہ دونو امر جائز ہین اور مختلف اوقات مین دونو حدیثون پر عمل کرنا ممکن ہے یعنے
کبہی پڑہ لیوے اور کبہی نہ پڑہے اور کہا کہ ایک کو دوسرے کے تعارض سے ترک کرنا جائز نہین اور نہ دعوے نسخ درست ہے
اندرین صورت کہا جاویگا کہ مراد مسئلے باب کی یہ ہے کہ شہید کا جنازہ درست ہے یعنے اگر پڑہ لیوے تو جب بہی جائز
ہے اور اگر نہ پڑہے تو جب بہی جائز ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی باب سے واللہ اعلم **بَابُ دَفْنِ
الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلٰثَةِ فِي قَبْرٍ وَّاحِدٍ** دو دو اور تین تین مردون کو ایک قبر مین دفن کرنے کا بیان یعنے دو اور تین
مردون کو ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہے **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا
ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ ترجمہ جابر عبد اللہ رضہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدون
دو دو مردون کو ایک ایک کپڑے مین دفن کرتے تہے **ف** دو لاشون کو ایک کپڑے مین جمع کرنا مستلزم ہے

اس بات کو کہ آپ نے دو دو کو ایک ایک قبر مین جمع کیا پس معلوم ہوا کہ دو مردون کو ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہے وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور تین مردون کے جمع کرنے کا اس حدیث مین ذکر نہیں لیکن اس حدیث کو بعض طریقون مین آگیا ہے کہ آپ دو دو اور
تین تین مردون کو ایک ایک قبر مین دفن کرتے تھے جیسا کہ ترمذی وغیرہ مین انس رض سے اس قصے مین تین کی روایت
آچکی ہے اور سنن مین ہشام بن عامر سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن انصار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
اور عرض کی کہ ہمکو زخم اور تکلیف پہونچی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فراخ اور وسیع قبر مین کہو دو اور
تین تین لاشون کو ایک ایک قبر مین دفن کرو صححہ الترمذی اور ظاہر امام بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق
اشارہ کر دیا کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین تین کا ذکر بھی آچکا ہے کما مر لیکن اپنی شرط پر نہ ہونے کسی وجہ سے اسکو
ذکر نہیں کیا واللہ اعلم اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو عورتون کو ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہے اور اگر ایک مرد ہو
اور ایک عورت ہو تو ضرورت کے وقت انکو بھی ایک قبر مین اکٹھے دفن کرنا جائز ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو جائز نہین
لیکن یہ اسی وقت ہے جبکہ انکے درمیان محرمیت اور زوجیت کا علاقہ نہ ہو اور اگر یہ علاقہ ہو تو دونو کو ایک قبر مین دفن
کرنا بلا ضرورت بھی جائز ہے اسیطرح تصریح کی ہے ابن صباغ وغیرہ نے لیکن مستحب ہے کہ دونو کے درمیان مٹی سے
١٠٣٧ پردہ کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ پردہ کرنا منع ہے کہ اس سے مردون تنگی قبر کے کچھ فائدہ نہین اور اگر دوسری
لاش نابالغ لڑکے کی ہو تو وہ بھی محرم کے برابر ہے اور ہیجڑے کا بھی یہی حکم ہے اور امام ابوحنیفہ رح اور مالک رح کہتے
ہین کہ مرد اور عورت کو ایک قبر مین اکٹھے دفن کرنا جائز ہے اور قید دو اور تین آدمی کی محض واسطے موافقت الفاظ
حدیث کی ہے ورنہ جمہور علما کے نزدیک ضرورت کی وقت تین سے زیادہ لاشون کو بھی ایک قبر مین دفن کرنا
جائز ہے **باب مَنْ لَمْ يَرَ غَسْلَ الشُّهَدَاءِ** ترجمہ شہید کو غسل نہ دینے کا بیان یعنے شہید کو غسل دینا جائز
نہیں ف علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے جمہور علماء کے نزدیک شہید کو غسل دینا جائز نہین چنانچہ امام
احمد نے جابر رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون کے حق مین فرمایا کہ انکو غسل نہ دو
اسلیے کہ قیامت کی دن ہر زخم یا ہر خون سے مشک کی خوشبو آویگی اور آپنے انپر نماز نہ پڑھی اور سعید بن مسیب کہتے ہین
کہ شہید کو غسل دینا واجب ہے اسلیے کہ ہر میت جنبی ہوتی ہے پس اسکو غسل دینا واجب ہوگا اور یہی قول ہے حسن بصری
کا اور ابن سریج شافعی سے بھی یہی قول محکی ہے **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْفِنُوهُمْ فِي دِمَائِهِمْ
يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ لَمْ يُغَسِّلْهُمْ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے جنگ احد
کے دن کہ ان شہیدون کو انکے خونون سے یعنے خون آلودہ دفن کرو اور آپنے انکو غسل نہ دیا ف اس حدیث کے عموم سے
معلوم ہوتا ہے کہ شہید کو مطلق غسل نہ دیا جاوے یہانتک کہ اگر شہید جنبی ہو یا حیض والی عورت ہو تو اسکو بھی

غسل نہ دیا جاوے اور یہی صحیح قول ہے شافعیہ کا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتوں نے حنظلہ صحابی کی لاش کو
غسل دیا سو جواب اسکا یہ ہے کہ فرشتوں کا اسکو غسل دینا جنابت کی وجہ سے تھا کہ حنظلہ کو شہید ہونے سے پہلے نہانے
کی حاجت تھی اور نیز اگر شہید کو غسل دینا واجب ہوتا تو اسکو فرشتوں کے غسل پر اکتفا نہ کیا جاتا پس معلوم ہوا کہ
شہید کو غسل دینا واجب نہیں واللہ اعلم اور غسل نہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ قیامت کو دن ہر زخم سے مشک کی
خوشبو آوے گی کما تقدم **بَابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ** قبر میں پہلے کس کو اتارا جاوے یعنے اگر دو دو یا زیادہ
لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرنا مطلوب ہو تو قبر میں پہلے کسکو اتارا جاوے **وَقَالَ** اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَ اللَّحْدُ
لِاَنَّهٗ فِيْ نَاحِيَةٍ مُلْتَحِدًا مَعْدِلًا وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيْمًا كَانَ ضَرِيْحًا ترجمہ یعنے اور امام بخاری نے کہا کہ لحد
یعنے بغلی کو لحد اسواسطے کہتے ہیں کہ وہ قبر کے ایک کنارے اور قبلے کی طرف میں کہودی جاتی ہے اور وسط
قبر سے پہری ہوتی ہے اور ملتحد (جو آیت ولن تجد من دونہ ملتحدا میں واقع ہوا ہے) کا معنے عدل کی جگہ
ہے کہ پناہ کے واسطے اسکی طرف میل کیجاتی ہے اسیواسطے الحاد کا معنے دین سے پہرنے کا ہے اور ملحد کہتے ہیں
دین سے پہرنے والے کو اور اگر قبر کی سب زمین برابر ہو یعنے اسکے اندر کسی طرف میں کوئی شق نہ کہودی جاوے تو اسکو ضریح
کہتے ہیں اور اسی کو شق بھی کہتے ہیں قبر کے اندر سب زمین برابر ہے کہ اسمیں مردے کو دفن کیا جاتا ہے اسکو
۱۰۳۸ صندوقی قبر کہا جاتا ہے **حَدَّثَنَا** ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ
حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا
لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاۤءِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ
بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ قَالَ وَاَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِقَتْلٰى اُحُدٍ اَيُّ هٰؤُلَاۤءِ اَكْثَرُ اَخْذًا
لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى رَجُلٍ قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهٖ قَالَ جَابِرٌ فَكُفِّنَ اَبِيْ وَعَمِّيْ فِيْ نَمِرَةٍ
وَّاحِدَةٍ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا ترجمہ جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں سے دو دو لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرتے
تھے پھر فرماتے کہ اسمیں زیادہ قرآن خوان کون ہے سو جب لوگ کسی طرف اشارہ کرتے تو آپ اسکو لحد میں پہلے
اتارتے اور قبلے کی طرف مقدم کرتے اور فرماتے کہ میں انپر گواہ ہونگا اور حکم کیا انکے دفن کرنے کا اپنے خونوں
سے اور نہ انپر نماز پڑھی اور نہ انکو غسل دیا اور دوسری روایت کا بھی یہی معنے ہے لیکن اسمیں اتنا زیادہ ہے
کہ جابر نے کہا کہ میرے باپ اور چچا کو ایک چادر میں کفن دیا گیا یعنے دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا **ف** اس حدیث

معلوم ہوا کہ اگر دو دو لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرنے کی حاجت پڑے تو قبر میں پہلے اسکو اتارنا چاہیے
جو قرآن کا زیادہ حافظ ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ اسی وقت ہو جبکہ مردے ایک
جنس کے ہوں اور اگر ایک جنس کے نہ ہوں بلکہ ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو تو قبر میں پہلے مرد کو اتارنا چاہیے
پھر بعد اسکے لڑکے کو پھر بعد اسکے ہیجڑے کو پھر بعد اسکے عورت کو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زیادہ قرآن
دوسروں پر مقدم ہے کمافی الامامۃ اور اسی واسطے فقہا اور صلحا وغیرہ اہل فضل بھی دوسروں سے افضل ہیں

بَابُ الْاِذْخِرِ وَالْحَشِیْشِ فِی الْقَبْرِ گھاس اور اذخر کے قبر میں ڈالنے کا بیان یعنے اذخر اور گھاس
کو حاجت کی واسطے قبر میں ڈالنا جائز ہے **ف** اذخر ایک گھاس کا نام ہے کہ وہ بہت خوشبودار ہوتا ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِکْرِمَۃَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ اللّٰہُ مَکَّۃَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِیْ اُحِلَّتْ
لِیْ سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ لَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا وَلَا یُعْضَدُ شَجَرُھَا وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُھَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُھَا
اِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَقَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِقُبُوْرِنَا وَبُیُوْتِنَا وَقَالَ اَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ ۱۲۳۹
بِنْتِ شَیْبَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
لِقَیْنِھِمْ وَبُیُوْتِھِمْ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مکے کو
حرام کیا یعنے اسمیں لڑائی کرنی حلال نہیں سو مجھ سے پہلے بھی کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور مجھ سے
پیچھے بھی قیامت تک کسی کو لڑنا حلال نہیں ہوگا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر اسمیں لڑنا
حلال ہوا سو اسکا گھاس کاٹا جاوے اور اسکا درخت نہ توڑا جاوے اور اسکا شکاری جانور نہ ہانکا جاوے
اور اسکی گری پڑی چیز اٹھانی کسی کو جائز نہیں مگر اسکو جو اس چیز کو لوگوں میں مشہور کرے اور تلاش کر کے
مالک کو پہونچا دے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس نے کہا کہ یا حضرت مگر اذخر کے گھاس کاٹنے کی اجازت
دیجیے کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتا ہے کہ اسکو قبروں میں ڈالتے ہیں اور اس سے چاندی سونا
گلاتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہماری
قبروں اور چھتوں میں کام آتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہمارے لوہاروں اور گھروں کے کام آتا ہے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھاس کو قبر میں ڈالنا درست ہے خواہ اینٹوں کے سوراخیں بند کرنے کے واسطے ہو اور یا مردے
کا سر اور پاؤں چھپانے کو واسطے ہو اور یا کسی اور حاجت کے واسطے ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور پہلے گذر چکا ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ مصعب کو پاؤں پر گھاس ڈال دو **بَابٌ** ھَلْ یُخْرَجُ الْمَیِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّۃٍ

کیا کسی سبب سے میت کو قبر اور لحد سے یعنے مٹی ڈالنے سے پہلے باہر لانا درست ہے ف ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک مردے کو قبر سے باہر لانا ہر سبب کے واسطے درست ہے اس قرینے سے کہ اس نے باب میں اثبات کی حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور اس مسئلہ میں علماء کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ مردے کو قبر سے باہر لانا مطلق درست نہیں خواہ غسل اور جنازے کے بعد دفن کیا گیا ہو یا بدون غسل اور جنازے کے دفن کیا گیا ہو یہ قول حنفیہ کا ہے اور بدون نماز کے دفن کرنے میں شافعی کا بھی یہی قول ہے اور مالک سے ایک روایت اسیطرح آئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر مردے کو بدون غسل کے دفن کیا جاوے تو اسکو باہر نکالنا درست ہے تاکہ اسکو غسل دیکر پھر دفن کیا جاوے اور یہی ہے قول اکثر علماء کا اور امام شافعی رح اور مالک کا بھی یہی قول ہے لیکن اسی وقت تک ہے جبتک کہ مردہ متغیر اور خراب ہو جاوے سو امام بخاری نے اس باب میں ان لوگوں پر رد کیا اور اشارہ کر دیا کہ ان لوگوں کا یہ قول ضعیف ہے اور ہر سبب سے مردے کو قبر سے باہر نکالنا درست ہے خواہ اسپر مٹی ڈال چکے ہوں یا نہ ڈالی ہو اور خواہ قبر میں ہو یا بغلی میں ہو حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيصًا وَقَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ أَبُو هَارُونَ وَكَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَانِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلْبِسْ أَبِي قَمِيصَكَ الَّذِي يَلِي جِلْدَكَ قَالَ سُفْيَانُ فَيُرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسَ عَبْدَ اللّٰهِ قَمِيصَهُ مُكَافَأَةً لِمَا صَنَعَ ترجمہ 1040
جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن ابی کے پاس تشریف لائے بعد اسکے کہ قبر میں ڈالا گیا سو آپ نے اسکے نکالنے کا حکم کیا سو قبر سے نکالا گیا سو آپ نے اسکو اپنے دونو گھٹنوں پر رکھا اور اسپر آپ نے لب ڈالی اللہ اسکو اپنا کرتہ پہنایا سو اللہ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سبب سے اسپر یہ احسان کیا اور اس نے جنگ بدر کے دن آپکے چچا عباس کو کرتہ پہنایا تھا یعنے شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کرنے کے بدلے اسکو اپنا کرتہ پہنایا ہوگا اور ابو ہارون نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دو کرتے تھے سو ابن ابی کے عبداللہ بیٹے نے کہا کہ یا حضرت میرے باپ کو اپنا کرتہ پہنایئے جو آپ کے بدن سے لگا ہے سفیان نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو اپنا کرتہ پہنایا بدلے اس عمل کے جو اس نے کیا تھا یعنے عباس رض کو کرتہ دیا تھا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مصلحت کے واسطے مردے کو قبر سے باہر نکالنا درست ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کو قبر سے باہر نکلوایا وفیہ المطابقۃ للجزء الاول من الترجمۃ اور مفصل بیان اس حدیث کا باب الکفن فی القمیص الخ میں گذر چکا ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا

بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا **ترجمہ** جابر رضہ سے روایت ہے کہ جب احد کے جنگ مین حاضر ہوا تو میرے باپ نے مجھکو رات سے بلایا اور کہا کہ مین تو اپنے تئین دیکھتا ہون کہ مین مقتول ہونے والا ہون لوگون مین جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پہلے شہید ہونگے یعنے مجھکو خواب مین معلوم ہوا کہ مین اول لوگون مین مارا جاؤنگا اور مین اپنے پیچھے تجھ سے زیادہ تر عزیز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہین چھوڑتا ہون اور مجھ پر قرض ہے سو اسکو ادا کیجیو اور میری وصیت قبول کر یو اپنی بہنون کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی جابر نے کہا سو ہمنے صبح کی سو سب سے پہلے میرا باپ شہید ہوا اور دفن کیا ایک اور آدمی کو اسکے ساتھ قبر میں پھر دفن کیا پھر مجھکو خوش نہ آیا کہ اسکو دوسرے ساتھ رہنے دون کہ مینے اسکو چھے مہینے کے بعد قبر سے نکالا پس ناگاہ وہ اس دن کی طرح تھا جس دن کہ مینے اسکو قبر مین رکھا یعنے اسکا سب بدن صحیح سالم تھا گویا کہ آج ہی دفن کیا ہے سوا تھوڑی چیز کے کان مین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردون کو دفن کے بعد قبر سے نکالنا درست ہے کہ جابر رضہ نے اپنے باپ کو چھے مہینے کے بعد قبر سے نکالکر دوسری قبر مین تنہا دفن کیا اور پہلے وہ لحد مین تھا وفیہ المطابقۃ للجزء الثانی من الترجمۃ پہلی حدیث مین اس مصلحت کا ذکر ہے جو میت کے ساتھ تعلق رکھتی ہین جیسا کہ زیادتی برکت کی مطلوب ہو اور اس حدیث مین اس مصلحت کا ذکر ہے جو زندہ سے تعلق ہوتی ہے کہ ایک میت کو دوسری کے ساتھ دفن کرنے سے کچھ نقصان نہین اور عینی نے نووی سے نقل کیا ہے کہ مردے کو ایک قبر سے دوسری قبر کی طرف نقل کرنا کسی کے نزدیک منع نہین اور معاذ نے اپنی عورت کو قبر سے نکالا اور طلحہ بھی ایک قبر سے دوسری کی طرف منقول ہوئے اور نیز عینی نے نقل کیا ہے کہ جب عثمان رضہ نے مسجد نبوی مین وسعت کی اور اسکو فراخ کیا تو اس پاس کی قبرین کھدوا ڈالین اور کہا کہ انکو مقبرہ بقیع کی طرف لیجاؤ اور وہان پر دفن کرو لیکن حنفیہ جو قبر کھودنے اور اس سے میت نکالنے کو جائز نہین کہتے تو کہتے ہین کہ یہ عذر کے سبب تھا جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر مذہب حنفیہ کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک مردے کو قبر سے نکالنا مطلق درست نہین خواہ ضرورت اور عذر ہو یا نہ ہو اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے کہ عذر سے انکے نزدیک بھی درست ہے تو یہ بھی جاوے گا کہ جو میت بدون غسل اور جنازہ کے دفن کیجاوے اسکو حنفیہ قبر سے نکالنا کیون درست نہین کہتے کہ میت کو غسل دینا اور جنازہ پڑھنا بھی ایک عذر ہے اور نیز جابر کی حدیث میں ہے کہ انکے دین اسلئے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنی بات کو محض خلجان دل کی وجہ سے نکالا کہ انکو تنہا دفن کرے دن دوسرا انکا ساتھی

اسکی سو وہان کوئی مطلق سبب اور عذر نہ تہا پس اسکو عذر پر محمول کرنا انصاف کا خون کرنا ہے اور اگر حنفیہ
عذر کی وجہ سے مردے کو قبر سے نکالنا درست جانتے ہین تو پہر جہگڑا فیصل ہوا اور اختلاف دفع ہوا اور ثابت
ہوا کہ سبب کے ساتہہ مردے کو قبر سے نکالنا بالاتفاق درست ہے لیکن جابر رض کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ اُنہون نے اپنے باپ کو چہہ مہینے کے بعد قبر سے نکالا اور دوسری قبر مین تنہا دفن کیا اور موطا مین ہے کہ عمرو بن
جموح اور عبد اللہ کی قبر کو سیلاب کے پانی نے اوکہاڑ دیا اور دونو ایک قبر مین تھے سو اُنکی قبر کہودی گئی تاکہ اُنکو
اُس مکان سے نقل کرکے دوسری جگہہ دفن کیا جاوے سو دیکہا تو اُنکا بدن کچہ متغیر نہین ہوا تہا ایسے صحیح
سالم تھے کہ گویا کل دفن ہوئے ہین اور جنگ احد اور اُنکے کہودنے کے درمیان چہیالیس برس کا عرصہ گذرا
تہا اور یہ حدیث پہلی حدیث کی معارض ہے جسمین تنہا دفن کرنے کا ذکر ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ موطا کی
حدیث مین ایک قبر مین ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک کی قبر دوسرے سے متصل تہی اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی
تہی اور یا سیلاب کے پانی نے ایک قبر کو اندر سے پہاڑ دیا تہا سو دونو ملکر ایک ہو گئی تہین پس تعارض دفع ہو گیا
واللہ اعلم **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا سعید بن عامر عن شعبۃ عن ابن ابی نجیح عن عطاء
عن جابر قال دُفِنَ مع ابی رجل فلم تطب نفسی حتی اخرجتہ فجعلتہ فی قبر علی حدۃ **ترجمہ** جابر ١٠٤١
رض سے روایت ہے کہ میرے باپ کے ساتہہ ایک مرد دفن کیا گیا سو مجہکو اچہا معلوم نہ ہوا یہانتک کہ مینے اُسکو قبر سے
نکالا اور علیحدہ ایک قبر مین دفن کیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ باپ اپنی اولاد کے ساتہہ نیکی کرے اور نیز اس سے جابر
کے باپ کی کرامت ثابت ہوئی کہ جیسا اُنہون نے گمان کیا تہا ویسا ہی واقع ہوا اور اتنی مدت طویل تک اُنکا بدن
زمین مین نہ گلا اور ظاہر یہ کرامت اُنکو شہادت کی وجہ سے نصیب ہوئی پس معلوم ہوا کہ شہید کا بدن زمین مین متغیر نہین
ہوتا اور مٹی وغیرہ کوئی چیز اُسکے بدن کو نہین کہاتی ہمیشہ صحیح سالم رہتا ہے گویا کہ آج دفن ہوا **باب اللحد
والشق فی القبر** قبر مین بغلی کہودنی اور شق کرنے کا بیان **ف** لحد اُس جگہ کو کہتے ہین جو قبر کے اندر قبلے کی طرف
زمین مین کہودی جاتی ہے اور شق اُس قبر کو کہتے ہین جسکے اندر بغلی نہ کہودی جاوے بلکہ قبر کے اندر کی ساری
زمین برابر اور ہموار رکہی جاوے اُسکو صندوقی قبر کہتے ہین سو خواہ لحد ہو اور خواہ شق ہو دونو طرح سے قبر کہودنی
جائز ہے اور دونو مین مردون کو دفن کرنا درست ہے لیکن لحد کہودنا افضل ہے اسلیے کہ ابو داؤد وغیرہ مین ابن عباس
رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لحد ہمارے واسطے ہے یعنے مسلمانون کے واسطے اور شق غیرون کے
واسطے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہی لحد مین دفن کیے گئے **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا
اللیث بن سعد قال حدثنا ابن شہاب عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک عن جابر بن عبد اللہ قال کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الرجلین من قتلی احد ثم یقول ایہم اکثر اخذا للقرآن

فَاِذَا اُشِیْرَلَهٗ اِلٰی اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِی اللَّحْدِ فَقَالَ اَنَا شَهِیْدٌ عَلٰی هٰؤُلَاۤءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ
وَلَمْ یُغَسِّلْهُمْ ترجمہ جابر عبد اللہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدون سے دو دو
مردون کو ایک ایک قبر مین دفن کرتے تہے پہر فرماتے کہ ان مین زیادہ قرآن خوان کون ہے سو لوگ جسکی
طرف اشارہ کرتے آپ اُسی کو لحد مین پہلے اتارتے اور فرماتے کہ مین انپہ گواہ ہونگا قیامت کے دن اور
حکم کیا انکے دفن کرنے کا اپنے خونون مین اور انکو غسل نہ دیا ف اگر کوئی کہے کہ اس حدیث مین شق کا ذکر نہین
بلکہ ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دو دو لاشون کو بغلی مین دفن کیا گیا تہا یعنی حدیث ترجمہ باب سے
موافق نہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ پہلے مردے کو لحد مین رکہا گیا ہو اور دوسرے کو شق مین رکہا
گیا ہو اسلیے کہ دو لاشون کو گنجایش ایک لحد مین مشکل سے ہوتی ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور احتمال ہے
کہ شق کا ذکر تنبیہ کے واسطے ہو اس بات پر کہ لحد شق سے افضل ہے اسلیے کہ شہیدونکو لحد ہی مین دفن کیا گیا
تہا باوجودیکہ اسمین بہت تکلیف تہی واللہ اعلم **باب** اِذَا اَسْلَمَ الصَّبِیُّ فَمَاتَ هَلْ یُصَلّٰی عَلَیْهِ جب
نابالغ لڑکا اسلام لاوے اور بعد اسکے مرجاوے تو کیا اسپر نماز پڑہی جاوے یا نہین ف غرض امام
۱۰۴۳ بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح ہے اور اگر اسلام لانے کے بعد مرجاوے تو
اسکا جنازہ پڑہا جاوے اور اس مسئلے مین علماء کو اختلاف ہی جمہور علماء کہتے ہین کہ نابالغ لڑکے کا اسلام
معتبر اور صحیح ہے اور اگر مرجاوے تو اسکا جنازہ پڑہا جاوے یہانتک کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا اور صرف ایک ہی بار
آواز کرکے مرجاوے تو اسکا جنازہ بہی پڑہا جاوے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا کہ انکے نزدیک بہی نابالغ لڑکے کا
اسلام معتبر ہے اور کہتے ہین کہ حضرت علی رضہ لڑکپن مین اسلام لائے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
انکے اسلام کو معتبر رکہا اور امام شافعی رح اور زفر کے نزدیک نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح نہین اور اسکا جنازہ پڑہنا
درست نہین اسلیے کہ وہ اسلام مین اپنے والدین کے تابع ہے اور تبعیت اصالت کے منافی ہے اور یہی قول ہے
سعید بن جبیر کا ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے اسکا جنازہ درست نہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر نماز پڑہتا ہو تو اسکا
جنازہ پڑہا جاوے ورنہ نہین وَهَلْ یُعْرَضُ عَلَی الصَّبِیِّ الْاِسْلَامُ یعنے کیا نابالغ لڑکے پر اسلام پیش کیا
جاوے یعنے اسکو کہا جاوے کہ کیا تو اسلام قبول کرتا ہے یا نہ کہا جاوے ف اسمین بہی علماء کو اختلاف
ہے سو جو لوگ کہ اسکے اسلام کو صحیح جانتے ہین انکے نزدیک اسپر اسلام کا پیش کرنا بہی درست ہے اور جو لوگ
اسکے اسلام کو صحیح نہین جانتے انکے نزدیک اسپر اسلام پیش کرنا بہی درست نہین اور اس ترجمے مین اشارہ ہے
اسطرف کہ نابالغ لڑکے پر اسلام کا پیش کرنا واجب اور لازم نہین جائز ہے وَقَالَ الْحَسَنُ وَشُرَیْحٌ وَ
اِبْرَاهِیْمُ وَقَتَادَةُ اِذَا اَسْلَمَ اَحَدُهُمَا فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ یعنے اور حسن بصری اور شریح اور ابراہیم نخعی اور قتادہ نے

کہا کہ جب والدین سے ایک مسلمان ہو جاوے تو لڑکا نابالغ مسلمان کی تابع ہے یعنے لڑکے کو بھی اسلام کا حکم دیا جائیگا
پس معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح ہے ورنہ مسلمان کے تابع ہونے کا کوئی معنے نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعَ أُمِّهِ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَبِيهِ عَلَى دِيْنِ قَوْمِهٖ اور ابن عباس
اپنی ماں کے ساتھ تھے مغلوب اور بیبس لوگوں میں سے اور اپنے باپ کی اپنی قوم کے دین پر نہ تھے کہ وہ مشرک
تھے ف یعنے لوگ مکہ میں جو اسلام لاتے تو کافر انکو ایذا دیتے تھے اور تکلیف پہونچاتے تھے اور وہ ہجرت کی
طاقت نہیں رکھتے تھے کہ کافروں کی تکلیف سے آرام پاویں اسیلیے کہ خدا نے انکو بیبس فرمایا اور ابن عباس رض
بھی اپنی ماں کے ساتھ انہیں بیبس لوگوں میں تھے اور ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے پس معلوم ہوا کہ نابالغ
لڑکے کا اسلام صحیح ہے اسیلیے کہ اگر اُسکا اسلام صحیح نہ ہوتا تو ابن عباس اپنی ماں کے ساتھ نہ رہتے بلکہ اپنے
باپ کی تابع ہوتے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَقَالَ الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلٰى یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اسلام بلند اور غالب ہوتا ہے اور مغلوب درپست نہیں ہوتا ف ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
یہ قول ابن عباس رض کا ہے جیسا کہ ابن حزم نے محلی میں نقل کیا ہے کہ ابن عباس رض نے کہا کہ اگر یہودیہ یا نصرانیہ
۱۰۴۴ عورت یہودی یا نصرانی کے نکاح میں اسلام لاوے تو اُنکے درمیان تفریق کیجاوے اور اُنکا نکاح توڑ دیا جاوے
کہ اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا پس اس حدیث کو عموم سے معلوم ہوا کہ اگر نابالغ لڑکا خود اسلام لاوے
اور یا اُسکے والدین سے کوئی مسلمان ہو جاوے تو اُسکا اسلام صحیح ہوگا اور اُسپر اسلام کا حکم کیا جاویگا اگرچہ بالغ
ہونے تک احکام شرعی کی تکلیف اُس سے موقوف ہے اسیلیے کہ اسلام غالب ہوتا ہے اور اگر اُسکے اسلام کو صحیح
نہ کہا جاوے تو اسلام غالب نہیں ہے گا بلکہ مغلوب ہوگا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ پھر بعد اُسکے امام بخاری نے
اس باب میں بہت حدیثوں کو ذکر کیا اور نابالغ کے اسلام صحیح ہونے کو ثابت کیا پہلی حدیث اُنمیں سے یہ ہے
حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ
ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ
يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ
أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ
فَرَفَضَهٗ وَقَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ
لَكَ خَبِيئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ

اَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ یَّکُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَیْهِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ هُوَ فَلَا خَیْرَ
لَكَ فِیْ قَتْلِهٖ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ ثُمَّ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ اِلَی النَّخْلِ الَّتِیْ فِیْهَا ابْنُ صَیَّادٍ وَّهُوَ یَخْتِلُ اَنْ یَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَیَّادٍ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ
یَّرَاهُ ابْنُ صَیَّادٍ فَرَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فِیْ قَطِیْفَةٍ لَهٗ فِیْهَا رَمْزَةٌ اَوْ زَمْرَةٌ
فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَیَّادٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَیَّادٍ
یَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَیَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَثَارَ ابْنُ صَیَّادٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لَوْ تَرَكَتْهُ بَیَّنَ وَقَالَ شُعَیْبٌ زَمْزَمَةٌ فَرَفَصَهٗ وَقَالَ اِسْحَاقُ الْكَلْبِیُّ وَعُقَیْلٌ رَمْرَمَةٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ
رَمْزَةٌ ترجمہ عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب سے ابن صیاد کیطرف گئے سو انہوں نے
اسکو لڑکوں میں کہیلتے پایا بنی مغالہ (ایک قبیلے کا نام ہے) کے ٹیلے پاس اور ابن صیاد بلوغت کو قریب پہونچا
تہا یعنے ابہی بالغ نہیں ہوا تہا سو اسکو خبر نہوئی یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو اسکی پیٹھ
پر مارا پہر آپ نے ابن صیاد سے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں سو ابن صیاد
نے آپ کی طرف دیکہا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ ان پڑہوں کے رسول ہوں پہر ابن صیاد ١٠٤٥
نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں سو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اسکو چہوڑ دیا اور پہر اسلام کو پیش نکیا یعنے اسکے اسلام سے نا امید ہوئے اور فرمایا کہ میں ایمان لایا
ساتہہ اللہ کے اور اسکے رسول کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ تجہکو کیا نظر آتا ہے کہ تو رسالت کا
دعوی کرتا ہے اسنے کہا کہ میرے پاس سچا بہی آتا ہے اور جہوٹا بہی آتا ہے یا میری خبر کبہی سچی ہی پڑتی ہے
اور کبہی جہوٹ پڑتی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا کام تجہپر غلط ہوگیا یعنے جیسے کہ تیری سچی خبر
جہوٹی خبر سے مخلوط ہوگئی ویسے ہی تیری کہانت رسالت سے مشتبہ ہوگئی ہے کہ در اصل تو کاہن ہے اور شیطان
کے دہوکے سے اپنے آپ کو رسول خیال کرتا ہے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز
چہپائی ہے یعنے تیرے امتحان کے واسطے اپنے دل میں ایک چیز چہپاتا ہوں سو بتلا تو وہ کیا ہے (اور آپ نے
اپنے دل میں سورۂ دخان کو چہپایا تہا) سو ابن صیاد نے کہا کہ وہ دخ ہے یعنے پوری آیت کو نہ بتلا سکا ناقص
لفظ بتلایا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور ہو اے مردود کہ تو اپنے قدر سے ہرگز نہیں بڑہ سکیگا یعنے تو
کاہن ہے کہانت کے درجہ سے بڑہ کر رسالت کو درجہ کو ہرگز نہیں پہونچ سکیگا عمر فاروق رضہ نے عرض کی کہ یا حضرت
مجہکو اجازت دیجیے کہ میں اسکی گردن ماروں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال
ہو تو تجہکو اسپر قابو نہ ملے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اسکے قتل کرنے میں کچہ بہتری نہیں کہ وہ نابالغ ہے اور

اہل مدینہ سے ہی سالم نے کہا کہ مینے ابن عمر رضہ سے سنا کہتے تہے کہ پہر بعد اسکے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابی بن کعب کہجوروں کیطرف گئے جنمین ابن صیاد تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیلہ کرتے تہے کہ ابن صیاد سے
کچھ سنین یعنے درخت کی آڑ مین ہو کر جا تا کہ اس سے کچھ سنین کہ کیا کہتا ہے تا کہ اسکا حال معلوم ہو پہلے اس سے
کہ آپ کو ابن صیاد دیکہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکہا کہ وہ کپڑا اوڑہے لیٹا ہے کچھ غن غن کرتا
ہے کچھ سمجہا نہین جاتا سو ابن صیاد کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہجور کی
ٹہنیوں سے چہپتے تہے۔ ابن صیاد آپ کو نہ دیکھے سو کہا کہ ابن صیاد دیکھ محمد آئے سو ابن صیاد اُٹھ کہڑا ہوا اور
چپ ہو گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اسکو چہوڑ دیتی تو اپنا حال ظاہر کرتا اور اسکا
حال بخوبی معلوم ہو جاتا کہ کیا کہتا ہے **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مدینے کے یہودیوں مین ایک
لڑکا ابن صیاد نام پیدا ہوا تہا اسکے حالات عجیب تہے کاہن اور نجومی تہا اکثر باتین غیب کی جنوں سے ریافت
کرکے لوگوں کو بتلاتا تہا اور پیغمبری کا دعوی کرتا تہا پہر حضرت عمر رض کی خلافت مین مسلمان ہو گیا تہا پہر بعد
اسکے گم ہو گیا تہا کسی کو اسکا حال معلوم نہوا کہ کہاں گیا بعض اصحاب کو گمان تہا کہ شاید یہی دجال موعود ہے
اسواسطے عمر فاروق رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین اسکی گردن کاٹوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم 1047
نے فرمایا کہ اگر یہی حقیقت مین دجال ہے تو تو اسکو نہ مار سکیگا اسواسطے کہ دجال کی موت حضرت عیسے علیہ السلام کے
ہاتہ سے مقدر ہے اور اگر یہ دجال نہین تو اسکی دہوکے سے اسکے مارنے مین کیا فائدہ اور پہلے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کو بہی شبہ تھا کہ شاید یہی دجال موعود ہے لیکن جب تمیم داری نے آپ کو دجال کا حال سنایا
تو آپ کا شبہ رفع ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ یہ دجال موعود نہین کوئی دوسرا فتنہ ہے واللہ اعلم اور غرض اس حدیث سے
یہ ہے کہ نابالغ لڑکے پر اسلام کو پیش کرنا جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد پر اسلام کو پیش کیا تو گواہی
دیتا ہے اسبات کی کہ مین اللہ کا رسول ہوں اور ابن صیاد اسوقت نابالغ تہا جوان نہین ہوا تہا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
وسیاتی الکلام علیہ مستوفی فی کتاب الجہاد انشاء اللہ تعالے **حدثنا** سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ
ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ يَعُودُهُ فَقَعَدَ
عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے کہ ایک یہودی
لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تہا سو وہ بیمار ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی خبر پوچھنے کو آئے
اور اسکے سرہانے بیٹھ گئے سو آپ نے اسکو فرمایا کہ مسلمان ہو جا اور کلمہ پڑھ سو اس لڑکے نے اپنے باپ کیطرف
دیکھا یعنے کیا مین مسلمان ہو جاؤں اور وہ اسکے پاس بیٹھا تہا سو اسکے باپ نے کہا کہ ابو القاسم یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ع اور وہ بڑا ذکی

ع عرض فأشار إليه النبي صلى الله عليه وسلم

کی کیفیت تھی) کا مان سو وہ لڑکا مسلمان ہو گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے نکلے اور فرماتے تھے کہ شکر ہے اللہ کو
جسنے اسکو دوزخ سے بچایا اور نجات دی ف اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ لڑکے نابالغ پر اسلام کو پیش کرنا درست ہے
اور یہ کہ اسکا اسلام صحیح اور معتبر ہے اسلیے کہ اگر اسکا اسلام صحیح نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر اسلام کو پیش نہ کرتے
اور اگر اسکا اسلام قبول نہ ہوتا تو اسکو دوزخ سے نجات دینے کے کوئی معنے نہ تھے پس معلوم ہوا کہ اسکا اسلام صحیح
ہو گیا تھا وفیہ المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک سے خدمت لینی اور اسکی عیادت کرنی جائز ہے اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے سے خدمت لینی جائز ہے اگرچہ وہ لڑکا کسی دوسرے کا ہو حدثنا علی بن عبد اللہ
قال حدثنا سفیان قال قال عبید اللہ سمعت ابن عباس یقول کنت انا وامی من المستضعفین انا من
الولدان وامی من النساء ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مین اور میری ماں بے بس اور کمزور لوگون سے تھے مین لڑکون سے
تھا اور میری ماں عورتون سے تھی ف اس سے بھی معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح اور مقبول ہے کما مر وفیہ المطابقة
للترجمة حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال ابن شهاب یصلی علی کل مولود متوفی وان کان
لغیة من اجل انه ولد علی فطرة الاسلام یدعی ابواه الاسلام او ابوه خاصة وان کانت امه علی
غیر الاسلام اذا استهل صارخا صلی علیه ولا یصلی علی من لا یستهل من اجل انه سقط فان ۱۰۴۷
ابا هریرة کان یحدث قال النبی صلی اللہ علیه وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه
یهودانه او ینصرانه او یمجسانه کما تنتج البهیمة بهیمة جمعاء هل تحسون فیها من جدعاء
ثم یقول ابو هریرة فطرة الله التی فطر الناس علیها الآیة ترجمہ ابن شہاب زہری رح سے روایت ہے
کہ ہر لڑکے مردہ پر نماز پڑھی جاوے اگرچہ وہ کسی عورت گمراہ کا جنا ہو یعنے زانیہ کا لڑکا ہو یا کافرہ کا ہو اس واسطے کہ وہ
اسلام کے طریقے پر پیدا ہوا اور اسکے ماں باپ اسلام کا دعوی کرتے ہین یا فقط اسکا باپ اسلام کا دعوی کرتا ہے
اور اگرچہ اسکی ماں اسلام کے طریقے پر نہو جب پیدا ہو کر چیخ ماری تو اسکا جنازہ پڑھا جاوے یعنے اگرچہ اسیوقت فورًا
مر جاوے اس واسطے کہ چلانا زندگی کی نشانی ہے اور اگر پیدا ہو کر فورًا مر جاوے اور مطلق کچھ آواز نہ کرے اور اسکی
زندگی کی کوئی نشانی ظاہر نہ ہووے تو اسکا جنازہ نہ پڑھا جاوے کہ وہ کچا بچہ گرا ہے (اور اگر بچہ پیدا ہو کر حرکت کرے
یا دودھ پیوے یا چھینک مارے اور پھر مر جاوے تو اسکا جنازہ بھی پڑھا جاوے کہ وہ بھی اسکی زندگی کی نشانی ہے)
اس واسطے کہ ابو ہریرہ رض حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا پیدا نہین ہوتا مگر کہ
اسلام کے طریقے پر پیدا ہوتا ہے اور اسلام کے قبول کرنے کی فطرتی استعداد اوسمین موجود ہے یعنے انسان کی اصل
پیدایش اور فطرت مین اسلام قبول کرنے کا مادہ رکھا گیا ہے جیسا کہ مثلا پتھر کی طبیعت مین نیچے کو جھکنا رکھا گیا ہے
سو اگر اسکو نظر صحیح کرنے کی فرصت ملی اور کوئی مانع پیش نہ آوے تو بیشک اسلام کو قبول کرے اور حق اور باطل مین

فرق کرلیوے) سو اُسکے ماں باپ اُسکو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں یعنے جس دین مذہب پر اُسکے ماں باپ ہوتے ہیں اُسی پر اُسکو کر لیتے ہیں لیکن اسے اُسکی اصل استعداد دور نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ اُسکی طبیعت میں قائم رہتی ہے اور جس وقت مانع دور ہو اُسی وقت پھر ظاہر ہوجاتی ہے) جیسا کہ چارپایہ چارپائی کو پورا اور کامل جنتا ہے کیا تم انمیں کسی کو ناک اور کان کٹا دیکھتے ہو یعنے جب چارپائے کا بچہ پیدا ہوتا تو اُسکے سب اعضا درست ہوتے ہیں سو بعد اُسکے اگر اُسکو کوئی آفت خارج سے نہ پہونچے تو اپنے حال پر رہتا ہے جیسا کہ پیدا ہوا تھا اور اگر کوئی آفت پہونچ جاوے تو اُسکا کوئی عضو ناقص ہوجاتا ہے اسیطرح انسان کی فطرت کا حال ہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو اسلام قبول کرتا ہے اور اگر کوئی مانع بیچ آجاوے تو اُس سے رک جاتا ہے) پھر ابو ہریرہؓ نے یہ آیت پڑہی کہ خدا کے دین کی پیروی کرو بوجہ اسکے تراش کے جسپر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدہا ف مراد ابن شہاب کی اس سے یہ ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ پڑہنا درست ہے اسلیے کہ اُسکے ماں باپ کی اسلام کی وجہ سے اُسپر بھی اسلام کا حکم کیا جاتا ہے کہ وہ اُسکی تابع ہے اور تابع اور متبوع کا ایک حکم ہوتا ہے اور ابن عبد البر نے کہا کسی نے نہیں کہا کہ ولد الزنا کا جنازہ نہ پڑہا جاوے مگر قتادہ نے یعنے سب علماء کے نزدیک ولد الزنا کا جنازہ پڑہنا درست ہے مگر قتادہ کے نزدیک درست نہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح اور مقبول ہے کہ وہ اسلام کے طریقہ پر پیدا ہوا اور اسلام کے قبول کرنے کی فطرتی استعداد اُسمیں ہر وقت موجود ہے بالغ ہونے سے پہلے بھی اور پیچھے بھی ورنہ اُس میں فطرتی استعداد ہونیکے کوئی معنے نہ ہونگے اور یا کہا جاویگا کہ اگر ماں باپ اُسکو دونوں مسلمان ہوں اور یا دونو سے ایک مسلمان ہو تو لڑکا مسلمان کی تابع ہوگا اور اُسپر اسلام کا حکم کیا جاویگا اور اُسکا جنازہ پڑہا جاویگا سو اسطے کہ وہ اسلام کے طریقے پر پیدا ہوا اور جسکا جنازہ درست ہوا اور جسپر اسلام کا حکم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا اسلام صحیح اور معتبر ہے کہ بدون اسلام کے جنازہ درست ہی اور نیز اندرین صورت تابع ہونے کی کوئی معنے نہ ہونگے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ واللہ اعلم

1048 حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا یونس عن الزہری قال اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ان ابا ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ہل تحسون فیہا من جدعاء ثم یقول ابو ہریرۃ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ترجمہ اس حدیث ابو ہریرۃ کا وہی ہے جو اوپر گذرا باب اذا قال المشرک عند الموت لا الہ الا اللہ جب کوئی مشرک موت کے وقت کلمہ پڑہے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو اُسکا کیا حکم ہے ف علما کہتے ہیں کہ اگر غرغرہ اور نزع کے وقت سے پہلے کلمہ پڑہے تو بالاتفاق مقبول ہے اور اگر عین نزع

نزع اور جان قبض کی حالت میں کلمہ پڑھے تو بالاتفاق مقبول نہیں **حدثنا** اسحاق قال اخبرنا یعقوب بن ابراهیم
قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب قال اخبرنا سعید بن المسیب عن ابیه انه اخبره انه لما
حضرت ابا طالب الوفاة جاءه رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجد عنده ابا جهل بن هشام
وعبد الله بن ابی امیة بن المغیرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی طالب ای عم
قل لا اله الا الله کلمة اشهد لك بها عند الله فقال ابو جهل وعبد الله بن ابی امیة یا ابا طالب
اترغب عن ملة عبد المطلب فلم یزل رسول الله صلی الله علیه وسلم یعرضها علیه ویعودان
بتلك المقالة حتی قال ابو طالب اخر ما کلمهم به هو علی ملة عبد المطلب وابی ان یقول
لا اله الا الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما والله لاستغفرن لك ما لم انه عنه
فانزل الله فیه ما کان للنبی الایة ترجمہ مسیب سے روایت ہے کہ جب ابو طالب (حضرت صلی الله علیہ وسلم
کے چچا) کی موت قریب ہوئی یعنے موت کی نشانیاں ظاہر ہوئیں اور مرنے لگا) تو حضرت صلی الله علیہ وسلم اسکے پاس
آئے سو ابو جہل اور عبد الله بن ابی امیہ کو وہاں موجود پایا سو آپنے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا اله الا الله کہہ لے اس
۱۰۴۹ کلمے کو کہ میں خدا کے نزدیک اس کلمے کہو کے سبب سے تیرے واسطے جھگڑونگا یعنے تیرے اسلام کی گواہی دیکر تجھکو
بخشوا دونگا (سو جب حضرت صلی الله علیہ وسلم نے ابی طالب کو یہ فرمایا) تو ابو جہل اور عبد الله بن ابی امیہ نے کہا
کہ اے ابو طالب کیا تو عبد المطلب کے دین کو چھوڑتا ہے سو ہمیشہ حضرت صلی الله علیہ وسلم کلمے کو اسپر پیش کرتے رہے
اور کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور وہ شیطان انکو اسیطرح ورغلاتے رہے اور بار بار یہی بات کہتے تھے کہ کیا تو عبد المطلب
یعنے اپنے باپ کے دین سے پھرتا ہے یہانتک کہ ابو طالب نے آخر کو یہی کہا کہ وہ شخص عبد المطلب کے دین پر ہے تا
ہے اور کلمہ کہنے سے انکار کیا سو حضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو خدا کی قسم میں تیرے واسطے بخشش
مانگے جاونگا جبتک کہ مجھکو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی سو خدا نے یہ آیت اتاری کہ پیغمبر اور ایماندار کو
لائق نہیں کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ انکے قرابتی ہوں بعد اسکے انپر ظاہر ہو چکا کہ مشرک
دوزخی ہیں **ف** ابو طالب حضرت صلی الله علیہ وسلم کے چچا حضرت صلی الله علیہ وسلم پر نہایت فدا رہتے تھے اسواسطے
حضرت صلی الله علیہ وسلم کو انکی مغفرت کی بہت آرزو تھی اسلیے حضرت صلی الله علیہ وسلم ابو طالب کے مرنے کے بعد بھی اسکے
واسطے مغفرت کی دعا مانگتے رہے آخر کو یہ آیت اتری اور مشرکوں کی مغفرت مانگنی منع ہوئی اس سے معلوم ہوا
کہ اگر کوئی مشرک جان نکلنے کے وقت سے پہلے کلمہ پڑھے اور اسلام لاوے تو اسکا اسلام مقبول ہے اسلیے کہ اگر اسکا
اسلام قبول نہوتا تو حضرت صلی الله علیہ وسلم ابو طالب کو مرتے وقت کلمہ پڑھانا نہ فرماتے اور اسلام کی دعوت نکرتے
وفیہ المطابقة للترجمة لیکن یہ اسلام لانا اور لا اله الا الله کہنا اسوقت مقبول ہے جبکہ آدمی ہوش میں ہو اور خوب سمجھ سکتا ہو

اور اگر تعزیہ وغیرہ بے ہوشی کے وقت کلمہ پڑھے تو مقبول نہیں کما مر واللہ اعلم بَابُ الْجَرِيدِ عَلَى الْقَبْرِ درخت
کی چھڑی کے قبر پر رکھنے کا بیان یعنے درخت کی چھڑی کو قبر پر رکھنا یا گاڑنا درست ہے یا نہیں وَأَوْصَى بُرَيْدَةُ
الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَانِ یعنے بریدہ صحابی نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میری قبر پر دو
چھڑیاں رکھی جاویں ف فتح الباری میں فرمایا کہ احتمال ہے کہ بریدہ کی مراد اس سے قبر پر چھڑیوں کا گاڑنا ہو
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں قبر پر دو چھڑیاں گاڑی تھیں اور احتمال ہے کہ مراد اس سے چھڑیوں کا
قبر کے اندر رکھنا ہو واسطے کہ کھجور کی چھڑیوں میں برکت ہے کہ خدا نے اسکو قرآن میں پاک درخت فرمایا لیکن پہلا
احتمال بہت ظاہر ہے کہ بریدہ کی مراد چھڑیوں کا قبر پر گاڑنا ہے قبر کے اندر رکھنا مراد نہیں اسی واسطے امام بخاری
نے دو قبروں کی حدیث کو اخیر باب میں بیان کیا ہے اور شاید کہ بریدہ کے نزدیک دو مردوں کی حدیث عام ہو
ان دونو کے ساتھ خاص نہیں ابن رشید نے کہا کہ امام بخاری کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر پر چھڑیوں کا رکھنا
انہیں دو آدمیوں کے ساتھ خاص تھا جنکی قبر پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چھڑیوں کو رکھا انکے سوا اور کسی کی
قبر پر چھڑی کا گاڑنا درست نہیں اسی واسطے امام بخاری ابن عمر کے قول کو اسکے پیچھے لایا ہے کہ سوائے عمل کے
مردے کو کوئی چیز نفع نہیں دیتی لیکن امام بخاری کے تصرف سے ظاہر یہی بات معلوم ہوتا ہے کہ قبر پر چھڑیوں
کا رکھنا ان دو آدمیوں کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ ہر مردے کی قبر پر چھڑیکا گاڑنا جائز ہے اور ابن عمر رضہ کے اثر کا یہ ۱۰۵۰
جواب ہے کہ قبر پر خیمہ کھڑا کرنے میں کوئی ایسی چیز وارد نہیں ہوئی کہ میت کو اسکا نفع پہونچے بخلاف چھڑیوں کے کہ انکا
قبر پر رکھنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو چکا ہے پس درست ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ
یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے احتمال ہے کہ یہ فعل اسی شخص کے ساتھ خاص ہو جسکو خدا میت کی حال کی اطلاع
کردیوے وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ انْزِعْهُ يَا غُلَامُ فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ و
قال یعنے ابن عمر رض نے عبد الرحمن کی قبر پر خیمہ کھڑا ہوا دیکھا سو کہا کہ اے غلام اسکو دور کر اور اکھاڑ دے کہ صرف
اسکو تو اپنا عمل ہی سایہ کرتا ہے یعنے اپنے عمل کے سوا مردے کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی ف علماء سلف کو اس
مسئلے میں اختلاف ہے عمر رضہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ کھڑا کیا اور عائشہ رضہ سے روایت
ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبد الرحمن کی قبر پر خیمہ کھڑا کیا اور محمد بن حنفیہ نے ابن عباس رضہ کی قبر پر خیمہ کھڑا کیا اور ابراہیم
نخعی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میری قبر پر خیمہ کھڑا نہیں کرنا اور امام احمد نے کہا کہ قبر پر خیمہ کھڑا کرنا مکروہ ہے
اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ اگر خوف ہو کہ کوئی قبر کو کھود ڈالیگا تو دو تین دن تک خیمہ کھڑا کرنا جائز ہے کذا قال
العینی فی شرح البخاری اور مناسبت ان اثروں کی باب سے شاید یوں ہے کہ اسکے ہے کہ قبر پر صفت کہنے سے بعضی قسم
اسکی مستحب ہیں جیسا کہ چھڑیوں کا قبر پر رکھنا ہے اور بعضی بے فائدہ اور لاحاصل ہیں جیسا کہ سایہ کرنا ہے مگر سایہ وغیرہ

کسی غرض صحیح کے واسطے ہو تو درست ہے اور بعضی قسم مباح ہیں جیسا کہ خارجہ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے **وَقَالَ**
خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ وَاَنَّ اَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ
مَظْعُونٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ اور خارجہ بن زید نے کہا کہ میں نے اپنے تائیں دیکھا اور ہم نوجوان تھے حضرت عثمانؓ
کی خلافت میں اور ہم سب میں زیادہ زبردست کودنے میں وہ شخص تھا جو عثمان بن مظعون کی قبر کو کود کر آگے بڑھ
جاوے یعنے انکی قبر بہت بلند تھی ہر کوئی اُسکو نہیں کود سکتا تھا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو زمین سے
اونچا اور بلند کرنا درست ہے پس قبر پر چھڑی کو گاڑنا بھی درست ہوگا کہ زمین سے اونچا ہونے میں وہ دونو مشترک ہیں
وفیہ المطابقۃ للترجمہ اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری کی مراد اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے سوا کوئی چیز میت
کو نفع نہیں دیتی اور قبر کو بلند کرنا اور اُسپر بیٹھنا قبر کو صورۃً مضر نہیں لیکن باعتبار معنے کے مضر ہے کہ لوگ اُسپر بیٹھکر
بے فائدہ کلام کریں **وَقَالَ** عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ اَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَاَجْلَسَنِي عَلٰى قَبْرٍ وَاَخْبَرَنِي عَنْ
عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ اَحْدَثَ عَلَيْهِ یعنے عثمان بن حکیم نے کہا کہ خارجہ نے میرا
ہاتھ پکڑا سو مجھکو قبر پر بٹھایا اور مجھکو اپنے چچا یزید بن ثابت سے خبر دی کہ وہ کہتے تھے کہ قبر پر بیٹھنا صرف اُسی ۱۰۵۱
کو منع ہے جو اُسپر بول و براز کرے اور بیہودہ بات چیت کرے کہ اُس سے میت کو ایذا پہونچتی ہے **ف** یعنے
اگر پیشاب اور پاخانہ کے واسطے قبر پر بیٹھے تو منع ہے اور اگر یہ غرض نہ ہو تو درست ہے اور اس مسئلے میں بھی علماء
کو اختلاف ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ قبر پر بیٹھنا مطلق منع ہے خواہ بول و براز کے واسطے بیٹھے یا یوں ہی بیٹھے
اور امام مالک کہتے ہیں کہ اگر پیشاب اور پاخانے کے واسطے قبر پر بیٹھے تو درست نہیں اور اگر یہ غرض نہ ہو تو درست
ہے اور موافق نقل طحاوی کے امام ابو حنیفہ رح اور محمدؒ اور ابو یوسفؒ کا بھی یہی قول ہے اور جمہور علماء جو قبر پر بیٹھنے کو
مطلق منع کرتے ہیں تو دلیل انکی یہ حدیث ہے جو امام احمدؒ نے عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو قبر پر تکیہ
لگائے دیکھا سو فرمایا کہ قبر والے کو ایذا مت دو سو یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ مراد اُس سے حقیقی بیٹھنا ہے بول و براز
نہیں اور امام مالک اور ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ مراد اُس سے حقیقی بیٹھنا نہیں بلکہ مراد اُس سے پیشاب اور پاخانہ ہے
یعنے قبر پر پیشاب اور پاخانہ نہ بیٹھو ابن حزم نے کہا کہ یہ تاویل مردود ہے اسلیے کہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے صریح
آچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ آدمی کا بیٹھنا انگاری پر کہ اُسکا کپڑا جلا کر کھال کو پہونچے
یہ بہتر ہے اُسکے حق میں قبر پر بیٹھنے سے اور کہا کہ ہم نے کسی کو نہیں پایا کہ وہ پاخانے کے واسطے اپنے کپڑے پر
بیٹھے یعنے اگر پاخانہ بیٹھنا مراد ہوتا تو کپڑا جلانے کے ساتھ تشبیہ دینی کوئی معنے نہ تھے اسلیے کہ اگر پاخانہ کے
وقت کوئی آدمی کپڑے پر نہیں بیٹھتا بلکہ ننگا ہو کر زمین پر بیٹھتا ہے سو وقت کپڑا اُسکے تلے نہیں ہوتا پس

معلوم ہوا کہ مراد اُس سے حقیقی بیٹھنا ہے بول براز مراد نہیں اور ابن بطال نے کہا کہ بول و براز مراد لینا بہت
بعید ہے اسواسطے کہ قبر پر بیٹھنا زیادہ تر قبیح ہے مکروہ ہونے سے مکروہ تو صرف مشہور بیٹھنا ہے یعنے قبر پر پاخانے
بیٹھنا تو حرام کے قریب ہی پھر اسکو مکروہ کہنے کو کوئی معنے نہیں **وَقَالَ** نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلَى
الْقُبُورِ یعنے ابن عمر قبروں پر بیٹھتے تھے **ف** فتح الباری میں فرمایا کہ جو قبر پر بیٹھنے کی باب میں آثار وارد ہوئے ہیں
سو ابن عمر کے قول کا عموم کہ عمل کے سوا کوئی چیز نفع نہیں دیتی اسپر دلالت کرتا ہے کہ جیسا کہ مردے کو سایہ
سے کچھ فائدہ نہیں ویسا ہی قبر پر بیٹھنے سے اُسکو کچھ نقصان واللہ اعلم بالصواب باقی رہا یہ مسئلہ کہ نماز اور روزے
اور تلاوت قرآن وغیرہ عبادات بدنیہ کا ثواب مردے کو پہونچتا ہے یا نہیں سو اسمیں بھی علماء کو اختلاف ہے
امام احمد اور جمہور سلف کا یہ مذہب ہے کہ بدنی عبادتوں کا ثواب بھی مردے کو پہونچتا ہے اور یہی قول ہے بعض
اصحاب ابو حنیفہ رح کا امام احمد سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نماز روزہ وغیرہ نیک عملوں سے کوئی عمل کرے
اور اُس سے آدھا اپنے باپ یا ماں کو پہونچا دے تو اُسکا کیا حکم ہے انہوں نے کہا میں اُمید رکھتا ہوں کہ
اُسکا ثواب میت کو پہونچے گا اور نیز کہا کہ میت کو ہر چیز کا ثواب پہونچتا ہے خواہ صدقہ ہو یا کچھ اور ہو اور نیز کہا
١٠٥٢ کہ تین بار آیۃ الکرسی پڑھ اور تین بار قل ہو اللہ احد پڑھ اور کہو کہ اے الٰہی اسکا ثواب قبروں والوں کو پہونچا دے
اور امام شافعی اور مالک رح کا مشہور قول یہ ہے کہ بدنی عبادتوں کا ثواب مردے کو نہیں پہونچتا انتہے کلام
ابن القیم اور دلائل اسکے ثمار التنکیت میں مذکور ہیں مذکور ہیں مشتاق اسکا مطالعہ کرے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا
يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ
ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا
مَا لَمْ يَيْبَسَا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے کہ انمیں مردوں کو
عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور انکو کسی مشکل کام کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا ان دونوں
ایک تو اپنے پیشاب سے کنارہ نہیں کرتا تھا یعنے پیشاب کے وقت اُسکی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کے
واسطے آمد و رفت کیا کرتا تھا یعنے ایک دوسرے کی چغلی کرکے آپسمیں فساد ڈلواتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی پکڑی سو اُسکو چیر کر دو ٹکڑے کیا پھر ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا سو لوگوں نے عرض کی کہ
یا حضرت آپنے یہ کام کسواسطے کیا فرمایا کہ امید ہے کہ اُنسے عذاب کی تخفیف کیجاوے جبتک کہ وہ خشک ہوں یعنے
اسواسطے کہ جبتک تر رہینگی تو خدا کی تسبیح کرینگی اسکی برکت سے اُنکے عذاب میں تخفیف ہوگی **ف** اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ قبر پر درخت کی چھڑی گاڑنی درست بلکہ مستحب ہے اگر غرض یہ ہے کہ چھڑی تر و تازہ ہو خشک نہو اسلیے کہ وہ حیاتی
کے سبب سے خدا کی تسبیح کہتی ہے اور جبتک وہ خدا کی تسبیح کریگی اسکی برکت سے مردے کو عذاب مین تخفیف ہوگی
اور تسبیح ہمسایہ کی نجات کا سبب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر درخت لگانا درست ہے کہ وہ بھی مردے کی
نجات کا سبب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا حق ہے اور یہ جو فرمایا کہ انکو مشکل کام کے سبب سے عذاب نہین
ہوتا تو اسکا معنے دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ وہ گناہ انکے خیال مین بڑا نہین تہا نہ یہ کہ خدا کے نزدیک بھی
بڑا نہ تہا دوسرا یہ کہ اس گناہ سے بچنا انپر مشکل نہین تہا اسلیے کہ بول اور چغلی سے بچنا مشکل امر نہین جو آدمی سے
نہ ہو سکے بلکہ بہت آسان ہے **بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُوْدِ اَصْحَابِهٖ حَوْلَهٗ** عالم اور
محدث کا قبر کے پاس وعظ کرنا اور اسکے یارون کا اسکے گرد بیٹھ کر وعظ سننا درست بلکہ مستحب ہے کہ اس سے
زندون کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور مردے کو بھی فائدہ ہوتا ہے زندون کو اس سے نصیحت اور عبرت حاصل ہوتی
ہے اور مردے پر رحمت نازل ہوتی ہے بعد اسکے امام بخاری نے قرآن کے بعض لفظون کی تفسیر کی جو وعظ
اور عذاب قبر سے مناسبت رکہتی ہین سو کہا يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ اَلْقُبُوْرِ یعنے نکل پڑین قبرون سے
جیسے ٹڈی **ف** یہ آیت سورہ معارج مین ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس آیت مین اجداث کا معنے قبرین
ہین بُعْثِرَتْ اُثِيْرَتْ یعنے لفظ بعثرت (جو آیت اذا القبور بعثرت مین واقع ہوا ہے) کا معنے اثیرت ہے یعنے ١٠٥٢
جبکہ قبرین تلے اوپر کیجاوینگی اور مردے اوپر ڈالے جاوینگے تو جان لیوی ہر جی جو آگے بہیجا بَعْثَرْتُ حَوْضِيْ جَعَلْتُ
اَسْفَلَهٗ اَعْلَاهُ یعنے مینے اپنے حوض کو اٹھایا اسکے تلے کو اوپر کیا **ف** یہ عرب کا محاورہ ہے جب وے لوگ
اپنے حوض کو تہ بالا کرتے ہین تو اسوقت یہ لفظ بولتے ہین اور یہ شہادت ہے اس بات کی کہ (بعثرت) کا معنے تلے
اوپر کرنیکا ہے اَلْاِيْفَاضُ اَلْاِسْرَاعُ یعنے ایفاض (جو آیت الی نصب یوفضون مین واقع ہوا ہے) کا معنے
اسراع ہے یعنے جلدی کرنا وَقَرَاَ الْاَعْمَشُ اِلٰى نَصْبٍ يُّوْفِضُوْنَ یعنے اعمش نے اس آیت مین نصب کے نون
کو زبر کے ساتھ پڑہا ہے اور اس آیت کا معنے یہ ہے اِلٰى شَيْءٍ مَّنْصُوْبٍ يَّسْتَبِقُوْنَ اِلَيْهِ یعنے نکل پڑینگے
قبرون سے دوڑتے جیسے کہ نشانے پر دوڑتے جاتے ہین کہ کون انمین سے پہلے اس پاس پہنچے وَالنُّصُبُ وَاحِدٌ
یعنے نصب ساتھ پیش نون کے واحد کا صیغہ ہے اور اسکی جمع انصاب ہے اور نصب کہتے ہین اس پتہر کو جو پوجنے کی
واسطے کہڑی کرین وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ یعنے نصب ساتھ زبر نون اور سکون صاد کے مصدر ہے اسکا معنے ہے
کہڑا کرنا يَوْمُ الْخُرُوْجِ مِنَ الْقُبُوْرِ یعنے یوم الخروج جو سورہ ق مین واقع ہوا ہے مراد اس سے نکلنے سی نکلنا
قبرون سے ہی یہ دن ہے نکلنے کا قبرون سے يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ یعنے ینسلون (جو آیت الی ربهم ینسلون مین
واقع ہوا ہے) کا معنے یخرجون ہے یعنے نکلین گے **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ

معلوم ہوا کہ مراد اُس سے حقیقی بیٹھنا ہے بول براز مراد نہیں اور ابن بطال نے کہا کہ بول و براز مراد لینا بہت
بعید ہے اسواسطے کہ قبر پر بیٹھنا زیادہ تر قبیح ہے مکروہ ہونے سے مکروہ تو صرف مشہور بیٹھنا ہے یعنے قبر پر پاخانہ
بیٹھنا تو حرام کے قریب ہی ہے اُسکو مکروہ کہنے کو کوئی معنے نہیں **وَقَالَ** نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلَى
الْقُبُوْرِ یعنے ابن عمر قبروں پر بیٹھتے تھے **ف** فتح الباری میں فرمایا کہ جو قبر پر بیٹھنے کی باب میں آثار وارد ہوئی ہیں
سو ابن عمر کے قول کا مطلب یہ ہے کہ عمل کے سوا کوئی چیز نفع نہیں دیتی اسپر دلالت کرتا ہے کہ جیسا کہ مردی کو سایے
سے کچھ فائدہ نہیں ویسا ہی قبر پر بیٹھنے سے اُسکو کچھ نقصان واللہ اعلم بالصواب باقی رہا یہ مسئلہ کہ نماز اور روزے
اور تلاوت قرآن وغیرہ عبادات بدنیہ کا ثواب مردی کو پہونچتا ہے یا نہیں سو اسمین بھی علماء کو اختلاف ہے
امام احمد اور جمہور سلف کا یہ مذہب ہے کہ بدنی عبادتوں کا ثواب بھی مردے کو پہونچتا ہے اور یہی قول ہے بعض
اصحاب ابو حنیفہ رح کا امام احمد سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نماز روزے وغیرہ نیک عملوں سے کوئی عمل کرے
اور اُس سے آدھا اپنے باپ یا ماں کو پہونچا دے تو اُسکا کیا حکم ہے انہوں نے کہا میں اُمید رکھتا ہوں کہ
اُسکا ثواب میت کو پہونچے گا اور نیز کہا کہ میت کو ہر چیز کا ثواب پہونچتا ہے خواہ صدقہ ہو یا کچھ اور ہو اور نیز کہا
1052 کہ تین بار آیۃ الکرسی پڑھ اور تین بار قل ہو اللہ احد پڑھ اور کہو کہ اے الٰہی اسکا ثواب قبروں والوں کو پہونچا دے
اور امام شافعی اور مالک رح کا مشہور قول یہ ہے کہ بدنی عبادتوں کا ثواب مردے کو نہیں پہونچتا انتہے کلام
ابن القیم اور دلائل اسکے تمام التنکیت میں مذکور ہیں مذکور ہیں مشتاق اسکا مطالعہ کرے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا
يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ
ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا
مَا لَمْ يَيْبَسَا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے کہ ان میں مردوں کو
عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور انکو کسی مشکل کام کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا اُن دونوں
ایک تو اپنے پیشاب سے کنارہ نہیں کرتا تھا یعنے پیشاب کے وقت اُسکی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کے
واسطے آمد و رفت کیا کرتا تھا یعنے ایک دوسرے کی چغلی کرکے آپس میں فساد ڈلواتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی پکڑی سو اُسکو چیر کر دو ٹکڑے کیا پھر ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا سو لوگوں نے عرض کی کہ
یا حضرت آپ نے یہ کام کسواسطے کیا فرمایا کہ امید ہے کہ اُنسے عذاب کی تخفیف کیجاوے جبتک کہ وہ خشک ہوں یعنے
اسواسطے کہ جبتک تر رہیں گی تو خدا کی تسبیح کرینگی اُنکی برکت سے اُنکے عذاب میں تخفیف ہوگی **ف** اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ قبر پر درخت کی چہڑی گاڑنی درست بلکہ مستحب ہے اگر ضرور ہے کہ چہڑی تر و تازہ ہو خشک نہو اسلیے کہ وہ ہیالی کے سبب سے خدا کی تسبیح کہتی ہے اور جبتک وہ خدا کی تسبیح کریگی اسکی برکت سے مردے کو عذاب مین تخفیف ہوگی کہ تسبیح ہمسایہ کی نجات کا سبب ہے اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ قبر پر درخت لگانا درست ہے کہ وہ بہی مردے کی نجات کا سبب ہے، اور یہ بہی معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا حق ہے اور یہ جو فرمایا کہ انکو مشکل کام کے سبب سے عذاب نہین ہوتا تو اسکا معنے دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ وہ گناہ انکے خیال مین بڑا نہین تہا نہ یہ کہ خدا کے نزدیک بہی نہ بڑا تہا دوسرا یہ کہ اُس گناہ سے بچنا اُنپر مشکل نہین تہا اسلیے کہ بول اور چغلی سے بچنا مشکل امر نہین جو آدمی سے نہو سکے بلکہ بہت آسان ہے بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُوْدِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ عالم اور محدث کا قبر کے پاس وعظ کرنا اور اُسکے یارون کا اُسکے گرد بیٹہ کر وعظ سُننا درست بلکہ مستحب ہے کہ اُس سے زندون کو بہی فائدہ ہوتا ہے اور مردے کو بہی فائدہ ہوتا ہے زندون کو اُس سے نصیحت اور عبرت حاصل ہوتی ہے اور مردے پر رحمت نازل ہوتی ہے بعد اُسکے امام بخاری نے قرآن کے بعض لفظون کی تفسیر کی جو وعظ اور عذاب قبر سے مناسبت رکہتی ہین سو کہا یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ الْقُبُوْرِ یعنے نکل پڑینگے قبرون سے جیسے ٹڈی ف یہ آیت سورہ معارج مین ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس آیت مین اجداث کا معنے قبرین
مین بُعْثِرَتْ أُثِيْرَتْ یعنے لفظ بعثرت (جو آیت اذا القبور بعثرت مین واقع ہوا ہے) کا معنے اُثیرت ہے یعنے ۱۰۵۳
جبکہ قبرین تلے اوپر کیجاوینگی اور مردے اوپر لائے جاوینگے تو جان لیویگی ہر جی جو آگے بہیجا بَعْثَرْتُ حَوْضِيْ جَعَلْتُ أَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ یعنے مینے اپنے حوض کو اُٹہایا اُسکے تلے کو اوپر کیا ف یہ عرب کا محاورہ ہے جب وے لوگ اپنے حوض کو تہ بالا کرتے ہین تو اسوقت یہ لفظ بولتے ہین اور یہ شہادت ہے اس بات کی کہ (بعثرت) کا معنے تلے اوپر کرنیکا ہے اَلْإِيْفَاضُ الْإِسْرَاعُ یعنے ایفاض (جو آیت الی نصب یوفضون مین واقع ہوا ہے) کا معنے اسراع ہے یعنے جلدی کرنا وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى نَصْبٍ يُوْفِضُوْنَ یعنے اعمش نے اس آیت مین نصب کے نون کو زبر کے ساتہ پڑہا ہے اور اس آیت کا معنے یہ ہے إِلَى شَيْءٍ مَنْصُوْبٍ يَسْتَبِقُوْنَ إِلَيْهِ یعنے نکل پڑینگے قبرون سے دوڑتے جیسے کہ نشانے پر دوڑتے جاتے ہین کہ کون اُنمین سے پہلے اُس پاس پہنچے وَالنُّصُبُ وَاحِدٌ یعنے نُصُب ساتہ پیش نون کے واحد کا صیغہ ہے اور اسکی جمع انصاب ہے اور نصب کہتے ہین اس پتہر کو جو پوجنے کی واسطے کہڑی کرین وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ یعنے نَصْب ساتہ زبر نون اور سکون صاد کے مصدر ہے اسکا معنے ہے کہڑا کرنا يَوْمُ الْخُرُوْجِ مِنَ الْقُبُوْرِ یعنے یوم الخروج جو سورہ ق مین واقع ہوا ہے مراد اُس سے نکلنے کا دن ہے قبرون سے ہی یہ دن ہے نکلنے کا قبرون سے يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ یعنے ینسلون (جو آیت الی ربہم ینسلون مین واقع ہوا ہے) کا معنے یخرجون ہے یعنے نکلین گے حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ

عن سعد بن عبیدة عن ابی عبد الرحمن عن علیٍ قال کنا فی جنازة فی بقیع الغرقد فاتانا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقعد وقعدنا حولہ ومعہ مخصرة فنکس فجعل ینکت بمخصرتہ ثم
قال ما منکم من احد او ما من نفس منفوسة الا کتب مکانہا من الجنة والنار والا قد
کتبت شقیة او سعیدة فقال الرجل یا رسول اللہ افلا نتکل علی کتابنا وندع العمل فمن
کان منا من اہل السعادة فسیصیر الی عمل اہل السعادة واما من کان منا من اہل
الشقاوة فسیصیر الی عمل اہل الشقاوة قال اما اہل السعادة فییسرون لعمل السعادة
واما اہل الشقاوة فییسرون لعمل الشقاوة ثم قرأ فاما من اعطی واتقی الآیة ترجمہ علی

رضہ سے روایت ہی کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع الغرقد (مدینے کی قبرستان کا نام ہے) مین تھے سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو بیٹھ گئے اور ہم آپکے گرد بیٹھے اور آپکے ساتھ تکیہ لگانے کی لاٹھی تھی سو اپنے
سر نیچے ڈالا یعنے جیسا کسی فکر کے وقت ڈالتے ہین اور اپنی لاٹھی سے زمین کھودنے لگے پھر فرمایا کہ ہم
مین سے ایسا کوئی نہین یا کوئی جی ایسا پیدا نہین ہوا کہ اُسکا مکان بہشت سے اور اُسکا مکان دوزخ سے
لکھ لیا گیا ہے یعنے بہشتی لوگ اور دوزخی لوگ خدا کے نزدیک مقرر ہو چکے ہین یا یون فرمایا مگر کہ لکھا گیا ہے 1054
بدبخت یا نیکبخت سو ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ ہم اپنے لکھے پر کیون نہ اعتماد کرین اور عمل کرنا چھوڑ دیوین
یعنے تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت تہا سو ہو چکا سو جو آدمی ہم مین سے اہل سعادت سے ہوگا
تو آخر کو وہ ضرور اہل سعادت کی عمل کیطرف پھریگا اور جو اہل شقاوت سے ہوگا تو وہ آخر کو ضرور اہل شقاوت
کی عمل کیطرف پھریگا یعنے پس عمل کرنا کچھ ضرور نہین سو لکھا ہے سو ہو ویگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے
جواب فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اسواسطے کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جسکے واسطے وہ پیدا کیا گیا سو جو
لوگ کہ اہل سعادت ہین یعنے نیکبخت ہونگے تو انکو نیک عمل آسان معلوم ہوگا اور جو اہل شقاوت یعنے بدبخت
ہونگے تو انکو بدکام آسان معلوم ہوگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی تائید مین یہ آیت پڑھی
کہ خدا فرماتا ہے سو جسنے خیرات کی اور خدا سے ڈرا اور بہتر دین یعنے اسلام کو سچا جانا تو پھر ہم آسان کر دینگے نیکی
کرنا اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا اور اُسنے نیک دین کو جھوٹا جانا تو پھر ہم آسان کرینگے رستہ
کفر کی سخت راہ ف اصحاب سمجھتے تھے کہ تقدیر کے روبرو عمل بے فائدہ چیز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم غلط سمجھے ہو عمل کرنا تقدیر کے مخالف نہین اسواسطے کہ خدا نے عالم مین چیزون کو پیدا کیا اور ایک
دوسرے سے ربط دیا اور موافق اپنی حکمت کے بعضی چیز کو بعضی چیز کا سبب ٹھیرایا جیسے آنکھ ہے سبب بینائی کا
اور کان ہے سبب شنوائی کا اور زہر سبب ہے موت کا اسیطرح نیک عمل سبب ہے بہشت کا اور بد عمل سبب ہے

دوزخ کا تو معلوم ہوا کہ عمل کرنا تقدیر کے مخالف نہین اسیطرح رزق مقدر ہے اور کسب کرنا اور کمانا اسکا
سبب ہے اور کوئی اسکو مخالف تقدیر کے نہین جانتا غرض کہ مسلمان کو تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے اور
اسمین بحث اور گفتگو کرنا حرام ہے کہ آدمی کی عقل ضعیف ہے تقدیر کا بہید نہین سمجہ سکتی اکثر بہک جاتی ہین
کسی نے علی مرتضے رضہ سے تقدیر کا مسئلہ پوچہا تو فرمایا کہ اندہیری رات کو سمندر مین مت بیٹہ یعنے تقدیر
کی حقیقت کرنا آدمی کا مقدور نہین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس وعظ کرنا اور لوگون کا گرد بیٹہ کر
سننا درست ہے بلکہ مستحب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری مین فرمایا کہ اسباب مین اشارہ ہے طرف
اسکی کہ قبر پر مطلق بیٹہنا منع نہین بلکہ اسمین تفصیل ہے باین طور کہ اگر کسی مصلحت کے واسطے ہو زندے یا مردے
تعلق رکہتی ہو تو درست ہے مکروہ نہین اور اگر اسمین کوئی مصلحت نہو تو مکروہ ہے اور قبر پر بیٹہنے سے جو نہی
آئی ہے تو وہ اس سے اخیر معنے پر محمول ہے **باب مَاجَآءَ فِیْ قَاتِلِ النَّفْسِ** قاتل نفس کے وعید کا
بیان یعنے جو شخص کسی کو ناحق مار ڈالے اُسکے واسطے کیا عذاب ہے ف فتح الباری مین فرمایا کہ اس باب مین
قاتل غیر کا بیان ہے اور حدیث آئندہ مین اپنی جان کے مارنے والے کا بیان ہے پس مطابقت حدیث ١٠٥٥
کی باب سے غیر ظاہر ہے لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ قاتل غیر بہی قاتل نفس کے ساتہ ملحق ہے اسواسطے کہ جب اپنے
آپ کو مارنے والا دوزخ مین عذاب کیا جاویگا باوجودیکہ اُسکا ظلم اپنی جان سے آگے نہین بڑہا تو غیر کو مارنے
والا بطریق اولی دوزخ مین عذاب کیا جاویگا اور امام مالک رضہ سے روایت ہے کہ ناحق خون کرنے والے کی توبہ قبول
نہین پہر فرمایا کہ سنن مین جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جسنے
اپنے آپ کو خود مار ڈالا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جنازہ نہ پڑہا اور شاید کہ امام بخاری نے اپنی
عادت قدیمہ کے موافق اس باب سے اشارہ کر دیا کہ یہ مسئلہ بعضی حدیثون مین آچکا ہے لیکن چونکہ یہ حدیث
اُنکی شرط پر نہین تہی اسواسطے اُسکو نقل نہ کیا واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ
زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّۃٍ غَیْرِ الْاِسْلَامِ
کَاذِبًا مُّتَعَمِّدًا فَھُوَ کَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ بِحَدِیْدَۃٍ عُذِّبَ
بِھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ . . . .

. . . . ترجمہ ثابت بن ضحاک رضہ
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوائے دوسرے دین کی جہوٹی قسم کہاوے
جان بوجہ کر یعنے دل مین یہ نیت ہو کہ مین اُسکو پورا نہین کرونگا تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اُسنے کہا ہے

جو جھوٹی قسم اسطرح کھاوے کہ اگر مینے ایسا ایسا کیا یا کرون تو مین نصرانی ہون یا یہودی ہون یا ہندو تو جیسی اُسنے قسم کھائی ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص کہ قتل کرے اپنی جان کو تیز لوہے سے یعنے چھری وغیرہ سے تو اسکو دوزخ کی آگ مین اُسی لوہے سے عذاب کیا جاویگا ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو مار ڈالنا سخت گناہ ہے کہ آدمی کو اُسکے سبب سے دوزخ مین سخت عذاب کیا جاویگا اسلیے کہ آدمی کی جان اپنے ملک مین نہین بلکہ خدا کے ملک مین ہے بدون اذن مالک کے اُسمین تصرف کرنا جائز نہین وفیہ المطابقة للترجمة لیکن اسپر سب فقہار کا اجماع ہے کہ قاتل نفس کا فر نہین ہوتا اور اسلام سے خارج نہین ہوتا اور جمہور علمار کے نزدیک اُسکا جنازہ بھی درست ہے مگر ابو یوسف کے نزدیک درست نہین اور یہ جو فرمایا کہ جو اسلام کے سوا کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھاوے تو ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اُسنے کہا تو حنیفہ کے نزدیک حدیث تہدید اور مبالغے پر محمول ہے کہتے ہین کہ اس قول سے قسم منعقد ہو جاتی ہے اور کفارہ لازم ہوتا ہے لیکن قسم کھانے والا اس کا فر نہین ہوتا خواہ فعل ماضی کے ساتھ تعلیق کی ہو یا فعل مستقبل کے ساتھ کی ہو اس واسطے کہ کفر یقین اور اعتقاد سے ہوتا ہے اور مقصود قسم سے نفس کا منع کرنا ہوتا ہے نہ اعتقاد اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک کفارہ لازم نہین ہوتا اور سیاتی الکلام علیہ فے الایمان والنذور انشاء اللہ تعالے قَالَ وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا

1056 جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِيْنَاهُ وَمَا نَخَافُ اَنْ يَّكْذِبَ جُنْدُبٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللهُ بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ترجمہ جندب بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے اگلی امتون مین ایک مرد تہا اسکو ایک زخم تہا (سو وہ نہ سہ سکا) سو چھری سے اپنی جان کو قتل کیا سو خدا نے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان دینے مین مجہپر جلدی کی سو مینے اُسپر بہشت کو حرام کیا ف بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم بطریق مبالغے کے وارد ہوا ہے یعنے یہ حدیث زجر پر محمول ہے یا ساتھ قید دخول کے ساتھ مقید ہے یا مشیئت ایزدی کے ساتھ معلق ہے یا یہ حکم اُسکے حق مین ہے جو حلال جانکر اپنی جان کو مارے حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ اپنی جان کو گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو وہ دوزخ مین اسی طرح اپنی جان کو گھونٹے گا اور جو کوئی اپنی جان کو چھری وغیرہ سے مارے تو دوزخ مین بھی اسکو اُسی طرح ماریگا ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے آپ کو خود مار ڈالے تو اسکو دوزخ مین سخت عذاب کیا جاویگا اور وجہ مطابقت ان حدیثون کی پہلے گذر چکی

اور اس حدیث کے ایک طریق میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا سو اس سے معتزلہ وغیرہ دلیل پکڑتے ہیں کہ گنہگار مسلمان ہمیشہ دوزخ میں رہیگی کبھی اس سے باہر نہیں نکلیں گے وہ کہتے ہیں کہ گنہگاروں کا ٹھکانا ہمیشہ دوزخ ہے سو اہل سنت اسکو کئی جواب دیتے ہیں اول یہ ہے کہ یہ زیادتی اس طریق میں وہم ہے اسلیے کہ صحیح طور ثابت ہو چکا ہے کہ اہل توحید اول دوزخ میں عذاب کیے جاوینگے پھر دوزخ سے باہر نکالے جاوینگے اور ہمیشہ نہیں رہیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم اُسکے حق میں ہے جو حلال جان کر اپنی جان کو مارے اسلیے کہ وہ حلال جاننے سے کافر ہو جاتا ہے اور کافر بے شک دوزخ میں ہمیشہ رہینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس حدیث کا حقیقی معنے مراد نہیں بلکہ یہ زجر اور مبالغے پر محمول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جزا اُسکی یہی ہے لیکن اللہ تعالے اپنے فضل سے موحدین کو دوزخ سے نکال لیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ خلود مشیت ایزدی کے ساتھ معلق ہے یعنے ہمیشہ دوزخ میں رہینگے جبتک کہ خدا چاہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہمیشہ رہنے سے مراد طول مکث اور درازی مدت کی ہے یعنے بہت مدت تک دوزخ میں رہینگے حقیقی خلود اور ہمیشگی مراد نہیں **بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَى**
1057 **الْمُنَافِقِيْنَ وَالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِيْنَ** رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ منافقوں کا جنازہ پڑھنا اور مشرکوں کے واسطے بخشش مانگنا مکروہ ہے روایت کیا اس مضمون کو ابن عمر رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ باب القمیص الذی لا یکف میں گذرا **ف** فتح الباری میں فرمایا کہ امام بخاری نے باب کراہۃ الصلوۃ علے المنافقین نہیں کہا بلکہ اُسکے بدلے مایکرہ من الصلوۃ الخ کہا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اسمیں یہی ہے کہ منافقوں کا جنازہ نماز ہونے کی جہت سے منع نہیں بلکہ اس جہت سے منع ہے کہ وہ اسکی مستحق نہیں اسواسطے کہ کبھی عبادت ایک جہت سے طاعت ہوتی ہے اور ایک جہت سے معصیت ہوتی ہے **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ** قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ وَّقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا اُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةٍ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا اِلٰى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُوْنَ وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْاَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ **ترجمہ** عمر فاروق رضہ سے روایت ہے کہ جب

عبد اللہ بن ابی (منافق) مرا تو اسکے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا تاکہ اُسپر نماز پڑہین سو جب حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نماز کو کہڑے ہوئے تو مین آپ کی طرف کو دوڑا اور عرض کی کہ یا حضرتؐ کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑہتے
ہین اور اُسنے فلانے دن ایسا ایسا اور ایسا ایسا کہا اور مینے اُسکی بے ہودہ باتون کو شمار کیا سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ مجہ سے باز رہو اے عمر سو جب مینے بہت بار آپسے یہ عرض کیا تو فرمایا کہ خدا نے
مجہکو منافقون کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے مین اختیار دیا ہے یعنے فرمایا کہ ای پیغمبر تو اُنکے واسطے بخشش
مانگ یا نہ مانگ سو مینے بخشش مانگنا اختیار کیا اور اگر مجہکو معلوم ہوتا کہ اگر مین ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگون
تو اُسکی مغفرت ہو گی تو مین ستر بار سے زیادہ مانگتا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکا جنازہ پڑہا پہر اُس سے پہرے
سو نہ ٹہیرے مگر تہوڑا یعنے کچہ دیر نہ ہوئی تہی کہ سورہ براءۃ کی دو آیتین اترین اور وہ دونو آیتین یہ ہین کہ اے
رسول نماز نہ پڑہ اُنمین سے کسی پر جو مر جاوے کبہی اور نہ کہڑا ہو اُسکی قبر پر وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اُسکے رسول سے
اور مرے ہین بے حکم سو مین ابہی تعجب مین ہون اپنی دلیری سے جو مینے اُسدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کی یعنے بے
دہڑک آپ سے کلام کی اور خدا اور اُسکا رسول خوب جانتا ہے کہ مجہکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کلام کرنی لائق
1058 ہتی یا نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منافقون کا جنازہ پڑہنا اور اُنکے واسطے مغفرت مانگنا منع ہے کہ وہ
مغفرت کے مستحق نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَی الْمَیِّتِ لوگون کو مردے کی تعریف کرنا
جائز ہے **ف** مردے کی تعریف کرنی اُسی وقت جائز ہے جبکہ توجہ اور ندا سے خالی ہو والا درست نہین
بخلاف زندہ کے کہ اُسکی تعریف کرنی بالکل منع ہے کہ اُسمین خود پسندی کا خوف ہے **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ
فَاَثْنَوْا عَلَیْهَا خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْهَا
شَرًّا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا وَجَبَتْ قَالَ هٰذَا اَثْنَیْتُمْ
عَلَیْهِ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی
الْاَرْضِ ترجمہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اصحابؓ ایک جنازے پر گذرے سو اُنہون نے اُسکی تعریف کی
اور اُسکو بہلا کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکے واسطے واجب ہوئی پہر دوسرے جنازے پر گذرے سو اُسکو
برا کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو بہی واجب ہوئی عمر فاروق رضؓ نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ کیا چیز
واجب ہوئی فرمایا کہ اُسکو یعنے پہلے کو تمنے بہلا کہا سو اُسکے واسطے بہشت واجب ہوئی اور اس دوسرے کو تمنے
برا کہا سو اُسکو دوزخ واجب ہوئی تم خدا کے گواہ ہو زمین مین اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ کلمہ تین بار فرمایا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ میت کی تعریف کرنی جائز ہے کہ اصحابؓ نے پہلے مردے کی تعریف کی

اور اسکو بہلا کہا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بہی معلوم ہوا کہ برے آدمیون کو موت کی بعد بد کہنا اور بد یاد کرنا درست
ہی اور جو یہ فرمایا کہ تم خدا کے گواہ ہو زمین مین تو یہ شہادت اصحاب کی ساتہہ خاص نہین بلکہ ہر زمانے اور ہر وقت کی
ایماندار اور صالحین اور پرہیزگار لوگ خدا کے گواہ ہین انکی تعریف کرنے اور بد کہنے پر بڑا دخل ہے
اسواسطے کہ دوسری روایت مین صریح آچکا ہے کہ ایماندار خدا کے گواہ ہین اور دنیادار اور فاسق کی تعریف
اور بد کہنے کا کچہ اعتبار نہین انکی تعریف اور مذمت سی بہشت اور دوزخ واجب نہین ہوتی اور بزار کی کتاب
مین عامر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دیندار مر گیا اور خدا اسکی بدی جانتا
ہی اور لوگ اسکی تعریف کرین تو خدا اپنے فرشتون سے فرماتا ہے کہ مینے اپنے بندون کی گواہی قبول کی اور
اسکے گناہ پوشیدہ و دانستہ معاف کیے مثل مشہور ہے کہ زبان خلق نقارہ خدا اور حاکم نے روایت کی ہے کہ فرشتے مردے
کی بہلائی برائی کے ساتہہ آدمیون کی زبان پر بولتے ہین اور یہ جو کہا کہ بہشت یا دوزخ اسکو واجب ہو چکی ہے تو
مراد اس سے تاکید ثبوت کی ہے یعنے باعتبار وعدہ کریم کے اسکے واسطے بہشت یا دوزخ ثابت ہی ورنہ خدا پر
کوئی چیز واجب نہین اور امام نووی نے کہا کہ جسکو لوگون نے برا کہا تہا وہ منافق تہا **حدثنا** عفان بن
مسلم هو الصفار قال حدثنا داؤد بن ابی الفرات عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابی الاسود قال ۱۰۵۹
قدمت المدینۃ وقد وقع بہا مرض فجلست الی عمر بن الخطاب فمرت بہم جنازۃ فاثنی
علی صاحبہا خیرا فقال عمر وجبت ثم مر باخری فاثنی علی صاحبہا خیرا فقال وجبت ثم
مر بالثالثۃ فاثنی علی صاحبہا شرا فقال وجبت فقال ابو الاسود فقلت وما وجبت یا
امیر المؤمنین قال قلت کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما مسلم شہد لہ اربعۃ بخیر
ادخلہ اللہ الجنۃ فقلنا وثلاثۃ قال وثلاثۃ فقلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسالہ عن الواحد ترجمہ ابو الاسود سے
روایت ہی کہ مین مدینے مین آیا اور وہان بیماری پڑی تہی کہ لوگ اس سے مرتے تہے سو مین عمر فاروق رض پاس بیٹہا
سو انکے پاس ہو کر ایک جنازہ نکلا سو اس مردے کی تعریف کی گئی سو عمر رض نے کہا کہ اسکے واسطے واجب ہوئی پہر
دوسرا جنازہ گذرا سو اسکی بہی تعریف کی گئی سو عمر رض نے فرمایا کہ اسکو واسطے بہی واجب ہوئی پہر تیسرا جنازہ
نکلا سو اسکو برا کہا گیا عمر رض نے کہا کہ اسکو بہی واجب ہوئی ابو الاسود نے کہا کہ مینے پوچہا کہ ای سردار
مسلمانون کے کیا چیز واجب ہوئی عمر رض نے کہا کہ مینے کہا جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے مینے
یہ حکم اپنی طرف سے نہین کیا بلکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ جس مسلمان کی چار مسلمان
نیکی کی گواہی دین خدا اسکو بہشت مین داخل کریگا عمر فاروق رض نے کہا پہر ہمنے کہا اور دو آدمی کی گواہی بہی
بہشت مین لیجاتی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دو کی گواہی بہی بہشت مین لیجاتی ہے عمر فاروق نے

کہا پہر ہمنے ایک شخص کی گواہی کا حال نہ پوچہا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردہ کی تعریف کرنی جائز ہے
وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری مین فرمایا کہ معتبر اسمین گواہی اہل فضل اور صدق کی ہے اور فاسقون کی
گواہی کا کچہ اعتبار نہین اسلیے کہ کبہی وہ اپنے جیسے کی تعریف بہی کرتے ہین اور اسیطرح جو شخص مردیکا دشمن
ہو اسکی گواہی بہی مقبول نہین اسلیے کہ دشمن کی گواہی مقبول نہین پہر فرمایا کہ امام نووی نے کہا کہ بعضے لوگ
اس حدیث کا یہ معنے کرتے ہین کہ جسکو لوگ بہلا کہین اور واقع مین بہی وہ بہلا ہو تو اسکی واسطے بہشت ہی اور اگر
واقع مین بہلا نہو تو اسکے واسطے بہشت نہین پہر فرمایا کہ صحیح یہی بات ہی کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے اور جو
شخص مر جاوے اور خدا لوگون کے دلون مین اسکی تعریف کا الہام کرے تو وہ دلیل ہے اثبات کی
کہ وہ بہشتی ہے خواہ اسکے عمل اچہے ہون یا برے ہون اسواسطے کہ اعمال مشیئت ایزدی کے تلے داخل
ہین اور یہ الہام الہی دلیل ہے واسطے معین ہونے بہشت کی اور ساتہہ اسکی ظاہر ہوگا فائدہ تعریف کا اور یہ
حکم بہشت کا نیکی کی جانب مین ظاہر ہے کہ لوگ جسکی تعریف کرین وہ اہل بہشت سے ہے خواہ اسکی اعمال اچہے ہون
خواہ نہون اور بدی کی جانب مین بہی یہ حکم ظاہر ہے کہ جسکو لوگ برا کہین وہ دوزخی ہے لیکن یہ حکم اسی شخص
کی حق مین ہے جسکی برائیان نیکیون سے زیادہ ہون مگر یہ گواہی صرف اسی شخص کی معتبر ہے جو مردیکے حال سے
واقف ہو اور اسکے حال کو خوب جانتا پہچانتا ہو اسواسطے کہ بدون معرفت کی کوئی گواہی نہین دے سکتا اور امام ۱۰۶۱
احمد اور حاکم وغیرہ نے انس رض سے روایت کی ہے کہ جس مردیکے چار ہمسائے پاس والے تعریف کرین کہ ہمکو نیکی
کی سوا اسکا کچہ حال معلوم نہین تو خدا فرماتا ہے کہ مینے انکی گواہی قبول کی اور اسکو بخش دیا اس سے معلوم ہوا کہ
گواہی اس شخص کی معتبر ہے جو مردے کے حال سے واقف ہو نا واقف کی گواہی معتبر نہین اور اس حدیث سے یہ بہی
معلوم ہوا کہ حاجت کی وقت مردیکی بہلائی برائی بیان کرنا جائز ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین اور یہ بہی معلوم
ہوا کہ گواہی مقبول ہے اور ادنے درجہ اسکا دو گواہ ہین اس سے کم کافی نہین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بدون طلب کے
گواہی دینی جائز ہے اور یہ کہ اعتبار ظاہر حال کا ہے باطن کا نہین اور یہ کہ اس امت کو بڑی فضیلت ہے

باب مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ ان حدیثون کا بیان جو قبر کے عذاب کی ثبوت مین وارد ہوئی ہین **ف**
جاننا چاہیے کہ سب مسلمانونکا اتفاق ہے اسپر کہ قبر کا عذاب اور منکر نکیر کا سوال حق اور سچ ہے اور اسکی ساتہہ ایمان
لانا واجب ہے اور حدیثین اس باب مین متواتر آچکی ہین جنکی گنتی ستر کو پہونچ گئی ہے کہ ابیات التثبیت وغیرہ
مین مذکور ہے اور اسیطرح اس باب مین آیتین بہی بہت آچکی ہین چنانچہ ازان جملہ بعض کا ذکر آیندہ آویگا اور
سلف صالحین صحابہ اور تابعین سے کسی کو اس مسئلے مین اختلاف نہین بلکہ سب متفق ہین اس بات پر کہ قبر مین مردے
کو کسی قسم زندگی دیجاتی ہے جسکی ساتہہ وہ لذت پاوے یا رنج اور تہاوے لیکن انکو اسمین توقف ہی کہ مردے کو یہ زندگی

اعادی روح کے سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ روح کو اسمین پھر ڈالا جاتا ہے یا کسی اور طرح سے حاصل ہوتی ہے
جمہور علما کہتے ہین کہ یہ زندگی مردے کو اعادی روح کے سبب سے حاصل ہوتی ہے یعنی روح کو اسمین پھر ڈالا
جاتا ہے علامہ ابن قیم نے فرمایا کہ حدیثون سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ منکر نکیر کے سوال کے وقت روح کو بدن
مین پھر ڈالا جاتا ہے لیکن روح کے پھر ڈالنے سے حیاتی معہودہ یعنی زندگی دنیاوی حاصل نہین ہوتی کہ اس سے
روح بدن کے ساتھہ قائم ہوکر اُسکا مدبر بنے اور کہانے پینے وغیرہ حاجات بشری کا محتاج ہو بلکہ وہ ایک دوسری
قسم کی حیاتی ہے جو دنیاوی زندگی کے مخالف ہے وہ زندگی صرف اسیقدر حاصل ہوتی ہے کہ اُس امتحان
حاصل ہو جاوے اور جیسے کہ سونیوالے کی زندگی جاگنے والی کی زندگی کے لئے ہے کہ سونا موت کا بھائی ہے
اور سونے والے سے اطلاق اسم حیات کی نفی نہین ہوسکتی اسیطرح دوبارہ روح ڈالنے کیوقت مردے کی
زندگی بھی زندے کی حیاتی کے غیر ہے اور ایک دوسرے کی مخالف ہے اور وہ ایک قسم کی زندگی ہے کہ اُس سے
اطلاق اسم موت کی نفی نہین ہوسکتی بلکہ وہ ایک امر متوسط اور درمیانہ ہے درمیان جینے اور مرنے کے جیسا کہ
سونا بیچ جینے اور مرنے کے درمیان واقع ہوا ہے اور حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ زندگی مستقل ہے جیسا کہ
ہر شخص دنیا مین رکھتا تھا بلکہ اُس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مردے کو ایک قسم کی حیاتی حاصل ہوتی ہے اور زندگی ۱۰۶۱
کو بدن کے ساتھہ کسی قسم کا تعلق حاصل ہو جاتا ہے اور وہ زندگی بدن کے ساتھہ ہمیشہ متعلق رہتی ہے اگرچہ
بدن مٹی مین گل جاوے اور پارہ پارہ ہو جاوے اور نیز ابن قیم نے کہا کہ قبر کا عذاب دائمی عذاب ہے جو ہمیشہ رہنے والا
ہے اور وہ عذاب کفار اور بعض گنہگارون کے ساتھہ خاص ہے اور دوسرا عذاب منقطع ہونیوالا ہے اور وہ
عذاب اُنکے واسطے ہے جنکے گناہ تھوڑے ہون کہ وہ اپنے گناہون کے موافق قبر مین عذاب بھگت کر اُس سے نجات
پاوینگے اور کبھی دعا اور صدقے وغیرہ سے بھی عذاب بند ہو جاتا ہے اور مراد عذاب قبر سے برزخ کا عذاب ہے جو
دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے اور اضافت عذاب کی طرف قبر کی واسطے غلبے کے ہے کہ اکثر لوگ قبرون مین
دفن کیے جاتے ہین ورنہ اللہ تعالے جسکو عذاب کرنا چاہے اُسکو ہر طور عذاب کرسکتا ہے اگرچہ وہ پانی مین غرق
ہو گیا ہو یا آگ مین جلکر راکھہ ہو گیا ہو اور یا جانورون کے شکمون تحلیل ہو گیا ہو اسواسطے کہ خدا تعالے اُن جزون کو
جانتا ہے اور انپر قادر ہے کوئی چیز اُسکے علم و قدرت سے باہر نہین نکل سکتی اگر چاہے تو اُسی جز کو جان بخشے
اور عذاب کرے اور نعمت دیوے لیکن بعضے خارجی اور معتزلے عذاب قبر سے مطلق انکار کرتے ہین اور اسیطرح
بعضے ملحدین اور زندیق فلسفی بھی اس سے انکار کرتے ہین کہتے ہین کہ اگر قبر کو کھود کر دیکھا جاوے تو مردے پر
عذاب کی کوئی نشانی معلوم نہین ہوتی اور فرشتون کا مارنا اور سانپ بچھو کا کاٹنا کچھ نظر نہین آتا بلکہ مردہ
بدستور اپنے سابق حال پر ہوتا ہے اور حس و حرکت اسمین کچھہ معلوم نہین ہوتی اور اسیطرح قبر کا تنگ ہونا اور

مدبصر تنگ فراخ ہونا بہی کچہ معلوم نہین ہوتا سو جواب اسکا یہ ہے کہ ایماندار کو واجب ہے کہ اُنکی ساتہہ ایمان لاوی
اور بدون دیکہے فرشتون اور سانپ وغیرہ کا ہونا اور مردے کو کاٹنا مان جاوے اور یقین کر لیوی کہ یہ سب
چیزین حق ہین اور واقع مین موجود ہین محض خیال و مثال نہین اور ہمارا اُنکو نہ دیکہنا اُنکے وجود کی نفی نہین
کر سکتا اسواسطے کہ عالم ملکوت کو آدمی سر کی آنکہون سے نہین دیکہ سکتا بلکہ اُسکے واسطے دوسری آنکہین
ہین جو اس عالم سے تعلق رکہتی ہین کیا تجہکو معلوم نہین کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس
آتے تہے اور آپسے بات چیت کرتے تہے اور خدا کا پیغام پہونچاتے تہے اور اصحاب اُنکی ساتہہ ایمان لاتے تہی
اور جبرئیل کا آنا مان جاتے تہے حالانکہ انکو کچہ بہی نظر نہین آتا تہا نہ جبرئیل کو دیکہتے تہے اور نہ اُسکی آواز سُنتے
تہے اور نیز اگر قبر کے سانپ وغیرہ سے انکار کیا جاوے تو اُس سے لازم آتا ہے کہ ملائکہ اور شیاطین کے وجود
بہی انکار کیا جاوے اور جیسے کہ فرشتے آدمیون کے مشابہ نہین ویسے ہی سانپ اور بچہو جو مردے کو کاٹتے
ہین وہ بہی اس جہان کے سانپ بچہو کی جنس سے نہین بلکہ دوسری جنس سے ہین جو دوسری آنکہون سے نظر آتی
ہین اور یہ امر خدا کی قدرت کے آگے محال نہین بلکہ ممکن ہے بعد عادت مین بہی اُسکی نظیر موجود ہے اور وہ سونے والا
١٠٦٢ ہی کہ وہ اپنی خواب مین لذت پاتا ہے اور رنج اوٹہاتا ہے اور اُسکو خواب مین سانپ کاٹتا ہے اور وہ فریاد
کرتا ہے اور جو آدمی اُسکے پاس جاگتا ہے اُسکو کچہ بہی نظر نہین آتا اور کچہ بہی معلوم نہین ہوتا بلکہ اُسکو بدستور اپنے حال پر
سویا دیکہتا ہے بلکہ بعض اوقات جاگتا آدمی بہی کسی چیز کو سُنکر اپنے دل مین لذت پاتا ہے اور اپنے دلمین کسی چیز
کی فکر کرنے سے رنج پاتا ہے حالانکہ اُسکے پاس بیٹہنے والے کو کچہ بہی معلوم نہین ہوتا پس اسی طرح قبر کے عذاب اور سانپ
وغیرہ کو سمجہنا چاہیے کہ زندہ آدمی کو اُنکے حال سے کچہ خبر نہین ہوتی اس سے اُنکے وجود کی نفی لازم نہین آتی اور
ظاہر یہ بات ہے کہ خدا نے اُنکی آنکہون کو اُسکے مشاہدے سے پہیر دیا اور اُسکو اُنسے پوشیدہ کر دیا ہے تاکہ لوگ دفن کرنے سے
باز نہ رہین اور اسیطرح جو شخص کہ خدا کو قادر جانتا ہے اور اُسکو زندہ کرنیوالا مانتا ہے تو وہ لحد اور صندوق کے فراخ
ہو جانے کو ہرگز بعید نہین کہہ سکتا اور مردے کے بعض اجزا یا کل اجزا مین زندگی پیدا کرنے کو مشکل نہین جانتا اور بعض
معتزلہ کہتے ہین کہ قبر کا عذاب کافرون کے ساتہہ خاص ہے یہ قول جہالت کا ہے لیکن بعضی حدیثین صریح ہین اُنکے
رد مین اور ترمذی مین حضرت علی رض سے روایت ہی کہ ہمکو قبر کے عذاب مین ہمیشہ شک رہتا تہا یہانتک کہ یہ
سورۃ نازل ہوئی اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ اور ابن حبان رح نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے آیت فان لہ معیشۃ ضنکا کی تفسیر مین فرمایا کہ مراد معیشت ضنکا سے قبر کا عذاب ہے وَقَوْلُ اللّٰهِ تعالیٰ
وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ
عَذَابَ الْهُوْنِ یعنے اِن آیتون کی تفسیر کا بیان خدا نے فرمایا کہ اگر کبہی تو دیکہے جسوقت ظالم ہین موت کی بیہوشی مین

اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہین کہ نکالو اپنی جان کو آج تمکو جزا ملیگی ذلت کی مار اور عذاب خواری کا **ف** ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ یہ عذاب موت کے وقت ہوتا ہے دفن کرنیسے پہلے اور یہ عذاب اگرچہ دفن کرنیسے پہلے ہے لیکن یہ متعلق اُس
عذاب کے ہے جو قیامت سے پہلے واقع ہوتا ہے پس یہ دلیل ہے واسطے عذاب قبر کے کہ وہ بھی قیامت سے پہلے واقع
ہوتا ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور امام بخاری نے اس آیت کو اسواسطے مقدم کیا کہ تنبیہ کرے اس بات پر کہ
قبر کا عذاب قرآن سے ثابت ہے **قال** اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَلْهُوْنُ هُوَ الْهَوَانُ وَالْهَوْنُ الرِّفْقُ یعنی امام
بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ ہون پیش ہا کے ساتھ ہوان کو کہتے ہین جسکا معنے خواری ہے اور ہون
زبر ہا کے ساتھ جو آیت یمشون علی الارض ہونا مین واقع ہوا ہے رفق کو کہتے ہین جسکا معنے نرمی کرنا ہے **ف**
قوله تعالیٰ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ یعنے خدا نے فرمایا کہ ہم انکو عذاب کرینگے دو بار پھر
پھیر دینگے انکو طرف بڑے عذاب کی **ف** طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ مراد دو بار عذاب کرنے
سے ایک دنیا کا عذاب ہے یعنے قتل اور حبس وغیرہ اور دوسرا قبر کا عذاب ہے پس اس آیت سے قبر کا عذاب ثابت ہوا وفیہ
المطابقة للترجمة **وقوله** وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا
وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ یعنے خدا نے فرمایا کہ اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر
بری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکھاتے ہین انکو صبح اور شام اور جسدن اُٹھیگی قیامت کہا جاویگا کہ داخل کرو فرعون
کی قوم کو سخت سے سخت عذاب مین **ف** قرطبی نے کہا کہ جمہور علما اسپر ہین کہ انکو آگ کے سامنے کرنا برزخ مین واقع
ہوتا ہے کہ مراد اُس سے قبر ہے اس دلیل سے کہ وہ قیامت کے عذاب کے مقابلے مین واقع ہوا ہے سو ضرور ہے کہ وہ
عذاب قیامت سے پہلے ہو برزخ اور قبر کے سوا اور کوئی جگہ نہین پس اس آیت سے قبر کا عذاب ثابت ہوا وبہ المطابقة للترجمة
اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کے مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے فنا نہین ہوتی ہے اسواسطے کہ اگر روح باقی
نہ ہوتی تو آگ کے سامنے کرنیکے کوئی معنے نہ تھے اور یہی قول ہے تمام اہل سنت کا امام ابن قیم نے کتاب الروح
مین فرمایا کہ بدن مین مرنے کے ساتھ روح بھی مرتی ہے یا نہین اسمین دو قول ہین صواب یہ ہے کہ روح بدن کے ساتھ نہین
مرتی اور فنا نہین ہوتی بلکہ بالاجماع زندہ اور باقی رہتا ہے عذاب مین یا نعمت مین اور قیامت تک یہی صورت
ہوگی اور روحین فنا نہین ہونگے اور آیت کل من علیہا فان سے مخصوص ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس اور روح ایک
چیز ہے اور اس مسئلے مین کئی قول ہین وسیأتی الاشارة الیٰ شیٔ منہا **حدثنا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِذَآ اُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهٖ اُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ
قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ترجمہ براء رض سے روایت ہے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایماندار قبر میں بٹھایا جاتا ہے اُس حال میں کہ اُسکے پاس فرشتے آتے ہیں پھر گواہی دیوے کہ خدا کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے پس یہی گواہی مراد ہے اس آیت میں کہ مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بعد انقطاع زندگی کے کہ وہ قبر کا وقت ہے اور آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا حق ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبۃ بھذا وزاد یثبت اللہ الذین اٰمنوا نزلت فی عذاب القبر ترجمہ اسکا وہی جو اوپر گذرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ یہ آیت قبر کے عذاب میں نازل ہوئی **ف** کرمانی نے کہا کہ اس آیت میں عذاب قبر کا ذکر نہیں مگر شاید کہ آدمی کے حال کو جو قبر میں ہوتا ہے عذاب قبر کہا گیا واسطے غلبہ دینے فتنے کافر کے اوپر فتنے مؤمن کے اور نیز قبر خوف اور وحشت کی جگہ ہے اور نیز فرشتوں سے اکثر خوف آتا ہے سو اسواسطے اسکا نام عذاب قبر رکھا گیا معلوم ہوا کہ ایماندار قبر کے عذاب سے محفوظ ہے اور اُسکے حال کو عذاب قبر کہنا باعتبار تغلیب کے ہی یا بوجہ خوف اور وحشت کی **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا

ابی عن صالح قال حدثنی نافع ان ابن عمر اخبرہ قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ۱۰۶۴
اھل القلیب فقال وجدتم ما وعد ربکم حقا فقیل لہ تدعوا امواتا قال ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کوئیں والوں پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ بھلا تم نے سچ پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا سو کسی نے آپ کو کہا کہ کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں فرمایا کہ تم اُنسے زیادہ نہیں سنتے ہو یعنے وے لوگ بھی تمہاری طرح سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے تا کہ وہ لذت اٹھاوے یا عذاب اٹھاوے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئیں والوں سے کلام کیا اور اُنکو خدا کا وعدہ یاد دلایا معلوم ہوا کہ مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ بھلا تم نے سچ پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** عبد اللہ بن محمد قال حدثنا سفیان عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت انما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھم لیعلمون الان ان ما کنت اقول لھم حق وقد قال اللہ انک لا تسمع الموتی ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف یہ فرمایا کہ بیشک مقرر بدر والوں کو معلوم ہوا کہ جو چیز میں اُنکو کہتا تھا وہ حق ہے اور خدا نے فرمایا کہ تو مردوں کو نہیں سناتا **ف** اس حدیث اور ابن عمر کی حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ مردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اسلیے کہ جب بدر کے کوئیں والے مردوں نے اپنے کان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام اور جھڑک سنی اور سمجھ جان لیا تو باقی حواس سے عذاب قبر کا رنج اوٹھانا

بہت پسند ہی کہڑے ہونے سے انکے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث علی رضہ کے جو اوپر گذری اور بعضے کہتے
ہیں کہ جنازہ کے واسطے کہڑا ہونا مستحب ہے اور حدیث علی رضہ کی دلیل ہے اوپر کہڑے ہونیکا حکم استحباب پر محمول
ہی نہ وجوب پر اور باوجود اس تطبیق کے دعوی نسخ جائز نہیں اور یہی ہے قول ابن حزم ظاہری کا اور امام نووی نے کہا
کہ یہی قول مختار ہے اور جب تک تطبیق ممکن ہو دعوی نسخ جائز نہیں اور ظاہر مذہب امام بخاری کا بھی یہی معلوم
ہوتا ہے اور بعضے شافعیہ کہتے ہیں کہ جنازہ کے واسطے کہڑے ہونا مکروہ ہے اور ابن حبیب اور ابن ماجشون
مالکی کہتے ہیں کہ علی رضہ کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے یعنے اگر جنازہ کے واسطے کہڑا ہووے تو ثواب ہی اور اگر بیٹھا
رہی تو جائز ہے مگر ثواب نہیں یہ قول بھی ثانی قول کے موافق ہے **بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ**
جنازہ کو فقط مرد اوٹھاویں عورتیں نہ اوٹھاویں کہ انکو منع ہے **ف** عورتون کو جنازہ اٹھانا اسواسطے منع ہے کہ انہیں
صبر کم ہے اور نیز اسمین انکے ستر کہل جانیکا خوف ہی کہ جنازہ کو جلد لیجانیکا حکم ہے کما سیاتی اور نیز اس سے
مردون کی ساتھ اختلاط لازم آتا ہے اور وہ باعث فتنے کا ہے امام نووی نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ اس مسئلے
پر سب علماء کا اتفاق ہی کسی کو اسمین اختلاف نہیں یعنے عورتون کو جنازہ اوٹھانا منع ہے فقط مرد ہی اسکو اوٹھاوین
1005 **حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ**
الْخُدْرِيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ
فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ
صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ لَصَعِقَ ترجمہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ چارپائی پر رکہا جاتا ہے یعنی بعد غسل اور کفن کے اور اسکو لوگ اپنے مونڈہون پر اٹھاتے
ہین تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہی مجھکو آگے لیچلو اور اگر نیک نہین ہوتی تو کہتی ہی وائی خرابی تم کدہر اسکو
لیجاتے ہو ہر چیز اسکی آواز سنتی ہی سوائے آدمی کے اور اگر آدمی اسکو سنے تو چیخ مارے اور غش کہا کر بیہوش
ہو جاوے **ف** مسئلہ باب کا اس حدیث سے صریحا معلوم نہین ہوتا ہے لیکن شاید امام بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے
موافق اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو ابو یعلی نے انس رضہ سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ساتھ ایک جنازہ مین نکلے سو آپنے عورتون کو دیکہا فرمایا کہ کیا تم اسکو اوٹھاؤگی انہون نے عرض کی کہ نہین
پہر فرمایا کہ کیا تم اسکو دفن کروگی انہون نے عرض کی کہ نہین فرمایا کہ پہر جاؤ کہ تمکو ثواب نہین ہے اور یہ حدیث صریح
ہی اسمین کہ عورتون کو جنازہ اوٹھانا منع ہے لیکن شاید یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہین اسواسطے اسکو نقل نہین کیا
واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہی مجھکو آگے لے چلو اور اگر نیک نہین ہوتی تو کہتی ہے مجھکو
کہان لیجاتے ہو تو یہ اسواسطے ہی کہ نیک آدمی کو ثواب معلوم اور ظاہر ہوتا ہے تو اسکی طرف مشتاق ہوتا ہے

اور بد آدمی قبر کے عذاب سے گھبراتا ہے **بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ** جنازے کو جلد لے جانے کا بیان **ف** یعنے
جب لوگ جنازے کو اٹھاویں تو مستحب ہے کہ اسکو جلدی لے جاویں **ف** سب علما کا اتفاق ہے لیکن مراد جلد چلنے سے
روزمرہ کی معمولی عادت سے زیادہ چلنا ہے دوڑنا مراد نہیں کہ اس سے اٹھانے والوں کو تکلیف ہو یا مردے کے
واسطے کوئی مفسدہ پیدا ہو کہ ایسا دوڑنا مکروہ ہے اور وہ جو بعض لوگوں سے مروی ہے کہ جنازے کو جلد لیجانا
مکروہ ہے تو اس سے بھی دوڑنا مراد ہے عادی چال سے زیادہ چلنا مراد نہیں کہ اسمیں کسی کو اختلاف
نہیں کما مر اور ابن حزم نے کہا کہ جنازے کو جلد لیجانا واجب ہے **وَقَالَ** أَنَسٌ أَنْتُمْ مُشَيِّعُونَ فَامْشُوا بَيْنَ
يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا یعنے انس نے کہا کہ تم جنازے کے ساتھ چلنے والے ہو سو چلو
اسکے آگے اور اسکے پیچھے اور اسکے داہنے اور اسکے بائیں یعنے چلنے کے واسطے جنازے کی کوئی طرف خاص
لازم نہیں خواہ آگے چلے خواہ پیچھے چلے خواہ داہنے چلے خواہ بائیں چلے ہر طور سے جائز ہے **ف** جلدی چلنا
غالبا اسیوقت ہوتا ہے جبکہ کسی خاص طرف کو لازم نہ پکڑے اور پس و پیش وغیرہ میں پھرنا بھی اسیوقت ہوتا ہے
جبکہ جلدی کرے اور لپٹ کر چلے تو جلدی چلنا اور کسی خاص طرف کو لازم نہ کرنا اکثر اوقات ایک جگہ متفق ہوتے
ہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **وَقَالَ** غَيْرُهُ قَرِيبًا مِنْهَا اور کسی اور نے کہا کہ جنازے کے پاس پاس چلو **ف** غرض
پاس پاس چلنے سے یہ ہے کہ اٹھانے والوں کو مدد دیوے اور مدد دینا غالبا اسی وقت ہوتا ہے جبکہ جلدی چلنا مقصود ہو ۱۰۰۶
تو یہ دونو اکثر اوقات آپسمیں جمع ہوتے ہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا وَإِنْ تَكُ سِوَى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ
عَنْ رِقَابِكُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلد لیجایا کرو جنازے کو سو واسطے کہ اگر
مردہ نیک ہے تو اسکو تم نے بہتری سے نزدیک کردیا یعنے جلدی قبر میں پہنچکر ثواب پاویگا اور اگر مردہ نیک نہیں
تو تمنے اپنی گردنوں سے شر کو اتارا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن اور دفن میں جلدی کرنی مستحب ہے وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ لیکن یہ بعد اسکے ہے جبکہ اسکا مرجانا ثابت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بدوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے
بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُونِي مردے کا چارپائی پر یہ کہنا کہ مجھکو آگے لیچلو **ف** یعنے جائز ہے
کہ خدائے تعالے مردے کو بدوں اعادہ روح کے بولنے اور کلام کرنے کی قوت دے اور جب چاہے اس سے کلام کراوے اسکے
واسطے میت میں دوبارہ روح ڈالنے کی کوئی حاجت نہیں اور ابن بطال نے کہا کہ یہ کلام روح کی ہے جسم کی نہیں اور
یہی بات زیادہ صحیح ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسوقت روح کو اعادہ کیا جاتا ہے لیکن یہ امر کتاب اور سنت سے ثابت
نہیں اور اس باب کو پہلے باب سے یہ مناسبت ہے کہ یہ جلدی چلنے کو سبب پر مشتمل ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

یوسف قال حدثنا اللیث قال حدثنا سعید عن ابیہ انہ سمع ابا سعید الخدری قال کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا وضعت الجنازۃ فاحتملھا الرجال علی اعناقھم فان
کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت لاھلھا یا ویلھا این تذھبون
بھا یسمع صوتھا کل شیء الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق **ترجمہ** ابو سعید خدری رض سے روایت
ہی کہ جب جنازہ چارپائی پر رکہا جاوی اور لوگ اسکو مونڈہوں پر اٹھا دین تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے
مجھکو آگے لیچلو اور اگر نیک نہین ہوتی تو کہتی ہے ای خرابی تم مجھکو کہان لیے جاتے ہو ہر چیز اسکی آواز سنتی
ہے سوای آدمی کے اور اگر آدمی اسکو سنے تو چیخ ماری اور غش مین بے ہوش ہو جاوے **ف** ظاہر اس حدیث
سی معلوم ہوتا ہے کہ مردی کا یہ کہنا زبان قال سے ہے زبان حال سے نہین یعنے مردہ حقیقۃ زبان سی کلام کرتا ہی
یہ نہین کہ اسکا حال اسپر دلالت کری اور مردہ خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہو دونو کی آواز سے غش آجاتا ہے کافر
کی آواز سے تو اسواسطے کہ اسکی آواز نہایت خوفناک ہوتی ہے اور مسلمان کی آواز اسواسطے کہ اسکی آواز عادی آواز
کے مخالف ہوتی ہے کبہی سنی ہوئی نہین ہوتی ہے اور قبر کے سوال کی حدیث مین آیا ہے کہ فرشتہ مردی کو گرز
مارتا ہے کہ اس سختی سے وہ چیخ مارتا ہے ہر چیز اسکی آواز سنتی ہی مگر آدمی اور جن نہین سنتے ہین سو اس حدیث مین جن
1007 اور آدمی دونو مستثنے ہین اور پہلی حدیث مین فقط انسان مستثنے ہی حالانکہ جامع دونو کے درمیان میت ہی سو
جواب اسکا یہ ہی کہ میت کی کلام سے صرف آدمی ہی بے ہوش ہوتا ہے کہ اسنے ایسی کلام آگے کبہی سنی ہوئی نہین
ہوتی ہے بخلاف جنون کے کہ انہون نے ایسی کلام غیر مالوف آگے بھی سنی ہوتی ہے اور جو چیخ کہ آدمی قبر مین
مارتا ہے وہ کبہی کسی نے سنی نہین ہوتی نہ انسان نے اور نہ جنون نے کہ اسکا سبب عذاب خدا کا ہے پس اسمین جن
اور آدمی شریک ہین **باب** من صف صفین او ثلاثۃ علی الجنازۃ خلف الامام جنازی کی نماز مین
امام کے پیچہی دو یا تین صفین باندہنے کا بیان یعنے جنازی کی نماز مین لوگ امام کے پیچہے دو صفین باندہین
یا تین صفین باندہین اس سے زیادہ نہ باندہین حدثنا مسدد عن ابی عوانۃ عن قتادۃ عن عطاء
عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی النجاشی فکنت فی الصف
الثانی او الثالث **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی (بادشاہ حبشہ) پر
جنازی کی نماز پڑہی سو مین دوسری یا تیسری صف مین تہا **ف** اگر کوئی کہے کہ جابر کا دوسری یا تیسری صف مین
ہونا اسکو مستلزم نہین کہ وہ آخری صف مین تھی پس مطابقت اس حدیث کی باب سے ثابت نہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح مسلم
کی روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہی کہ (ہم آپکے پیچہی) کہڑے اور دو صفین باندہین پس اس سے معلوم ہوا کہ جب نے
جابر رض سے دوسری یا تیسری صف مین شک کیساتہ روایت کی ہی تو اسکو اس بات مین شک ہوا ہی کہ گیا وہان تیسری

صف ہی تھی یا نہیں پس ثابت ہوا کہ جنازہ کی آخری صف دوسری یا تیسری تھی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب
الصفوف علی الجنازۃ جنازہ کی نماز میں صفیں باندھنے کا بیان ف پہلے باب میں اور اس باب میں
فرق ہے کہ پہلے میں تیسری صف کا یقین نہیں تھا کہ شک تھا مگر اوراسمیں یقین ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اسمیں
رد ہے عطا پر کہ وہ کہتے ہیں کہ نماز پنجگانہ کی طرح جنازہ میں صفوں کا برابر کرنا مشروع نہیں بلکہ تکبیریں کہنا اور
استغفار کرنا کافی ہے اور امام بخاری نے باب میں صفوں کو جمع کے صیغہ سے بیان کیا تو یہ اشارہ ہے طرف
اُس حدیث کی جو ابوداؤد وغیرہ نے مالک بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ جس مردہ پر تین صفیں جنازہ پڑھیں
اسکے واسطے بہشت واجب ہوجاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں تین صفیں کرنا مستحب ہو اور طبری
نے کہا کہ اگر میت کے سڑجانے اور متغیر ہونے کا خوف نہ ہو تو اسکے وارثوں کو لائق ہے کہ لوگوں کے جمع ہونے
کی انتظار کریں جتنے کہ تین صفیں قائم ہوسکیں واسطے دلیل اس حدیث کے حدثنا مسدد قال حدثنا یزید
بن زریع قال حدثنا معمر عن الزھری عن سعید عن ابی ھریرۃ قال نعی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الی اصحابہ النجاشی ثم تقدم فصفوا خلفہ فکبر اربعا ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحابؓ کو نجاشی کے مرنے کی خبر دی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام بنے اور اصحابؓ نے
آپکے پیچھے صفیں باندھیں سو آپنے چار تکبیریں کہیں (پھر سلام پھیری) ف ملک حبش کا بادشاہ نجاشی نام نصرانی
مذہب تھا اور انجیل کا عالم تھا مسلمانوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرکے قرآن سنکر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر بے دیکھے ایمان لایا تھا مسلمانوں کے ساتھ بہت سلوک کیا کرتا تھا جسدن وہ حبش میں
مرگیا اُسدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں لشکر نے کی خبر دی پھر عیدگاہ میں لوگوں سے صف
باندہ کر اسکا جنازہ پڑھا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں صفیں باندہنی جائز ہیں اسلیے کہ جب غائب کے
کی جنازے پر صفوں کا باندہنا جائز ہے تو حاضر مردے کے جنازہ پر بطریق اولی جائز ہوگا چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے
ے نابیان راچون لوازمے دہند ‌‌* حاضران ازغائبان لاشک بہ اند - وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا
مسلم قال حدثنا شعبۃ حدثنا الشیبانی عن الشعبی قال اخبرنی من شھد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اتی علی قبر منبوذ فصفھم وکبر اربعا قلت من حدثک قال ابن عباس ترجمہ ابن عباس رضؓ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اکیلی قبر پر آئے یا ایک لڑکے کی قبر پر آئے تو آپنے اصحاب کو کئی صفیں
بنایا اور چار تکبیریں کہیں (پھر سلام پھیری) ف مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے حدثنا ابراھیم بن
موسی قال اخبرنا ھشام بن یوسف ان ابن جریج اخبرھم قال اخبرنی عطاء انہ سمع جابر بن
عبداللہ یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد توفی الیوم رجل صالح من الحبش فھلموا

کرنا مستحب ہے، اور یہ کہ بری کام سے روکنا چاہیے **باب** ما ینھی عن النوح والبکاء والزجر عن ذلک نوحہ
گری کرنا اور چلا کر رونا منع ہے اور اُس سے سخت نہی آچکی ہے **حدثنا** محمد بن عبد اللہ بن حوشب
قال حدثنا عبد الوھاب قال حدثنا یحیی بن سعید قال اخبرتنی عمرۃ قالت سمعت عائشۃ
تقول لما جاء قتل زید بن حارثۃ وجعفر وعبد اللہ بن رواحۃ جلس النبی صلی اللہ علیہ و
سلم یعرف فیہ الحزن وانا اطلع من شق الباب فاتاہ رجل فقال ای رسول اللہ ان نساء جعفر
وذکر بکاءھن فامرہ ان ینھاھن فذھب الرجل ثم اتی فقال قد نھیتھن وذکر انہ لم یطعنہ
فامرہ الثانیۃ ان ینھاھن فذھب ثم اتاہ فقال واللہ لقد غلبننی او غلبننا الشک من محمد
ابن حوشب فزعمت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاحث فی افواھھن من التراب فقلت
ارغم اللہ انفک فواللہ ما انت بفاعل وما ترکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العناء **ترجمہ**
اس حدیث عائشہ رض کا باب جلس عند المصیبۃ الخ مین اوپر گذر چکا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت
مین نوحہ کرنا اور چلا کر رونا حرام اور ناجائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو مقرر منع کیا اور انکے عذاب
کرنے کا حکم دیا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** عبد اللہ بن عبد الوھاب قال حدثنا حماد قال حدثنا
ایوب عن محمد عن ام عطیۃ قالت اخذ علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند البیعۃ ان لا ننوح 1001
فما وفت منا امرأۃ غیر خمس نسوۃ ام سلیم وام العلاء وابنۃ ابی سبرۃ امرأۃ معاذ وامرأتان
او ابنۃ ابی سبرۃ وامرأۃ معاذ وامرأۃ اخری **ترجمہ** ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ جب ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے اسلام کی بیعت کی اور آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئین تو آپ نے ہم سے بیعت مین یہ عہد لیا کہ ہم نوحہ کرکے
نہ رویا کرین سو ہم مین سے پانچ عورتون کے سوا کسی نے اس عہد کو پورا نہین کیا وہ پانچ یہ ہین ایک ام سلیم
دوسری ام العلاء تیسری ابی سبرہ کی بیٹی اور دو عورتین اور یا یون کہا کہ تیسری ابی سبرہ کی بیٹی اور چوتھی معاذ کی
بی بی اور پانچوین کوئی اور عورت یعنے ام عطیہ یا راوی کا شک ہی **ف** یعنی جن عورتون نے ام عطیہ کے ساتھ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی انہین سے فقط ان پانچ عورتون نے اپنے عہد کو پورا کیا یعنی نہین
کہ ان پانچ کے سوا کسی عورت نے نوحہ گری نہین چھوڑی تھی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرکے رونا
حرام ہے وفیہ مطابقۃ للترجمۃ وسیاتی الکلام علیہ فی کتاب التفسیر **باب** القیام للجنازۃ جنازہ کے
واسطے کھڑے ہونے کا بیان یعنے اگر جنازہ کو دیکھے تو اسکے واسطے اٹھ کھڑا ہووے یا نہین **ف** جاننا
چاہیے کہ علما کو اس مسئلے مین اختلاف ہی ایک جماعت علما سلف و خلف کی اسکے قائل ہین کہ جب کوئی
شخص جنازہ کو دیکھے تو اسکے واسطے اُٹھ کھڑا ہووے اور یہی مذہب ہے امام احمد کا انکے نزدیک یہ حکم منسوخ

نہیں اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اول یہ حکم تہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقوف کیا جیسے کہ صحیح مسلم میں
حضرت علی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں جنازی کے واسطے کہڑے ہوئے پہر بیٹھ
گئے یعنے اُسکے واسطے کہڑا ہونا موقوف کیا اور یہی مذہب ہی امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ رح کا حدثنا
علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین قال حدثنا الزہری عن سالم عن ابیہ عن عامر بن ربیعۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم الجنازۃ فقوموا حتی تخلفکم قال الزہری اخبرنی
سالم عن ابیہ قال اخبرنا عامر بن ربیعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم زاد الحمیدی حتی
تخلفکم او توضع ترجمہ عامر بن ربیعہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازی کو
دیکہو تو اٹھ کہڑے ہو یہانتک کہ تم سے آگے بڑہ جاوی یا زمین پر رکہا جاوی **ف** یہ حکم اسکے واسطے ہے
جو جنازہ کے ساتھ نہ ہو کہیں بیٹھا ہو اور جنازہ پاس سے نکلے اور جو شخص کہ جنازی کے ساتھ چلا جاتا ہو یا
وہاں حاضر ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ زمین پر نہ رکہا جاوے کما سیاتی فی باب بعد
اور جو شخص سوار ہو تو وہ کہڑا ہو جاوی کہ اسکا کہڑا ہونا بجائے قیام کے ہی **باب** متی یقعد اذا قام
للجنازۃ جب جنازی کے واسطے کہڑا ہووی تو کب بیٹھے **ف** ظاہرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باب خاص
ہے ساتھ اُس شخص کے جو کہیں بیٹھا ہو اور پاس سے جنازہ نکلے لیکن احتمال ہی کہ مراد کہڑے ہونیوالی سے عام ہو ۱۰۰۲
خواہ جنازہ اُسپر گذرے یا وہ جنازی کے ساتھ جارہا ہو اور دونو کا حکم حدیثوں سے ثابت ہی حدثنا
قتیبۃ بن سعید قال حدثنا اللیث عن نافع عن ابن عمر عن عامر بن ربیعۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأی احدکم جنازۃ فان لم یکن ماشیا معہا فلیقم حتی یخلفہا
او تخلفہ او توضع من قبل ان تخلفہ ترجمہ عامر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی
جنازہ دیکہے سو اگر اسکے ساتھ جانیوالا نہ ہو تو چاہیے کہ اوٹھ کہڑا ہووی یہانتک کہ اسکو پیٹھ پیچھے چھوڑے
یا جنازہ اس سے آگے بڑہ جاوے (یہ راوی کا شک ہی) یا جنازہ زمین پر رکہا جاوی آگے بڑہنے سی پہلے یعنے اگر جنازہ
آگے بڑہ جاوی زمین پر رکہا جاوے اور وہ خود وہاں موجود ہو تو بعد اسکو کہڑے رہنے کی کوئی حاجت نہیں
بیٹھ جاوی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا مسلم قال حدثنا ہشام قال حدثنا یحیی عن ابی سلمۃ عن
ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم الجنازۃ فقوموا فمن تبعہا فلا
یقعد حتی توضع ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازے
کو دیکہو تو اٹھ کہڑے ہو اور جو اسکے ساتھ جاوی تو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوی **ف** اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جنازی کے ساتھ جانیوالا ہو اسکو جنازہ رکہنے سی پہلے بیٹھنا جائز ہی وبنبہ

المطابقة للترجمة اور ایک روایت مین ہے کہ جو جنازے کی نماز پڑہے اور اسکے ساتھ جاوے تو چاہیے کہ کہڑا رہے
یہانتک کہ جنازہ آگے بڑہا جاوے اور اگر اسکے ساتھ جاوے تو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوے اور یہ
حدیث زیادہ صریح ہے پہلی حدیث سے **بَابُ** مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتّٰى تُوْضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ
فَاِنْ قَعَدَ اُمِرَ بِالْقِيَامِ جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے تو نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ مردون کے کندہون سے
تلے رکہا جاوے اور اگر کوئی اُس سے پہلے بیٹھ جاوے تو حکم کیا جاوے ساتھ کہڑے ہونیکے یعنے بیٹھ جانے
قیام فوت نہین ہوتا اگر جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھ جاوے تو اٹھ کہڑا ہووے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوے **ف**
فتح الباری مین لکہا ہے کہ فقہار کو اس مسئلے مین اختلاف ہے اکثر صحابہ اور تابعین کہتے ہین کہ جب تک لوگ جنازہ
کو کندہون پر اوٹہائے رہین تب تک مستحب ہے کہ ہر آدمی کہڑا رہے انہین ثواب ہے اور اگر بیٹھ جاوے تو گناہ نہین اور
یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور محمد بن حسن کا اور ابوہریرہ اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ کہڑے رہنے والے کو
جنازہ اوٹہانے والے کے برابر ثواب ہے اور شعبی اور نخعی کہتے ہین کہ جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے اور بعضے
علمار سلف کا یہ قول ہے کہ کہڑے رہنا واجب ہے اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو نسائی مین ابوہریرہ وغیرہ رضہ سے
روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہین دیکہا کہ جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھے ہون **حَدَّثَنَا**
۱۰۰۳ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ
اَبُوْ هُرَيْرَةَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ اَنْ تُوْضَعَ فَجَاءَ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ فَاَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ
فَوَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ صَدَقَ
ترجمہ سعید مقبری رضہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے مین تہے تو ابوہریرہ رضہ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور دونو بیٹھ گئے جنازہ
رکہنے سے پہلے پہر ابوسعید رضہ آئے اور مروان کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کہڑا ہو سو قسم خدا کی کہ البتہ اسکو یعنے ابوہریرہ رضہ
کو معلوم ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے منع فرمایا ہے ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ اُسنے سچ کہا یعنے آپنے
ہمکو منع فرمایا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص جنازہ رکہنے سے پہلے بیٹھ جاوے تو پہر اُٹھ
کہڑا ہووے یہانتک کہ جنازہ زمین پر رکہا جاوے وفيه المطابقة للامر الثاني من الترجمة لیکن شارحین کہتے ہین
کہ اس باب کا حذف کرنا اولے ہے کہ پہلا باب اس مسئلے کو شامل ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ
فرض عین نہین فرض کفایہ ہے **بَابُ** مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ یہودی کے جنازے کے واسطے کہڑے
ہونیکا بیان **ف** مراد اس سے کافر ذمی ہے خواہ یہودی ہو خواہ کوئی اور ہو **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ قَالَ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ

فقوموا ترجمہ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہی کہ ایک جنازہ ہماری پاس سے گذرا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسکے واسطے کہڑے ہوئی اور ہم بھی کہڑے ہوئی سو ہمنے عرض کی کہ یا حضرتؐ یہ یہودی کا جنازہ ہے سو فرمایا کہ
جب تم جنازی کو دیکہو تو اٹہہ کہڑے ہو ف مسلم وغیرہ کی روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ موت ڈرنے کی چیز
ہی اور خوف کی جگہ ہے انسان کو لازم ہے کہ اسکو دیکہہ کر ڈر جاوی اور خوف سی اوٹہہ کہڑا ہووی اور غفلت مین
غرق نہ رہے کہ وہ موت سی بے پروائی ہے اور کاہلی کا باعث ہی اسیواسطے حکم ہے کہ ہر میت کو واسطے کہڑا ہو
خواہ مسلمان کی میت ہو خواہ کافر کی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ کہڑا ہونا فرشتون کی تعظیم کے واسطے ہے جو
میت کی ساتہہ ہوتے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ یہ قیام اسکی تعظیم کے واسطے ہی جو روح کو قبض کرتا ہے
یعنے اسمین خدا کی تعظیم ہے سو یہ اسباب آپسمین ایک دوسرے کے معارض نہین اسلیے کہ موت سی گہبرا کر کہڑے ہونے
مین خدا کے حکم کی بھی تعظیم ہے اور فرشتون کی بھی تعظیم ہے تو گویا کہ موت کو واسطے کہڑا ہونا خدا کی تعظیم اور
فرشتون کی تعظیم کو مستلزم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قیام ان سب کے واسطے ہو پس اس سے سب حدیثون
مین تطبیق ہو جاتی ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ
الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ وَّقَیْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَیْنِ بِالْقَادِسِیَّةِ فَمَرُّوْا عَلَیْهِمَا بِجَنَازَةٍ
۱۰۰۴ فَقَامَا فَقِیْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَیْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّهَا جَنَازَةُ یَهُوْدِیٍّ فَقَالَ اَلَیْسَتْ نَفْسًا وَقَالَ اَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ
الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کُنْتُ مَعَ سَهْلٍ وَقَیْسٍ فَقَالَا کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ وَقَالَ زَکَرِیَّا عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَّقَیْسٌ یَقُوْمَانِ لِلْجَنَازَةِ
ترجمہ عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہی کہ سہل بن حنیفؓ اور قیس بن سعدؓ قادسیہ (ایک شہر کا نام ہی
کوفہ سے پندرہ میل کے فاصلہ پر) مین بیٹھے تہی سو لوگ جنازہ لیکر انکے پاس سے نکلی سو وہ دونو کہڑے ہوئے
سو انکو کہا گیا کہ یہ جنازہ اہل ذمہ کا ہے یعنے ذمی کافر کا ہے سو انہون دونونے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس سے ایک جنازہ نکلا تو آپ اسکو دیکہہ کر اوٹہہ کہڑے ہوئی تو کسی نے آپ سی کہا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے آپنے
فرمایا کہ کیا وہ جان نہین کہ اسکی مرنے سی عبرت پکڑی جاوی اور ابن ابی لیلے سی روایت ہی کہ مین سہل اور قیسؓ
کے ساتہہ تہا انہون نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے پہر وہی حدیث بیان کی اور نیز ابن
ابی لیلے سی روایت ہی کہ ابو مسعودؓ اور قیسؓ جنازے کے واسطے کہڑے ہوتے تہی ف ان حدیثون سی معلوم ہوا
کہ مستحب ہے کہ آدمی ہر جنازے کے واسطے کہڑا ہووی خواہ مسلمان کا جنازہ ہو خواہ کافر کا ہو اور اصل اس مسئلے مین
علما کو اختلاف ہی امام شافعی رح کا مذہب ہی کہ جنازے کے واسطے کہڑے ہونا واجب نہین کہتے ہین کہ بیٹھنا ہی حکم

آدم علیہ السلام کی اولاد دو طرح کی ہے کچھ بہشتی ہین اور کچھ دوزخی ہین پہلون کے دیکہنے سے خوش ہوتے ہین اور دوسرونکے
دیکہنے سے ناخوش ہوتے ہین اسی واسطے حافظ ابن حجر نے اسپر اعتراض کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ مسلمانون اور کافرون کے ارواح آسمان مین رہتے ہین اور یہ مشکل ہے اسواسطے کہ قاضی عیاض نے
کہا کہ ایماندارون کے ارواح بہشت مین رہتے ہین اور کافرون کے ارواح سجین مین رہتے ہین پس یہ کسطرح ہو سکتا
ہے کہ سب لوگونکے ارواح پہلے آسمان پر جمع ہوتے ہین پہر اسکا جواب دیا کہ احتمال ہے کہ ارواح کبھی کبھی آدم علیہ
السلام کے پیش کیے جاتے ہون سو اتفاقا وہ پیشی کا وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ جمع ہو گیا ہو
اور جسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان پہونچے ہون وہی انکی پیشی کا وقت ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ بہشت
آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو اور دوزخ بائین طرف ہو اور آدم علیہ السلام کے واسطے بہشت اور دوزخ سے
پردہ اوٹہایا گیا ہو تا کہ وہ دونو کو اپنے سامنے دیکہین اور احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ ارواح ہون جو ابہی
بدنون مین داخل نہین ہوئی آئندہ داخل ہونگے کہ انکے قرار کی جگہہ آدم علیہ السلام کا داہنا بایان ہے اور دوسری
جگہہ مین کہا کہ احتمال ہے کہ جسمون سے نکلنے کے وقت ارواح آدم علیہ السلام پر پیش کیے جاتے ہون نہ یہ کہ انکے قرار کی
جگہ یہی آدم علیہ السلام کا داہنا بایان ہے اور آدم علیہ السلام کے دیکہنے سے یہ لازم نہین کہ انکے واسطے آسمانکے
دروازے کہولے جاتے ہون پس یہ حدیث اس آیت کی معارض نہ ہوگی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ اور یہ آیت کافرون 1073
کے حق مین ہے پہر تقدیر اس حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ ارواح کے قرار کی جگہ آدم علیہ السلام کا داہنا بایان ہے پس یہانتک
وہ نو قول تمام ہوئے لیکن پہلے قول کو سب سے ترجیح ہے اور یہی بات صحیح ہے کہ ایماندارون کے ارواح بہشت مین
ہین اور کافرون کے ارواح سجین مین اور ابن قیم نے فرمایا کہ ان اقوال سے نہ کسی خاص قول کو صحیح کہا جا سکتا ہے اور نہ کسی
کو غلط کہا جا سکتا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ ارواح کے مستقر مین بڑا تفاوت ہے اور بڑا اختلاف ہے اور اس باب کی دلیلون
مین کچھ تعارض نہین بلکہ ہر ایک قول ایک ایک فرقے کے حق مین وارد ہوا ہے باعتبار مختلف ہونے درجہ سعادت اور
شقاوت کے بعضے کسی جگہ مین اور بعضے کسی جگہ ارواح سعیدہ بہی اپنے مقارین مختلف ہین اور شقیہ بہی اپنی مقار مین
مختلف ہین سو بعضے انمین اعلے علیین مین ہین وہ ارواح پیغمبرون کے ہین اور بعضے انہین سے سبز پرندونکی
پوٹون مین جو بہشت مین چرتے ہین وہ ارواح شہیدون کے ہین اور بعضے بہشت کے دروازے پر محبوس ہین
اور بعضے قبر مین محبوس ہین اور بعضے بہشت کے دروازے پر رہتے ہین کما مر اور بعضے زناۃ کے تنور مین ہین اور بعضے
خون کی نہر مین پس ارواح سعیدہ اور شقیہ کا کوئی خاص مستقر نہین بلکہ سب اپنی محال اور مقار مین متفاوت ہین اور انکو
اپنے بدنون سے اتصال ہے اور کافرون کے ارواح کی قرارگاہ مین تین قول مین ایک یہ کہ وہ سجین یعنے سب سے نیچے کی
ساتوین زمین مین محبوس ہین یہ ابن عباس کا قول ہے دوم یہ کہ وہ سیاہ پرندون کی پوٹون مین ہین آگ مین کہاتے

پیتے ہین سوم یہ کہ وہ ارواح برہوت کی کوئین مین ہین کما مر واللہ اعلم لیکن ظاہر یہی ہے کہ انکا مستقر بھی ارواح مومنین
کی طرح مختلف ہی واللہ اعلم بالصواب کذا نقل النواب عن ابن القیم فے ثمار التنکیت اور معاد ابدان اور حشر
اجساد پر اہل اسلام اور یہود اور نصاری سب کا اتفاق ہے سب کہتے ہین کہ قیامت کو آدمیون کے بدن نئے
بنائے جاوینگے اور سب لوگ جسمون کے ساتھ قبرون سے اوٹہائے جاوینگے اور دنیا کی طرح ہو بہو سب کو دوبارہ جسم
دیا جاویگا اور اس مسئلے مین بھی اختلاف ہی کہ قبر کا سوال اس امت کے ساتھ خاص ہے یا کہ اگلی سب امتون کو بھی
واقع ہوا ہے سو ظاہر حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا سوال اس امت کے ساتھ خاص ہے اگلی امتون کو
قبر کا سوال نہین ہوا یہی قول ہے حکیم ترمذی کا کہتے ہین کہ اگلی امتون پاس رسول آتے تھے سو اگر وہ لوگ رسولونپر
ایمان لاتے تو خدا انکو بہشت مین داخل کرتا تہا اور اگر انکار کرتے تو دنیا مین انپر عذاب بہیجا جاتا تہا اور دنیا ہی مین
ہلاک ہو جاتے تھے سو جب خدای تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جہان کی رحمت کیلیے بہیجا تو انسے دنیا کا عذاب
موقوف کیا اور ظاہر اسلام کو قبول کر لیا خواہ دلمین ایمان ہو یا نہو سو خدا نے انکے مرنیکے بعد انکے واسطے دو فرشتے
مقرر کیے تاکہ بہلی بری کی تمیز ہو جاوے اور نیک بد سے جدا ہو جاوے اور ابن قیم نے کہا کہ سوال قبر کا اس امت کے ساتھ
1074 خاص نہین بلکہ اگلی امتون کو بھی قبر مین اسی طرح سوال واقع ہوا ہے اور کہا کہ حدیثون سے اگلی امتون کے سوال کی نفی
نہین نکلتی بلکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف سوال قبر کی کیفیت بیان فرمائی ہے غیرون کے سوال کی نفی نہین
کی اور کہا کہ ظاہر یہی بات ہی کہ ہر امت قبر مین اپنے نبی سے پوچھی جاتی ہے سو اگر انسے جواب آوے تو قبرون مین عذاب کیے
جاتے ہین جیسا کہ آخرت مین عذاب کیے جاوینگے اور باب کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبر مین مردیکو سوال کے
واسطے زندہ کیا جاتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ قبر مین مردیکو زندہ نہین کیا جاتا اور انکی دلیل یہ آیت ہے رَبَّنَا أَمَتَّنَا
اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ یعنے اے الہی تو نے ہمکو دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا کہتے ہین کہ اگر قبر مین زندہ
کیا جاوے تو اس سے لازم آویگا تین بار مرنا اور تین بار زندہ ہونا اور یہ نص کے مخالف ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ قبر مین
سوال کے واسطے زندہ کرنیسے زندگی معہود دنیاوی مراد نہین کہ اسمین روح بدن کے ساتھ قائم ہو اور اسکا مدبر بنے
اور کہانے پینے وغیرہ حاجات انسانی کا محتاج ہو بلکہ وہ محض اعادہ روح کا واسطے فائدہ امتحان کی ہے جیسے کہ
ثبوت مین حدیثین وارد ہو چکی ہین مردہ اسکے ساتھ حاجات انسانی کا محتاج نہین ہوتا پس اگر وہ زندگی مستقل
ہوتی تو مردہ عوارض نفسانی کا محتاج ہوتا اور چونکہ وہ کسی چیز کا محتاج نہین ہوتا تو معلوم ہوا کہ وہ اعادہ مستقل اور اصلی
نہین بلکہ وہ اعادہ عارضی ہے کہ تہوڑی دیر کے واسطے اسمین روح ڈالی جاتی ہے جسمین کہ اس سے سوال کیا جاوے اور
امتحان حاصل ہو جیسا کہ بہت پیغمبرونکے واسطے لوگ زندہ کیے گئے کہ پیغمبرون نے انسے کچھ پوچھا پھر وہ تبلا کر اسی
وقت مر گئے قرآن مین موجود ہے کہ موسی علیہ السلام نے گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مردیکو مارا سو وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا

نام تلا کر فوراً مر گیا **بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ** قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا بیان یعنی قبر کے عذاب سے پناہ مانگنی مستحب ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ براء رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور سورج ڈوب گیا تھا سو آپ نے ایک آواز سنی سو فرمایا کہ یہود کو قبر میں عذاب ہوتا ہے **ف** یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ مانگی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ ایسے وقت میں عذاب سننے کے پناہ مانگتے تھے پس عذاب سننے کے وقت آپ نے بطریق اولیٰ پناہ مانگی ہوگی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور نیز اس سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب نہایت سخت ہے پس اس سے پناہ مانگنی مستحب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور جب معلوم ہوا کہ یہود پر یہودیت کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین وغیرہ کو بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے اس واسطے کہ ان کا کفر شرک کے ساتھ یہود کے کفر سے زیادہ سخت ہے **حَدَّثَنَا** مُعَلّٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ بِنْتُ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ ١٠٧٥
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ترجمہ ام بنت خالد رض سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگنی مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے فساد سے **ف** زندگی کا فتنہ بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان یا کثرت مال جو خدا سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی اور موت کا فتنہ اس وقت کی شدت اور دہشت یا معاذ اللہ خاتمہ برا ہونا اور مطابقت ظاہر ہے **ف** فتح الباری میں فرمایا کہ اس باب کی حدیثیں پہلے باب میں داخل ہو سکتی ہیں لیکن امام بخاری نے اس باب کو علیحدہ اس واسطے منعقد کیا کہ پہلے باب میں قبر کے عذاب کی اثبات اور اس کے منکر پر رد کرنے کا بیان ہے اور اس باب میں اس چیز کا بیان ہے جس کا زندگی میں اعتماد کرنا لائق ہے یعنے عذاب قبر سے نجات کے واسطے اللہ کی طرف توسل پکڑنا اور اس سے بچنے کی واسطے اس کی طرف عاجزی کرنا **بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالْبَوْلِ** غیبت اور پیشاب سے بچنے کے سبب قبر کا عذاب ہونا یعنے

جو شخص غیبت اور پیشاب سے نہ بچے اسکو قبر کا عذاب ہوگا **حدثنا** قتیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن
مجاھد عن طاؤس عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال انھما
لیعذبان وما یعذبان من کبیر ثم قال بلی اما احدھما فکان یسعی بالنمیمۃ واما احدھما فکان
لا یستتر من بولہ قال ثم اخذ عودا رطبا فکسرہ باثنتین ثم غرز کل واحد منھما علی
قبر ثم قال لعلہ یخفف عنھما ما لم ییبسا **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو
قبروں پر گذرے سو فرمایا کہ مقرر ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور انپر کسی مشکل کام سے عذاب نہیں ہوتا پھر فرمایا ہاں
انپر بڑے گناہ کے سبب سے عذاب ہوتا ہے ان دونوں سے ایک تو چغلی کے واسطے دوڑتا تھا اور لوگوں کی شکایت
کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے کنارہ نہ کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر ٹہنی کھجور کی پکڑی سو اسکو
پھیر کر دو ٹکڑے کیا اور ایک ایک ٹکڑا ہر قبر پر گاڑ دیا پھر فرمایا کہ امید ہے کہ جب تک تر رہینگی تب تک انکو عذاب میں
تخفیف ہوگی **ف** یہ حدیث باب عذاب القبر میں پہلے گذر چکی ہے اور اس حدیث میں غیبت کا ذکر نہیں لیکن
چغلی کرنی غیبت کو مستلزم ہے اور یا امام بخاری نے اپنی عادت قدیم کے موافق اشارہ کر دیا کہ اس حدیث کے
بعض طریقوں میں غیبت کا ذکر بھی آگیا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** المیت یعرض علیہ مقعدہ
١٠٧٨ بالغداۃ والعشی مردے کو ہر صبح و شام اپنا اصلی ٹھکانا دکھایا جاتا ہے یعنے بہشت یا دوزخ سے **حدثنا**
اسمعیل قال حدثنی مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اھل الجنۃ فمن اھل الجنۃ
وان کان من اھل النار فمن اھل النار فیقال ھذا مقعدک حتی یبعثک اللہ یوم القیمۃ **ترجمہ**
ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اسکو اپنا اصلی مکان
دکھایا جاتا ہے اور اگر وہ دوزخی ہو تو اسکو دوزخیوں کا مکان دکھایا جاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا مکان ہے
(حاشیہ: اگر وہ بہشتی ہے تو اسکو بہشتیوں کا مکان دکھایا جاتا ہے)
یہانتک کہ تجھکو خدا قیامت میں اٹھاوے **ف** فتح الباری میں فرمایا کہ احتمال ہے کہ صبح و شام سے مراد فقط ایک
ہی صبح و شام ہو اور حتی یبعثک اللہ کا یہ معنے ہو کہ قیامت تک اسکی طرف نہیں پہونچ سکیگا اور یہ بھی احتمال ہے
کہ ہر دن کی صبح و شام مراد ہو اور یہ محمول ہے کہ پھر کہ مردے کی کوئی جزو زندہ کی جاتی ہے تاکہ وہ ثواب و عذاب کا ادراک
کر سکے اور یہ محال نہیں کہ مردے کی ایک جز یا بعض اجزا میں حیاتی پیدا کیا دے جسکی ساتھ خطاب اور عرض مکان
صحیح ہو یعنے بلکہ ممکن ہے اور خدا کی قدرت کو آگے آسان ہے اور پہلا معنے موافق ہے واسطے ان حدیثوں کے
جو عذاب قبر میں مذکور ہوئیں اور قرطبی نے کہا جائز ہے کہ یہ عرض فقط روح پر ہو یا روح کے ساتھ بدن کی کوئی جز
بھی زندہ کی جاتی ہو اور کہا کہ مراد صبح و شام سے انکا وقت ہے حقیقی صبح و شام جو دنیا میں ہوتی ہے اسلیے کہ مردے

واسطے نہ کوئی صبح ہے اور نہ کوئی شام ہے اور کہا کہ یہ عرض مقعد ایماندار اور کافر کے حق میں تو ظاہر ہے اور جو ایماندار
کہ عذاب بھگت کر بہشت میں جاوینگے اُنکے واسطے بھی یہ حدیث محتمل ہے اسلیے کہ وہ بھی فی الجملہ بہشت میں داخل
ہونگے لیکن شہید لوگ اس حدیث سے مخصوص ہیں اسلیے کہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اُنکے ارواح بہشت میں
کھاتے پیتے ہیں اور فائدہ اس کے کہنے کا یہ ہے کہ ایماندار خوش اور مشتاق ہو اور کافر کو رنج اور وحشت زیادہ ہو اور
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا ثابت اور حق ہے اور یہ کہ روح فنا نہیں ہوتی سو واسطے کہ بدون روح کے عرض نہیں
ہو سکتا **بَابُ** كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ چارپائی پر مردے کے کلام کرنے کا بیان **ف** یہ باب بعینہ پہلے بھی
گذر چکا ہے فتح الباری میں فرمایا کہ وہاں وہ ترجمہ پہلے باب کو ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور وہ جنازے کو جلدی لیجانا
ہے اسواسطے کہ وہ حدیث جلدی چلنے کے سبب پر مشتمل ہے اور اسیطرح یہ باب بھی آپ سے پچھلے باب کو ساتھ مناسبت
رکھتا ہے گویا کہ امام بخاری کی مراد اس بات کو بیان کرنا ہے کہ ابتدا عرض مقعد جنازہ اُٹھانے کے وقت سے شروع ہوتی ہے
اسلیے کہ اسوقت اسکو اپنا مال اور مرجع معلوم ہو جاتا ہے سو کہتی ہے جو کہتی ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ
قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا ۱۰۷۷
كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ چارپائی پر رکھا جاتا ہے اور لوگ اسکو اپنے مونڈھوں پر اوٹھاتے ہیں تو اگر نیک
روح ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھکو آگے لیچلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے ہائے خرابی تم اسکو کدھر لیجاتے ہو
ہر چیز اسکی آواز سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر آدمی اسکو سُنے تو چیخ مار کر بیہوش ہو جاوے **ف** اس حدیث سے مردے
کا کلام کرنا ثابت ہوا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن بھی مردے کی آواز سنتے ہیں لیکن جو عذاب کہ
مردے کو دفن کے بعد ہوتا ہے اُسکی آواز جن بھی نہیں سنتے علما کہتے ہیں حکمت اس میں یہ ہے کہ دفن سے پہلے مردے کا
چیخ مارنا دنیا کے احکام سے متعلق ہے اور دفن کے بعد کا حال آخرت کے احکام سے متعلق ہے اور آخرت کے احکام
مکلفین سے محجوب اور مستور ہیں **بَابُ** مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ اس چیز کا بیان جو مسلمانوں کی اولاد کے حق میں
کہا گیا یعنے اگر مسلمانوں کی اولاد نابالغ مر جاوے تو اُنکا کیا حکم ہے بہشت میں جاوینگے یا نہیں **ف** امام نووی نے کہا
کہ علما متقدمین کا اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ مسلمانوں کی جو اولاد نابالغ مر جاوے وہ بہشت میں جاویگی اور امام احمد نے کہا کہ
اس پر اجماع ہو چکا ہے حضرت علی رض سے مرفوعا مروی ہے کہ مسلمان اور اُنکی اولاد بہشت میں جاوینگے اور کافر اور اُنکی اولاد
دوزخ میں جاوینگے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ یعنے

جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد انکی تابع ہوئی یعنے وہ بہی ایمان لائی تو ہم انکی اولاد کو انکے ساتھ ملحق کر دینگے اور انکو
بہی انکے ساتھ بہشت مین داخل کرینگے اور یہ حدیث زیادہ تر صحیح ہے اسمین جو اس آیت کی تفسیر مین وارد ہوا اور یہی قول ہے
ابن عباس رض کا لیکن بعض لوگون نے اسمین توقف کیا ہے اور انکی دلیل یہ حدیث ہی جو عائشہ رض سے مروی ہی کہ انصار
کا ایک لڑکا سو مینے کہا کہ اسکو خوشخبری ہے کہ اُسنے ابہی کوئی برا کام نہین کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کیا سوا اسکے ہوگا ای عائشہ مقرر خدا نے بہشتیون کو پیدا کیا اس حال مین کہ وہ اپنے باپون کی پیٹہون
مین ہین اس حدیث یعنے بہشتی اور دوزخی ہونیسے پہلی ہی ٹہیر چکے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے عائشہ رض کو جلدی کرنے سے منع کیا ہوگا کہ بدون دلیل کے اسکا جلدی یقین نہین کرنا چاہیے اور یا آپنے یہ حدیث
انکے بہشتی معلوم ہونیسے پہلے فرمائی ہوگی پہر بعد اسکے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ مسلمانون کے لڑکے بہشتی ہین و
قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ لَهٗ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ
لَهٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے تین لڑکے
١٠٧٨ مرجاوین جو جوانی کو نہ پہونچے ہون تو وہ اسکی اور دوزخ کی درمیان پردہ ہوجاوینگے یعنے اسکو دوزخ سے بچاوینگے ف شاید
یہ اشارہ ہی طرف اسکی جو اسکی بعض طریقون مین تصریح آچکا ہے کہ انکی اولاد انکے ساتھ بہشت مین جاویگی کما سیاتی وفیہ
المطابقۃ للترجمۃ اور نیز بعید ہے کہ وہ اپنے والدین کے واسطے دوزخ سے پردہ ہون اور خود دوزخ مین جاوین بلکہ وہ بطریق
اولی دوزخ سے محفوظ ہونگے کہ اصل سبب رحمت کا وہی ہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ
النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوْتُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ ترجمہ انس رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون سے کوئی ایسا مسلمان نہین جسکی تین لڑکے مرگئے ہون جو جوانی کو نہین پہونچے مگر کہ خدا اسکو
بہشت مین داخل کریگا بسبب اپنی رحمت اپنے لڑکون پر ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مسلمانون کی اولاد بہی بہشت مین جاویگی اسلیے
کہ یہ بات بہت بعید ہے کہ انکے ماں باپ انکی طفیل سے بہشت مین جاوین اور وہ خود دوزخ مین جاوین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور مفصل بیان
اسکا اوپر گذر چکا ہے حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ
لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ ترجمہ براء رض سے روایت ہے کہ جب ابراہیم
کا انتقال ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے واسطے بہشت مین دودہ پلانیوالی ہی جو اسکی مدت رضاعت کو پورا کرے ف ابراہیم کا
انتقال مدت رضاعت کے اندر ہوا تہا اسواسطے آپنے یہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ مسلمانون کی اولاد بہشت مین جاویگی وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور امام بخاری کا بہی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب + الحمد للہ کہ صحیح بخاری کا پارہ پنجم کا ترجمہ تمام ہوا اور ششم شروع ہوا

تمت

فہرست مطالب کتاب پارہ پنجم فیض الباری ترجمہ اردو صحیح البخاری بامحاورہ و باسناد مع فوائد و لغات

۱۰۷۹

تمت

ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

قال اللہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

از نتیجات مقبول ذو المنن مولانا محمد ابو الحسن محدث سیالکوٹی مع ترجمہ اردو محاورہ با اسناد و اعراب و فوائد ملقب بہ تسہیل القاری

١٣٠٩ھ

فیض الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

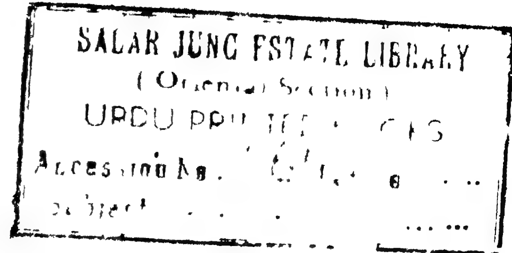
منجملہ سی پارہ

پارۂ ششم

١٨٩٢ء

بفرمایش تاجر نامی و گرامی خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاستاذیہ و احبابہ رزقہم اللہ تعالیٰ ایمانا کاملا

در مطبع محمدی واقع لاہور مطبوع گردید



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب مَا قِیۡلَ فِیۡ اَوۡلَادِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ کافرون کی اولاد کا بیان یعنے کافرون کے لڑکے لڑکیان جو کہ بالغ ہونے سے پہلے مرجاوین بہشتی ہین یا دوزخی **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس مسئلے مین علماء کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ کافرون کی اولاد خدا کی مشیئت مین ہے جسطرح چاہے گا اُنکے ساتھہ معاملہ کریگا خواہ اُنکو بہشت مین داخل کرے یا دوزخ مین یہ قول حمادین اور ابن مبارک اور اسحاق کا ہے اور بیہقی نے امام شافعی سے بھی یہی قول نقل کیا ہے ابن عبد البر نے کہا کہ امام مالک کے قول کا مقتضی بھی یہی ہے لیکن امام مالک نے صریحاً یہ بات کہین نہین کہی مگر اُنکے اصحاب نے تصریح کی ساتھہ اسکے کہ مسلمانون کی اولاد بہشت مین داخل ہوگی اور کافرون کی اولاد خدا کی مشیئت مین ہے خواہ انکو بہشت مین داخل کرے یا دوزخ مین اور بعضے کہتے ہین کہ اولاد اپنے مان باپ کی تابع ہوگی یعنے مسلمانون کی اولاد بہشت مین داخل ہوگی اور کافرون کی دوزخ مین حکایت کی ابن حزم نے یہ بات بعضے خوارج سے اور انکی دلیل یہ آیت ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نے دُعا مانگی تھی کہ الٰہی نہ چھوڑ زمین پر کافرون سے کوئی گھر یعنے حالانکہ اُنکی اولاد بھی اُنکے ساتھہ تھی اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اُس سے خاص نوح علیہ السلام کی قوم ہے تمام جہان کی کافر مراد نہین اور حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا صرف اسواسطے مانگی تھی کہ انکو وحی سے معلوم ہوچکا تھا کہ ہرگز نہ ایمان لاویگا قوم تیری مین سے کوئی مگر جو کہ ایمان لاچکا اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے تابع ہونگے لیکن یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کافرون کی اولاد بہشت اور دوزخ کے درمیان ہوگی اسواسطے کہ نہ تو اونہون نے نیک عمل کیے ہین کہ اُنکے سبب سے بہشت مین داخل ہون اور نہ اُنہون نے برے عمل کیے ہین کہ اُنکے سبب سے دوزخ مین داخل ہون اور بعضے کہتے ہین کہ وہ بہشتیون کے خادم ہونگے اور اس بات مین ایک حدیث بھی وارد ہوئی ہے گو ضعیف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ مٹی ہو جاوینگے یہ قول ثمامہ بن اشرس سے مروی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ دوزخ مین داخل ہونگے حکایت کی عیاض نے یہ بات امام احمد سے اور ابن تیمیہ نے کہا کہ امام احمد

کی طرف اس قول کی نسبت کرنی غلط ہے بلکہ یہ قول اُنکے بعض اصحاب کا ہے امام احمد سے یہ قول ہرگز محفوظ نہین اور بعضے کہتے ہین کہ آخرت مین انکا امتحان ہوگا اسطرح سے کہ اُنکے سامنے آگ لائی جاویگی اور انکو حکم کیا جاویگا کہ اوسمین داخل ہو سو جو اوسمین داخل ہوگا وہ نجات پاویگا اور جو انکار کریگا ہلاک ہوگا روایت کی یہ حدیث بزار نے انس رض اور ابی سعید رض سے اور طبرانی نے معاذ بن جبل سے اور یہ بات صحیح ہو چکی ہے کہ آخرت مین دیوانہ کا امتحان کیا جاویگا اور جو لوگ کہ فترت کو زمانہ (حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ کے درمیان جو زمانہ گذرا ہے اسکو زمانہ فترت کہتے ہین کہ اوسمین کوئی رسول نہین آیا اسلیے کہ فترت کو معنے منقطع ہونے کے ہین) پیدا ہوئے اونکا بھی آخرت مین امتحان ہوگا یہ بات صحیح حدیثون سے ثابت ہو چکی ہے اور بیہقی نے کتاب الاعتقاد مین حکایت کی ہے کہ یہی مذہب صحیح ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ بہشت مین داخل ہونگے امام نووی نے کہا کہ یہی مذہب صحیح اور مختار ہے جسکی طرف محققین گئے ہین اسطرح دلیل اس آیت کی کہ نہین ہین ہم عذاب کرنے والے یہانتک کہ بھیجین رسول اور جبکہ قبل بلوغ دعوت عاقل کو عذاب نہین ہو سکتا تو غیر عاقل کو بطریق اولے عذاب ہوگا اور واسطے دلیل حدیث سمرہ اور خنساء اور عائشہ رض کے اور بعضے کہتے ہین کہ اُنکے باب مین توقف کرنا چاہیے یعنے نہ اونکو بہشتی کہا جاوے اور نہ دوزخی اور بعضے کہتے ہین کہ اُنکے حق مین کلام سے بندر رہنا چاہیے اور ان دونون قولون مین فرق بہت دقت سے معلوم ہو سکتا ہے حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اِذْ خَلَقَهُمْ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ **ترجمہ** عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافرون کی اولاد کا حال پوچھا کہ بہشت مین داخل ہوگی یا دوزخ مین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے اونکو پیدا کیا تو خوب جاننے والا ہے ساتھہ اوس چیز کے کہ وہ عمل کرنے والے اہل جنت کو یا اہل دوزخ کے **ف** یعنی خدا تعالے اپنے علم کے موافق اونکے ساتھہ معاملہ کریگا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُنکے حق مین توقف اولی ہے حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافرون کی اولاد کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے خوب جاننے والا ہے ساتھہ اوس چیز کے کہ عمل کرتے وہ بعد بالغ ہونے کے **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس باب مین توقف اولی ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ

فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْیُنَصِّرَانِہٖ اَوْیُمَجِّسَانِہٖ کَمَثَلِ الْبَھِیْمَۃِ تُنْتَجُ الْبَھِیْمَۃَ ھَلْ تَرٰی فِیْھَا جَدْعَاءَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر لڑکا اسلام کے طریقہ پر پیدا ہوتا ہے سو اسکے ماں باپ اسکو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں مانند چارپائی کی کہ چار پائے کو جنتا ہے یعنے صحیح سالم کیا تم اوسمین کوئی ناقص الخلقہ دیکھتے ہو کہ نکٹا یا بوچا ہو **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کی استعداد اور لیاقت ہر لڑکے کی پیدایش اور فطرت میں موجود ہے پس اگر انسان کو اوسپر چھوڑا جاوے اور خارجی آفت سے سالم رہے تو بدستور اس فطرتی دین پر قائم رہے اور اوسکو چھوڑکر غیر دین کی طرف کبھی نہ جاوے اسواسطے کہ اس دین کی خوبی سب نفسوں میں ثابت ہے اور سوا اسکے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اُس سے آدمی واسطے پیش آنے کسی آفت کے آفات بشریہ سے مانند تقلید وغیرہ کے اور اسی کی طرف میل کی ہے قرطبی نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے بنی آدم کے دل پیدا کیے اس حال میں کہ وہ قبول حق کی اہلیت رکھتے ہیں جیسے کہ انکی آنکھیں اور کان پیدا کیے اسحال میں کہ وہ مرئیات اور مسموعات کی لیاقت رکھتے ہیں سو جب تک کہ وہ اس اہلیت پر قائم ہیں تو دین اسلام قبول کریں اور اسی معنے پر دلالت کرتا ہے اخیر فقرہ اسحدیث کا جس جگہ کہا کہ جیسے چارپایہ چارپائے کو جنتا ہے الخ یعنے چارپایہ ماں کے پیٹ سے صحیح سالم کامل الخلقہ پیدا ہوتا ہے کوئی نقصان اسمین نہیں ہوتا سو اگر وہ بدستور رہے تو عیب سے سالم رہے لیکن کفار نے اسمین دست اندازی کی کہ مثلاً اسکے کان کاٹ ڈالے پس وہ اپنی اصل پیدایش سے باہر نکلا اور یہ تشبیہ واقع ہے اور وجہ اسکی ظاہر ہے اور امام ابن قیم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یولد علی الفطرۃ سے یہ مراد نہیں کہ جب وہ ماں کے پیٹ سے باہر آوے تو اسی وقت یہ دین جانتا ہے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ اللہ نے نکالا تمکو اپنی ماؤن کے پیٹوں سے اسحال میں کہ تم نہ جانتے تھے کوئی چیز ولیکن مراد یہ ہے کہ فطرت اسکی تقاضا کرنے والی ہے واسطے دین اسلام اور محبت اسکی کے سو نفس فطرت اقرار اور محبت کو مستلزم ہے اور نہیں مراد مجرد قبول کرنا فطرت کا واسطے اسکے اسواسطے کہ وہ مثلاً ماں باپ کی یہودی کرنے کے ساتھ متغیر نہیں ہوتی ساتھ اسطرح کے کہ نکالیں فطرت کو قبول سے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر لڑکا پیدا ہوتا ہے اوپر اقرار ربوبیت کی کہ ربوبیت کا اقرار اسکی فطرت میں ثابت ہے سو اگر وہ خالی چھوڑا جاوے اور اسکا معارض کوئی نہ ہو تو اوسکو چھوڑ کر غیر کی طرف کبھی نہ جاوے جیسے کہ پیدا ہوتا ہے اوپر محبت اوس چیز کے کہ اوسکی طبع کے مناسب ہے دودھ پینے سے یہانتک کہ پھیرے اوسکو اوس سے کوئی پھیرنے والا اسیواسطے تشبیہ دی گئی فطرت کو ساتھ دودھ کے بلکہ بعینہ وہی مراد ہے تعبیر خواب میں پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کو کفر کے سبب سے لڑکے پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ مسلمان ہے جب تک کہ نابالغ ہو پس معلوم ہوا کہ کافرون کی اولاد بہشت میں داخل ہوگی اسواسطے کہ انکی اصل پیدایش میں اقرار ربوبیت اور دین کی محبت ثابت ہے انتہے ملخصاً (فتح) **بَابٌ** **ف** یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اسواسطے کہ اسکو پہلے باب سے تعلق ہے حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ ھُوَابْنُ حَازِمٍ

قال حدثنا ابو رجاء عن سمرة بن جندب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلى صلوة اقبل علينا بوجهه فقال من رأى منكم الليلة رؤيا قال فان رأى احد قصها فيقول ما شاء الله فسألنا يوما فقال هل رأى منكم احد رؤيا قلنا لا قال لكني رأيت الليلة رجلين اتياني فاخذا بيدي فاخرجاني الى ارض مقدسة فاذا رجل جالس ورجل قائم بيده قال بعض اصحابنا عن موسى كلوب من حديد يدخله في شدقه حتى يبلغ قفاه ثم يفعل بشدقه الآخر مثل ذلك ويلتئم شدقه هذا فيعود فيصنع مثله فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا على رجل مضطجع على قفاه ورجل قائم على رأسه بفهر او صخرة فيشدخ بها رأسه فاذا ضربه تدهده الحجر فانطلق اليه ليأخذه فلا يرجع الى هذا حتى يلتئم رأسه وعاد رأسه كما هو فعاد اليه فضربه قلت من هذا قالا انطلق فانطلقنا الى نقب مثل التنور اعلاه ضيق واسفله واسع تتوقد تحته نارا فاذا اقترب ارتفعوا حتى كادوا ان يخرجوا فاذا خمدت رجعوا فيها وفيها رجال ونساء عراة فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا على نهر من دم فيه رجل قائم وعلى وسط النهر قال يزيد بن هارون ووهب بن جرير عن جرير بن حازم وعلى شط النهر رجل بين يديه حجارة فاقبل الرجل الذي في النهر فاذا اراد ان يخرج رمى الرجل بحجر في فيه فرده حيث كان فجعل كلما جاء ليخرج رمى في فيه بحجر فيرجع كما كان فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى انتهينا الى روضة خضراء فيها شجرة عظيمة وفي اصلها شيخ وصبيان واذا رجل قريب من الشجرة بين يديه نار يوقدها فصعدا بي في الشجرة فادخلاني دارا لم ار قط احسن وافضل منها فيها رجال شيوخ وشباب ونساء وصبيان ثم اخرجاني منها فصعدا بي الشجرة فادخلاني دارا هي احسن وافضل فيها شيوخ وشباب قلت طوفتماني الليلة فاخبراني عما رأيت قالا نعم اما الذي رأيته يشق شدقه فكذاب يحدث بالكذبة فتحمل عنه حتى تبلغ الآفاق فيصنع به الى يوم القيمة والذي رأيته يشدخ رأسه فرجل علمه الله القرآن فنام عنه بالليل ولم يعمل فيه بالنهار يفعل به الى يوم القيمة والذي رأيته في النقب فهم الزناة والذي رأيته في النهر آكلوا الربو والشيخ الذي في اصل الشجرة ابراهيم والصبيان حوله فاولاد الناس والذي يوقد النار مالك خازن النار والدار الاولى التي دخلت دار عامة المؤمنين واما هذه الدار فدار الشهداء وانا جبرئيل وهذا ميكائيل فارفع رأسك فرفعت رأسي فاذا فوقي مثل السحاب قالا ذلك منزلك فقلت دعاني ادخل منزلي قالا انه بقي لك عمر لم تستكمله فلو استكملت اتيت منزلك ترجمہ

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑہتے یعنے صبح کی تو متوجہ ہوتے طرف ہماری ساتھ منہ اپنے کے اور فرماتے کہ اگر تم مین سے کسی نے آج کی رات خواب دیکھا ہو تو بیان کرے سو اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو آپ سے بیان کرتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی تعبیر بیان فرماتے جو کچہ کہ اللہ چاہتا سو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم مین سے کسی نے خواب دیکھا ہے ہمنے عرض کی کہ نہین آپ نے فرمایا مگر مین نے تو آجکی رات خواب مین دیکھا دو مردون کو کہ میرے پاس آئے سو اونہون نے میرے دونو ہاتہہ پکڑے اور مجھکو پاک زمین یعنے بیت المقدس کی طرف لیگئے تو وہان ایک مرد بیٹھا ہے اور ایک مرد کھڑا ہے اُسکے ہاتہہ مین لوہے کا آنکڑا ہے اوسکو بیٹھے مرد کے گل پھڑے مین ڈالتا ہے کہ اوسکی گدی تک پہونچ جاتا ہے پھر اوسکے دوسرے گل پھڑے سے اسیطرح کرتا ہے اور یہ گلپھڑا اچھا ہوجاتا ہے یعنے جبتک دوسرے گل پھڑے کو چیرتا ہے پہلا گل پھڑا جڑ جاتا ہے پھر دوبارہ اسیطرح کرتا ہے تو مینے کہا یہ کیا ہے اُن دونو مردون نے کہا آگے چل سو ہم آگے چلے یہانتک کہ ایک چت لیٹے مرد پاس آئے اور ایک مرد اسکے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے اور اس سے اوسکے سر کو کچلتا ہے تو اوسکو جب مارتا ہے پتھر ڈہلک جاتا ہے تو اوسکی طرف وہ چلا جاتا ہے کہ لے آوے سو یہانتک پلٹ کر نہین پہونچتا کہ اوسکا سر جڑ جاتا ہے اور درست ہوجاتا ہے جیسے کہ تھا سو وہ مرد اوسکی طرف پلٹ آتا ہے اور اوسکو مارتا ہے سو مینے کہا یہ کون ہے اونہون نے کہا کہ آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑہا ہے پر جو مثل تنور کی تھا ہم پہنچے اوسکا منہ تنگ اور اندر کشادہ ہے اور اوسکے نیچے آگ جل رہی ہے سو جب کہ آگ قریب آجاتی تھی (یعنے کنارے تنور کے) ....

.... تو اوسکے اندر کے لوگ اونچے ہوآتے تھے یہانتک کہ قریب تھا کہ باہر نکل پڑین پھر جب بجھتی تھی تو اوسکے اندر ہوجاتے تھے اور اوسمین ننگے مرد اور عورتین تھین سو مینے کہا کہ یہ کیا ہے اون دونو نے کہا کہ آگے چل تو ہم چلے یہانتک کہ ایک خون کی نہر پر پہونچے کہ اوسمین ایک مرد کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اوسکے آگے پتھر رکھے ہوئے ہین پس آگے بڑھا وہ جو نہر مین تھا سو جب کہ اوسنے چاہا کہ باہر نکلے کنارے والے مرد نے اوسکے منہ پر پتھر مارا اور اوسکو ہٹایا جہان کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا تو اوسکے منہ پر پتھر مارتا تھا سو وہ پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر سو مینے کہا یہ کیا ہے اونہون نے کہا کہ آگے چل تو ہم چلے یہانتک کہ ایک سبز باغ پر پہونچے کہ اوسمین ایک درخت تھا اور اوسکی جڑہ مین ایک پیر مرد اور لڑکے ہین اور درخت کے قریب ایک مرد ہے اوسکے آگے آگ ہے وہ اوسکو بہڑکا رہا ہے سو میرے ساتھی دونو مرد مجھکو اوس درخت پر چڑہا لے گئے اور ایک گھر مین مجھکو داخل کیا مینے کبہی اوس سے بہتر اور افضل گھر نہین دیکھا اوسمین مرد ہین بڈہے اور جوان اور عورتین اور لڑکے پھر مجھکو اونہون نے اوس سے نکالا تو درخت پر مجھکو چڑہا لے گئے اور ایک گھر مین مجھکو داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل تھا .... اوسمین بڈہے اور جوان ہین سو مینے اون سے کہا

پہر تم دونو نے مجھکو رات بہر گہمایا تو اب بتلاؤ مجھکو جو کہ مینے دیکھا ہی اونہون نے کہا کہ ہان ہم بتلاتے ہین اوس مرد کو جو تو نے دیکھا تہا کہ اوسکے گل پہاڑے سے چیرے جاتے تہے سو وہ جہوٹہا آدمی تہا کہ جہوٹہی باتین بنا کر لوگون سے کہتا تہا لوگ اوس سے سیکھ کر اور ون سے نقل کرتے تہے یہانتک کہ ساری جہان مین جہوٹ مشہور ہو جاتا تہا تو اوس پر یہ عذاب ہوا کریگا روز قیامت تک اور جسکو تو نے دیکھا تہا کہ اوسکا سر کچلا جاتا تہا سو وہ مرد ہے کہ خدا نے اوسکو قرآن سکہایا سو وہ قرآن سے غافل ہو کر رات کو سو رہا یعنے تہجد مین قرآن نہ پڑہتا اور دن کو اوس پر عمل نہ کیا یہی عذاب اوس پر ہوا کریگا روز قیامت تک اور جنکو تو نے گڑہے مین دیکھا وے لوگ حرام کار اور زناکار ہین اور جسکو تو نے خون کی نہر مین دیکھا وہ سود خوار ہے اور جس پیر مرد کو تو نے درخت کی جڑ کے پاس دیکھا وے ابراہیم علیہ السلام ہین اور جو لڑکے کہ اونکے گرد ہین سو لوگون کی اولاد ہین کہ بالغ ہونے سے پہلے مرے اور جو شخص کہ آگ بہڑکاتا ہے سو وہ مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور پہلا گہر جسمین تو داخل ہوا تہا وہ عوام ایماندارون کا مقام ہے اور یہ گہر تو شہیدون کا گہر ہے اور مین جبرئیل ہون اور یہ میکائیل ہے اب تو اپنے سر کو اوٹہا سو مینے اپنا سر اوٹہایا تو کیا دیکہتا ہون کہ میرے اوپر بدلی ہے اونہون نے کہا کہ یہ تیرا مقام ہے تو مینے کہا کہ مجھکو چہوڑو کہ مین اپنے مکان مین جاؤن اونہون نے کہا کہ ابہی تیری عمر باقی ہی کہ تو نے ابہی اوسکو پورا نہین کیا سو جبکہ تو اپنی عمر کو پورا کر چکے گا تو اپنے مکان مین آویگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافرون کی اولاد بہشت مین داخل ہوگی اسواسطے کہ ناس کا لفظ عام ہے شامل ہے مسلمانون کو بہی اور کافرون کو بہی مع فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بہی ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا شہیدون کا مرتبہ اور مسلمانون سے نہایت افضل اور اعلے ہی **بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ** دوشنبے یعنی سوار کے دن مرنے کی فضیلت کا بیان **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ موت کو وقت معین کرنے مین کسی کو اختیار نہین کہ میری موت فلانے دن یا فلانے وقت ہو لیکن اوسکے حصول کے سبب تلاش کرنے مین دخل ہے مانند دعا کی اور رغبت کرنے کی طرف اللہ کی واسطے برکت حاصل کرنے کو سو اگر مقصود حاصل نہ ہو تو بہی نیت کا ثواب ملتا ہی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ جمعہ کے دن مرنے کی بڑی فضیلت ہی جیسے کہ ترمذی مین عبداللہ بن عمرو سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہین کہ مرے دن جمعہ کے یا رات جمعہ کی مگر کہ اللہ تعالی اوسکو قبر کے فتنے سے بچا لیتا ہی اور اسکی اسناد مین کلام ہے سو شاید امام بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہین اسواسطے اوسکو نقل نہ کیا حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالَتْ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ قَالَ أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ بِهِ

دَرْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ اغْسِلُوا ثَوْبِي هٰذَا وَزِيْدُوْا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُوْنِي فِيْهِمَا قُلْتُ اِنَّ هٰذَا
خَلَقٌ قَالَ اِنَّ الْحَيَّ اَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ اِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتّٰى اَمْسٰى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ
وَدُفِنَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ مین اپنے باپ ابی بکر رض پاس آئی سو ابو بکر رض نے کہا کہ تمنے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑون مین کفنایا تہا عائشہ رض نے کہا کہ تین کپڑون سفید مین کہ سحول کے تہے یہ
کہ نام ہے ایک بستی کا یمن مین نہ تہا اونمین کرتا اور نہ پگڑی پہر ابو بکر رض نے عائشہ رض سے کہ حضرت کس روز فوت ہوئے
تہے عائشہ رض نے کہا کہ دوشنبے کو دن ابو بکر رض نے کہا کہ مین اپنی موت کی امید رکہتا ہون درمیان اس ساعت کے اور
درمیان رات کی یعنے مین تمنا کرتا ہون کہ میری موت بہی اسی دوشنبے کو دن ہو رات سے پہلے اور وہ دن دوشنبہ کا تہا
سو ابو بکر رض نے اپنے کپڑے کی طرف دیکہا جسمین کہ بیماری کا لی تہی کہ اوسمین زعفران کا اثر تہا سو فرمایا کہ میرا یہ کپڑا
دہو ڈالو اور اسپر دو کپڑے اور زیادہ کرو اور اونمین مجہکو کفناؤ مینے کہا کہ یہ کپڑا پرانا ہے کہا کہ زندہ بہت حقدار ہے
ساتہہ نئے کپڑے کی مردے سے کہ کفن تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے یعنے پیپ وغیرہ مین آلودہ ہو کر خراب ہو جاتا ہے
پس کیا حاجت ہی ساتہہ کپڑے جدید کے یا واسطے مہلت کے ہے کہ بقار کہتا ہون واسطے فانی کے سو نہ وفات پائی
ابو بکر رض نے یہان تک کہ سہ شنبہ کی رات کی شام ہوئی یعنے سہ شنبہ کی رات کو شام کے وقت فوت ہوئے
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفن کیے گئے پہلے صبح کے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ عائشہ سے روایت ہی کہ دوشنبے
کو دن ساتوین جمادی الاخر کو ابو بکر رض نے غسل کیا اور وہ سردی کا دن تہا یعنے پس بیمار ہوئے اور پندرہ دن بیمار رہے
اور تیئیسوین جمادی الآخر سہ شنبہ کی رات کو سنہ ۱۳ ہجری مین اونکا انتقال ہوا اور دوشنبے کو دن ابو بکر رض نے عائشہ رض
سے یہ حدیث پوچہی تہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوشنبہ کے دن مرنے کی بڑی فضیلت ہی کہ ابو بکر رض نے اس دن مرنے
کی تمنا کی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور نیز اسی مین کہا کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر رض کے نزدیک کفن
مین اسراف کرنا درست نہ تہا اور ابو داؤد مین علی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت مہنگا
کپڑا کفن مین نہ لگاؤ اس واسطے کہ وہ بہت جلدی پرانا اور خراب ہو جاتا ہے اور صحیح مسلم مین جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بہائی کو کفن دیوے تو چاہیے کہ اوسکو اچہا کفن دیوے سو یہ حدیث پہلی حدیث
کی معارض نہین سو واسطے کہ اونکے درمیان تطبیق ممکن ہے کہ مراد اچہے کپڑے سے باعتبار صفت کی ہو یعنے پورا اور نظیف
اور سفید ہو اور مراد اسراف سے باعتبار مول کے ہو یعنے بہت نفیس اور بہاری قیمت کو کپڑے سے کفن دینا منع ہے اور احتمال ہے
کہ حضرت ابو بکر رض نے کسی اور سبب سے خاص کر وہ کپڑا اختیار کیا ہو کہ اوس سے تبرک مقصود ہو کہ وہ کپڑا اونکو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے پہونچا ہو یا اس واسطے کہ اونہون نے اوسمین عبادت کی ہو اور اس حدیث سے بہی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک
یہ کہ مستحب ہے کہ سفید کپڑون مین کفن دے اور یہ کہ جائز ہے کفن دینا ساتہہ دہلی ہوئی کپڑون کے اور یہ کہ جائز ہے دفن کرنا

بہم ملت کی اور یہ کہ جائز ہے سیکھنا علم کا آپ چھوٹے سوانتھے لمخصا **باب** مَوْتِ الْفُجَاءَۃِ بَغْتَۃً اچانک مرجانے
کا بیان یعنی بغیر کسی سبب بیماری وغیرہ کے مرنے کا کیا حکم ہے اچھا ہے یا برا **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ مراد
امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ اچانک مرجانا مکروہ نہیں اور امام احمد نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم ایک دیوار پر گذرے کہ گرنے پر تھی سو آپ جلدی وہان سے گذرے اور فرمایا کہ مین اچانک کی موت کو کرہ
سو شاید حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اسواسطے فرمائی کہ اوسمین وصیت اور توبہ وغیرہ نیک عملون سے محروم
رہنے کا خوف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد امام بخاری کی یہ ہے کہ اگر کوئی اچانک مرجائے تو اوسکی اولاد کو چاہیے کہ جہان
تک ممکن ہو نیک عملون سے اوسکی مدد کرین اوس قبیلے سے کہ اوسمین نیابت صحیح ہو جیسے کہ باب کی حدیث مین
واقع ہوا ہے اور امام نووی نے بعض قدما سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت نبیون کی اور نیکون کی اچانک کی
موت مرے ہین سو تطبیق اسمین یہ ہے کہ جو لوگ کہ ہمیشہ اللہ کے ذکر مین مشغول ہون اور منہیات سے پرہیز کرتے
ہون اونکے حق مین اچانک کی موت سے مرنا بہتر ہے اور جو لوگ ایسے نہ ہون اونکے حق مین اچانک مرنا مکروہ ہے انتہے
حدثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ
رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا
أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کی کہ میری مان اچانک مرگئے اور مین گمان کرتا ہون کہ اگر وہ کلام کرتے تو صدقہ دینے سو اگر مین اوسکی طرف سے
بطور نیابت کچھ خیرات کرون تو کیا اوسکو ثواب ملیگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان ملیگا **ف** اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اچانک مرنا مکروہ نہین اسواسطے کہ جب اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میری مان اچانک مرگئی
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکی کراہت ظاہر نہوئی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضہ کی قبر کا بیان کہ اونٹ کی کوہن کی طرح ہے
یا اور طرح سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کسطرح ہے فَأَقْبَرَهُ یعنے لفظ اقبرہ کے کہ آیت ثم اماتہ فاقبرہ
مین واقع ہوا ہے کیا معنے ہین **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اقبرہ کے معنے یہ ہین کہ کیا اوسکو اون لوگون مین سے
کہ دفن کیے جاوین اونمین سے کہ ڈالے جاوین کہ اونکو کتے کہاوین أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ أُقْبِرُهُ إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا یعنے تو
کہتا ہے اقبرت الرجل واقبرہ جب کہ تو اوسکے واسطے قبر بناوے **ف** یہ عرب کا محاورہ ہے جب کوئی کسی کے لیے قبر
بناوے تو اوسوقت یہ کلمہ بولتا ہے وَقَبَرْتُهُ دَفَنْتُهُ یعنے قبر کے معنے یہ ہین کہ مینے اوسکو زمین مین دفن کیا كِفَاتًا
يَكُونُونَ فِيهَا أَحْيَاءً وَيُدْفَنُونَ فِيهَا أَمْوَاتًا یعنے کفاتا کے معنے جو آیت الم نجعل الارض کفاتا مین واقع ہوا ہے
یہ ہین کہ زمین مین ہونگے اسحال مین کہ زندہ ہین اور اسمین دفن کیے جاوینگے اسحال مین کہ مردے ہونگے **ف** اس آیت

کی تفسیر یہان تقریبا واقع ہوئی ہے ترجمہ باب کو ساتھ اوسکو کچھ علاقہ نہین حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ
هِشَامٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ یَحْیَی ابْنُ اَبِیْ زَکَرِیَّاءَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَتَعَذَّرُ فِیْ مَرَضِهٖ اَیْنَ اَنَا الْیَوْمَ اَیْنَ اَنَا
غَدًا اِسْتِبْطَاءً لِیَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا کَانَ یَوْمِیْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَدُفِنَ فِیْ بَیْتِیْ **ترجمہ**
عائشہ رض سے روایت ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری مین پوچھتے تھے کہ کتنے دن باقی ہین
یعنے عائشہ کی باری تک مین آج کہان ہون اور کل کہان ہونگا یعنے تاکہ آسان ہووے آپ پر شدت بیماری کی اوسواسطے
کہ بیمار بعض گہر والون کے پاس آرام پاتا ہے اور بعض کے نزدیک نہین آرام پاتا یا عائشہ کے گہر سے انتقال کے وقت نہ
کرتے تھے بسبب کمال مروت کو اگرچہ قسمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہ تھی فرماتے تھے یہ بات واسطے دیر کرنے دن
عائشہ رض کے اور کمال اشتیاق باری اونکی کے یعنے سب بی بیون کے گہر مین باری باری کے ساتھ جانے کی وجہ
عائشہ رض کی باری مین دیر ہو جاتی تھی اور آپ کو اونکے پاس جانے کا کمال اشتیاق ہوتا تھا سو اسواسطے یہ بات فرماتے
تھے کہ مین آج کہان ہون اور کل کہان ہونگا سو جب میری باری کا دن ہوا تو خدا تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان
سے اوٹھا لیا اس حال مین کہ آپ میرے پہلو اور سینے کے درمیان تھے اور میرے گہر مین دفن ہوئے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رض کے گہر مین دفن ہوئے وفیه المطابقة للترجمة اور پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی بیماری مین عائشہ رض کے گہر مین رہنے کو لیے سب بی بیون سے اجازت چاہی تھی سو سب نے خوشی سے اجازت دی کہ آپ
عائشہ رض کے گہر مین رہین ہمنے اپنی باری معاف کی سو ظاہر یہ حدیث اخیر بیماری پر محمول ہے اور اس باب کی حدیث ابتدا
بیماری پر محمول ہے پس تعارض دفع ہوگیا حَدَّثَنَا مُوْسَی ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ
الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَوْلَا ذٰلِكَ اُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ خَشِیَ اَوْ خُشِیَ اَنْ
یُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَعَنْ هِلَالٍ قَالَ کَنَّانِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَلَمْ یُوْلَدْ لِیْ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت مین فرمایا کہ خدا لعنت کرے یہود اور نصاری پر کہ اون لوگون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون
مسجدین بنایا اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ آپکی قبر شریف کو مسجد بنا دینگے تو آپ کی قبر ظاہر کی جاتی (یہ قول عائشہ رض کا ہے) لیکن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈرے یا اصحاب رض کو ڈر ہوا یہ کہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنا دین یعنے اسی واسطے آپ کی قبر ظاہر نہ رکہی
گئی **ف** وجہ مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے ظاہرا معلوم نہین ہوتی لیکن قبر کو مسجد نہ بنانا ایک حکم ہے متعلق
اوسکے سو یہی ادنی مناسبت ہی کافی ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ
عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا **ترجمہ** سفیان رض سے روایت

کہ اوسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو دیکہا بطور کوہان اونٹ کے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بنانا
قبر کا مانند کوہان اونٹ کی اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رح اور مالک رح اور احمد اور مزنی اور بہت شافعیہ کا کہ بنانا قبر کا مانند
کوہان اونٹ کی افضل ہے اور امام شافعی وغیرہ کہتے ہین کہ مسطح یعنے برابر اور ہموار رکہنا قبر کا افضل ہے لیکن یہ سب
اختلاف افضلیت مین ہے اصل جواز مین کچہ اختلاف نہین کہ خواہ اونٹ کی کوہان کی طرح رکہے یا برابر رکہے دونو
طرح درست ہے سو بعضے مسنم کو افضل کہتے ہین اور بعضے مسطح کو افضل کہتے ہین انتہے ملخصًا (فتح) **حَدَّثَنَا**
فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ
بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَخَذُوْا فِيْ بِنَآءِهٖ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَمَا وَجَدُوْا اَحَدًا يَّعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا هِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ لَا تَدْفِنِّيْ مَعَهُمْ
وَادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ بِالْبَقِيْعِ لَا اُزَكّٰى بِهٖ اَبَدًا **ترجمہ** عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب ولید بن عبد الملک
کی خلافت مین عائشہ رض کے حجرے (کہ اوسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے) کی دیوار گر پڑی تو لوگون نے اوسکو بنانا
شروع کیا یعنے از سر نو اوسکے واسطے ایک قدم ظاہر ہوا سو لوگ گہبرائے اور گمان کیا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے
سو اونہون نے کوئی آدمی ایسا نہ پایا کہ جانتا ہو کہ یہ قدم کسکا ہے یہانتک کہ عروہ نے اونسے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ یہ قدم حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا نہین ہے تو عمر رض کا قدم ہے **ف** ولید بن عبد الملک کی خلافت مین عمر بن عبد العزیز اوسکی طرف سے
مدینہ پر حاکم تھے اور اوسوقت بعضے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف نماز پڑہتے تہے سو عمر بن عبد العزیز نے
۲ حضرت چاہا کہ قبر شریف کو بلند کر دیں تا کہ لوگ اوسکی طرف نماز نہ پڑہین سو جب حجرے کی دیوار گری تو عمر کا قدم ظاہر ہوا پہر اوسکو
قبر مین رکہکر حضرت کی قبر بلند کی گئی تا کہ اوسکی طرف کوئی نماز نہ پڑہے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
۲ دفیہ المطابقۃ للترجمۃ شریف عائشہ رض کے حجرے مین ہے (فتح) **ک** اور ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عائشہ رض نے عبد اللہ
بن زبیر کو وصیت کی کہ مجہکو حضرت صاحب اور آپکے یارونکے ساتہہ دفن نہ کیجیو بلکہ مجہکو میرے مصاحبون کے یعنے
ازواج مطہرات کے ساتہہ بقیع مین دفن کیجیو تا کہ اوسکے سبب سے کبہی کوئی میری صفت نہ کرے **ف** یعنے اگر
مجہکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کیا گیا تو لوگ میری تعریف کرینگے بسبب دیکہ ہونے قبر میری
کے ساتہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور احتمال ہے کہ مین اس لائق نہ ہون اور بقیع مین عوام مسلمانون کا قبرستان
ہے دفن ہونے سے کوئی مجہکو جانیگا اور نہ تعریف کریگا اور آیندہ حدیث مین آیا ہے کہ پہلے وہ جگہ اپنے واسطے
رکہی ہوئی تہی سو شاید اونکا اجتہاد متغیر ہوا ہوگا (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ
قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ الْاَوْدِيِّ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ

يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَقُلْ يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَے نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَدَيْكَ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمُوا ثُمَّ قُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ فَادْفِنُونِي وَإِلَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا فَسَمَّى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ لَكَ مِنَ الْقِدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ فَقَالَ لَيْتَنِي يَا ابْنَ أَخِي وَذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ خَيْرًا أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ

ترجمہ عمر بن میمون سے روایت ہے کہ مینے عمر فاروق رض کو دیکہا کہ اونہوں نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو کہا کہ تو ام المومنین عائشہ رض کے پاس جا اور کہہ کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے پہر اونسے اجازت مانگ اسکی کہ مین اپنے دونو صاحبون کے ساتہہ دفن کیا جاؤن سو عبد اللہ بن عمر حضرت عائشہ رض کے پاس گئے اور سلام کہہ کے اونسے پروانگی چاہی) عائشہ رض نے کہا کہ مین وہ جگہ اپنے واسطے رکہی ہوئی تہی سو البتہ مین آج اختیار کرونگی اوسکو اپنی جان پر یعنے مینے اوسکو وہ جگہ دی سو جب عبد اللہ سامنے آئے تو عمر رض نے کہا کہ کیا ہے کہا کہ عائشہ رض نے تجہکو اجازت دی اے امیر المومنین عمر رض نے کہا کہ میرے نزدیک اس لیٹنے کی جگہہ سے کوئی چیز زیادہ تر مقصود نہ تہی سو جب مین مر جاؤن تو مجہکو اوٹہا لے جاؤ پہر عائشہ رض کو سلام کہو پہر کہو عمر آپ سے اجازت چاہتا ہے سو اگر اجازت دے تو مجہکو دفن کرو اور اگر اجازت نہ دی تو پہر لیجاؤ مجہکو طرف قبرستان عوام مسلمانون کی (اور پہر عمر رض نے یہ وصیت کی کہ مقرر مین کسی کو خلافت کا زیادہ تر حقدار نہین جانتا ان لوگون سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسحال مین کہ آپ انسے راضی تہے سو جسکو تم میرے بعد خلیفہ بناؤ سو وہی خلیفہ ہے سو اوسکا کہنا مانو اور اطاعت کرو سو نام لیا عمر رض نے عثمان رض اور علی رض اور طلحہ رض اور زبیر رض اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کا یعنے یہ لوگ لائق خلافت کے ہین اور حضرت عمر رض پاس انصار کا ایک جوان آیا اور کہا کہ خوش ہو اے امیر المومنین ساتہہ خوشخبری اللہ تعالی کے کہ تجہکو اسلام مین پیشیہ دستی تہی اور عالی رتبہ تہا یعنے بلند کرنے کلمہ اسلام کے وہ چیز کہ تو جانتا ہے

یعنے مجھکو معلوم ہے کہ تو ابتداء اسلام مین مسلمان ہوا اور اسلام کو تجھ سے بہت قوت اور تائید ہوئی پہر تو خلیفہ ہوا اور تو نے
عدل کیا پہر بعد ان سب کے تجھکو شہادت کا رتبہ ملا سو عمر رض نے کہا کہ کاشکے اے میرے بہائی کے بیٹے مین تمنا رکہتا
ہون کہ یہ مجھکو کافی ہو کہ نہ مجھکو اوسکا عذاب ہو اور نہ ثواب اور مین وصیت کرتا ہون خلیفہ کو کہ بعد میرے ہو پہلے
مہاجرین کے حقمین کہ اونکے ساتھہ نیکی کرے اور اونکا حق پہچانے اور اونکی عزت نگہ رکہے اور نیز مین وصیت
کرتا ہون خلیفہ کو انصار کے حقمین نیکی کرنیکی جنہوں نے جگہ پکڑ رکہی ہے اس گہر مین یعنے مدینہ مین اور ایمان مین
... یہ کہ اونکے نیکون سے نیکی قبول کرے یعنے اونکی تعظیم اور تکریم کرے اور انکے بُرون سے برائی معاف کرے یعنے
سوائے حدود اللہ اور حقوق العباد کے اور نیز وصیت کرتا ہون مین خلیفہ کو ساتھہ نگہ رکہنے ذمہ اللہ کے اور ذمہ رسول
اوسکے کو اور اوس عہد کے کہ اہل ذمہ اور اہل کتاب وغیرہ مطیع اسلام کے ساتھہ کیا ہے یہ کہ پورا کرے عہد اونکا اور
یہ کہ لڑے ساتھہ غیر اہل ذمہ اور اہل عہد کے اور یہ کہ نہ تکلیف دیجاوے اہل ذمہ کو زیادہ طاقت اونکی سے کہ جزیہ سے
زیادہ اونسے طلب کیا جاوے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس
ایک قبر کے سوا اور کچھ جگہ نہ تہی اور سابق حدیث مین ہے کہ عائشہ رض نے اپنے مرنے کے وقت کہا کہ مجھکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس دفن نہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور قبر کی جگہ بہی وہان تہی سو تطبیق یہ ہے کہ شاید حضرت عائشہ رض
کو پہلے گمان تہا کہ ایک قبر کے سوا وہان اور جگہ نہین سو حضرت عمر رض وہان دفن ہوئے تو اونکو معلوم ہوا کہ وہان اور
قبر کی جگہ بہی باقی ہے اسواسطے مرنے کے وقت یہ فرمایا اور اسحدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ نیکون کی قبرون کے پاس قبر
بنانی واسطے امید نزول رحمت کے درست ہے اور یہ کہ اگر کوئی کسی چیز کا وعدہ کرے تو اوسمین رجوع کرنا درست ہے اور وفا
کرنا لازم نہین انتہے (فتح) **بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ** مردون کو برا کہنا درست نہین **حَدَّثَنَا**
اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ أَبِي
عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْأَعْمَشِ **ترجمہ**
عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردون کو گالی مت دو اور برا مت کہو اسواسطے کہ وے تو
پہونچ گئے اپنے کیے کو **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردون کو برا کہنا مطلق درست
نہین لیکن یہ حدیث مخصوص ہے ساتہہ حدیث انس رض کے کہ لوگون نے ایک میت کی نیکی بیان کی اور ایک کی برائی
بیان کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنے بہشت یا دوزخ اور فرمایا کہ تم خدا کے گواہ ہو زمین
مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونپر انکار نہ کیا اور احتمال ہے کہ مراد اموات سے خاص مسلمانون کے مردے ہون
اسواسطے کہ کافرون کو برا کہنے سے تو خدا کے نزدیک تقرب حاصل ہوتا ہے اور پہر کہا کہ زیادہ ترصحیح قول یہ ہے کہ کافرون

اور فاسقون کے عیب دفن کی برائیان بیان کرنی درست ہین تاکہ لوگ اونسے پرہیز کرین اور نفرت پکڑین اور اجماع ہو
سب علما کا کہ رواۃ مجروحین کی جرح کرنی درست ہے خواہ زندے ہون یا مردہ انتہے **باب** ذکر شرار الموتٰی
برے مردون کے یاد کرنے کا بیان **حدثنا** عمر بن حفص قال حدثنا ابی عن الاعمش قال حدثنی عمرو
ابن مرۃ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال ابو لہب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم تبا لک سائر
الیوم فنزلت تبت یدا ابی لہب وتب **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ابولہب نے کہا اوسپر خدا کی لعنت ہو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ہلاکت ہووے تجھکو تمام دن سو اوسکے حقمین یہ سورہ اتری کہ ہلاک ہوگئے دونو ہاتھ
ابی لہب کے اور ہلاک ہوا وہ **ف** جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے پیغمبر اپنے نزدیکیون کو ڈرا تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے اور مکہ والون کو پکارا وہ سب جمع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ اگر مین تمکو خبر
دون کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے کہ تمپر چڑھ آیا ہے تو تم اعتبار کروگے اونہون نے کہا ہان فرمایا پس مین تمکو ڈراتا
ہون بڑے عذاب سے کہ اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو ہلاک ہو جاؤگے تب ابو لہب علیہ اللعنۃ نے یہ کلمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو حقمین کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافرون کے مردون کو برا کہنا درست ہے کہ ابن عباس رض نے اوسپر لعنت کی وفیہ
مطابقۃ للترجمۃ **بسم اللہ الرحمن الرحیم کتاب الزکوٰۃ** کتاب ہے زکوۃ کے بیان مین **ف**
فتح الباری مین لکھا ہے کہ زکوۃ کے معنے لغت مین بڑھنا اور پاک کرنا ہے اور زکوۃ کو زکوۃ اس سبب کہتے ہین کہ
اوس سے مال بڑھتا ہے یا اوسسے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا اونکے متعلق اموال صاحب نصاب ہینے کہ مانند تجارت اور
زراعت وغیرہ کی اور دوسرا اعتبار کرکے زکوۃ کو زکوۃ اسواسطے کہتے ہین کہ اوسکے ساتھ آدمی رذالت بخل اور گناہون سے
پاک ہوتا ہے اور وہ تیسرا رکن ارکان سے ہے جنپر اسلام کی بنیاد ہے اور ابن عربی نے کہا کہ اطلاق کیا جاتا ہے زکوۃ کا
اوپر صدقہ واجبہ کے اور مندوب کی اور نفقہ کے اور حق کے اور عفو کے اور شرع مین زکوۃ کہتے ہین نصاب حولی کی ایک جز
فقیر کو دینی کہ ہاشم کی اولاد مین سے نہو پہر اوسکا رکن ہے اور وہ مالک ہونا مال نصاب کا ہے کہ برس دن تک ملک مین رہے
اور اصل زکوۃ فرض ہے اور منکر اوسکا کافر ہے انتہے ملخصا اور اسمین اختلاف ہے کہ زکوۃ کب فرض ہوئی اکثر علما کہتے ہین
کہ ہجرت کے بعد دوسرے سال مین فرض ہوئی پہلے رمضان کے انتہے **باب** وجوب الزکوٰۃ زکوۃ کے واجب
ہونے کا بیان کہ مسلمانون پر زکوۃ فرض ہے **وقول** اللہ عز وجل واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ یعنے
اور دلیل اوپر فرض ہونے زکوۃ کے یہ آیت ہے کہ قائم رکہو نماز کو اور دو زکوۃ کو **ف** لفظ قول کا مرفوع ہے ساتھ
ابتدا کے یعنے مبتدا ہے اور اوسکی خبر محذوف ہے یعنے ہو دلیل علی ما قلنا انتہے (فتح) اس آیت سے معلوم ہوا کہ
زکوۃ فرض ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور زکوۃ نماز کے ساتھ مذکور ہے قران مجید مین بیاسی جگہ **وقال** ابن عباس
حدثنی ابو سفیان فذکر حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یامرنا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصلۃ و

الْعَفَافِ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ حدیث بیان کی مجہ سے ابو سفیان نے پس ابن عباس نے سب حدیث
بیان کی ابو سفیان نے کہا کہ حکم کرتا ہے ہمکو ساتھہ نماز کے اور زکوۃ کے اور برادری کے اور پرہیز گاری کو **ف**
یہ حدیث ہرقل کی حدیث کا ٹکڑا ہے جو ابتدا کتاب مین گذری اسحدیث سی معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
حَدَّثَنَا ابُوْعَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِي مَعْبَدٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ لَّا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ
فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي اَمْوَالِهِمْ
تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ
کو یمن کی طرف حاکم کر کے بہیجا اور فرمایا کہ بلا او نکو اول طرف گواہی دینے اسکے کہ نہین کوئی لائق عبادت کی
سوائے خدا کے اور مقر ہین اللہ کا رسول ہون سو اگر وے یہ بات مانین اور شہادتین کا اقرار کرین تو اونسے خبر کر دے
کہ اللہ نے فرض کین ہین اونپر پانچ نمازین ہر دن رات مین سو اگر وے یہ بات مانین تو اونسے خبر کر دے کہ اللہ نے فرض کی ہی
اونپر زکوۃ اونکے مالون مین کہ لیجاوے اونکے مالدارون سے یعنے جو مالک نصاب کی ہون اور دی جاوے اونکے فقیرون کو
ف یہ حدیث یہان مختصر ہے اور دوسری جگہ مفصل ہے اسحدیث سی بھی معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ
مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي
الْجَنَّةَ قَالَ مَالَهُ مَالَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَبٌ مَّالَهُ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَ
تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَقَالَ بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ
وَاَبُوْ عُثْمَانَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْشٰى اَنْ يَّكُوْنَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مَحْفُوْظٍ اِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو ترجمہ ابی ایوب سے روایت ہی کہ ایک
مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ مجہکو کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ مجہکو بہشت مین داخل کرے لوگون
نے کہا اسکا کیا حال ہے کیا حال ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکو کوئی حاجت ہی عبادت کری تو خدا
کی اور نہ شریک ٹھیرائے تو ساتہہ اوسکی کسی کو اور قائم رکہے تو نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو اور سلوک کری تو ساتہہ برادری کے
ف اسحدیث سی معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو توحید کے ساتہہ متصل
بیان کیا اور نیز سائل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ عمل پوچہا تہا کہ بہشت مین داخل کرے پس ضرور ہے جواب دینا
ساتہہ ایسے عمل کے کہ اگر اوسکو نہ کرے تو بہشت مین نہ جاوے اور جب بہشت مین نہ گیا تو لامحالہ دوزخ مین جاویگا اور یہی

کوئی ایسا عمل اگر فرض ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) حدثنا محمد بن عبد الرحیم قال حدثنا عفان بن مسلم
قال حدثنا وهيب عن يحيى بن سعيد بن حيان عن ابي زرعة عن ابي هريرة ان اعرابيا اتى النبي صلى الله
عليه وسلم فقال دلني على عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به شيئا و
تقيم الصلوة المكتوبة وتؤدي الزكوة المفروضة وتصوم رمضان قال والذي نفسي بيده لا ازيد
على هذا فلما ولى قال النبي صلى الله عليه وسلم من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر
الى هذا **ترجمہ** ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کی کہ یا حضرت آپ مجھکو
کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ میں اوسکے کرنے سے بہشت میں داخل ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عمل یہ ہے کہ تو
اللہ کی عبادت کرے کسی کو اوسکے ساتھ شریک نہ ٹہیراوے اور نماز فرض پڑہا کرے اور فرض زکوۃ ادا کیا کرے اور
رمضان کے روزے رکہا کرے پہر اوس مرد نے کہا قسم ہے اوس پاک ذات کی جسکے قابو میں میری جان ہے کہ اپنی
طرف سے فرض جانکر نہ اسپر کچھ پڑہاؤنگا نہ گہٹاؤنگا سو جب وہ پیٹھ دیکر چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی
سے چاہے بہشتی مرد کو دیکہنا تو اسکو دیکہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ دینی فرض ہے وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں یا تو اوس شخص پر حج فرض نہ ہوگا یا یہ سبب کہ حج عمر بہر میں ایک بار فرض ہوتا ہے بخلاف
نماز روزے زکوۃ کے کہ وہ ہمیشہ فرض ہے اور فتح الباری میں لکہا ہے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض
زکوۃ ادا کیا کر تو اس سے نفلی صدقہ نکل گیا کہ وہ زکوۃ لغوی ہے یا یہ اعتراض ہے زکوۃ معجلہ سے کہ سال گذرنے سے پہلے
دیجاوے کہ وہ زکوۃ ہے اور فرض نہیں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہشتی ہے تو یہ یا تو آپ کو وحی سے
معلوم ہو گیا تہا اور یا اسجگہ شرط مقدر ہے یعنے اگر اسپر ہمیشگی کریگا تو بہشت میں داخل ہوگا اور قرطبی نے کہا کہ اس حدیث
میں دلالت ہے اسپر کہ نفلوں کو چہوڑ دینا درست ہے لیکن جو ہمیشہ ترک کرے اوسکے دین میں نقصان ہوتا ہے اور اگر اونکو
بیزار ہوکر چہوڑے تو گنہگار ہوتا ہے اور سب اصحابؓ اور تابعین وغیرہ فرضوں کی طرح سنتوں پر ہمیشگی کرتے تہے اور اونکے
درمیان ثواب لوٹنے میں کبہی فرق نہ کرتے تہے اور فقہا نے تو فرض اور سنتوں میں صرف اسواسطے فرق کیا کہ اوسپر وجوب اعادہ
اور ترک اعادہ مرتب ہوتا ہے اور واجب ہونا عذاب کا اوپر ترک اوسکے کی اور نفی اوسکی اور شاید یہ لوگ تازہ اسلام لائے تہے
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو صرف فرض عمل بتلائے تاکہ اونکو بوجہ معلوم نہ ہو اور تہک جاویں یہانتک جب
اونکے سینے کہل گئے واسطے حرص کرنے کی اوپر تحصیل ثواب مستحبات کی تو مندوبات اونپر آسان ہوگئے انتہے حدثنا
حجاج بن منهال قال حدثنا حماد بن زيد قال حدثنا ابو جمرة قال سمعت ابن عباس يقول قدم وفد
عبد القيس على النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله انا هذا الحي من ربيعة قد حالت بيننا و
بينك كفار مضر ولسنا نخلص اليك الا في الشهر الحرام فمرنا بشيء ناخذه عنك وندعوا اليه من

حدثنا مسدد عن يحيى عن ابي حيان قال اخبرني ابو زرعة عن النبي صلى الله عليه وسلم بهذا

وَرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ وَاَبُو النُّعْمَانِ عَنْ حَمَّادٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ عبد القیس کے ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوئی سو اونہوں نے عرض کی کہ یا حضرت مقرر ہم جو قوم ربیعہ کا ایک قبیلہ ہین ہماری اور آپکے درمیان آڑ مین قوم مضر کے کفار ہین اور ہم آپ پاس آ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینے مین کہ اوسمین لڑائی نہین ہوتی سو آپ ہمکو وہ عمل تبلا دیجیے کہ ہم اوسکو آپ سے سیکھ جاوین اور اپنے پچھلون کو تبلاوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو حکم کرتا ہون چار چیز کا اور منع کرتا ہون چار چیزون سے پہلا حکم اللہ پر ایمان لانا ہے یعنے اسطرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہین سوائے خدا کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے گرہ دی اسطرح یعنے واسطے شمار کرنے ان حکمون کے اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا ہے اور تیسرا حکم زکوٰۃ کا دینا ہی اور چوتہا حکم یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اوس سے پانچوان حصہ خدا کے راہ مین دو اور منع کرتا ہون تمکو کدو سے اور سبز گھڑی سے یعنے مرتبان سے اور کہجور کی لکڑی کے باسن سے اور روغنی رال دار باسن سے جسمین کہ روغن قیر ملا ہو **ف** جب شراب حرام ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے برتنون کا استعمال کرنا بھی منع کیا تاکہ شراب یاد نہ پڑے اور اوسوقت شراب مین یہی چار قسم کے برتن رائج تھے پھر جب شراب کی عادت چھٹ گئی تو اخیر میں ان برتنون کی استعمال کی اجازت دی چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے اسحدیث سی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ فرض ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور صدیق اکبر خلیفہ ہوئے اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے یعنے بعض نے زکوٰۃ کو فرض ہونے سی انکار کیا اور بعض نے زکوٰۃ نہ دی اور صدیق اکبر نے اونسے لڑنے کا قصد کیا تو عمر نے کہا تو لوگون سے کسطرح لڑیگا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو لوگون سے لڑنیکا حکم ہوا یہانتک کہ وے لا الہ الا اللہ کہین سو جسنے کہ لا الہ الا اللہ کہا تو اوسنے اپنا مال جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اوسکا حساب خدا کے ذمے پر ہے یعنے جب آدمی مسلمان ہو

تو اوسکا جان اور مال لینا حرام ہے لیکن اگر ناحق خون کریگا تو اوسکے بدلے مارا جاویگا یا مال ضامن ہوگا تو اوس سے مال دلایا جاویگا اور اگر وہ خوف سے ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین کافر رہا تو اوس سے خدا حساب کرلیگا دلون کے حال دریافت کرنیکا حاکم کو حکم نہین سو صدیق اکبر نے کہا کہ قسم ہے خدا کی البتہ مین لڑونگا اوس شخص سے کہ فرق کرے درمیان نماز اور زکوۃ کے کہ نماز کو فرض جانے اور زکوۃ کو فرض نہ جانے اسواسطے کہ زکوۃ مال کا حق ہے یعنے جیسے کہ نماز بدن کا حق ہے قسم ہے خدا کی کہ اگر وے مجھ سے باز رکہین گے ایک بچہ بکری کا کہ اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادا کیا کرتے تھے تو البتہ اوس پر بھی مین اون سے لڑونگا عمر رض نے کہا قسم ہے اسکی نہین وہ مگر کہ خدا نے ابو بکر کا سینہ کہولدیا سو مینے پہچان لیا کہ وہی بات حق ہے جسپر ابو بکر رض ہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ دینی فرض ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب البیعۃ علی ایتاء الزکوۃ** زکوۃ دینے پر بیعت کرنے کا بیان **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے خاص ہے واسطے شامل ہونے ہر کے اوپر اس بات کی کہ بیعت اسلام نہین تمام ہوتی مگر ساتھ التزام دینے زکوۃ کے اور یہ کہ اوسکا مانع اپنا عہد توڑنے والا ہے اور باطل کرنے والا ہے بیعت اپنی کا پس وہ خاص ہے واجب ہونے سے اسواسطے کہ ہر وہ چیز کہ اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت متضمن ہو واجب ہے اور یہ ضرور نہین کہ بیعت ہر واجب کو شامل ہو انتہے فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین یعنے اگر وے توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین تو وہ تمہارے بھائی ہین دین مین **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اخوت دینی کی موجب ہے واسطے عصمت مال اور جان کے ساتھ شرط ادا ہے زکوۃ کے ہے اور اوس سے باز رہنا اوسکے ابطال کا سبب ہے پس حاصل اس آیت کا تاکید ہے واسطے معنے باب کے حدثنا محمد بن عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ابی قال حدثنا اسمعیل عن قیس قال قال جریر بن عبد اللہ بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والنصح لکل مسلم ترجمہ جریر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نماز کے قائم رکہنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر **ف** مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **باب اثم مانع الزکوۃ** زکوۃ کے نہ دینے والے کے گناہ کا بیان **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ یہ باب سابق باب سے خاص ہے اسواسطے کہ اس باب کی حدیث نص ہے اس بات پر کہ جو زکوۃ نہ دے اوسکو بڑا گناہ ہے اور آخرت مین اوسکو بڑا عذاب ہوگا اور اوسکا رسول اوس سے بیزار ہوگا اور فرائض تو صرف باعتبار تفاوت عذاب اور ثواب کے متفاوت ہوتے ہین سو جسکا عذاب بڑا ہے اوسکا وجوب بھی زیادہ تر موکد ہے اوس واجب سے جسمین مطلق عقوبت وارد ہوئی ہے انتہے **وقول اللہ تعالی والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ الی قولہ تعالی فذوقوا ما کنتم تکنزون** یعنے اور آیت کا بیان کہ جو لوگ گاڑ رکہتے ہین سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتے اللہ کے راہ مین سو انکو خوشخبری سنادے دکہ والی مار کی جس دن دہکاوینگے اوسپر آگ

دوزخ کی پھر داغین گے اوس سے اونکے ماتھے اور گردنین اور پیٹھین یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ
اپنے گاڑنے کا **ف** تخصیص ان تین جگہون کی اسواسطے ہے کہ مالک اوسکا جب فقیر کو دیکھتا تھا تو اپنے ماتھے
پر چین ڈالتا تھا اور پیٹھ پھیرتا اور پہلو کرتا تھا اسحدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور اکثر علما اسپر ہین کہ یہ آیت اہل کتاب اور سب مسلمانون کو شامل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ خاص اہل
کتاب کے حق مین ہے **حدثنا** ابو الیمان الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد ان
عبد الرحمن بن ھرمز الاعرج حدثہ انہ سمع ابا ھریرۃ یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تاتی الابل علی صاحبھا علی خیر ما کانت اذا ھو لم یعط فیھا حقھا تطاہ باخفافھا وتاتی الغنم
علی صاحبھا علی خیر ما کانت اذا لم یعط فیھا حقھا تطاہ باظلافھا وتنطحہ بقرونھا قال ومن
حقھا ان تحلب علی الماء قال ولا یاتی احدکم یوم القیمۃ بشاۃ یحملھا علی رقبتہ لھا یعار
فیقول یا محمد فاقول لا املک لک شیئا قد بلغت ولا یاتی ببعیر یحملہ علی رقبتہ
لہ رغاء فیقول یا محمد فاقول لا املک لک شیئا قد بلغت **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اونٹ اپنے مالک پر آوینگے اوس حال مین کہ بہتر ہووینگے اوس سے
جتنے کہ پہلے تھے یعنے خوب فربہ ہونگے تا روندنے مین زیادہ تکلیف ہو جبکہ اونکی زکوۃ نہ دی ہوگی کہ وہ اونٹ اپنے
پاؤن سے اسکو روندینگے اور اسیطرح بکریان بھی قیامت کے دن اپنے مالک پر آوینگی اوسحال مین کہ بہتر ہونگی اوس سے
جتنی کہ پہلے تھین یعنے خوب فربہ ہونگی جبکہ اونکی زکوۃ نہ دی ہوگی کہ وہ بکریان اپنے پاؤن سے اوسکو روندینگی
اور اپنے سینگون سے اوسکو ہونکینگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حق اوسکا یہ بھی ہے کہ پانی کے کنارے
پر اوسکا دودہ دوہا جاوے یعنے مساکین لوگ پیوین اور نہ آوے کوئی قیامت کے دن ساتھ بکری کے کہ اوسکو اپنی
گردن پر اوٹھائی ہو کہ اوسکے لیے آواز ہوگی پس کہے وہ شخص کہ اے محمد میری شفاعت کریے پس مین کہونگا
کہ مین تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہین مینے خدا کا حکم پہونچا دیا تھا اور تو نے نہ مانا اور نہ آوے کوئی قیامت کے دن
ساتھ اونٹ کے کہ اوسکو اپنی گردن پر اوٹھائی ہو کہ اوسکے لیے آواز ہوگی پس کہے اے محمد میری شفاعت کریے سو مین
کہونگا کہ مین تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہین مینے خدا کا حکم پہونچا دیا تھا یعنے جو کوئی زکوۃ نہ دیگا قیامت کے دن اوسکا
یہ حال ہوگا کہ اوس جانور کو اپنی گردن پر اوٹھائے ہوئے ہوگا پس لازم ہے کہ کوئی ایسا نہ کرے **ف** صحیح مسلم کی
روایت مین اسطرح آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹون کا کوئی مالک نہین جس نے اونکا حق ادا نہ کیا
یعنے اونکی زکوۃ نہ دی مگر کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اونکا مالک برابر میدان مین منہ کے بل ڈالا جاویگا اسحال مین کہ
وہ اونٹ کامل ہونگے گنتی اور موٹاپے مین نہ گم کریگا مالک انکا اونمین سے ایک بچہ اونٹ کا کہ وہ اونٹ اوسکو

اپنے پاؤن سے روندینگے اور اپنے منہہ سے کاٹینگے جبکہ گذریگی اوسپر پہلی جماعت لائی جاویگی اوسپر پچھلی جماعت یعنے اسطرح سے چلا جاویگا کہ ایک قطار کے پیچھے دوسری قطار اونٹون کی اوسکو کچلیں گے اوسدن مین کہ ہے مقدار اوسکی پچاس ہزار برس کی یہانتک کہ فیصلہ کیا جاوے درمیان بندونکے پس دیکھے گا راہ اپنی یا طرف بہشت کی یا طرف دوزخ کی اسحدیث سی معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اسحدیث سی معلوم ہوا کہ قیامت کی دن چارپایون کو زندہ کیا جاویگا تا کہ عذاب کیا جاوی ساتہہ اونکے مانع زکوۃ سو اور یہ کہ مال مین زکوۃ کی سوا اور بہی حق ہے لیکن اوسکی ترک پر عذاب نہین یا محمول ہے اوسحالت پر کہ مسافر دودہ کیلیے بیقرار ہو انتہی ملخصا (فتح) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا ھَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ بِشِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الْاٰیَۃَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کہ اللہ نے مال دیا اور اوسنے اوسکی زکوۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اوسکا مال اوسکے لیے گنجا سانپ بنایا جاویگا کہ اوسکی آنکہوں پر دو نقطے سیاہ ہونگے کہ قیامت کے دن وہ سانپ بطور طوق اوسکے گلے مین ڈالا جاویگا پہر وہ اوسکی دونو باچھین پکڑیگا پہر کہیگا مین ہون مال تیرا مین ہون خزانہ تیرا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی کہ نہ گمان کرین وہ لوگ کہ بخل کرتے ہین ساتھ اوسچیز کے کہ دی اونکو اللہ نے فضل اپنے سی یعنے مال بنا کہ وہ بہتر ہے اونکے لیے بلکہ برا ہے اونکے لیے قریب ہے کہ طوق ڈالے جاوینگے اوسچیز کا کہ بخل کرتے ہین ساتہہ اوسکے قیامت کے دن یعنے وہ مال طوق ہو کر اونکی گردنون مین پڑیگا **ف** گنجا سانپ یعنے اوسکے سر پر بال نہین ہونگے یہ علامت ہے بہت زہریلے ہونے اوسکے کی اسحدیث سی معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے کا بڑا گناہ ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ چاندی سونے کا ایسا کوئی مالک نہین جو اوسکی زکوۃ نہین دیتا مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو آگ سی پگہلا کر چاندی سونے کو پترے بنائے جاوینگے پہر دوزخ کی آگ مین وہ پترے گرم کیے جاوینگے پہر اونسے مالک کی کوکہہ اور ماتہا اور پیٹھ داغے جاوینگے سو یہ حدیث پہلی حدیث کو معارض نہین سو اسواسطے کہ احتمال ہے کہ دونو امر اکٹھے ہون اور دونو طرح سے عذاب کیا جاوے

بَابٌ مَآ اُدِّیَ زَکٰوتُہٗ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ جس مال کی زکوۃ ادا کی جاوے وہ خزانہ نہین ہے اور آیت والذین یکنزون الذہب الایۃ کی وعید مین داخل نہین ہے اسواسطے دلیل اسحدیث کی کہ نہین پانچ اوقیہ سے کم چاندی مین زکوۃ **ف** اسحدیث سی معلوم ہوا کہ جو پانچ اوقیہ سے کم چاندی ہو وہ کنز مین داخل نہین بلکہ معاف ہے

اور جو پانچ اوقیہ سے زیادہ ہو اوسمین زکوۃ واجب ہے یعنے جس مال مین زکوۃ واجب نہین اوسکو کنز نہین کہا جاتا سو اسطرح
کہ وہ معاف ہے اور جس مال کی زکوۃ ادا کیجاوے تو چاہیے کہ اوسکو بھی کنز نہ کہا جاوے اسلیے کہ وہ بھی معاف ہے ساتھ
نکالنے زکوۃ واجب کے اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوۃ ادا کیجاوے وہ کنز نہین اگرچہ ساتون زمین کے
نیچے ہو اور جسکی زکوۃ ادا نہ کی جاوے وہ کنز ہے اگرچہ زمین کے اوپر ہو (انتہے فتح) اور حاصل اسکا یہ ہے کہ آیت والذین
یکنزون الذہب والفضۃ الایۃ سے ظاہر اور وہم ہوتا ہے کہ مال جمع کرنا مطلق درست نہین خواہ اوسکی زکوۃ ادا کی ہو
یا نہ کی ہو سو امام بخاری نے اوس وہم کے دفع کرنے کے واسطے یہ باب باندہا اور بیان کیا کہ جس مال کی زکوۃ ادا کیجاوے
اوسکا جمع کرنا اور زمین مین دبانا درست ہے اور اس آیت کی وعید مین داخل نہین اور اسپر سب اصحاب رض کا اجماع ہے
سوا ابوذر رض کے (فتح) حدثنا احمد بن شبیب بن سعید قال حدثنا ابی عن یونس عن ابن شہاب
عن خالد بن اسلم قال خرجنا مع عبد اللہ بن عمر فقال اعرابی اخبرنی عن قول اللہ تعالی والذین
یکنزون الذہب والفضۃ قال ابن عمر من کنزہا فلم یؤد زکوتہا فویل لہ انما کان ہذا قبل
ان تنزل الزکوۃ فلما انزلت جعلہا اللہ طہرا للاموال **ترجمہ** خالد بن اسلم رض سے روایت ہے کہ ہم عبد اللہ بن
عمر کے ساتھ نکلے سو ایک گنوار نے کہا کہ خبر دے مجھکو اللہ تعالی کے اس قول سے کہ جو لوگ کہ جمع کرتے ہین سونا اور چاندی
آخر آیت تک ابن عمر رض نے کہا کہ جو کوئی مال جمع کرے اور اوسکی زکوۃ ادا نہ کرے تو خرابی ہے واسطے اوسکے اور یہ حکم تو
زکوۃ کے اترنے سے پہلے تہا سو جب زکوۃ نازل ہوئی اور واجب ہوئی تو کیا اوسکو اللہ نے پاک کرنے والی واسطے مالونکے
ف یعنے مال کا جمع کرنا حاجت سے زیادہ ہو ابتدا اسلام مین مطلق منع تہا تاکہ فقرا کے ساتھ سلوک کیا جاوے
پہر جب زکوۃ واجب ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوا پس جس مال کی زکوۃ ادا کیجاوے اوسکا جمع کرنا درست ہے اور اس آیت کی
وعید مین داخل نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) حدثنا اسحاق بن یزید قال اخبرنا شعیب بن اسحاق قال
انا الاوزاعی قال اخبرنی یحیی بن ابی کثیر ان عمرو بن یحیی بن عمارۃ اخبرہ عن ابیہ یحیی بن
عمارۃ بن ابی الحسن انہ سمع ابا سعید یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمس
اواق صدقۃ ولا فیما دون خمس ذود صدقۃ ولیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ **ترجمہ**
ابی سعید رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین پانچ اوقیہ سے کم چاندی مین زکوۃ اور نہین پانچ
اونٹوں سے کم مین زکوۃ اور نہین پانچ وسق سے کمتر چھوہارے مین زکوۃ **ف** اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ
اوقیہ کے دو سو درم ہوئے جو تولے کے حساب سے ساڑھے باون تولے ہوتے ہین اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو
تخمینا پانچ من پختہ ہوتے ہین اس حدیث مین نصاب کا بیان ہے کہ اوسسے کمتر مین زکوۃ نہین اور یہی ہے مذہب
امام شافعی اور ابو یوسف اور محمد اور جمہور کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوۃ ادا کیجاوے اوسکا جمع کرنا درست ہے

کما مر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** علی بن ابی ہاشم سمع ہشیما قال اخبرنا حصین عن زید بن وہب قال مررت بالربذۃ فاذا انا بابی ذر فقلت ما انزلک منزلک ہذا قال کنت بالشام فاختلفت انا ومعاویۃ فی الذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ قال معاویۃ نزلت فی اہل الکتاب فقلت نزلت فینا وفیہم فکان بینی وبینہ فی ذلک فکتب الی عثمان یشکونی فکتب الی عثمان ان اقدم المدینۃ فقدمتہا فکثر علی الناس حتی کانہم لم یرونی قبل ذلک فذکرت ذلک لعثمان فقال لی ان شئت تنحیت فکنت قریبا فذاک الذی انزلنی ہذا المنزل ولو امروا علی حبشیا لسمعت واطعت **ترجمہ** زید بن وہب سے روایت ہے کہ مین ربذہ (ایک بستی کا نام تین منزل پر مدینہ سے ابو ذر رض کی قبر اوسی جگہ ہے) مین گذرا پس اچانک مینے وہان ابو ذر غفاری رض دیکھے سو مینے اونسے کہا کہ کس چیز نے تمکو یہان اوتارا ہے یعنی تم مدینہ کو چھوڑ کر اس بستی مین کیون آ بیٹھے ہو ابو ذر نے کہا کہ مین شام مین تہا سو مین اور معاویہ دونو اس آیت مین جھگڑے کہ وہ لوگ کہ جمع کرتے ہین سونا اور چاندی اور نہین خرچ کرتے اوسکو بیچ راہ اللہ کے معاویہ رض نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق مین اوتری ہے یعنے یہ حکم صرف اونہین کے ساتھہ خاص ہے کہ اونکو مال جمع کرنا مطلق درست نہین اور مسلمانون کو درست ہے جبکہ زکوۃ دین اور مینے کہا کہ ہمارے اور اہل کتاب سب کے حق مین اوتری ہے یعنے یہ آیت عام ہے مسلمانون اور اہل کتاب سب کو شامل ہے سو میرے اور اوسکے درمیان اس باب مین گفتگو ہوئی سو معاویہ رض نے حضرت عثمان رض کی طرف میری شکایت لکھی سو حضرت عثمان رض نے میری طرف لکھا کہ تو مدینہ مین چلا آ سو مین مدینہ مین آیا اور بہت لوگ میرے پاس جمع ہوئے یہانتک کہ گویا اونہون نے اوس سے پہلے مجھکو کبھی نہ دیکھا تہا سو مینے وہ گفتگو عثمان رض سے بیان کی سو عثمان رض نے کہا کہ اگر تو لوگون سے کنارہ پکڑے اور گوشہ گیری کرے اور مدینہ کے قریب ہی تو بہت خوب ہو سو یہ چیز ہے جسنے کہ مجھکو اسجگہ اوتارا اور اگر حبشی کو مجھپر سردار بناوین تو البتہ مین اوسکا کہا مانون اور اطاعت کرون **ف** حضرت ابو ذر رض بڑے جلیل صحابی تہے اور بڑے زاہد تھے ظاہر اس آیت کی دلیل سے کہتے تہے کہ جو مال حاجت سے زیادہ ہو اوسکا پاس رکہنا اور جمع کرنا حرام ہے اگرچہ اوسکی زکوۃ بہی ادا کر چکا ہو اور معاویہ کہتے تہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے ساتہہ خاص ہے مطلق مال جمع کرنے کی وعید اونکے حق مین ہے اور مسلمان جب زکوۃ ادا کرین تو اس وعید مین داخل نہین اور یہی قول ہے سب اصحاب کا کہ جس مال کی زکوۃ ادا کیجاوے اوسکا جمع کرنا اور رکہنا درست ہے اگرچہ حاجت سے زیادہ ہو اور بہت ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار مخاطب ہین ساتہ احکام شریعت کے اسواسطے کہ ابو ذر رض اور معاویہ دونو نے اہل کتاب کو اسمین شامل کیا اور یہ کہ حاکمون کو چاہیے کہ علما کے ساتہ نرمی کرین کہ معاویہ نے باوجودیکہ حاکم تہا ابو ذر پر جبر نہ کیا اور یہ کہ امام سے بغاوت کرنی درست نہین اور یہ کہ حاکمون کی اطاعت کرنا بہت عمدہ بات ہے اور یہ کہ جائز ہے حکم کرنا افضل کو ساتہ اطاعت مفضول کے

اور یہ کہ جائز ہے اختلاف کرنا اجتہاد مین اور یہ کہ جائز ہے شدت کرنی امر معروف مین اگرچہ اوس سے وطن چھوڑنے پر نوبت پہونچے اور یہ کہ جلب مصلحت پر دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے انتہے حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَسْتُ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ الشِّخِّيرِ أَنَّ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى مَلَإٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتَّى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهِ وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ ثُمَّ وَلَّى فَجَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ وَتَبِعْتُهُ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهُ لَا أُرَى الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِي قُلْتَ قَالَ إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ لِي خَلِيلِي قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيلُكَ تَعْنِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتُبْصِرُ أُحُدًا قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَأَنَا أُرَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ وَإِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ إِنَّمَا يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا وَلَا وَاللهِ لَا أَسْأَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتَّى أَلْقَى اللهَ ترجمہ احنف بن قیس رض سے روایت ہے کہ مین قریش کی ایک جماعت مین بیٹھا تھا سو ایک مرد سخت بال اور سخت کپڑون اور سخت شکل والا آیا یعنے اوسکے کپڑے اور بال موٹے تھے اور سادہ معلوم ہوتا تھا یہانتک کہ اونکے سر پہ کھڑا ہوا پھر کہا کہ خوشخبری دے مال جمع کرنے والون کو ساتہ پتھر کے کہ دوزخ کی آگ مین گرم کیا جاویگا پھر رکھا جاویگا اوپر نوک چھاتی مالدار کے یہانتک کہ نکلے گا اوسکے مونڈھے اوپر والی ہڈی سے یعنے پچھلی طرف سے اور رکھا جاویگا اوپر ہڈی مونڈھے اوسکی کے یہانتک کہ اوسکے پستان کی نوک سے نکلیگا اور ہلیگا تھرتھراویگا پھر وہ شخص پیٹھ دیکر ایک کھنبے پاس جا بیٹھا اور مین بھی اوسکے پیچھے چلا اور اوس پاس جا بیٹھا اور مین نہین جانتا تھا کہ وہ کون ہے سو مینے اوس سے کہا کہ نہین گمان کرتا مین اون لوگون کو مگر کہ ناخوش جانا اونکو جو کچہ کہ تو نے کہا تہا وہ کچہ نہین سمجھتے میرے دوست نے مجھکو کہا مینے کہا (احنف کا قول ہے) تیرا دوست کون ہے جسکو تو مراد رکھتا ہے ابوذر رض نے کہا کہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مراد رکھتا ہون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اے ابوذر کیا تو پہاڑ احد کو دیکھتا ہے ابوذر نے کہا کہ مینے سورج کو دیکھا کہ کتنا دن باقی ہے اور مین گمان کرتا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے ہین مینے عرض کی کہ ہان دیکھتا ہون فرمایا کہ مین دوست نہین رکھتا کہ میرے پاس پہاڑ احد کے برابر سونا ہو کہ مین وہ سب اللہ کے راہ مین خرچ کر دون سوا تین دینارون کے اور ابوذر نے کہا کہ یہ لوگ محض بے عقل ہین یہ تو صرف دنیا جمع کرتے ہین اور قسم ہے خدا کی کہ نہ مین اون سے

دنیا چاہتا ہوں ورنہ کوئی دین کا مسئلہ پوچھتا ہوں یہانتک کہ مرجاؤں **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ مال جمع نہ کرے لیکن یہ حدیث اولویت پر محمول ہے سو اسواسطے کہ مال کا جمع کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن
جمع کرنے والے سے اوسکا حساب لیا جاویگا کہ کسجگہ خرچ کیا اور حساب میں خطرہ ہے پس نہ جمع کرنا مال کا اسلم ہے اور اوسے
ہی واجب نہیں جیسے کہ آئندہ باب سے معلوم ہوتا ہے اور جو حدیث کہ مال کے حاصل کرنے اور خرچ کرنے کی فضیلت میں
وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے اوس شخص پر کہ اوسکو حلال وجہ سے کماوے کہ اوسپر حساب کا خوف نہ ہو اور یہ جو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تین دینار چاہتا ہوں تو شاید یہ واسطے کسی حاجت کی تھا کہ اوسوقت آپکو پیش آئی
تھی یا واسطے ادای قرض کے تھا اور اس حدیث کو ترجمہ باب سے ظاہر اکچھ مناسبت معلوم نہیں ہوتی اسواسطے کہ باب کا
مسئلہ یہ ہے کہ جس مال کی زکوۃ ادا کیجاوی اوسکا جمع کرنا درست ہے اور یہ بات اس سے معلوم نہیں ہوتی ہے اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ خدا کے راہ میں کل مال خرچ کر ڈالنا درست ہے جب تک کہ وارث کا محروم ہونا لازم نہ آوے (فتح) **باب**
اِنْفَاقِ الْمَالِ فِیْ حَقِّهٖ خدا کے راہ میں مال خرچ کرنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ
اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ
اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰی هَلَکَتِهٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِکْمَةً فَهُوَ یَقْضِیْ بِهَا وَیُعَلِّمُهَا
ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمی میں ایک تو وہ مرد جسکو
خدا نے مال دیا ہے سو اوسکو قدرت دی اوپر خرچ کرنے اوسکی کے بیچ راہ خدا کے اور دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے حکمت دی
یعنے قرآن اور حدیث سو وہ اوسکے ساتھ عمل کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے **ف** حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال
چاہے اور چاہے کہ جاتی رہے یہ حرام ہے اور اکثر خلق اسی رنج اور بلا میں مبتلا ہے لیکن اگر کسی دیندار کو دیکھکر آرزو
کرے کہ خدا ہمکو بھی ایسا کرے تو درست ہے یہ حسد نہیں اسکو غبطہ کہتے ہیں اور وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ جہل اور بخل آدمی کی دو
صفتیں فطرتی ہیں پس انکا اہتمام کرنا زیادہ مقصود تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کے راہ میں مال خرچ کرنے کی بڑی
فضیلت ہے پس یہ دلیل ہے اسپر کہ جن حدیثوں میں مال جمع کرنے کی وعید آئی ہے مراد اون سے وہ مال ہے کہ اوسکی زکوۃ
ادا نہ کی ہو (فتح) **بَابُ الرِّیَاءِ فِی الصَّدَقَةِ** خیرات میں ریا کرنے کا بیان **ف** یعنے ریا خیرات کو باطل کر دیتا ہے پس مراد
اوس سے وہ خیرات ہے کہ محض لوگوں کے دکھلانے کیلئے تاکہ لوگ اوسکی تعریف کریں (فتح) **لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی** یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ اِلٰی قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ یعنے واسطے دلیل اس آیت کی کہ اے ایمان والو مت ضائع کرو
اپنی خیرات احسان کہکر اور ستا کر جیسے وہ شخص جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھلانے کو اور یقین نہیں رکھتا اللہ
اور پچھلے دن پر سو اسکی مثال جیسے صاف پتھر اوسپر پڑی ہے مٹی پھر اوسپر برسا زور کا مینہ تو اوسکو کر رکھا سخت کچھ ہاتھ

نہیں لگتی اونکو اپنی کمائی اور اللہ راہ نہیں دیتا منکر لوگون کو **ف** یعنے اگر دکہانے کی نیت سے خرچ کیا تو جیسے پتہر
پہ دانہ بویا جیسے ورکا مینہ برسا تو صاف رہگیا اوسمین کیا اوگے گا اسحدیث سے معلوم ہوا کہ ریا خیرات کو باطل اور ضایع
کر دیتا ہے اگر دکہلانے کی نیت سے خرچ کرے تو مطلق کچہ ثواب نہیں ملتا سو اسطے کہ خدا تعالی نے اس آیت مین تشبیہ دی
مبطل ثواب صدقہ کو ساتہ اوس شخص کے کہ صدقہ میں و فیہ المطابقۃ للترجمۃ **وَقَالَ** ابْنُ عَبَّاسٍ صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ
یعنے ابن عباس نے کہا کہ صلدا کہ اس آیت مین واقع ہوا ہے کے معنے یہ ہین کہ اوسپر کوئی چیز نہو **وَقَالَ** عِكْرِمَةُ وَابِلٌ
مَطَرٌ شَدِيدٌ یعنے اور عکرمہ نے کہا کہ وابل (کہ اس آیت مین واقع ہوا ہے) کے معنے سخت مینہ ہے وَالطَّلُّ النَّدَى
یعنے اور طل کے معنے تراوٹ ہین **بَابٌ** لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ یعنے
نہیں قبول کرتا خدا وہ صدقہ کہ لوٹ کے مال مین خیانت کی ہو اور نہیں قبول کرتا صدقہ مگر پاک کمائی سے کہ وہ حلال
کمایا ہو لِقَوْلِهٖ تَعَالَى قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ یعنے واسطے
دلیل اس آیت کی کہ بات کہنی معقول اور در گذر کرنی بہتر ہے اوس خیرات سے جسکے پیچہے ستانا ہو اور اللہ بے پروا ہے
تحمل والا یعنے مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اوسکی بدخوئی پر درگذر کرنا بہتر ہے اسسے کہ دیوے اور
پہر اوسکو بار بار دبا دے یہ سمجہے کہ مینے تو اسکو دیا ہے اوسکو کیا پرواہ ہے گر اپنا بہلا کرتا ہون **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا
کہ اگر لوٹ کے مال مین سے خیانت کرکے صدقہ دے تو وہ قبول نہیں ہوتا سو اسطے کہ جب متصدق علیہ معلوم کریگا کہ یہ صدقہ
لوٹ کے مال مین سے خیانت کی ہوئی ہے یا کسی سے ناحق چہینا ہوا ہے تو وہ اوس سے ایذا پاویگا اور اوسکے ساتہ کبہی راضی
نہوگا جیسے کہ حضرت ابو بکر رض نے دودہ قے کی جبکہ معلوم کیا کہ وہ حلال کمائی مین سے نہیں اور صدقہ کرنے والے پر یہ
بات صادق آتی ہے کہ اوس نے سائل کو ایذا دی ساتہ تعریض کہانے اوس چیز کے کہ اگر وہ اوسکو جانے تو قبول نکرے
(فتح) اور شارح تراجم نے لکہا ہے کہ غاصب ایذا دینے والا ہے واسطے صاحب مال کے اور گنہگار ہے بیچ تصرف
اوسکے کی پس یہ صدقہ بطریق اولی قبول نہوگا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ پاک کمائی سے
صدقہ قبول ہونے کا بیان یعنے حلال مال سے صدقہ قبول ہوتا ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالَى يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے واسطے دلیل اس آیت کی کہ مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑہاتا ہے
خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور قائم رکہی نماز اور دی زکوۃ اونکو ہے
بدلا اونکا اپنے رب کے پاس اور نہ اونکو خوف ہے اور نہ وہ غم کہاوینگے **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ حلال مال سے صدقہ
قبول ہوتا ہے سو اسطے کہ صدقات کا لفظ اگرچہ عام ہے شامل ہے ہر صدقہ کو پاک مال سے ہو یا ناپاک سے لیکن وہ مخصوص ہے
ساتہ اوس صدقہ کے کہ پاک مال سے ہو ساتہ دلیل آیت وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ کے یعنے قصد نہ کرو گندی اور ناپاک

چیز کا کہ خرچ کرو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا عبد اللہ بن منیر سمع ابا النضر قال حدثنا عبد الرحمن ھو ابن عبد اللہ بن دینار عن ابیہ عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلھا بیمینہ ثم یربیھا لصاحبہ کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل تابعہ سلیمان عن ابن دینار عن سعید بن یسار عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ مسلم بن ابی مریم وزید بن اسلم و سھیل عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدقہ دیگا کھجور کے برابر حلال روزی سے اور اللہ قبول بھی نہیں کرتا سوائے حلال کے تو اوسکو خدا قبول کرتا ہے رحمت کے داہنے ہاتھ سے پھر اوسکو پالا کرتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے تم اپنا بچھڑا پالتے ہو یہانتک کہ اوس تھوڑی چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے **ف** یعنے اگر حلال مال تھوڑا بھی راہ خدا میں دے تو اوسکا ثواب بیحساب ہے اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے اول یہ کہ اگر کوئی حرام مال سے لاکھوں روپے خرچ کرے تو خدا اوسکو ہرگز قبول نہیں کرتا دوم یہ کہ حلال مال سے کوڑی دینا بھی لاکھ روپے کے برابر ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ سوم یہ کہ مسلمان صدقہ خرچ کرنے میں حلال مال کا دھیان رکھے تھوڑی بہت کا خیال نہ کرے **باب الصدقۃ قبل الرد** نہ قبول کرنے کے پہلے صدقہ کرنے کا بیان یعنے قیامت کو قریب میں اپنے سب خزانے باہر نکال ڈالیگی اور سب مالدار ہو جاوینگے کسی کو مال کی حاجت رہیگی کوئی صدقہ قبول نہ کریگا پس بہتر ہے کہ ایسے وقت آنے سے پہلے صدقہ کرے حدثنا آدم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا معبد بن خالد قال سمعت حارثۃ بن وھب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول تصدقوا فانہ یاتی علیکم زمان یمشی الرجل بصدقتہ فلا یجد من یقبلھا یقول الرجل لو جئت بھا بالامس لقبلتھا فاما الیوم فلا حاجۃ لی فیھا ترجمہ حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کرو اور صدقہ دو اسواسطے کہ قریب ہے کہ مرد اپنا صدقہ لیجاویگا تو نہ پاویگا کسی کو کہ صدقہ قبول کرے فقیر کہیگا کہ اگر تو اسکو کل لاتا تو میں اسکو قبول کرتا اور آج تو مجھکو حاجت نہیں **ف** قیامت کو قریب میں زمین سب خزانے باہر نکال ڈالیگی سب لوگ مالدار ہو جاوینگے کوئی محتاج نہ ملیگا جو صدقہ قبول کرے سو فرمایا کہ اسوقت کو غنیمت جانو جو دینا ہے سو محتاجوں کو دو اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن عبد الرحمن عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یکثر فیکم المال فیفیض حتی یھم رب المال من یقبل صدقتہ وحتی یعرضہ فیقول الذی یعرضہ علیہ لا ارب لی ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ تم میں بہت مال ہو جاویگا تو ابل پڑیگا یہانتک کہ مال دار

فکر مین رنجیدہ ہوگا کہ کون اوسکی زکوۃ کا مال لیوے اور یہانتک کے اوسکو کسی محتاج کے پیش کریگا تو وہ فقیر کہیگا کہ مجھکو اوسکی کچھ حاجت نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب مال کی کثرت ہوگی سب لوگ مالدار ہوجاوینگے کوئی محتاج نہ لیگا کہ زکوۃ کا مال لے پس مناسب ہے کہ آدمی اوسوقت سے پہلے خیرات کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابو عاصم النبیل قال اخبرنا سعدان بن بشر قال حدثنا ابو مجاهد قال حدثنا محل بن خلیفة الطائی قال سمعت عدی بن حاتم یقول کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءہ رجلان احدهما یشکو العیلة والآخر یشکو قطع السبیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما قطع السبیل فانه لا یاتی علیک الا قلیل حتی تخرج العیر الی مکة بغیر خفیر واما العیلة فان الساعة لا تقوم حتی یطوف احدکم بصدقته فلا یجد من یقبلها منه ثم لیقفن احدکم بین یدی اللہ لیس بینه وبینه حجاب ولا ترجمان یترجم له ثم لیقولن له الم اوتک مالا فلیقولن بلی ثم لیقولن الم ارسل الیک رسولا فلیقولن بلی فینظر عن یمینه فلا یری الا النار ثم ینظر عن شماله فلا یری الا النار فلیتقین احدکم النار ولو بشق تمرة فان لم یجد فبکلمة طیبة **ترجمہ** عدی بن حاتم رض سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھا تھا سو دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہ اونمین سے ایک تو محتاجی کی شکایت کرتا تھا اور ایک رہزنون کی شکایت کرتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہزنی کا تو یہ حال ہے کہ نہ گذریگا تجھپر مگر تھوڑا زمانہ یہانتک کے چلیگا قافلہ طرف مکہ کی بغیر سردار اور نگہبان کے یعنے عنقریب ہے کہ ملک مین امن ہوگا کوئی رہزن اور ڈاکو نہ رہیگا اور اپر محتاجی پس تحقیق قیامت قائم ہوگی یہانتک کے تم مین سے کوئی آدمی اپنا صدقہ لیکر گھومیگا تو نہ پاویگا کسی کو کہ اوسکا صدقہ قبول کرے یعنے خاطر جمع رکھہ کہ عنقریب محتاجی دور ہوگی لوگون مین کوئی محتاج نہ رہیگا پھر تم سے کوئی آدمی خدا کے سامنے کھڑا ہوگا کہ اوسکے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ ہوگا اور نہ دو بھاشیا کہ ایک کی بات دوسرے کو سمجھاوے پھر خدا اوسکو فرماویگا کہ کیا مین نے تجھکو مال نہین دیا تھا سو بندہ عرض کریگا کہ کیون نہین دیا تھا پھر خدا فرماویگا کہ کیا مین نے تیرے پاس رسول نہین بھیجا تھا سو بندہ کہیگا کہ کیون نہین پھر بندہ اپنی داہنی طرف نظر کریگا پس نہ دیکھے گا مگر آگ پھر اپنی بائین طرف نظر کریگا سو نہ دیکھیگا مگر آگ پس چاہیے کہ بچے ہر آدمی دوزخ سے کھجور کی اگرچہ پھانک ہی دیکر سہی یعنے تھوڑی ہی خیرات بھی دوزخ سے بچاتی ہے اور اگر کوئی چیز خیرات کیلیے نہ پاوے تو اچھی بات ہی سہی کہ اوس سے سائل کا دل خوش ہو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اسوقت کو غنیمت جانے جو صدقہ دینا ہو وہ محتاجون کو دیوے پہلے اوسوقت سے کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن برید عن ابی بردة عن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیاتین علی الناس زمان یطوف

الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ
امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ **ترجمہ** ابو موسےٰ رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مقرر لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ آدمی اپنے صدقہ کا سونا لیکر پہریگا سونہ پاویگا کسی کو کہ اوسکا صدقہ قبول کرے
اور ایک مرد دیکہا جاویگا کہ اوسکے پیچہے چالیس عورتین ہونگی جو اوسکے ساتہہ پناہ پکڑینگی مردون کے کم ہونیکے سبب سے
اور عورتون کے بہت ہونیکے سبب سے **ف** مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **بَابٌ** اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ
تَمْرَةٍ وَالْقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ کہجور کی پہانک اور تہوڑے صدقہ کے ساتہہ آگ سے بچنے کا بیان یعنے آدمی کو چاہیے
کہ صدقہ دیوے تہوڑا ہو یا بہت یہ خیال نہ کرے کہ یہ تہوڑا ہے اس سے کیا ہوگا وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللهِ وَتَثْبِيتًا كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ إِلَى قَوْلِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ اور مثال ان کی جو خرچ کرتے ہین مال اپنے اللہ
کی خوشی چاہکر اور اپنا دل ثابت کر کر جیسے ایک باغ ہے بلندی پر اوسپر پڑا مینہ تو لایا اپنا پہل دونا پہر اگر نہ پڑا اوسپر مینہ تو اوس
ہی پڑی اور اللہ تمہارے کام دیکہتا ہے بہلا خوش لگتا ہے تم مین سے کسی کو کہ ہووے اوسکا ایک باغ کہجور اور انگور کا نیچے
اوسکے بہتی ہون ندیان اوسکو وہان حاصل ہو سب طرح کا میوہ **ف** اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینے کا
بہت بڑا ثواب ہے چاہئے جہانتک ہوسکے آدمی صدقہ دے تہوڑا ہو یا بہت اسواسطے کہ آیت مین صرف مال کا ذکر ہے کہ
مال خرچ کرتے ہین اور مال عام ہے شامل ہے تہوڑے کو بہی اور بہت کو بہی اسواسطے کہ اوسمین تمثیل دی گئی ہے صدقہ کو
ساتہہ مینہ اور اوس کے پس مینہ سے مراد بہت صدقہ ہے اور اوس سے تہوڑا انتہے (فتم) **حَدَّثَنَا** أَبُو قُدَامَةَ عُبَيْدُ
اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ هُوَ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ
عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ فَقَالُوا
مُرَائِي وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوا إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هَذَا فَنَزَلَتْ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ
الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ الآية **ترجمہ** ابی مسعود رضی سے روایت
ہی کہ جب صدقہ کی آیت اتری یعنے خذ من اموالہم صدقۃ کہ اونکے مالون مین سے صدقہ لے تو اوسوقت ہم مزدوری کے
لیے اپنے مونڈہون پر بوجہہ اوٹہاتے تہے یعنے مزدوری کیا کرتے تہے تاکہ کما کر صدقہ کرین سو ایک مرد آیا یعنے عبدالرحمن بن
عوف اور بہت سا مال صدقہ کیا یعنے آٹہہ ہزار یا چار ہزار درہم سو منافقون نے طعن کیا کہ اسنے لوگون کے دکہلانیکے لیے
صدقہ کیا ہے خدا کی رضا مندی مقصود نہین پہر ایک مرد آیا اور اوسنے ایک صاع صدقہ کیا تو منافقون نے کہا کہ خدا کو
اسکے صاع کی کچہہ حاجت نہین تب آیت اتری کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہین دل کہولکر خیرات کرنے والے مسلمانون کو
اور انکو جو نہین سہتے مگر اپنی محنت کا پہر انپر ٹہٹہا کرتے ہین اللہ نے اونسے ٹہٹہا کیا اور اونکو دکہہ کی مار ہے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ نے کم خیرات کرنے والون کی بہی تعریف کی

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ
الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَۃِ اِنْطَلَقَ اَحَدُنَا اِلَی السُّوْقِ
فَیُحَامِلُ فَیُصِیْبُ الْمُدَّ وَاِنَّ لِبَعْضِہِمُ الْیَوْمَ لَمِائَۃَ اَلْفٍ ترجمہ ابی مسعود انصاری رضہ سے روایت ہی کہ تہی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حکم کرتے صدقہ دینے کا تو ہم مین ہر کوئی بازار کی طرف جاتا اور گردن پر بوجہہ اوٹہاتا اور
ایک مد یعنے بقدر تین پاؤ کے اناج کماتا اور مقرر آج بعض اصحاب کو پاس لاکہہ درہم ہے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو زمانے مین لوگ نہایت تنگ اور مفلس تھے اور تاہم بہی خدا کے راہ مین خیرات کرتے تہے اور اب لوگون کے پاس لاکہہ
لاکہہ درہم ہے پہر بہی خیرات نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کا بڑا ثواب ہی اگرچہ تہوڑا ہو وفیہ
المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ
ابْنَ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اتَّقُوا النَّارَ
وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ ترجمہ عدی بن حاتم رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو آگ سے اگرچہ ایک پارہ
کہجور کے ساتہہ ہو **ف** یہ حدیث بہی ہر صدقہ کو شامل ہے تہوڑا یا بہت وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ
قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ
قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَاَۃٌ مَعَہَا ابْنَتَانِ لَہَا تَسْاَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَ تَمْرَۃٍ فَاَعْطَیْتُہَا اِیَّاہَا فَقَسَمَتْہَا
بَیْنَ ابْنَتَیْہَا وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْہَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا فَاَخْبَرْتُہٗ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ ہٰذِہِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ کُنَّ لَہٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ ترجمہ حضرت
عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ ایک عورت دو بیٹیان لیے میرے پاس سوال کرتی آئی سو اوس نے میرے پاس کوئی چیز نہ پائی
سوا ایک کہجور کے یعنی اوس وقت میرے پاس کچہ موجود نہ تہا صرف ایک کہجور تہی سو مینے اوسکو وہ کہجور دی اوسنے آپ نہ کہائی
دو ٹکڑے کرکے اپنی دونو بیٹیون کو دی پہر اوٹہ کر چلی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس تشریف لائے مینے یہ حال
آپ سے عرض کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جانچا جاوے بیٹیون سے کسی چیز مین پہر اونکے ساتہہ بہلائی کرے
تو قیامت مین وہ بیٹیان اوسکی آڑ ہو جاوین گی اوسکو دوزخ سے بچاوین گی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہوڑے
صدقہ کا بہی بڑا ثواب ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابٌ** فَضْلِ صَدَقَۃِ الشَّحِیْحِ الصَّحِیْحِ حالت صحت مین اور بخل مین صدقہ
کرنے کی فضیلت کا بیان لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِلٰی
اٰخِرِہَا یعنے واسطے دلیل اس آیت کی اور خرچ کرو کچہ ہمارا دیا اس سے پہلے کہ پہونچے تم مین سے کسی کو موت تب کہے اے رب کیون نہ
ڈہیل دی تو نے مجہکو ایک مدت کہ مین خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگون مین سے وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ الْاٰیَۃَ یعنے اور واسطے دلیل اس آیت کے

کہ اے ایمان والو خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اوس سے پہلے کہ آوے وہ دن کہ نہ اوسمین سودا ہے اور نہ دوستی اور نہ سفارش کام آوےگی
اور منکر لوگ وہی ہین ظالم **ف** ان آیتون مین ڈراتا ہے ڈھیل کرنے سے صدقہ مین اور رغبت دلاتا ہے بیچ جلدی کرنے
اوسکو پہلے موت سے یعنے مستحب ہے کہ آدمی موت سے پہلے صدقہ مین جلدی کرے دیر نہ کرے ایسا نہ ہو کہ اچانک سر پر
موت آجاوے اور خیرات کرنی نہ پاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا عبد الواحد
قال حدثنا عمارۃ بن القعقاع قال حدثنا ابو زرعۃ قال حدثنا ابو ہریرۃ قال جاء رجل الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ای الصدقۃ اعظم اجرا قال ان تصدق وانت صحیح شحیح تخشی
الفقر وتامل الغنی ولا تمہل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا ولفلان کذا وقد کان لفلان
ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کی کہ کونسا صدقہ افضل ہے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حال مین کہ تو تندرست ہو اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو
اور مالداری کی امید رکھتا ہو اور خیرات کرنے مین دیر مت کر یہانتک کہ جب مرنے لگے اور روح گلے مین پہونچے تو اوس وقت
تو یون کہے کہ فلانے کو اتنا اور فلانے کو اتنا اور وہ تو فلانے وارث کا ہو چکا **ف** یعنے خیرات کرنا صحت کی حالت مین
افضل ہے کہ مال دینے کو جی نہ چاہے زندگی کی امید ہو یہ نہین کہ جب جان نکلنے لگے تو وصیت شروع کی کہ فلانے کو اتنا
مال دینا اور فلانے کو اتنا اسواسطے کہ اگر اوسوقت کسی کو مال نہ دیگا تو بھی مال اوسکے ہاتھ سے گیا اور وارثون کو ملا وفیہ
المطابقۃ للترجمۃ اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری مالک کا ہاتھ بعض مال سے قاصر کردیتی ہے اور یہ کہ بیماری کی حالت
مین سخاوت کرنی بخل کا نشان نہین مٹاتی (فتح) **باب** **ف** یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اسواسطے کہ اسکو پہلے
باب سے تعلق ہے **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا ابو عوانۃ عن فراس عن الشعبی عن مسروق
عن عائشۃ ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع
بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبۃ یذرعونہا فکانت سودۃ اطولہن یدا فعلمنا بعد
انما کانت طول یدہا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقا بہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تحب الصدقۃ
ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ بعض بی بیون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم مین سے آپکے ساتھ جلد تر ملنے والی
بی بی کون ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا ہاتھ زیادہ تر لنبا ہے سو آپکی بی بیون نے بانس کا ایک ٹکڑا لیا اس
حال مین کہ اپنے ہاتھ ناپتی تہین سو حضرت سودہ کا ہاتھ سب سے زیادہ لنبا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال
کے بعد زینب کا انتقال ہوا تو ہمنے معلوم کیا کہ لنبے ہاتھ سے سخاوت مراد ہے اور ہم مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
جلد تر ملنے والی زینب تہی کہ وہ خیرات کرنے کو بہت دوست رکھتی تہی **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ صحت اور بخل کی
حالت مین خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اسواسطے کہ جب حضرت زینب صحت کی حالت مین بہت خیرات کیا کرتی تہین

تو سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملین اور کون نعمت بڑی ہے ملنے عاشق کے سے ساتھ معشوق اپنے کے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ** ظاہر کر کے خیرات کرنے کا بیان یعنے ظاہر کر کے خیرات کرنا درست ہے وَقَوْلِهِ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً الآية فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے رات میں اور دن میں چھپے اور کہلے اونہیں کو ہے مزدوری اونکی اپنے رب پاس اور نہ ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غم کہاوینگے **ف** اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت حضرت علی رضہ کے حق میں اتری ہے کہ اونکے نزدیک چار درہم تھے ایک رات کو خرچ کیا اور ایک دن کو اور ایک ظاہر اور ایک پوشیدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خیرات کو ظاہر کر کے دینا درست ہے اسمین ریا نہیں و فیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ صَدَقَةِ السِّرِّ** پوشیدہ خیرات کرنے کا بیان یعنے افضل ہے بنسبت ظاہر کے وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ یعنے اور ابوہریرہ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وہ مرد خدا کے سایہ میں ہوگا جس نے خیرات کی تو اوسکو چھپایا یہانتک کہ نہیں جانتا اوسکا بایان ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اوسکے داہنے ہاتھ نے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنیکا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَقَوْلِهِ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ الآية وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ یعنے اگر کہلے دو خیرات تو کیا اچھی بات اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہونچاؤ تو تمکو بہتر ہے اور اوتارتا ہے کچہ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ چھپا کر خیرات کرنا افضل ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابٌ** اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰى غَنِيٍّ وَّهُوَ لَا يَعْلَمُ مالدار کو خیرات دینے کا بیان اسحال میں کہ صدقہ کرنے والا نہ جانتا ہو کہ وہ مالدار ہے یعنے اوسکا صدقہ قبول ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّعْتَبِرَ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد نے کہا

کہ مقرر میں آج رات خیرات دونگا سو وہ اپنی خیرات لیکر نکلا تو اوسکو چور کے ہاتھ میں کہہ آیا تو فجر کو لوگ گفتگو کرنے لگے کہ چور کو
صدقہ ملا سو اوس مرد نے کہا کہ الٰہی تیرا شکر ہے مقرر اب میں اور خیرات کرونگا سو اپنی خیرات لیکر نکلا اور اوسکو حرام کار عورت کے
ہاتھ میں کہہ آیا سو فجر کو لوگ گفتگو کرنے لگے کہ رات کو حرام کار عورت کو خیرات ملی سو اوس مرد نے کہا کہ الٰہی تیرا شکر ہے حرام کار
کی خیرات پر مقرر اب میں اور خیرات کرونگا سو وہ اپنی خیرات لیکر نکلا اور اوسکو مالدار کے ہاتھ میں کہہ آیا سو فجر کو لوگ ذکر
کرنے لگے کہ مالدار کو خیرات ملی سو اوس مرد نے کہا الٰہی تیرا شکر ہے چور کی خیرات پر اور حرام کار کی خیرات پر اور مالدار کی
خیرات پر سو اوسکے پاس کوئی شخص آیا یعنے خواب میں اوسکو کہا گیا یا ہاتف نے اوسکو خبر دی یا پیغمبر نے کہ تیری خیرات قبول
ہو گئی چور کی خیرات تو اسواسطے قبول ہوئی کہ شاید وہ اوسکے سبب سے چوری سے باز رہے اور حرام کار کی خیرات اسواسطے
قبول ہوئی کہ شاید وہ خیرات کا مال پاکر حرام کاری سے باز رہے اور شاید کہ مالدار سوچے اور شرماوے سو وہ بھی خیرات کرے اُس
مال سے کہ خدا نے اوسکو دیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بھولکر ناواقفی سے کسی مالدار کو خیرات دیدیوے تو اوسکی
خیرات قبول ہو جاتی ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہی معلوم ہوا کہ خیرات کا ثواب کسی طرح ضائع نہیں ہوتا اگرچہ ناواقفی سے
بے موقع خرچ ہو نیت خالص چاہیئے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اسمیں علما کو اختلاف ہے کہ اگر زکوۃ فرض بے موقع صرف
ہو تو وہ ادا ہوتی ہے یا نہیں اور حدیث سے نہ تو اسکی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور نہ جواز اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
چھپا کر خیرات کرنی کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ اخلاص کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ جب صدقہ بے موقع خرچ ہو تو مستحب ہے پھیر دینا اوسکا
اور یہ کہ حکم ظاہر کا ہے یہانتک کہ اوسکے خلاف ظاہر ہووے انتہی **باب** اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰی ابْنِهٖ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ اگر کوئی
ناواقفی سے اپنے بیٹے کو خیرات دیدیوے تو اوسکا کیا حکم ہے یعنے قبول ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا
اِسْرَائِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجُوَيْرِيَةِ اَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهٗ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَا وَاَبِيْ وَجَدِّيْ وَخَطَبَ عَلَيَّ فَاَنْكَحَنِيْ وَخَاصَمْتُ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبِيْ يَزِيْدُ اَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا
فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اِيَّاكَ اَرَدْتُ فَخَاصَمْتُهٗ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ وَلَكَ مَا اَخَذْتَ يَا مَعْنُ **ترجمہ** معن بن یزید سے
روایت ہے کہ میں نے اور میرے باپ نے اور دادا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
نکاح چاہا سو میں نے آپکا پیغام قبول کیا اور میں آپکے پاس جھگڑا لایا (اور وہ جھگڑا یہ ہے) کہ میرا باپ یزید کچھ دینارین لیکر
نکلا کہ اونکو خیرات کرے سو ایک مرد مسجد میں بیٹھا تھا وہ دینارین اوسکے پاس کہہ آیا سو میں نے آکر وہ دینارین لین اور اپنے
باپ پاس لایا سو میرے باپ نے کہا کہ قسم ہے خدا کی میں نے تجھکو دینے کا ارادہ نہ کیا تھا سو میں اور وہ دونو جھگڑتے ہوئے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس گئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھکو ہو چکا جو تو نے نیت کی اے یزید یعنے تیرے سے
زکوۃ ادا ہو گئی کہ تو نے محتاج کی نیت کی تھی تیرا بیٹا محتاج ہے اور حلال ہے واسطے تیرے وہ چیز کہ لی تو نے اے معن یعنے

یعنے تجھکو لینا درست ہی کہ تجھکو حاجت ہے، **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ناواقفی سے اپنے بیٹے کو خیرات دیدیوے تو درست ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معلوم کرنے کے بعد بیٹے کو صدقہ دینا جائز رکہا تو نہ معلوم کرنے کے وقت اوسکو صدقہ دینا بطریق اولے درست ہو وبہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہی مذہب ہے امام اعظم اور امام محمدؒ کا کہ اگر اندہیرے مین باپ اپنے بیٹے کو زکوۃ دیوے ناواقفی سے تو زکوۃ ادا ہوجاتی ہے دوبارہ زکوۃ دینا ضرور نہین اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کے انعام کے ساتہہ فخر کرنا درست ہی اور جائز ہے جہگڑنا بیٹے کا ساتہہ باپ کی اور جہگڑا لے جانا طرف حاکم کی اور یہ عقوق مین داخل نہین اور یہ کہ جائز ہے وکیل کرنا صدقہ مین اسواسطے کہ یزید نے وہ صدقہ اپنے وکیل کو دیا تہا کہ کسی کو دیدیوے خاصکر نفلی صدقہ مین وکیل کرنا تو بطریق اولی درست ہی اسلیے کہ اوسمین ایک قسم کا نفع ہے اور یہ کہ صدقہ کرنے والے کو اپنی نیت کا ثواب ملتا ہے خواہ اوسکا صدقہ مستحق کے ہاتہہ مین پڑے یا غیر مستحق کے ہاتہہ مین اور یہ کہ باپ کو اپنے بیٹے کو صدقہ مین رجوع کرنا درست نہین بخلاف ہبہ کے کہ اوسکو اوسمین رجوع کرنا درست ہے انتہے، **بَابُ الصَّدَقَۃِ بِالْیَمِیْنِ** داہنے ہاتہہ سے صدقہ دینے کا بیان یعنے افضل ہے **ف** شارح تراجم نے کہا کہ مراد اس باب سے یہ ہے کہ اپنا صدقہ اپنے ہاتہہ سے دینا افضل ہے اس سے کہ وکیل کے ہاتہہ سے دیوے ساتہہ قرینہ آئندہ باب کی واسطے مطابق ہونے آٹہوین حدیث کی باب سے **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ مُّعَلَّقٌ قَلْبُہٗ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَاَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہین جنکو خدا اپنے سائے مین رکہیگا جسدن اوسکے سائے کے سوا کہین سایہ نہ ہوگا یعنے قیامت مین (اور مراد اوس سے سایہ عرش کا ہے یا درخت طوبے کا) ایک تو منصف سردار دوسرا جوان جو اُمنگ جوانی سے خدا کی بندگی مین مشغول ہو کہ وہ وقت غلبہ شہوت اور ہوائے نفسانی کا ہے تیسرا وہ مرد جسکا دل مسجدون مین لگا رہتا ہے یعنے بار بار جماعت کی واسطے مسجد مین جاتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت ہو اور مسجد مین جاوے چوتھے وہ دو مرد ہین جو خدا کے واسطے آپسمین محبت رکہتے ہین ملتے ہین تو اسی پر اور جدا ہوتے ہین تو اسی پر یعنے ہر وقت اس محبت دینی پر ثابت رہتے ہین خواہ اکٹھے ہون یا جدا۔ پانچوان وہ مرد ہے جسکو مالدار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا یعنے بدکاری کے لیے سو اوسنے کہا کہ مین خدا سے ڈرتا ہون چھٹا وہ مرد ہے کہ جس نے خیرات کی تو اوسکو چھپایا یہانتک کہ نہین جانتا اوسکا بایان ہاتہہ کہ کیا خرچ کیا اوسکے

داہنے ہاتہہ نے سخاوت کی وہ مرد جس نے خدا کو یاد کیا خالی مکان مین سو جاری ہو گئین اوسکی دونو آنکہین یعنے خدا کے خوف سے رویا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ داہنے ہاتہہ صدقہ دینا افضل ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَسَيَاْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَيَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا مِنْكَ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا ترجمہ حارثہ بن وہب رضہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ صدقہ دو اور خیرات کرو کہ عنقریب ہے کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ آدمی اپنا صدقہ لیکر چلے گا تو فقیر کہے گا کہ اگر تو اوسکو کل لاتا تو مین اوسکو قبول کرتا تجہ سے اور آج تو مجہکو حاجت نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہاتہہ سے صدقہ دینا افضل ہے خیرات کرنے سے ساتہہ واسطہ وکیل کے ساتہہ دلیل آیندہ باب کی کہ اوسمین تصریح ہے ساتہہ وکیل کرنے کو صدقہ مین خیانچہ کہا کہ یہ بات ہے اوس شخص کے بیان مین جو اپنے غلام کو صدقہ کرنے کا حکم کرے اور اپنے ہاتہہ سے نہ دیوے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ افضل ہے خیرات کرنا داہنے ہاتہہ سے کہ یہ مطلق مقید ہے ساتہہ داہنے ہاتہہ کے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) **بَابُ** مَنْ اَمَرَ خَادِمَهٗ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلْ بِنَفْسِهٖ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو صدقہ دینے کا حکم کرے اور اپنے ہاتہہ سے نہ دے تو یہ بہی درست ہے اور اوسکا ثواب اوسکو پہونچتا ہے وَقَالَ اَبُو مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ یعنے ابو موسے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ خادم اور وکیل ایک وصدقہ دینے والون مین سے ہے یعنے خادم کو بہی اس صدقہ کا ثواب پہونچتا ہے **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے گہر سے خدا کے راہ کسی کو کہانا دیوے بدون لٹانے کے تو اوس عورت کو ثواب ملیگا خرچ کرنے کا اور اوسکے خاوند کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خزانچی کو بہی اوسکے برابر ثواب ملیگا نہ گہٹاویگا ایک دوسرے کے ثواب کو یعنے تینون کو پورا ثواب ملے گا **ف** بدون لٹانے یعنے اتنا نہ دے ڈالے کہ اوسکے لڑکے بالے بہوکے رہین اور فتح الباری مین کہا کہ یہ باب حدیث کی تفسیر ہے اسواسطے کہ ہر ایک خازن اور خادم اور عورت سے امین ہے اپنے مالک کے مال مین اوسکو دست اندازی کرنی درست مگر ساتہ اذن مالک کے کہ صریحا اوسنے اذن دیا ہو یا عرفا دیا ہو یا اجمالا یا تفصیلا لنتہے **بَابٌ** لَا صَدَقَةَ اِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى نہین ہے کامل صدقہ مگر جو کہ مالداری سے ہو وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ اَوْ اَهْلُهٗ مُحْتَاجٌ اَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَالدَّيْنُ

اَحَقُّ اَنْ یُّقْضٰی مِنَ الصَّدَقَۃِ وَالْعِتْقِ وَالْھِبَۃِ وَھُوَ رَدٌّ عَلَیْہِ لَیْسَ لَہٗ اَنْ یُّتْلِفَ اَمْوَالَ النَّاسِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اِتْلَافَھَا اَتْلَفَہُ اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مَعْرُوْفًا بِالصَّبْرِ فَیُؤْثِرُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَلَوْ کَانَ بِہٖ خَصَاصَۃٌ کَفِعْلِ اَبِیْ بَکْرٍ حِیْنَ تَصَدَّقَ بِمَالِہٖ وَکَذٰلِکَ اٰثَرَ الْاَنْصَارُ الْمُھَاجِرِیْنَ وَنَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اِضَاعَۃِ الْمَالِ فَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یُّضَیِّعَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلَّۃِ الصَّدَقَۃِ وَقَالَ کَعْبُ بْنُ مَالِکٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ قَالَ اَمْسِکْ عَلَیْکَ بَعْضَ مَالِکَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُمْسِکُ سَھْمِیَ الَّذِیْ بِخَیْبَرَ یعنے جو قرضدار یا محتاج ہو یا اوسکے اہل عیال محتاج ہون تو اوسکو خیرات کرنا ضرور نہین بلکہ اوسکو واجب ہے کہ اول اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کرے کہ اونکا حق فقیرون پر مقدم ہے اور اگر قرضدار ہو تو اول قرض ادا کرے کہ اوسکا ادا کرنا زیادہ تر لائق ہے یعنی واجب ہے صدقہ دینے اور آزاد کرنے اور ہبہ کرنے سے اور اگر صدقہ کرے تو وہ صدقہ اوسپر پھر آتا ہے یعنی مقبول نہین ہوتا اسواسطے کہ قرض کا ادا کرنا واجب ہے اور صدقہ واجب نہین اوسکو درست نہین کہ لوگون کا مال ضائع کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگون کے مال لیوے برباد کرنیکے ارادے پر تو خدا اوسکو برباد کر ڈالیگا گویا کہ اس مال لیون میں دو صورتون کو متعلق ہین اگرچہ متعین نہین مگر یہ کہ وہ محتاج مشہور ہو ساتھ صبر کے فقر فاقہ پر سو اختیار کرے اپنی جان پر دوسرے کو اگرچہ اوسکو حاجت ہو مانند فعل ابی بکر رض کی جبکہ اونہون نے اپنا سب مال خیرات کیا اور اسیطرح اختیار کیا مہاجرین نے انصار کو اور اپنے مالون مین شریک کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا برباد کرنے مال کے سے سو اوسکو جائز نہین کہ لوگون کا مال ضائع کرے ساتھ خیرات کرنیکے اور کعب بن مالک سے روایت ہے کہ مینے عرض کی کہ یا حضرت میری توبہ کے شکرئیے مین سے یہ ہے کہ مین اپنے سب مال سے باہر آؤن اسحال مین کہ وہ صدقہ ہو واسطے خدا اور رسول کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ کہ وہ تیرے حق مین بہتر ہے مینے کہا کہ مین اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہون جو کہ خیبر مین ہے کہ وہان کی غنیمت سے مجھکو ملا تھا **ف** کعب رض جنگ تبوک مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے تھے خدا اور رسول کا پچاس روز اونپر نہایت عتاب رہا جب اونکی توبہ قبول ہوئی تو خوشی کے مارے اونہون نے چاہا کہ اپنا تمام مال خیرات کردین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے کام آویگا تو لوگون کے سوال سے بچیگا ...... اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص پر اتنا قرض ہو کہ اوسکے مال کو حاوی ہو اور حاکم اوسکو تصرف سے روک دیوے تو اوسکو اوس مال سے خیرات کرنا درست نہین (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الصَّدَقَۃِ مَا کَانَ عَنْ ظَھْرِ غِنًی وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ

ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر خیرات وہ ہے جو مالداری سے ہو یعنی خیرات کرنا مالدار کو بہتر ہے جسکا مال حاجت شرعی سے زیادہ ہو اور اول اپنے اہل و عیال سے دینا شروع کر جنکا دینا فرض ہے **ف** یعنی اہل

وعیال کا دینا فرض ہے اور غیرون کا دینا نفل ہے اور فرض نفل سے مقدم ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا موسیٰ بن
اسمٰعیل قال حدثنا وھیب قال حدثنا ھشام عن ابیہ عن حکیم بن حزام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
الید العلیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول وخیر الصدقۃ ما کان عن ظھر غنی ومن یستعفف
یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ وعن وھیب قال حدثنا ھشام عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم بھذا **ترجمہ** حکیم بن حزام سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ
سی بہتر ہے اور اول اپنے اہل وعیال سے دینا شروع کر اور بہتر صدقہ وہ ہے جو مالداری سے ہو اور جو سوال اور حرام کامون
سی بچنا چاہے تو خدا اوسکو حرام کامون سے بچالیگا اور سچا پرہیزگار کردیگا اور جو دنیا سے بے پرواہی کی نیت رکھیگا تو
خدا اوسکے دل کو دنیا کے مال سی بے پروا کردیگا **ف** اس حدیث سی ہی معلوم ہوا کہ بہتر صدقہ وہی ہے جو مالداری اور
حاجت شرعی سے زیادہ ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن
نافع عن ابن عمر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن
نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وھو علی المنبر وذکر الصدقۃ والتعفف
والمسألۃ الید العلیا خیر من الید السفلی فالید العلیا ھی المنفقۃ والسفلی ھی السائلۃ **ترجمہ** عبد اللہ
بن عمر رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر صدقہ اور عفت اور سوال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اونچا ہاتھ بہتر
ہے نیچے ہاتھ سے اور اونچا ہاتھ خیرات کرنیوالا ہے اور نیچا ہاتھ مانگنے والا ہے **ف** یعنے مراد اونچے ہاتھ سے خیرات کرنیوالا
ہاتھ ہے اور مراد نیچے ہاتھ سے مانگنے والا ہاتھ ہے کہ سوال کرکے لیوی اور بعض کے نزدیک نیچا ہاتھ مطلق لینے والے کو
کہتے ہین خواہ سوال سے لیوی یا بدون سوال کے اور اسکو اونچا اسواسطے فرمایا کہ اوسکا درجہ بلند ہے مانگنے والے سے یا واقع
مین دینے والیکا ہاتھ دینے کو وقت اونچا ہوتا ہے اور لینے والیکا ہاتھ نیچا ہوتا ہے **باب** المنان بما اعطی
دیکر احسان جتانے والیکا بیان لقولہ تعالی الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما
انفقوا منا ولا اذی یعنے واسطے دلیل اس آیت کی کہ جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کے راہ مین پھر پیچھے خرچ
کرکے احسان رکھتے ہین اور نہ ستاتے ہین اونہین کو ہے ثواب اونکے رب کے یہان اور نہ ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غم کھاوینگے
ف اس آیت سی معلوم ہوا کہ خیرات کرکے احسان رکھنا بہت برا ہے اسواسطے کہ جب خدا کے راہ مین خرچ کرکے احسان
رکھنا برا ہے تو اوسکے غیر مین خرچ کرکے احسان رکھنا بطریق اولے برا ہوگا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور حدیث مین آیا ہے
کہ قیامت کو دن خدا تین آدمیون سے کلام نہ کریگا ایک وہ کہ دیکر احسان رکھے **باب** من احب تعجیل الصدقۃ من
یومھا صدقہ مین جلدی کرنے کو دوست رکھنا اوسدن سے کہ اوسپر واجب ہوا صدقہ فرض ہو یا نفل حدثنا ابو عاصم
عن عمر بن سعید عن ابن ابی ملیکۃ ان عقبۃ بن الحارث حدثہ قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر

فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ خَرَجَ فَقُلْتُ اَوْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ فَقَسَمْتُهٗ **ترجمہ** عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو عصر کی نماز پڑھائی پھر جلدی سے گھر میں چلے گئے پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ باہر تشریف لائے سو مینے عرض کی کہ آپکے گھر میں جلدی جانیکا کیا سبب تھا فرمایا کہ مین سونے کا ایک ٹکڑا گھر مین چھوڑ آیا تھا جس کے خیرات کرنے کی نیت تھی سو مینے ناخوش جانا کہ اوسکو رات رکھون سو مینے اوسکو فقیرون پر تقسیم کر دیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ صدقہ دینے مین بہت جلدی کرے جو دینا ہو سو جلدی دے دیر نہ لگاوے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت یا مانع پیش آوے اور مال ہاتھ سے چلا جاوے اور پچھتاوے

باب التَّحْرِيْضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيْهَا خیرات کرنے کی رغبت دلانے اور اوسمین سفارش کرنے کا بیان

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَاءِ وَبِلَالٌ مَّعَهٗ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید فطر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے سو آپنے دو رکعتیں پڑہیں کہ نہ اوس سے پہلے کوئی نماز پڑہی اور نہ پیچھے پھر عورتون کی طرف پھرے سو اونکو وعظ کیا اور حکم کیا خیرات کرنیکا سو عورتیں اپنے کنگن اور بالیان پھینکنے لگیں **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کی رغبت دلانے کا بڑا ثواب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو خیرات کرنے کی رغبت دلائی

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ اَوْ طُلِبَتْ اِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ **ترجمہ** ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا یا کوئی آپ سے حاجت چاہتا تو فرماتے سفارش کرو لوگون کی کہ ثواب پاؤ اور جاری کرتا اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا یعنے سائل کی سفارش اور عطا سے **ف** یعنے سعی سفارش سے اہل حاجات کا کام نکالدینا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْكِيْ فَيُوْكٰى عَلَيْكِ **ترجمہ** اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ نہ باندھ رکھ کہ خدا بھی تجھ سے باندھ رکھیگا **ف** یعنے بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ رکھ خدا کے راہ مین دیا کر کہ خدا بھی تجھکو دیتا جاویگا اور اگر تو روکے گی تو خدا بھی تجھ سے روکے گا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ ......

حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَقَالَ لَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ **ترجمہ** فرمایا کہ گن کر مال کو نہ رکھ کہ خدا بھی تجھکو گن کر دیگا

باب الصَّدَقَةِ فِيْمَا اسْتَطَاعَ جو ہو سکے صدقہ دے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ

عبدالرحیم عن حجاج بن محمد عن ابن جریج قال اخبرنی ابن ابی ملیکۃ عن عباد بن عبداللہ بن الزبیر اخبرہ عن اسماء بنت ابی بکر انھا جاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا توعی فیوعی اللہ علیک ارضخی ما استطعت **ترجمہ** اسماء رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نہ بند کر رکھ تو خدا بھی تجھ سے بند کریگا کچھ راہ خدا میں دیا کر جتنا تجھ سے ہو سکے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جتنا ہو سکے خدا کے راہ میں صدقہ دیا کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** الصدقۃ تکفر الخطیئۃ صدقہ گناہ کو دور کرڈالتا ہے **حدثنا** قتیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفۃ قال قال عمر بن الخطاب ایکم یحفظ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الفتنۃ قال قلت انا احفظہ کما قال قال انک علیہ الجری فکیف قال قلت فتنۃ الرجل فی اھلہ وولدہ وجارہ تکفرھا الصلوۃ والصدقۃ والمعروف قال سلیمان قد کان یقول الصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس ھذہ ارید ولکنی ارید التی تموج کموج البحر قال قلت لیس علیک منھا یا امیر المؤمنین باس بینھا وبینک باب مغلق قال فیکسر الباب ام یفتح قال قلت لا بل یکسر قال فانہ اذا کسر لم یغلق ابدا قال قلت اجل فھبنا ان نسالہ من الباب فقلنا لمسروق سلہ قال فسالہ فقال عمر قال فقلنا افعلم عمر من تعنی قال نعم کما ان دون غد لیلۃ وذلک انی حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط **ترجمہ** حذیفہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد رکھتا ہو فتنے کے باب میں کہ میرے بعد ایسا ایسا فتنہ پیدا ہوگا میں نے کہا کہ میں وہ حدیث یاد رکھتا ہوں جیسے کہ آپنے فرمائی یعنے میں اوس میں سے کچھ بھولا نہیں عمر رضہ نے کہا کہ مقرر تو اوس پر بڑا دلیر ہے یعنے تو نے یہ بات بڑی دلیری کی کہی کہ میں اوسکو بعینہ یاد رکھتا ہوں بندہ بشر ہے بھول چوک بھی ہو جاتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسطرح فرمایا ہے میں نے کہا کہ قصور مرد کا اوسکے گھر والوں کے حق میں اور اوسکے مال اور جان اور لڑکے اور ہمسایہ میں اوسکو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور بُرے کام سے روکنا دور کرڈالتا ہے یعنے اگر آدمی سے جان مال جورو لڑکے ہمسایہ کے حق میں کچھ قصور ہو جائے تو ان عبادتوں سے معاف ہو جاتا ہے عمر رضہ نے کہا کہ یہ فتنہ میری مراد نہیں بلکہ میری مراد وہ فتنہ ہے کہ موج ماریگا مانند موج مارنے دریا کی میں نے کہا اے امیر المؤمنین تجھکو اوسکا کچھ ڈر نہیں کہ تیرے اور اوسکے درمیان ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا یعنے تیری زندگی میں وہ فتنہ ظاہر نہ ہوگا عمر نے کہا کہ کیا وہ دروازہ ٹوٹ جاویگا یا کھل جاویگا میں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹوٹ جاویگا عمر رضہ نے کہا کہ پس تحقیق وہ ٹوٹ گیا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا میں نے کہا ہاں کبھی بند نہ ہوگا سو ہم ڈرے کہ حذیفہ کو دروازے کا مطلب پوچھیں یہ حذیفہ کے یاروں کا قول ہے) یعنے بوجہ خوف کے ہم اون سے یہ نہ پوچھ سکے کہ دروازے سے تمہاری کیا مراد ہے سو ہمنے مسروق کو کہا کہ تو اون سے پوچھ (۱) سو اوسنے پوچھا حذیفہ نے کہا کہ دروازے سے مراد عمر رضہ ہے سو عمر رضہ تمہاری مراد جانتے

(۱) پوچھ سو اوسنے اونسے

کہاں ان جیسے اسمین شک کہ رات قریب ہی کل سے یعنے آیندہ روز سے اور یہ جاننا عمر رضہ کا ثابت ہی سو اسطے کہ مینے اوسکو
ایسی حدیث تبلائی ہے کہ غلط نہیں یعنے صحیح حدیث ہی **ف** اسحدیث سی معلوم ہوا کہ صدقہ گناہ کو دور کرڈالتا ہے
وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ حدیث کتاب الصلوۃ مین گذر چکی ہے **باب** مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ اَسْلَمَ جو
کفر کی حالت مین صدقہ دے پہر اسلام لاوے تو کیا اوسکو اوسکا ثواب ملیگا یا نہیں **ف** فتح الباری مین لکہا ہے
کہ امام بخاری نے اسپر کوئی صریح حکم نہیں کہا اسواسطے کہ اسمین اختلاف ہی لیکن اگر خدا تعالے کسی مسلمان کو بطور فضل
اور احسان کے اوسکی کفر کی نیکیونکا ثواب عنایت فرماوے تو یہ بات جائز ہے اسکا کوئی مانع نہیں اور ایسی کوئی دلیل نہیں کہ
اسکو منع کرے انتہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ
عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ
عَتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ **ترجمہ**
حکیم بن حزام رض سے روایت ہی کہ مینے مسلمان ہونے کی تئیں عرض کی کہ یا حضرت بہلا آپ تبلاوین تو کہ جو کفر کی حالت مین
مینے نیکیان کی ہین جیسے خیرات کرنا اور گردن آزاد کرنا اور برادری سے سلوک کرنا سو اوسکا ثواب بہی مجہکو ملیگا
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اوس نیکی پر جو تجہ سے آگے ہوئی **ف** یعنے اسلام کی برکت سی اگلی
نیکیونکا ثواب بہی تجہکو ملیگا اسحدیث سی معلوم ہوا کہ اگر کافر اسلام لاوے تو اوسکو اگلی نیکیونکا ثواب ملجاتا ہے اور
اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ جب کافر اسلام لاوے اور اچہا ہو اسلام اوسکا
تو اوسکو ہر نیکی کا ثواب ملتا ہے کہ کی ہو حالت کفر مین اور اوسکی ہر برائی دور کیجاتی ہے انتہے (قسطلانی) اور بعضے کہتے
ہین کہ اگلی نیکی کا ثواب نہیں ملتا وہ اسحدیث کی یہ تاویل کرتے ہین کہ اگلی نیکیون کی برکت سی تجہکو اسلام نصیب ہوا
باب أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرَ مُفْسِدٍ اگر غلام اپنے مالک کے حکم سے صدقہ دے بدون لٹانے
تو اوسکو بہی ثواب ملتا ہے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ علماے سلف کو اسمین اختلاف ہی کہ اگر عورت اپنے
خاوند کے مال مین سے خیرات کرے تو درست ہی یا نہیں سو بعضے کہتے ہین کہ جائز ہے لیکن ساتہ تہوڑی چیز کے کہ اوسکا
ساتہ نقصان ظاہر نہو اور بعضے کہتے ہین کہ درست ہی جبکہ خاوند نے اذن دیا ہو اگرچہ بطور اجمال کے ہو اور یہی بات
مختار ہے نزدیک بخاری کے اور احتمال ہے کہ یہ عرف پر موقوف ہو لیکن لٹانا بالاتفاق درست نہیں اور بعضے کہتے
ہین کہ مراد عورت اور غلام اور خازن کے خرچ کرنے سی یہ ہے کہ مالک کے اہل وعیال پر خرچ کرین اور یہ مراد نہیں کہ بدون اذن
مالک کے فقیرون پر خرچ کرین انتہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ
مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا
غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنی خاوند کی کمائی سے خدا کے راہ مین کہانا دے بدون لٹائی تو اوس عورت کو خرچ کرنے کا ثواب ملیگا اور اوسکے خاوند کو کمائی کا ثواب ملیگا اور خزانچی کو بہی اوسکے برابر ثواب ملیگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کے مال سے خدا کی راہ مین خیرات کرنے کا عورت اور خادم کو بہی ثواب ملتا ہے اسواسطے کہ حدیث سے مطلق خرچ کرنا موجب ثواب کا معلوم ہوتا ہے اذن ہو یا نہو اذن کے ساتھ بطریق اولی ثواب ہوگا یا مقصود مقید کرنا حدیث کا ہے ساتھ ترجمے کے یا اذن اجمالی ہے لیکن لٹانا ہر حال مین درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ **ترجمہ** ابی موسے رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور مسلمان خزانچی جو دیوے مالک کے حکم کے موافق پورا اپنا دل کہولکر خوشی سے تو دو خیرات کرنے والون مین سے ایک وہ بہی ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خزانچی کو بہی خرچ کرنے کا ثواب ہی اور خادم کو بہی لیکن شرط ہے کہ وہ خازن اور خادم مسلمان ہو اسواسطے کہ کافر کی کوئی عبادت مقبول نہین اور یہ بہی شرط ہے کہ امانت دار ہو اسواسطے کہ خیانت کرنے والے کو ثواب نہین اور یہ بہی شرط ہے کہ حکم کے موافق پورا دیوے اور یہ کہ خوشی سے دیوے اور جو خزانچی دیتے ہوئے کُن منلئے وہ ثواب سے بے نصیب ہے اسواسطے کہ مالک ثواب دلاتا ہے اور اس ناپاک کا ناحق پیٹ پہولتا ہے اسکے برابر کوئی بخیل نہین انتہے (فتح) بَابُ اَجْرِ الْمَرْاَةِ اِذَا تَصَدَّقَتْ اَوْ اَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ جب کوئی عورت اپنے خاوند کے مال سے خدا کی راہ مین صدقہ دیوے یا اوسکے گہر سے کہانا دے بدون لٹائے تو اوسکو بہی ثواب ملیگا یعنے خرچ کرنے کا حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَالْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا ح وَحَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَطْعَمَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَهَا اَجْرُهَا وَلَهٗ مِثْلُهٗ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَهٗ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گہر سے خدا کے راہ مین خیرات کرے یا کہانا دے بدون لٹائے تو اوسکو خرچ کرنے کا ثواب ملیگا اور خاوند کو بہی اوسکے برابر ثواب ملے گا اور خزانچی کو بہی اوسکے برابر ثواب ملے گا اوسکے خاوند کو تو کمانے کا ثواب ملے گا اور اوس عورت کو خرچ کرنے کا **ف** اس حدیث مین اذن کی قید مذکور نہین سو بعضے کہتے ہین کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ عورت اور خادم کے درمیان فرق ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کے گہر سے خرچ کرنا درست ہی جبکہ لٹانا نہ ہو اسواسطے کہ اکثر اوقات

مین یہ اذن اوسکو ثابت ہوتا ہے بخلاف خادم اور خازن کے کہ اونکو عرف مین اذن ثابت نہین ہوتا حدثنا
یحیی بن یحیی قال حدثنا جریر عن منصور عن شقیق عن مسروق عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال اذا انفقت المرأة من طعام بیتها غیر مفسدة فلها اجرها وللزوج بما اکتسب وللخازن
مثل ذلک **ترجمہ** عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کے
گھر سے خدا کی راہ مین کھانا دیوے بدون لٹائے تو اوسکو ثواب ملیگا اوسکے خرچ کرنے کا اور اوسکے خاوند کو اوسکی کمائی کا
ثواب ملیگا اور خادم کو بھی اوسکے برابر ثواب ملیگا **باب** قول اللہ عز وجل فاما من اعطی واتقی وصدق
بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری **باب**
یہ ہے بیان اس آیت کو کہ پس جس نے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو یعنے کلمہ توحید کو سو ہم سہج سہج پہونچا دینگے اوسکو
آسانی مین یعنے اوسکو آرام کے گھر مین پہونچنے کیلیے توفیق دینگے کہ نیک کام کرے اور جس نے نہ دیا اور بے پرواہ رہا
اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اوسکو ہم سہج سہج پہونچا دینگے سختی مین یعنے آخرت کی سختی یا بُرے کام کہ سبب مین داخل
ہونے دوزخ کا **ف** فتح الباری مین فرمایا کہ امام بخاری کا مقصود اس باب سے یہ ہے کہ نیکی کے راہ مین ہر طرح سے مال
خرچ کرنے کا ثواب ہے اور یہ کہ اوسکو ثواب آخرت کے علاوہ دنیا مین بھی اوسکا بدلا ملتا ہے اللھم اعط منفق
مال خلفا یعنے الٰہی مال خرچ کرنے والے کو اوسکا بدلہ دے **ف** یہ اشارہ ہے طرف شان نزول اس آیت کے کہ
یہ آیت اس باب مین اتری حدثنا اسمعیل قال حدثنی اخی عن سلیمان عن معاویة بن ابی مزرد
عن ابی الحباب عن ابی ھریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان
ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا **ترجمہ**
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا دن نہین کہ اوسمین بندے صبح کرتے ہون مگر
کہ دو فرشتے آسمان سے اوترتے ہین سو اون دونو مین سے ایک تو یہ کہتا ہے کہ الٰہی جلدی دے خرچ کرنے والے سخی کو بدلہ
اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ الٰہی جلدی دے بخیل کو نقصان **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نیکی کے
راہ مین خرچ کرے اوسکو آسانی کا وعدہ ہے اور جو نہ خرچ کرے اوسکو سختی کا وعدہ ہے اور آسانی عام ہے اس سے کہ دنیا کی
آسانی ہو یا آخرت کی اور اسی طرح اس حدیث مین جو بدلے کا وعدہ آیا ہے وہ بدلا بھی عام ہے اس سے کہ دنیا مین ہو یا آخرت
مین اور یہ جو فرمایا کہ بخیل کے لیے فرشتہ نقصان کی دعا کرتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد اوس سے بعینہ مال کا تلف ہونا ہے
اور احتمال ہے کہ اوس مال کا مالک تلف ہو یا یہ مراد ہے کہ اوس سے نیکی کا عمل کوئی نہ ہو اور امام نووی نے کہا کہ خرچ ممدوح وہ ہے
کہ خدا کے راہ مین ہو اور عیال اور مہمان اور تطوعات مین ہو اور امام قرطبی نے کہا کہ مراد اوس سے عام صدقہ ہے کہ واجبات اور
مندوبات کو شامل ہو لیکن جو نفلی صدقہ نہ دے وہ اس بد دعا کا مستحق نہین جب تک کہ اوسپر بخل غالب نہ آوے ساتھ اسکے

کو غرض صدقہ بھی خوشی سے دیوے انتہے **بَابُ** مَثَلِ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال کا
بیان **حَدَّثَنَا** مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا طَاوُسٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ
أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى
تَرَاقِيهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُخْفِيَ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ
وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ تَابَعَهُ
الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ عَنْ طَاوُسٍ جُنَّتَانِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ
عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنَّتَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہاوت جیسے دو مردون کی کہاوت ہے جنپر دو کرتے
ہین لوہے کی اونکی چہاتی سے گردن تک سو خیرات کرنے والا تو نہین خرچ کرتا مگر کہ وہ کرتہ اوسپر کشادہ ہو کر لنبا چوڑا
ہو جاتا ہے یہانتک کے اوسکی اونگلیان ڈہانک لیتا ہے اور اوسکے نقش قدم پر گہسٹتا جاتا ہے اور اپنے بخیل پس
نہین ارادہ کرتا خرچ کرنے کا مگر کہ ہر حلقہ اوسکا اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے کہ اوسکا ہاتہہ باہر نکل سکے
سو وہ اوسکو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہین ہوتا **ف** یعنے سخی جب خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اوسکا سینہ
کشادہ ہو جاتا ہے اور دل خوش ہوتا ہے ہاتہہ دل کی اطاعت کرتے ہین دینے کے وقت خوب پہیلتے ہین بخلاف
بخیل کے کہ خیرات کرتے اوسکا دل تنگ ہوتا ہے تو ہاتہہ دینے کو نہین پہیلتے گویا کسی نے اوسکے ہاتہہ پکڑ لیے
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سخی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے اور بخیل کی خیرات کرتے جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی
ہے اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخی کو فضیلت ہے بخیل پر اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اوس سے
یہ ہے کہ خیرات کرنے سے مال بڑہتا ہے اور بخل سے کم ہوتا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ
کسب اور تجارت کے ساتھہ کمائے ہوئے مال سے صدقہ دینے کا بیان یعنے اسکی بڑی فضیلت ہے لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ غَنِيٌّ حَمِيدٌ یعنے
واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو خرچ کرو ستہری چیزین اپنی کمائی مین سے اور جو ہمنے نکالدیا تمکو زمین
مین سے اور نیت نہ رکہو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو آنکہیں موندلو اور جان رکہو کہ اللہ بے پرواہ ہے
یعنے خیرات قبول ہونیکی یہ شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو حرام نہ ہو **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس باب مین
اشارہ ہے طرف اوس حدیث کی جو مجاہد سے روایت ہے کہ مراد اس آیت مین کسب اور کمائی سے تجارت ہے اور

اور یا زمین کی چیزوں سے دانہ اور کہجور ہے کہ ہر چیز پر زکوۃ ہے **باب** علی کل مسلم صدقۃ فمن لم یجد
فلیعمل بالمعروف ہر مسلمان پر صدقہ ہے یعنے بطریق استحباب کے یا عام اس سے کہ واجب ہو یا مستحب اور جو مال نہ
پاوے تو چاہیے کہ نیک بات بتلاوے حدثنا مسلم بن ابراھیم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا ابن ابی بردۃ
عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی کل مسلم صدقۃ فقالوا یا نبی اللہ فمن لم
یجد فقال یعمل بیدہ فینفع نفسہ ویتصدق قالوا فان لم یجد قال یعین ذا الحاجۃ الملھوف
قالوا فان لم یجد قال فلیعمل بالمعروف ولیمسک عن الشر فانھا لہ صدقۃ ترجمہ ابی بردہ کے
باپ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے سو اصحاب رض نے عرض کی کہ یا حضرت
اگر کوئی مال نہ پاوے تو کیا کرے فرمایا اپنے ہاتھ سے کماوے پس اپنی جان کو نفع پہونچاوے اور لوگوں پر خیرات
کرے لوگوں نے عرض کی کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے فرمایا حاجتمند مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے عرض کی کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے
فرمایا پس چاہیے کہ نیک کام پر عمل کرے یا لوگوں کو نیک کام بتلاوے اور باز رہے برائی سے یعنے غیر کو اپنے
برائی سے بچاوے یا اپنی جان کو گناہ سے باز رکہے کہ اوسکے لیے یہی خیرات ہے **ف** حاصل یہ کہ خلق پر شفقت
کرنی ضرور ہے اور وہ یا ساتہ مال کے ہے یا غیر مال کے اور مال یا تو حاصل ہے یا کمایا گیا اور غیر مال یا تو فعل ہے مانند
مظلوم کی فریاد رسی ہے اور یا ترک ہے اور وہ باز رہنا ہے برائی سے اس سے معلوم ہوا کہ جو صدقہ کی قدرت رکہتا ہے
اوسکے حق میں صدقہ بہتر اور افضل ہے اور عملوں سے (فتح) **باب** قدر کم یعطی من الزکوۃ والصدقۃ ومن اعطی
شاۃ یعنے زکوۃ اور صدقہ سے کس قدر ایک محتاج کو دیوے اور بیان اوس شخص کا کہ بکری دیوے یا دیا جاوے یعنے
دونوں طرح سے درست ہے حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو شہاب عن خالد الحذاء عن حفصۃ
بنت سیرین عن ام عطیۃ انہا قالت بعث الی نسیبۃ الانصاریۃ بشاۃ فارسلت الی عائشۃ
منہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندکم شیٔ فقالت لا الا ما ارسلت بہ نسیبۃ من تلک
الشاۃ فقال ھات فقد بلغت محلہا ترجمہ ام عطیہ رض سے روایت ہے کہ کسی نے نسیبہ انصاریہ (ام عطیہ
کا نام ہے) کی طرف ایک بکری صدقہ کی بہیجی اور اُنہوں نے اوسکا کچھ گوشت حضرت عائشہ رض کو بہیجا سو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی کہانے کی چیز ہے عائشہ رض نے کہا کہ کچھ نہیں مگر جو کچھ کہ نسیبہ نے بکری کے
گوشت میں سے بہیجا فرمایا لاؤ کہ وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ پہونچی یعنے اب اوسکا کہانا حلال ہے کہ وہ اوسکے ملک
ہوا اور اوسنے ہمکو ہدیہ دیا **ف** یعنے زکوۃ کا مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر چند حرام تہا لیکن جب محتاج کو پہونچ
گیا اور اوسنے کچہ اوس میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہیجا تو اوسکا کہانا درست ہو گیا کہ ملکیت بدل گئی اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ایک محتاج کو صدقہ میں سے ایک بکری دینا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری میں ہے کہ عطیہ

صدقہ کا زکوۃ پر عطف عام کا خاص پر ہے اسواسطے کہ اگر صرف زکوۃ کا ذکر کرتا تو سمجھا جاتا کہ زکوۃ کے غیر کا حکم اور ہے اور بعطی کا مفعول بیان نہیں کیا واسطے اختصار کے اسواسطے کہ وہ آٹھ قسم ہیں اور اسمین اشارہ ہے طرف رد کرنے اوس شخص کے جو کہتا ہے کہ ایک محتاج کو بقدر نصاب کے زکوۃ دینی مکروہ ہے اور وہ ابو حنیفہ ہے اور امام محمد نے کہا کہ ایک محتاج کو بقدر نصاب کے زکوۃ دینی درست ہی انتہے اور مراد نسیبہ سے خود ام عطیہ ہے اسواسطے کہ ام عطیہ کی نسبت ہی نسیبہ کی **بَابُ زَكٰوةِ الْوَرِقِ** چاندی کی زکوۃ کا بیان یعنے چاندی کی نصاب کیا ہے جسمین کہ زکوۃ واجب ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِنَ الْاِبِلِ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ **ترجمہ** ابی سعید خدری رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پانچ اونٹوں سے کم مین زکوۃ اور نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی مین زکوۃ اور نہیں پانچ وسق سے کمتر چھوہارے مین زکوۃ **ف** اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ دو سو درہم ہوئے جو تولے کے حساب سے ساڑھے باون تولے ہوتے ہین اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جو تخمیناً پانچ من پختہ ہوئی اس حدیث مین تین نصاب کا ذکر ہے کہ اوس سے کمتر مین زکوۃ نہیں امام شافعی اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک اناج اور میوہ جب تک تیس مین نہ ہو اوسمین زکوۃ نہیں اور یہی حدیث اونکی دلیل ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اناج اور میوہ کی کچھ حد مقرر نہیں تھوڑی اور بہت سب مین زکوۃ ہے یعنے دسوان حصہ اور فتح الباری مین لکھا ہی کہ اگر اسقدر سے زیادہ مال ہو تو اوسکا ذکر اس حدیث مین نہیں اور سبکا اجماع ہے اسپر کہ وسقون مین وقص نہیں اور اسطرح چاندی مین بھی جمہور کے نزدیک وقص نہیں یعنے دو فرضون کے درمیان کوئی عدد معاف نہیں جیسے کہ پانچ اونٹ مین ایک بکری دینی آتی ہے پھر تک کچھ نہیں دینا آتا سوائے ایک بکری کے جب تک دس ہوں تو دو بکری دے مگر امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ دو سو سے زیادہ مین زکوۃ نہیں یہانتک کے پہونچین حد نصاب کو اور وہ چالیس درہم مین اور اجماع ہے علما کا اسپر کہ مواشی اور نقد مال مین پورے سال کا گذرنا شرط ہے سوائے اون چیزون کے جنکا دسوان حصہ لیا جاتا ہے کہ اونمین سال بھر کا گذرنا شرط نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مال نصاب سے کم ہو تو اوسمین زکوۃ واجب نہیں اگرچہ ایک دانہ ہی ہو اور بعضے مالکیہ کہتے ہین کہ اگر مقدار نصاب سے تھوڑا کم ہو تو بھی زکوۃ واجب ہے انتہے **بَابُ الْعَرْضِ فِي الزَّكٰوةِ** زکوۃ مین اسباب لینے کا بیان یعنے چاندی اور سونے کے سوا اور چیز کا زکوۃ مین لینا بھی درست ہی **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک زکوۃ مین اسباب کا لینا درست ہی اور امام بخاری نے بھی اس مسئلے مین حنفیہ کی موافقت کی ہی باوجودیکہ وہ اونکا بہت مخالف ہی لیکن امام بخاری اسمین دلیل کا تابع ہے یعنے موافقت اور مخالفت سے اوسکو کچھ غرض نہیں اور جمہور علما کہتے ہین کہ زکوۃ مین اسباب کا لینا درست نہیں

وہ ان حدیثون کا جواب ہے جو ہین کما سیأتی ۔ وَقَالَ طَاؤُسٌ قَالَ مُعَاذٌ لِاَھْلِ الْیَمَنِ ائْتُوْنِی بِعَرْضٍ ثِیَابٍ
خَمِیْصٍ اَوْ لَبِیْسٍ فِی الصَّدَقَةِ مَکَانَ الشَّعِیْرِ وَالذُّرَةِ اَھْوَنُ عَلَیْکُمْ وَخَیْرٌ لِاَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ یعنے حضرت معاذ رضنے یمن والون کو کہا کہ زکوة مین میرے پاس کپڑے لاؤ کہ چادر سیاہ دہاریدار ہو
یا فرمایا پہنے کا کپڑا ہو بدلے جو اور جوار کے کہ وہ کپڑے دینے تمپر آسان ہین غلہ پہونچانے سے اور بہتر ہین اصحاب کے لیے کہ
مدینے مین ہین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوة مین کپڑے وغیرہ اسباب کا لینا درست ہے و فیہ المطابقة للترجمة
اور بعضے کہتے ہین کہ وہ زکوة نہین تھی اسواسطے کہ اگر زکوة ہوتی تو اصحاب کے لیے مدینہ مین نہ بہیجے جاتے ہو اسواسطے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جگہ کی زکوة ہو وہین کے فقیرون پر خرچ کیجاوے اور جواب اسکا یہ ہے کہ زکوة
کا امام کیطرف لیجانا درست ہے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے تقسیم کرے اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ایک شہر سے دوسرے
شہر کی طرف زکوة کا نقل کرنا درست ہے اور اس مسئلے مین بہی اختلاف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حضرت معاذ رض کا
اجتہاد ہے پس دلیل نہین ہوسکتا اور اسمین کلام ہے کہ حضرت معاذ حلال حرام کو سب لوگون سے زیادہ تر جانتے
تھے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو یمن کیطرف بہیجا تو اونکو بیان کر دیا کہ اس اس طرح سے حکم کرنا اور بعضے کہتے
ہین کہ یہ واقع حال کا کہ شاید اوسوقت اصحاب رض کو مدینے مین کپڑون کی حاجت تھی (مگر یہ بات بہی ٹھیک نہین) اور
بعضے کہتے ہین کہ مراد صدقہ سے اس حدیث مین جزیہ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت معاذ کا یہ قول کہ جو اور جوار بدلے کپڑے
اسکو رد کرتا ہے اسلیے کہ اون لوگون کا جزیہ اوسوقت جو اور جوار نہ تھا وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا خَالِدٌ
فَقَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَہٗ وَاَعْتُدَہٗ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد کا تو یہ حال ہے کہ
اوسنے اپنی زرہین اور اپنے ہتھیارون اور گہوڑے کو خدا کے راہ مین یعنے جہاد کے لیے وقف کر دیا ہے ف زکوة
تحصیل کرنے والے عامل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گلہ کیا کہ خالد زکوة نہین دیتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا
عذر یہ بیان فرمایا کہ اوسنے اپنا مال خدا کے راہ مین وقف کر دیا ہے یعنے اوسپر زکوة واجب نہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوة
مین اسباب کا لینا درست ہے اسواسطے کہ اگر اوسکا مال و اسباب وقف نہوتا تو اوسکی زکوة واجب ہوتی اور زکوة مین
اوس اسباب مین سے کچھ اسباب لیا لازم آتا یا کہا جاوے کہ جب اوسنے اپنا اسباب خدا کے راہ مین وقف کر دیا کہ مسلمان
اوس سے جہاد کرین اور یہی منجملہ مصارف زکوة مین سے ہے تو ثابت ہوا کہ زکوة مین اسباب کا لینا درست ہے و فیہ
المطابقة للترجمة وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّکُنَّ فَلَمْ یَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعَرْضِ
مِنْ غَیْرِھَا فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِیْ خُرْصَھَا وَسِخَابَھَا وَلَمْ یَخُصَّ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوْضِ یعنے اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو فرمایا کہ اے گروہ عورتون کے خیرات کرو اگرچہ اپنے زیور سے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے صدقہ عرض کا اپنے غیر سے جدا نہین کیا یعنے یہ نہین فرمایا کہ زیور کی زکوة مین چاندی اور سونے کے سوا اور کوئی چیز

درست نہین بلکہ مطلق فرمایا کہ اپنے زیور کی زکوۃ دو اور یہ بنابر اسکے ہی کہ فرض صدقہ کے مصارف مانند مصارف
صدقہ نفل کے ہین کہ مقصود دونو سے قربت ہی اور دونو کے مصارف مین علت فقر اور محتاجگی ہے سو عورت
اپنی بالی اور اپنا ہار ڈالنے لگی اور نہ خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی اور سونا اسباب سے **ف** فتح الباری
مین لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ امام بخاری نے استدلال کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ عورتون کو
فرمایا کہ خیرات کرو سو اسواسطے کہ یہ مطلق ہے ہر قسم کے صدقہ کو شامل ہے فرض ہو یا نفل اور اسیطرح شامل ہے ہر چیز کو کہ
صدقہ مین دیجاوے خواہ چاندی سونا ہو یا اور اسباب اور مراد اس قول سے کہ اگرچہ اپنے زیور سے ہو) مبالغہ ہوگا
یعنے اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو یہی سہی اور دلیل کی جگہ آپ کا یہ قول ہے کہ بعضی عورت اپنا ہار پھینکنے لگی اسواسطے کہ سخاب
ایک قسم کا ہار ہوتا ہے جو کہ مشک اور لونگ سے بناکر عورتین گلے مین ڈالتی ہین انتھے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ
قَالَ حَدَّثَنِی اَبِی قَالَ حَدَّثَنِیْ ثُمَامَۃُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَہٗ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَتَبَ لَہُ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ وَمَنْ
بَلَغَتْ صَدَقَتُہٗ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّلَیْسَتْ عِنْدَہٗ وَعِنْدَہٗ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّھَا تُقْبَلُ مِنْہُ وَیُعْطِیْہِ
الْمُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا اَوْ شَاتَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰی وَجْھِھَا وَعِنْدَہُ ابْنُ
لَبُوْنٍ فَاِنَّہٗ یُقْبَلُ مِنْہُ وَلَیْسَ مَعَہٗ شَیْءٌ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت ابوبکر رض نے اوسکو حکم نامہ
لکھدیا جو کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو حکم کیا اور وہ شخص کہ ہون اوس پاس اونٹ اسقدر کہ واجب ہو انمین اونٹنی
برس روز کی اور نہین وہ اوس پاس اور اوس پاس ہے اونٹنی دو برس کی پس قبول کیجاوے اوس سے اور دیوے اوسکو
زکوۃ لینے والا بیس درم یا دو بکریاں اور اگر نہ ہو اوسکے پاس اونٹنی برس روز کی قابل دینے کو اور ہو اوس پاس
اونٹ دو برس کا تو قبول کیا جاوے اوس سے اور نہین ساتھ اسکے کوئی چیز **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ مین چاندی
سونے کے سوا اور اسباب کا دینا درست ہی سو اسواسطے کہ جب صدقہ دینے والے سے واجب چیز سے زیادہ تر بیش قیمت
چیز کا لینا اور زیادتی کے عوض مین غیر جنس کا اوسکو دینا درست ہی تو زکوۃ مین اسباب کا دینا بھی درست ہوگا کہ
وہ غیر ہے جنس واجب کا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن جمہور علما کہتے ہین کہ اگر زکوۃ مین اسباب کا دینا درست ہوتا تو دو
چیزون یعنے جنس واجب اور اوسکے عوض کی قیمت مین نظر کیجاتی تو اسباب کبھی بڑھ جاتا اور کبھی گھٹ جاتا واسطے
اختلاف شہرون اور زمانون کے اور جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدار معین کردیا کہ نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے تو وہی
واجب ہوگا اوسکے عوض اور کوئی چیز درست نہ ہوگی اور اگر شارع نے مقدار معین نہ کیا ہوتا تو بنت مخاض معین ہوتی
اور اوسکے بدلے بنت لبون تفاوت کے ساتھ یعنی درست ہوتی انتھے (فتح) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ
عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشْھَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَصَلّٰی
قَبْلَ الْخُطْبَۃِ فَرَاٰی اَنَّہٗ لَمْ یُسْمِعِ النِّسَآءَ فَاَتَاھُنَّ وَمَعَہٗ بِلَالٌ نَاشِرٌ ثَوْبَہٗ فَوَعَظَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ اَنْ

اَنْ يَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي وَاَشَارَ اَيُّوْبُ اِلٰى اُذُنِهٖ وَاِلٰى حَلْقِهٖ ترجمہ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہون کہ آپنے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ آپنے عورتون کو وعظ نہین سُنایا یعنے معلوم کیا کہ عورتون نے وعظ نہین سُنا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتون پاس آئے اور آپکے ساتھہ بلال کپڑا پھیلائے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو وعظ کیا اور حکم کیا خیرات کرنے کا سو عورت اپنی بالی پھینکنے لگی **ف** اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر گذرا **بَابٌ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ** نہ جمع کیے جاوین جانور متفرق اور نہ جدا کیے جاوین جانور اکٹھے واسطے خوف زکوۃ کے وَيُذْكَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُهٗ یعنے ذکر کیا جاتا ہے سالم سے اونسے روایت کی ابن عمر رضؓ سے اوس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند اوس حکم کی کہ اس باب مین مذکور ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ ترجمہ انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضؓ نے اوسکے واسطے لکھی وہ چیز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کی ہے یعنے مسلمانون پر ساتھہ حکم اللہ تعالے کے اور وہ یہ ہے کہ نہ جمع کیے جاوین جانور متفرق اور نہ جدا کیے جاوین جانور اکٹھے واسطے خوف زکوۃ کے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ امام مالک نے موطا مین کہا کہ معنے اس حدیث کے یہ ہین کہ تین آدمی ہون ہر ایک کی چالیس بکریان ہون ۲ دینی آتی ہین اور اگر اونکو جمع کرین ...... تو صرف ایک بکری دینی آویگی یا دو ۲ تو ان تینون کی بکریان

دو شخصون کی دو سو اور دو بکریان ہون تو اونپر تین بکریان دینی آتی ہین اور جب اونکو جدا جدا کرین تو ہر ایک کو ایک بکری دینی آویگی یعنے پس اسطرح نہ کرے اور امام شافعی رحؒ نے کہا کہ یہ حکم ایک وجہ سے زکوۃ دینے والے کے حق مین ہے اور ایک وجہ سے زکوۃ لینے کے حق مین ہے پس ہر ایک کو حکم ہے کہ کوئی نئی چیز پیدا نہ کرے نہ جمع کرے اور نہ تفریق پس مال والے کو چاہیے کہ زکوۃ کے بہت ہونے کے خوف سے نہ تو مال کو جمع کرے اور نہ جدا جدا کرے تا کہ زکوۃ کم ہو اور زکوۃ لینے والے کو چاہیے کہ زکوۃ کے کم ہونے کے خوف سے نہ تو مال کو جمع کرے اور نہ جدا کرے تا کہ زکوۃ بہت ہو اور حدیث دونو کا احتمال رکھتی ہے لیکن ظاہر تر یہ ہے کہ مراد اوس سے مالک مال کا ہے اور یہ حکم خاص اوسی کے واسطے ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے پاس کچھ چاندی ہو کہ نصاب سے کم ہو اور کچھ سونا ہو کہ وہ بھی نصاب سے کم ہو تو اوسکا جمع کرنا واجب نہین تا کہ نصاب پوری ہو اور اوسمین زکوۃ واجب ہو اور بعضے کہتے ہین کہ اونکے اجزا اکٹھے کیے جاوین یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ قیمت لگا کر دونو چیزین اکٹھی کیجاوین یہ قول حنفیہ کا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص کی مثلاً بیس بکریان کوفے مین ہون اور بیس بصرے مین ہون تو اونکو ایک جگہ جمع نہ کیا جاوے اور نہ اونسے زکوۃ لیجاوے یہ قول ابن منذر کا ہے اور جمہور اوسکے

مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ایک آدمی کا سب مال ایک جگہ جمع کیا جاوے اگرچہ کئی شہروں میں ہو اور اوس سے زکوٰۃ لیجاوے اور ابو حنیفہ رہ کے نزدیک نہیں زکوٰۃ تحصیل کرنیوالے کو یہ چاہیے کہ وہ متفرق کو جدا نہ کرے مثلاً دو شخصوں کے پاس بکریاں ہوں اتنے اتنے کہ ہر ایک کے پاس حد نصاب سے کم ہو اور جب دونو ملیں تو نصاب پوری ہو مثلاً دو نو کے پاس بیس بیس ہوں تو زکوٰۃ لینے والا اونکو جمع نہ کرے زکوٰۃ لینے کے لیے اور نہ جدا کرے اکٹھے کو یعنے جبکہ ہوں مثلاً ایک شخص کے پاس اسی بکریاں چالیس ایک جگہ اور چالیس ایک جگہ تو نہ اعتبار کریں اونکو دو نصاب کا اور نہ لیوے اونمیں سے دو بکریاں بلکہ ایک بکری لیوے اسلیے کہ ملک ایک کی ہے **بَابٌ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ** جو نصاب کہ ہو دو شریکوں میں پس وہ رجوع کریں آپسمیں ساتھ برابری کے یعنے بقدر شرکت کے **وَقَالَ طَاوُسٌ وَعَطَاءٌ إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُجْمَعُ مَالُهُمَا** یعنے اور طاوس اور عطا نے کہا کہ جب دونو شریک اپنا مال جانتے ہوں کہ کتنا ہے یعنے مشترک ہووے تو اونکا مال جمع کیا جاوے یعنے بلکہ جدا جدا ملاحظہ کیا جاوے پس اگر بقدر نصاب کے ہو تو زکوٰۃ لیجاوے ورنہ **وَقَالَ سُفْيَانُ لَا تَجِبُ حَتَّى يَتِمَّ لِهَذَا أَرْبَعُونَ وَلِهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً** یعنے اور سفین نے کہا کہ نہیں جب ہے زکوٰۃ یہانتک کہ چالیس بکریاں اوسکی پوری ہوں اور چالیس دوسرے کی ہوں **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہی قول ہے امام مالک کا اور امام شافعی اور احمد اور اصحاب حدیث کی نزدیک جب دونو کے مواشی حد نصاب کو پہونچ جاویں تو دونو سے زکوٰۃ لیجاوے اور شرکت سے مراد اونکے نزدیک یہ ہے کہ چرنے اور رات رہنے اور حوض اور زمین اکٹھے ہوں اور شرکت خاص تر ہے اوس سے انتہے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ** **ترجمہ** انس سے روایت ہی کہ حضرت ابو بکر نے اونکے لیے حکم نامہ لکھا جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اوس حکم نامہ کا ایک حکم یہ ہے کہ جو نصاب کہ دو شریکوں کے درمیان ہو سو وہ رجوع کریں آپسمیں ساتھ برابری کے **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ دو شریکوں کے درمیان مثلاً چالیس بکریاں ہوں ہر ایک کی اونمیں سے بیس بکریاں ہوں اور ہر ایک اپنا مال پہچانتا ہو تو زکوٰۃ لینے والا ایک شریک سے ایک بکری لیلیوی اور وہ بکری دینے والا اپنے دوسرے شریک سے نصف بکری کی قیمت بھر لے یعنے یہ نہیں کہ آدھی بکری ایک کی اور آدھی دوسرا اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ مراد خلیط سے یہاں حقیقی شریک ہی کہ دونوں کا مال آپسمیں مشترک ہو اور اپنر یہ اعتراض آتا ہے کہ شریک اپنا مال نہیں پہچانتا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونو آپسمیں رجوع کریں ساتھ برابری کے یعنے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال پہچانتے ہوں نہ الا رجوع کہنے کے کوئی معنے نہ ہونگے انتہے ملخصاً اور بعضوں نے کہا کہ معنے اس حدیث کے یہ ہیں کہ مثلاً

دو آدمی دو سو بکریوں میں شریک ہیں ایک کی چالیس بکریاں ہیں اور دوسرے کی ایک سو ساٹھ ہیں اول آدمی پر بھی ایک
بکری واجب ہوگی یہ نہیں ہوگا کہ واجب ہوں پہلے پر دو خمس ایک بکری کے اور باقی دوسرے پر یعنے زکوٰۃ لینے والا تو ایک
ایک بکری ہر ایک شریک سے لیلویگا پھر وہ دونو رجوع کریں آپس میں ساتھ برابری کے یعنے چالیس بکریوں والا تین خمس بکری
کو دیوے دوسرے شریک کو کہ جسکی ایک سو ساٹھ ہیں پھر پس چالیس والے پر دو خمس پڑینگے موافق اوسکے حصہ کے اور
باقی دوسرے پر موافق اوسکے حصے کے انتہے **بَابُ زَكٰوةِ الْاِبِلِ** اونٹوں کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کا بیان ذَكَرَهٗ
اَبُوْبَكْرٍ وَّاَبُوْذَرٍّ وَّاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے روایت کی یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ان تین صحابیوں نے **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ
قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنَّ شَاْنَهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ تُؤَدِّيْ
صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا ترجمہ ابی سعید
خدری رضہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کا حکم پوچھا کہ اپنے وطن سے ہجرت کرکے
مدینے میں آ رہنے کا کیا حکم ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واے بحال تو کہ اسنبہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے
سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں کہ تو اونکی زکوٰۃ دیا کرتا ہے اوسنے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اسیطرح
کیا کر اپنے دیہات میں جو نہروں کے پرے ہیں سو بے شک خدا تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹاویگا **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ
ان حدیثوں سے کئی حکم ثابت ہوتے ہیں جو اس باب کے متعلق ہیں ایک یہ کہ زکوٰۃ واجب ہے اور یہ کہ زکوٰۃ اور نماز برابر ہے
آپس میں کہ اونکے مانعین سے لڑنا چاہیے اور یہ کہ جو زکوٰۃ ادا نکرے اوسکو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور یہ کہ جو اونٹوں
کی زکوٰۃ دیتا ہے اونکو ہجرت کی برابر ثواب ملیگا **بَابُ** مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَّلَيْسَتْ
عِنْدَهٗ جو شخص کہ ہوں اوس پاس اونٹ بقدر کہ واجب ہو اوس میں اونٹنی برس روز کی اور نہیں ہے وہ اس پاس تو
اوسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ اَنَّ
اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ جَذَعَةٌ وَّعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا
تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ
صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيْهِ
الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ اِلَّا بِنْتُ
لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَيُعْطِيْ شَاتَيْنِ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا مَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ

لَبُوْنٍ وَعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْشَاتَيْنِ وَ
مَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ وَعِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ
بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطِيْ مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْشَاتَيْنِ ترجمہ انس رض سے روایت ہو کہ حضرت ابو بکر نے اسکے
لیے زکوۃ کا حکمنامہ لکھا جو کہ خدا نے اپنے رسول کو حکم کیا یعنے اور اوسمین سے ایک حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس
اسقدر اونٹ ہون کہ اونمین چار برس کی اونٹنی واجب ہو کہ پانچوین مین لگی ہو یعنے اکسٹھ سے پچہتر تک یہ دینی آتی ہے
اور اوسکے پاس چار برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ تین برس کی ۴ اور زکوۃ دینے والا اوسکے ساتھ دو بکریان اور دیوی اگر میسّر
ہون اوسکو یا بیس درہم دیوے اور جس شخص کے پاس اسقدر اونٹ ہون کہ اونمین تین برس کی اونٹنی واجب ہو
کہ چھیالیس سے ساٹھ تک دینی آتی ہے اور اوس پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ چار برس کی ہو تو اوس سے وہی
چار برس کی اونٹنی قبول کیجاوے بعد زکوۃ لینے والا اوسکو بیس درہم دیوے یا دو بکریان دے اور جسکے پاس اسقدر اونٹ ہون
کہ اونمین تین برس کی اونٹنی واجب ہو اور اوس پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ دو برس کی ہو تو اوس سے وہی دو برس
کی اونٹنی قبول کیجاوے اور زکوۃ دینے والا اوسکے ساتھ دو بکریان دے یا بیس درہم دے اور جس شخص کے پاس اسقدر
اونٹ ہون کہ اونمین دو برس کی اونٹنی واجب ہو کہ چھتیس سے پینتالیس تک یہی دینی آتی ہے اور اوس پاس دو
برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ تین برس کی ہو تو اوس سے وہی تین برس کی اونٹنی قبول کیجاوے اور اوسکو زکوۃ لینے والا
بیس درہم دے یا دو بکریان دے اور جس شخص کے پاس اسقدر اونٹ ہون کہ اونمین دو برس کی اونٹنی واجب ہو......
...... اور اس پاس دو برس کی اونٹنی نہ ہو بلکہ ایک برس کی ہو تو اوس سے وہی ایک برس کی اونٹنی
قبول کیجاوے اور زکوۃ دینے والا اوسکے ساتھ بیس درہم یا دو بکریان دیوے ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ جب
مقصود سے اکمل یا انقص چیز پائی جاوے تو مشروع ہے کہ جبر کرنا اوسکا ساتھ کمی بیشی کے جیسے کہ یہ حدیث اوسکو
متضمن ہے اسواسطے کہ نہین فرق ہے درمیان فقد بنت مخاض اور وجود اکمل کے اوس سے انتہی باب زکوۃ
الغنم بکریون کی زکوۃ کا بیان حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنَّى الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ
حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهٗ
اِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا
فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِيْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ
خَمْسٍ شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ
سِتَّةً وَّثَلٰثِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ اِلٰى سِتِّيْنَ

۴ یعنی زکوۃ لینے والا اوس سے اونٹنی تین برس کی

فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَاِذَا
بَلَغَتْ يَعْنِيْ سِتَّةً وَّسَبْعِيْنَ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ
وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ
وَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَّمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ اِلَّا اَرْبَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا
فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِّنَ الْاِبِلِ فَفِيْهَا شَاةٌ وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى
عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ
اِلٰى ثَلٰثِمِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ
الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَّاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَّةِ
رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا ترجمہ انس رض سے
روایت ہی کہ حضرت ابو بکر رض نے اونکے لیے یہ حکمنامہ لکہا جبکہ اونکو بحرین (ایک ملک کا نام ہے عرب مین نزدیک بصرہ کے)
کی طرف بہیجا کہ شروع ساتہہ نام اللہ کے جو بڑا مہربان ہی نہایت رحم والا یہ بیان ہی زکوۃ فرض کا جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسلمانوں پر فرض کیا یعنے ساتہہ حکم اللہ تعالی کے اور جسکا اللہ نے اپنے رسول کو حکم کیا پس جب کوئی کسی مسلمان سے زکوۃ
طلب کرے اوسکے طور پر یعنے موافق اوسکے تو چاہیے کہ دے اوسکو اور جب کوئی کسی سے اوس سے زیادہ مانگے تو نہ دے
یعنے اور پس وہ حکمنامہ یہ ہے کہ چوبیس ۲۴ اونٹوں اور اوس سے کم مین بکری واجب ہی اسطرح کہ ہر پانچ مین ایک بکری اور
جب پچیس ۲۵ کو پہونچین پینتیس ۳۵ تک تو واجب ہی اونمین ایک بوتی برس روز کی مادہ اور جب چہتیس ۳۶ کو پہونچین
پینتالیس ۴۵ تک تو اونمین دو برس کی مادہ بوتی واجب ہے اور جب چہیالیس ۴۶ کو پہونچین ساٹہہ تک تو اونمین ایک حقہ واجب
ہی یعنے تین برس کی اونٹنی قابل جست کرنے اونٹ کی اور جبکہ پہونچین اونٹ اکسٹہہ ۶۱ کو پچہتر تک تو اونمین چار
برس کی بوتی واجب ہی کہ پانچوین برس مین لگی ہو اور جبکہ پہونچین چہتر کو نوے تک تو اونمین دو بوتیان دو دو برس
کی واجب ہین اور جبکہ پہونچین اکیانوین کو ایک سو بیس تک تو اونمین تین اونٹنیان تین تین برس کی واجب ہین
یعنے جو نر کی جست کرنے کو قابل ہون اور جبکہ اونٹ ایک سو بیس ۱۲۰ سے زیادہ ہون تو ہر چالیس ۴۰ مین دو برس کی بوتی
واجب ہی اور ہر پچاس ۵۰ مین پوری تین برس کی اونٹنی واجب ہے اور اگر کسی کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہون تو
اونمین زکوۃ واجب نہین مگر یہ کہ اگر اونکا مالک چاہے تو بطریق نفل کے دے اور جب کہ اونٹ پانچ کو پہونچین تو اونمین
ایک بکری واجب ہے اور یہ زکوۃ بکریوں کی کہ چرنے والے ہون جبکہ چالیس ۴۰ ہون ایک سو بیس ۱۲۰ تک ایک بکری واجب
ہی اور جبکہ ایک سو بیس سے زیادہ ہون دو سو تک تو اوسمین دو بکریان واجب ہین اور جبکہ دو سو سے زیادہ ہون تو اونمین
تین بکریان واجب ہین تین سو تک اور جبکہ تین سو سے زیادہ ہون تو ہر ایک سو مین ایک بکری واجب ہے اور جب کہ

کسی شخص کی چرنے والی بکریان چالیس سے کم ہون تو اونمین زکوۃ واجب نہین مگر یہ کہ اوسکا مالک چاہے تو بطریق نفل کے صدقہ دے اور چاندی مین چالیسوان حصہ دینا فرض ہے یعنے خواہ مضروب ہو یا غیر مضروب اور اگر نہون اوسکو پاس مگر ایک سو نوے درہم تو اونمین زکوۃ فرض نہین مگر یہ کہ اونکا مالک چاہے تو بطور نفل کے صدقہ دے **ف** یہ جو فرمایا کہ اگر چوبیس۲۴ اونٹ یا اوس سے کم ہون تو متعین ہے اونمین دینا بکریون کا یہ قول امام مالک اور احمد کا ہے کہتے ہین کہ اگر چوبیس۲۴ اونٹون کی زکوۃ مین ایک اونٹ دیوے تو کافی نہین اور امام شافعی اور جمہور کہتے ہین کہ اگر چوبیس۲۴ اونٹون کی زکوۃ مین ایک اونٹ دیدیوے تو درست ہے اسواسطے کہ جب پچیس۲۵ اونٹون مین ایک اونٹ دینا درست ہے تو چوبیس۲۴ مین ایک اونٹ دینا بطریق اولے درست ہوگا اور نیز اسواسطے کہ اصل زکوۃ کے باب مین یہ ہے کہ مال کی جنس سے واجب ہو اور اوس سے عدول تو صرف مالک کی آسانی کے واسطے کیا جاتا ہے کہ اگر مال کی جنس مین سے میسر ہو سکے تو اوسکے عوض مین غیر جنس بھی درست ہے اور جب باختیار خود اصل کیطرف رجوع کرے تو درست ہوگا اور اگر مثلا اونٹ کی قیمت چار بکریون سے کم ہو تو اس مسئلے مین اختلاف ہے نزدیک شافعیہ وغیرہم کے اور قیاس بھی چاہتا ہے کہ درست نہ ہو اور نیز اسی قول سے استدلال کیا گیا ہے کہ چار بکریان مجموعہ چوبیس اونٹ کی طرف سے ہین اگرچہ ۴ اونٹ کہ بیس پر زیادہ ہین وقص ہے یہ قول امام شافعی کا ہے بویطی مین اور اوسکے غیر مین کہا کہ وہ معاف ہے اور ظاہر ہوگا نتیجہ اختلاف کا اوس شخص کے حق مین کہ اوسکے پاس نو اونٹ ہون سو سال گذرنے کے بعد چار اونمین سے ضائع ہو گئے پہلے قدرت پانے کے اگر ہم کہین کہ وجوب کی شرط سال گذرنا ہے تو اونمین ایک بکری بلا خلاف واجب ہوگی اور اسی طرح اگر کہا جاوے کہ تمکن شرط ہے ضمان مین اور کہا جاوے کہ وقص عفو ہے اور اگر ہم کہین کہ مجموعہ کے ساتھ فرض متعلق ہوتا ہے تو بکری کے پانچ حصے واجب ہونگے پہلا قول جمہور کا ہے جیسے کہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اور امام مالک سے بھی ایک روایت اول قول کی طرح ہے اور وقص اوس چیز کو کہتے ہین جو کہ دو فرضون کے درمیان ہو یہ قول جمہور کا ہے اور امام شافعی نے اوسکو پہلے نصاب سے کم مین بھی استعمال کیا ہے اور کہا طیبی نے کہ وقص ساتھ زبر قاف کے وہ جانور ہین کہ نہ پہونچین حد نصاب کو خواہ ابتداءً ہون یا درمیان دو فرضون کے ابتدا کی مثال یہ ہے کہ گائیین تیس ۳۰ سے کم ہون پس اونمین زکوۃ واجب نہین اور مثال درمیان دو فرضون کے یہ ہے کہ مثلا تیس ۳۰ گائی بیل پر زکوۃ فرض ہوتی ہے اور جب تیس ۳۰ سے بڑھین اور چالیس ۴۰ تک پہونچین اونکے مابین کو بھی وقص کہتے ہین اونمین کچھ زکوۃ واجب نہین جب چالیس ۴۰ ہون تو اونمین زکوۃ واجب ہے اگر چالیس ۴۰ سے زیادہ ہون یہانتک کہ ساٹھ کو پہونچین تب اونمین زکوۃ واجب ہوتی ہے اونکے مابین کو بھی وقص کہتے ہین اونمین زکوۃ واجب نہین اور اسی طرح اگر ساٹھ سے بڑھین تو اونمین بھی زکوۃ واجب نہین جب ستر ہون تو اونمین زکوۃ واجب ہے اسی طرح آگے ہر دہاکے کے بعد حکم متغیر ہوتا جاتا ہے دو دہاکون کے درمیان جتنے گائی بیل ہون اونکو وقص کہتے ہین اور امام شافعی کے نزدیک وقص وہ جانور

ہین کہ نہ پہونچین حد نصاب فرض کو یعنے پہلے نصاب کو یا دوسرے وغیرہ کو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک چالیس سے
ساٹھ تک کی مابین مین زکوۃ ہے باقی مین نہین اور صاحبین کے نزدیک مطلق وقص مین زکوۃ ..... واجب نہین اور یہ جو
فرمایا کہ پچیس ۲۵ اونٹون مین ایک برس کی بوتی واجب ہی تو یہی ہے قول جمہور کا کہ اسقدر مین بنت مخاض ہے مگر
حضرت علی رضہ سے روایت ہی کہ پچیس ۲۵ اونٹون مین پانچ بکریان ہین اور اگر چھبیس ۲۶ ہون تو اونمین بنت مخاض ہے لیکن
یہ حدیث مرفوع ضعیف ہی اور یہ جو فرمایا کہ پینتیس ۳۵ تک بنت مخاض ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس سے چونتیس ۳۴
تک مین کچھ زکوۃ نہین مگر حنفیہ کہتے ہین کہ جب پچیس سے زیادہ اونٹ ہون تو از سر نو زکوۃ شروع کیجاوے یعنے بنت
مخاض کے ساتھہ ہر پانچ مین ایک بکری دیجاوے اور یہ جو فرمایا کہ جسپر دو برس کی بوتی واجب ہو اور وہ اوسکے پاس
نہ ہو بلکہ ایک برس کی بوتی ہو تو اوس سے وہی قبول کیجاوے ساتھہ بیس ۲۰ درہم یا دو بکریون کے اور اگر ایک برس کی
بوتی اوسکے پاس ہو بلکہ دو برس کا بوتا ہو تو اوس سے وہی قبول کیا جاوے اور نہین واجب ہے ساتھ اوسکے کوئی چیز نہ
لینی نہ دینی تو اسپر سب کا اتفاق ہے اور اگر دونون مین سے ایک بھی نہ پاوے تو اوسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے خریدے
یہی صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ متعین ہے خریدنا بنت مخاض کا یہ قول امام مالک اور احمد کا ہے
اور یہ جو فرمایا کہ اوسکے ساتھہ بیس درہم یا دو بکریان دیوے تو یہی ہے قول امام شافعی اور احمد اور اہل حدیث کا اور ثوری
سے روایت ہی کہ دس درہم دیوے اور یہی ایک قول اسحاق کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ جب بکریان تین سو سے زیادہ ہون
تو ہر سو مین ایک بکری ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی بکری واجب نہین ہوتی یہانتک کہ چارسو پوری ہون
اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض اہل کوفہ کہتے ہین کہ اگر تین سو سے ایک بھی زیادہ ہو تو اوسمین چار بکریان واجب
ہوتی ہین یہ ایک روایت امام احمد سے ہی انتہے ملخصاً (فتح) اور یہ جو فرمایا کہ چرنے والے ہون تو مراد اس سے یہ ہے
کہ جانورون مین بکری ہو یا گائی یا اونٹ زکوۃ جب واجب ہوتی ہے کہ اکثر برس یعنے آدہے برس سے زیادہ جنگل مین
چارہ چرتے ہون اور اگر اکثر برس گہر سے کہلانا پڑتا ہو تو اون جانورون مین زکوۃ واجب نہین اور یہ جو فرمایا کہ جب اونٹ
ایک سو بیس ۱۲۰ سے زیادہ ہون تو ہر چالیس مین بنت لبون ہے الخ تو یہ صریح ہے اسمین کہ از سر نو زکوۃ شروع کیجاوے اور یہی
مذہب ہے اکثر اہل علم کا اور امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ از سر نو شروع کیجاوے یعنے جب ایک سو بیس سے پانچ زیادہ ہون تو
لازم آوینگے دو حقے اور ایک بکری پہر ہر پانچ مین ایک بکری ہے چوبیس ۲۴ تک پہر بنت مخاض انتہے اور یہ جو فرمایا کہ
چاندی مین چالیسوان حصہ ہے تو اس سے بعض نے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ نقدین کی زکوۃ مین اصل چاندی کی نصاب
ہی سونے کی قیمت دو سو درہم خالص چاندی کے ہون تو اوسمین زکوۃ واجب ہے یعنے چالیسوان حصہ اور جمہور علما کہتے
ہین کہ سونے کی نصاب بیس ۲۰ مثقال ہے جو تولے کے حساب سے ساڑہے سات تولے ہوتے ہین اس سے کم ہو تو زکوۃ واجب
نہین اگرچہ قیمت اوسکی دو سو درہم کو پہونچ جاوے انتہے (فتح) **بَابُ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا**

ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ زکوة مین بوڑہا جانور لیا جاوے اور نہ عیبدار اور نہ نر بکرا زکوة
لینے والا انکو لینا چاہے تو درست ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثُمَامَةُ
اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِی الصَّدَقَةِ
هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت ابوبکر رض نے
اونکے لیے زکوة کا حکمنامہ لکہا جو کہ اللہ نے اور اوسکے رسول نے حکم کیا اور ایک حکم اوسکا یہ ہے کہ نہ نکالا جاوے زکوة مین
جانور بوڑہا اور نہ عیبدار کہ عیب کے سبب سے اوسکی قیمت کم ہو اور نہ نر مگر یہ کہ چاہے کہ زکوة لینے والا ف فتح الباری
مین لکہا ہے کہ اگر سب جانور بوڑہے ہون یا سب نکمے ہون تو جائز ہے زکوة دینا اونمین سے اور مالکیہ کہتے ہین کہ مالک
کو لازم ہے کہ زکوة کے لیے بکری خریدے جو کہ اوسمین جائز ہو اور عیب سے مراد وہ عیب ہی کہ اوسکے سبب سے بیع مین پہیر دینا
درست ہو اور بعضے کہتے ہین کہ قربانی مین درست ہو اور بیمار جانور بہی زکوة مین درست نہین انتہے بَابُ اَخْذِ
الْعَنَاقِ فِی الصَّدَقَةِ زکوة مین بکری کا بچہ لینا بہی درست ہی حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ
شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ بِالْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت ابوبکر رض نے فرمایا کہ اگر
وے مجہسے بکری کا ایک بچہ باز رکہین گے جسکو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادا کیا کرتے تہے تو اوسپر بہی مین اونسے
لڑونگا سو عمر رض نے کہا کہ نہین تہا خیال لڑنے کا مگر یہ کہ مینے دیکہا کہ مقرر اللہ نے ابوبکر رض کا سینہ کہولدیا سو مینے پہچانا
کہ وہی بات حق ہے جسپر ابوبکر ہین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوة مین بکری کا بچہ لینا درست ہی اسواسطے کہ کمسنی کے
سوا اوسمین کوئی عیب نہین پس اوسکا لینا بوڑہے جانور سے افضل ہے جبکہ زکوة لینے والا چاہے اور مالکیہ کہتے ہین
کہ مراد یہ ہے کہ جو لوگ اوسکی زکوة مین ادا کیا کرتے تہے یعنے زکوة مین اوسکا ادا کرنا درست نہین یہی ہے قول حنفیہ کا انتہے (فتح)
بَابُ لَا تُؤْخَذُ كَرَائِمُ اَمْوَالِ النَّاسِ فِی الصَّدَقَةِ زکوة مین لوگون کا عمدہ مال نہ لیا جاوے جس قسم سے ہو
حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ
ابْنِ اُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ
اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَاِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ يَوْمِهِمْ
وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً تُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ

عَلٰی فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم کرکے بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو عنقریب اوس قوم کے پاس آویگا
جو کتاب والے ہین یعنے یہود اور نصاری سو جب تو انکے پاس جاوے تو چاہیے کہ پہلے اونکو خدا کی عبادت کیطرف بلاوے کہ
خدا کے سوا اور کسکی عبادت نہ کرین سو جب وے خدا کو پہچان لیوین تو اونکو خبر دے کہ خدا نے اونپر ہر ایک رات دن مین پانچ
نمازین فرض کین ہین سو جب وے یہ کام کرین یعنے نمازین پڑہین تو خبردار کر اونکو اس سے کہ خدا نے اونپر زکوۃ فرض کی ہے
کہ اونکے مالدارون سے لیجاوے اور اونکے محتاجون پر پہیر دیجاوے سو اگر وے اوسکو بہی مانین تو اونسے زکوۃ لے اور الگ رہ
اونکے عمدہ قیمتی مال سے یعنے زکوۃ مین جانور چن چنکر عمدہ قسم لینا درست نہین ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ زکوۃ مین چن چن
کر عمدہ مال لینا درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ پانچ اونٹون سے
کم مین زکوۃ فرض نہین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ
اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ
فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ
وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ ترجمہ ابی سعید خدری رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین پانچ وسق سے کمتر چہوہارے مین زکوۃ اور نہین پانچ اوقیہ سے کمتر چاندی مین زکوۃ اور نہین
پانچ اونٹون سے کم مین زکوۃ ف اس باب کو تعلق ہے ساتہہ بکریون کے کہ زکوۃ مین دیجاوین اس جہت سے کہ پانچ اونٹون
مین ایک بکری واجب ہے اور اسی طرح اوسکو اونٹون کی زکوۃ کے ساتہہ بہی تعلق ظاہر ہے باب زَكٰوةِ الْبَقَرِ گائے
کی زکوۃ کا بیان وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ
لَهَا خُوَارٌ یعنے ابو حمید رضی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ البتہ مین پہچانتا ہون اس مرد کو کہ
خدا کے پاس گردن پر گائے اوٹہائے حاضر ہوا کہ اوسکے لیے آواز تہا وَيُقَالُ جُؤَارٌ یعنے امام بخاری نے کہا کہ خوار کے
بدلے جوار کا لفظ بہی آیا ہے وَيَجْأَرُوْنَ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ یعنے لفظ یجارون کے معنے
کہ سورہ مومنون مین واقع ہوا ہے یہ ہین کہ اپنی آوازین بلند کرینگے ساتہہ عاجزی اور فریاد کے کہ کوئی فریادرسی کرے
جیسے کہ گائے اپنی آواز بلند کرتی ہے ف چونکہ ایک روایت مین بجائے خوار کے جوار کا لفظ واقع ہوا ہے اس لیے
امام بخاری نے اوسکی مناسبت سے قرآن کے اس لفظ کی تفسیر کردی کہ دونو کا مادہ ایک ہی حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ
غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَيْهِ
يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَوْ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اَوْ كَمَا حَلَفَ
مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ

وَاَسْمَنَہٗ تَطَؤُہٗ بِاَخْفَافِہَا وَتَنْطَحُہٗ بِقُرُوْنِہَا کُلَّمَا جَازَتْ عَلَیْہِ اُوْلَاہَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ
رَوَاہُ بُکَیْرٌ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابی ذر سے روایت ہے کہ مین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اوس پاک ذات کی جسکے قابو مین
میری جان ہے یا فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جسکے سوا کوئی لائق بندگی کے نہین یا جیسے آپنے قسم کہائی کہ کوئی ایسا
مرد نہین جسکی پاس اونٹ یا گائی یا بکری ہون کہ اوسنے اونکی زکوۃ نہ دی ہو مگر کہ قیامت کو دن اونکو لایا جاوے گا
اس حال مین کہ بڑے ہونگے اور موٹے ہونگے اس سے کہ پہلے تہے یعنے خوب فربہ اور موٹے ہونگے کہ وہ جانور اوسکو اپنے
پاؤن سے روندینگے اور اوسکو اپنے سینگون سے مارینگے جبکہ پچھلی جماعت اوسپر گذر جاویگی تو پہر لائی جاوے گی اوسپر
پہلی جماعت یہانتک کہ لوگونکے درمیان فیصلہ کیا جاوے **ف** بعضے اس حدیث سے استدلال کرتے ہین کہ اونٹ
اور گائی کی زکوۃ کا ایک حکم ہے لیکن اس حدیث مین اسپر دلالت نہین اسواسطے کہ اسکے ساتھ بکری کی زکوۃ کا بہی حکم
مذکور ہے **بَابُ الزَّکٰوۃِ عَلَی الْاَقَارِبِ** اپنے ناتے دارون اور برادری کو زکوۃ دینے کا بیان وَقَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَہٗ اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَۃِ وَالصَّدَقَۃِ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو اپنی ناتیدارون کو زکوۃ دے اوسکو دوہرا ثواب ہے ایک ثواب برادری کا اور ایک ثواب خیرات کا
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّہٗ
سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَۃِ مَالًا مِّنْ نَخْلٍ وَکَانَ اَحَبُّ
اَمْوَالِہٖ اِلَیْہِ بَیْرُحَاءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَۃَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُہَا
وَیَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِیْہَا طَیِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ ہٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا
مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ
وَتَعَالٰی یَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَاءَ وَاِنَّہَا
صَدَقَۃٌ لِلّٰہِ اَرْجُوْ بِرَّہَا وَذُخْرَہَا عِنْدَ اللّٰہِ فَضَعْہَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَیْثُ اَرَاکَ اللّٰہُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِکَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِکَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ
اَرٰی اَنْ تَجْعَلَہَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَسَمَہَا اَبُوْ طَلْحَۃَ فِیْ اَقَارِبِہٖ
وَبَنِیْ عَمِّہٖ تَابَعَہٗ رَوْحٌ وَقَالَ یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی وَاِسْمٰعِیْلُ عَنْ مَالِکٍ رَایِحٌ بِالْیَاءِ ترجمہ انس رض
سے روایت ہے کہ مدینے مین ابو طلحہ رض کی کہجورون کے باغ ... سب انصار سے زیادہ تہے اور باغ بیرحا اونکو اپنے سب
مال سے زیادہ تر پیارا تہا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے سامنے تہا (اوسکا پانی نہایت میٹھا تہا) حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اوسمین تشریف لیجاتے تہے اور اوسکا پانی پیتے تہے انس رض نے کہا کہ جب آیت اوتری کہ

نیکوکاری نہ حاصل کرسکوگے جب تک اپنے پسندیدہ اور محبوب مال کو خدا کی راہ مین خرچ نہ کروگے تو ابوطلحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ خدا یون فرماتا ہے کہ تم نیکوکاری حاصل نہ کرسکوگے جبتک کہ اپنے پیارے مال کو خدا کے راہ مین خرچ نہ کروگے اور میرے سب قسم کے مال سے مجکو باغ بہت پیارا ہے جسکا نام بیرحا ہے اوسکو مینے خدا کے راہ مین دیا کہ مین امید رکہتا ہون اوسکے ثواب کی اور ذخیرہ ہونے کی نزدیک اللہ کے کہ آخرت مین مجکو اوسکا ثواب عطا فرماوے سو یا حضرتؐ وہ باغ جسکو مناسب دیکہیے اوسکو دیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے اور مینے سنا جو تو نے کہا اور مجکو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اوسکو اپنے قرابت والون مین تقسیم کردے سو ابوطلحہ رضہ نے کہا کہ یا حضرتؐ مین ایسا ہی کرونگا سو ابوطلحہ رضہ نے اوسکو اپنے ناتے دارون اور چچا کی اولاد مین تقسیم کیا **حدثنا** ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوا فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ زَيْنَبُ فَقَالَ أَيُّ الزَّيَانِبِ فَقِيلَ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ نَعَمْ ائْذَنُوا لَهَا فَأُذِنَ لَهَا قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ لِي فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ **ترجمہ** ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید قربانی یا عید فطر کے دن عیدگاہ کی طرف نکلے پہر نماز پڑہکے پہرے اور لوگون کو وعظ کیا اور حکم کیا خیرات کرنے کا سو فرمایا کہ اے لوگو صدقہ دو پہر عورتون پر گذرے سو فرمایا کہ اے گروہ عورتون کے صدقہ دو اسواسطے کہ دوزخیون مین تمہین مجہکو زیادہ نظر پڑین یعنے مینے دوزخ مین عورتین مردون سے زیادہ دیکہین عورتون نے پوچہا یا حضرتؐ اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ تم بہت کوسا کرتی ہو اور لعنت کرتی ہو اور اپنے خاوندونکی ناشکری کرتی ہو نہین دیکہا مینے کوئی ناقص العقل اور دین کہ زیادہ تر لیجانے والا ہو عقلمند مرد کی عقل کو تم سے یعنے باوجود کم عقلی کے عقلمند مرد کی عقل کو کہو دیتی ہو سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ سے پہر کر اپنے گہر مین تشریف لائے تو زینب عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی آئی اسحال مین کہ آپسے اندر آنے کیلیے اذن چاہتی تہی سو کسی نے کہا

یا حضرتؐ یہ زینب دروازے پر کھڑی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کونسی زینب کسی نے کہا عبد اللہ بن مسعود کی بی بی فرمایا ہاں اوسکو اذن دو سو اوسکو اذن دیا گیا سو زینبؓ نے عرض کی کہ یا حضرت آج آپ نے خیرات کرنے کا حکم فرمایا اور میرے پاس کچھ زیور ہے سو میں نے چاہا کہ اوسکو محتاجون پر خیرات کرون سو عبد اللہ بن مسعود یون کہتا ہے کہ مین اور میرا بیٹا اور محتاجون سے زیادہ تر حقدار ہین جنپر تو خیرات کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا ہے عبد اللہ بن مسعود تیرا خاوند اور تیرا بیٹا زیادہ تر حقدار ہے اور محتاجون سے جنپر تو خیرات کرے **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اپنے ناتے وارون کو زکوۃ کا مال دینا درست ہے اسواسطے کہ جیسا ناتے دار نفلی صدقہ کے زیادہ حقدار ہین تو اسیطرح زکوۃ کے بھی زیادہ تر حقدار ہونگے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) **بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ** مسلمان کے گھوڑے پر زکوۃ نہین **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ فَرَسِهٖ وَغُلَامِهٖ صَدَقَةٌ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوۃ نہین **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ مراد اس سے جنس گھوڑے اور غلام کی ہے ایک فرد خاص مراد نہین اسواسطے کہ خدمت کے غلام اور سواری کے گھوڑے مین بالاتفاق زکوۃ نہین اور اسیطرح رقاب مین بھی بالاتفاق زکوۃ نہین اور بعضے کوفہ والے کہتے ہین کہ اونسے قیمت کرکے زکوۃ لیجاوے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کیطرف اشارہ کیا ہے کہ مینے گھوڑون اور غلامون سے زکوۃ معاف کی اور اسناد اسکی حسن ہے اور امام ابوحنیفہ کو اسمین اختلاف ہے جبکہ گھوڑے نر اور مادہ ملے ہون واسطے نسل کے اور جبکہ تنہا ایک قسم ہون تو اونسے دو قول ہین پھر امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مالک کو اختیار ہے کہ ہر گھوڑے سے ایک ایک دینار نکالے یا قیمت کرکے چالیسوان حصہ نکالے اور استدلال کیا ہے اوسپر ساتھ اس حدیث کے اور اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ نفی رقبہ پر محمول ہے قیمت پر نہین اور بعض اہل ظاہر نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کی اسپر کہ گھوڑون مین مطلق زکوۃ واجب نہین اگرچہ واسطے تجارت کے ہون اور اوسکا جواب یہ ہے کہ تجارت کے گھوڑون مین زکوۃ بالاجماع ثابت ہے جیسے کہ ابن منذر وغیرہ نے نقل کیا ہے پس عموم حدیث کا مخصوص ہے ساتھ اجماع کے واللہ اعلم **بَابٌ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ** مسلمان کے غلام پر زکوۃ نہین **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خُثَيْمُ بْنُ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوۃ نہیں **باب الصدقۃ علی الیتمی** یتیموں پر صدقہ کرنے کا بیان یعنے
اوسکی بڑی فضیلت ہے **حدثنا** معاذ بن فضالۃ قال حدثنا ہشام عن یحیی عن ھلال بن
ابی میمونۃ قال حدثنا عطاء بن یسار انہ سمع ابا سعید الخدری یحدث ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم جلس ذات یوم علی المنبر وجلسنا حولہ فقال انی مما اخاف علیکم من
بعدی ما یفتح علیکم من زھرۃ الدنیا وزینتھا فقال رجل یا رسول اللہ اویاتی الخیر بالشر
فسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقیل لہ ما شانک تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یکلمک
فرئینا انہ ینزل علیہ قال فمسح عنہ الرحضاء وقال این السائل وکانہ حمدہ فقال انہ
لا یاتی الخیر بالشر وان مما ینبت الربیع یقتل او یلم الا اکلۃ الخضر اکلت حتی اذا امتدت
خاصرتاھا استقبلت عین الشمس فثلطت وبالت ورتعت وان ھذا المال خضرۃ حلوۃ
فنعم صاحب المسلم ما اعطی منہ المسکین والیتیم وابن السبیل او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ من یاخذہ بغیر حقہ کالذی یاکل ولا یشبع ویکون شھیدا علیہ یوم القیمۃ **ترجمہ** ابو سعید
خدری رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے گرد بیٹھے سو فرمایا کہ جس
چیز کا مجھکو اپنے پیچھے تم پر زیادہ تر ڈر ہے وہ چیز ہے جو فراخ کیجاویگی تم پر دنیا کی آرایش اور زینت سے یعنے
اناج اور لباس اور چاندی سونے وغیرہ سے سو ایک مرد نے عرض کی کہ یا حضرت کیا نیک چیز بھی بدی لاویگی
یعنے دنیا کا مال تو خدا کی نعمت ہے یہ سبب عذاب کا کیونکر ہوجاویگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے سو اوس
شخص کو کہا گیا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے
بات نہیں کرتے سو ہمنے دیکھا کہ آپ پر وحی اوترتی ہے سو آپنے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور فرمایا کہاں ہے
پوچھنے والا گویا کہ اوسنے آپ کو خوش کیا یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپکو
اوسکا سوال خوش آیا سو فرمایا کہ نیک چیز بدی کو نہیں لاتی البتہ ہر ایک گھاس جسکو ربیع کی فصل اوگاتی ہے
جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاک کے قریب کردیتی ہے یعنے اگر حد سے زیادہ چرا لیکن اس جانور سبزہ کھانیوالے
کو ہلاک نہیں کرتی کہ وہ کھایا یہانتک کہ جب اوسکے دونو کوکھین تن گئین یعنے آسودہ ہوا تو آفتاب کے سامنے
جا بیٹھا پھر پیشاب کیا اور لید کی پھر چراگاہ مین پلٹ گیا بیشک مال دنیا کا ہرا بھرا اور میٹھا ہے پس اچھا ہے مرد
مسلمان صاحب مال کا جو کچھ دیا اوس مال مین سے مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو سو جس نے اوس مال کو ناحق لیا
یعنے طمع سے اور حرام وجہ سے جمع کیا تو اوس مالدار کا حال اوس بیمار کا سا حال ہے کہ جوع کلبی کی بیماری سے
کھاتا جاتا ہے اور کبھی آسودہ نہیں ہوتا **ف** اس حدیث مین سخی اور حریص اور بخیل کی مثال فرمائی یعنے جس مالدار

سے مال کو جمع کر رکھا اور حقدارو نکا حق ادا نہ کیا اوسکا مال اوس جانور کا سا مال ہے جس نے گھاس کھائی پہر پیٹ
پہول کے کڑکڑے کی بیماری سے مرگیا تو گھاس نے اوسکو حقیقت کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ ناحق جان گئی اور جس مالدار نے
خود کہایا اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کیا تو اوسکا مال جیسے اوس جانور کا حال ہے جس نے گھاس کو چرا
پہر آسودہ ہو کر سورج کے سامنے جگالی کی اور ہضم کر کے فضلہ دور کیا ایسے جانور کو ہرگز کچھ ضرر نہیں سو جس مالدار نے
اپنی حاجت کو جد جناب الہی کیطرف توجہ کی اور سورج رحمت کا سامنا ہوا تو زائد از حاجت مال کو مثل پیشاب اور
لید کے علیحدہ کرنے مین اپنے صحت جانتا ہے اور مصارف خیر مین صرف کر کے خدا کی شکرگذاری کرتا ہے
وہ مال قیامت کے دن اوسپر گواہ ہوگا یعنے خدا اوسکو کلام کرنے کی طاقت دیگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یتیمون
کو خیرات دینے کا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ فتح الباری مین لکھا ہے کہ ابن رشید نے کہا کہ جب امام بخاری
نے پہلے باب مین کہا کہ مسلمان کے گہوڑے مین صدقہ نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ مراد اوس سے زکوۃ ہے اسواسطے
کہ نفلی صدقہ مین تو کسی کو بہی اختلاف نہین پس اوسکو مراد رکہنا بے فائدہ ہے اور جبکہ اس باب مین صدقہ کا ذکر
کیا تو معلوم ہوا کہ مراد اوس سے زکوۃ ہے نفلی صدقہ نہین انتہے **بَابُ الزَّكٰوةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْاَيْتَامِ فِي الْحِجْرِ**
خاوند کو اور جو یتیم کہ اپنی گود مین ہون اونکو زکوۃ دینے کا بیان یعنے جائز ہے قَالَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ رض عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو سعید رض نے روایت کی ہے **حَدَّثَنَا**
عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ
عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِاِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلَى عَبْدِ اللهِ وَاَيْتَامٍ فِي حِجْرِهَا فَقَالَتْ
لِعَبْدِ اللهِ سَلْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَجْزِيْ عَنِّيْ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى اَيْتَامٍ فِيْ حِجْرِيْ
مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِيْ اَنْتِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِيْ فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا
سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَجْزِيْ عَنِّيْ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلَى زَوْجِيْ وَاَيْتَامٍ لِيْ فِيْ حِجْرِيْ وَقُلْنَا
لَا تُخْبِرْ بِنَا فَدَخَلَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَيْنَبُ فَقَالَ اَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَاَةُ عَبْدِ اللهِ قَالَ
نَعَمْ لَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ **ف** ترجمہ زینب عبد اللہ بن مسعود رض کی بی بی سے روایت ہے کہ مین
مسجد مین تہی سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتون
کے گروہ خیرات کرو اگرچہ اپنے زیورون سے ہو اور زینب عبد اللہ (اپنے خاوند) پر اور یتیمون پر کہ اوسکے گود مین تہے

خرچ کیا کرتے تھی سو زینب نے عبد اللہ سے کہا کہ کیا مجھے کفایت کرتا ہے یہ کہ مین صدقہ کے مال مین سے تجھ پر اور یتیمون پر کہ میری گود مین ہین خرچ کرون سو عبد اللہ نے کہا کہ تو جا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھہ اسو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلی سو مینے انصار کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پائی اوسکی حاجت بہی میری حاجت کی مانند تہی سو بلال ہمپر گذرے سو ہمنے اونکو کہا کہ تم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ کیا مجھے کفایت ہے یہ کہ مین صدقہ کے مال مین سے اپنے خاوند پر اور یتیمون پر کہ میری گود مین ہین خرچ کرون اور ہمنے اونکو کہا کہ ہمارا نام مت لینا سو بلال اندر گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسئلہ پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونون کون ہین بلال نے کہا زینب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کونسی زینب ہے بلال نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کی بی بی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان درست ہے اور اوسکو دوہرا ثواب ہے ایک ثواب تو قرابت کا اور ایک خیرات کا **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ یہ باب پہلے باب سے خاص ہے اور محل استدلال کا اس حدیث کا عموم ہے اس واسطے کہ صدقہ عام ہے اس سے کہ فرض ہو یا نفل پس معلوم ہوا کہ خاوند کو زکوۃ کا مال دینا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ثوری اور صاحبین کا اور یہی ایک روایت ہے امام مالک اور احمد سے ہے مگر مان باپ اور بیٹے کو زکوۃ دینی درست نہین اور بعضے کہتے ہین کہ اپنے خاوند کو زکوۃ دینی درست نہین یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا ہے اور ایک روایت امام مالک اور احمد سے بہی یہی ہے۔ اور جن لوگون کے نزدیک اپنے خاوند کو زکوۃ دینی جائز نہین وہ کہتے ہین کہ مراد اس حدیث مین صدقہ نفلی ہے زکوۃ مراد نہین اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ تیرا خاوند اور بیٹا زیادہ ترحقدار ہین ساتھہ صدقہ کے حالانکہ اپنے بیٹے کو زکوۃ دینی بالاجماع درست نہین قالہ ابن المنذر وغیرہ اور جواب سکا یہ ہے کہ زکوۃ دینی اوسکو منع ہے جسکا نفقہ فرض ہو اور بیٹے کا نفقہ باپ کے ہوتے مان پر فرض نہین اور بعض نے کہا کہ وہ بیٹا اوسکا دوسرے خاوند سے تہا اور بعضے کہتے ہین کہ اگر عورت اپنے خاوند کو زکوۃ دیگی تو نفقہ مین پہر اوسی کی طرف پہر آویگی اس واسطے کہ عورت کا نفقہ مرد پر فرض ہے تو گویا اپنے مال کی زکوۃ بالکل نہ نکالی اور جواب سکا یہ ہے کہ نفلی صدقہ مین بہی رجوع کا احتمال باقی ہے کہ اوسمین بہی وہ صدقہ پہر اوسی کی طرف پہر آویگا حالانکہ وہ بالاتفاق جائز ہے اور تائید کرتی ہے پہلے مذہب کی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے صدقہ کی تفصیل نہین پوچھی کہ واجب ہے یا نفل پس یہ بجای عموم کے ہے پس گویا کہ مراد اس سے یہ ہوگی کہ خاوند کو صدقہ دینا درست ہے فرض ہو یا نفل اور اس حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ اپنی زکوۃ مین سے اپنی بیٹے کو دیتی تہی بلکہ مطلب اوسکا یہ ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کو زکوۃ دیگی اور وہ اوسکو اپنے بیٹے پر خرچ کریگا تو وہ زیادہ ترحقدار ہونگے غیرون سے اور ظاہر تر یہ بات ہے کہ یہ دو واقعہ کا ذکر ہے ایک بار اونسے

یہ پوچھا تہا کہ مین اپنا زیور اپنے خاوند اور بیٹے پر خرچ کرون اور دوسری بار یہ پوچہا تہا کہ مین زکوۃ کے مال مین سے
اپنے خاوند پر خرچ کرون اور اسحدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اپنی برادری پر خیرات کرنے کا بڑا ثواب ہے اور مراد امر
زکوۃ ہے لیکن یہ اوس شخص کے حق مین ہے کہ زکوۃ دینے والے پر اوسکا نفقہ واجب ہو اسواسطے کہ زکوۃ دینے سے
وہ مالدار ہوجاوینگے پس اونکا نفقہ ساقط ہوجاویگا اور ربا اسواسطے کہ وہ زکوۃ دینے سے مالدار ہوجاوینگے اور
مالدار کو زکوۃ دینی درست نہین اور حسن اور طاؤس سے روایت ہے کہ قرابتیون کو زکوۃ دینی درست نہین اور یہی ایک
قول ہے امام مالک کا اور ابن منذر نے کہا اجماع ہے سب کا اسپر کہ اپنی بیوی کو زکوۃ دینی درست نہین ہے اسواسطے
کہ اوسکا نفقہ اوسپر فرض ہے پس اوسکو زکوۃ دینے کی حاجت نہین اور اسحدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ عورت کو
اپنے مال سے خیرات کرنا درست ہے بغیر اذن خاوند کے اور یہ کہ جائز ہے وعظ کرنا عورتون کو اور جائز ہے بات
کرنی ساتہہ اجنبی عورت کے جبکہ فتنہ سے امن ہو اور یہ کہ جائز ہے عالم کو فتوے دینا اگرچہ اوس سے زیادہ تر عالم
وہان موجود ہو انتہے ملخصًا اور اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زینب نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلال کے
واسطہ کے ساتہہ پوچہا اور پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے خود روبرو ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچہا سو مراد پہلی حدیث مین مجاز ہے یعنے درحقیقت تو اوسنے بلال کے واسطہ سے پوچہا تہا لیکن کبہی
بطور مجاز کے یہ بہی کہدیا کہ مینے خود آپ سے پوچہا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ
هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِي أَجْرٌ أَنْ
أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ ترجمہ ام سلمہ
سے روایت ہے کہ مینے عرض کی کہ یا حضرت کیا مجہکو ابی سلمہ کے بیٹون پر خرچ کرنے کا ثواب ملیگا ف اسحدیث سے
معلوم ہوا کہ عورتون کو اپنے یتیم بیٹون پر زکوۃ کا خرچ کرنا درست ہے اسواسطے کہ یہ حدیث عام ہے ہر صدقہ کو فرض
ہو یا نفل کسی صدقہ کی اسمین تخصیص نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَفِي الرِّقَابِ وَ
الْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ اللہ تعالے کے اس قول کا بیان کہ زکوۃ کا گردن چہوڑانے مین اور قرضدارون مین
اور اللہ کی راہ مین خرچ کرنا ف فتح الباری مین لکہا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ مراد رقاب سے یہ ہے کہ
غلام خرید کر آزاد کرے یہ روایت امام مالک سے ہے اور یہی قول ہے ابی عبید اور ابی ثور رح اور اسحاق کا اور
اسی کی طرف میل کی ہے امام بخاری نے ابو عبید نے کہا کہ اعلے تر اسمین قول ابن عباس کا ہے اور وہی
اولی ہے ساتہہ اتباع کے اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ رقاب سے مراد مکاتب ہے جسکو مالک نے لکہدیا
ہو کہ جب تو اسقدر مال ادا کریگا تو آزاد ہوجاویگا اور یہی قول ہے امام شافعی رح اور لیث اور اہل کوفہ اور اکثر
اہل علم کا اور اسمین ایک تیسرا قول ہے کہ رقاب کا حصہ آدہون آدہ تقسیم کیا جاوے آدہا اوسمین سے مکاتب کو

[illegible]

کتابت مین ادا کیا جاوے اور آدہے سے غلام خرید کر آزاد کیا جاوے جو نماز پڑہتا ہو اور روزہ رکہتا ہو اور پہلے قول کی دلیل یہ ہے اگر یہ آیت صرف مکاتب کو ساتہ مخصوص ہوتی تو وہ قرضدارون مین داخل ہوتا کہ وہ بہی ایک قرضدار ہے اور نیز اسواسطے کہ غلام کا خرید کر آزاد کرنا اولے ہے مکاتب کی اعانت کرنے سے اسواسطے کہ کبہی صرف اوسکی اعانت ہوتی ہے آزاد نہین ہوتا یعنے جبکہ بدل کتابت بہت مال ہو کر اوس سے کم مال کے ساتہ غلام خرید ہو سکتا ہو اور نیز اسواسطے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اوسپر ایک درہم باقی ہو اور غلام کے واسطے زکوۃ صرف نہین کی جاتی اور نیز کہ خریدنا ہر وقت میسر ہوسکتا ہے بخلاف مکاتب کی کہ وہ ہر وقت میسر نہین ہوتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کے راہ مین تو مراد اوس سے غازی ہین مالدار ہون یا فقیر مگر ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ صرف غازی محتاج کے واسطے ہے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ حج بہی سبیل اللہ مین داخل ہے اور ابن عباس کا اثر گذر چکا ہے اور ابن عمر نے کہا کہ حج بہی خدا کے راہ مین داخل ہے یعنے اگر زکوۃ کا مال کسی حج کرنے والے کو دیا جاوے کہ وہ اوس سے حج کرے تو بہی درست ہے انتہے ملخصا (فتح) وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُعْتِقُ مِنْ زَكٰوةِ مَالِهٖ وَيُعْطِي فِي الْحَجِّ یعنے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ اپنی زکوۃ کے مال مین سے غلام آزاد کرتے تہے اور حج مین حاجیون کی مدد کرتے تہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کے مال مین سے غلام آزاد کرنا اور حاجیون کو دینا درست ہے یعنے مراد رقاب سے غلام آزاد کرنا ہے اور حج کرنا بہی خدا کی راہ مین داخل ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنِ اشْتَرٰى اَبَاهُ مِنَ الزَّكٰوةِ جَازَ وَيُعْطِي فِي الْمُجَاهِدِيْنَ وَالَّذِيْ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ تَلَا اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاۗءِ الْاٰيَةَ فِيْ اَيِّهَا اَعْطَيْتَ اَجْزَأَتْ یعنے حسن بصری نے کہا کہ اگر زکوۃ کے مال سے اپنے باپ کو خرید کر آزاد کرے تو درست ہے اور غازیون کو بہی زکوۃ کا مال دیوے پہر حسن نے یہ آیت پڑہی کہ زکوۃ کے مال تو صرف فقیرون کے لیے ہین اخیر آیت تک اور جس مصرف مین زکوۃ دیجاوے درست ہے یعنے اگر سب زکوۃ فقط ایک ہی مصرف مین خرچ کر دے اور باقی سات مصرف مین کہ قرآن مین مذکور ہین نہ دیوے تو بہی درست ہے ف یہی ہے مذہب امام اعظم کا اور شافعیہ کہتے ہین کہ آٹہون مصارف مین زکوۃ خرچ کرنی واجب ہے گو ایک ہی فرد ملے اور یہ اثر بہی موافق ہے واسطے قول ابن عباس کے لیکن باپ کو خریدنے پر اور لوگ اونکے ساتہ متفق نہین کہ وہ اسپر آزاد ہو جاویگا اور اوسکا ولا مسلمانون کیلیے نہین ہوگا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالِدًا احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر خالد نے اپنی زرہین خدا کے راہ مین وقف کر دی ہین وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ لَاسٍ حَمَلَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ یعنے ابو لاس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو زکوۃ کے اونٹون پر حج کے لیے سوار کیا کہ اونپہ سوار ہو کر حج کو جاوین حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ

صلى الله عليه وسلم بصدقة فقيل منع ابن جميل وخالد بن الوليد وعباس بن عبد المطلب فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما ينقم ابن جميل إلا أنه كان فقيرا فأغناه الله ورسوله وأما خالد فإنكم تظلمون خالدا قد احتبس أدراعه وأعتده في سبيل الله وأما العباس بن عبد المطلب فعم رسول الله صلى الله عليه وسلم فهي عليه صدقة ومثلها معها تابعه ابن أبي الزناد عن أبيه وقال ابن إسحاق عن أبي الزناد هي عليه ومثلها معها وقال ابن جريج حدثت عن الأعرج مثله ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ لینے کا حکم کیا سو کسی نے کہا کہ ابن جمیل اور خالد اور عباسؓ زکوۃ نہیں دیتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ناشکری کرتا ابن جمیل مگر اس سبب سے کہ وہ محتاج تھا سو خدا اور اوسکے رسول نے اوسکو مالدار کر دیا اور خالد کا تو یوں حال ہے کہ مقرر تم خالد پر زیادتی کرتے ہو کہ البتہ اوس نے اپنی زرہوں کو اور ہتھیاروں کو اور گھوڑے کو خدا کے راہ میں بند کر رکھا ہے یعنے جہاد کے واسطے وقف کر دیا ہے اور عباسؓ بن عبد المطلب رسول کے چچا پر زکوۃ ہے اور اوسکے ساتھ اوتنی اور بھی یعنے دوہری دو سال کی زکوۃ **ف** یعنے ابن جمیل نے تو کفران نعمت کیا ہے کہ زکوۃ سے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ عباس پر دو برس کی زکوۃ ہے اوسکے کئی معنے ہیں ایک یہ کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ سے اونکی تنگدستی کے سبب سے زکوۃ نہ لی ہوگی اسواسطے فرمایا کہ اونپر دوہری زکوۃ ہے اسواسطے کہ حاکم کو درست ہے کہ اگر مصلحت جانے تو زکوۃ میں مہلت دے یا یہ کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ سے کچھ قرض لیا ہوگا سو اوسکو زکوۃ میں مجرا دیا یا یہ کہ عباس رضؓ نے اپنی خوشی سے دو برس کی زکوۃ پیشگی ادا کر دی ہوگی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت کیلیے خود اوس سے پیشگی مانگ لی ہوگی مگر قوی وجہ یہ ہے جو کہ اور حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے کہ عباسؓ نے اپنی خوشی سے دو برس کی زکوۃ پیشگی ادا کر دی تھی اسواسطے اونہوں نے زکوۃ نہ دی اور امام ابو حنیفہ رح اور شافعی رح اور احمد رح کے نزدیک حاجت کے وقت پیشگی زکوۃ لینا درست ہے اور امام مالک کے نزدیک لینا دینا درست نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کے مال سے ہتھیار وغیرہ اسباب جنگ کا خریدنا درست ہے اور اسی طرح اوس سے خدا کی راہ میں مدد کرنا بھی درست ہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا واسطے خالد کے یہ کہ حساب کرے اپنی جی سے ساتھ اون چیزوں کے کہ بند رکھا اوسکو اون چیزوں میں کہ اوس میں زکوۃ واجب ہے اور جمہور علماء اوسکا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ عامل نے گمان کیا تھا کہ وہ مال واسطے تجارت کے ہے اسواسطے زکوۃ طلب کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خبردار کر دیا کہ اسمیں زکوۃ نہیں (فتح) **باب الاستعفاف عن المسألة** سوال سے بچنے کا بیان حدثنا عبد الله بن يوسف قال أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن عطاء بن يزيد الليثي عن أبي سعيد الخدري أن أناسا من الأنصار سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأعطاهم ثم سألوه فأعطاهم

حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ مَا یَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ ترجمہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کچھ انصار کے لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیا پہر مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر دیا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ باقی نہ رہا پہر فرمایا کہ جو میرے پاس مال ہوگا اوسکو مین تم سے چھپا کر جمع نہ کر رکھونگا اور جو کوئی سوال اور حرام کا ہونے سے آپ کو بچاوے پرہیزگار بننے کا ارادہ لیوے تو خدا اوسکو سچا پرہیزگار کر دیگا اور جو دنیا سے بے پرواہی کی نیت رکھیگا تو خدا اوسکے دل کو دنیا کے مال سے بے پرواہ کردیگا اور جو شخص کہ مصیبت اور بلا مین آپ کو بزور صبر والا بناویگا تو خدا اوسکو سچا بے بناوٹ کا صابر کردیگا اور کسی کو بہتر اور کشادہ تر صبر سے کوئی نعمت نہین ملی

ف یہ حدیث تہذیب اخلاق اور درویشی کی جڑہ ہے معلوم ہوا کہ آدمی کی خو بدلنا ممکن ہے لیکن اول بخو چھوڑنے مین محنت اور ریاضت ہو آخر کو نیک خو عادت ہو جاتی ہے پہر محنت اور تکلف اور بناوٹ کی حاجت نہین رہتی۔ فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین بیان ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا اور جاری کرنا حکم اللہ کا اور یہ کہ جائز ہے دینا سائل کو دوبار اور نہ ہو تو سائل کے آگے عذر کرے اور اوسکو سوال سے بچنے کی رغبت دلاوے اور یہ کہ حاجت کے وقت سوال کرنا درست ہو اگرچہ اولی تو سوال کرنا ہے اور یہ کہ صبر کرے یہانتک کہ اوسکو بغیر سوال کے رزق ملے اور یہ کہ سوال سے بچے اگرچہ روزی کی طلب مین مشقت ہو اوسکو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَحْتَطِبَ عَلٰی ظَہْرِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّاْتِیَ رَجُلًا فَیَسْاَلَہٗ اَعْطَاہُ اَوْ مَنَعَہٗ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ اگر کوئی اپنی رسیان لیوے پہر پہاڑ مین جاوے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیون کا گٹھا لاوے پہر اوسکو بیچے تو یہ اوسکے حق مین کسی مرد کے سوال کرنے سے بہتر ہے اوسکو وہ دیوے یا نہ دیوے حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَاْتِیَ بِحُزْمَۃٍ مِّنْ حَطَبٍ عَلٰی ظَہْرِہٖ فَیَبِیْعَہَا فَیَکُفَّ اللّٰہُ بِہَا وَجْہَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْہُ اَوْ مَنَعُوْہُ ترجمہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مین سے کوئی اپنے رسیان لیوے پہر اپنی پیٹھ پر لکڑیون کا گٹھا لاوے پہر اوسکو بیچے تاکہ خدا اوسکے سبب سے اوسکی آبرو رکھے تو یہ اوسکے حق مین بہتر ہے لوگون کو سوال کرنے

اوسکو دیوین یا کہ ندیوین یعنے کریان یہہ کہنا سوال سے بہتر ہے کہ سوال مین ایک تو ذلت ہی دوسری طلب کا یقین نہین کہ ملے یا نہ ملے **ف** شافعیہ کے نزدیک جو کسب کر سکتا ہو اوسکو سوال کرنا حرام ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال سے بچنے کی بڑی فضیلت ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حدثنا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اِنَّ حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ یَا حَکِیْمُ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِسَخَاوَۃِ نَفْسٍ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْہِ وَمَنْ اَخَذَہٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی قَالَ حَکِیْمٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَکَ شَیْئًا حَتّٰی اُفَارِقَ الدُّنْیَا فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَدْعُوْ حَکِیْمًا اِلَی الْعَطَاءِ فَیَاْبٰی اَنْ یَّقْبَلَہٗ مِنْہُ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ دَعَاہُ لِیُعْطِیَہٗ فَاَبٰی اَنْ یَّقْبَلَ مِنْہُ شَیْئًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ اُشْھِدُکُمْ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی حَکِیْمٍ اِنِّیْ اَعْرِضُ عَلَیْہِ حَقَّہٗ مِنْ ھٰذَا الْفَیْءِ فَیَاْبٰی اَنْ یَّاْخُذَہٗ فَلَمْ یَرْزَاْ حَکِیْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تُوُفِّیَ **ترجمہ** حکیم بن حزام رض سے روایت ہی کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیا پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا پھر فرمایا اے حکیم البتہ یہ دنیا کا مال ہرا بھرا میٹھا ہے یعنے بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اوسکو لیا سخاوت سی یعنے بے حرصی کسے تو اوسکے واسطے اوس مال مین برکت دیجاویگی اور جس نے اوسکو جان کے حرص سے لیا تو اوسکو ہرگز برکت نہ ہوگی اور اوسکا حال اوس شخص کا سا حال ہوگا کہ کہاتا ہے اور اوسکا پیٹ نہین بھرتا اور اونچا ہاتھہ بہتر ہے نیچے ہاتھہ سے یعنی دینے والا جو ہاتھہ اوٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھہ پھیلا کر مانگتا ہے حکیم نے کہا کہ مینے کہا کہ یا حضرت قسم ہے اوس ذات کی جس نے آپ کو پیغمبر کیا اور سچ کی ساتھہ بھیجا کہ مین آپ کی بعد کبھی کسی سے کچھ نہ مانگونگا یہانتک کہ دنیا چھوڑون اور مر جاؤن چنانچہ ابو بکر رض (اپنی خلافت مین) حکیم کو اپنے حصہ یا بخشش کیطرف بلاتے تھی سو حکیم نے قبول کرنے سی انکار کیا پھر حضرت عمر رض نے (اپنی خلافت مین) انکو حصہ دینے کی لیے بلایا پھر بھی حکیم نے قبول کرنے سی انکار کیا سو عمر رض نے کہا کہ ملے مسلمانون کے گروہ مین تمکو گواہ کرتا ہون حکیم پر کہ مقرر مین اوسکو غنیمت یا بیت المال سے اوسکا حق دیتا ہون اور وہ نہین لیتا سو حکیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگا یہانتک کہ فوت ہوا **ف** یہ جو فرمایا کہ جو کوئی بے حرصی سے مال لے اوسکے مال مین برکت دیجاتی ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ سخی اور قناعت والے کے مال مین خدا برکت دیتا ہے کہ وہ آسودہ رہتا ہے اور حرص والے کی مال مین برکت نہین یعنے کتنا ہی اوسکو ملے پر اوسکا پیٹ نہین بھرتا جیسے جوع الکلب کی بیماری والا کتنا ہی کہاوے

اوسکا پیٹ نہین بہرتا اور بہوک دفع نہین ہوتی اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اسحدیث سے کئی فائدے معلوم ہوتے
ہین ایک یہ کہ کبہی زہد مال لینے کے ساتہہ بہی واقع ہوتا ہے اسواسطے کہ جان کی سخاوت یہی اوسکا زہد ہے
اور ایک یہ کہ جو کوئی جان کی سخاوت سے اوسکو زہد کا ثواب ملتا ہے اور اوسکے رزق مین برکت ہوتی ہے پس
معلوم ہوا کہ زہد سے دنیا اور آخرت کی بہتری حاصل ہوجاتی ہے اور یہ کہ سامع کے سمجہانیکے لیے مثال بیان
کرنی درست ہے اسواسطے کہ اکثر لوگ یہ سمجہتے ہین کہ برکت اسی کو کہتے ہین کہ مال بہت ہو سو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے مثال مذکور سے بیان فرمایا کہ وہ ایک خلق ہے خلق اللہ سے اور اونکے لیے مشہور چیز کے ساتہہ مثال
بیان کی اور فرمایا کہ کہانیوالا اسواسطے کہاتا ہے کہ اوسکا پیٹ بہرے اور سیر ہو اور جب کہ کہانے سے اوسکا پیٹ
نہ بہرا تو اوسکے واسطے بہت مال ہونا بے فائدہ ہے اور یہی حال ہے مال کا کہ اوسکی ذات مین فائدہ نہین بلکہ فائدہ
اوسمین ہے کہ اوسکا نفع حاصل ہو اور جب کسی کا مال بہت ہو اور اوسکو اوس سے فائدہ نہ ہو تو اوس مال کا ہونا اور
نہ ہونا برابر ہے اور یہ کہ امام کو لائق ہے کہ نہ بیان کرے واسطے سائل کے مفسدہ سوال کا مگر بعد حاجت روائی
اوسکی کے تاکہ اوسکی نصیحت اپنے موقع مین واقع ہو تاکہ نہ خیال کرے سائل کہ یہ نہ دینے کا عذر ہے اور یہ کہ جائز ہے
سوال کرنا تین بار اور جائز ہے منع کرنا چوتہی بار مین اور یہ کہ اعلے آدمی کو سوال کرنا عار نہین اور یہ کہ تین بار کے بعد
سائل کو پہیرنا درست ہے انتہے اور امام نووی نے کہا کہ اتفاق ہے سب علما کا کہ بغیر ضرورت شرعیہ کے سوال کرنا
حرام ہے اور جو کوئی کمانے کی طاقت نہ رکہتا ہو اوسکے حق مین ہمارے اصحاب کو اختلاف ہے صحیح تر یہ ہے کہ اوسکو
بہی سوال کرنا حرام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ درست ہے ساتہہ کراہت کے اگر سوال مین الحاح نہ کرے اور مسئول عنہ
کو ایذا نہ دے انتہے **باب** مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَّلَا اِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ اگر خدا
کسی کو بدون مانگے اور بدون حرص کے مال دے تو اوسکو لینا درست ہے وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَ
الْمَحْرُوْمِ یعنے خدا نے قرآن مین فرمایا کہ مالدارون کے مال مین حق ہے واسطے سائل اور فقیر کے اور کسی کو نہ
سوال کرے **حدثنا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ
عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ
اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا
سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ سنا مینے عمر رض سے سنا کہتے تہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مجہکو مال دیتے تہے سو مین کہتا تہا کہ یا حضرت آپ اوسکو دیوین جو مجہ سے زیادہ تر محتاج ہو سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لے کہ جب تیرے پاس اس مال سے کوئی چیز آوے اس حال مین کہ تو نہ حرص
کرنے والا ہو اور نہ مانگنے والا تو اوسکو لے لے اور وہ چیز کہ اس شرط سے نہ ہو تو اپنی جان کو محنت مین نہ ڈال

یعنے اوسکی خواہش کرے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ امام طحاوی نے کہا کہ مراد اس سے صدقہ کا مال نہین بلکہ وہ مال ہے جسکو امام تقسیم کرے اور وہ فقر کی وجہ سے بہی نہ تہا بلکہ وہ اونکے حقوق مین سے تہا اور اگر ایسا مال ملے تو اوسکا قبول کرنا مستحب ہی جبکہ دونو شرطین پائی جاوین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ خاص ہے ساتہ بادشاہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ بادشاہ کا عطیہ قبول کرنا حرام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مکروہ ہے اور یہ محمول ہے اوسپر کہ بادشاہ ظالم ہو اور کراہت محمول ہے پرہیزگاری پر اور یہی مشہور ہے تصرف سلف سے اور تحقیق یہ بات ہے کہ اگر جانتا ہو کہ اسکا مال حلال ہے تو اوسکا مال نہ پہیرے اور اگر جانے کہ اسکا مال حرام ہے تو اوسکا عطیہ قبول نہ کرے اور جسکے مال مین شک ہو اوسمین احتیاط یہ ہے کہ پہیر دے اور جو اوسکو مباح کہتا ہے وہ اصل کو لیتا ہے کہ اصل ہر چیز مین اباحت ہے ابن المنذر نے کہا کہ جو اوسکو مباح کہتا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ خدا نے یہود کے حق مین فرمایا کہ وہ بہت بیاج کہانے والے ہین اور حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود جاننے اسکے کی اپنی زرہ اونکے پاس رہن رکہی اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے جزیہ لیا باوجودیکہ اکثر مال اونکے شراب اور خنزیر کے مول سے اور معاملات فاسدہ سے کمائی ہوئی تہی اور اسحدیث سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ امام کو جائز ہے کہ اپنی رعیت مین سے بعض آدمی کو کچھ مال دے جبکہ اوسکی وجہ ہو اگرچہ دوسرا اوس سے زیادہ محتاج ہو اور یہ کہ امام کا انعام پہیر دینا ادب کے خلاف ہے انتہے (فتح)

باب مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا جو لوگون سے مال مانگے جمع کرنے کے لیے تو اوسکو بہت گناہ ہے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ مغیرہ کی حدیث جو آئندہ باب مین آویگی وہ صریح تر ہے اس باب کے مقصود مین باب کی حدیث سے لیکن اوسکو یہان بیان نکیا اس واسطے کہ اوسکی عادت ہے کہ چہپی باتون سے باب باندہتا ہے اور یا اسواسطے کہ مراد مغیرہ کی حدیث مین سوال سے پوچہنا مشکل مسائل کا ہے یا لا یعنے امور کا سوال کرنا مراد ہے اور یا غیر واقع امور کا پوچہنا مراد ہے انتہی

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ ١ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ ثُمَّ بِمُوسَى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ٢ ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ فَيَشْفَعُ لِيُقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ وَقَالَ مُعَلًّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْأَلَةِ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ہمیشہ آدمی سوال کرتا رہیگا یعنے تاکہ مال جمع کرے

١ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

٢ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي

یہانتک کہ وہ خدا کو ملے گا اسحال مین کہ اُسکے منہ پر ایک بوٹی بہی نہ ہوگی یعنے لوگون سے سوال کرنے والا قیامت کے
دن نہایت ذلیل ہوگا اور مقرر قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جاویگا (خلق سے) یہانتک کہ پہونچے گا پسینہ
آدہے کان تک سو جس حال مین کہ وہ اسطرح ہونگے فریاد کرینگے پاس آدم علیہ السلام کے پہر پاس موسے علیہ
السلام کے پہر پاس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت کرینگے تاکہ حکم کیا جاوے درمیان
خلق کے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چلیں گے یہانتک کہ بہشت کے دروازہ کا حلقہ پکڑینگے سو اوسدن خدا
انکو تعریف کے مقام مین کہڑا کریگا پس سب لوگ کہ میدان قیامت مین جمع ہونگے) آپ کی تعریف کرینگے **ف**
اسحدیث سے معلوم ہوا کہ لوگون سے سوال کرنا مال جمع کرنے کے لیے درست نہین اور حدیث اگرچہ کثرت سوال
کی مذمت پر دلالت کرتی ہے اور ترجمہ مال جمع کرنے پر دلالت کرتا ہے لیکن چونکہ قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ
وعید اوسی شخص کے حق مین ہے کہ مال جمع کرنے کے لیے لوگون سے سوال کرے اور یہ کہ اہل حاجت کو سوال
کرنا درست ہے تو امام بخاری نے اسحدیث کو اوس شخص پر محمول کیا کہ جو مال جمع کرنے کیلیے لوگون سے سوال
کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ یہ وعید خاص اوس شخص کے حق مین ہے جو کہ لوگون سے
بہت سوال کرے اور جو کبہی کبہی کسی سے سوال کرے اوسکو گناہ نہین اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ غیر مسلمان
یعنے کافر سے سوال کرنا درست ہے اسواسطے کہ الناس کا لفظ عام ہے شامل ہے مسلمان کو بہی اور کافر کو بہی انتہے
باب قول اللہ تعالیٰ لا یسئلون الناس الحافا یعنے اس آیت کا بیان کہ نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر **و**
کم الغنی یعنے اور آدمی کس قدر مال سے غنی ہوتا ہے اور اوسکی کیا حد ہے **وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم**
ولا یجد غنی یغنیہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا بیان کہ نہین پاتا آدمی مالداری کہ بے پرواہ کرے
اوسکو **لقول اللہ تعالیٰ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبہم**
الجاہل اغنیاء من التعفف الی قولہ فان اللہ بہ علیم یعنے واسطے اس آیت کی اون مفلسون کو
جو اٹک رہے ہین اللہ کے راہ مین چل پہر نہین سکتے ملک مین سمجہے اونکو بے خبر مالدار اونکے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے
اونکو اونکے چہرے سے نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر اور جو خرچ کروگے کام کی چیز وہ اللہ کو معلوم ہے **ف** فتح الباری
مین لکہا ہے کہ امام بخاری کی مراد اس آیت کو لانے سے تفسیر کرنا ہے اپنے اس قول کی کہ غنا کی کیا حد ہے گویا کہ
اوسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ نہ غنا پاتا ہے کہ اوسکو بے پرواہ کرے بیان کرنے والی ہے
واسطے اندازے غنا کے اسواسطے کہ خدا نے صدقہ لاون فقیرون کے لیے کیا ہے جو ان صفات کے ساتہ موصوف ہون
یعنے جو کوئی اس قسم کا آدمی ہو کہ خدا کے راہ مین بند ہو وہ مالدار نہین اور جو لوگ کہ برخلاف ہو وہ مالدار ہے پس
حاصل اسکا یہ ہے کہ شرط سوال کی نہ غنا کا نہ پانا ہے واسطے وصف کرنے خدا کے فقیرون کو ساتہ اوسکے کہ وہ زمین

مین چل پہر نہین سکتے اسواسطے کہ جو اوسمین چلنے پہرنے کی طاقت رکہے وہ ایک قسم کا مالدار ہے اور مراد ان لوگون سے
جو خدا کی راہ مین اٹک رہی ہین وہ لوگ ہین کہ جہاد مین مشغول ہین اور اس شغل کی وجہ سے زمین مین چل پہر کر تجارت
نہین کر سکتے اور یہ جو امام بخاری نے ترجمہ مین کہا کہ غنا کسقدر ہے تو اوسمین کوئی حدیث صریح بیان نہین
کی شاید کوئی حدیث اوسکی شرط کے موافق نہین ہوگی اور شاید کہ ابوہریرہ رض کی حدیث سے یہ بات سمجھی جاتی
ہو کہ نہین پاتا مالداری کہ اوسکو بے پرواہ کرے اسواسطے کہ معنے اوسکے یہ ہین کہ ایسی چیز نہین پاتا کہ اسکی
حاجت کی موقع مین واقع ہو اور جو اسقدر مال پاوے وہ مالدار ہے اور ترمذی مین ابن مسعود رض سے مرفوعًا
روایت ہی کہ جو کوئی لوگون سے مانگے اسحال مین کہ اوسکے پاس وہ چیز ہے کہ اوسکو بے پرواہ کرے تو وہ قیامت
کی دن آویگا اور اوسکا منہ چھیلا ہوا ہوگا کسی نے عرض کی کہ یا حضرت کیا چیز اوسکو بے پرواہ کرتی ہے
فرمایا پچاس درہم یا اوسکی قیمت کی برابر سونا اور ایک روایت مین ایک اوقیہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت مین
کہ جسکی پاس صبح و شام کا کہانا موجود ہو وہ غنی ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ اسپر عمل ہے نزدیک بعض اصحاب
ہمارے کے مانند ثوری اور احمد اور ابن مبارک اور اسحاق کے اور کہا کہ بعض لوگون نے اسمین وسعت کی ہے
کہتے ہین کہ اگر کسی کے پاس پچاس درہم یا اکثر ہون تو وہ محتاج ہے اور اوسکو زکوۃ کا مال لینا جائز ہے یہ قول
امام شافعی وغیرہ اہل علم کا ہے اور امام شافعی رح نے کہا کہ کبھی آدمی غنی ہوتا ہے ساتھ درہم اور کسب کے اور نہین
بے پرواہ کرتا ہے اوسکو ہزار درہم واسطے ضعیف ہونے اوسکی کے اور اس مسئلے مین اور بہی کئی مذہب ہین ایک
یہ کہ غنی وہ ہے کہ نصاب کا مالک ہو پس اوسکو زکوۃ کا مال لینا حرام ہے یہ قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ حد اوسکی یہ ہے کہ صبح و شام کا کہانا پاوے اور بعضے کہتے ہین کہ وجہ اوسکی یہ ہے کہ جو ہمیشہ صبح و شام
کا کہانا نہ پاوے اور بعضے کہتے ہین کہ حد اوسکی چالیس درہم ہین یہ قول ابوعبید کا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے
قول امام بخاری کا انتہے ملخصًا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ
الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غِنًى وَيَسْتَحْيِي وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا
ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچارہ محتاج وہ نہین جسکو ایک لقمہ
اور دو لقمے کی حرص دربدر پہرائے حقیقت مین بیچارہ محتاج تو وہ ہے کہ اوسکے پاس اسقدر مال نہین
کہ اوسکو بے پرواہ کردے اور سوال سے شرم کرتا ہے یا لوگون سے لپٹ کر نہین مانگتا **ف** اسحدیث
سے معلوم ہوا کہ جو محتاج لوگ سوال نہین کرتے اونکے دینے مین زیادہ تر ثواب ہے گدائی فقیرون سے اور الحاح
مقدم ہے اونسے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ لوگون سے مانگنا بہت برا ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے سکین اوسکو فرمایا جسکے پاس مال نہیں و فیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا اسماعیل بن علیۃ قال حدثنا خالد الحذاء عن ابن اشوع عن الشعبی قال حدثنی کاتب المغیرۃ بن شعبۃ قال کتب معاویۃ الی المغیرۃ بن شعبۃ ان اکتب الی شیء سمعتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتب الیہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ کرہ لکم ثلاثا قیل وقال واضاعۃ المال وکثرۃ السؤال ترجمہ مغیرہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ خدا نے تمہارے لیے تین چیز کا کرنا مکروہ رکھا ہے ایک بیہودہ گفتگو کرنی کہ اوسمین نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا دوسرا مال کا ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا تیسری لوگون سے بہت مانگنا واسطے جمع کرنے مال کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگون سے سوال کرنا مال جمع کرنے کے لیے بہت برا ہے اسواسطے کہ سوال سے مراد لوگون سے مانگنا ہے یا عام ہے اس سے کہ مال کا سوال ہو یا مسائل کا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا محمد بن غریر الزھری قال حدثنا یعقوب بن ابراھیم عن ابیہ عن صالح عن ابن شہاب قال اخبرنی عامر بن سعد عن ابیہ قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رھطا وانا جالس فیھم قال فترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فیھم لم یعطہ وھو اعجبھم الی فقمت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فساررتہ فقلت مالک عن فلان واللہ انی لاراہ مومنا قال او مسلما قال فسکت قلیلا ثم غلبنی ما اعلم فیہ فقلت یا رسول اللہ مالک عن فلان واللہ انی لاراہ مومنا قال او مسلما قال فسکت قلیلا ثم غلبنی ما اعلم فیہ فقلت یا رسول اللہ مالک عن فلان واللہ انی لاراہ مومنا قال او مسلما قال فسکت قلیلا ثم غلبنی ما اعلم فیہ فقلت یا رسول اللہ مالک عن فلان واللہ انی لاراہ مومنا قال او مسلما ثلاث مرات قال انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشیۃ ان یکب فی النار علی وجھہ وعن ابیہ عن صالح عن اسمعیل بن محمد انہ قال سمعت ابی یحدث بھذا فقال فی حدیثہ فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ فجمع بین عنقی وکتفی ثم قال اقبل ای سعد انی لاعطی الرجل قال ابو عبد اللہ فکبکبوا قلبوا مکبا اکب الرجل اذا کان فعلہ غیر واقع علی احد فاذا وقع الفعل قلت کبہ اللہ لوجھہ وکببتہ انا قال ابو عبد اللہ صالح بن کیسان ھو اکبر من الزھری وھو قد ادرک ابن عمر ترجمہ سعد رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو مال دیا اور مین اونکے درمیان بیٹھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین سے ایک مرد کو چھوڑ دیا اوسکو کچھ نہ دیا اور حالانکہ وہ مجھکو اونہیں سے زیادہ تر محبوب تھا سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف کہڑا ہوا سو مینے آپکو کان مین بات کہی کہ کیا ہے آپ کو فلانے کی طرف سی کہ آپنے اوسکو کچہ نہین دیا قسم ہے اللہ کی البتہ مین تو اوسکو ایماندار جانتا ہون فرمایا اوسکو مسلمان جانتا ہے سو مین کچہ دیر چپ رہا پہر مجہکو غالب ہوئی وہ چیز کہ مین اوسکے حق مین جانتا تہا مینے کہا یا حضرت آپ کو فلانے کی طرف سی کیا رنج ہے کہ آپنے اوسکو کچہ نہین دیا قسم ہے خدا کی البتہ مین تو اوسکو ایماندار جانتا ہون فرمایا یا مسلمان تین بار مینے یہ کلمہ کہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی جواب دیا پہر فرمایا کہ البتہ مین بعضے آدمی کو دیتا ہون اور میرے نزدیک اوسکے سوا اور شخص بہت پیارا ہوتا ہے اس ڈر سے دیتا ہون کہ کہین وہ دوزخ مین اوندہا ڈالا جاوے یعنے اگر مین اوسکو نہ دون تو کافر ہو جاوے تو دوزخی ہو مراد اس سے وہ لوگ ہین جو نو مسلم تھے ایمان اونکے دلون مین خوب نہین رچا تہا اور دوسری روایت مین ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن اور مونڈہے کے درمیان اپنا ہاتہہ مارا اور فرمایا قبول کر اے سعد اور امام بخاری نے کہا فَکُبْکِبُوْا کہ سورہ شعرا مین واقع ہوا ہے کے معنے قلبوا مین یعنے پہیرے جاوینگے اوس حال مین کہ اوندہے پڑے ہونگے مُکِبًّا جو کہ سورہ ملک مین واقع ہوا ہے اکب الرجل اذا کَانَ فِعْلُہٗ غَیْرَ وَاقِعٍ عَلٰی اَحَدٍ یعنے کہتے ہین اکب الرجل یعنے اوندہا گرا مرد جبکہ اوسکا فعل کسی پر واقع نہ ہو یعنے اوسکا مفعول بہ کوئی نہ ہو فَاِذَا وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتَ کَبَّہُ اللّٰہُ لِوَجْہِہٖ وَکَبَبْتُہٗ اَنَا اور جبکہ اوسکا فعل کسی پر واقع ہو تو اوسوقت کہے گا تو کبہ اللہ لوجہہ یعنے خدا نے اوسکو اوسکے منہ پر اوندہا ڈالا اور مینے اوسکو اوندہا ڈالا یعنے اکب فعل لازم ہے اور کب متعدی ہے بخلاف اور فعلون کے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ لوگون سے لپٹ کر مانگنا درست نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی گردن اور مونڈہے کے درمیان ہاتہہ مارا اور لپٹ کر سوال کرنے کو مکروہ جانا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ پہلی حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ محتاجی اوسیوقت محمود ہے جبکہ سوال سے بچے اور حاجت پر صبر کرے اور یہ کہ مستحب ہے چھپا رکہنا ہر حال مین اور یہ کہ فقیر کا حال مسکین سے ابتر ہے اسواسطے کہ مسکین اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے پاس کوئی چیز ہو لیکن اوسکو کفایت نکرے . . . . اور فقیر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے پاس مطلق کوئی چیز نہ ہو اور یہی قول ہے امام شافعی اور جمہور اہل حدیث اور فقہ کا اور بعضے کہتے ہین کہ مسکین کا حال فقیر سے ابتر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ دونو برابر ہین یہ قول ابن قاسم اور اصحاب مالک کا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ فقیر وہ ہے کہ سوال کرے اور مسکین وہ ہے کہ نہ سوال کرے انتہے ملخصًا (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّہُ اللُّقْمَۃُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنِ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُّغْنِیْہِ وَلَا یُفْطَنُ

جانتا ہی یا مسلمان (یعنی ایمان فعل ہے اسپر بجز ذات علام الغیوب کے کسیکو اطلاع نہین اور اسلام ظاہری احکام شرع کی پیروی کا

بہ فیتصدق علیہ ولا یقوم فیسأل الناس ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ محتاج وہ نہین کہ لوگون پر گہومے اور در بدر پہرے ایک لقمہ اور دو لقمے اور ایک کہجور اور دو کہجور کی
حرص سے لیکن محتاج وہ ہے کہ نہ مال پاوے کہ اوسکو بے پرواہ کرے اور نہ اوسکا حال معلوم ہو سکے کہ
اوسپر خیرات کیجاوے اور نہ وہ کہڑا ہو کہ لوگون سے سوال کرے ف مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے
حدثنا عمر بن حفص بن غياث قال حدثنا ابي قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابو صالح
عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لان ياخذ احدكم حبله ثم يغدو احسبه
قال الى الجبل فيحتطب فيبيع فياكل ويتصدق خير له من ان يسأل الناس ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیان لیوے پہر پہاڑ پر جاوے اور لکڑیان
لاوے پہر اونکو بیچے اور کہاوے اور خیرات کرے تو اسکے حق مین یہ بہتر ہی لوگون کو سوال کرنے سے باب خرص
التمر کہجور کے تخمینہ کرنے کا بیان یعنے درست ہی ف فتح الباری مین لکہا ہے کہ خرص کے معنے ہین تخمینہ
کرنا اور اندازہ کرنا اون کہجورون کا جو کہ کہجور کے درخت پر ہون اور حکایت کی امام ترمذی نے بعض اہل علم سے
کہ تفسیر اوسکی یہ ہے کہ جب کہجور اور انگور کا میوہ پک جاوے اور وہ اوس قسم سے کہ اوسمین زکوۃ واجب ہی یعنے پانچ
وسق کے برابر ہو تو بادشاہ کسی اندازہ کرنے والے کو بہیجے تا کہ وہ اندازہ کر کے کہے کہ اسمین سے اتنا انگور اور اتنی
کہجور نکلے گی پس اوسکو یاد رکہے اور مبلغ عشر کا سمجہ کر اونکو بتلا دیوے کہ اتنا میوہ تمکو دینا ہوگا اور میوے کو انکے
حوالے کرے پہر جب کاٹنے کا وقت آوے تو اوسسے دسوان حصہ لیا جاوے اور فائدہ اندازے کا یہ ہے کہ
اوسمین فراخی اور وسعت ہے میوے والون کو اوسمین سے آپ بہی کہاوین اور فقرا و مساکین کو بہی کہلاوین اور
بہیجین یا اور جو کچہ چاہین کرین اسواسطے کہ انکو منع کرنے مین تنگی ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رح کا کہ اندازہ
کرنا درست ہی اور خطابی نے کہا کہ اہل رائے یعنے حنفیہ کہتے ہین کہ اندازہ کرنا درست نہین اور بعضے کہتے ہین کہ
صرف مزارعین کے ڈرانے کے لیے کیا جاتا تہا تا کہ میوے مین خیانت نہ کرین یہ حکم لازم کرنیکے لیے نکیا جاتا
تہا اسواسطے کہ وہ تخمینہ اور فریب ہے یا یہ بیاج اور جوئے کے حرام ہونے سے پہلے تہا اور تعاقب کیا اونکا خطابی نے
کہ بیاج اور جوا پہلے حرام ہوا تہا اور میوے کے اندازہ کرنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حیاتی مین عمل رہا
یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا پہر حضرت ابوبکر اور عمر رض نے بہی اسپر عمل کیا اور اسیطرح جو انکے بعد ہین اونکا
عمل بہی اسپر رہا اور تابعین مین سے کسی سے اوسکا ترک کرنا مروی نہین مگر شعبی سے اور اونکا یہ کہنا کہ یہ محض
تخمینہ اور فریب ہی سو محض غلط ہے اسواسطے کہ وہ غرور نہین بلکہ اجتہاد ہے کہجور کے مقدار پہچاننے مین اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ تخمینہ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ خاص ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اپنے زمانے مین اوسا اندازہ کرنے والون کو بہی بہیجتے تہے اور باب کی حدیث مین صریح موجود ہے کہ آپنے
اصحاب سے فرمایا کہ اندازہ کرو اگر اونکا اندازہ درست نہ ہوتا تو اوس بہیجنے کے کوی معنے نہ تہے اور طحاوی نے کہا
کہ اگر اندازہ کرنے کے بعد کسی آفت سے میوہ تلف ہوجاوے تو اس حالت مین میوے والے سے عشر لینا درست
نہ ہوگا سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ اندازہ کرنے کے قائل ہین وہ میوے والون سے تلف شدہ کی ضمانت
نہین لیتے ابن منذر نے کہا کہ سب اہل علم کا اجماع ہے اسپر کہ اگر اندازہ کے بعد میوے کو کوی آفت پہونچے
پہلے کاٹنے سے تو اوسکا بدلہ دینا نہین آتا انتہے ملخصًا حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ
عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اخْرُصُوا وَخَرَصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ
لَهَا أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا
يَقُومَنَّ أَحَدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَأَلْقَتْهُ
بِجَبَلِ طَيِّئٍ وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ
لَهُ بِبَحْرِهِمْ فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى قَالَ لِلْمَرْأَةِ كَمْ جَاءَ حَدِيقَتُكِ قَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ خَرْصَ
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ
أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا قَالَ ابْنُ بَكَّارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهَا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ
هَذِهِ طَابَةُ فَلَمَّا رَأَى أُحُدًا قَالَ هَذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ
قَالُوا بَلَى قَالَ دُورُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ أَوْ دُورُ بَنِي
الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ يَعْنِي خَيْرًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ
فَهُوَ حَدِيقَةٌ وَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَائِطٌ لَا يُقَالُ حَدِيقَةٌ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَمْرٌو
ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَارَةَ
بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ
ترجمہ ابی حمید ساعدی رض سے روایت ہے کہ جنگ تبوک مین ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے سو جب آپ
وادی القرے (ایک شہر کا نام ہے درمیان مدینہ اور شام کے) مین پہونچے تو ناگاہ ایک عورت اپنی باغ مین
تہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رض سے فرمایا کہ اس باغ کی کہجورونکا اندازہ کرو کہ اسمین سے کتنی
کہجورین نکلین گی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کہجور کا اندازہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اوسکو فرمایا کہ جسقدر اسمین سے میوہ نکلے اوسکو یاد رکھو یعنے اوسکے کیل کے اعداد معلوم ہووے کہ اندازہ ٹھیک ہے
یا نہین کہ جب ہم تبوک مین پہونچے کہ نام ہے ایک جگہ کا ملک شام مین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
خبردار ہو کہ عنقریب ہی کہ آج کی رات ایک سخت آندہی چلے گی تو اوسمین کوئی کہڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جاوے
اور جسکے پاس اونٹ ہو تو چاہیے کہ اوسکا گھٹنا باندہ دے سو ہمنے اونٹ باندہ دیے اور رات کو سخت آندہی
چلی ایک شخص اوسمین کہڑا ہوا اوسکو آندہی نے اوٹھا کر طے کے پہاڑ پر ڈالا جو کہ تبوک سے کئی دنون کی
راہ پر ہے اور ایلہ (ایک شہر کا نام ہے دریا کے کنارے پر) کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید
خچر ہدیہ بہیجی کہ نام اوسکا دُلدُل تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر پہنائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس ملک کو اونکے شہر کے ساتھ لکھدیا یعنے اونکا ملک اونپر قائم رکھا اسواسطے کہ اونہون نے جزیہ
دینا قبول کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وادی القرے مین آئے تو اوس عورت سے فرمایا کہ تیرا باغ کسقدر
کہجورین لایا اوس عورت نے کہا کہ دس وسق جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ کیا تہا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مدینے کی طرف جلدی جانیوالا ہون جو کوئی میرے ساتھ جانا چاہے سو چلے سو
جب مدینے کو قریب پہونچے تو فرمایا یہ مدینہ طابہ ہے پہر جب آپنے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ احد ایسا
پہاڑ ہے کہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اوس سے محبت رکھتے ہین پہر فرمایا کیا نہ خبر دون مین تمکو ساتھ
بہترین گہرون انصار کے اصحاب نے عرض کی کہ کیون نہین فرمایا گہر قبیلے بنی نجار کے پہر اسکے بعد گہر
قبیلے بنی عبد الاشہل کے پہر بعد اوسکے گہر قبیلے بنی ساعدہ کے یا فرمایا گہر بنی حارث کا اور انصار کے سب گہرون
مین بہتری ہے امام بخاری نے کہا کہ جس باغ کے گرد دیوار ہو اوسکو حدیقہ کہتے ہین اور جسکے گرد دیوار نہو
اوسکو حدیقہ نہین کہتے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میوے کا اندازہ کرنا درست
ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اندازہ کرنا واجب ہے اور جمہور کے نزدیک اندازہ کرنا مستحب ہے لیکن اگر اوسکے ساتھ
کسی محجور التصرف کا حق متعلق ہو یا اوسکے شریک امانت دار نہ ہون تو اوسوقت اندازہ کرنا واجب ہے
اور اسمین اختلاف ہی کہ آیا وہ خرص صرف کہجور کے ساتھ خاص ہے یا انگور کا بہی یہی حکم ہے یا ہر نفع
دینے والی چیز کو شامل ہے تر ہو یا خشک پہلا قول قاضی شریح اور بعض اہل ظاہر کا ہے اور دوسرا
قول جمہور کا ہے اور تیسرا قول بخاری کا ہے پہر امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک اندازہ کرنے والے کا
قول کافی ہے اور امام شافعی کہتے ہین کہ پہلی بار خشک ہونے کے بعد جو باقی رہے اوسکا دسوان حصہ لیا جاتا
اور کیا صرف ایک ثقہ کا اندازہ کافی ہے یا کہ دو آدمی کا ہونا ضرور ہے امام شافعی کے اسمین دو قول
ہین اور جمہور کا یہ قول ہے کہ صرف ایک معتبر آدمی کا اندازہ کافی ہے اور اسمین بہی اختلاف ہی کہ آیا وہ معتبر

یا تضمین ظاہر قول امام شافعی رح کا یہ ہے کہ وہ تضمین ہے اور فائدہ اوسکا یہ ہے کہ اوسکو تمام میوے مین تصرف
کرنا جائز ہے اور اگر اندازے کی بعد مالک تمام میوے کو تلف کر ڈالے تو اوس سے اوسی اندازے سابق کے اعتبار
سے زکوۃ لیجاوے گی اور اسحدیث مین نشانی ہے نبوت کی نشانیون سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
آندہی کی خبر دی اور اسمین تعلیم اتباع کا ہے اور ڈرانا اوس چیز سے کہ اوسمین خوف کا ڈر ہو اور فضیلت مدینہ کی
اور انصار کی اور اوسمین سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جائز ہے لینا ہدیہ کا اور بدلا دینا اوسکا **ف** سنن اور صحیح
ابن حبان مین سہل بن ابی حثمہ رض سے روایت ہی کہ جب تم اندازہ کرو اور کاٹو تو تیسرا حصہ مالک کو چہوڑ دو
نہین تو چوتہا حصہ چہوڑ دو اور یہی ہے مذہب لیث اور احمد اور اسحاق کا اور بعضے کہتے ہین کہ اونکے لیے کچہ
نہ چہوڑا جاوے یہ قول امام مالک اور سفیان کا ہے اور امام شافعی رح کا بہی یہی قول ہے اور ابن عربی رح نے
کہا کہ حدیث پر عمل کیا جاوے اور وہ قدر اونکی محنت کا ہی انتہےٰ ملخصاً اور یہ جو فرمایا کہ یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہمسے محبت
رکہتا ہے تو یہ محمول ہے کہ خدا تعالے اوسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکہی ہے جیسے کہ اور سب
حیوانات مین **بَابُ الْعُشْرِ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَّاءِ السَّمَاءِ وَالْمَاءِ الْجَارِي** جو کہیتی کہ مینہ کے پانی اور
جاری پانی سے پلائی جاوے اوسمین دسوان حصہ واجب ہے **ف** مراد جاری پانی سے نالون اور نہرون
کا پانی ہے **وَلَمْ يَرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا** یعنے اور عمر بن عبد العزیز نے شہد مین زکوۃ واجب
نہین کی **ف** یہ حدیث موطا امام مالک مین ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر نے کہا کہ منا مین میرے باپکے پاس
عمر بن عبد العزیز کا خط آیا کہ گہوڑون کی زکوۃ لے اور نہ شہد کی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ شہد مین زکوۃ
واجب ہی لیکن یہ حدیث ضعیف ہی اور امام بخاری رح نے اپنی تاریخ مین کہا کہ شہد کی زکوۃ مین کوئی چیز
ثابت نہین ہوئی اور امام شافعی رح نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور ابن منذر نے کہا کہ شہد مین کوئی
حدیث ثابت نہین ہوئی اور نہ اسپر اجماع ہے پس اوسمین زکوۃ واجب نہین اور یہی ہے قول جمہور کا اور
ابی حنیفہ رح سے روایت ہی کہ شہد مین زکوۃ واجب ہے اور یہی ہے قول احمد اور اسحاق کا مگر یہ اوس زمین مین
ہی کہ خراجی نہو اور ترمذی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے نزدیک اکثر اہل علم کے کہ شہد مین زکوۃ واجب ہی لیکن
قول ابن منذر کا زیادہ قوی ہے اور مناسبت اس اثر کی باب سے اسطور پر ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ عسل مین عشر نہین اسواسطے کہ خاص کیا گیا ہے عشر ساتہہ اوس چیز کے کہ پلائی جاوے ساتہہ پانی کے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جو کہیتی پانی سے نہ پلائی جاوے اوسمین عشر نہین انتہے **حَدَّثَنَا سَعِيدُ**
ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ

اوکان عثریا العشر وما سقی بالنضح یصف العشر قال ابو عبد اللہ ھذا تفسیر الاول لانہ لم یوقت فی الاول یعنی حدیث ابن عمر فیما سقت السماء العشر وبین فی ھذا ووقت والزیادۃ مقبولۃ والمفسر یقضی علی المبھم اذا رواہ اھل التثبت کما روی الفضل بن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یصل فی الکعبۃ وقال بلال قد صلی فاخذ بقول بلال وترک قول الفضل ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کھیت کو مینہ اور نہرین پانی پلاوین یا زمین تر وتازہ اور سیراب ہو اوسمین دسوان حصہ واجب ہو اور جو کھیت کہ بیل یا اونٹ کی ساتھہ سینچا جاوے اوسمین بیسوان حصہ واجب ہے امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث یعنی لیس فیما دون خمس اوسق من التمر صدقۃ تفسیر ہے پہلی حدیث کی اسواسطے کہ پہلی حدیث یعنی فیما سقت السماء العشر مین کوئی اندازہ معین نہین کیا اور اسمین اوسکا اندازہ بیان کیا اور معین کر دیا یعنے یہ حدیث مبہم ہے اور پہلی حدیث اسکی نہین ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو کھیت مینہ اور نہرون کے پانی سے سینچا جاوے اوسمین دسوان حصہ دینا اوسی وقت واجب ہوتا ہے جبکہ اناج پانچ وسق کے برابر ہو اور اگر اوس سے کمتر ہو تو اوسمین عشر واجب نہین اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور مفسر حکم کرتی ہے مبہم پر جبکہ روایت کرے اوسکو ثقہ جیسے کہ فضل ابن عباسؓ نے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز نہین پڑہی اور بلال نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر نماز پڑہی ہے سو بلال کا قول لیا گیا اور فضل کا قول چھوڑ گیا **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کھیت کہ بیل اور اونٹ سے پلایا جاوے اور جو بدون انکے پلایا جاوے ان دونون مین فرق ہے کہ پہلے مین بیسوان حصہ ہے اور دوسرے مین دسوان حصہ اور اگر کسی کھیت کو دونو طرح سے پانی پلایا جاوے تو ظاہر یہ ہے کہ اوسمین تین ربع عشر کے واجب ہین جبکہ دونو پانی برابر ہون اور یہی ہے قول اہل علم کا اور ابن قدامہ نے کہا کہ اسمین کسی کو اختلاف نہین اور اگر ایک دوسرے سے زیادہ ہو تو اقل کا اعتبار نہین اکثر کا حکم ہے یہ قول امام احمد کا ہے اور یہی ہے قول ثوری اور ابی حنیفہ رح کا اور ایک قول شافعی رح کا بہی ہے اور یہ بہی کہنا ممکن ہے کہ اگر دونو پانی مین فرق ہوسکے تو اوسکے حساب سے عشر لیا جاوے اور ابن قاسم صاحب مالک کا یہ قول ہے کہ اعتبار اوس پانی کا ہے جسکے ساتھہ کہیتی تمام ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میوے اور اناج کی کوئی حد معین نہین تہوڑے اور بہت سب مین زکوۃ ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا ہے اور جمہور کے نزدیک میوے اور اناج جب تک پانچ وسق نہون اونمین زکوۃ واجب نہین فتح الباری مین لکھا ہے کہ جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ترکاریون مین زکوۃ واجب نہین اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ زکوۃ صرف اوسی مین ہے کہ پیمانہ سے ناپی جاوے اور اختیار سے قوت کی جاوے ذخیرہ ہو سکے اور یہی ہے قول امام مالک اور شافعی رح کا اور امام احمد کے نزدیک ہر چیز مین زکوۃ واجب ہے اگرچہ ذخیرہ نہ ہو سکے یہی قول ہے امام محمد رح اور ابو یوسف رح کا اور ابن منذر نے حکایت کی ہے اجماع اسپر کہ پانچ وسق سے کمتر اناج مین زکوۃ نہین مگر ابو حنیفہ رح کے نزدیک ہر چیز مین زکوۃ واجب ہے مگر بانس اور لکڑی اور گہانس مین زکوۃ نہین اور ایسے ہی اوس درخت مین بہی زکوۃ نہین جسپر کوئی میوہ نہ لگتا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ جو چیز ناپی جاتی ہو اوسمین نصاب یعنے پانچ وسق کا لحاظ رکہا جاوے اور جو ناپی نہین جاتی اوسمین نصاب کا کچہ لحاظ نہین بلکہ اوس مین زکوۃ واجب ہوتی ہے تہوڑی ہو یا بہت اور ابن عربی نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول زیادہ تر قوی ہے اور اسی مین زیادہ تر احتیاط ہے واسطے مسکینون کے اور اسمین اختلاف ہے کہ یہ نصاب تحدید ہے یا تقریب امام احمد نے کہا کہ تحدید ہے اور یہی صحیح تر قول شافعیہ کا ہے لیکن اگر تہوڑا کم ہو کہ ضبط نہ ہو سکے تو مضر نہین اور امام نووی نے کہا کہ یہ تقریب ہے تحدید نہین اور سب کا اتفاق اسپر ہے کہ اگر پانچ وسق سے اناج کچہ زیادہ ہو تو اوسمین بہی زکوۃ واجب ہے کہ جسقدر ہو حساب کر کے اوسکی زکوۃ ادا کرے اگرچہ نہایت قلیل ہو اور اوسمین وقص نہین لکہتے **بَابٌ** لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ نہین پانچ وسق سے کمتر چہوہارے مین زکوۃ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا أَقَلُّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ **ترجمہ** ابی سعید خدری رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین پانچ وسق سے کمتر چہوہارے مین زکوۃ اور نہین پانچ اونٹون سے کم مین زکوۃ اور نہین پانچ اوقیہ سے کم چاندی مین زکوۃ **ف** حنفیہ کے نزدیک میوہ اور اناج کی کوئی حد مقرر نہین تہوڑے بہت سب مین زکوۃ واجب ہے سو امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ حنفیہ کا یہ قول ٹہیک نہین **بَابٌ** أَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ کہجور سے میوہ کاٹنے کے وقت صدقہ لینے کا بیان وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ یعنے اور کیا درست ہے چہوڑنا لڑکے کو کہ وہ صدقہ کی کہجور کہاوے **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس باب مین دو مسئلے ہین پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میوہ کاٹنے کے دن خیرات کرے اور مراد اوس سے صدقہ نفل ہے سوائے زکوۃ کے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ لڑکا حکم شرع کا مخاطب نہین لیکن اوسکا ولی مخاطب ہے ساتہ اسکے کہ اوسکو ادب دے اور علم سکہاوے اور استفہام کے عنوان سے اوسکو اسواسطے بیان کیا کہ احتمال ہے کہ ممانعت اوسی کے ساتہ

خاص ہو جسکو صدقہ کا مال کہانا درست نہین انسے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْاَسَدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَیَجِیْءُ هٰذَا بِتَمْرِهٖ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهٖ حَتّٰی یَصِیْرَ عِنْدَهٗ
کَوْمًا مِّنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ یَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَاَخَذَ اَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهٗ فِیْ
فِیْهِ فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجَهَا مِنْ فِیْهِ فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ
مُحَمَّدٍ لَا یَاْکُلُوْنَ الصَّدَقَةَ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ کہجور کا میوہ کاٹنے کے وقت حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس کہجورین لائی جاتی تہین پس یہ شخص اپنی کہجورین لاتا اور دوسرا اپنی لاتا یہانتک ہر ایک
اپنی اپنی کہجورین لایا تہا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہجورون کا ڈہیر لگ جاتا سو حضرت
حسن رض اور حسین رض کہجورون کے ساتہہ کہیلنے لگے سو ایکنے ایک کہجور اوٹہا کر اپنے منہ مین ڈالی سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوسکو دیکہا سو اوسکے منہ سے وہ کہجور نکالی اور فرمایا کہ تم نہین جانتے کہ محمد صلعم کی اولاد خیرات نہین
کہاتی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکون کو احکام شرع کی تعلیم کرنی چاہیے تاکہ حاجت کے وقت انکو کام آوے
اور یہ بہی معلوم ہوا کہ مستحب ہے خیرات کرنا وقت کاٹنے کہجورون اور کہیت کے و فیہ المطابقة للترجمة بَابُ مَنْ
بَاعَ ثِمَارَهٗ اَوْ نَخْلَهٗ اَوْ اَرْضَهٗ اَوْ زَرْعَهٗ وَقَدْ وَجَبَ فِیْهِ الْعُشْرُ اَوِ الصَّدَقَةُ فَاَدَّی الزَّکٰوةَ مِنْ غَیْرِهٖ
اَوْ بَاعَ ثِمَارَهٗ وَلَمْ تَجِبْ فِیْهِ الصَّدَقَةُ اگر کوئی اپنا میوہ بیچے یا کہجور کا درخت بیچے یا اپنی زمین بیچے یا
کہیتی بیچے اور حالانکہ اوسمین عشر یا صدقہ واجب ہو چکا ہو اور اوس مال کی غیر سے زکوة ادا کرے جسمین کہ
عشر یا صدقہ واجب ہوا ہے یا اپنا میوہ بیچے اور اوسمین صدقہ واجب ہوا ہو تو یہ بیچنا جائز ہے ف فتح
الباری مین لکہا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک پختہ ہونیکے بعد میوہ کا بیچنا درست ہے
اگرچہ اوسمین خرص کے ساتہہ زکوة واجب ہو چکی ہو واسطے عموم اس حدیث کے کہ پختہ ہو جانے کے وقت میوے کا بیچنا
درست ہے یہ ایک قول ہے علما کا اور دوسرا یہ قول ہے کہ خرص کے بعد میوے کا بیچنا درست نہین کہ اوسکی
ساتہہ فقیر و محتاج متعلق ہے یہ ایک قول امام شافعی رح کا ہے اور یہ حدیث محمول ہے جواز بعد الصلاح اور قبل الخرص
پر اور یہ جو کہا کہ اوسمین عشر یا صدقہ واجب ہو تو اسمین اشارہ ہے طرف رد کرنے اوس شخص کے کہ میوے مین مطلق
عشر واجب کرتا ہے بغیر اعتبار نصاب کے اور نہین ارادہ کرتا کہ صدقہ بیع سے ساقط ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اوس
مال کے غیر سے زکوة ادا کرے تو یہ اسواسطے ہی کہ جب زکوة واجب ہونے کی حالت مین کوئی چیز بیچی تو یہ کام اوسنے
جائز کیا اور زکوة اوسکے ذمہ باقی رہی پس ضرور ہے کہ اوسکے سوا اور مال سے زکوة ادا کرے یا اوسکی قیمت
دیوے وَقَوْلُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِیْعُوا الثَّمَرَةَ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا یعنے حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ نہ بیچو کھجور کو جب تک اوسکی صلاحیت ظاہر نہ ہو یعنے پختہ ہو جاوے اور آفت سے محفوظ ہو فلم یحظر البیع بعد الصلاح علی احد ولم یخص من وجبت علیہ الزکوۃ ممن لم تجب یعنے پختہ ہونے کی بعد کسی کو بیچنے سے منع نہین کیا خواہ اوسپر زکوۃ واجب ہو یا نہ ہو۔ اور یہ حدیث عام ہے نہین خاص کیا اوسکو کہ اوسپر زکوۃ واجب ہے اوس سے کہ اوسپر زکوۃ واجب نہین **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ مراد اس سے امام شافعی کے قول کو رد کرنا ہے کہ اونکے نزدیک صلاحیت ظاہر ہونیکے بعد بیع درست نہین جب تک کہ اسکی زکوۃ ادا نہ کرے اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ خریدار کو اختیار ہے چاہے رکھے چاہے رد کرے اور اوس سے عشر لیا جاوے اور وہ بائع سے مجرا لے اور امام مالک کہتے ہین کہ عشر بائع پر ہے مگر خریدار پر شرط کر لے تو خریدار کو دینا آویگا اور یہی قول ہے لیث کا اور امام احمد کا قول ہے کہ صدقہ بائع پر ہے مطلق اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی کا +

حدثنا حجاج قال حدثنا شعبة قال اخبرني عبد الله بن دينار قال سمعت ابن عمر يقول نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها وكان اذا سئل عن صلاحها قال حتى تذهب عاهته **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہو کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کھجور کے سے یہانتک کہ اوسکی صلاحیت ظاہر ہو اور جب کوئی ابن عمر رض سے پوچھتا تہا کہ اوسکی صلاحیت کیا ہے تو کہتے کہ اوسکی آفت دور ہو جاوے اور ضائع ہونے کا خوف نہ رہے یعنے پختہ ہو جاوے **حدثنا** عبد الله بن يوسف قال حدثني الليث قال حدثني خالد بن يزيد عن عطاء بن ابي رباح عن جابر بن عبد الله قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع الثمار حتى يبدو صلاحها **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے جب تک کہ اوسکی صلاحیت ظاہر نہ ہو **حدثنا** قتيبة عن مالك عن حميد عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الثمار حتى تزهى قال حتى تحمار **ترجمہ** انس رض سے روایت ہی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے یہانتک کہ سرخ ہو جاوے **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ میوہ پختہ ہونیکے بعد اوسکا بیچنا درست ہی اگرچہ اوسمین زکوۃ واجب ہو اور جائز ہے دینا زکوۃ کا غیر اوسکے سے اسواسطے کہ اگر اوسکے غیر سے زکوۃ کا ادا کرنا جائز نہوتا تو اوسکا بیچنا درست نہ ہوتا یہانتک کہ اوس سے زکوۃ لیجاتی وفیہ المطابقة للترجمة

باب هل يشتري صدقته اگر کوئی فقیر کو کوئی چیز صدقہ دے پھر اوسکو اوس سے خرید لیوے تو درست ہی یا نہین

ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ مقصود اس باب سے یہ ہی کہ پہلے باب مین جو گذر چکا ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے پہلے میوے کا بیچنا درست ہی یہ اوس قبیل سے نہین کہ آدمی اپنا صدقہ خریدے ولا باس ان يشتري صدقة غيره یعنے اور غیر کا صدقہ خریدنا درست ہی لان النبي صلى الله عليه وسلم انما نهى المتصدق خاصة

الشرٰی وَلَمْ یَنْہَ غَیْرَہٗ یعنے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا صدقہ خریدنے سی منع فرمایا ہے غیر کے صدقہ خریدنے سی منع نہین فرمایا **ف** حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو فرمایا کہ تیرے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے اسحدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر کا صدقہ خریدنا درست ہی اسلیے کہ جب غیر کا صدقہ بلاعوض درست ہی تو بالعوض بطریق اولے درست ہوگا **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَوَجَدَہٗ یُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ یَّشْتَرِیَہٗ ثُمَّ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْمَرَہٗ فَقَالَ لَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ فَبِذٰلِکَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یَتْرُکُ اَنْ یَّبْتَاعَ شَیْئًا تَصَدَّقَ بِہٖ اِلَّا جَعَلَہٗ صَدَقَۃً **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہی کہ عمر رضہ نے خدا کے راہ مین ایک گھوڑا صدقہ دیا سو اوسکو بکتے ہوئے پایا اور اوسکو خریدنا چاہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے اذن مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پھیر لے اپنے صدقے کو سو اسی سبب سے ابن عمر رضہ اگر کوئی چیز صدقہ دیتے اور پھر اوسکو خریدتے تو اپنے پاس نہ رکھتے تھے بلکہ اوسکو خدا کے راہ مین خیرات کردیتے تھے یعنے وہ اسحدیث سی یہ سمجھے تھے کہ صرف منع یہی ہے کہ اپنا صدقہ خرید کر اپنے پاس رکھے اور اگر اوسکو خرید کر پھر خیرات کردیوے تو یہ درست ہی **ف** ابن منذر نے کہا کہ اسحدیث سی معلوم ہوا کہ اپنا صدقہ خریدنا درست نہین **ش** فیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ یَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَضَاعَہُ الَّذِیْ کَانَ عِنْدَہٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِیَہٗ وَظَنَنْتُ اَنَّہٗ یَبِیْعُہٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ وَاِنْ اَعْطَاکَہٗ بِدِرْہَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِہٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِہٖ **ترجمہ** عمر رضہ سے روایت ہے کہ مینے گھوڑا اپنا کو راہ خدا مین دیا سو جسکے پاس وہ تھا اوسنے اوسکو ضائع کیا دبلا کر ڈالا سو مینے اوسکو مول لینا چاہا اور مینے گمان کیا کہ وہ اوسکو ارزان بیچتا ہے سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مول لے اوسکو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو اگرچہ وہ تجھکو ایک درہم سے دیوے اسواسطے کہ مقرر اپنے صدقے کا پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا کوئی اپنی قے کو کھاوے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اپنا صدقہ مول لینا حرام ہے قرطبی نے کہا کہ ظاہر حدیث سی یہی بات معلوم ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہو اور مراد اوس سے نفرت دلانی ہو اسواسطے کہ قی سے نفرت آتی ہے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور کفارہ اور نذر وغیرہ قربات کا بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی اوسکا وارث ہو تو درست ہی اور بعید تر ہے قول اوس شخص کا کہ کہتا ہے کہ خیرات کر ڈالے اور اسحدیث سی

یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ مین رجوع کرنا مکروہ ہے اور یہ کہ خدا کے راہ مین گھوڑا چڑھنے کو دینے کا بڑا ثواب ہی اور یہ کہ
اوسکے مالک ہو جاتا ہے اور یہ کہ محمول کو جائز ہے بیچنا اوسکا اور فائدہ اوٹھانا ساتھ مول اوسکے کے انتھے۔

باب مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ ترجمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور
اونکی آل پر صدقہ حرام ہونے کا بیان **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس مقام مین تین امرون مین کلام
ہی ایک یہ کہ آل سے مراد بنی ہاشم اور عبد المطلب کی اولاد ہین اس قول کو ترجیح ہے اور امام ابو حنیفہ رح
اور مالک کے نزدیک فقط ہاشم کی اولاد ہے دوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کا صدقہ حرام تھا
خواہ فرض ہو یا نفل جیسے کہ بہت لوگون نے اسمین اجماع نقل کیا اور نہین ہین ہے خطابی لیکن امام
شافعی رح سے روایت ہی کہ صدقہ نفل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام نہ تھا اور امام احمد کا بھی ایک قول ہی
سوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بھی اسمین داخل ہے ابن قدامہ نے کہا کہ اسمین اختلاف نہین کہ
ہاشم کی اولاد پر صدقہ فرض حرام ہے اور ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ اونکے واسطے صدقہ درست ہی اور
ابو یوسف کو نزدیک آپسمین اونکو ایک دوسرے کا صدقہ لینا درست ہی اور غیر کا درست نہین اور مالکیہ
کے اسمین چار قول ہین ایک جواز ہے اور ایک منع اور ایک یہ کہ نفل درست ہی اور فرض درست نہین
پھر کہا کہ صدقہ نفل درست ہی اور فرض درست نہین یہ قول اکثر حنفیہ کا ہے اور یہی صحیح قول ہے
نزدیک شافعیہ اور حنبلیہ کے انتھے ملخصًا **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَ فِي فِيهِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ
ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت حسن رضہ نے صدقہ کی ایک کھجور لیکر اپنے منہ مین ڈالی سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھے چھے (یہ کلمہ جھڑک کا ہے کہ لڑکون کو جھڑک کو لیے کہتے ہین) تاکہ اوسکو
پھینک دے پھر فرمایا کیا تو نہین جانتا کہ ہم لوگ صدقے کا مال نہین کھاتے **ف** اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو صدقہ کا مال لینا درست
نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقے کا مال امام کے پاس پہونچانا چاہیے
اور یہ کہ جو کام عام لوگون کے متعلق ہون اونہین مسجد سے نفع اوٹھانا درست ہی اور یہ کہ لڑکون کو مسجد مین
داخل کرنا درست ہی اور یہ کہ فائدے کی چیز کی اونکو تعلیم کرنی چاہیے اور ضرر دینے والی چیز سے اونکو
منع کرنا چاہیے اور حرام کا موج ہے اونکو روکنا چاہیے اگرچہ وہ غیر مکلف ہین تا اونکو عادت ہو اور یہ کہ اگر
نابالغ لڑکی عدت مین ہو تو اوسکا ولی اوسکو زینت سے منع کرے اور غیر ممیز لڑکی کو خطاب کرنا واسطے

قصہ سمجھانے اہل تمیز کے درست ہو لیتے (انتہی) **بَابُ الصَّدَقَةِ عَلٰی مَوَالِیْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کے آزاد شدہ غلامون کو صدقہ لینا درست ہے **ف** فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور احمد اور بعض مالکیہ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کے آزاد شدہ غلامون کو صدقہ لینا درست نہین اور یہی صحیح قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور جمہور کے نزدیک انکو صدقہ لینا درست ہے کہ وہ درحقیقت اونمین سے نہین اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کو بھی صدقہ لینا درست ہے ابن بطال نے نقل کیا ہے کہ سب فقہا کا اتفاق ہے اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کو صدقے کا مال لینا درست ہے لیکن عائشہ رض سے روایت ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہین اور صدقے کا مال ہمکو حلال نہین انتہی **حَدَّثَنَا** سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَجَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاةً مَیِّتَةً اُعْطِیَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَیْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَیْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری مردہ دیکھی جو کہ حضرت میمونہ کی لونڈی کو صدقے سے ملی تھی و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے اوسکے چمڑے سے نفع کیون نہ اوٹھایا لوگون نے عرض کی کہ وہ مردار ہے فرمایا مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے یعنے اوسکی کھال وغیرہ سے فائدہ اوٹھانا حرام نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کے آزاد شدہ غلامون کو صدقہ لینا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِیَ بَرِیْرَةَ لِلْعِتْقِ وَاَرَادَ مَوَالِیْهَا اَنْ یَّشْتَرِطُوْا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اشْتَرِیْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَتْ وَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقُلْتُ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِیْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِیَّةٌ **ترجمہ** اسود رض سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رض نے چاہا کہ بریرہ لونڈی کو خرید کر آزاد کرین اور اوسکے مالکون نے چاہا کہ اوسکے ولا کی شرط کرین یعنے اونہون نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہین کہ اوسکے مرنیکے بعد اوسکی وراثت ہمکو ملے سو عائشہ رض نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ تو اوس لونڈی کو خرید لے (اور پھر اوسکو آزاد کر دے) اس واسطے کہ آزاد شدہ لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے یعنے اوسکی وراثت کا حق آزاد کرنے والے کو ملے گا اور اوسکے مالک ناحق شرط کرتے ہین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا جسے

مہ آزاد کی ہوئی

عرض کی کہ یہ وہ گوشت ہی کہ بریرہ کو صدقہ ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اوسکے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیئے ہدیہ ہے **ف** اس حدیث سے یہہ معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کے آزاد غلامون کو صدقہ لینا درست ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **ف** صدقہ اور ہدیہ مین فرق یہ ہے کہ صدقہ ایک بخشش ہے کہ مقصود اوس سے صرف ثواب آخرت ہوتا ہے اور اوس مین لینے والے کی ذلت ہوتی ہے بخلاف ہدیہ کے کہ وہ ایک چیز دوسرے کا ملک کرنا ہے واسطے تعظیم اور تقرب کے **بَابٌ** اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَۃُ یعنی جب صدقہ بدلجاوے اور کسی محتاج کے ملک ہوجاوے تو بنی ہاشم کو اوسکا کہانا درست ہی **حَدَّثَنَا** عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَۃَ بِنْتِ سِیْرِیْنَ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ الْاَنْصَارِیَّۃِ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقَالَ ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ فَقَالَتْ لَا اِلَّا شَیْءٌ بَعَثَتْ بِہٖ اِلَیْنَا نُسَیْبَۃُ مِنَ الشَّاۃِ الَّتِیْ بَعَثْتَ لَھَا مِنَ الصَّدَقَۃِ فَقَالَ اِنَّھَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّھَا **ترجمہ** ام عطیہ انصاریہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہر مین عائشہ رض پاس آئے سو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کہانے کی چیز ہے عائشہ رض نے کہا کہ کچھ نہین مگر نسیبہ نے اوس بکری کا کچھ گوشت ہمکو بہیجا ہے کہ جو آپنے اوسکو صدقہ کے مال سے بہیجی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقررہ وہ بکری اپنے حلال ہونے کی جگہ پہونچ چکی **ف** یعنے ہرچند وہ صدقہ کا مال ہے لیکن جب محتاج کو پہونچا تو اوسکے ملک ہوگیا اب اگر وہ اوس مین سے کچھ بہیجے تو ہمکو اوسکا کہانا درست ہی معلوم ہوا کہ جب ملکیت بدلجاوے تو حکم بھی بدلجاتا ہے اور اوسکو حکم صدقہ کا نہین رہتا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ صدقہ نفل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کو کہانا درست ہی اور اسی طرح جب کوئی عامل اپنے عمل پر صدقہ کا مال لے تو اوس مین سے بنی ہاشم کو کہانا درست ہی انتہے **حَدَّثَنَا** یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِہٖ عَلٰی بَرِیْرَۃَ فَقَالَ ھُوَ عَلَیْھَا صَدَقَۃٌ وَھُوَ لَنَا ھَدِیَّۃٌ وَقَالَ اَبُوْ دَاؤدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ سَمِعَ اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اوسکے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے **ف** یعنے جب محتاج کو ملا تو وہ اوسکے ملک ہوگیا اب اوسکو بیع اور ہبہ وغیرہ کے ساتہہ اوس مین تصرف کرنا درست ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابٌ** اَخْذِ الصَّدَقَۃِ مِنَ الْاَغْنِیَاءِ وَتُرَدُّ فِی الْفُقَرَاءِ حَیْثُ کَانُوْا مالدارون سے زکوۃ لیجاوے اور فقیرون کو دیجاوے جہان کہین ہون یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زکوۃ لیجانا درست ہی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ

مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اِنَّكَ سَتَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ الْكِتَابِ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَّشْهَدُوْا اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ ترجمہ

ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رض کو یمن کا حاکم کرکے بھیجا تو فرمایا کہ البتہ عنقریب جاکہ تو اوس قوم پاس آویگا جو کتاب لائے ہین یعنے یہود اور نصارے سو جب تو اونکے پاس جاوے تو اونکو بلا اسطرف کہ گواہی دیوین اسکی کہ خدا کے سوا کوئی لائق پوجنے کو نہین اور مقرر محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے سو اگر وے اس بات مین تیرا کہنا مانین تو اونکو خبر دار کر اس سے کہ خدا نے اونپر ایک دن رات مین پانچ نمازین فرض کین ہین سو اگر وے اسمین بھی تیرا کہنا مانین تو اونکو خبر دے اسکی کہ خدا نے اونپر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ اونکے مالدارون سے لیجاوی اور اونکے فقیرون کو پھیر دیجاوے سو اگر وے اسمین بھی تیرا کہنا مانین تو الگ رہ اونکے مال سے یعنے زکوٰۃ مین جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا اور ڈرا بچیو مظلوم کی بد دعا سے سو مقرر بات تو یون ہی کہ مظلوم کی دعا مین اور خدا مین کچھ آڑ نہین یعنے کہ مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کر یعنے عمدہ مال کا زکوٰۃ مین لینا ظلم ہے مگر اپنی خوشی سے دیوے تو درست ہی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کیطرف زکوٰۃ کا لیجانا درست ہی اسواسطے کہ ادا اوس سے فقیر عوام مسلمانون کے ہین جہان کہین ہون اور جس شہر مین ہون اسواسطے کہ قواعد شرع مین تعیین مخاطبین کی معتبر نہین پس یہ حکم اونکے ساتھ خاص نہ ہوگا اگرچہ خطاب خاص اونکے ساتھ واقع ہوا ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ علما کو اس مسئلے مین اختلاف ہی امام ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب ورثیت کی نزدیک ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر کیطرف لیجانا درست ہی اور امام شافعی رض سے بھی یہی منقول ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ اور مالکیہ اور جمہور کے یہ ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کیطرف زکوٰۃ نقل کرنی درست نہین لیکن اگر دوسرے شہر کی طرف لیجاوے تو مالکیہ کے نزدیک درست ہی اور شافعیہ کے نزدیک درست نہین لیکن وہان کوئی مستحق نہ ہو تو درست ہی اور بعید نہین کہ بخاری کا مذہب بھی یہی ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے مین ہر دین مخالف اسلام سے بیزار ہونا شرط ہے اسواسطے کہ شہادتین کا اقرار ہر دین مخالف اسلام

کی نفی کو مستلزم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقط اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا مسلمان ہونے مین کافی
نہین جب تک کہ اوسکے ساتھ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہ کرے اور یہی ہے قول جمہور کا
اور بعضے کہتے ہین کہ فقط توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھ بھی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے اور دوسری شہادت کا مطالبہ کیا
جاوے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار فروع اسلام کے مخاطب نہین کہ پہلے اونکو صرف ایمان کی دعوت
کی گئی پہر عمل کی اور اوسپر لفظ فا کے ساتھ اوسکو مرتب کیا اور زکوۃ کو نماز سے موخر اسواسطے کیا کہ وہ بعضون پر
فرض ہوتی ہے اور بعض پر نہین اور نیز نماز کی طرح بار بار مکرر نہین آتی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر فرض
نہین وفیہ بحث تقدم اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوۃ لینے اور خرچ کرنے کا صرف امام ہی والی ہے یا نائب
اوسکا اور جو نہ دے اوس سے جبر الیجاوے اور استدلال کیا گیا ہے اس سے واسطے قول امام مالک کے کہ اصناف تصدقات
مین سے صرف ایک مصرف مین زکوۃ خرچ کرنی جائز ہے وفیہ بحث اسواسطے کہ احتمال ہے کہ ذکر فقرا کا واسطے
اغلب کی ہو یا واسطے مناسبت اغنیا کے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی مالک نصاب کا ہو اور وہ تنا اوپر
قرض ہو تو اوسپر زکوۃ فرض نہین اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑنے سے پہلے کفار کو توحید کی طرف بولایا جاوے
اور یہ کہ امام اپنے عامل کو ضروری احکام کی وصیت کرے اور یہ کہ جائز ہے بھیجنا عاملون کا واسطے لینے زکوۃ کے
اور یہ کہ واجب ہے قبول کرنا خبر واحد کا اور عمل کرنا ساتھ اوسکے اور یہ کہ واجب ہے زکوۃ لڑکے اور مجنون کے مال مین واسطے
عام ہونے لفظ غنی کے اور یہ کہ زکوۃ کا مال کافر کو نہ دیا جاوے اسواسطے کہ فقرا ہم کا ضمیر مسلمانون کی طرف عود کرتا
ہے خواہ خاص ایک شہر کے مسلمان مراد ہون یا سب شہرون کے اور یہ کہ اگر زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مال
ضائع ہو جاوے اور اوسپر قدرت نہ پاوے تو زکوۃ اوس سے ساقط ہو جاتی ہے وفیہ نظر ایضا اور اگر کوئی کہے کہ اس
حدیث مین حج اور روزے کا ذکر نہین باوجودیکہ وہ بھی اسلام کے ارکان مین سے ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ
نماز اور زکوۃ کا اہتمام زیادہ ہے بہ نسبت حج اور روزے کے اسواسطے قرآن مین انکا ذکر بہت بار آیا ہے اور بھید اس
مین یہ ہے کہ یہ دو نو رکن مکلف سے کسی وقت ساقط نہین ہوتے بخلاف روزے کے کہ وہ فدیہ سے ساقط ہو جاتا ہے
اور بخلاف حج کے کہ وہ دوسرے کی نیابت سے ادا ہو سکتا ہے اور نیز اسواسطے کہ نماز اور زکوۃ کفار پر بہت وبال
اسواسطے کہ نماز تو ہر روز مین مکرر ہے اور مال کی انسان کو فطرتی محبت ہے سو جب آدمی یہ تینون امر اختیار کر لیوے
باوجود شاق ہونے کے تو اونکو اور امرون کا اختیار کرنا زیادہ تر آسان ہوگا انتہے **بَابُ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَدُعَائِهٖ**
لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ جب کوئی شخص صدقہ لاوے تو امام کو مستحب ہے کہ اوسکے حق مین دعا کرے **ف** اس باب
مین دعا کا عطف صلوۃ پر کیا تو غرض اس سے یہ ہے کہ دعا کے لیے صلوۃ کا لفظ مقرر نہین بلکہ جسطرح سے دعا مانگو
درست ہے اور امام کے لفظ سے یہ اشارہ ہے کہ ہر امام اس خطاب مین داخل ہے **وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى خُذْ مِنْ**

اَموالِہِم صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُم وَتُزَکِّیہِم بِہَا وَصَلِّ عَلَیہِم اَلایۃ یعنے اس آیت کا بیان کہ لے انکے مال مین سے زکوۃ کہ انکو پاک کرے اس سے اور بابرکت کرے انکو ساتھ اوسکے اور دعا دے انکو البتہ تیری دعا انکے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سنتا ہے جانتا **ف** وجہ استدلال کی اس آیت سے یوں ہے کہ گویا امام بخاری نے اس حدیث کے سیاق سے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لوگون کے واسطے دعا کرتے رہے تو گویا کہ یہ اس آیت کے حکم کی تعمیل ہے **حدثنا** حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن عبد اللہ ابن ابی اوفی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاہ قوم بصدقتہم قال اللہم صل علی آل فلان فاتاہ ابی بصدقتہ فقال اللہم صل علی آل ابی اوفی **ترجمہ** عبد اللہ بن اوفی رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی زکوۃ لاتا تھا تو آپ اوسکے واسطے دعا کرتے تھے کہ الٰہی فلانے کی اولاد پر رحمت کر سو میرا باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس زکوۃ لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی رحم کر ابی اوفی کی لوگون پر **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ نبیون کے سوا اور لوگون کے حق مین بھی صلوۃ کے لفظ سے دعا کرنی درست ہے اور امام مالک اور جمہور کے نزدیک مکروہ ہے اور یہ حدیث رد کرتی ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی امام کے پاس صدقہ لاوے تو مستحب ہے کہ امام اوسکے واسطے دعا مانگے اور اہل ظاہر کہتے ہین کہ دعا مانگنی واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اونکا ساتھ اوسکے کہ اگر واجب ہوتی تو زکوۃ لینے والون کو تعلیم کرتے حالانکہ آپ نے کسی کو تعلیم نہین کی انتہی ملخصا **باب** ما یستخرج من البحر جو چیز دریا سے نکلے یعنے خواہ آسانی کے ساتھ ہو کہ اوسکو دریا نے کنارے پر پھینک دیوے یا دشواری سے نکلے جیسے غوطہ وغیرہ کے ساتھ حاصل ہو اوسکا کیا حکم ہے کہ اوسمین پانچوان حصہ دینا آتا ہے یا نہین وقال ابن عباس لیس العنبر برکاز ہو شیء دسرہ البحر یعنے اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ عنبر (ایک گھاس خوشبودار کا نام ہے کہ دریا مین پیدا ہوتا ہے) خزانہ نہین کہ زمین مین دبا ہوتا ہے بلکہ وہ ایک چیز ہے کہ اوسکو دریا کنارے پر پھینک دیتا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عنبر مین زکوۃ واجب نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وقال الحسن فی العنبر واللؤلؤ الخمس یعنے اور حسن بصری نے کہا کہ عنبر اور موتیون مین پانچوان حصہ ہے وانما جعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرکاز الخمس لیس فی الذی یصاب فی الماء یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف زمین مین دبے مال مین پانچوان حصہ نکالنا فرمایا ہے اور جو دریا سے نکلے اوسمین پانچوان حصہ نہین فرمایا غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قول حسن بصری رحمۃ اللہ کا صحیح نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس خزانے سے پانچوان حصہ نکالنا فرمایا ہے جو زمین مین دبا پاوے اور جو چیز دریا سے نکلے مانند عنبر وغیرہ کے اوسکو عرب کی زبان مین رکاز نہین کہتے جسمین سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالنا فرمایا ہے پس اسمین سے خمس نکالنا

واجب ہوگا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل مین سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیان قرض مانگین سو اوس نے اوسکو ہزار اشرفیان دین سو وہ سوداگری کرنیکے واسطے سمندر کے سفر مین گیا سو جب اپنے کام سے فراغت کر چکا تو اوس نے جہاز کی تلاش کی سو اوسنے کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی کو کریدا پھر اوسمین ہزار اشرفی بھر دی پھر اوس نے اوسکو سمندر مین ڈالدیا سو دیکھنے نکلا وہ مرد جس نے اوسکو قرض دیا تھا کہ شاید کسی جہاز مین وہ شخص آیا ہو سو اچانک اوس نے وہ لکڑی دیکھی جسمین اوسکا مال بھرا تھا سو اوسکو اپنے گھر والون کے جلانے کے لیے اوٹھا لیا پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی سو جب اوسکو چیرا تو اوسمین اپنا مال پایا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو دریا پھینکدیوے اوسکا لینا درست ہے خواہ وہ چیز دریا مین پیدا ہو یا کسی کی چیز ضائع ہو اور مالک کی ملک اس سے قطع ہو چکی ہو اور اسیطرح جو چیز پہلے کسی کے ملک مین نہ آئی ہو اوسکا اوٹھانا بطریق اولے درست ہے اور اسی طرح جو چیز دریا سے محنت کے ساتھ نکالی جاوے اوسکا لینا بھی درست ہے اسواسطے کہ اوس شخص نے وہ لکڑی اوٹھائی جسکو دریا نے باہر ڈالا تھا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اوزاعی نے کہا کہ جو چیز دریا کے کنارے پائی جاوے اوسمین سے پانچوان حصہ نکالنا واجب ہے اور جو چیز غوطہ وغیرہ کے ساتھ نکالی جاوے اوسمین کوئی چیز واجب نہین اور جمہور کے نزدیک اوسمین مطلق کچھ دینا نہین آتا انتہے (فتح)

بَابٌ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ گڑے مال مین پانچوان حصہ دینا واجب ہے یعنے اگر کوئی شخص گرا مال پاوے تو اوسمین سے پانچوان حصہ خدا کے راہ مین دیوے وَقَالَ مَالِكٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ الرِّكَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِيَّةِ فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الْخُمُسُ یعنے اور مالک اور شافعی رح نے کہا کہ رکاز گرا مال ایام جاہلیت کا ہے اوسکی تھوڑے اور بہت مین پانچوان واجب ہے **ف** رکاز اوس مال کو کہتے ہین جو زمین مین گرا ہو اور کسی کے ہاتھ آوے بغیر محنت کے اور وہ مال پہلے زمانہ مین کسی نے زمین مین دبایا ہو اور اسپر اتفاق ہے سب علما کا اور معدن یعنے کہان مین اختلاف ہے اور جب کوئی ایسا مال زمین مین گڑا پاوے تو اوسمین سے پانچوان حصہ خدا کے راہ مین دیوے خواہ وہ مال حد نصاب کو پہونچے یا نہ پہونچے اور یہی ہے قول جمہور علما کا اور یہی قول قدیم امام شافعی رح کا اور جدید قول یہ ہے کہ جب تک حد نصاب کو نہ پہونچے تب تک اوسمین پانچوان حصہ واجب نہین

رکھنے) وَلَیْسَ الْمَعْدِنُ بِرِکَازٍ یعنے اور کہان رکاز مین داخل نہین یعنے اگر کسی کو چاندی یا سونے یا جواہرات کی کہان ہاتھہ آوے تو اوسمین سے پانچوان حصہ دینا واجب نہین وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَعْدِنِ جُبَارٌ وَّ فِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہان معاف ہے اور رکاز مین پانچوان حصہ ہے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نو چیزون مین فرق کیا اور ہر ایک کا علیحدہ حکم بیان کیا اگر دو نو کا ایک حکم ہوتا تو دو نو کو ایک حکم مین جمع کیا جاتا پس اس سے معلوم ہوا کہ ان دو نو مین فرق ہے وَاَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ مِنَ الْمَعَادِنِ مِنْ کُلِّ مِائَتَیْنِ خَمْسَۃً یعنے اور عمر بن عبد العزیز نے کہانون کے حاصل سے ہر دو سو درہم پانچ درہم زکوۃ لی ف اس سے بھی معلوم ہوا کہ کہان کا دبے مال کا حکم نہین وَقَالَ الْحَسَنُ مَا کَانَ مِنْ رِکَازٍ فِیْ اَرْضِ الْحَرْبِ فَفِیْہِ الْخُمُسُ وَمَا کَانَ مِنْ اَرْضِ السِّلْمِ فَفِیْہِ الزَّکٰوۃُ وَاِنْ وَجَدْتَ لُقَطَۃً فِیْ اَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرِّفْہَا وَاِنْ کَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَفِیْہَا الْخُمُسُ یعنے اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کافرون حربیون کی زمین مین گڑا مال پاوے تو اوسمین سے پانچوان حصہ دینا واجب ہے اور اگر اہل صلح کی زمین مین پاوے تو اوس مین زکوۃ واجب ہے اور اگر کوئی گری ہوئی چیز دشمن کی زمین مین پائی جاوے تو اوسکو لوگون مین مشہور کرے اگر کسی کی کوئی چیز گر پڑی ہو تو اوسکا پتہ بتلاوے یعنے شاید احتمال ہے کہ کسی مسلمان کی گری ہو اور اگر یقین ہو جاوے کہ وہ چیز دشمن کی ہے تو اوسکو مشہور کرنا ضرور نہین بلکہ اوسکو گڑے مال کی طرح سمجھ کر اوسمین سے پانچوان حصہ خدا کے راہ مین دیوے لیکن انکے سوای اس فرق کا کوئی قائل نہین وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدِنُ رِکَازٌ مِثْلُ دِفْنِ الْجَاہِلِیَّۃِ لِاَنَّہٗ یُقَالُ اَرْکَزَ الْمَعْدِنُ اِذَا اُخْرِجَ مِنْہُ شَیْءٌ یعنے بعض لوگ کہتے ہین کہ کہان بھی گڑے مال کی طرح ہے کہ اوسمین سے بھی پانچوان حصہ دینا واجب ہے اسواسطے کہ عرب کے محاورہ مین کہا جاتا ہے کہ رکاز ہو گئی کہان جبکہ اوس سے کوئی چیز نکالی جاوے یعنے کہان کو بھی گڑا مال کہا جاتا ہے پس دو نو کا ایک حکم ہو گا فَقِیْلَ لَہٗ فَقَدْ یُقَالُ لِمَنْ وُّہِبَ لَہُ الشَّیْءُ اَوْ رَبِحَ رِبْحًا کَثِیْرًا اَوْ کَثُرَ ثَمَرُہٗ اَرْکَزْتَ یعنے ان بعض لوگون کو جواب مین کہا گیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی چیز ہبہ مین ملے یا اوسکو تجارت سے بہت نفع ہو یا اوسکا میوہ بہت ہوا ہو تو اوسکو عرب کی زبان مین ارکزت کہتے ہین یعنے تو نے خزانہ پایا یعنے پس اس سے لازم آتا ہے کہ اوس چیز موہوب اور نفع اور میوے کو بھی گڑے مال کا حکم دیا جاوے اور اوسمین پانچوان حصہ واجب ہو حالانکہ اجماع ہے اسپر کہ ان چیزون مین چالیسوان حصہ واجب ہوتا ہے ثُمَّ نَاقَضَ وَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ یَّکْتُمَہٗ فَلَا یُؤَدِّیَ الْخُمُسَ یعنے پھر ان بعض لوگون نے اپنی کلام مین تناقض پیدا کیا اور کہا کہ اگر گڑا مال زکوۃ لینے والے سے چھپا رکھے اور اوسکا پانچوان حصہ ادا نہ کرے تو کچھ ڈر نہین یعنے پہلے یہ بات کہی تھی کہ کہان کا حکم دبے مال کا ہے کہ اوسمین سے پانچوان حصہ ادا کرے اور پھر کہا کہ پانچوان حصہ ادا نہ کرے پس

یہ تناقض ہے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ مراد بعض لوگون سے امام بخاری کی اس کلام مین امام ابو حنیفہ رح وغیرہ ہین کہ اونکے نزدیک رکاز اور معدن کا ایک حکم ہے اور جمہور کے نزدیک دونون مین فرق ہے اور بعضے حنفی اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک معدن کا چھپانا اوسوقت جائز ہے جبکہ محتاج ہو اور بیت المال مین اوسکا حق ہو تو اوسکو جائز ہے کہ اپنے اوس حق کا بدلا پانچوان حصہ نہ دیوے لیکن طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اگر اپنے گہر مین کہان پاوے تو اوسپر کوئی چیز دینی نہین آئی پس اس دلیل سے امام بخاری کا اعتراض صحیح ہے اور فرق کہان اور گڑے مال مین یہ ہے کہ کہان مین سے مال محنت کی ساتھ نکلتا ہے اور گڑا مال بغیر محنت کی ہاتھ آتا ہے اسواسطے کہان مین زکوۃ نہین اور گڑے مال مین زکوۃ ہے نہ

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب و عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العجماء جبار والمعدن جبار وفی الرکاز الخمس **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کے مارنے کا بدلا نہین اور کنوان کہودنے مین اگر مزدور مرجاوے تو بدلا نہین اور اگر کہان کہودنے مین مزدور مرجاوے تو بدلا نہین اور گڑے خزانے مین پانچوان حصہ ہے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ رکاز گڑے مال کو کہتے ہین لیکن شافعیہ نے اوسکو حصر کیا ہے کہ جو ویران اور غیر آباد زمین مین پایا جاوے اوسی کو رکاز کہتے ہین اور اگر آمد و رفت کی راہ مین پایا جاوے یا مسجد مین پایا جاوے تو اوسکو گری چیز کا حکم ہے کہ اوسکو لوگون مین مشہور کرے اگر مالک ملے تو فبہا والا اپنے کام مین لاوے اور اگر زمین مملوکہ مین پایا جاوے اور پانے والا خود مالک ہو تو وہ اوسی کا حق ہے اور اگر غیر پاوے اور مالک دعوے کرے کہ یہ مال میرا ہے تو بھی اوسی کا حق ہے ورنہ وہ جس نے پہلے وہ زمین آباد کی تہی اوسکا حق ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ بعض فقہا کہتے ہین کہ گڑے مال مین مطلق پانچوان حصہ ہے یا اکثر صورتون مین پس یہ اقرب ہے طرف حدیث کی اور امام شافعی رح کہتے ہین کہ رکاز فقط چاندی سونا ہے اور جمہور کہتے ہین کہ کوئی چیز خاص نہین اور اوسکے مصرف مین بھی اختلاف ہے امام مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور کہتے ہین کہ اسکا مصرف وہی ہے جو غنیمت کے خمس کا مصرف ہے یہی ہے اختیار مزنی کا اور امام شافعی کا صحیح تر قول یہ ہے کہ اوسکا مصرف زکوۃ کا مصرف ہے کہ جسکو زکوۃ کا مال دینا درست ہے اوسکو یہ خمس بھی دینا درست ہے اور امام احمد رح کے دو قول ہین اگر کوئی ذمی گڑا مال پاوے تو جمہور کے نزدیک اوسمین پانچوان حصہ دینا آتا ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک اوسمین کوئی چیز دینی نہین آتی اور اسپر سبکا اتفاق ہے کہ اسمین سال بہر کا گذرنا شرط نہین بلکہ جسوقت گڑا مال پاوے اوسی وقت پانچوان حصہ نکالے انتہے

باب قول اللہ عز وجل والعاملین علیہا یعنے اس آیت کا بیان کہ زکوۃ کا مال

واسطے زکوۃ جمع کرنے والون کے ہی جو امام کی طرف سے زکوۃ لینے کے واسطے مقرر ہین وَمُحَاسَبَةِ الْمُصَدِّقِيْنَ مَعَ
الْاِمَامِ اور زکوۃ لینے والون کا امام کو حساب دینا حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْاَسْدِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ ترجمہ ابی حمید
ساعدی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اسدی کو قبیلہ بنی سلیم کی زکوۃ کے
تحصیل کرنے کے واسطے عامل مقرر کیا کہ نام اوسکا ابن اللتبیہ تھا سو جب وہ زکوۃ لیکر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوس سے حساب لیا ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث کی مجموع طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کے پاس
زکوۃ کی جنس سے کچھ مال تھا اوس نے کہا کہ یہ مال مجھکو ہدیہ ملا ہے اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے حساب لیا
تا کہ معلوم ہو کہ اوسکا قول صحیح ہے یا نہین اس حدیث سی معلوم ہوا کہ زکوۃ جمع کرنے والے سی حساب لینا درست ہے
اور حساب اوسکی امانت کو صحیح کرتا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور پہر کہا کہ سب علما کا اتفاق ہے کہ آیت مذکور مین
عاملین سے مراد وہ شخص ہین جنکو امام زکوۃ لینے کے واسطے بہیجے تو گویا امام بخاری نے اس حدیث مین اشارہ
کیا اسطرف کہ مراد عاملین سے زکوۃ جمع کرنے والے ہین (فتح) بَابُ اسْتِعْمَالِ اِبِلِ الصَّدَقَةِ وَاَلْبَانِهَا
لِاَبْنَاءِ السَّبِيْلِ مسافرون کو زکوۃ کے اونٹون کا کام مین لانا اور اونکا دودہ پینا درست ہی حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ اجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ
فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا
فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ
اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّوْنَ الْحِجَارَةَ تَابَعَهُ اَبُوْ قِلَابَةَ وَثَابِتٌ
وَحُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رض ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ قوم عرینہ کے کچہ لوگون کو آب و ہوا مدینے کی ناموافق
پڑی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اجازت دی کہ زکوۃ کے اونٹون مین جاوین اور اونکا دودہ اور
پیشاب پیوین یعنے واسطے اوس بیماری کے کہ اونکو تہی سو جب دودہ سے اچہے ہو گئے تو چرانے والے کو
قتل کر کے اونٹ ہانک لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگ ونکے پیچھے پکڑنے کو بہیجے سو وہ پکڑے
آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ہاتہہ پاؤن کٹوا ڈالے اور گرم سلائی اونکی آنکھون مین پہیری اور
اونکو سنگستانی زمین مین ڈالا کہ دانتون سے پتہر کڑتے تہے یعنے بیتابی سے ف عرینہ عرب مین ایک قوم
تہی اوس قوم کے کچہ لوگ مدینے مین آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس مسلمان ہو گئے اونکو جلندر کی بیماری
ہو گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو زکوۃ کے اونٹون مین بہیجدیا کہ وہان جا رہین سو جب وے اچہے ہو گئے

تو مرتد ہو گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو پکڑوا کر قتل کروا ڈالا اس حدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو
زکوۃ کے اونٹون کے دودھ کی اجازت دی امام بخاری نے اس سے یہ مسئلہ نکالا کہ جب اونکا دودھ پینا درست ہی تو
اونکو اور کام مین لانا بھی درست ہی اسواسطے کہ اسمین کچھ فرق نہین لیکن اس حدیث سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ وہ
اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ملک کر دیے تھی بلکہ غایت درجہ اس حدیث سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ امام کو
جائز ہے کہ زکوۃ کے مال کے منافع کے ساتھہ ایک مصرف کو خاص کرے اور اور کے مصرف کو نہ دے موافق حاجت
کی علاوہ اس حدیث مین یہ تصریح بھی نہین کہ عرنیین کے سوای اور کسی کو اسمین سے کچھ نہ دیا تھا انتھے ملخصًا **باب**
وَسْمِ الْاِمَامِ اِبِلَ الصَّدَقَۃِ بِیَدِہٖ اگر امام زکوۃ کے اونٹون کو داغ دے تو درست ہی **ف** فتح الباری مین
لکھا ہے کہ زکوۃ کے اونٹون کو داغ دینے مین حکمت یہ ہے تاکہ وہ غیر سے جدا ہو جاوین اور جو انکو پکڑ لے تو پھیر دے
یہ جانکر کہ یہ زکوۃ کا اونٹ ہی اور تاکہ اونکو اونکا مالک پہچان لیوے تو صدقہ کرنے کے بعد اونکو نہ خریدے اور یہ معلوم نہین
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داغنے کے ہتھیار پر کیا لکھا ہوا تھا لیکن بعض شافعیہ نے اجماع اصحاب کا نقل کیا ہے
اسپر کہ داغ دینے کی مہر پر یا زکوۃ لکھی جاوے یا صدقہ انتھے حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ
قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ قَالَ
غَدَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ لِیُحَنِّکَهٗ فَوَافَیْتُهٗ فِیْ یَدِهِ الْمِیْسَمُ
یَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَۃِ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہی کہ مین ایک دن صبح کو عبد اللہ بن ابی طلحہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس
لیگیا تاکہ کھجور چبا کر اوسکا پانی اوسکے حلق مین ڈالین سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اسحال مین کہ آپکے
ہاتھہ مین داغ دینے کی مہر تھی کہ زکوۃ کے اونٹون کو داغ دیتے تھی **ف** میسم ایک لوہے کا ٹکڑا ہوتا ہے اوس سے
داغ دیتے ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کے اونٹون کو داغ دینا درست ہی وفیه المطابقة للترجمة فتح الباری مین لکھا ہے
کہ حنفیہ کہتے ہین کہ داغنا مکروہ ہے کہ وہ مثلہ مین داخل ہے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر اونکے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل شریف سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے پس یہ مخصوص ہے عموم مثلہ سے واسطے حاجت کے جیسے کہ ختنہ کرنا آدمی
کو درست ہی اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے امام کو بنانا مہر کا واسطے داغنے کی اور لوگون کو جائز نہین کہ
اوسکی طرح مہر بناوین اور یہ کہ امام زکوۃ کے مال کا خود خیال رکھے اور خود لونکا خبر گیر ہو اور یہی حکم ہے رعیت کو سب کامون
کا کہ امام اونکو اپنے ہاتھہ سے کرے اور یہ کہ جائز ہے قصد کرنا اہل فضل کا واسطے تحنیک لڑکے کے برکت حاصل کرنے کے
لیے اور یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا تقسیم مال زکوۃ کا اور اسمین مباشرت ہو واسطے اعمال مہمات کی اور ترک نیابت کے واسطے
رغبت کرنے کے زیادہ ثواب مین اور نفی کہنے کے انتھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **باب**
فَرْضِ صَدَقَۃِ الْفِطْرِ صدقہ فطر کے فرض ہونے کا بیان **ف** صدقہ فطر کا وہ ہے جو عید فطر کے دن دیا کرتے

او بدلے دیا جاتا ہے وَرَاٰی اَبُو الْعَالِیَۃِ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِیْرِیْنَ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ فَرِیْضَۃً یعنے ابو عالیہ او عطا
ور ابن سیرین کے نزدیک صدقۂ فطر کا فرض ہے ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ ابن منذر وغیرہ نے اجماع
نقل کیا ہے اسپر کہ صدقہ فطر کا فرض ہے لیکن حنفیہ کہتے ہین کہ واجب ہی اور اشہب مالکی کے نزدیک سنت ہی اور
یہی قول ہے بعض اہل ظاہر کا انتھے حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّکَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَھْضَمٍ قَالَ
حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ھُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَّصَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَ
الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَ بِھَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ ترجمہ ابن عمر سے
روایت ہی کہ فرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی ایک صاع کہجور سے یا ایک صاع جو سے غلام پر اور آزاد
پر اور عورت پر اور چھوٹے پر اور بڑے پر اس حال مین کہ مسلمان ہون اور حکم کیا اوسکے نکالنے کا پہلے لوگون
کے نکلنے سے طرف نماز عید کی ف صاع انگریزی وزن کے حساب سی قریب تین سیر کے ہوتا ہے فتح الباری مین لکھا ہے
کہ بعض علما نے اس حدیث سی دلیل پکڑی ہے اسپر کہ صدقہ فطر کے واجب ہونے کا وقت سورج کا ڈوبنا ہے عید
فطر کے رات کو اسواسطے کہ وہی وقت ہی روزہ کہولنے کا رمضان سے یہ قول ثوری اور احمد اور اسحاق کا ہے اور
امام شافعی کا جدید قول بھی یہی ہے اور امام مالک سی بھی ایک روایت یہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ عید کے دن
طلوع صبح صادق کے بعد فرض ہوتا ہے اسواسطے کہ رات روزے کا محل نہین یہ قول امام ابوحنیفہ اور لیث کا ہے
اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور یہی قول قوی ہے اور یہ جو فرمایا کہ صدقہ فطر کا غلام پر بھی فرض ہے
تو مراد اس سے یہ ہی کہ اوسکا مالک اوسکی طرف سی ادا کرے یہی قول ہے سب علما کا لیکن داؤد کہتے ہین کہ غلام
خود کما کر ادا کرے مالک اوسکو کمائی کی اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ عورت پر بھی صدقہ فطر کا فرض ہے تو یہی مذہب
امام ابوحنیفہ اور ثوری اور ابن منذر کا برابر ہے کہ اوسکا خاوند ہو یا نہ ہو اور امام مالک اور شافعی یہ کہتے ہین کہ صدقہ فطر
کا اوسکے خاوند پر واجب ہے اور اسپر اتفاق ہے سب کا کہ کافر بیوی کا صدقہ فطر خاوند پر واجب نہین اور یہ کہ جو فرمایا
کہ چھوٹے لڑکے پر صدقہ فطر کا واجب ہی تو مراد اس سے یہ ہی کہ اوسکا ولی اوسکی طرف سی ادا کرے پس وجوب اوسکا
لڑکے کے مال مین ہے اور اگر اوسکا مال نہو تو جسپر اوسکا نفقہ لازم ہے وہ ادا کرے یہ قول جمہور علما کا ہے اور محمد بن
حسن نے کہا کہ وہ مطلق اوسکے باپ پر ہے اگر باپ نہو تو واجب نہین اور سعید بن مسیب اور حسن بصری کہتے
ہین کہ صدقہ فطر کا فرض نہین ہے مگر اوسپر جو روزہ رکہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ پیٹ کے بچے
پر صدقہ فطر کا فرض نہین امام احمد کہتے ہین کہ مستحب ہے واجب نہین اور بعض حنبلیہ سے وجوب منقول ہے
یہی ہے قول ابن حزم کا جبکہ ایک سو چالیس دن کا ہو اور اسی طرح فقیر پر بھی صدقہ فطر کا فرض ہے اور حنفیہ

کہتے ہین کہ جو مالک نصاب کا ہے اوسپر فرض ہے اور جو مالک نصاب کا نہ ہو اوسپر فرض نہین ابن بزیزہ نے کہا کہ کوئی ایسی دلیل نہین کہ نصاب کی شرط ہونے پر دلالت کرے امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ شرط ہے کہ ایک دن کے قوت سے زیادہ ہو اور اس نے دلیل پکڑی گئی ہے اسپر کہ عید کی نماز سے صدقے کا تاخیر کرنا مکروہ ہے ابن حزم نے کہا کہ حرام ہے وستیانی البحث فیہ انتہے ملخصًا **بَابُ** صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ صدقہ فطر کا غلام وغیرہ مسلمانون پر فرض ہے **ف** ظاہر اغرض امام بخاری کی اس سے یہ ہے کہ صدقہ فطر کا غلام پر واجب ہوتا ہے اگرچہ اوسکی طرف اوسکا مالک ادا کرتا ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے ہر آدمی پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اس حال مین کہ مسلمان ہون **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اوپر شرط ہونے اسلام کے بیچ واجب ہونے صدقہ فطر کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کا کافر پر واجب نہین اور اسپر سب کا اتفاق ہے کہ اپنی جان کا صدقہ اوسپر فرض نہین اور اگر کسی مسلمان لونڈی سے اوسکی اولاد کی ہو تو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے کہ اسپر بھی صدقہ فطر کا واجب نہین لیکن ایک روایت مین امام احمدؒ سے واجب ہے اور اسیطرح اگر کسی مسلمان کا غلام کافر ہو تو اوسپر بھی صدقہ فطر کا واجب نہین یہ قول جمہور کا ہے اور حنفیہ اور ثوری اور نخعی کے نزدیک واجب ہے لیکن ظاہر حدیث اسپر رد کرتی ہے کہ وہ مقید ہے ساتھہ اسلام کے بیچ حدیث مخصص ہے عموم غلام کے اور بعضے کہتے ہین کہ جنگل کے رہنے والون پر صدقہ فطر کا فرض نہین لیکن ظاہر حدیث کا عموم اسپر رد کرتا ہے کہ اسمین عام مسلمانون کا ذکر ہے شہر کی یا جنگل کی رہن کوئی قید نہین انتہے ملخصًا **بَابُ** صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ شَعِیْرٍ صدقہ فطر کا اگر جو ہون تو ایک صاع دیوے **حَدَّثَنَا** قَبِیْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ **ترجمہ** ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ ہم صدقہ فطر کا جو سے ایک صاع دیا کرتے تھے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین **بَابُ** صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ صدقہ فطر کا طعام سے ایک صاع ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحِ الْعَامِرِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِیْبٍ **ترجمہ** ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہتے تھے ہم نکالا کرتے (یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین) صدقہ فطر کا ایک صاع طعام سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے

یا ایک صاع انگور خشک سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طعام جو وغیرہ کے غیر کا نام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ طعام گیہون کو کہتے ہین حکایت کی یہ بات امام خطابی نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ فطر کا گیہون سے دے تو بھی ایک صاع دیوے اس سے کم نہ دیوے یہ قول امام شافعی وغیرہ کا ہے اور حنیفہ کہتے ہین کہ اگر صدقہ فطر کا گیہون سے دے تو آدھا صاع دیوے پورا صاع دینا واجب نہین ابن منذر نے اس مسئلے مین بڑی بحث کی اور ثابت کیا کہ واجب گیہون سے آدھا صاع ہے لیکن جن چیزون کا ذکر ابی سعید کی حدیث مین ثابت ہو چکا ہے چونکہ وہ برابر ہین مقدار مین اور بچیز کے کہ اونسے نکالی جاوے باوجودیکہ اونکی قیمت برابر نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے اخراج اس مقدار معین کا ہے جس جنس سے ہو گیہون ہو یا کوئی غیر اسکے تخصیص **باب** صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اگر صدقہ فطر کا کہجور ہو تو بھی ایک صاع دیوے **حدثنا** احمد بن یونس قال حدثنا اللیث عن نافع ان عبد اللہ بن عمر قال امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بزکوۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر قال عبد اللہ فجعل الناس عدلہ مدین من حنطۃ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کے نکالنے کا ایک صاع کہجور سے یا ایک صاع جو سے عبداللہ نے کہا سو لوگون نے ایک صاع کے برابر دو مد گیہون گردانی یعنے گیہون سے آدھا صاع دیا **باب** صاع من زبیب صدقہ فطر کا انگور خشک سے ایک صاع ہے **حدثنا** عبد اللہ بن منیر سمع یزید بن ابی حکیم العدنی قال حدثنا سفیان عن زید بن اسلم قال حدثنی عیاض بن عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عن ابی سعید الخدری قال کنا نعطیہا فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صاعا من طعام او صاعا من تمر او صاعا من شعیر او صاعا من زبیب فلما جاء معاویۃ وجاءت السمراء قال اری مدا من ھذا یعدل مدین **ترجمہ** ابی سعید خدری رض سے روایت ہو کہ تھے ہم دیا کرتے صدقہ فطر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایک صاع طعام سے یا ایک صاع کہجور سے یا ایک صاع جو یا ایک صاع خشک انگور سے سو جب معاویہ (مدینے مین آئے اور گیہون (شام وغیرہ ملکون سے) آئے تو کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ اسکے ایک مد جو وغیرہ کے دو مدون کے برابر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ فطر کا گیہون سے دیوی تو آدھا صاع دیوے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ وغیرہ کا اور یہی مذہب ہے اکثر اصحاب کا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ ابو سعید رض نے معاویہ پر انکار کیا اور کہا کہ مین تو ہمیشہ وہی نکالا کرونگا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نکالا کرتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین بھی صدقہ فطر کا ایک صاع گیہون سے دیا جاتا تھا اور بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاویہ کے اس فعلے تک بھی گیہون کا پورا صاع لوگ دیتے رہے ورنہ ابو سعید رض کے اس انکار کے کوئی معنے نہ ہونگے پس معلوم ہوا کہ گیہون

کا ایک صاع صدقۂ فطر میں دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی اور آدھا صاع دینا صرف معاویہ کا اجتہاد ہے
فلا یعمل بہ مع وجود النص واللہ اعلم **بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيدِ** عید کی نماز سے پہلے صدقے فطر کے ادا کرنے کا
بیان **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ **ترجمہ** ابن عمر رض سے
روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا صدقے فطر کے نکالنے کا پہلے نکلنے لوگوں کے سی طرف نماز عید کی
ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر کا ادا کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا**
مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ
سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ
طَعَامٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ **ترجمہ** ابو سعید خدری رض سے
روایت ہی کہ تھے ہم نکالا کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید فطر کے دن ایک صاع طعام سے اور تھا
طعام ہمارا جو اور انگور خشک اور پنیر اور کھجور **ف** اس حدیث سی معلوم نہیں ہوتا کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کریں
یا پیچھے لیکن ابن عمر رض کی حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ مراد ابو سعید کی حدیث میں نماز سے پہلے صدقہ دینا ہے اور
امام شافعی رح نے کہا کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ دینا مستحب ہے واجب نہیں اسواسطے کہ یوم کا لفظ تمام دن پر صادق
آتا ہے انتہے (فتح) **بَابُ الصَّدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ** غلام اور آزاد مرد پر صدقے فطر کو واجب
ہونے کا بیان **ف** غرض امام بخاری کی پہلے باب یعنے صدقۃ الفطر علے العبد سے یہ ہے کہ کافر غلام پر صدقہ فطر
واجب نہیں اور غرض اس باب سے مدد کرنا اوس شخص کا ہے کہ اوس پر یا اوسکی طرف سی صدقہ فطر کا واجب ہی بعد وجود
شرط مذکور کے (فتح) **وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْمَمْلُوكِينَ لِلتِّجَارَةِ يُزَكَّى فِي الْفِطْرِ** یعنے زہری نے کہا کہ جو غلام
تجارت کے لیے ہوں انکا صدقہ فطر دیا جاوے **ف** اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابو حنیفہ اور ثوری اور
نخعی کہتے ہیں کہ جو غلام تجارت کے لیے ہوں اونکا صدقہ فطر مالک پر واجب نہیں اسواسطے کہ اونمین زکوٰۃ ہے اور مسلمان
کے مال میں دو زکوٰتیں نہیں انتہے (فتح) **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ أَوْ قَالَ رَمَضَانَ عَلَى
الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ
مِنْ بُرٍّ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي التَّمْرَ فَأَعْوَزَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنَ التَّمْرِ فَأَعْطَى شَعِيرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
يُعْطِي عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ حَتّٰى إِنْ كَانَ يُعْطِي عَنْ بَنِيَّ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا
وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بَنِيَّ يَعْنِي بَنِي نَافِعٍ قَالَ كَانُوا

يُعْطُوْنَ لِيُجْمَعَ لَا لِلْفُقَرَاءِ۔ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ فرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا مرد پر اور عورت پر اور آزاد پر اور غلام پر ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے سو لوگون نے اوسکے برابر آدھا صاع گیہون کردی سو تھے ابن عمر دیتے کھجور کو سو مدینے کو لوگ کھجور سے محتاج ہوئے یعنے مدینے مین کھجور کم ہو گئی سو اوس نے ایک صاع جو دیے اور تھی ابن عمر دیتے چھوٹے سے اور بڑے سے یہانتک کہ ابن عمر رض میرے بیٹون کی طرف سے بھی دیتے تھے (یعنے اسواسطے کہ وہ ابن عمر رض کے آزاد غلام تھے) اور تھے ابن عمر رض صدقہ فطر دیتے اون لوگون کو کہ اوسکو قبول کرتے یعنے عاملون کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر ہوتے یا جو لوگ کہتے ہم محتاج ہین اونکو دیتے اور محتاج کی تحقیق نہ کرتے تھے اور تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیتے صدقہ فطر کا پہلے عید فطر سے ایک دن یا دو دن اور تھے دیتے تا کہ جمع کیا جاوے نہ واسطے فقرا کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن سے پہلے ایک دن یا دو دن صدقہ فطر کا دینا درست ہی امام شافعی رح نے کہا کہ مستحب ہے (فتح) اور حنفیہ کے نزدیک عید کے دن سے پہلے کئی سال صدقہ فطر کا دینا درست ہی **بَابٌ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ** صدقہ فطر کا واجب ہے چھوٹے پر بھی اور بڑے پر بھی قَالَ أَبُوْ عَمْرٍو وَرَأَى عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وَعَائِشَةُ وَطَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيْرِيْنَ أَنْ يُزَكَّى مَالُ الْيَتِيْمِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يُزَكَّى مَالُ الْمَجْنُوْنِ یعنے ابو عمرو نے کہا کہ عمر رض اور علی اور ابن عمر رض اور جابر رض اور عائشہ رض اور طاوس رض اور عطا اور ابن سیرین رح کے نزدیک یتیم کے مال سے زکوٰۃ نکالی جاوے **ف** زکوٰۃ کا لفظ عام ہے شامل ہے زکوٰۃ فرض کو اور صدقہ فطر کو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ فرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا ایک صاع جو سے اور ایک صاع کھجور سے چھوٹے پر اور بڑے پر آزاد پر اور غلام پر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **كِتَابُ الْحَجِّ**

کتاب ہے حج کی بیان مین **ف** حج کے معنے لغت مین قصد کرنا ہے اور شرع مین حج کہتے ہین قصد کرنے کو طرف خانے کعبے کی ساتھ اعمال مخصوصہ کے یعنے احرام اور وقوف عرفہ اور طواف زیارت وغیرہ سے اور حج فرض ہے اور ضروریات دینی سے ہی اور اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ حج ساری عمر مین صرف ایک بار فرض ہے مگر ساتھ کسی عارض کے دوبارہ بھی فرض ہو جاتا ہے مانند نذر کے اور اسمین اختلاف ہی کہ آیا فی الفور فرض ہے یا مہلت کو ساتھ اور یہ بات مشہور ہی اور فرض ہوا حج سنہ ۹ نو ہجری مین یا سنہ ۵ پانچ مین یا چھہ مین جمہور کا قول یہی ہے کہ سنہ ۶ چھہ مین فرض ہوا اور آدمی دو قسم ہین ایک وہ قسم ہین جنپر حج فرض ہے اور دوسری وہ قسم ہین جنپر حج فرض نہین وہ غلام ہے اور غیر مکلف اور غیر مستطیع اور شرط حج کی اسلام ہے یعنے مسلمان پر حج فرض ہے کافر پر نہین اور

نہین شرط واسطے صحت حج کے مگر اسلام لیتے (فتح) اور فرض حج کے یہ ہین احرام اور وقوف عرفات مین اور طواف الزیارت اور اوسکو طواف الافاضہ اور طواف الرکن بھی کہتے ہین احرام شرط ہے اور باقی دو رکن ہین اور واجبات حج کے یہ ہین وقوف مزدلفہ کا اور سعی درمیان صفا اور مروہ کے اور رمی جمار اور طواف الصدر کہ اوسکو طواف الوداع بھی کہتے ہین آفاقی کے لیے یعنے غیر مکے کے کہ اوسکے لیے طواف الوداع نہین اور حلق یا بال کترانے اور سر حج کر واجب ہو بسبب کسی اوسکے دم یعنے جانور ذبح کرنا اور سوا اونکے سنتین ہین اور آداب انکے اور منکر اوسکا کافر ہے اور تارک اوسکا فاسق ہے **بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ** حج کے واجب ہونے اور اوسکی فضیلت کا بیان **وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ** یعنے اور اس آیت کا بیان کہ اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اوس گہر کا جو کوئی پا سکے اوس تک راہ اور جو کوئی منکر ہو تو اللہ پرواہ نہین رکھتا جہان کے لوگون کی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ حج فرض ہے اور اوسکا بڑا ثواب ہے اسلیے کہ اوسکی ترک پر وعید آئی ہے پس وعید اوسکی ترک پر دلالت کرتی ہے اور پر فضیلت اوسکی کے کہ جب اوسکی ترک پر وعید ہے تو اوسکے فعل پر لامحالہ ثواب ہوگا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَی الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِیْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ** ترجمہ عبداللہ بن عباس رضہ سے روایت ہے کہ فضل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے سو قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی سو فضل اوسکی طرف دیکھنے لگے اور وہ اوسکی طرف دیکھنے لگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اوس عورت نے عرض کی کہ یا حضرت مقرر خدا فرض نے کہ بندون پر حج مین ہے میرے باپ کو پایا اس حال مین کہ بہت بوڑھا ہے کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہین رکھتا کیا مین اوسکی طرف سے بطور نیابت کے حج کرون کہ ادا ہو جاوے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان اور یہ واقع حج الوداع کا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کی نہایت تاکید ہے کہ مکلف اوسکو ترک نہین کر سکتا اور اگر عجز کی حالت مین خود نہ کر سکے تو لازم ہے کہ دوسرا کوئی اوسکی طرف سے ادا کرے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اوسکو خود ادا کرے تو اوسمین زیادہ ثواب ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور نیز اوسکی تاکید دلالت کرتی ہے اوسکی فضیلت پر اور وارد ہو اس حدیث سے تفسیر استطاعت کی جو آیت مذکورہ مین واقع ہے اور یہ کہ استطاعت زاد اور راحلہ کے ساتھ خاص نہین بلکہ متعلق ہے ساتھ مال اور بدن کے یعنے حج نہین فرض ہے مگر اوسپر کہ زاد

اور راحلہ کی طاقت رکھتا ہو یعنے قادر ہو خرچ راہ اور سواری پر اور خرچ اسقدر ہو کہ جانے اور آتے کفایت کرے
اور زائد ہو حوائج اصلیہ سے اور نفقہ عیال اوسکے سے پھر نسک اور یہ جو اوس عورت نے کہا کہ بڑھاپے مین حج فرض
ہوا تو اسکے یہ معنے ہین کہ وہ بڑھاپے مین مسلمان ہوا ہے یا اوسکو بڑھاپے مین مال ہاتھ لگا ہے اور اس حدیث سے یہ
بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی حج کرنے سے عاجز ہو اور کوئی دوسرا آدمی اوسکی طرف سے نیابۃ حج ادا کرے تو درست ہے اور موت
کے بعد بھی درست ہے اگر وصیت کی ہو اور بعضون کے نزدیک والدین کی طرف سے حج کرنا جائز ہے بغیر امر اور وصیت
کے انتہے **باب** قول اللہ تعالی یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا
منافع لہم یعنے اس آیت کا بیان اے ابراہیم پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پاون
چلتے اور سوار ہو کر دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے کہ پہونچین اپنے بھلے کی جگہ پر **ف** فتح الباری مین لکھا
ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد امام بخاری کی اس آیت سے یہ ہے کہ حج فرض ہونے کے لیے سواری شرط نہین یہ قول امام مالک
کا اور انکے نزدیک سواری شرط نہین انتہے فجاجا الطرق الواسعۃ یعنے امام بخاری نے کہا کہ فجاجا کے معنے
ہین راہ فراخ **حدثنا** احمد بن عیسی قال حدثنا ابن وہب عن یونس عن ابن شہاب ان سالم
ابن عبد اللہ بن عمر اخبرہ ان ابن عمر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرکب راحلتہ
بذی الحلیفۃ ثم یہل حین تستوی قائمۃ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا کہ ذو الحلیفہ مین (ایک جگہ کا نام ہے چھ کوس مدینے سے اہل مدینہ اوس جگہ سے احرام باندھتے ہین) اپنی
سواری پر سوار ہوئے پھر بلند آواز سے لبیک کہی جبکہ آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہوئی **ف** فتح الباری مین
لکھا ہے کہ غرض اس سے رد کرنا ہے اوس شخص پر جو کہتا ہے کہ پیادہ حج کرنا افضل ہے کہ وہ ذکر مین مقدم ہے
اس واسطے کہ اگر پیادہ حج افضل ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو کرتے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
سواری پر احرام باندھا پس اسمین اشارہ ہے اس طرف کہ سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ حج جائز
ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اسمین اختلاف ہے کہ افضل پیادہ حج کرنا ہے یا سوار ہو کر جمہور کے نزدیک سوار ہو کر حج
کرنا افضل ہے واسطے فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس واسطے کہ اسمین زیادہ مدد ہوتی ہے دعا اور ابتہال پر
اور نیز اسمین نفع ہے اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ پیادہ جانا افضل ہے کہ اوسمین محنت زیادہ ہے اور احتمال ہے
کہ فضیلت مختلف ہو باعتبار احوال اور اشخاص کے واللہ اعلم (فتح) **حدثنا** ابراہیم بن موسی قال
اخبرنا الولید قال حدثنا الاوزاعی سمع عطاء یحدث عن جابر بن عبد اللہ الانصاری ان
اہلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذی الحلیفۃ حین استوت بہ راحلتہ رواہ انس وابن
عباس یعنی حدثنا ابراہیم بن موسی ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنا اوسوقت تہا جبکہ آپ کی سواری ذوالحلیفہ مین سیدہی کہڑی ہوئی اور روایت کی یہ حدیث انس اور ابن عباس رضنے **بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ** اونٹ کے پالان پر حج کرنے کا بیان **ف** اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ تقشف افضل ہے ترفہ سے اور شارح تراجم نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پالان پر سوار ہونا افضل ہے وَقَالَ اَبَانُ حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ دِينَارٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهَا اَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمَرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ وَحَمَلَهَا عَلٰى قَتَبٍ یعنے عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ساتھ اونکے بہائی عبدالرحمن کو بہیجا پس عمرہ کرایا اوسنے اونکو تنعیم سے اور اوٹہایا اونکو پالان کی پچہلی لکڑی پر وَقَالَ عُمَرُ شُدُّوا الرِّحَالَ فِي الْحَجِّ فَاِنَّهُ اَحَدُ الْجِهَادَيْنِ یعنے اور عمر رضنے کہا کہ حج مین پالان باندہو یعنے اونپر سوار ہو اسواسطے کہ حج ایک دو جہادون کا ہے یعنے جب تم جہاد سے فارغ ہو تو حج کرو کہ اوسکا ثواب جہاد کے برابر ہے کہ اوسمین جہاد نفس کا ہم کرا اوسمین مشقت ہے اپنی جان اور مال کی وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَنَسٍ قَالَ حَجَّ اَنَسٌ عَلٰى رَحْلٍ فَلَمْ يَكُنْ شَحِيحًا وَحَدَّثَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ یعنے ثمامہ بن عبداللہ بن انس رضہ سے روایت ہے کہ انس رضنے اونٹ کی پالان پر حج کیا اور وہ بخیل تہے یعنے پالان کا اختیار کرنا بدون کجاوہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے تہا نہ واسطے بخل کے اور انس رضنے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پالان پر حج کیا اور وہ سواری آپ کا بوجہ اوٹہانے والی تہی یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب بہی اوسی پر تہا اور آپ بہی اوسی پر سوار تھے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْتَمَرْتُمْ وَلَمْ اَعْتَمِرْ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اذْهَبْ بِاُخْتِكَ فَاَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فَاَحْقَبَهَا عَلٰى نَاقَةٍ فَاعْتَمَرَتْ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ مینے کہا کہ یا حضرت آپنے عمرہ کیا اور مینے عمرہ نہین کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبدالرحمن اپنی بہن کو ساتھ لیجا اور اوسکو تنعیم سے عمرہ کرو لا سو عبدالرحمن نے اونکو اپنے پیچہے اونٹنی پر بیٹھایا سو عائشہ رضنے عمرہ کیا **بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ** مقبول حج کی فضیلت کا بیان **ف** مقبول حج وہ ہے کہ اوسمین کوئی گناہ نہ ہوا اور اوسکے سب احکام بوجہ اکمل ادا ہون **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ کونسا عمل افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اللہ اور اوسکے رسول کے ساتھ ایمان لانا اوسنے عرض کی پہر کونسا فرمایا خدا کی راہ مین جہاد کرنا اوسنے عرض کی کہ پہر کونسا عمل افضل ہے فرمایا مقبول حج کہ جسمین کوئی گناہ نہو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبول حج کی بڑی فضیلت ہی کہ ایمان اور جہاد کے بعد سب عملون سے افضل ہے وفیہ المطابقة للترجمة **حدثنا** عبد الرحمن بن المبارک قال حدثنا خالد قال اخبرنا حبیب بن ابی عمرة عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنین انها قالت یا رسول الله نری الجهاد افضل العمل افلا نجاهد قال لا لکن افضل الجهاد حج مبرور **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہی کہ مینے کہا یا حضرت ہم جہاد کو سب عملون سے افضل جانتے ہین کیا ہم جہاد نہ کرین فرمایا نہ لیکن افضل جہاد مقبول حج ہے **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا سیار ابو الحکم قال سمعت ابا حازم قال سمعت ابا هریرة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پہر نہ عورت سے صحبت کی نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا نہ راہ مین کسی سے جھگڑا تو گناہون سے پاک ہو کر اپنے گہر ایسا پہر آتا ہی جیسا اس دن تہا کہ اوسکی مان نے اوسے جنا تہا **ف** حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ مین گناہون سے بچے ساتہیون سے نہ لڑے گناہون سے پاک ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقبول حج سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین چھوٹے ہون یا بڑے وفیہ المطابقة للترجمة (فتح) اور بعضے کہتے ہین کہ حقوق العباد بھی اس سے معاف ہو جاتے ہین اور یہ اوسکی رحمت واسعہ سے بعید نہین

باب فرض مواقیت الحج والعمرة حج اور عمرے کی احرام باندھنے کی جگہون کے مقرر کرنے کا بیان **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ ظاہر اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک حج کی جگہون سے پہلے احرام باندھنا درست نہین چنانچہ عنقریب آویگا کہ مدینے والے ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھین اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے کہ میقات سے پہلے حج اور عمرے کا احرام باندھنا درست ہی اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ اسحاق اور داؤد وغیرہ سے عدم جواز منقول ہے پہر اجماع کی کیا صورت ہی اور اجماع ہے اسپر کہ میقات زمانی سے پہلے احرام باندھنا درست نہین یعنے حج کے مہینون کہ وہ شوال اور ذیقعد اور عشرہ ذیحجہ کا ہے اس سے پہلے احرام باندھنا درست نہین پس یہ تائید کرتا ہے اسکی کہ میقات مکانی سے پہلے بہی احرام باندھنا درست نہو اور جمہور علما کے نزدیک میقات زمانی اور مکانی مین فرق ہے کہ زمانی سے پہلے احرام باندھنا درست نہین سمجھتے اور مکانی سے پہلے درست رکہتے ہین اور بعض حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہین کہ میقات سے پہلے احرام باندھنے کو ترجیح ہے اور امام مالک کہتے ہین کہ مکروہ ہے انتہے **حدثنا** مالک بن اسمعیل قال حدثنا زهیر قال حدثنی زید بن جبیر انه اتی عبد الله بن عمر فی منزله وله فسطاط وسرادق فسألته من این یجوز

ان اعتمر قال فرضہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاہل نجد من قرن ولاہل المدینۃ ذا الحلیفۃ ولاہل الشام الجحفۃ ترجمہ جبیر رض سے روایت ہے کہ مین عبداللہ بن عمر پاس اونکے گہر مین آیا اور اونہون نے خیمے کہڑے کیے ہوئے تھے یعنے دہوپ وغیرہ سے بچنے کے واسطے سو مینے اونسے پوچھا کہ کس جگہ سے جائز ہے کہ عمرہ کا احرام باندہون ابن عمر رض نے کہا کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والون کے لیے جگہ احرام باندہنے کی قرن سے اور مدینے والون کے لیے جگہ احرام باندہنے کی ذو الحلیفہ اور شام والون کے لیے جحفہ ف ذو الحلیفہ نام ہے ایک جگہ کا کہ چھ کوس ہے مدینے سے اور دس منزل ہے مکے سے اور نجد اصل مین کہتے ہین زمین بلند کو اور اب نام ہے عرب کی شہرون کا تہامہ سے زمین عراق تک اور قرن نام ایک جگہ کا ہے قریب طائف کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان جگہون سے پہلے احرام باندہنا درست نہین اسلیے کہ مراد مقرر کرنے سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ سے احرام باندہنا فرض کیا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب قول اللہ تعالیٰ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنے اس آیت کی شان نزول کا بیان کہ خرچ لیا کرو اسواسطے کہ عمدہ خرچ راہ کا گناہ سے بچنا ہے یعنے حج کے راہ مین خرچ ساتہ لیا کرو تا کسی کے محتاج نہ ہو اسواسطے کہ بہتر توشہ بچنا ہے گناہ سے کہ منجملہ اونکے سوال کرنا ہے لوگون سے حدثنا یحیی بن بشر قال حدثنا شبابۃ عن ورقاء عن عمرو بن دینار عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان اہل الیمن یحجون ولا یتزودون ویقولون نحن المتوکلون فاذا قدموا مکۃ سألوا الناس فانزل اللہ عز وجل وتزودوا فان خیر الزاد التقوی رواہ ابن عیینۃ عن عمرو عن عکرمۃ مرسلا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ یمن والے حج کو جاتے تہے اور خرچ ساتہ نہ لیتے تہے اور کہتے تہے کہ ہم خدا پر توکل کرنے والے ہین سو جب مکے مین آتے تہے تو لوگون سے خرچ مانگتے تہے سو خدا تعالےٰ نے یہ آیت اتاری کہ خرچ لیا کرو کہ اچھا توشہ ہے گناہ سے بچنا ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال کا ترک کرنا پرہیزگاری سے ہے اسواسطے کہ اس آیت کے معنے یہ ہین کہ بچو لوگون کے ایذا دینے سے اسواسطے خدا نے تعریف کی اون لوگون کی جو لوگون سے لپٹ کر نہین مانگتے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مانگنے کی ساتہ توکل حاصل نہین ہوتا اسواسطے کہ محمود توکل تو یہ ہے کہ کسی سے کسی چیز مین مدد نہ چاہے اور بعضے کہتے ہین کہ توکل قطع نظر کرنا ہے اسباب سے بعد تہیہ اسباب کے جیسے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کا گھٹنا باندھ اور توکل کر اتنے باب مہل اہل مکۃ للحج والعمرۃ مکہ والے حج اور عمرہ کا احرام کس جگہ سے باندہین ف اہلال کے معنے اصل مین آواز بلند کرنے کے ہین اسواسطے کہ وہ احرام باندہنے کے وقت لبیک کے ساتہ اپنی آواز بلند کرتے تھے پہر نفس احرام پر اوسکا اطلاق کیا گیا از روئے اتساع کے (فتح) حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا وہیب قال حدثنا ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام باندہنے کی مدینہ والون کے لیے ذو الحلیفہ اور شام والون کے لیے جحفہ اور نجد والون کے لیے قرن منازل اور یمن والون کے لیے یلملم پس یہ سب جگہ احرام باندہنے کی ہین اون شہر والون کے لیے کہ مذکور ہوئے اور اونکے لیے کہ گذرین اون جگہون پر غیر اہل اونکے سے یعنے مثلا ہندوستان والے جب آکے پر پہونچین تو یلملم سے احرام باندہین اور اسی طرح شہر والون کا حال ہے کہ جب احرام کی جگہ پر آوین تو وہین سے احرام باندہین یہ جگہ احرام کی ہین اوسکے لیے کہ حج اور عمرے کا ارادہ کرتا ہو اور جو شخص کہ ان جگہون سے اندر رہتا ہو تو اوسکے احرام باندہنے کی جگہ وہی ہے جس جگہ سے وہ احرام باندہے یعنے جسجگہ سے چاہے احرام باندہے اپنے گہر سے حد حرم تک یعنے اوسکو میقات پر جانا ضرور نہین یہانتک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندہین **ف** یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے دو منزل مکہ سے فتح الباری مین لکہا ہے کہ یہ حدیث شامل ہے اوس شخص کو میقات والے شہر مین داخل ہو اور اوسکو کہ اوسمین نہ داخل ہو جو داخل نہ ہو اوسمین تو کچہ اشکال نہین جبکہ اوسکا کوئی میقات معین نہو اور جب اوسکا کوئی میقات مقرر ہو تو اوسمین اختلاف ہی جیسے کہ مثلا کوئی شامی حج ارادے سے مدینہ مین داخل ہووے تو وہ ذو الحلیفہ سے احرام باندہے کہ اوسپر گذرا ہے اور اوس سے بدون احرام کے آگے نہ بڑہے کہ اپنے میقات جحفہ مین احرام جا باندہے اور اگر ذو الحلیفہ سے بدون احرام کے آگے بڑہجاوے تو گنہگار ہوگا اور جانور دینا لازم آویگا نزدیک جمہور کے اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر ذو الحلیفہ کو چہوڑکر اپنے اصلی میقات یعنے جحفہ سے احرام باندہے تو بہی درست ہو اگرچہ فضل نہین اور یہی قول ہے حنیفہ کا اور یہ جو فرمایا کہ جو کوئی احرام کی جگہون سے اندر رہتا ہو وہ جس جگہ سے چاہے احرام باندہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو سفر کرے بغیر ارادے حج کے یہانتک کہ میقات سے آگے بڑہ جاوے پہر ارادہ کرے حج کا تو اوسی جگہ سے احرام باندہے جس جگہ سے اوس نے حج کی نیت کی ہو اور اوسکو احرام باندہنے کے لیے میقات کی طرف پہر جانا ضرور نہین اور ظاہر اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکے والون کے احرام کی جگہ مکہ ہے حج مین بہی اور عمرے مین بہی لیکن یہ حکم صرف حج کا ہے عمرے کا نہین اسواسطے کہ مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا احرام کے لیے حل کی طرف نکلے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ کو تنعیم سے کہ حل مین ہے احرام باندہنے کا حکم فرمایا پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ حج کرنے والیکے کہ وہ مکہ سے احرام باندہے اور عمرہ کرنے والا حل سے احرام باندہے محب طبری نے کہا کہ مین کسی کو نہین جانتا کہ اوس نے عمرے کا میقات مکہ کو ٹہیرایا ہو پس یہ حدیث محمول ہے قارن پر اور قارن مین اختلاف ہی جمہور کے

نزدیک اوسکا حکم حاجی کا ہے کہ مکے سے احرام باندہے اور ابن ماجشون نے کہا کہ اوسنے حل کی طرف نکلے اور اگر کوئی
حج کا ارادہ رکہتا ہو اور بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑہ جاوے اور میقات سے احرام نہ باندہے تو وہ جمہور کے نزدیک
گنہ گار ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اوسپر دم لیکن اگر حج کے افعال مین شروع ہونے سے پہلے میقات کی طرف پہر جاوے
اور وہان سے احرام باندہ کر آوے تو جمہور کے نزدیک دم دینا لازم نہین آتا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ شرط ہے کہ
لبیک کہتا ہوا پہر جاوے اور امام مالک کے نزدیک شرط ہے کہ دور نہ ہو اور امام احمد کے نزدیک کسی چیز کے
ساتہ ساقط نہین ہوتا اور عطا اور نخعی کے نزدیک میقات سے احرام باندہنا واجب نہین اور سعید بن جبیر کے نزدیک
اگر بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑہ جاوے تو اوسکا حج صحیح نہین انتہے ملخصًا **بَابُ** مِيقَاتِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
وَلَا يُهِلُّوا قَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ مدینے والون کے احرام باندہنے کی جگہ کا بیان اور مدینے والے ذو الحلیفہ سے پہلے احرام
نہ باندہین **ف** امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ احرام باندہنے کی جگہہ معین ہے اوس سے پہلے احرام باندہنا
درست نہین اور نیز بہت لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ حج کیا مگر کسی سے یہ بات منقول نہین کہ اونہون نے
میقات سے پہلے یعنے ذو الحلیفہ سے پہلے احرام باندہا ہو اور اگر میقات معین نہ ہوتا تو اوسکی طرف جلدی کرتے
اور اوسمین ثواب زیادہ ہوتا انتہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ
مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ
يُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ **ترجمہ** ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ والے ذو الحلیفہ سے احرام باندہین اور شام
والے جحفہ سے احرام باندہین اور نجد والے قرن سے احرام باندہین اور یمن والے یلملم سے احرام باندہین **بَابُ**
مُهَلِّ أَهْلِ الشَّامِ شام والون کے احرام باندہنے کی جگہ کا بیان **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ
عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ
الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ
لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ
أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جگہ احرام باندہنے کی مدینہ والون کے لیے ذو الحلیفہ اور شام والون کے لیے جحفہ اور نجد والون کے لیے
قرن منازل اور یمن والون کے لیے یلملم پس یہ جگہ احرام باندہنے کی ہین اون لوگون کے لیے کہ مذکور ہوئے اور
اون لوگون کے لیے کہ گذرین ان جگہون پر سوا اونکے سے یہ جگہیں احرام باندہنے کی اوسکے لیے ہین کہ ارادہ کرے حج
اور عمرے کا اور جو شخص کہ ان جگہون سے اندر رہتا ہو یعنے میقات اور مکے کے درمیان رہتا ہو تو اوسکے احرام باندہنے

کی جگہ اپنے گھر سے ہی اور اسی طرح جو مکہ سے اور زیادہ قریب ہو وہ بھی اپنے گھر سے احرام باندھے یہانتک کہ مکہ والے مکہ سے
احرام باندھین یعنے مکے والون کو میقات سے جا کر احرام باندھنا ضرور نہین بلکہ خود مکہ سے احرام باندھین مانند آفاقی
کی کہ میقات اور مکے کے درمیان رہتا ہو **باب مهل اهل نجد** نجد والے کس جگہ سے احرام باندھین **حدثنا**
علی قال حدثنا سفیان قال حفظناه من الزهری عن سالم عن ابیه قال وقت النبی صلی الله
علیه وسلم ح قال وحدثنی احمد قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب
عن سالم بن عبد الله عن ابیه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مهل اهل
المدینة ذو الحلیفة ومهل اهل الشام مهیعة وهی الجحفة واهل نجد قرن قال ابن عمر زعموا
ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ولم اسمعه ومهل اهل الیمن یلملم ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والون کے احرام باندھنے کی جگہ ذو الحلیفہ ہے اور شام والے
احرام باندھنے کی جگہ جحفہ ہے اور نجد والون کی قرن ہے اور یمن والون کے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے **باب**
مهل من کان دون المواقیت جو کوئی احرام باندھنے کی جگہون کے اندر رہتا ہو وہ کہان سے احرام باندھے
حدثنا قتیبة قال حدثنا حماد عن عمرو عن طاوس عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه و
سلم وقت لاهل المدینة ذا الحلیفة ولاهل الشام الجحفة ولاهل الیمن یلملم ولاهل
نجد قرنا فهن لهن ولمن اتی علیهن من غیر اهلهن ممن کان یرید الحج والعمرة فمن کان
دونهن فمن اهله حتی ان اهل مکة یهلون منها ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام باندھنے کی واسطے مدینہ والون کے ذو الحلیفہ اور واسطے شام والون کے جحفہ اور
واسطے یمن والون کے یلملم اور واسطے نجد والون کے قرن پس یہ جگہین احرام باندھنے کی ان لوگون کے لیے
ہین کہ مذکور ہوئے اور ان لوگون کے لیے کہ گذرین ان جگہون پر غیر ان کے سے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو
اور جو کوئی احرام باندھنے کی جگہون کے اندر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے یہانتک کہ مکہ والے مکہ سے احرام
باندھین **باب مهل اهل الیمن** یمن والون کے احرام باندھنے کی جگہ کا بیان **حدثنا** معلی بن اسد
قال حدثنا وهیب عن عبد الله بن طاوس عن ابیه عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم
وقت لاهل المدینة ذا الحلیفة ولاهل الشام الجحفة ولاهل نجد قرن المنازل ولاهل الیمن
یلملم هن لاهلهن ولکل آت اتی علیهن من غیرهم ممن اراد الحج والعمرة فمن کان دون ذلک
فمن حیث انشا حتی اهل مکة من مکة ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مقرر کی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جگہ احرام باندھنے کی مدینہ والون کے لیے ذو الحلیفہ اور شام والون کے لیے جحفہ اور نجد والون کے لیے

قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم یہ جگہ احرام باندھنے کی واسطے رہنے والوں ان جگہوں کے ہیں اور واسطے ہر شخص کہ آوے اوپر ان کے سوا ان کے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو کوئی کہ میقات سے اندر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے احرام باندھے یہانتک کہ مکے والے مکہ سے احرام باندھیں **باب** ذات عرق لاہل العراق عراق والوں کے لیے جگہ احرام باندھنے کی ذات عرق ہے **حدثنا** علی بن مسلم قال حدثنا عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا عبید اللہ عن نافع عن عبد اللہ بن عمر قال لما فتح ہذان المصران اتوا عمر فقالوا یا امیر المؤمنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حد لاہل نجد قرنا وهو جور عن طریقنا وانا ان اردنا قرنا شق علینا قال فانظروا حذوها من طریقکم فحد لهم ذات عرق **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جب یہ دونوں شہر فتح ہوئے یعنے کوفہ اور بصرہ تو لوگ حضرت عمر رض پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لیے احرام باندھنے کی جگہ قرن مقرر کی ہے اور وہ ہمارے راہ سے ایک طرف ہے اور ہمکو اوسکی طرف جانا دشوار ہے حضرت عمر رض نے کہا کہ تم اپنے راہ سے کوئی جگہ اوسکے برابر دیکھو سو حضرت عمر رض نے اونکے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق مقرر کی **ف** ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات عرق عمر رض کے اجتہاد سے مقرر ہوئی لیکن اس باب میں حدیثیں بھی بہت آچکی ہیں اور اگرچہ وہ ضعیف ہیں لیکن بہت ملکر قوت پاجاتی ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسکا کوئی میقات نہ ہو اوس پر لازم ہے کہ جب کسی میقات کے مقابل اور برابر ہو تو اوس جگہ سے احرام باندھے اور زمین میں ایسی کوئی جگہ نہیں کہ ان پانچوں میقاتوں میں سے کسی میقات کے محاذی اور مقابل نہ ہو اور اگر فرضا کوئی شخص ایسا ہو کہ اوسکو کسی میقات کی برابری اور محاذاۃ کا علم نہ ہو تو اوسکو چاہیے کہ جو میقات سب سے دور ہو اوسکے برابر سے احرام باندھے انتہے ملخصا (فتح) **باب** الصلوۃ بذی الحلیفۃ ذی الحلیفہ میں نماز پڑھنی کا بیان **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اناخ بالبطحاء بذی الحلیفۃ فصلی بہا وکان عبد اللہ بن عمر یفعل ذلک **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ذو الحلیفہ میں بٹھائی اور اوسمیں نماز پڑھی اور ابن عمر رض بھی اوسمیں اترتے تھے اور نماز پڑھتے تھے **ف** اس باب کو پہلے بابوں سے مناسبت ہے اسطور سے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میقات سے احرام باندھنے کیوقت دو رکعت نماز پڑھنی مستحب ہے اور نماز سے مراد احتمال ہے کہ احرام کی دو رکعتیں ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ فرض نماز ہو اور آئندہ انس کی حدیث میں آویگا کہ حضرت نے ذو الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھی اور حضرت مکے کو جاتے تھے بھی وہاں اترتے تھے اور آتے بھی اوترتے تھے انتہے ملخصا (فتح) **باب** خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی طریق الشجرۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ کے

راہ سے نکلنا ف شجرہ ایک درخت کا نام ہے چھ میل مدینہ سے جو کوئی مدینہ سے مکہ کو جاوے اوسکی راہ مین وہ جگہ آتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسی راہ سے ذوالحلیفہ کو آتے تھے یعنی وہان آکے رات کاٹتے تھی اور جب پھرتے تو بھی وہان رات کاٹتے تھے انتہی (فتح) حدثنا ابراهيم بن المنذر قال حدثنا انس بن عياض عن عبيد الله عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخرج من طريق الشجرة ويدخل من طريق المعرس وان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا خرج الى مكة يصلي في مسجد الشجرة واذا رجع صلى بذي الحليفة ببطن الوادي وبات حتى يصبح

عن نافع عن عبد الله

ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کو جاتے تو شجرہ کے راہ سے نکلتے تھے اور جب مکہ سے پھرتے تو معرس کے راہ سے مدینہ مین داخل ہوتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے کی طرف نکلتے تو شجرہ کی مسجد مین نماز پڑھتے اور جب پھرتے تو ذوالحلیفہ مین نماز پڑھتے تھے بیچ بطن وادی کے اور وہان رات کاٹتے یہانتک کہ صبح کرتے ف معرس ایک جگہ کا نام ہے چھ میل مدینہ سے اور ذوالحلیفہ سے نیچے کی طرف ہے اور قریب ہی طرف مدینہ کی ذوالحلیفہ سے اور معرس اوسکو اسواسطے کہتے ہین کہ پچھلی رات مسافر وہان اوترکر آرام کرتے ہین اور بطن وادی ذوالحلیفہ مین میدان ہے

باب قول النبي صلى الله عليه وسلم العقيق واد مبارك

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسحدیث کا بیان کہ عقیق مبارک نالا ہے حدثنا الحميدي قال حدثنا الوليد وبشر بن بكر التنيسي قالا حدثنا الاوزاعي قال حدثنا يحيى حدثني عكرمة انه سمع ابن عباس يقول انه سمع عمر يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم بوادي العقيق يقول اتاني الليلة آت من ربي فقال صل في هذا الوادي المبارك وقل عمرة في حجة ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیق نالے مین فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے سو اوسنے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے مین اور کہہ کہ عمرہ حج مین داخل ہوا ف حج اور عمرہ ساتھ ایک احرام سے ادا کرنا اسکو قران کہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ وادی عقیق کو مدینہ کی طرح بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ اوسمین نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حاجی گھر سے چلین تو پہلی منزل اپنے شہر سے نزدیک اوترین اور وہان رات کاٹین تاکہ جو کوئی پیچھے ہے آملے جو اونکے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا ہو اور اسواسطے کہ اگر کسی کو کوئی چیز بھول گئی ہو تو وہ پھر جاکر لے آوے انتہی (فتح) حدثنا محمد بن ابي بكر قال حدثنا فضيل بن سليمان قال حدثنا موسى بن عقبة قال حدثنا سالم بن عبد الله عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه اري وهو في معرسه بذي الحليفة ببطن الوادي قيل له انك ببطحاء مباركة وقد اناخ بنا سالم يتوخى

الْمُنَاخُ الَّذِیْ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یُنِیْخُ یَتَحَرّٰی مُعَرَّسَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اَسْفَلُ مِنَ
الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِبَطْنِ الْوَادِیْ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الطَّرِیْقِ وَسْطٌ مِّنْ ذٰلِکَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا اور آپ سوئے ہوئے تھے ذو الحلیفہ میں بیچ نالے کو سو کسی نے
آپ کو کہا کہ آپ مبارک میدان میں ہیں اور موسے بن عقبہ نے کہا کہ ہمکو سالم نے اوتارا اس حال میں کہ اونٹ
کی بیٹھنے کی جگہ تلاش کرتے تھے اوس جگہ کہ عبد اللہ وہاں اوترتے تھے اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچھلی
رات اوترنے کی جگہ تلاش کرتے تھے اور وہ جگہ تلے ہے اوس مسجد سے کہ نالے عقیق کے بیچ ہے کہ نالے اور
راہ کے درمیان ہے **باب** غَسْلِ الْخَلُوْقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّنَ الثِّیَابِ احرام میں اگر کپڑوں کو خوشبو
لگی ہو تو اوسکو تین بار دھووے **ف** خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے کہ زعفران وغیرہ سے بنتی ہے لیکن ہر قسم
کی خوشبو کا یہی حکم ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمِ النَّبِیْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ
عَطَاءٌ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ یَعْلٰی اَخْبَرَہٗ اَنَّ یَعْلٰی قَالَ لِعُمَرَ اَرِنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ یُوْحٰی
اِلَیْہِ قَالَ فَبَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَۃِ وَمَعَہٗ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَرٰی فِیْ رَجُلٍ اَحْرَمَ بِعُمْرَۃٍ وَّھُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِیْبٍ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَاعَۃً فَجَاءَہُ الْوَحْیُ فَاَشَارَ عُمَرُ اِلٰی یَعْلٰی فَجَاءَ یَعْلٰی وَعَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ
قَدْ اُظِلَّ بِہٖ فَاَدْخَلَ رَاْسَہٗ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْہِ وَھُوَ یَغِطُّ ثُمَّ سُرِّیَ
عَنْہُ فَقَالَ اَیْنَ الَّذِیْ سَاَلَ عَنِ الْعُمْرَۃِ فَاُتِیَ بِرَجُلٍ فَقَالَ اغْسِلِ الطِّیْبَ الَّذِیْ بِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
وَانْزِعْ عَنْکَ الْجُبَّۃَ وَاصْنَعْ فِیْ عُمْرَتِکَ کَمَا تَصْنَعُ فِیْ حَجَّتِکَ فَقُلْتُ لِعَطَاءٍ اَرَادَ الْاِنْقَاءَ حِیْنَ اَمَرَہٗ
اَنْ یَّغْسِلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ نَعَمْ ترجمہ صفوان بن یعلے رض سے روایت ہے کہ یعلے رض نے عمر فاروق رض سے
کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اوترے تو اوس وقت مجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دکھا دو کہ
وحی اوترنے کے وقت آپ کی کیا صورت ہوتی ہے سو جس حالت میں کہ آپ جعرانہ میں تھے اور آپکے ساتھ
کچھ آپکے اصحاب تھے کہ اچانک آپ پاس ایک مرد آیا سو اوسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ اوس شخص کے حق میں کیا
فرماتے ہیں کہ اوسنے عمرے کی نیت کی ہو اور خوشبو آلودہ ہو یعنے خوشبو آلودہ جبہ پہنے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایک ساعت چپ رہے سو آپ پر وحی اوترنی شروع ہوئی اور عمر فاروق رض نے یعلے کی طرف اشارہ کیا
یعنے اب دیکھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کہ آپ پر وحی اوترتی ہے سو یعلے آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پہ کپڑا تھا کہ اوس سے آپ کو سایہ کیا گیا تھا سو یعلے نے اپنا سر اوس کپڑے میں داخل کیا اور دیکھا تو اچانک حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ وحی کی شدت سے نہایت سرخ ہو گیا تھا اور آپ خراٹے لیتے تھے پھر جب وحی اوتر چکی

اور آپ کو ہوش آئی تو فرمایا وہ شخص کہان ہے جس نے مجھ سے عمرہ کا حال پوچھا تہا تو لوگ اوسکو بلا لائے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ جو خوشبو تیری لگی ہے اوسکو دھو ڈال تین بار اور جبہ اپنے بدن سے اوتار
ڈال پہر کر اپنے عمرے مین جو تو اپنے حج مین کرتا ہے ابن جریج کہتا ہے کہ مینے عطا سے کہا کہ کیا مراد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی تین بار دہونے کا حکم کرنے سے بہت پاک و صاف کرنا ہے اوسنے کہا ہان **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ جب حج اور عمرے کی نیت کرے تو خوشبو لگانا درست نہین نہ بدن کو اور نہ کپڑے کو خواہ کسی قسم کی خوشبو ہو
اور کپڑے کا ذکر اگرچہ اس حدیث مین نہین لیکن امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا کہ اس حدیث کی
بعض طریقون مین کپڑے کا ذکر آگیا ہے جیسے کہ آیندہ آویگا کہ اوس پر کرتہ تہا جسمین زرد نشان تہا وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور اس حدیث سے بعض نے دلیل پکڑی ہے کہ اگر احرام سے پہلے خوشبو لگاوے اور احرام کے بعد اوسکا اثر
اور نشان باقی رہے تو درست نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا اثر کپڑے اور بدن سے دھو ڈال یہ
قول مالک اور محمد بن حسن کا ہے اور جمہور کے نزدیک اگر احرام سے پہلے خوشبو لگاوے اور احرام کے بعد اوسکا
اثر باقی رہے تو اوسکا کچھ مضائقہ نہین وہ کہتے ہین کہ یہ واقعہ سنہ ۸ ہجری کا ہے اور آیندہ آویگا کہ حضرت
عائشہ رض نے کہا کہ مینے احرام باندہتے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا
ہے کہ سنہ ۱۰ ہجری مین واقع ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر فعل کو لیا جاتا ہے اور نیز یعلی کے قصے مین
ماسور بالغسل صرف خلوق ہے مطلق خوشبو نہین اور شاید اس سے اسواسطے منع فرمایا کہ اوسمین زعفران ملا ہوا ہوتا
ہے اور اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اسپر کہ جسکو احرام کی حالت مین خوشبو لگ جاوے بہولکر یا ناواقفی سے
پہر اوسکو معلوم ہو اور جلدی اوسکو دہو ڈالے تو اوسپر کچھ کفارہ نہین اور امام مالک کہتے ہین کہ اگر مدت دراز ہو جاوے
تو کفارہ دینا آتا ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کفارہ مطلق واجب ہے یہ ایک قول امام احمد رح کا ہے اور نیز یہ
حدیث دلیل ہے اسپر کہ اگر محرم ناواقفی سے سیا ہوا کپڑا پہن لے اور پہر معلوم ہو تو اوسکو اوتار ڈالے اور اوسکا پہاڑنا
لازم نہین خلاف ہی واسطے شعبی اور نخعی کے کہ وہ کہتے ہین کہ اوتارے نہین پہاڑ ڈالے تاکہ اوسکا سر نہ ڈہکے اور نیز
یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ حاکم اور مفتی کو جب حکم معلوم نہ ہو تو ٹہیر جاوے یہانتک کہ اوسکو معلوم ہو انتہے زفتح **ف**
اور جعرانہ نام ہے ایک جگہ کا ایک منزل مکے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام وہان سے باندہا تہا اور یہ
جو فرمایا کہ جو حج مین کرتا ہے سو عمرے مین کر تو اس سبب سے کہ جاہلیت مین جب کا فر حج کا احرام باندہتے تہے تو اپنے کپڑے
اوتار ڈالتے تہے اور خوشبو سے پرہیز کرتے تہے اور عمرے مین خوشبو وغیرہ سے پرہیز نہ کرتے تہے سو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اوسکو فرمایا کہ دونو کا ایک حکم ہے **بَاب** الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ
وَيَتَرَجَّلُ وَيَدَّهِنُ احرام باندہنے کے وقت خوشبو لگانے کا کیا حکم ہے اور جب احرام باندہنے کی نیت کرے

تو کیا کپڑے پہنے اور کنگھی کرے اور تیل ملے **ف** اس باب میں اشارہ ہے اسطرف کہ جو پہلے باب میں خوشبو دھو ڈالنے کا حکم مذکور ہے تو وہ حکم بہ نسبت کپڑوں کے ہے کہ جس کپڑے کو زعفران لگا ہو احرام والے کو اوسکا پہننا درست نہیں اور اگر احرام کے بعد خوشبو کا اثر بدن پر باقی رہے تو یہ حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ کنگھی کرے اور تیل ملے تو اس سے مراد اشارہ کرنا ہے طرف اوس حدیث کی جو آئندہ آویگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے چلے بعد اسکے کہ کنگھی کی اور تیل ملا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَشَمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ وَيَتَدَاوَى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ یعنے ابن عباس رضہ نے کہا کہ جائز ہے محرم کو احرام کی حالت میں سونگھنا پھول کا اور دیکھنا شیشے کا اور دوا کرنا ساتھ اوسکے کہ کھاوے کہ زیتون کا تیل اور گھی ہے **ف** پھول کے سونگھنے میں اختلاف ہے امام اسحاق نے کہا کہ مباح ہے اور امام احمد نے توقف کیا اور امام شافعی رح کہتے ہیں کہ حرام ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور یہ جو کہا کہ زیتون کے روغن اور گھی سے دوا کرنی درست ہے تو اسمیں مجاہد ہے کہ اوسکے نزدیک اوس میں دم آتا ہے (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ یعنے اور عطا نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ انگوٹھی پہنے اور کمر میں ہمیان باندھے **ف** ابن عبدالبر نے کہا کہ محرم کو کمر میں ہمیانی کا باندھنا سب فقہا شہر کے نزدیک درست ہے جبکہ اوسکے بعض کا بعض میں داخل کرنا ممکن ہو اور کسی سے اوسکی کراہت مروی نہیں مگر اسحاق نے کہا کہ اوسکو گرہ دینی درست نہیں یہی قول ہے سعید بن مسیب کا (فتح) وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلَى بَطْنِهِ بِثَوْبٍ یعنے اور ابن عمر نے طواف کیا اس حال میں کہ اپنے پیٹ پر کپڑا باندھا ہوا تھا **ف** ابن تین نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے پیٹ پر باندھا ہوا تھا اور ہمیانی کی طرح تہبند کے اوپر نہ باندھا ہوا تھا اسلیے امام مالک کے نزدیک اسمیں کفارہ آتا ہے وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بِالتُّبَّانِ بَأْسًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَعْنِي لِلَّذِينَ يَرْحَلُونَ هَوْدَجَهَا اور حضرت عائشہ رضہ کے نزدیک محرم کو جانگیہ پہننا درست ہے امام بخاری نے کہا کہ مراد اونکی وہ لوگ ہیں جو اونکا ہودج اوٹھاتے تھے **ف** یہ صرف حضرت عائشہ رضہ کی رائے ہے والا اکثر علما کے نزدیک پائجامے اور جانگیے میں کچھ فرق نہیں محرم کو دونو منع ہیں (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِهِ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ترجمہ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر زیتون کا تیل لگاتے یعنے وقت احرام باندھنے کے **ف** ابن عمر رضہ کے نزدیک احرام سے پہلے ایسی خوشبو لگانا درست نہیں جسکا اثر احرام کے بعد باقی رہے اور عائشہ رضہ کے نزدیک جائز ہے چنانچہ عائشہ رضہ نے ابن عمر رضہ پر اس بات کا انکار کیا کما سیاتی پس مراد یہ ہے کہ احرام کے وقت ابن عمر رضہ تیل لگاتے تھے

بشرطیکہ اوسمین خوشبو نہ ہوتی (فتح) ت سو مینے یہ بات ابراہیم سے کہی کہ ابن عمر ایسا تیل لگاتے تھے جسمین خوشبو نہین ابراہیم نے کہا کہ تو اوسکے قول کو کیا کریگا کہ سنت کی مخالف ہے یعنی حدیث بیان کی مجہ سے اسود نے عائشہ سے کہا گویا کہ مین دیکھتی ہون طرف چمک خوشبو کی بیچ مانگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسحال مین کہ آپ محرم تھے ف یعنے ابن عمر رض کا احرام کے وقت صرف تیل پر اکتفا کرنا بدون خوشبو کے مخالف ہے اس حدیث کے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ملنا خوشبو کا وقت باندہنے احرام کے اور جائز ہے باقی رہنا اوسکا بعد احرام کے اور یہ کہ اوسکا رنگ اور اوسکی خوشبو کا باقی رہنا مضر نہین یہی ہے قول جمہور کا جیسے کہ پہلے گذرا لیکن احرام کی حالت مین خوشبو کا لگانا ہرگز درست نہین نہ مرد کو اور نہ عورت کو اور اسپر اجماع ہے سب علما کا (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کنت اطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحرامہ حین یحرم ولحلہ قبل ان یطوف بالبیت ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہا کہتی مین خوشبو لگاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے احرام اونکے کی جب احرام باندہتے یعنے پہلے احرام باندہنے سے اور واسطے نکلنے اونکے کو احرام سے پہلے طواف کرنیکے ساتہ خانے کعبے کے یعنے بعد رمی جمار اور حلق کے اور پہلے طواف الزیارۃ کے ف جاننا چاہیے کہ جب عید کے دن مزدلفہ سے منا کو آتے ہین تو رمی جمرہ عقبہ کے بعد احرام سے نکل آتے ہین او سوقت سب کچہ حلال ہو جاتا ہے مگر عورت حلال نہین ہوتی یہانتک کہ مکے کو آتے ہین اور طواف زیارۃ کرتے ہین پہر عورت بہی حلال ہو جاتی ہے اور یہی حدیث اس مسئلے کی دلیل ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم حج مین دو بار حلال ہوتا ہے ایک بار بعد رمی جمرہ عقبہ اور حلق کے اور ایک بار بعد طواف زیارۃ کے یہی قول ہے جمہور کا کہ جبتک سر نہ منڈاوے پہلی بار حلال نہین ہوتا مگر امام شافعی رحمہ کے نزدیک حلق نسک نہین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہنا مضر نہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ اوسمین کفارہ ہے لیکن یہ قول اونکا صحیح نہین (فتح) باب من اہل ملبدا گوند یا خطمی وغیرہ سے سر کے بال جما کر احرام باندہنے کا بیان ف تلبید اوسکو کہتے ہین کہ محرم اپنے سر مین گوند یا خطمی وغیرہ ڈالے تا کہ بال جم جاوین اور اونپر غبار نہ بیٹھے اور جوؤن سے محفوظ رہین حدثنا اصبغ قال اخبرنا ابن وہب عن یونس عن ابن شہاب عن سالم عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہل ملبدا ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لبیک کہتے تھے اوسحال مین کہ آپکا سر کسی چیز سے جمایا ہوا تہا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندہنے کے وقت سر کو گوند اور خطمی سے جمانا مستحب ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب الاہلال عند مسجد ذی الحلیفۃ ذو الحلیفہ کی مسجد کے پاس احرام باندہنے کا بیان یعنے واسطے اوس شخص کے کہ مدینہ سے حج کا ارادہ رکہتا ہو حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین قال حدثنا

مُوسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسٰی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ نہیں احرام باندہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر مسجد ذو الحلیفہ کے پاس سے **ف** اسمین اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ سے احرام باندہا بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الحلیفہ کی مسجد مین دو رکعت نماز پڑہی تو اوسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسجگہ مین احرام کی نیت کی اور سکہان ہین کہ آپ اوس نماز کی جگہ مین بیٹھے تہے اور بعضے کہتے ہین کہ جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لیکر سیدہی کہڑی ہوئی تو اوسوقت آپنے احرام باندہا اور بعضے کہتے ہین کہ جب بیدا پر چڑہے تو اوسوقت آپنے احرام باندہا لیکن صحیح یہ ہے کہ آپنے احرام تو اوسی نماز کی جگہہ مین باندہا تہا بعد نماز کے جب نماز سے فارغ ہوئے تو لبیک کہی جو لوگ وہان موجود تھے اونہون نے یہی یاد رکہا کہ آپنے نماز کی جگہ مین احرام باندہا پہر جب آپ سوار ہوئے تو پہر لبیک کہی سو جو لوگ پہلی بار مین حاضر نہ تہے اونہون نے یہی یاد رکہا پہر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرف بیدا پر پہونچے کہ نام ہے ایک جگہ بلند کا تو وہان لبیک کہی سو جو لوگ پہلے دو بار مین حاضر نہ تھے اونہون نے یہی بات یاد رکہی حاصل یہ کہ جس اوس نے آپ کو جہان لبیک کہتے سنا وہ یہی سمجہا کہ آپنے یہین سے لبیک کہنی شروع کی پس اس سے سب روایتون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور اتفاق ہے سب علما کا ان تینون جگہون سے جس جگہ سے احرام باندہے درست ہے لیکن اختلاف افضل ہونے مین ہے (فتح) **باب** مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ محرم احرام کی حالت مین کیا کیا کپڑے نہ پہنے **ف** مراد محرم سے عام ہے خواہ صرف حج کا احرام باندہا ہو یا صرف عمرے کا یا قارن ہو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ اَوْ وَرْسٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ وَلَا يَتَرَجَّلُ وَلَا يَحُكُّ جَسَدَهُ وَيُلْقِي الْقَمْلَ مِنْ رَاْسِهِ وَجَسَدِهِ فِي الْاَرْضِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے عرض کی کہ یا حضرت محرم احرام کی حالت مین کیا کپڑا پہنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنے احرام باندہنے والا کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پائجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ پہنے موزے مگر جب کوئی جوتا نہ پاوے تو دو نو موزے وہ ہاتک کاٹ لیوے کہ ٹخنون سے نیچے ہو جاوین اور نہ پہنے اوس کپڑے کو کہ اوسمین زرد خوشبودار گہاس اور زعفران لگی ہو امام بخاری نے کہا کہ محرم اپنا سر دہووے اور نہ کنگہی کرے بالون مین اور نہ اپنا بدن کہجلاوے اور ڈالدے جوئین کو اپنے سر اور بدن سے زمین پر **ف** یعنے محرم کو احرام کی حالت مین

پگڑی پہننے درست نہین اور انکے سوا اور سب کپڑے پہننے درست ہین اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اسپر کہ عورت کو احرام کی حالت مین یہ کپڑے پہننے درست ہین مگر جس کپڑے کو ورس یا زعفران لگی ہو وہ عورت کو بھی درست نہین اور قاضی عیاض نے لکھا کہ اجماع ہے سب مسلمانون کا اسپر کہ یہ کپڑے پہننے درست نہین اور کرتے اور پائجامے سے مراد وہ کپڑا ہے کہ سلا ہوا ہو یعنے جو کپڑا سلا ہوا ہو اوسکا پہننا محرم کو درست نہین اور پگڑی سے مراد وہ کپڑا ہے کہ سر کو ڈہانکے یعنے جو کپڑا سر کو ڈہانکے اوسکا پہننا محرم کو درست نہین خواہ سلا ہوا ہو یا نہ ہو اور مراد موزون سے وہ چیز ہے کہ پاؤن کو ڈہانکے اور مراد سلے ہوئے سے یہ ہے کہ جسم کے واسطے وہ کپڑا معین ہو چکا ہے جیسے کہ کرتے کو گلے مین پہنتے ہین او سیطرح ہین اوسکو نہ پہنے اگرچہ بعض بدن مین ہو لیکن اگر مثلا کرتے کو بجائے چادر کے پہنے تو درست ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جوتا پاوے اوسکو موزے پہننے درست نہین قول جمہور کا ہے اور حنفیہ اور بعض شافعیہ کے نزدیک محرم کو موزے پہننے درست ہین اگرچہ جوتا موجود ہو اور مراد ٹخنے یہان بھی ٹخنہ ہی جو مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موزون کا کاٹنا شرط ہے بدون اوسکے پہننا اونکا درست نہین اور امام احمد کے نزدیک کاٹے اور لکا پہننا بھی درست ہے اور جو فرمایا کہ جسکو ورس یا زعفران لگا ہو اوس کا پہننا محرم کو درست نہین تو یہ عام ہے اوس سے کہ کل کپڑا اوسمین لگا ہو یا اوسکا کوئی کنارہ ہو اگرچہ اوسکی خوشبو چھپی ہو اور امام مالک کہتے ہین کہ رنگے کپڑے کا پہننا مکروہ ہے اور شافعیہ کہتے ہین کہ اگر دہونے سے اوسکی خوشبو مر جاوے تو اوسکا پہننا درست ہے اور یہی ہے قول جمہور کا خلاف ہے اسمین امام مالک کا اور قبا کا پہننا بھی جائز نہین اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن امام ابو حنیفہ رہ کہتے ہین کہ آستینون مین ہاتھ ڈالنے شرط ہین اور اگر یون ہی اوسکو اپنے مونڈہون پر ڈال لیوے تو درست ہے انتہے ملخصًا (فتح) **بَابُ** الرُّکُوْبِ وَالْاِرْتِدَافِ فِی الْحَجِّ حج مین سوار ہونا اور ایک دوسرے کو پیچھے چڑہنا درست ہے یعنے حج کے سب احکام سوار ہو کر کرنے درست ہین **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یُوْنُسَ الْاَیْلِیِّ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ اُسَامَۃَ کَانَ رِدْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَۃَ اِلَی الْمُزْدَلِفَۃِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ اِلٰی مِنًی قَالَ فَکِلَاھُمَا قَالَ لَمْ یَزَلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اسامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے عرفہ سے مزدلفہ تک پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے منا تک اپنے پیچھے فضل کو سوار کیا سو دونو کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہانتک کہ کنکر ماری جمرہ عقبہ کو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار ہو کر حج کے سب احکام ادا کرنے درست ہین و فیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ وَالْاَرْدِیَۃِ وَالْاُزُرِ محرم کپڑون اور چادر اور تہبندون مین سے کیا کپڑا پہنے

باب بالا میں کے بیان میں تھا اور یہ بالبیس کے بیان میں ہے پس مغایرت ظاہر ہے وَلَبِسَتْ عَائِشَةُ الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ یعنی حضرت عائشہ رضہ نے کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنا اس حال میں کہ وہ محرم تھیں ف یہی ہے مذہب جمہور کا کہ کسم کا رنگا کپڑا پہننا محرم کو درست ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اوس میں کفارہ ہے کہ وہ خوشبو ہے (فتح) وَقَالَتْ لَا تَلَثَّمْ وَلَا تَبَرْقَعْ وَلَا تَلْبَسْ ثَوْبًا بِوَرْسٍ وَّلَا زَعْفَرَانٍ یعنے اور عائشہ رضہ نے کہا کہ محرم احرام کی حالت میں اپنی لبین کپڑے سے نہ ڈہانکے اور اپنے مُنہ پر برقع نہ ڈالے اور نہ پہنے اوس کپڑے کو کہ اوسکو ورس اور زعفران لگی ہو وَقَالَ جَابِرٌ لَا أَرَى الْمُعَصْفَرَ طِيبًا یعنے اور جابر نے کہا کہ میں کسم کو خوشبو نہیں گمان کرتا یعنے جو کپڑا کسم سے رنگا ہوا ہو اوس میں خوشبو نہیں وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ یعنے اور عائشہ رضہ نے کہا کہ جائز ہے عورت کو پہننا زیور کا اور سیاہ کپڑے کا اور گلابی رنگ کپڑے کا اور موزے کا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُبْدِلَ ثِيَابَهُ یعنے اور ابراہیم نخعی نے کہا محرم کو کپڑے بدلنے میں کچھ ڈر نہیں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ إِزَارَهُ وَرِدَاءَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ تُلْبَسُ إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرْدَعُ عَلَى الْجِلْدِ فَأَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ وَذَلِكَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ بُدْنِهِ لِأَنَّهُ قَلَّدَهَا ثُمَّ نَزَلَ بِأَعْلَى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُونِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقَصِّرُوا مِنْ رُءُوسِهِمْ ثُمَّ يَحِلُّوا وَذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ امْرَأَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ وَالطِّيبُ وَالثِّيَابُ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چلے بعد اسکے کہ کنگھی کی اور تیل لگایا اور اپنا تہبند اور اپنی چادر پہنی آپنے اور آپکے اصحاب نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادروں اور تہبندوں میں سے کسی کپڑے کی پہننے سے منع نہ کیا سوائے زعفرانی کپڑے کی کہ بدن پر خوشبو آلودہ ہو کہ اوسکے پہننے سی منع کیا سو صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں اور اپنی سواری پر سوار ہوئے یہانتک کہ بیدا پر سیدھے ہوئے احرام باندھا آپنے اور آپکے اصحاب نے اور اونٹ کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا اور یہ افعال پانچ دنوں میں تہے کہ باقی تھے ذیقعدہ سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے چوتھی تاریخ ذیحجہ کو سو آپنے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور حلال نہ ہوئے

نواسطے ہدی ساتھ لانے کے اسواسطے کہ آپنے اونکے گلے مین ہار ڈالا تہا یعنے اسواسطے کہ جو ہدی ساتھ لاوے
اوسکو حلال ہونا درست نہین یہانتک کہ ہدی اپنے ذبح ہونے کی جگہ منا مین پہونچے پہر مکے کی اونچی طرف مین
اترے نزدیک حجون کے کہ ایک پہاڑ ہے مقابل عقبہ کے اور طواف کے بعد پہر خانے کعبے کو پاس نہ گئے یہانتک
کہ عرفات سے پہرے اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ کہ خانے کعبے کا طواف کرین اور صفا
مروہ کی سعی کرین پہر اپنے بال کترواوین پہر حلال ہو جاوین یعنے عمرہ کرکے احرام کہول ڈالین اور یہ حکم اوسکو ہوا جو
اپنے ساتھ ہدی نہ لایا تہا اور جسکے ساتھ عورت اپنی تہی اوسکو اوس سے جماع کرنا درست ہوا اور اسیطرح خوشبو
اور ہر قسم کا کپڑا پہننا بھی اوسکو درست ہوا **ف** ابن منذر نے کہا اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ جائز ہے محرم کو کہانا
زیت کا اور چربی کا اور گہی کا اور جائز ہے اوسکو استعمال کرنا ان چیزون کا اپنے تمام بدن پر سوائے اپنی ڈاڑہی
اور سر کے انتہے (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے محرم کو پہننا ہر کپڑے کا چادرون اور تہبندون سے سوائے
ممنوع کپڑون کے جو اوپر گذر چکے ہین یہی مطابقت ہے ترجمہ **بَابُ** مَنْ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتّٰى اَصْبَحَ اگر کوئی ذوالحلیفہ
مین رات کاٹے یہانتک کہ صبح کرے تو اوسکا کیا حکم ہے **ف** یعنے جب کوئی مدینے سے مکہ کو جاوے تو اوسکو
ذوالحلیفہ مین رات کاٹنے کا کیا حکم ہے اور مراد اس باب سے یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گہر سے سفر کو نکلے تو
اوسکے لیے مستحب ہے کہ پہلی منزل اپنے شہر سے نزدیک اوترے تاکہ جو چیز اوسکو اپنی مہمات سے بہولی ہو اوسکو اپنے
گہر سے پہر کر لا سکے انتہے (فتح) قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
ابن عمر رض نے روایت کی ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا
ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ
بِالْمَدِينَةِ اَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَاَحْسِبُهُ بَاتَ بِهَا حَتّٰى اَصْبَحَ ترجمہ انس بن
مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین چار رکعتین پڑہین اور ذوالحلیفہ مین عصر دو رکعتین پڑہین
پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ مین رات کاٹی یہانتک کہ صبح کی پہر جب سوار ہوے اور سواری آپکی آپ
کو لیکر سیدہی کہڑی ہوئی تو آپنے لبیک کہی **ف** مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ اَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَاَحْسِبُهُ بَاتَ بِهَا
حَتّٰى اَصْبَحَ ترجمہ اسکا وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنے کا
بیان **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ بْنِ
مَالِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَ

سمعتہم یصرخون بہما جمیعا ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین ظہر کی نماز چار رکعتین پڑہی اور ذوالحلیفہ مین عصر کی نماز دو رکعتین پڑہی یعنے نماز کو قصر کیا اور مینے لوگون کو سنا کہ حج اور عمرے دونو کے ساتہ بلند آواز سے لبیک کہتے تہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بلند کرنا آواز کا ساتہ لبیک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام مالک سے ایک روایت ہی کہ جماعت کی مسجدون مین بلند آواز سے لبیک نہ کہی اور مراد انس رض کی اس سے وہ لوگ ہین جو قارن تہے یا توزیع مراد ہے یعنے بعض حج کے ساتہ لبیک کہتے اور بعض عمرے کے ساتہ کہتے تہی (فتح) اور لبیک کہنا امام شافعی رح کے نزدیک سنت ہی اور یہی مذہب ہے امام احمد کا اور بعضے کہتے ہین کہ واجب ہے اگر ترک کرے تو دم آتا ہے یہی محکی ہے ابن ابی ہریرہ سے اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر فقط احرام کی نیت پر اکتفا کرے تو احرام درست نہین ہوتا یہ قول ثوری اور ابو حنیفہ رح کا ہے (فتح) اور احرام اسطور سے باندہے کہ دو رکعت احرام کے بعد دل مین احرام کی نیت کرے یعنی مینے حج کا احرام باندہا اور حج شروع کیا اور زبان سے لبیک کہے تمام تک جیسی کہ ابہی آتا ہے پس جب کام کر چکے تو احرام مین داخل ہوا اور ممنوعات سے بچے تا طواف زیارت تک جیسے کہ مذکور ہوا اور آئندہ مذکور ہوگا اور ابن دقیق نے ابن عبد السلام سے نقل کیا ہے کہ بنا بر مذہب شافعی رح کے حقیقت احرام کی معرفت مشکل ہے اسواسطے کہ اگر کہا جاوے کہ احرام نیت کا نام ہے تو کہا جاویگا کہ نیت تو حج مین شرط ہے اور احرام اوسکا رکن ہے اور شرط چیز کی غیر اوسکا ہوتی ہے اور اگر کہا جاوے کہ احرام تلبیہ کا نام ہے تو کہا جاویگا کہ تلبیہ رکن نہین اور احرام رکن ہے اور ظاہر یہ بات ہی کہ احرام نام ہے مجموعہ اوس صفت کا کہ حاصل ہے تجرد اور تلبید اور مانند اسکی سے انتہے (فتح) **باب التلبیۃ** لبیک کہنے کا بیان **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان تلبیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک اسطور سے تہی کہ فرماتے تہے کہ بار بار حاضر ہون تیری خدمت مین الہی حاضر ہون تیری خدمت مین تیرا کوئی شریک نہین مین خدمت مین حاضر ہون مقرر حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے تیرا کوئی شریک نہین **حدثنا** محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن عمارۃ عن ابی عطیۃ عن عائشۃ قالت انی لاعلم کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبی لبیک اللہم لبیک لبیک لا شریک لک ان الحمد والنعمۃ لک تابعہ ابو معاویۃ عن الاعمش وقال شعبۃ اخبرنا سلیمان قال سمعت خیثمۃ عن ابی عطیۃ قال سمعت عائشۃ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ مقرر مین جانتی ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح لبیک کہتے تہے فرماتے تہی کہ بار بار حاضر ہون مین تیری خدمت مین الہی حاضر ہون تیری خدمت مین

تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہون تیری خدمت مین مقرر حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے **ف** اس ذکر کو تلبیہ کہتے ہین جو احرام باندہنے کے وقت احرام کی نیت کے ساتھہ زبان سے کہتے ہین اور اجماع ہے سب مسلمانون کا اسپر اسمین کچہ اختلاف نہین کہ اس سے کم نہ کرے لیکن اگر کوئی لفظ اس سے زیادہ کرے تو یہ درست ہی یہی قول ہی جمہور کا کہ اس سے زیادہ کرنا درست ہی اور یہی ہے قول امام شافعی رح اور ابوحنیفہ رح اور ثوری اور اوزاعی اور محمد وغیرہ کا لیکن افضل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ سے کوئی لفظ زیادہ نہ کرے اور بعض مالکیہ سے محکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ سے زیادہ کرنا مکروہ ہے (فتح) **بَابُ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ** سواری پر سوار ہونے کے بعد تلبیہ سے پہلے الحمد للہ اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا **ف** یعنے مستحب ہے کہ تلبیہ سے پہلے یہ کلمات کہی پہر تلبیہ کہے کہتے ہین کہ امام بخاری کی مراد اس سے رد کرنا ہے اوسپر جو کہتا ہے کہ تلبیہ کے بدلے سبحان اللہ وغیرہ کہنا کافی ہے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ وغیرہ کہا پہر اوسپر اکتفا نہ کیا یہانتک کہ لبیک کہی اس سے معلوم ہوا کہ لبیک کے بدلے سبحان اللہ وغیرہ کا کہنا کافی نہین اور ابن منذر نے کہا کہ اہل راے کہتے ہین کہ اگر احرام کی نیت سے سبحان اللہ وغیرہ کہے تو احرام درست ہی (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهٗ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهٖ قِيَامًا وَّذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَنَسٍ **ترجمہ** انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ مین چار رکعتین پڑہی اور ہم آپکے ساتھہ تھے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ مین دو رکعتین پڑہی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان رات کاٹی یہانتک کہ صبح کے پہر سوار ہوئے یہانتک کہ آپ کی سواری آپ کو لیکر بیدا پر سیدہی کہڑی ہوئی تو آپنے اللہ کی تعریف کی اور تسبیح اور تکبیر کہی پہر حج اور عمرہ کے ساتہ لبیک کہی اور لوگون نے بہی اونکے ساتہ لبیک کہی سو جب ہم مکے مین آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو حکم کیا حلال ہونے کا پس حلال ہوگئے اور احرام سے باہر آئے یہانتک کہ جب آٹہوین تاریخ ذیحجہ کی ہوئی تو حج کا احرام باندہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ اونٹ اپنے ہاتہہ سے ذبح کیے اوس حال مین کہ اونٹ کہڑے تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین دو دنبے سیاہ اور سفید ذبح کیے **ف** بیدا نام ہے ایک میدان کا قریب ہے ذوالحلیفہ کے اسمیں ہے

معلوم ہوا کہ تلبیہ سے پہلے سبحان اللہ وغیرہ مستحب ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** مَنْ اَھَلَّ حِیْنَ اسْتَوَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ
باب سواری آدمی کو لیکر سیدہی کہڑی ہووے تو اوسوقت لبیک کہے **ف** بعض کا مذہب یہی ہے کہ جب سواری
اوسکو لیکر سیدہی کہڑی ہووے اوسوقت لبیک کہے یہ قول امام شافعی رح کا ہے **حَدَّثَنَا** اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ
اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَھَلَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اسْتَوَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ قَائِمَۃً **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
لبیک کہی جب کہ آپکی سواری آپ کو لیکر سیدہی کہڑی ہوئی **بَابُ** الْاِھْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ لبیک
کہنے کے وقت قبلے کی طرف مُنہ کرنے کا بیان **وَقَالَ** اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ
نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ اَمَرَ بِرَاحِلَتِہٖ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَکِبَ فَاِذَا اسْتَوَتْ
بِہٖ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ قَائِمًا ثُمَّ یُلَبِّیْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ یُمْسِکُ حَتّٰی اِذَا جَاءَ ذَا طُوًی بَاتَ بِہٖ حَتّٰی
یُصْبِحَ فَاِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِکَ تَابَعَہٗ اِسْمٰعِیْلُ
عَنْ اَیُّوْبَ فِی الْغُسْلِ **ترجمہ** نافع رض سے روایت ہے کہ جب ابن عمر رض فجر کی نماز ذو الحلیفہ مین پڑہتے تو سواری لانیکا
حکم کرتے سو اونکی سواری لائی جاتی پہر اسپر سوار ہوتے سو جب وہ اونکو لیکر سیدہی کہڑی ہوتی تو کہڑے ہو کر قبلے
کی طرف مُنہ کرتے پہر لبیک کہتے یہانتک کہ مسجد الحرام مین پہونچتے پہر تلبیہ سے چپ رہتے یعنے واسطے مشغول ہونیکے
ساتہ طواف وغیرہ کے یہانتک کہ جب ذی طوی مین پہونچتے کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مکے کی تو اوسمین رات
کاٹتے یہانتک کہ صبح کرتے پہر صبح کی نماز کے بعد غسل کرتے اور کہتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے
ف مراد تلبیہ کے ترک کرنے سے یہ ہے کہ طواف وغیرہ کے ساتہ مشغول ہوتے یا مراد یہ ہے کہ تکرار تلبیہ کا
ترک کرتے اور اوسکی مواظبت سے باز رہتے اور اوسکے ساتہ بلند آواز نکرتے جیسے کہ ابتدای احرام مین کیا جاتا ہے
یہ مراد نہین کہ مطلق تلبیہ ترک کر دیتے تہے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جب تلبیہ کہے تو اوسوقت قبلے کی طرف مُنہ کرے
وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِیْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ
اِذَا اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلٰی مَکَّۃَ ادَّھَنَ بِدُھْنٍ لَیْسَ لَہٗ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ ثُمَّ یَاْتِیْ مَسْجِدَ ذِی الْحُلَیْفَۃِ
فَیُصَلِّیْ ثُمَّ یَرْکَبُ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ قَائِمَۃً اَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَفْعَلُ **ترجمہ** نافع رض سے روایت ہے کہ تہے ابن عمر رض جب مکے کی طرف نکلنے کا ارادہ کرتے یعنے مدینہ سے
تو تیل لگاتے جسمین کچہ خوشبو ہوتی پہر ذو الحلیفہ کی مسجد مین آتے اور نماز پڑہتے پہر سوار ہوتے پہر جب آپ کی سواری
آپ کو لیکر سیدہی کہڑی ہوتی تو احرام باندہتے اور تلبیہ کہتے پہر کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ اسی
طرح کرتے تہے **ف** اسحدیث سے بہی معلوم ہوا کہ جب تلبیہ کہے تو قبلے کی طرف مُنہ کرے اسواسطے کہ جو کوئی قبلے کیطرف

متوجہ ہوا اوسکو قبلے کی طرف منہ کرنا لازم ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور نیز یہ دونو حدیثیں ایک ہی اور پہلی روایت
مین ذکر استقبال قبلے کا موجود ہے **بَابُ** التَّلْبِيَةِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي جب محرم پست میدان مین اُترے
تو تلبیہ کہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ
عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ
قَالَ أَمَّا مُوسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي ترجمہ مجاہد رح سے روایت ہی کہ ہم ابن عباس رض
پاس بیٹھے تھی سو لوگون نے دجال کا ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکی آنکھون کے درمیان
کافر کا لفظ لکھا ہوا ہے ابن عباس رض نے کہا کہ مینے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنی ولیکن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایہر موسے کو تو گویا مین دیکھتا ہون کہ جب میدان مین اوترتے ہین تو تلبیہ کہتے ہین **ف**
اسحدیث سی معلوم ہوا کہ یہی لور پست جگہون کے درمیان لبیک کہنی سنت ہی نبیون کی سنتون مین سے اور موکد
ہی کہنا اوسکا وقت تلے اوترنیکے جیسے کہ موکد ہے کہنا اوسکا وقت چڑہنے کی بلند جگہ پر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
ف اور یہ جو فرمایا کہ گویا کہ مین موسے کو دیکھتا ہون تو یہ محمول ہے حقیقت پر کہ واقعی ایسا ہوا اسواسطے کہ پیغمبر خدا
کی نزدیک زندہ ہین پس اوسحال ہین اونکے حج کرنے سے کوئی چیز مانع نہین اور یا یہ کہ اونکے حالات جو دنیا مین
تھے اونکی صورت آپ کو دکھائی گئی کہ کسطرح وہ حج کرتے تھی اور یا یہ کہ یہ حال آپ کو وحی سے معلوم ہوا یا خواب
مین معلوم ہوا (فتح) **بَابُ** كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ حیض اور نفاس والی عورت کسطرح احرام باندہے
أَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهِ یعنی اہل کے معنے یہ ہین کہ اوسکے ساتھ کلام کی وَاسْتَهْلَلْنَا وَأَهْلَلْنَا الْهِلَالَ كُلُّهُ مِنَ الظُّهُورِ
یعنی یہ سب الفاظ ایسے معنے پر دلالت کرتے ہین کہ اونمین معنے ظاہر ہونے کی ہین معنے اونکے یہ ہین کہ ہم نے
آواز بلند کی ساتھ چاند کے وَاسْتَهَلَّ الْمَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ یعنی اہل المطر کے معنے یہ ہین کہ مینہ بادل سے
نکلا اور وہ آواز گرنے اوسکے کا ہے زمین پر اور اوسکو ظہور لازم ہے وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ یعنی اور وہ چیز کہ
پکارا گیا ساتھ اوسکے نام غیر اللہ کا وَهُوَ مِنِ اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ یہ قول ماخوذ ہے استہلال صبی سے کہ اوسکے معنے
چیخ مارنا لڑکے کا ہے وقت پیدا ہونے کے پیٹ مان سے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ
هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ
أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ
وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا ۔ ترجمہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے ساتھ ہدی ہو تو وہ حج اور عمرہ دونو کے ساتھ تلبیہ کہے یعنے داخل کرے حج کو عمرے میں یعنی بنے قارن پھر نہ حلال ہووے یہانتک کہ حلال ہووے دونوں سے یعنے تمام کرے افعال حج اور عمرے کو یعنے تمام حج ادا کرکے حلال ہووے سو میں مکے میں آئی اس حال میں کہ مجھکو حیض ہوا سو میں نے نہ خانے کعبے کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی سو میں نے اسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھکو حیض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرہ چھوڑ دے یعنے صفا مروہ کے درمیان سعی نکر سو میں نے کیا جو آپ نے فرمایا سو جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو عبد الرحمن کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ ادا کیا سو فرمایا کہ یہ عمرہ بجائے تیرے اوس عمرے کی ہے جو تجھ سے فوت ہوا عائشہ رض نے کہا کہ جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اونہوں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر حلال ہوگئے اور عمرے کا احرام کھولڈالا پھر اونہوں نے دوسرا طواف کیا بعد پھرنے کے منا سے یعنے طرف مکے کی اور یہ طواف حج کے لیے تھا کہ اوسکو طواف الزیارۃ کہتے ہیں اور جن لوگوں نے کہ حج اور عمرے دونو کا احرام باندھا تھا تو اونہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا یعنے دن نحر کے کہ وہ طواف زیارۃ ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو حج کا احرام باندھنا درست ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کو حیض کی حالت میں حج کے احرام باندھنے کا حکم کیا اور یہی حکم ہے نفاس والی عورت کا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ مَنْ اَهَلَّ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اوس شخص کا بیان جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح احرام باندھا یعنے اور نیت کرے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا ہے تو میں نے حج کا احرام باندھا اور اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو میں نے بھی عمرہ کا احرام باندھا **ف** یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ثابت رکھا تو اوسکا احرام مبہم طور سے درست ہے لیکن نہیں لازم آتا اوس سے جائز ہونا تعلیق احرام کا مگر اوس شخص کے فعل پر کہ اوسکو جانتا ہو اور اسپر مطلق احرام مبہم طور سے باندھنا کہ جو احرام فلانے کا وہی میرا ہے پس وسکو محرم جسکی طرف چاہے پھیرے خواہ حج کی یا عمرہ کی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا اور یہی ہے قول جمہور کا اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مبہم طور سے احرام باندھنا درست نہیں اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور شاید کہ امام بخاری کا

مذہب بھی یہی ہے کہ اب درست نہیں فسخ قالہ ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے یہ حدیث حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ابن عمر رضہ نے روایت کی ہے حدثنا المکی بن ابراھیم عن ابن جریج قال عطاء قال جابر رضی اللہ عنہ امر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یقیم علی احرامہ وذکر قول سراقۃ وزاد محمد بن بکر عن ابن جریج
قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما اھللت یا علی قال بما اھل بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاھد
وامکث حراما کما انت ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضہ کو حکم کیا اپنے احرام پر
ٹھہرنے کا اور ذکر کیا جابر رضہ نے قول سراقہ کا ف جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو کسی کو یہ بات معلوم
نہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن ہیں یا مفرد حضرت علی رضہ جب یمن سے آئے اور انکے ساتھ ہدی تھی تو اونہوں نے
یہ نیت کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کی طرح احرام باندھا ت سو جب مکے میں آئے تو انکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تو نے کس چیز کے ساتھ احرام باندھا حج کے ساتھ یا عمرے کے یا دونو کے علی مرتضے رضہ نے
کہا کہ احرام باندھا میں نے ساتھ اوس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اوسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس ہدی کر اور احرام
کی حالت میں ٹھہرا رہ جیسے کہ تو ہے ف اور سراقہ کا قول یہ ہے کہ اونہوں نے حج میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ یہ حکم قران کا اور حج کو عمرہ کر ڈالنے کا جسکے ساتھ ہدی نہو اسی برس کے ساتھ خاص ہے یا واسطے ہمیشہ کے ابد الآباد تک
فرمایا ہمیشہ کو یہی حکم ہے حدثنا الحسن بن علی الخلال الھذلی قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا
سلیم بن حیان قال سمعت مروان الاصفر عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قدم علی علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من الیمن فقال بما اھللت قال بما اھل بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لولا ان معی
الھدی لاحللت ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ علی مرتضے رضہ یمن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا علی رضہ نے کہا کہ احرام باندھا میں نے ساتھ اوس چیز
کے کہ احرام باندھا ساتھ اوسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ
ہوتی تو البتہ میں عمرہ کرکے حج کا احرام اوتار ڈالتا اور احرام سے باہر آتا حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا
سفین عن قیس بن مسلم عن طارق بن شھاب عن ابی موسی قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی قوم بالیمن فجئت وھو بالبطحاء فقال بما اھللت قلت اھللت کاھلال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ھل معک من ھدی قلت لا فامرنی ان اطوف بالبیت فطفت بالبیت و
بالصفا والمروۃ ثم امرنی فاحللت فاتیت امراۃ من قومی فمشطتنی او غسلت راسی فقدم
عمر فقال ان ناخذ بکتاب اللہ فانہ یامرنا بالتمام قال اللہ تعالی واتموا الحج والعمرۃ للہ وان
ناخذ بسنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ لم یحل حتی نحر الھدی ترجمہ ابو موسے اشعری رضہ

روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اپنی قوم کی طرف یمن مین بھیجا سو مین یمن سے آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطحا (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کی) مین تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کس چیز کے ساتھ احرام باندھا ہے مینے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے فرمایا کیا تیرے ساتھ قربانی ہے مینے کہا نہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم فرمایا عمرہ کرنے کا سو مینے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ سعی کی پھر آپ نے مجھکو حکم کیا احرام اوتار ڈالنے کا سو مینے احرام اوتار ڈالا سو مین اپنی قوم کی ایک عورت پاس آیا کہ وہ محرم تھی سو اوسنے مجھکو کنگھی کی یا میرا سر دھویا پھر حضرت عمر اپنی خلافت مین مکے مین آئے اور کہا کہ اگر ہم قرآن کو لین تو وہ ہمکو حکم کرتا ہے ساتھ تمام کرنے حج اور عمرے کے واسطے اللہ کے اللہ نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرہ واسطے اللہ کے اور اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین حلال ہوئے یہانتک کہ اپنی قربانی ذبح کی ف غرض حضرت عمر کی غرض اس سے یہ ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالنا منع ہے اسواسطے کہ اوسمین حکم ہے تمام کرنے کا اور یہ مقتضی ہے اسکو کہ حج سے فارغ ہونے تک احرام باقی رہے اور حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلال نہین ہوئے یہانتک کہ قربانی اپنی حلال ہونے کی جگہ منا مین پہنچے لیکن جواب اسکا یہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہوتی تو مین عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسکے ساتھ ہدی نہو اوسکو حلال ہونا درست ہے اور کہتے ہین مراد حضرت عمر رض کی یہ تھی کہ تمتع کرنا مکروہ ہے اسواسطے رغبت دلانے لوگون کے افراد مین کہ وہ اونکے نزدیک افضل تھا یہ مراد نہین کہ تمتع کرنا درست نہین لیکن اب سب کا اجماع ہوچکا ہے اسپر کہ تمتع کرنا درست ہے بغیر کراہت کے اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ مبہم طور سے احرام باندھنا درست ہے اور محرم اوسکو جسکی طرف چاہے پھیرے اور یہی قول ہے امام شافعی رح اور اہلحدیث کا اور محمل اسکا یہ ہے کہ وہ وقت قابل تھا اسواسطے کہ حج غیر اشہر الحج مین منعقد نہین ہوتا انتھے ملخصا فتح اور ان دونو حدیثون سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے یعنے اگر کسی نے حج کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو اوسکو جائز ہے کہ حج کو عمرے کے ساتھ فسخ کرے یعنے حج کے احرام مین عمرے کی نیت کرے اور عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالے اور یہی مذہب ہے امام احمد اور ایک جماعت اہل ظاہر کا اور کہا امام شافعی رح اور مالک اور ابو حنیفہ اور جماہیر علمائے سلف اور خلف نے کہ یہ خاص صحابہ کے لیے تھا اوس برس مین واسطے رد کرنے اعتقاد اہل جاہلیت کے کہ حج کے مہینون مین عمرے کو حرام جانتے تھے تو گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے اعتقاد کو رد کردیا کہ حج کے مہینون مین عمرہ کرنا درست ہے نووی ۔

باب قول اللہ تعالیٰ الحج اشہر معلومات فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج یعنے اس آیت کا بیان کہ حج کے کئی مہینے ہین معلوم پھر جس نے لازم کر لیا اون مین حج تو نہ بے پردہ ہونا ہے نہ عورت سے دل لگی اور نہ گناہ اور نہ جھگڑا کرنا حج مین ۔ **قولہ یسئلونک عن الاہلۃ**

قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یعنے تجھ سے پوچھتے ہین چاند کا نیا نکلنا تو کہہ یہ وقت ٹھیرے ہین واسطے لوگون کے
اور واسطے حج کے وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ یعنے ابن عمرؓ نے
کہا کہ حج کے مہینے شوال ہے اور ذیقعدہ ہے اور دس دن ذی حجہ کے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَا
يُحْرِمَ بِالْحَجِّ اِلَّا فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ یعنے ابن عباسؓ نے کہا کہ اسلام کے طریقہ سے یہ ہے کہ نہ احرام باندھے ساتھ حج کے
مگر حج کے مہینون مین وَكَرِهَ عُثْمَانُ اَنْ يُحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ اَوْ كَرْمَانَ یعنے حضرت عثمانؓ نے مکروہ رکھا یہ کہ احرام
باندھے کوئی خراسان سے یا کرمان سے ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ مراد ساتھ
اشہر الحج کے تین مہینے ہین اول اونکا شوال ہے لیکن امام مالک کہتے ہین کہ وہ پورے تین مہینے ہین یہی منقول ہے
امام شافعی سے اور بعضے کہتے ہین کہ دو مہینے پورے ہین اور تیسرے کا بعض ہے یہی قول باقی سب علما کا ہے پھر
ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ وغیرہ کہتے ہین کہ ذی حجہ کی دس راتین ہین امام ابو حنیفہ اور احمد کے نزدیک قربانی
کا دن بھی اونمین داخل ہے اور امام شافعی سے کا مشہور قول یہ ہے کہ قربانی کا دن انمین داخل نہین پھر ابن عباسؓ
ابن عمرؓ اور جابرؓ وغیرہم اصحاب و تابعین سے کہتے ہین کہ حج کا احرام ان مہینون مین ہونا شرط ہے اور نہین درست
ہی احرام حج کا مگر بیچ اونکے (فتح) اور پہلے گذر چکا ہے کہ اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ حج کے احرام مین تقدم زمانے
درست نہین (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ
سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ
وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ قَالَتْ فَخَرَجَ اِلَى اَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ
فَاَحَبَّ اَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَا قَالَتْ فَالْاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا
مِنْ اَصْحَابِهِ قَالَتْ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فَكَانُوْا اَهْلَ قُوَّةٍ وَ
كَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ يَا هَنْتَاهُ قُلْتُ سَمِعْتُ قَوْلَكَ لِاَصْحَابِكَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا
شَاْنُكِ قُلْتُ لَا اُصَلِّيْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ اِنَّمَا اَنْتِ امْرَاَةٌ مِنْ بَنَاتِ اٰدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ
فَكُوْنِيْ فِيْ حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَرْزُقَكِيْهَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فِيْ حَجَّتِهِ حَتّٰى قَدِمْنَا مِنًى فَطَهَرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ
مِنْ مِنًى فَاَفَضْتُ بِالْبَيْتِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ مَعَهُ فِي النَّفْرِ الْاٰخِرِ حَتّٰى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهُ
فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِاُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا ثُمَّ ائْتِيَا هَاهُنَا
فَاِنِّيْ اَنْظُرُكُمَا حَتّٰى تَاْتِيَانِيْ قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغْتُ وَفَرَغْتُ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحَرٍ فَقَالَ
هَلْ فَرَغْتُمْ قُلْتُ نَعَمْ فَاٰذَنَ بِالرَّحِيْلِ فِيْ اَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ النَّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ

ابو عبد اللہ یصدرون من صدر یصدرون متفرقین او یقال صدر یصدرون صدورا و صدر یصدر صدرا ترجمہ عائشہ رض سے روایت
ہے کہ نکلے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے مہینوں میں اور حج کی راتوں میں اور حج کے حالات میں یعنی اوسکے
ممنوعات میں سو ہم سرف میں اترے سرف نام ہے ایک جگہ کا دس میل مکہ سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب
کے ساتھ نکلے سو فرمایا کہ جسکے ساتھ ہدی نہ ہو اور دوست رکھے یہ کہ گردانے حج کو عمرہ تو چاہیے کہ کرے اور جسکے ساتھ قربانی ہو تو وہ
حج کو عمرہ نہ کرے عائشہ رض نے کہا سو بعض اصحاب نے اوسکو عمرہ گردانا اور بعض نے نہ گردانا عائشہ رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپکے بعض اصحاب بہت قوی تھے کہ محرمات سے بچنے کی قوت رکھتے تھے سو وہ عمرے پر قادر نہ ہوئے کہ اونکے
ساتھ قربانی تھی عائشہ رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتی ہے ای سادی عورت میں نے کہا کہ میں نے آپکی
بات سنی جو آپنے اپنے اصحاب سے کہی میں عمرے سے منع کی گئی ہوں فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے کہا میں نماز نہیں پڑھتی
ہوں یعنی میں نماز سے رک گئی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھکو یہ کچھ ضرر نہیں دیتا کہ آدم کی بیٹیوں
میں سے تو بھی ایک عورت ہے جو چیز خدا نے اونپر ٹھیرائی سو تجھپر لکھی یعنی اسمیں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے
سو تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ اور ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں یعنی سوا طواف خانہ کعبہ کے کہ وہ حیض کی
حالت میں درست نہیں سو قریب ہے کہ خدا تجھکو عمرہ نصیب کرے عائشہ رض نے کہا سو ہم حج ادا کرنے کے لیے عرفات کی
طرف نکلے یہانتک کہ منا میں آئے سو میں حیض سے پاک ہوئی پھر میں منا سے نکل کر خانہ کعبے کا طواف کیا یعنی
طواف زیارت پھر میں اخیر نفر میں یعنی تیرھوین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منا سے نکلی یہانتک کہ ہم محصب
میں کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مکے اور منا کے اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن ابی بکر کو
بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لیجا پس چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے پھر عمرے سے فارغ ہو کر دونوں یہاں چلے
آؤ کہ میں تمہارا منتظر ہوں یہانتک کہ تم میرے پاس آؤ عائشہ رض نے کہا کہ ہم حرم سے باہر نکلے یہانتک کہ جب ہم
دونوں طواف سے فارغ ہوئے تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سحری کے وقت آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا تم فارغ ہو چکے ہو میں نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں کوچ کا حکم کیا سو لوگوں نے
کوچ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف روانہ ہوئے امام بخاری نے کہا کہ یصدرون کا لفظ باب صدر یصدر
سے نکلا ہے یصدر صدورا بھی کہتے ہیں اور صدر یصدر صدرا بھی کہا جاتا ہے یعنی باب تصریف جس سے آتا ہے لوٹ
پائی اور دوسری اور معناے نفر کہتے ہیں منا سے پھرنے کو کہ حاجی گروہ گروہ ہو کر منا سے پھرتے ہیں اور یہ دوبار ہوتا ہے
ایک بارھوین ذی حجہ کو اور ایک تیرھوین کو ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کے مہینے اونکے نزدیک معلوم اور
مشہور تھے اسواسطے کہ عائشہ رض نے کہا کہ ہم حج کے مہینوں میں نکلے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ باب التمتع والاقران لقران
والافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم یکن معہ ھدی تمتع اور قران اور افراد کا بیان اور حج کا فسخ کرنا اوسکو جسکے

ساتھ قربانی نہ ہو **فــ** حج کرنے والے تین قسم پر ہیں ایک تو متمتع ہے اور تمتع وہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے اول عمرے کا احرام باندھے اور خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے پھر بال منڈوا کر حلال ہو جاوے اور احرام اوتار ڈالے اور مکے میں بیٹھا رہے پھر آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو حج کا احرام حرم سے باندھ کر حج ادا کرے اور دوسرا قارن ہے اور قارن وہ ہے کہ حج اور عمرے دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے اور ایک احرام سے دونوں ادا کرے یا پہلے عمرے کا احرام باندھے پھر طواف سے پہلے حج کو اوس میں داخل کرے یا اوسکے بالعکس کرے لیکن ان دونوں میں خلاف ہے اور تیسرا مفرد ہے اور مفرد وہ ہے کہ نرے حج کا احرام باندھے پھر عمرہ کرے نعم الباری میں لکھا ہے کہ سلف کی عرف میں قران کو بھی تمتع کہتے ہیں ابن عبد البر نے کہا کہ اسمیں کسی کو اختلاف نہیں کہ آیت فمن تمتع بالعمرة الى الحج میں بھی تمتع مراد ہے کہ حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرے پھر حج کرے اور حج کو فسخ کرکے عمرہ کرنا یہ بھی تمتع ہے اور قران میں یوں کہے لبیک بحجة وعمرة یعنی حاضر ہوں تیری خدمت میں اسے الٰہی ساتھ حج اور عمرے کے اور اسکے جائز ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور افراد میں یوں کہے لبیک بحج اور فسخ حج کا یہ ہے کہ اول حج کا احرام باندھے پھر عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالے پس ہوگا تمتع اور اسکے جواز میں مختلف ہیں انتہیٰ حدثنا

عُثمانُ قالَ حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَن مَنصُورٍ عَن اِبراهِيمَ عَنِ الاَسوَدِ عَن عائِشَةَ قالَت خَرَجنا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَلا نَرىٰ اِلّا اَنَّهُ الحَجُّ فَلَمّا قَدِمنا تَطَوَّفنا بِالبَيتِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَن لَم يَكُن ساقَ الهَديَ اَن يَحِلَّ فَحَلَّ مَن لَم يَكُن ساقَ الهَديَ وَنِساؤُهُ لَم يَسُقنَ فَاَحلَلنَ قالَت عائِشَةُ فَحِضتُ فَلَم اَطُف بِالبَيتِ فَلَمّا كانَت لَيلَةُ الحَصبَةِ قُلتُ يا رَسُولَ اللهِ يَرجِعُ النّاسُ بِعُمرَةٍ وَحَجَّةٍ وَاَرجِعُ اَنا بِحَجَّةٍ قالَ وَما طُفتِ لَيالِيَ قَدِمنا مَكَّةَ قُلتُ لا قالَ فَاذهَبي مَعَ اَخِيكِ اِلَى التَّنعِيمِ فَاَهِلّي بِعُمرَةٍ ثُمَّ مَوعِدُكِ كَذا وَكَذا وَقالَت صَفِيَّةُ ما اُراني اِلّا حابِسَتَكُم قالَ عَقرىٰ حَلقىٰ اَوَما طُفتِ يَومَ النَّحرِ قالَت قُلتُ بَلىٰ قالَ لا بَاسَ اِنفِري قالَت عائِشَةُ فَلَقِيَني النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصعِدٌ مِن مَكَّةَ وَاَنا مُنهَبِطَةٌ عَلَيها اَو اَنا مُصعِدَةٌ وَهُوَ مُنهَبِطٌ مِنها

ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو نکلے اور نہ گمان کرتے تھے ہم مگر یہ کہ حج کا احرام ہے سو جب ہم مکے میں آئے تو ہم نے خانے کعبے کا طواف کیا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ جو قربانی ساتھ نہ لایا ہو وہ عمرہ کرکے حج کا احرام اوتار ڈالے سو جو قربانی ساتھ نہ لایا تھا اوس نے احرام اوتار ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان قربانی ساتھ نہ لائی تھیں سو اونہوں نے عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالا عائشہ رضہ نے کہا کہ مجکو حیض ہوا سو میں نے خانے کعبے کا طواف نہ کیا سو جب محصب کی رات آئی جبکہ آپ محصب میں اوترے تو میں نے کہا یا حضرت لوگ حج اور عمرہ دونو کرکے پھرتے ہیں اور میں صرف حج کرکے پھری ہوں یعنی میرا عمرہ فوت ہوا فرمایا

جب ہم مکے مین آئی ہین تو نے طواف نہین کیا مینے کہا نہین فرمایا تو اپنے بہائی کے ساتھ تنعیم مین جا اور وہان سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر پہر جگہ وعدے تیرے کی فلانی فلانی ہے کہ وہان مجہکو آملنا صفیہ رض نے کہا کہ مین نہین گمان کرتی اپنے تئین مگر کہ لوگون کو روکنے والی ہون یعنے اسواسطے کہ مجہکو حیض آیا ہے اور مین نے طواف وداع نہین کیا فرمایا کہ خدا اوسکو ہلاک اور زخمی کرے کیا تو نے طواف زیارت نہین کیا اوسنے کہا کیون نہین فرمایا کچھ ڈر نہین چل کہ طواف وداع حائضہ سے ساقط ہے عائشہ رض نے کہا کہ مجہکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملے اس حال مین کہ آپ مکے سے چڑہنے والے تہے اور مین اوسکی طرف اوترنے والی تہی یا کہا کہ مین اوس سے چڑہنے والی تہی اور آپ اوترنے والے تہے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کی وفیہ المطابقة للترجمة اور اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رض اور باقی سب صحابہ نے پہلے نرے حج کا احرام باندہا تہا لیکن دوسرے عروہ کی روایت مین آیا ہے کہ ہم مین سے بعض نے عمرہ کا احرام باندہا تہا اور بعض نے دونو کا اور بعض نے صرف حج کا سو پہلی روایت اسپر محمول ہے کہ حضرت عائشہ رض نے بہا ہیت کا دستور بیان کیا کہ حج کے دنون مین عمرہ جائز نہ رکہتے تہے پس نکلے اسحال مین کہ نہ پہچانتے تہے مگر نرے حج کو پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی وجہین اونکو بتلائین اور بیان فرمایا کہ حج کے مہینون مین عمرہ کرنا درست ہے اور حضرت عائشہ نے خود پہلے نرے حج کا احرام باندہا تہا اسود کی حدیث اسپر محمول ہے پہر حج کو فسخ کرکے عمرے کا احرام باندہا پس متمتع ہوگئین عروہ کی حدیث اسپر محمول ہے پہر جب اونکو حیض ہوا تو اوس وجہ سے کعبے کا طواف نہ کرسکین تو حج کا احرام باندہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کہا ہے تو اس صورت مین قارن ہوئین پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے بعد اونکو تنعیم سے عمرہ کرنے کو فرمایا واسطے خوش کرنے دل ونکے کی کہ عمرے مین عائشہ رض نے کعبے کا طواف نہ کیا تہا واللہ اعلم یہ اتنا میسر ہے من تلخیص مانی فتح الباری حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حجة الوداع مین ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ہم مین سے بعض نے نرے عمرہ کا احرام باندہا تہا اور بعض نے حج اور عمرے دونو کا احرام باندہا تہا اور بعض نے نرے حج کا احرام باندہا تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندہا تہا سو جس نے نرے حج کا احرام باندہا تہا یا حج اور عمرے دونو کا احرام باندہا تہا سو نہ حلال ہوے یہانتک کہ قربانی کا دن ہوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَاَنْ

بالحج

بِجَمْعٍ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ ترجمہ مروان رض سے روایت ہے کہ حاضر ہوا میں پاس عثمان رض کے اور علی رض کے یعنے حج میں سو عثمان رض تمتع سے منع کرتے تھے اور اس سے کہ حج اور عمرے دونوں کو جمع کیا جاوے یعنے قران سو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عثمان رض اس سے منع کرتے ہیں تو دونوں کا احرام باندھا اور کہا لبیک بحجۃ و عمرۃ اور کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کسی کے کہنے سے نہ چھوڑوں گا **ف** حضرت عثمان رض لوگوں کو تمتع اور قران سے منع کرتے تھے لیکن اونکی یہ غرض نہیں تھی کہ تمتع اور قران مطلق درست نہیں بلکہ اونکی یہ غرض تھی کہ لوگ افراد کے ساتھ عمل کریں کہ وہ اونکے نزدیک افضل ہے واسطے زیادہ ہونے ثواب کے سو حضرت علی رض نے قران کیا اور دونوں کا اکٹھا احرام باندھا تاکہ دوسرا کوئی آدمی عثمان رض کی نہی کو حرمت پر حمل نہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ تمتع اور قران بالکل درست نہیں سو اوسکے جواز کو شائع کر دیا اور نسائی کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی اور اونکے اصحاب نے تمتع کیا اور حضرت عثمان رض نے اونکو منع نہ کیا علی رض نے عثمان سے کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا عثمان رض نے کہا ہاں سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان رض نے نہی سے رجوع کیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید لازم نہیں کہ عثمان رض نے علی رض پر انکار نہ کیا اور یہ کہ عالم کے پاس جو علم ہو اوسکو ظاہر کرے اور لوگوں میں پھیلاوے انتہے (فتح) اور اگر کوئی کہے کہ خلاف عثمان رض کا تمتع ہی میں تھا پس حضرت علی رض کے قران کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمتع بھی جائز ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد متعہ عمرہ ہے اشہر الحج میں ہو یا اوس سے پہلے ہووے اور برابر ہے کہ حج کے ضمن میں ہوتا تھا اور چونکہ متعہ میں ایک قسم کی تخفیف ہے جیسے کہ قران میں ہے تو دونو کا حکم ایک ہے اور قران کا جواز اوسکے جواز کو مستلزم ہے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرٌ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جاہلیت والوں کا دستور تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرے کرنے کو زمین میں بہت بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کو صفر کر ڈالتے تھے یعنے صفر کو حرام کے مہینوں میں داخل کرتے تھے اور محرم کو حرام کے مہینوں سے خارج کرتے تھے تاکہ پے در پے حرام کے تین مہینے جمع نہ ہو ویں اور ایک دوسرے کی لوٹ سے یکبارگی باز نہ رہیں اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ اچھی ہوئی اور زخم کا اثر دور ہوا جو کہ راہ چلنے سے اونٹوں کی پیٹھ پر پڑ جاتا تھا اور صفر کا مہینہ کہ دراصل وہ محرم تھا تمام ہوا تو عمرہ کرنے والے کو عمرہ حلال ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب چوتھی تاریخ ذی حجہ کو مکے میں آئے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے سو حکم کیا اونکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ گردانیں حج کو عمرہ یعنے عمرہ

کر کے حج کا احرام اوتار ڈالین اصحابؓ نے عرض کی کہ یہ کونسا حلال ہونا ہے یعنے احرام اوتار ڈالنے سے ہمکو کونسی چیز درست ہوگی فرمایا تمام چیزین تمکو حلال ہوجاوینگی یہانتک کہ عورتون سے جماع کرنا بھی **ف** حرام کے مہینے چار ہین ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب ان چار مہینون مین ایک دوسرے سے لڑنا حرام تہا پس جاہلیت کے وقت یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے کا فرون کا دستور تہا کہ آپسمین ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور ایک دوسرے کو جبر الوٹ لیتے تھے کوئی مسافر راہ چلنے نہ پاتا تہا آپسمین سخت کشت خون ہوتی تھی لیکن جب حرام کے مہینے آتے تو آپسمین ایک دوسرے کی مار دھاڑ سے باز رہتے تھے تمام ملک مین امن ہوجاتا تہا کوئی کسی سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا تہا کفار ان مہینون حرام کی بڑی تعظیم کرتے تھے لیکن اونکی ضلالت تھی کہ جب محرم مین لڑنے کی ضرورت پڑتی تو اوسکا نام صفر کہہ کر اوسمین لڑتے تھے اور اوسکی حرمت صفر پر ڈالدیتے تھے سو خدا نے اسپر اونکی تضلیل کی اور فرمایا کہ کافر گمراہ ہین کہ حرام کے مہینے کو تاخیر کردیتے ہین اور ایک ضلالت اونکی یہ تھی کہ حج کے مہینون مین عمرہ کرنے کو بڑا گناہ جانتے تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونکے اس اعتقاد کو باطل کیا اور بیان فرمایا کہ حج کے مہینون مین عمرہ کرنا درست ہی اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ وجہ تعلق جواز عمرے کی ساتہ گذرنے صفر کے باوجود محرم اور صفر حج کے مہینون مین سے نہین یہ ہی کہ جب وہون نے محرم کو صفر ٹہیرایا اور اکثر اوقات اپنے شہرون مین نہ ٹہیرتے اور نہین اچھے ہوتے تھے اونٹ اونکے گر نزدیک گذرنے اوسکے تو اونہون نے اوسکو اشہر الحج کے ساتہ ملایا بطور تبعیت کے عمرے کے مہینون مین سے پہلا مہینہ محرم کو گردانا جو کہ دراصل صفر تہا اور عمرہ اونکے نزدیک غیر اشہر الحج تہا انتہے ملخصًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِالْحِلِّ ترجمہ ابو موسے رضہ سے روایت ہی کہ مین یمن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو حکم کیا مجہکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتہہ اوتار ڈالنے احرام کے یعنے عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالون حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ ترجمہ حضرت حفصہ رضہ سے روایت ہی کہ مینے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا حال ہے لوگون کا کہ عمرہ کرکے حلال ہوگئے ہین اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہوے فرمایا مینے اپنا سر گوند وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے مین ہار ڈالا ہے یعنے مین اپنے ساتہہ قربانی لایا ہون سو مین احرام نہ اوتارون گا یہانتک کہ منا مین قربانی ذبح کرون **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی ہدی ساتہہ لایا ہو وہ عمرے کے ساتہ حلال نہین ہوتا یہانتک کہ تمام ہوے

فارغ ہو اور قربانی ذبح کرے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور احمد وغیرہ کا اور جاننا چاہیے کہ بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مفرد تھے اور بعضی حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمتع تھے اور اکثر حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے سو تطبیق ان روایتون مین اسطور سے ہے در حقیقت تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے یعنے پہلے نرے حج کا احرام باندھا تھا پہر عمرے کو حج مین داخل کیا یہ معنے ہین کہ ابتدا ہی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونو کا احرام باندھا تھا اور احتمال ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی فقط لَبَّیْکَ بِحَجَّةٍ کہتے ہون اور کبھی بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ اور کبھی بِعُمْرَةٍ سو جس نے جو سنا وہی یاد رکھا پہر امام ابو حنیفہ اور ثوری اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ قران افضل ہے افراد اور تمتع سے اور یہی قول ایک جماعت اصحاب اور تابعین کا اور یہی قول مختار ہے نزدیک مزنی اور ابن منذر اور ابو اسحاق کے اور ایک جماعت اصحاب اور تابعین وغیرہ کی نزدیک تمتع افضل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تینون برابر ہین اور امام احمد کے نزدیک اگر قربانی ساتھ لایا ہو تو قران افضل ہے اور اگر قربانی ساتھ نہ لایا ہو تو تمتع افضل ہے اور جسکا یہ ارادہ ہو کہ مین پہر اسر نو اپنے وطن سے عمرے کا احرام باندہ کر عمرہ کرونگا تو اوسکے واسطے افراد افضل ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے طرف انصاف کی اور زیادہ تر موافق ہے ساتھ حدیثون کے اور بعضے ان حدیثون مختلفہ مین اسطور سے تطبیق دیتے ہین کہ جس حدیث مین یہ آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفرد تھے قارن نہ تھے وہ حدیث محمول ہے اول حال پر کہ ابتدا مین آپ مفرد تھے قارن نہ تھے اور جس حدیث مین یہ آیا ہے کہ آپ متمتع تھے تو مراد اوس سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمتع کا حکم اپنے اصحاب رض کو کیا اور جس حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قارن تھے تو وہ محمول ہے اخیر حال پر کہ اخیر مین آپنے عمرے کو حج مین داخل کیا اور اسی پر ثابت رہے یہانتک کہ حج سے فارغ ہوئے شیخ ابن حجر نے کہا کہ یہ تطبیق سب سے معتبر ہے انتہے ملخصًا (فتح) حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَمَرَنِي فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ لِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي أَقِمْ عِنْدِي وَأَجْعَلُ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِمَ فَقَالَ لِلرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتُ ترجمہ ابو جمرہ رض سے روایت ہے کہ مینے تمتع کیا سو کچھ لوگونے مجھکو اوس سے منع کیا سو مینے ابن عباس رض سے پوچھا سو حکم کیا مجھکو ابن عباس رض نے تمتع کرنے کا سو مینے خواب مین دیکھا کہ گویا ایک مرد مجھکو کہتا ہے کہ تیرا حج مقبول ہے اور تیرا عمرہ بھی قبول ہے سو مینے یہ خواب ابن عباس رض سے کہی ابن عباس رض نے کہا کہ تمتع کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو مین عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالتا پہر کیون قبول نہ ہو پہر ابن عباس رض نے مجھکو کہا کہ تو میرے پاس

ٹہیر جا اور میں تیرے واسطے اپنے مال میں کچھ حصہ مقرر کردونگا کہا شعبہ نے کہ میں نے کہا ابو جمرہ سے کیوں ابن عباس تمہارے واسطے اپنے مال کا حصہ مقرر کرتے تھے سو کہا ابو جمرہ نے واسطے اوس خواب کے
کہ میں نے دیکھا تھا یعنی وہ موافق سنت کے ہی حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ قَالَ قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ
فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَقَالَ لِيْ اُنَاسٌ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ تَصِيْرُ الْاٰنَ حَجَّتُكَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ
عَلٰى عَطَاءٍ اَسْتَفْتِيْهِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهٗ وَقَدْ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ اَحِلُّوْا مِنْ اِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوْا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوْا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِيْ
قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوْا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوْا مَا اَمَرْتُكُمْ فَلَوْلَا اَنِّيْ
سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَمَرْتُكُمْ وَلٰكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّيْ حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ
فَفَعَلُوْا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ شِهَابٍ لَيْسَ لَهٗ مُسْنَدٌ اِلَّا هٰذَا ترجمہ ابو شہاب سے روایت ہے کہ کہا میں
آٹھوین تاریخ سے تین دن پہلے مکے مین آیا اس حال مین کہ متمتع تہا تو مجھکو مکے کی بعض لوگون نے کہا کہ اب تیرا حج
مکی ہوگا یعنے اوسمین کم ثواب ہوگا کہ تونے تمتع کیا اب تو حج کا احرام مکے سے باندہیگا تو مین یہ مسئلہ پوچھنے
کو عطا کے پاس گیا سو عطا نے کہا کہ حدیث بیان کی مجہسے جابر نے کہ اوسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا
جسدن قربانی ساتھ لی اور اصحاب نے نرے حج کا احرام باندہا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ کعبے کا
طواف اور صفا مروہ کی سعی کرکے احرام اوتار ڈالو اور اپنے بال کترواؤ پھر حلال ہوکر مکے مین ٹھیرے رہو یہانتک کہ
جب آٹھوین ذیحجہ کا دن ہو تو حج کا احرام باندہو اور جسکے ساتھ تم آئے ہو یعنے حج مفرد جسکا تمنے احرام باندہا ہے
اوسکو متعہ کردو یعنے عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالنا اصحاب نے کہا کہ ہم اوسکو کسطرح متعہ کرڈالیں حالانکہ ہمنے اوسکا نام
حج رکہا اور حج کی نیت سے احرام باندہا یعنے یہ کس طرح درست ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مینے تمکو حکم کیا سو کرو
اگر مین اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو البتہ کرتا مانند اوسکی کہ حکم کیا مینے تمکو لیکن مجھکو کوئی چیز حلال نہین ہوگی یعنے جو
بسبب احرام کے حرام ہوئی ہے یہانتک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ منا مین پہونچے ف اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جس نے عمرے کا احرام باندہا ہو اور قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ حلال نہین ہوتا یہانتک کہ قربانی ذبح کرے
منا مین ف اور شافعیہ اور مالکیہ اسکے مخالف ہین حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْاَعْوَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَهُمَا بِعُسْفَانَ
فِي الْمُتْعَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيْدُ اِلَّا اَنْ تَنْهٰى عَنْ اَمْرٍ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
عُثْمَانُ دَعْنِيْ عَنْكَ قَالَ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا ترجمہ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ
حضرت علی اور عثمان تمتع مین جہگڑے اور وہ دونو عسفان مین تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا چھتیس میل مکے سے

جس دن آٹھوین ہو اسکو یوم ترویہ بھی کہا

علی رضنے کہا کہ تو ایسے فعل سے کیون منع کرتا ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا سو جبکہ علی رضنے دیکھا کہ یہی بات
حق ہے تو حج اور عمرے دونکا احرام باندھا ف مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرنے سے یہ ہے کہ آپنے لوگون کو اوسکی
کرنے کا حکم کیا اور باقی بیان اسکا اوپر انکو ہو چکا ہے فارجع الیہ اور اس باب کی حدیثون سے ترجمے کے سب مسئلے ثابت
ہوتے ہین عائشہ رض کی حدیث سے تو فسخ اور افراد معلوم ہوتا ہے اور حضرت علی رض کی حدیث سے تمتع اور قران سمجھا جاتا ہے
اور ابن عباس رض کی حدیث سے بھی فسخ سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح ابی موسے کی حدیث سے بھی فسخ معلوم ہوتا ہے اور
حفصہ رض کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی حج اور عمرے کے ساتھ تمتع کرے اور قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ احرام سے
حلال نہین ہوتا یہانتک کہ منا مین قربانی ذبح کرے اور اسی طرح جابر کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اور
اسیطرح دوسری حدیث ابن عباس رض کی سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع جائز ہے اور اسیطرح جابر کی حدیث سے بھی وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ (فتح) **بَابُ مَنْ لَبّٰى بِالْحَجِّ وَسَمَّاهُ** اگر کوئی نرے حج کا تلبیہ کہے اور اوسکا نام لے یعنے حج کا تو اوسکا کیا حکم
ہے **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنَا جَابِرُ
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُولُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً ترجمہ جابر رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو آئے
اور ہم نرے حج کا تلبیہ کہتے کہ لبیک بالحج یعنے ہمنے نرے حج کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم
کیا اوسکے فسخ کرنیکا سو ہمنے عمرہ کرکے حج کا احرام اوتار ڈالا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ
عمرے کے کہ عمرہ کرکے حج کا احرام اوتار ڈالے اور یہی قول ہے امام احمد اور ایک جماعت کا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ
حدیث منسوخ ہے کما تقدم **بَابُ التَّمَتُّعِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے مین تمتع کرنے کا بیان ف اس باب مین اشارہ ہے طرف اسکی کہ اس مسئلے مین اختلاف ہے اگرچہ بعد کو جواز
پر قرار پایا (فتح) **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ** قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُطَرِّفٌ عَنْ
عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ
مَا شَاءَ ترجمہ عمران بن حصین رض سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تمتع کیا اور اوس کے
جواز کے ساتھ قران اوترا یعنے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ الاٰیۃ اور ایک مرد یعنے عمر نے جو اپنی راے سے چاہا کہا ف
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمتع کرنا درست ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین لوگون نے تمتع کیا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
لیکن حضرت عمر رض تمتع سے منع کرتے تھے تاکہ لوگ افراد پر عمل کرین کیونکہ افراد اونکے نزدیک افضل تھا اونکی یہ غرض نہین تھی
کہ تمتع کرنا جائز نہین بلکہ درحقیقت عمر رض بھی اوسکو جائز کہتے تھے اور حضرت عثمان رض کی راے بھی موافق عمر رض کے تھی
پس تمتع کے اصل جواز مین کسی کو اختلاف نہین اور اس حدیث مین رد ہے اون لوگون پر جو کہتے ہین کہ جس متعہ سے عمر اور عثمان

منع کرتے تھے وہ فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے اسلیے کہ اسکے بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ وہ متعہ حج کا تھا اور اس حدیث سے یہ
بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے فسخ کرنا قران کا ساتھ قران کے اور اسمیں کسی کو اختلاف نہیں اور یہ کہ جائز ہے نسخ کرنا ساتھ
حدیث کے وفیہ اختلاف اور وجہ دلالت کی اس حدیث سے اسطور پر ہے کہ راوی نے کہا کہ آپ نے متعہ سے منع نہیں فرمایا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تو منع ہوجاتا اور یہی معنے نسخ کا ہے اور اس سے یہ
بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجماع ناسخ نہیں ہوسکتا کہ راوی نے وجوہ منع سے کی آیت اور حدیث میں حصر کین اور یہ کہ جائز ہے
انکار بعض مجتہدین کا بعض پر ساتھ نص کے اور یہ کہ اصحاب بعض احکام میں اجتہاد کرتے تھے (فتح) **بَابُ قَوْلِ**
اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ یہ حکم قربانی یا دس روزوں
کا اوسکو ہے جسکے گھروالی نہوں رہتے مسجد حرام پاس یعنی حج اور عمرے کو ساتھ تمتع کرنیوالے پر اوسوقت قربانی آتی
ہے کہ مکے میں نہ رہتا ہو اسواسطے کہ مکے کے رہنے والوں پر قربانی نہیں **وَقَالَ اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ**
الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ
عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ اَهَلَّ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَاَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ
وَاَهْلَلْنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا اِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً اِلَّا مَنْ
قَلَّدَ الْهَدْيَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَقَالَ مَنْ قَلَّدَ
الْهَدْيَ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ثُمَّ اَمَرَنَا عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ اَنْ نُهِلَّ بِالْحَجِّ فَاِذَا
فَرَغْنَا مِنَ الْمَنَاسِكِ جِئْنَا فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ تَمَّ حَجُّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْيُ كَمَا قَالَ
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ
اِلٰى اَمْصَارِكُمْ الشَّاةُ تَجْزِيْ فَجَمَعُوْا نُسُكَيْنِ فِيْ عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ وَ
سُنَّةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَاحَهٗ لِلنَّاسِ غَيْرَ اَهْلِ مَكَّةَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ
اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو
الْحِجَّةِ فَمَنْ تَمَتَّعَ فِيْ هٰذِهِ الْاَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ اَوْ صَوْمٌ وَالرَّفَثُ الْجِمَاعُ وَالْفُسُوْقُ الْمَعَاصِيْ وَالْجِدَالُ
الْمِرَاءُ ترجمہ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تمتع کا حکم پوچھا کہ درست ہے یا نہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین اور انصار اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں نے حج کا احرام باندھا اور ہمنے بھی حج
کا احرام باندھا سو جب ہم مکے کے قریب پہونچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کر ڈالو
مگر جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ احرام نہ کھولے سو ہم نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے
یعنی اور پھر ہمنے احرام اوتار ڈالا اور عورتوں سے صحبت کی اور جدید کپڑے پہنے اور فرمایا کہ جس نے ہدی کے گلے میں

ہار ڈالا ہو اوسکو احرام کھولنا درست نہیں یہانتک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ منا مین پہونچکر ذبح ہو وے پہر آٹھوین ذیحجہ کی ظہر کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حج کے احرام باندہنے کا حکم کیا سو جب ہم حج کے افعال سے فارغ ہوئے تو آئے سو ہمنے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے سو ہمارا حج تمام ہوا اور واجب ہوئی ہمپر قربانی ذبح کرنی جیسے کہ خدا تعالے نے فرمایا سو جو میسر ہو قربانی کرے پہر جسکو پیدا نہ ہو تو تین روزے رکہے حج کے دنون مین اور سات روزے جب پہر کر جاؤ طرف اپنے شہرون کی اور بکری کی قربانی کافی ہے سو لوگون نے ایک سال مین دو عبادتین جمع کین یعنے حج اور عمرہ دونو ساتھ ہی ادا کیے پس تحقیق خدا نے اپنی کتاب مین اوسکا حکم اوتارا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو مشروع اور مباح کیا سوا مکے والون کے خدا نے فرمایا کہ یہ حکم اوسکو ہے جسکے گہر والے نہ رہتے ہون پاس مسجد حرام کے اور حج کے مہینے جنکو خدا نے اپنی کتاب مین ذکر کیا شوال ہے اور ذیقعدہ اور ذیحجہ سو جو کوئی ان مہینون مین تمتع کرے تو واجب ہوتا ہے دم یعنے ذبح کرنا جانور کا یا روزہ اور رفث کے معنے ہین عورت سے جماع کرنا اور فسوق کے معنے ہین گناہ کرنا اور جدال کے معنے لڑائی ہین **ف** فتح الباری مین لکہا ہے کہ حاضرے المسجد کے معنے مین سلف کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے فقط اہل مکہ ہین یہ قول امام مالک کا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے طحاوی نے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اوس سے اہل حرم ہین یہ قول طاؤس اور ایک جماعت کا ہے اور یہی ظاہر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جو احرام باندہنے کی جگہون سے اندر رہتے ہون وہ مراد ہین یہ قول مکحول کا ہے اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور جدید قول یہ ہے کہ مراد اوس سے وہ لوگ ہین جو مسافت قصر سے اندر رہتے ہون اور یہی قول ہے امام احمد کا اور امام مالک نے کہا کہ مراد اوس سے اہل مکہ و منی جو لہا ہین سوای اہل منا اہل اور سوائے اہل منا اور عرفہ کے اور یہ کہا کہ آٹھوین ذیحجہ کو ظہر کے بعد حج کا احرام باندہنا سو اسمین رد ہے حنیفہ پر کہ اونکے نزدیک مستحب ہے مقدم کرنا آٹھوین پر اور شافعیہ کے نزدیک خاص ہے استحباب اوسکا ساتھ دن ترویہ کے بعد زوال کے اور یہ جو فرمایا کہ حج کے دنون مین تین روزے رکہے تو مراد اوس سے یہ ہے کہ حج کے مہینون مین بعد احرام کے پہلے دن نحر کے تین روزے رکہے اور اخیر دن اوسکا عرفہ ہے یعنے ساتوین آٹھوین نوین کو رکہے اور اگر ان دنون مین نہ رکہے تو دن نحر کے بعد تشریق کے تین دنون مین رکہے یعنے گیارہوین بارہوین تیرہوین یہ قول زہری اور اوزاعی اور مالک کا ہے اور قدیم قول امام شافعی رح کا بہی یہی ہے اور جدید قول یہ ہے کہ نہ رکہے کہ تشریق کے دنون مین روزہ رکہنا منع ہے اور سات دن جبکہ پہرے طرف اہل اپنے کی یعنے فارغ ہو افعال حج سے اگرچہ مکے مین ہو اور حنیفہ کے نزدیک اہل مکہ کا متعہ نہین پس نہ اونپر قربانی ہے اور نہ روزہ اور بعضے کہتے ہین کہ اہل مکہ کو تمتع کرنا درست ہے لیکن اونپر فدیہ نہین اور جو کوئی غیر اشہر الحج مین عمرہ کرے اوسکو متمتع نہین کہا جاتا اور نہ اوسپر دم آتا ہے اور اسیطرح مکے والے کو بہی جمہور کے نزدیک متمتع نہین کہا جاتا اور بعضے کہتے ہین

کہ جو کوئی حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر اپنے شہر کی طرف پھر جاوے اور وہاں سے پھر آکر حج کرے یہ قول حسن بصری کا ہے اور یہ مبنی ہے اسبات پر کہ تمتع جمع ہونا حج اور عمرے کا ہے حج کے مہینوں میں لیکن جمہور کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ حاجی حج اور عمرے دونوں کو ایک سفر میں جمع کرے حج کے مہینوں میں ایک سال اور یہ کہ عمرہ حج سے پہلے کرے اور یہ کہ مکے میں رہنے والا نہ ہو اور اگر ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی موجود نہ ہو تو وہ تمتع نہیں انتہے ملخصًا (فتح)

بَابُ الْاِغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ جب کوئی احرام باندھ کر مکے میں آوے تو غسل کرے **ف** ابن منذر نے کہا کہ مکے میں داخل ہونے کے وقت نہانا سب علما کے نزدیک مستحب ہے، اور اوسکی ترک پر فدیہ نہیں آتا اور اکثر کہتے ہیں کہ اوسکے بدلے وضو بھی کافی ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر غسل سے عاجز ہو تو تیمم کر لیوے انتہے (فتح)

حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا دَخَلَ اَدْنَى الْحَرَمِ اَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ **ترجمہ** نافع رض سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر جب داخل ہوتے نزدیک میں حرم کے تو لبیک کہنے سے باز رہتے پھر مقام ذی طوی میں رات کاٹتے پھر اوسمیں صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور حدیث بیان کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فعل کرتے تھے یعنے غسل کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں داخل ہونے کیوقت غسل کرنا مستحب ہے، وفیہ المطابقة للترجمة اور ذی طوے ایک جگہ کا نام ہے قریب مکہ کے اندر حرم کے **بَابُ دُخُوْلِ مَكَّةَ نَهَارًا اَوْ لَيْلًا** دن کو یا رات کو مکے میں داخل ہونے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ **ترجمہ** ابن عمر رض روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طوی میں رات کاٹی یہانتک کہ صبح کی پھر مکے میں داخل ہوئے یعنے بعد نماز فجر کے اور ابن عمر بھی یہ فعل کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے، داخل ہونا مکے میں دن کو وفیہ المطابقة للترجمة اور رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں کبھی داخل نہیں ہوے مگر عمرہ جعرانہ میں کہ اوسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو مکے میں داخل ہوئے اور پھر رات ہی میں پلٹ گئے اور نخعی نے کہا کہ لوگ مستحب رکھتے تھے یہ کہ مکہ میں دن کو داخل ہوں اور رات کو نکلیں انتہے (فتح) **بَابُ مِنْ اَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ** کس راہ سے مکے میں داخل ہووے **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ مَعْنٌ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوتے مکے میں اونچے ثنیہ یعنے پہاڑی کی طرف کہ بطحا میں ہے اور نکلتے نیچے ثنیہ کی طرف سے کہ مکے سے نیچے ہے **بَابُ مِنْ اَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ** مکے سے

کس راہ سے نکل کر اپنے وطن کو جاوے حدثنا مسدد بن مسرهد البصری حدثنا یحیی عن عبید الله عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم دخل مكة من كداء من الثنية العليا التي بالبطحاء ويخرج من الثنية السفلى ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین داخل ہوئے کدا سے یعنی اونچے ثنیہ کی طرف سے جو بطحا مین ہے اور نیچے ثنیہ کی طرف سے باہر نکلے یعنی ایک راہ سے آتے اور دوسری راہ سے کہ اوسکے مقابل ہے جاتے حدثنا الحمیدی و محمد بن المثنی قالا حدثنا سفیان بن عیینة عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم لما جاء الی مكة دخلها من اعلاها وخرج من اسفلها ترجمہ عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین آئے تو بلندی کی طرف سے اوسمین داخل ہوئی کہ اوس طرف ذی طوی اور مقبرہ معلے ہی اور اوسکے نیچے کی طرف سے نکلے حدثنا محمود حدثنا ابو اسامة قال حدثنا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل عام الفتح من كداء وخرج من كدی من اعلی مكة ترجمہ عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے مین کدا کی طرف سے داخل ہوئے کہ ایک پہاڑ ہے نزدیک مکہ کے اور نکلے کدی اونچی طرف مکے کی سے **ف** یہ حدیث ظاہر مین پہلی حدیثون کے مخالف ہی لیکن کرمانی نے کہا کہ یہ فتح مکہ کا ذکر ہے اور پہلی حدیثون مین حجة الوداع کا ذکر ہے واللہ اعلم حدثنا احمد قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنا عمرو عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل عام الفتح من كداء من اعلى مكة قال هشام وكان عروة يدخل على كلتيهما من كداء و كدی واكثر ما يدخل من كدی وكانت اقربهما الی منزله ترجمہ عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے مین کدا سے اونچی طرف سے داخل ہوئی ہشام نے کہا کہ عروہ دونون طرف سے داخل ہوتے تھے کدا سے بھی اور کدی سے بھی اور اکثر اوقات کدی سے داخل ہوتے تھے اور وہ اونکے گھر کی طرف نزدیک تھا حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب قال حدثنا حاتم عن هشام عن عروة قال دخل النبی صلی الله علیه وسلم عام الفتح من كداء من اعلى مكة وكان عروة اكثر ما يدخل من كدی وكان اقربهما الی منزله ترجمہ عروہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کو سال کدا سے اونچی طرف سے داخل ہوئی اور عروہ اکثر اوقات کدی کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور وہ اونکے گھر سے نزدیک تھا حدثنا موسی قال حدثنا وهيب قال حدثنا هشام عن ابیه قال دخل النبی صلی الله علیه وسلم عام الفتح من كداء وكان عروة يدخل منهما كلتيهما وكان اكثر ما يدخل من كدی اقربهما الی منزله قال ابو عبد الله كداء وكدی موضعان ترجمہ عروہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے سال مکے مین کدا کی طرف سے داخل ہوئے اور عروہ دونون طرف سے داخل ہوتے تھے لیکن اکثر اوقات کدی کی طرف سے داخل ہوتے تھے کہ وہ اونکے گھر کے قریب تھا امام بخاری نے کہا

باب من این یخرج من مکة ... من الثنیة العلیا التی بالبطحاء و ...

گر گدا اور کدی دو جگہوں کا نام ہے کہ پاس ہین مکے کے **باب فضل مکۃ وبنیانہا** مکے کی فضیلت اور اوسکے بنا
کا بیان وقولہ تعالی واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی و
عہدنا الی ابراھیم واسمعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود واذ قال ابراھیم
رب اجعل ھذا بلدا امنا وارزق اھلہ من الثمرات من امن منہم باللہ والیوم الاخر قال ومن
کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر واذ یرفع ابراھیم القواعد من
البیت واسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا
امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم یعنے اور اس آیت کا بیان اور
جب ٹھیرایا ہمنے یہ گھر کعبہ جگہ جمع ہونے لوگون کی اور پناہ اور کرکہو جہان کھڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہ اور کہدیا ہمنے ابراہیم
اور اسمعیل کو کہ پاک کر رکھو گھر میرا واسطے طواف کرنے والون کے اور اعتکاف کرنے والون کے اور رکوع اور سجدے والون
کے اور جب کہا ابراہیم نے ای رب کر اسکو شہر امن کا اور روزی دے اوسکے لوگون کو میوے جو کوئی اونمین سے یقین
لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اوسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنون پہر اوسکو قید کر بلاؤنگا
دوزخ کے عذاب مین اور بری جگہ پہونچے ہے اور جب وہ اٹھانے لگا ابراہیم بنیادین اوس گھر کے اور اسمعیل اے
رب ہمارے قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا ای رب ہمارے اور کر ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولادین بھی ایک
امت حکم بردار اپنی اور جتا ہمکو دستور حج کرنے کے اور ہمکو معاف کر تو ہی ہے اصل معاف کرنے والا مہربان **ف**
امن اور پناہ سے مراد یہ ہے کہ اوسمین کسی کو لڑنا درست نہین اور مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جسپر حضرت ابراہیم
کے قدم کا نشان ہے وہان نماز پڑھنی مستحب ہے کہ وہان کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور اسپر سب کا اتفاق ہے
کہ یہ امر استحبابی ہے اس آیت سے مکے کی بنیاد کا حال معلوم نہین ہوا لیکن کعبے کی بنیاد اوسکی بنیاد کا سبب ہے پس
ضمناً مکے کو بنانے کا حال بھی اس سے معلوم ہوتا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وکذا الحال فی مطابقۃ احادیث الباب
اور اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ خانہ کعبے کے اندر ہر نماز پڑھنی درست ہے فرض ہو یا نفل اور امام مالک
کہتے ہین کہ فرض درست نہین اور جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ ہمکو حج کے دستور جتا تو جبرائیل علیہ
السلام اوترے اور اونکو طواف اور سعی اور وقوف عرفہ سکھایا پہر مزدلفہ مین آئے پہر منا مین آخر تک سکہاتے تھے (فتح) حدثنا
عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابو عاصم قال اخبرنی ابن جریج قال اخبرنی عمرو بن دینار قال سمعت جابر
ابن عبد اللہ قال لما بنیت الکعبۃ ذھب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعباس ینقلان الحجارۃ فقال
العباس للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اجعل ازارک علی رقبتک فخر الی الارض فطمحت عیناہ الی السماء
فقال ارنی ازاری فشدہ علیہ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

عباس پتھر اوٹھا اوٹھا کر لیجانے لگے سو عباس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنا تہ بند مونڈھے پر رکھ لیں
یعنے اسلیے کہ جاہلیت کے وقت ننگے ہونا عیب نہ تہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہ بند کھولکر اپنے مونڈھے
پر رکھا تا کہ پتھرون کا صدمہ نہ پہونچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور آپ کی دونو آنکھین
آسمان کی طرف لگی رہین پہر فرمایا کہ میرا تہ بند مجھکو دو سو آپنے اپنا تہ بند لیکر باندہا **ف** طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے
کہ جاہلیت کے وقت کعبہ اسقدر اونچا تہا کہ بکری کا بچہ اوپر سے کود جاوے اور اسکے دو کونے نہ تہے اس شکل سے ▭
سو روم سے ایک کشتی آئی اور جدہ کے پاس آکر ٹوٹ گئی قریش خبر پا کر نکلے کہ اوسکی لکڑی لا کر کعبہ بناوین اور روم کا
ایک آدمی کشتی مین پایا وہ شیخ بتیلیے سو لکڑی کو اور اوس آدمی کو مکے مین لائے تا کہ خانہ کعبہ بنادین سو جب کعبے کے
پاس جاتے تہے تو وہان سے ایک سانپ منہ کہولے ہوئے نکلتا تہا سو خدا نے ایک جانور بہیجا کہ اوسکو اوٹہا
لے گیا اور کہین جا پہینکا سو قریش نے کعبہ ڈہا کر اوسکو پتہرون سے بنایا اور بیس ہاتھ اونچا کیا اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بہی موجود تھے اور اونکے ساتھ پتھر اوٹھا اوٹھا کر لاتے تہے عباس کے کہنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا
تہ بند کھولکر مونڈھے پر رکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پہر لیکر تہبند باندہا **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ**
عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَهَا اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا
تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ
عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ ترجمہ
عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ تو نے نہین دیکھا کہ تیری قوم یعنے قریش نے
جبکہ کعبہ بنایا تو اونہون نے ابراہیم کی بنیادون سے کم کر دیا تو مینے کہا کہ یا حضرت آپ اوسکو پہر کے بنا دیجیے ابراہیم
کی بنیاد پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو مین یون ہی کرتا عبد اللہ
نے کہا کہ اگر عائشہ رضہ نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو مین نہین گمان کرتا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو کہ آپنے چہوڑا ہو چومنا اون دو کونون کا کہ متصل حطیم کے ہین مگر اس سبب سے کہ خانہ کعبہ ابراہیم کی
بنیادون پر پورا نہین ہوا **ف** خانے کعبے کے دو کونے شمال کیطرف ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو نہین
چومتے تہے اس سبب سے کہ کعبے سے کچھ جگہ اوتر کی طرف چہوٹی ہوئی ہے باہر عمارت سے پس یہ دو کونے ابراہیم
کی بنیاد پر نہین **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا الْاَشْعَثُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ**

عن عائشة قالت سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن الجدار أمن البيت هو قال نعم قلت فما لهم
لم يدخلوه في البيت قال إن قومك قصرت بهم النفقة قلت فما شأن بابه مرتفعا قال فعل ذلك
قومك ليدخلوا من شاؤا ويمنعوا من شاؤا ولولا أن قومك حديث عهدهم بالجاهلية فأخاف أن
تنكر قلوبهم أن أدخل الجدر في البيت وأن ألصق بابه بالأرض ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حطیم خانہ کعبے میں داخل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے کہا کہ
اونہوں نے اوسکو کعبے میں داخل کیوں نہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری قوم یعنے قریش کا خرچ کم ہو گیا تھا تو خرچ
کی کمی سے اوسکو ابراہیم کی قدیم بنیاد پر نہ بنا سکے اوترکی طرف سات ہاتھ جگہ چھوڑ دی میں نے کہا کیا حال ہے اوسکے دروازے
کا کہ بلند کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام تیری قوم نے کیا تا جسکو چاہیں اوس میں داخل کریں اور
جسکو چاہیں باز رکھیں اور اگر تیرے قوم کی جاہلیت کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں اوسکو کعبے میں داخل کرتا میں ڈرتا ہوں
کہ اونکے دل انکار کریں اس سے کہ میں حطیم کو کعبے میں داخل کروں اور اوسکا دروازہ زمین کے ساتھ ملاؤں تاکہ ہر ایک
آدمی کعبے میں داخل ہووے **حدثنا** عبيد بن اسمعيل قال حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه
عن عائشة قالت قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم لولا حداثة قومك بالكفر لنقضت البيت
ثم لبنيته على أساس إبراهيم فإن قريشا استقصرت بناءه وجعلت له خلفا وقال ابو معاوية
حدثنا هشام خلفا يعني بابا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر
تیری قوم کا کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبے کو توڑ ڈالتا پھر اوسکو ابراہیم کی قدیم بنیاد پر بناتا کہ مقرر قریش نے اوسکی بنا
میں کمی کی اور میں اوسکا دوسری طرح دروازہ بناتا یعنے زمین کے برابر جیسے کہ پیچھے گذرا **حدثنا** بيان بن
عمرو قال حدثنا يزيد قال حدثنا جرير بن حازم قال حدثنا يزيد بن رومان عن عروة عن عائشة أن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها يا عائشة لولا قومك حديث عهد بجاهلية لأمرت
بالبيت فهدم فأدخلت فيه ما أخرج منه وألزقته بالأرض وجعلت له بابين بابا شرقيا و
بابا غربيا فبلغت به أساس إبراهيم فذلك الذي حمل ابن الزبير على هدمه قال يزيد وشهدت
ابن الزبير حين هدمه وبناه وأدخل فيه من الحجر وقد رأيت أساس إبراهيم حجارة كأسنمة
الإبل قال جرير فقلت له أين موضعه قال أريكه الآن فدخلت معه الحجر فأشار إلى مكان فقال
ههنا قال جرير فحزرت من الحجر ستة أذرع أو نحوها ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں البتہ کعبے کے ڈھانے کا حکم کرتا پس ڈھایا
جاتا سو جو چیز کہ اوس سے نکالی گئی ہے اوسکو اوس میں داخل کرتا یعنے حطیم کو اور اوسکو زمین کے ساتھ ملاتا اور اوسکے دو

دروازے بناتا ایک پورب کی طرف اور ایک پچھم کی طرف اور اوسکو مین ابراہیم کی بنیاد پر پہونچاتا پس یہ فرمان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث ہوا ابن زبیر کو اوسکے ڈہانے پر یزید نے کہا کہ مین حاضر تھا جبکہ ابن زبیر (نواسے
صدیق اکبر) نے کعبے کو ڈہایا اور اوسکو از سر نو بنایا اور حطیم اوسمین داخل کی اور دیکھی مینے بنیاد ابراہیم
کی پتھر مانند کوہان اونٹون کی جریر نے کہا کہ مینے یزید سے کہا کہ بنیاد ابراہیم کی کس جگہ ہے اوسنے کہا کہ مین تجھکو
وہ جگہ اب دکہاتا ہون سو مین اوسکے ساتہ حطیم مین داخل ہوا سو اوسنے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ابراہیم
کی بنیاد اسجگہ ہے جریر نے کہا کہ مینے حطیم سے اندازہ کیا چھ ہاتہہ یا مانند اوسکی ف جب عبد اللہ بن زبیر خلیفہ ہوئے
تو شام کا لشکر یزید بن معاویہ کی طرف سے ابن زبیر کے ساتہ لڑنے کو آیا سو یزید کے لشکر منجنیق سے کعبے مین پتھر پہینکے اور
آگ سے اوسکو جلایا پہر جب یزید کا لشکر پلٹ گیا یزید کی موت سننے سے تو عبد اللہ بن زبیر نے کعبے کو ڈہا کر از سر نو بنایا اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق حطیم کو اوسمین داخل کیا اور اوسکے دو دروازے بنائے ایک شرقی اور ایک غربی
کہ ایک سے لوگ داخل ہوتے تہے اور دوسرے سے نکلتے تھے پہر جب عبد الملک بن مروان کے عہد مین حجاج اوسکی طرف سے
مکے کا حاکم ہوا تو اوسنے عبد الملک کے حکم سے حطیم کو کعبے سے پہر باہر نکالدیا اور اوسکا غربی دروازہ بھی بند کردیا اور سابق
بنا پر اوسکو پہر بنایا کہتے ہین کہ عبد الملک نے اس بات پر پہر بہت افسوس کیا کہ مینے حجاج کو اوسکی اجازت کیون
دی اور کہتے ہین کہ کعبے کے پرنالے سے لیکر حطیم کے انتہا تک سترہ ہاتہہ جگہ ہے اور ایک ہاتہہ کا ثلث سو اوسمین سے
دو ہاتہہ اور ثلث ہاتہہ کا حطیم کی دیوار چوڑی ہے اور باقی پندرہ ہاتہہ جگہ حطیم کے اندر ہے پہر بعضے کہتے ہین کہ تمام
حطیم کعبے کے اندر داخل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ تمام حطیم کعبے کے اندر داخل نہین بلکہ جسقدر اوسمین سے کعبے کے
اندر داخل ہے وہ فقط سات ہاتہہ کے برابر ہے اور باقی جگہ زائدہ ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے ترک
کرنا مستحب امر کا اس خوف سے کہ بعض لوگون کے فہم اوس سے قاصر رہین اور یہ کہ حاکم باز رہے ایسے امر سے کہ لوگ اوس سے
انکار کرین اور ضرر پیدا ہونے کا خوف ہو اونکے دین مین یا دنیا مین اور یہ کہ دفع مفسدہ کو مصلحت پر مقدم کیا جاوے
اور جب مفسدہ کا خوف نہو تو مصلحت پر عمل کیا جاوے انتہے ملخصا (فتح) بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ یعنی حرم کی فضیلت
کا بیان ہے وَقَوْلِهِ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ
أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ یعنے اور اس آیت کا بیان کہ سوا اسکے نہین کہ مجھکو حکم ہوا یہ کہ عبادت کرون رب اس
شہر کے کہ جسکو خدا نے حرام کیا اور واسطے اوسی کے ہے ہر چیز اور مجھکو حکم ہوا یہ کہ ہون مین فرمانبردارون سے أَوَلَمْ نُمَكِّنْ
لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنے اور اس آیت
کا بیان کہ کیا ہمنے اونکو جگہ نہین دی حرم کعبے مین کہ وہ امن دینے والا ہے اونکو قتل وغیرہ سے کہنچے جاتے ہین
طرف اوسکی میوے ہر چیز کے اقسام مین کہ وہ روزی ہے ہماری طرف سے ولیکن بہت کافر نہین جانتے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاؤُا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاؤُا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حطیم خانے کعبے مین داخل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان مینے کہا کہ اونہون نے اوسکو کعبے مین داخل کیون نہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری قوم یعنے قریش کا خرچ کم ہو گیا تہا تو خرچ کی کمی سے اوسکو ابراہیم کی قدیم بنیاد پر نہ بنا سکے اوترکی طرف سات ہاتہ جگہ چھوڑ دی مینے کہا کیا حال ہے اوسکے دروازے کا کہ بلند کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام تیری قوم نے کیا تا جسکو چاہین اوسمین داخل کرین اور جسکو چاہین باز رکہین اور اگر تیرے قوم کی جاہلیت کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو مین اوسکو کعبے مین داخل کرتا مین ڈرتا ہون کہ اونکے دل انکار کرین اس سے کہ مین حطیم کو کعبے مین داخل کرون اور اوسکا دروازہ زمین کے ساتہ ملاؤن تا کہ ہر ایک آدمی کعبے مین داخل ہووے **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلٰى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِي بَابًا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہسے فرمایا کہ اگر تیری قوم کا زمانہ کفر قریب نہ ہوتا تو مین کعبے کو توڑ ڈالتا پہر اوسکو ابراہیم کی قدیم بنیاد پر بناتا کہ مقرر قریش نے اوسکی بنا مین کمی کی اور مین اوسکا دوسری طرح دروازہ بناتا یعنے زمین کے برابر جیسے کہ پہلے گذرا **حَدَّثَنَا** بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ وَأَلْزَقْتُهُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ فَذٰلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ قَالَ يَزِيدُ وَشَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ قَالَ جَرِيرٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ مَوْضِعُهُ قَالَ أُرِيكَهُ الْآنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ فَقَالَ هٰهُنَا قَالَ جَرِيرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہسے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو مین البتہ کعبے کے ڈہانے کا حکم کرتا پس ڈہایا جاتا سو جو چیز کہ اوس سے نکالی گئی ہے اوسکو اوسمین داخل کرتا یعنے حطیم کو اور اوسکو زمین کے ساتہ ملاتا اور اوسکے دو

دروازے بناتا ایک پورب کی طرف اور ایک پچھم کی طرف اور اوسکو بین ابراہیمؑ کی بنیاد پر پہونچاتا پس یہ فرمان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث ہوا ابن زبیر کو اوسکے ڈہانے پر یزید نے کہا کہ مین حاضر تھا جبکہ ابن زبیر (نواسے
صدیق اکبرؓ) نے کعبے کو ڈہایا اور اوسکو از سر نو بنایا اور حطیم اوسمین داخل کی اور دیکھی مینے بنیاد ابراہیمؑ
کی پتھر مانند کوہان اونٹون کی جریر نے کہا کہ مینے یزید سے کہا کہ بنیاد ابراہیمؑ کی کس جگہ ہے اوسنے کہا کہ مین تجھکو
وہ جگہ اب دکہاتا ہون سو مین اوسکے ساتھ حطیم مین داخل ہوا سو اوسنے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ابراہیمؑ
کی بنیاد اسجگہ ہے جریر نے کہا کہ مینے حطیم سے اندازہ کیا چھ ہاتھ یا مانند اوسکی ف جب عبداللہ بن زبیر خلیفہ ہوگئے
تو شام کا لشکر یزید بن معاویہ کی طرف سے ابن زبیر کے ساتھ لڑنے کو آیا سو یزید کے لشکر نے منجنیق سے کعبے مین پتھر پہینکے اور
آگ سے اوسکو جلایا پہر جب یزید کا لشکر پلٹ گیا یزید کی موت سننے سے تو عبداللہ بن زبیر نے کعبے کو ڈہا کر از سر نو بنایا اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق حطیم کو اوسمین داخل کیا اور اوسکے دو دروازے بنائے ایک شرقی اور ایک غربی
کہ ایک سے لوگ داخل ہوتے تہے اور دوسرے سے نکلتے تہے پہر جب عبدالملک بن مروان کے عہد مین حجاج اوسکی طرف سے
مکے کا حاکم ہوا تو اوسنے عبدالملک کے حکم سے حطیم کو کعبے سے پہر باہر نکالدیا اور اوسکا غربی دروازہ بھی بند کردیا اور سابق
بنا پر اوسکو پہر بنایا کہتے ہین کہ عبدالملک نے اس بات پر پہر بہت افسوس کیا کہ مینے حجاج کو اوسکی اجازت کیون
دی اور کہتے ہین کہ کعبے کے پرنالے سے لیکر حطیم کے انتہا تک سترہ ہاتھ جگہ ہے اور ایک ہاتھ کا ثلث سو اوسمین سے
دو ہاتھ اور ثلث ہاتھ کا حطیم کی دیوار چوڑی ہے اور باقی پندرہ ہاتھ جگہ حطیم کے اندر ہے پہر بعضے کہتے ہین کہ تمام
حطیم کعبے کے اندر داخل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ تمام حطیم کعبے کے اندر داخل نہین ہے بلکہ جسقدر اوسمین سے کعبے کے
اندر داخل ہے وہ فقط سات ہاتھ کے برابر ہے اور باقی جگہ زائدہ ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے ترک
کرنا مستحب امر کا اس خوف سے کہ بعض لوگون کے فہم اوس سے قاصر رہین اور یہ کہ حاکم باز رہے ایسے امر سے کہ لوگ اوس سے
انکار کرین اور ضرر پیدا ہونے کا خوف ہو اونکے دین مین یا دنیا مین اور یہ کہ دفع مفسدہ کو مصلحت پر مقدم کیا جاوے
اور جب مفسدہ کا خوف نہ ہو تو مصلحت پر عمل کیا جاوے انتہے ملخصا (فتح) بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ زمین حرم کی فضیلت
کے بیان مین وَقَوْلِهِ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ
اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ یعنے اور اس آیت کا بیان کہ سوا اسکے نہین کہ مجھکو حکم ہوا یہ کہ عبادت کرون رب اس
شہر کے کی جسکو خدا نے حرام کیا اور واسطے اوسی کے ہے ہر چیز اور مجھکو حکم ہوا یہ کہ ہون مین فرمانبردارون سے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ
لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنے اور اس آیت
کا بیان کہ کیا ہمنے اونکو جگہ نہین دی حرم کعبے مین کہ وہ امن دینے والا ہے اونکو قتل وغیرہ سے کہنچے چلے آتے ہین
طرف اوسکی میوے ہر چیز کے اسحال مین کہ وہ روزی ہے ہماری طرف سے ولیکن بہت کافر نہین جانتے

ف ان دونون آیتون سے معلوم ہوا کہ حرم کعبے کی بڑی فضیلت ہی اسلیے کہ پہلی آیت مین بو بیت کی نسبت مکے کی طرف کی ہے اور وہ نسبت واسطے شرافت کہ ہے اور دوسری آیت سی معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اوسکو امن کی جگہ کیا کہ اوسمین لڑائی اور لوٹ سی امن ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِیْدِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقَطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَہَا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ مقرر یہ شہر خدا نے حرام کیا ہے اوسکا درخت نہ کاٹا جاوے اور اوسکا شکار نہ ہانکا جاوے اور اوسکی گری پڑی چیز نہ اوٹھاوی مگر وہ شخص جو مشہور کرے اوسکو لوگون مین یعنے اگر مشہور کرنے کی غرض سے اوٹھاوے تو درست ہی ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مکے کی بڑی فضیلت ہی کہ اوسکے درخت وغیرہ کو چھیڑنا درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ بَابُ تَوْرِیْثِ دُوْرِ مَکَّۃَ وَبَیْعِہَا وَشِرَائِہَا مکے کے گہرون کا وارث کرنا اور اونکا بیچنا اور خریدنا درست ہی ف فتح الباری مین لکھا ہے کہ مجاہد سے روایت ہی کہ مکہ تمام مباح ہے نہ اوسکے گہرونکا بیچنا درست ہی اور نہ کرائے دینا درست اور یہی منقول ہے ابن عمر وغیرہ سے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور ثوری کا اور جمہور علما کے نزدیک مکے کے گہرون کو بیچنا اور خریدنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا اور یہی مختار ہے نزدیک طحاوی کے سوا امام بخاری کی غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے طرف اسکی کہ مجاہد اور ابو حنیفہ وغیرہ کا قول اس باب مین ضعیف ہی وَاَنَّ النَّاسَ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّۃً اور یہ کہ سب لوگ برابر مین مسجد حرام مین خاصکر لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَاءَنِ الْعَاکِفُ فِیْہِ وَالْبَادِ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ یعنے واسطے قول اللہ تعالی کے کہ جو لوگ منکر ہوی اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہمنے بنائی سب لوگون کے واسطے برابر ہے اوسمین رہنے والا اور باہر کا یعنے اہل مکہ وغیرہ اوسمین برابر ہین کسی کا زیادہ حق نہین اور جو اوسمین چاہے ٹیڑہی راہ شرارت سے تو اوسے ہم چکہاوینگے ایک دکہہ کی مار ف اسمین اختلاف ہی کہ اس آیت مین مسجد حرام سے کون جگہ مراد ہے بعضے کہتے ہین کہ مراد اوس سے فقط مسجد حرام ہے جو نماز کی جگہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اوس سے تمام حرم ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ مراد اوس سے فقط مسجد مکے کی ہے جو کعبے کے گرد محیط ہے اور جسمین نماز جماعت ہوتی ہی اسواسطے کہ اگر مراد اوس سے تمام حرم لیا جاوے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اوسمین کنوان اور قبر کہودنا اور پائخانے پیشاب بیٹھنا بھی درست نہو اور اسیطرح اوس سے لازم آتا ہے کہ اوسمین حائض اور جنبی کو داخل ہونا درست نہو حالانکہ اوسمین پائخانے پیشاب کو بیٹھنا اور حائض

او ر جو مبنی کا اوسمین داخل ہونا بالاتفاق درست ہی اور اگر مسجد حرام سے مراد سب حرم ہوتا تو مکے کے گہرون مین بھی اعتکاف بیٹھنا درست ہوتا حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین انتہے ملخصا از فتح الباری معلوم ہوا کہ حرم مین سب لوگ برابر نہین بلکہ جو جگہ جسکی ہے وہی اوسکا مالک ہے غیر کا اوسمین کچھ حق نہین پس جائز ہے مالک کو بیچنا اوسکا اور خریدنا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اَلْبَادِیْ اَلطَّارِیْ مَعْكُوْفًا مَحْبُوْسًا یعنے امام بخاری نے کہا کہ بادی (جو اس آیت مین واقع ہوا ہے) اسکے معنے طاری ہین یعنے مسافر اور معکوفا (یہ بھی قرآن کا لفظ ہے) کے معنے محبوسا ہین یعنے روکی گئی حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیْنَ تَنْزِلُ فِیْ دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ عَقِیْلٌ مِّنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرٍ وَكَانَ عَقِیْلٌ وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ یَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَّلَا عَلِیٌّ شَیْئًا لِاَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَیْنِ وَكَانَ عَقِیْلٌ وَّطَالِبٌ كَافِرَیْنِ ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا حضرت کیا آپ مکے مین اپنے گہر مین اترینگے فرمایا عقیل نے کوئی گہر اور مکان چھوڑا ہے اور عقیل اور طالب ابو طالب کے وارث ہوئے تھے اور حضرت علی اور جعفر ابو طالب کی کسی چیز کے وارث نہوئی اسواسطے کہ وہ دونو مسلمان تھے اور عقیل اور طالب کافر تھے ف ابو طالب کے چار بیٹے تھے عقیل اور طالب اور جعفر اور علی مرتضے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے مدینے مین ہجرت کی تو علی مرتضے اور جعفر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اسواسطے کہ وہ مسلمان ہو چکے تھے اور عقیل اوسوقت تک ایمان نہ لائے تھے اس سبب سے مکے مین رہگئے اور اپنے باپ کے وارث ہوئی اور مکانات بیچ ڈالے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے کے گہرون کو بیچنا اور خریدنا درست ہی و فیہ المطابقۃ للترجمۃ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ لَا یَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ یعنے اور عمر فاروق کہتے تھے کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانُوْا یَتَاَوَّلُوْنَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ الْاٰیَۃَ یعنے ابن شہاب نے کہا کہ سلف اس آیت کی تفسیر کرتے تھے کہ جو لوگ ایمان لائے اور گہر چھوڑے اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ مین اور جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہین ف ابتدای اسلام مین مہاجرین اور انصار آپس مین ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ اخیر آیت کی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ یعنے ولایت سے مراد ولایت وراثت کی ہے پس میراث وہی لیگا جو ناتے والا ہے اگرچہ رفاقت قدیم اور دوستی ہو اور مقصود ابن شہاب کا اس آیت سے یہ ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہین اسلیے کہ اخیر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مسلمان ہو کر ہجرت نہ کرین تب تک ایک دوسرے کا وارث نہین ہو سکتا جیسے کہ اخیر اس آیت مین ہے حَتّٰی یُهَاجِرُوْا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ بَابُ نُزُوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے مکے مین اوترنے کا بیان کہ مکے مین آپ کسجگہ اوترے تھے قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ نُسِبَتِ الدُّوْرُ اِلٰی عَقِیْلٍ وَ تُوْرَثُ الدُّوْرُ وَتُبَاعُ وَتُشْتَرٰی یعنے امام بخاری نے کہا کہ گہرون کی نسبت عقیل کیطرف کی گئی اور وارث کیے جاتے ہین گہر اور بیچے جاتے ہین اور خریدے جاتے ہین **ف** یہ زیادتی پہلے باب کو متعلق ہے وہین مناسب تہی سہوًا یہان لکہی گئی **حَدَّثَنَا** اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ اَنَّ اَبَا ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اَرَادَ قُدُوْمَ مَکَّۃَ مَنْزِلُنَا غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَۃَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ مکے مین آنے کا ارادہ کیا انشاء اللہ تعالے کل منزل ہماری خیف بنی کنانہ مین ہوگی یعنے محصب مین جسجگہ کہ کافرون نے آپسمین قسم کی تہی **حَدَّثَنَا** الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّہْرِیُّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ یَوْمَ النَّحْرِ وَہُوَ بِمِنًی نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَۃَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یَعْنِیْ بِذٰلِکَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِکَ اَنَّ قُرَیْشًا وَکِنَانَۃَ تَحَالَفَتْ عَلٰی بَنِیْ ہَاشِمٍ وَبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَوْ بَنِی الْمُطَّلِبِ اَنْ لَّا یُنَاکِحُوْہُمْ وَلَا یُبَایِعُوْہُمْ حَتّٰی یُسْلِمُوْا اِلَیْہِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سَلَامَۃُ عَنْ عُقَیْلٍ وَیَحْیَی بْنُ الضَّحَّاکِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ اَخْبَرَنِی ابْنُ شِہَابٍ وَقَالَا بَنِیْ ہَاشِمٍ وَبَنِی الْمُطَّلِبِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ بَنِی الْمُطَّلِبِ اَشْبَہُ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے اگلے دن یعنے تیرہوین ذیحجہ کو اور حالانکہ آپ منا مین تہے کہ کل ہم خیف بنی کنانہ مین اترینگے یعنے محصب مین جسجگہ کہ کافرون نے قسم کہائی تہی اور یہ واقعہ اسطور سے ہے کہ قوم قریش اور قوم کنانہ (عرب کی قومون کا نام ہے) نے آپسمین بنی ہاشم پر اور بنی عبد المطلب پر قسم کی تہی اسپر کہ نہ اُنسے نکاح کرین اور نہ اونسے خرید و فروخت کرین یہانتک کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حوالے کرین **ف** ہجرت سے پہلے جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین تہے تو قریش اور بنی کنانہ نے محصب مین اس بات پر قسم کہائی تہی کہ بنی ہاشم اور عبد المطلب سے شادی بیاہ نہ کرین اور اونسے کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کرین یہانتک کہ وے تنگ ہوکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انکے حوالے کر دیوین چنانچہ تین برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری کے لوگ خواہ مسلمان خواہ کافر ایک مکان مین گہرے رہے آگ پانی تک لوگ انکو نہ دیتے تہے کہانے کا تو کیا ذکر ہے آخر کو خدا تعالی نے اونمین پہوٹ ڈالی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تہی کہ عہد نامہ کو کیڑا کہا گیا ہے جب کفار نے دیکہا تو جیسے آپنے فرمایا تہا ویسے پایا تب کفار شرمندہ ہوکر اپنے عہد پیمانون سے باز آئے جب ہجرت کے بعد مکہ فتح ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین تشریف لائے تب یہ حدیث فرمائی تاکہ خدا کا احسان یاد پڑے اور محصب کو بطحا اور ابطح بہی کہتے ہین **بَابُ** قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِذْ قَالَ اِبْرَاہِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ہٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ

ھ بابنی مطلب

وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ یعنے اور اس آیت
کا بیان کہ جسوقت کہا ابراہیمؑ نے ای رب کر اس شہر کو امن کا اور بچا مجھکو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم پوجین صنم ای
رب اونہون نے بہکایا بہت لوگون کو سو جو کوئی میری راہ چلا سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے
ہمارے رب مین نے بسائی ہے ایک اولاد اپنے میدان مین جہان کہیتی نہین تیرے ادب والے گہر پاس اے رب ہمارے
تا قائم رکہین نماز سو رکہہ بعضے لوگون کے دل جہکتے اونکی طرف اور روزی دے اونکو میوون سے شاید وہ شکر کرین ف
امام بخاری نے اس باب مین کوئی حدیث بیان نہین کی شاید اشارہ کیا طرف حدیث ابن عباسؓ کی کہ ابراہیمؑ کے
قصے مین ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اسمعیلؑ کو اور انکی ماں کے ساتھ اس جنگل مین چہوڑ کر چلے گئے کما سیاتی مبسوطا
انشاء اللہ تعالے بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ
اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنے اس آیت کا بیان کہ اللہ نے کیا ہے کعبہ کہ بزرگی کا گہر لوگون کے واسطے
اور مہینہ بزرگی کا اور قربانی لی جاوے اور گلے مین الکن والیان اسواسطے کہ تم سمجہو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچہ ہے آسمان مین
اور زمین مین اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف امام بخاری کی مراد قیاما سے قواما ہے یعنے جب تک کعبہ موجود رہیگا
تب تک دین قائم رہیگا یہی نکتہ ہے اس حدیث کی لانے مین کہ اخیر زمانے مین کعبہ خراب ہو جاویگا اور حسن بصری سے
روایت ہے کہ ہمیشہ لوگ دین پر قائم رہین گے جب تک کہ کعبے کا حج کرتے رہین گے اور قبلے کی طرف منہ کرتے رہینگے
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ
الْحَبَشَةِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ڈہاویگا کعبے کو ایک حبشی چہوٹی پتلی پنڈلیان والا یعنے قیامت کے قریب ایسے
ناپاک ضعیف الخلقت کے ہاتہہ سے کعبہ شریف خراب ہوگا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ قَبْلَ اَنْ
يُّفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيْهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللّٰهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ اَنْ يَّصُوْمَهٗ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ اَنْ يَّتْرُكَهٗ فَلْيَتْرُكْهُ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ لوگ
عاشورے کا روزہ رکہا کرتے تہے پہلے فرض ہونے رمضان کے سے اور عاشورے کے دن کعبے کو کپڑا پہنایا جاتا تہا واسطے
تعظیم کے سو جب خدا نے رمضان کا روزہ فرض کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورے کے دن یعنے محرم کی
دسوین تاریخ کو جو چاہے روزہ رکہنا رکہے اور جو چہوڑنا چاہے سو چہوڑ دے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلیت کے
وقت لوگ ہمیشہ کعبے کی تعظیم کیا کرتے تہے کہ اوسے غلاف پہناتے تہے اور اوسکا ادب کرتے تہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم

حضرت نے فرمایا

سال عاشورہ کے دن اوسکو غلاف پہنایا جاتا تہا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیُحَجَّنَّ الْبَیْتُ وَلَیُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ تَابَعَهُ اَبَانُ وَعِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُحَجَّ الْبَیْتُ وَالْاَوَّلُ اَکْثَرُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ قَتَادَةُ عَبْدَ اللّٰهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ اَبَا سَعِیْدٍ ترجمہ ابی سعید خدری رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر کعبے کا حج اور عمرہ ادا ہوا کریگا بعد نکلنے یاجوج اور ماجوج کے ف یعنے یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد بھی اسلام قائم رہیگا حج اور عمرہ ادا ہوگا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ کعبے کا حج نہ کیا جاوے امام بخاری نے کہا کہ اول روایت اکثر ہے باعتبار رواۃ کے کہ اوسکے راوی بہت ہین ف پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کی نشانیون کے بعد کعبے کا حج ہوگا اور دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اشراط کے حج نہین ہوگا سو امام بخاری نے کہا کہ پہلی حدیث کو ترجیح ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اسطور کے کہ یاجوج کے بعد حج کرنے سے لازم نہین آتا کہ قریب قیامت کے کسی وقت مین حج کرنا منع ہو جائے

بَابُ کِسْوَةِ الْکَعْبَةِ کعبے کے لباس کے خرچ کرنیکا بیان

ف احتمال ہے کہ امام بخاری کی مراد اس باب سے یہ ہو کہ کعبے کو لباس پہنانا اور اوسپر غلاف چڑہانا درست ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ کعبے کے لباس کو لوگون پر تقسیم کرنا درست ہے اور پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاہلیت کے وقت مین بھی ہمیشہ دستور تہا کہ لوگ کعبے کو لباس پہناتے تہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو کس نے لباس پہنایا ایک روایت مین آیا ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے لباس پہنایا اور ایک روایت مین ہے کہ عدنان نے اور ایک روایت مین ہے کہ تبع نے لیکن اصل یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبے کو لباس پہنایا تہا پھر بعد اوسکے ہمیشہ ملوک اور سلاطین وغیرہ کعبے کو لباس پہناتے رہے اور ایک روایت مین ہے کہ جاہلیت کے وقت کعبے کو انطاع کہ ایک قسم کا کپڑا ہے پہنایا جاتا تہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو یمن کے کپڑے سے پہنایا پھر حضرت عمر اور عثمان رض نے اوسکو قباطی (ایک قسم کا کپڑا ہے) پہنایا پھر بعد اونکے حجاج نے اوسکو دیباج پہنایا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو قباطی اور حبرہ پہنایا اور اسیطرح ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض نے اور اسی طرح کی بہت روایتین ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ہمیشہ اوسکو لباس عمدہ عمدہ نفیس اور قیمتی لباس پہناتے رہے انتہے ملخصا من فتح لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے بھی کعبے کو لوگ لباس پہناتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بھی اوسکو لباس پہناتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اس سے

منع کیا بلکہ اوسکو ثابت رکھا بلکہ خود بذات شریف بھی اوسکو لباس پہنایا اس سے معلوم ہوا کہ کعبے کو لباس پہنانا درست ہے اور جائز ہے پہنا نا دیبا کا کعبے کو بالاجماع لیکن چاندی سونے کا زیور پہنانے کو اکثر علما جائز نہیں کہتے اور بعضے جائز کہتے ہیں ایسا ہی حکم ہے سونے چاندی کی قندیلوں کے لٹکانے کا اور انکا کعبے میں لٹکانا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک درست نہیں حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جِئْتُ إِلَى شَيْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَلَسَ هَذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهُ قُلْتُ إِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَا الْمَرْآنِ أَقْتَدِي بِهِمَا ترجمہ ابو وائل رض سے روایت ہے کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبے میں کرسی پر بیٹھا سو شیبہ نے کہا کہ ایک بار حضرت عمر رض اسی جگہ بیٹھے تھے سو عمر نے کہا کہ میں نے قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا اور نہ چاندی مگر کہ اوسکو لوگوں پر تقسیم کردوں میں نے کہا (یہ قول شیبہ کا ہے) کہ تیرے دونوں ساتھیوں یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر نے ایسا نہیں کیا یعنے اوسکو لوگوں پر تقسیم نہیں کیا عمر نے کہا کہ وہ دو مرد کامل تھے میں اونکی پیروی کرتا ہوں اگر اونہوں نے یہ مال تقسیم نہیں کیا تو میں بھی اوسکو تقسیم نہیں کرتا

ف بیان اسکا یہ ہے کہ لوگ کعبے کی تعظیم کے واسطے بہت مال کعبے میں ہدیہ بھیجتے تھے اور بہت کچھ اوسکی نذر کرتے تھے سو جو مال دربانوں کی حاجت سے زائد ہوتا وہ صندوق میں جمع رہتا تھا یہانتک کہ اسی طرح سے بہت مال جمع ہوگیا تھا حضرت عمر رض نے چاہا کہ اوس مال کو مسلمانوں پر تقسیم کردیں شیبہ کعبے کا دربان تھا اوس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق رضی اللہ عنہ نے تقسیم نہیں کیا تب عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اوسکو تقسیم نہ کیا دربانوں ہی کی سپرد کردیا کہ جہاں چاہیں خرچ کریں لیکن اس حدیث میں کعبے کے لباس کا ذکر نہیں کہ باب کے موافق ہو لیکن امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ جب عمر فاروق نے چاندی سونے کا خرچ کرنا درست جانا تو کعبے کے لباس کا بھی یہی حکم ہوگا کہ اسکا تقسیم کرنا بھی جائز ہوگا بلکہ جو لباس حاجت سے زائد ہو اوسکا تقسیم کرنا بطریق اولے درست ہوگا اور احتمال ہے کہ امام بخاری کی مراد یہ ہو کہ کعبے کو لباس پہنانا درست ہے اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ کعبے کی تعظیم کے واسطے ہمیشہ اوسمیں مال رکھا جاتا ہے زینت کے واسطے پس اسیطرح لباس بھی درست ہوگا یا اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہو کہ اسکے بعض طریقوں سے یہ بات ثابت ہو چکے تو احتمال ہے کہ مراد امام بخاری کی یہ ہو کہ کعبے کے لباس کو لوگوں پر تقسیم کرنا درست ہے سو اسواسطے کہ عمر نے کہا کہ میں نہ نکلوں گا یہانتک کہ کعبے کا مال تقسیم کروں اور لباس کو بھی مال کہا جاتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ کعبے پرانے کپڑے تقسیم کرنے جائز ہیں تاکہ تلف نہ ہوں اور پرانے کپڑے سے کچھ خوب صورتی حاصل نہیں ہوتی اور عمر کی رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصالح مسلمین میں مال کا صرف کرنا افضل ہے کعبے کی لباس میں خرچ کرنے سے لیکن ان دونوں میں

کعبے کو لباس پہنانا بہت ضرور ہے اور فاکہی نے کتاب مکہ مین عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ شیبہ کعبے کا دربان میرے
پاس آیا اور کہا کہ اے مان مومنون کی کہ کعبے کے کپڑے ہمارے پاس بہت جمع ہو جاتے ہین سو ہم بہت گہرے گڑہے کہو
کراونمین اونکو دفن کر دیتے ہین تاکہ اونکو کوئی حائض اور جنبی نہ پہنے عائشہ رض نے فرمایا برا کیا تو نے بلکہ اوسکو بیچکر
اونکا مول خدا کے راہ اور محتاجون مین خرچ کر اسواسطے کہ جب کعبے سے لباس اوتار لیا جاوے تو پہر ہر شخص کو اوسکا
پہننا درست ہی خواہ جنبی ہو یا حائض سو شیبہ اونکو بیچنے کے لیے یمن مین بہیجدیتے تہے پس وہان بیچے جاتے تہے
پہر جسجگہ عائشہ رض فرماتین اوسجگہ اونکا مول خرچ کیا جاتا تہا اور نیز فاکہی نے روایت کی ایک مرد سے کہ مین نے
شیبہ دربان کو دیکہا کہ کعبے کا لباس مسکینون پر تقسیم کرتے تہے جو اوس سے گر پڑتا اور ایک روایت مین ہے کہ عمر رض
ہر سال کعبے کا لباس اوتار لیتے تہے اور اوسکو حاجیون پر تقسیم کر دیتے تہے سو شاید امام بخاری نے اسطرف اشارہ کیا ہے
انتہے ملخصًا (فتح) اور کعبے کے لباس خریدنے مین علما کو اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہے خریدنا کسی چیز کا پردے
سے کعبے سے اور لیجانا اوسکا دوسری جگہ مین اور بیچنا اوسکا اور رکہنا اوسکا درمیان قرآن کے اور اگر کوئی کسی قسم کا
تصرف اوسمین کرے تو واجب ہے رد کرنا اوسکا اور بعضے مالکیہ کہتے ہین کہ اوسکا خریدنا درست ہے اور اقوال اسمین
مختلف ہین اور صحیح قول یہی ہے کہ اوسکا بیچنا اور خریدنا درست ہے **بَابُ هَدْمِ الْكَعْبَةِ** کعبے کے ڈہانے
کا بیان یعنے اخیر زمانے مین کعبہ خراب ہو جاویگا قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو
جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ یعنے عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑنے آویگا
ایک لشکر کعبے سے یعنے کعبے پر چڑہ آوینگے تاکہ اوسکو خراب کرین سو وہ سب زمین مین دہسائے جاوینگے **ف**
یہ حدیث پوری اسطور پر ہے کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آویگا سو وے جبکہ زمین کے میدان مین ہونگے تو خدا اونکے
اگلے پچھلون کو زمین مین دہسا دیگا پہر قیامت مین وہ اوٹہینگے اپنی اپنی نیت پر اس سے معلوم ہوا کہ کعبے سے
کئی بار لشکر لڑنے آویگا ایک بار تو خدا اونکو کعبے مین پہونچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیگا اور ایک بار وہ کعبے کو
ڈہا وینگے اور ظاہر یہ ہے کہ کعبے کو ڈہانے والون کی لڑائی اخیر ہوگی پہلون سے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا ترجمہ ابن عباس رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے کہ مین دیکہتا ہون ایک مرد کو کہ سیاہ ہے اور اوسکی دونو پنڈلیون
کے درمیان فرق ہے کہ کعبے کو کہود کر پتہر پتہر جدا کر دیگا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نہ ڈہاویگا کعبے کو ایک حبشی چہوٹی پنڈلی والا **ف** اور ایک روایت مین آیا ہے کہ رکن اور مقام کے درمیان ایک مرد سے بیعت ہوگی اور نہ حلال کرینگے لڑنے کو کعبے مین مگر رہنے والی ویسکے سو جب اوسکو حلال جانینگے تو پہر عرب کی ہلاکت کا حال مت پوچہہ پہر حبشی آوینگے اور کعبے کو ڈہاوینگے اور بعد اوسکے کعبہ کبہی آباد نہ ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اس آیت کے اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا یعنے کیا نہین دیکہتے کہ ہمنے حرم امن کی جگہ کی ہے اور نیز خدا تعالے نے ہاتہی والون کو مکہ سے روکا اور وہ کعبے کو ڈہانے پر قدرت نہ پاسکے اور پہلے کبہی آج تک ایسا نہین ہوا پہر حبشی کعبے پر کسطرح غالب آجاوینگے بعد اوسکے کہ وہ مسلمانون کا قبلہ ہو چکا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محمول ہے اخیر زمانے پر کہ یہ معاملہ قیامت کے قریب واقع ہوگا جبکہ زمین مین کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اور پہلے بہی اوسمین کئی بار لڑائی ہو چکی ہے جیسے کہ یزید کے زمانے مین اہل شام نے کعبے سے آکر لڑائی کی اور اوس لڑائی کے بعد بہی اوسمین کئی بار لڑائی ہو چکی ہے سب سے بڑی لڑائی قرامطہ کی ہے جو تین سو ہجری کے بعد واقع ہوئی کہ قرامطہ کعبے پر چڑہ آئے اور طواف کی جگہ مین مسلمانون کو اسقدر قتل کیا جسکا کچہ شمار نہین اور حجر اسود کو اکہاڑ کر اپنے ملک مین لے گئے پہر بڑی مدت کے بعد اوسکو پہر لائے پہر بعد اوسکے بہی کعبے مین کئی بار لڑائی ہوئی اور یہ اس آیت کے مخالف نہین اسواسطے کہ یہ سب کچہ مسلمانون کے ہاتہہ سے واقع ہوا نہ کافرون کے ہاتہہ سے اور آیت مین ایسی کوئی چیز نہین جو دلالت کرے اسپر کہ اوسمین ہمیشہ امن رہیگا لیکن مختصا از فتح) **بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ** حجر اسود کا بیان **ف** حجر اسود کے بیان مین بہت حدیثین وارد ہو چکی ہین از انجملہ ایک حدیث یہ ہے جو کہ عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر حجر اسود اور مقام ابراہیم دونو یاقوت ہین بہشت کی یاقوتون سے خدا نے ان دونو کا نور دور کر دیا اور اگر انکا نور دور نہ کرتا تو البتہ روشن کرتے اوس چیز کو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے یعنے سارے جہان کو اور از انجملہ یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن خدا حجر اسود کو اوٹہاویگا اسحال مین کہ اوسکی دو آنکہین ہونگی کہ اوس سے دیکہیگا اور زبان ہوگی کہ اوس سے کلام کریگا گواہی دیگا اوس شخص کے لیے کہ چوما ہوگا اوسکو ساتہہ حق کے یعنے ایمان سے اور واسطے طلب ثواب کے **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ جَاءَ اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ اِنِّي لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّي رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ **ترجمہ** عابس بن ربیعہ رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض حجر اسود کے پاس آئے اور اوسکو چوما اور کہا کہ مقرر مین جانتا ہون کہ تو پتہر ہے نہ نقصان پہونچاتا ہے نہ نفع اور اگر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکہا ہوتا کہ تمہکو چومتے تہے تو مین تجکو کبہی نہ چومتا **ف** ایک روایت مین آیا ہے کہ جب عمر فاروق رض نے یہ بات کہی تو حضرت علی رض نے کہا کہ وہ نفع پہونچاتا ہے اور ضرر دیتا ہے اور کہا

کہ جب خدا نے آدم کی اولاد سے عہد لیا تو اوسکو ایک کاغذ مین لکہکر حجر اسود مین رکہدیا پہر وہ حدیث بیان کی کہ اوسکی زبان ہوگی آخر تک لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت عمر رض نے یہ بات اسواسطے کہی کہ لوگ تازہ اسلام لائے تہے اور اونکے بت پوجنے کا زمانہ قریب تہا تو اونکو خوف ہوا کہ جاہل یہ گمان نہ کرین کہ حجر اسود کا چومنا بعض پتہرون کے تعظیم کے قبیل سے ہی جیسے کہ جاہلیت مین عرب کرتے تہے سو عمر رض نے چاہا کہ لوگون کو خبر دین کہ حجر اسود کا چومنا صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے ہے نہ اسواسطے کہ پتہر نفع اور نقصان دیتا ہے جیسے کہ اہل جاہلیت کا بتون کے حقمین اعتقاد تہا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی امور دین مین حکم الٰہی کی تسلیم اختیار کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی کرے اگرچہ اوسکی حکمت اوسکو معلوم نہ ہو اور نہ طلب کرے علت اوسکی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حجر اسود مین ذات الٰہی کا کوئی خاصہ نہین اور یہ کہ جب امام اپنے فعل سے کسی کے اعتقاد کے فساد کا خوف کرے تو اوس کام کو جلدی بیان کردے اور یہ کہ جس چیز کے چومنے مین شرع وارد نہین ہوئی اوسکا چومنا مکروہ ہے انتہے ملخصاً رفتم **بَابُ اِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّي فِي اَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ** کعبے کا دروازہ بند کرنا اور اوسکے اندر نماز پڑہنی جسطرف کہ چاہے یعنے اوسکے اندر ہر طرف نماز پڑہنی درست ہے **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَاَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَاَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ** ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ چارون کعبے مین داخل ہوئے اور اوسکا دروازہ اندر سے بند کیا پہر جب اونہون نے دروازہ کہولا تو سب سے پہلے مین اندر آیا اور بلال سے ملا سو مینے بلال سے پوچہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑہی ہے بلال نے کہا ہان پڑہی ہے درمیان دو ستون کے یعنی

ف یہ حدیث نماز کی جگہ کی تعیین پر دلالت کرتی ہے اور باب مین تخییر ہے کہ جسجگہ چاہے پڑہے پس حدیث ترجمہ باب کی موافق نہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعینہ اوسجگہ نماز پڑہنا بطور اتفاق کے واقع ہوا ہے اس غرض سے نہین کہ اوس مکان کو اور جگہ پر فضیلت ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ضروری نہین اگرچہ اوسمین نماز پڑہنی غیر جگہ سے افضل ہے اور آئندہ باب مین اس بات کی تصریح آویگی اور شاید امام بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ اسوقت دروازہ بند کرنے کی حکمت یہی تہی کہ اوسکو کوئی فرض نہ سمجہ لیوے اور ظاہر ترجمے سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبے کی تمام طرفون مین نماز پڑہنے مین یہ شرط ہے کہ نماز کے وقت اوسکا دروازہ بند ہو تاکہ نماز کی حالت مین میدان کی طرف منہ کا ہونا لازم نہ آوے اور حنفیہ سے محکی ہے کہ مطلق جائز ہے

خواہ دروازہ بند ہو یا نہ ہو اور شافعیہ سے بھی یہی محکی ہے لیکن شرط ہے کہ دروازے کی چوکٹ ہو جسقدر کہ ہو اور ایک وجہ یہ ہے کہ نمازی کے قد کے برابر ہو یا کجاوہ کی لکڑی کے برابر ہو اور یہی صحیح ہے اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنے مین اسیطرح اختلاف ہی اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک روایت ساتھی کے ساتھی سے اور سوال مفضول کا باوجود افضل کے اور اسپر کفایت کرنی اور دلیل پکڑنی ساتھ خبر واحد کے اور اختصاص سابق کا ساتھ جگہ متبرک کی اور سوال کرنا علم سے اور اوسمین حرص کرنا اور فضیلت ابن عمر رض کی اور یہ کہ بعض جگہ مین فاضل اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غائب ہوتے تھے اور مفضول حاضر ہوتے تھے پس معلوم ہوتے تھے اسپر کہ نہین مطلع ہوتے تھے اسپر فاضل اصحاب اسواسطے کہ ابو بکر رض اور عمر رض وغیرہ افضل تھے بلال وغیرہ سے اور وہ وہان حاضر نہ تھے اور اس حدیث سے ایک فائدہ ہوا کہ علما کا یہ قول کہ مسجد حرام کا تحیہ طواف ہی ہے مخصوص ہے اس شخص کے ساتھ کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہو کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر نماز پڑھی یہ مستحب ہے داخل ہونا کعبے مین اور یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنی کعبہ مین اور وظاہر نفل مین اور اسکی ساتھ فرض بھی ملحق ہین اسواسطے کہ متیمم کو واسطے مسئلے کچھ فرق نہین اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ کعبے کے اندر نماز پڑھنی مطلق درست نہین اور یہی قول ہے بعض مالکیہ اور ظاہریہ کا اور مازری نے کہا کہ فرض نماز اوسمین درست نہین اور امام مالک سے روایت ہے کہ فرض نماز اوسمین مکروہ ہے یا کہا منع ہے اور نفل مین اختلاف ہے اور ایک روایت مین نفل مالک کے نزدیک مطلق درست ہین اور بعضے کہتے ہین کہ رواتب کے سوای اور جن نفلون مین جماعت مشروع ہے اونکے سوا اور نفل درست ہین انتہے ملخصا (فتح)

باب الصَّلٰوةِ فِي الْكَعْبَةِ کعبے کے اندر نماز پڑھنے کا بیان حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ الْوَجْهِ حِيْنَ يَدْخُلُ وَيَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّهْرِ يَمْشِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِ اَذْرُعٍ فَيُصَلِّيْ يَتَوَخّٰى الْمَكَانَ الَّذِيْ اَخْبَرَهٗ بِلَالٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدٍ بَاْسٌ اَنْ يُصَلِّيَ فِيْ اَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ ترجمہ نافع رض سے روایت ہے کہ ابن عمر جب کعبے مین داخل ہوتے تھے تو اپنے منہ کے سامنے چلتے تھے اور دروازہ اپنے پیچھے کرتے تھے پھر چلتے یہانتک کہ ہوتا فاصلہ درمیان انکے اور درمیان اوس دیوار کے کہ اونکے منہ کے سامنے تھی قریب تین ہاتھ کے سو ابن عمر وہان نماز پڑھتے تھے قصد کرتے تھے اوس مکان کا کہ بلال نے اونکو خبر دی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی اور ابن عمر رض نے کہا کہ کسی کو ڈر نہین یہ کہ نماز پڑھے کعبے کی جس طرف مین چاہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبے مین نماز پڑھنی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ اگر کوئی کعبے کے اندر داخل نہ ہو تو اوسکا حج درست ہے ف بعضے کہتے ہین کہ کعبے کے اندر داخل ہونا بھی حج کی عبادتون مین سے ہے سو امام بخاری نے اس باب مین اشارہ کیا کہ یہ قول مردود ہے اور کعبے مین داخل ہونا حج کے افعال مین

داخل نہیں وکان ابن عمر یحج کثیراً ولا یدخل یعنے ابن عمر رض بہت حج کرتے تھے اور کعبے کے اندر داخل نہ ہوتے تھے
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبے کے اندر داخل ہونا حج کے افعال میں سے نہیں اسواسطے کہ اگر اوسمین داخل ہونا
حج مین داخل ہوتا تو ابن عمر رض اوسکو ترک کرتے باوجود کثرت اتباع انکے کے اور واسطے اشہر ہونے حدیث اونکی
کے بیچ دخول کعبے کے (فتح) حدثنا مسدد قال حدثنا خالد بن عبد اللہ اخبرنا اسمعیل بن ابی خالد
عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالبیت وصلی خلف
المقام رکعتین ومعہ من یسترہ من الناس فقال لہ رجل ادخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الکعبۃ قال لا ترجمہ عبد اللہ بن ابی اوفے رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا سو کعبے کا
طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑہی اور آپکے ساتھ وہ چیز تھی کہ آپ کو پردہ کرے یعنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سترہ تھا سو ایک مرد نے اوس سے کہا کہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبے مین داخل
ہوئے تھے ابن ابی اوفے نے کہا کہ نہیں ف یہ سنہ ہجری کا بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضا عمرہ کی
کے واسطے مکے مین آئے اور تین دن مکے مین ٹہیر کر پھر پلٹ گئے اور کعبے کے اندر اسواسطے داخل نہ ہوئے کہ اوسمین بت تھے
اور مشرکین کا زور تہا اسواسطے انکو نکال نہ سکے پھر فتح مکہ کے دن انکو کعبے سے نکالکر پھینکا اور توڑ دیا (فتح) باب
من کبر فی نواحی الکعبۃ کعبے کی طرفوں مین تکبیر کہنے کا بیان حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث
قال حدثنا ایوب قال حدثنا عکرمۃ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لما قدم ابی ان یدخل البیت وفیہ الالہۃ فامر بہا فاخرجت فاخرجوا صورۃ ابراہیم و
اسمعیل علیہما السلام فی ایدیہما الازلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتلہم اللہ
اما واللہ قد علموا انہما لم یستقسما بہا قط فدخل البیت فکبر فی نواحیہ ولم یصل فیہ
ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکے مین آئے تو کعبے مین داخل ہونے سے
انکار کیا اوسحال مین کہ اوسمین بت تھے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ نکالنے اونکے کے سو نکالے گئے سو لوگون
نے حضرت ابراہیم اور اسمعیل ع کی صورت نکالی کہ اونکے ہاتھ مین تیر تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا مشرکون کو
لعنت کرے خبردار ہو قسم ہے خدا کی البتہ وہ جانتے ہین کہ حضرت ابراہیم اور اسمعیل ع نے فال کے تیرون سے
کبھی نہیں بانٹا اور یہ کام ہرگز اونہون نے کبھی نہیں کیا یہ محض اونکا بہتان ہے اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کعبے مین داخل ہوئے اور اوسکی طرفون مین تکبیر کہی اور اوسمین نماز نہ پڑہی ف امام بخاری نے اس حدیث سے
کعبے کے اندر تکبیر کہنے پر استدلال کیا اور اس سے کعبے کے اندر نماز نہ پڑہنے پر استدلال نہ کیا اسواسطے کہ اوسمین نماز
پڑہنا بلال کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے اور وہ مثبت ہے اور مقدم ہوتا ہے نافی پر باب کیف کان بدء الرمل

رمل کے شروع ہونے کی کیفیت کا بیان **ف** رمل کہتے ہین جلد جلد چلنے کو اسطرح کہ قدم پاس پاس رکھے اور مونڈھے ہلا کر چلے جیسے پہلوان چلتے ہین اور دوڑ کر نہ چلے (فتح) **حدثنا** سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد ھو ابن زید عن ایوب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ فقال المشرکون انہ یقدم علیکم وقد وھنھم حمی یثرب فامرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یرملوا الاشواط الثلاثۃ وان یمشوا بین الرکنین ولم یمنعہ ان یامرھم ان یرملوا الاشواط کلھا الا الابقاء علیھم **ترجمہ** ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب مکے مین آئے سو مشرکین نے کہا کہ تمھارے پاس ایک گروہ آتے ہین کہ اونکو مدینے کی تپ نے ضعیف کر ڈالا ہے سو حکم کیا اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ تین شوط مین جلدی چلین اور دونو رکنون کے درمیان یعنے یمانیونکی اپنی چال چلین اور نہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ حکم کرین اونکو جلد چلنے کا سب شوطون مین مگر واسطے شفقت کی اوپر اونکے **ف** کعبے کے گرد جو ایک بار پھرے تو اوسکو شوط کہتے ہین اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کعبے کا طواف کرے تو سنت ہی کہ پہلے تین بار جلد جلد چلے کندھے ہلاکر جیسے پہلوان چلتے ہین اور باقی چار بار اپنی اصلی چال چلے اور دونون رکنون کے درمیان اپنی چال چلنے کو اسواسطے فرمایا کہ کافر دونون شامی رکنون کی طرف تھے اور جب دونون یمانی رکنون کی طرف آتے تو کافرون سے پوشیدہ ہو جاتے تھے **باب** استلام الحجر الاسود حین یقدم مکۃ اول ما یطوف ویرمل ثلاثا جب کوئی مکے مین آوے اور کعبے کا طواف کرے تو پہلے طواف مین حجر اسود کو چومے اور پہلے تین بار جلد جلد چلے کندھے ہلاکر **حدثنا** اصبغ قال اخبرنی ابن وھب عن یونس عن الزھری عن سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین یقدم مکۃ اذا استلم الرکن الاسود اول ما یطوف یخب ثلثۃ اطواف من السبع **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مکے مین آتے اور پہلے طواف مین حجر اسود کو چومتے تو سات بار مین سے پہلے تین بار مین جلد جلد چلتے مونڈھے ہلاکر **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کعبے کا طواف کرے تو پہلی بار مین حجر اسود کو چومے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** الرمل فی الحج والعمرۃ حج اور عمرے کے طواف مین جلد جلد چلنے کا بیان **ف** یعنے بعض بار مین اور مقصود اس سے یہ ہے کہ رمل کی مشروعیت اب بھی باقی ہے کہ جب کوئی شخص طواف کرے تو سنت ہے کہ پہلی تین بار مین جلد جلد چلے اور باقی چار بار اپنی اصلی چال چلے خواہ حج ہو یا عمرہ اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ رمل کرنا سنت ہی اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ سنت نہین چاہے کرے چاہے نہ کرے (فتح) **حدثنا** محمد قال حدثنا سریج بن النعمان قال حدثنا فلیح عن نافع عن ابن عمر قال سعی النبی صلی اللہ علیہ

ثلاثة اشواط ومشى اربعة في الحج والعمرة تابعه الليث قال حدثني كثير بن فرقد عن نافع عن
ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم ۔ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین
مین جلدی چلے اور چار بار اپنی اصلی چال چلے حج اور عمرے مین یعنے حجۃ الوداع اور عمرے قضا مین حدثنا
سعيد بن ابي مريم قال اخبرنا محمد بن جعفر قال اخبرني زيد بن اسلم عن ابيه ان عمر بن
الخطاب قال للركن اما والله اني لاعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا اني رأيت رسول
الله صلى الله عليه وسلم استلمك ما استلمتك فاستلمه ثم قال وما لنا وللرمل انما كنا راءينا به
المشركين وقد اهلكهم الله ثم قال شيء صنعه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا نحب ان نتركه
ترجمہ زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ عمر رض نے رکن اسود سے کہا خبردار ہو قسم ہے خدا کی کہ البتہ مین جانتا ہون کہ تو ایک
پتھر ہے نہ نفع پہونچاتا ہے اور نہ نقصان اور اگر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھکو چومتے تہے تو مین تجھکو
کبھی نہ چومتا پھر اوسکو چوما پھر کہا کہ ہمکو رمل سے کیا کام ہے یعنے اوسکی کچھ حاجت نہین کہ ہم تو صرف مشرکون کو
دکھاتے تہے سو خدا نے انکو ہلاک کیا پھر کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے پس
ہم اوسکے چھوڑنے کو پسند نہین رکھتے ف حضرت عمر رض نے قصد کیا تہا کہ رمل کو چھوڑ دین کہ وہ ایک سبب سے
تہا اور وہ سبب گذر گیا پھر رجوع کیا اوس سے کہ شاید اوسمین کوئی حکمت ہو کہ اوسکو اوسپر اطلاع نہ ہو پس دیکھا او
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اولی ہے سو حضرت عمر رض نے رمل کیا۔ اسی بیت سے معلوم ہوا کہ طواف مین پہلے
تین بار جلد جلد چلے خواہ حج ہو یا عمرہ وفیہ المطابقہ للترجمہ حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن عبید اللہ عن
نافع عن ابن عمر قال ما تركت استلام هذين الركنين في شدة ولا رخاء منذ رأيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يستلمهما قلت لنافع اكان ابن عمر يمشي بين الركنين قال انما كان يمشي ليكون
ايسر لاستلامه ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ مینے دو رکنون یمانی کا چومنا کبھی نہین چھوڑا نہ سختی مین نہ آسانی مین
جب سے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اونکو چومتے تھے عبید اللہ کہتا ہے کہ مینے نافع سے کہا کہ کیا عبد اللہ بن عمر
دو رکنون یمانی کے درمیان اپنی چال چلتے تہے نافع رض نے کہا کہ وہ صرف اوسواسطے چلتے تہے تاکہ آسان تر ہو واسطے چومنے
حجر اسود کے یعنے آہستہ چلتے تا ہجوم مین حجر اسود کے چومنے پر قوت حاصل کرے ف یہ حضرت نافع کی رائے ہے کہ ابن عمر
رکنون کے درمیان اسواسطے آہستہ چلتے تہے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ اونہونے پہلی صفت کو موافق رمل کیا
ہو کما لعرف من مذہبہ الاتباع ف اگر پہلے تین بار مین رمل چھوٹ جاوے تو اوسکا قضا کرنا باقی چار بار مین مشروع
نہین اور رمل مردونکے ساتھ خاص ہے عورتون کو اوسکا حکم نہین اور خاص ہے ساتھ اوس طواف کے کہ پیچھے اوسکے
سعی ہو مشہور قول پر اور ہر آدمی کو مستحب ہے خواہ پیادہ ہو یا سوار اور اوسکی ترک پر جمہور کے نزدیک دم نہین آتا اور اسی

ثابت ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ دونون رکنون یمانی کے سوا اور جگہ رمل کرتے تھے اسی واسطے آدمی نے نافع سے اسکا
سبب پوچھا کہ بعض جگہ جلد چلتے تھے اور بعض جگہ آہستہ چلتے تھے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** اسْتِلَامِ الرُّكْنِ
بِالْمِحْجَنِ حجر اسود کو لکڑی سے چومنے کا بیان **ف** جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے کہ حجر اسود کو منہ سے چومے
اور اگر یہ نہو سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے یہ بھی نہو سکے تو لکڑی کو اوسپر رکھکر اوسکو چومے یہ بھی نہ
ہو سکے تو اوسکی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے ہاتھ کو چومے حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَّيَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا
ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ طَافَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيْرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ تَابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنِ
ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونٹ پر طواف کیا چومتے تھے حجر اسود کو ساتھ لکڑی کے کہ اوسکا سر خمدار تھا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہاتھ
سے نہو سکے تو لکڑی سے اشارہ کرکے اوسکو چومے اور یہی ہے قول جمہور کا جیسے کہ اوپر گذرا لیکن امام مالک سے
روایت ہے کہ ہاتھ لگا کر نہ چومے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعضی روایتوں مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود
کو بوسہ دیا اور بعضی مین آیا ہے کہ ہاتھ لگا کر چوما اور بعضی مین ہے کہ اشارہ کیا سو تطبیق انمین یون ہے کہ کسی طواف
مین بوسہ دیا اور کسی مین ہاتھ لگا کر چوما اور کسی مین اشارہ کیا بسبب ازدحام کے یا کسی بار مین کچھ کیا اور کسی مین کچھ
واللہ اعلم **بَابُ** مَنْ لَمْ يَسْتَلِمْ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ دونو یمانی رکنون کے چومنے کا بیان کہ طواف مین
صرف اونہین دونو کو چومے دوسرے دونون کو نہ چومے جو شامی ہین **ف** کعبے کے چار رکن ہین یعنے چار
کونے ہین ایک تو وہ کونا ہے جسمین حجر اسود لگا ہے اور دوسرا اسکے سامنے اوسکے ہی رکن یمانی حقیقت مین
یہی ہے لیکن تغلیبًا دونو کو رکن یمانی کہتے ہین اور دو رکن اور ہین ایک رکن عراقی ہے کہ وہ عراق کی طرف ہے اور
ایک شامی ہے کہ وہ شام کی طرف ہے مگر دونون کو شامی کہتے ہین اور جسمین حجر اسود ہے وہ کونا سیدھا مشرق کی طرف ہے
اور یمانی سیدھا دکن کی طرف ہے اور شامی سیدھا اوتر کی طرف اور عراقی کونا سیدھا مغرب کی طرف ہے اور رکن شامی
اور حجر اسود کے درمیان دروازہ ہے اور حجر اسود والا کونا دروازے سے قریب ہے بہ نسبت شامی کونے کے وَقَالَ
مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِي شَيْئًا مِّنَ
الْبَيْتِ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍؓ أَنَّهُ لَا يُسْتَلَمُ هٰذَانِ الرُّكْنَانِ فَقَالَ
لَهُ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُوْرًا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ **ترجمہ** ابی شعثاء سے روایت ہے
اونسے کہا کہ کون ہے کہ کعبے کی کسی چیز سے پرہیز کرے یعنے سب رکن کعبہ مین داخل ہین سب کو چومنا چاہیے اور
تھے معاویہؓ چومتے سب رکنون کو سو ابن عباسؓ نے اوس سے کہا کہ ہم ان دونون رکنون یعنے شامیون کو نہین چومتے

ہین یعنے اسواسطے کہ اسطرف سی کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر نہین بنایا گیا پس یہ اوسکے اصل کونے نہین سو معاویہ نے
ابن عباس رض سے کہا کہ کعبے سے کوئی چیز چھوڑی ہنین گئی اور ابن زبیر سب کنون کو چومتے تہے **ف** معاویہ رض کا یہہ
گمان تہا کہ کعبے سی کوئی چیز چھوڑی نہین گئی بلکہ تا حال اوسی بنیاد پر ہے جو بنیاد کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی
تہی اوسمین کوئی تغیر تبدل نہین ہوا سب رکن اپنی اپنی سابق جگہ مین قائم ہین لیکن یہ راے اونکی مخالف ہے
حدیث عائشہ رض اور جمہور کے جیسے کہ پہلے گذرا کہ کعبے سے سات ہاتہہ جگہ اوتر کی طرف چھوڑی ہوئی ہے اور بعض اور صحابہ
سی بھی مروی ہے کہ وہ کعبے کے سب رکنوں کو چومتے تہے لیکن اتباع سنت کا اولی ہے کہ جن رکنوں کو حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے چوما اونہین کو چومنا چاہیے اور رکن اسود مین دوہری فضیلت ہے ایک حجر اسود کی اور ایک یہ کہ
وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بنا ہوا ہی اور دوسرے دونون کی کچہ فضیلت نہین ہے اسواسطے پہلے کو چوما جاتا ہے
اور دوسرے کو ہاتہہ لگا کر چوما جاتا ہے اور باقی دونون کو نہ چوما جاتا ہے نہ ہاتہہ لگا کر چوما جاتا ہے یہ قول جمہور کا ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ رکن یمانی کا چومنا بھی مستحب ہے اور بعض علما نے اسحدیث سی نکالا ہے کہ جو کوئی تعظیم کے لائق
ہو آدمی وغیرہ سے اوسکو چومنا درست ہی اور امام احمد سے منقول ہی کہ کسی نے اونسے پوچھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے منبر اور قبر کو چومنا درست ہی یا نہین کہا درست ہی اور بعض سے منقول ہے کہ قرآن اور حدیث اور قبور
صالحین کو چومنا بھی درست ہی دفتح، **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ
عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ
ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکھا کہ کعبے سی کوئی چیز چومی ہو سوا دو رکنون یمانی
کی کہ اونکو چومتے تہے **ف** اسحدیث سی معلوم ہوا کہ دونون رکن کے سوا اور کسی رکن کو نہ چومے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
بَابُ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ حجر اسود کے چومنے کا بیان **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا
وَرْقَاءُ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ **ترجمہ** اسلم رض سے روایت ہی کہا دیکھا مینے عمر بن خطاب
کو کہ حجر اسود کو چوما اور کہا کہ اگر نہ دیکھتا مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ تجھکو چوما نہ چومتا مین تجھکو **حَدَّثَنَا**
مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ وَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ قَالَ اجْعَلْ
أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ
وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ كُوفِيٌّ وَالزُّبَيْرُ بْنُ عَرَبِيٍّ بَصْرِيٌّ **ترجمہ**
زبیر بن عربی رض سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رض سے حجر اسود کے چومنے کا حکم پوچھا سو ابن عمر رض نے کہا کہ مین نے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اوسکو ہاتھ اور منہ سے چومتے تھے تو اس مرد نے کہا بھلا تبلاؤ تو کہ اگر مجھپر ہجوم اور
غلبہ ہو جاوے اور میں حجر اسود تک نہ پہونچ سکوں تو کیا کروں ابن عمر رضہ نے کہا کہ ارأیت یعنے یہ عذر اپنا یمن میں
چھوڑدے یعنے یہ عذر اپنے گھر میں چھوڑ آ کہ حجر اسود کا چومنا اس عذر سے ساقط نہیں ہو سکتا میں نے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اوسکو ہاتھ اور منہ سے چومتے تھے **ف** جس مرد نے ابن عمر رضہ سے یہ مسئلہ پوچھا شاید وہ
یمن کا رہنے والا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت ہے چومنا حجر اسود کا اور سنت ہے کہ اوسکو ہاتھ اور منہ دونو
سے چومے بخلاف رکن یمانی کے کہ اوسکو فقط ہاتھ سے چومے منہ سے نہ چومے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا
ہے کہ ابن عمر رضہ ہجوم کے سبب سے حجر اسود کا بوسہ چھوڑنا درست نہ جانتے تھے اور یہ جو اوسکو کہا کہ اپنی رائے یمن میں
چھوڑدے تو مراد اس سے یہ ہے کہ جب کوئی حدیث سنے تو چاہیے کہ اوسپر عمل کرے اور اپنی رائے سے اوسکا
معارضہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضہ ہجوم میں گر پڑتے تھے یہانتک کہ خون آلودہ ہو جاتے اور ابن عباس
رضہ سے روایت ہے کہ حجر اسود پر ہجوم کرنا مکروہ ہے **ف** جب حجر اسود کو چومے تو عورتوں کے بوسہ کی طرح اپنی
آواز بلند نہ کرے (فتح) **باب** مَنْ اَشَارَ اِلَی الرُّکْنِ اِذَا اَتٰی عَلَیْہِ جب رکن اسود کے پاس آوے تو اوسکی طرف
اشارہ کرے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ
اِلَيْهِ بِشَیْءٍ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر کعبے کا طواف کیا جب رکن
اسود پر آتے تو کسی چیز سے اوسکی طرف اشارہ کرتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رکن سے دور رہتے تھے اور پہلے محجن کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب ہوتے تھے سو یہ حدیث حالت امن پر محمول ہے
اور اشارے کی حدیث حالت خوف پر محمول ہے (فتح) **باب** التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الرُّكْنِ رکن اسود کے پاس اللہ
اکبر کہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتَى الرُّكْنَ اَشَارَ اِلَيْهِ
بِشَیْءٍ عِنْدَهٗ وَكَبَّرَ تَابَعَهٗ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کا طواف اونٹ پر کیا جب رکن پاس آتے تو کسی چیز سے اوسکی طرف اشارہ کرتے
کہ اپنے پاس ہوتی اور تکبیر کہتے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہنا تکبیر کا پاس رکن کے ہر شوط میں وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ **باب** مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهٖ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ
اِلَى الصَّفَا جب کوئی مکے میں آوے تو کعبے کا طواف کرے پہلے پھرنے سے طرف گھر کی پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر صفا
کی طرف نکلے واسطے سعی صفا و مروہ کے **ف** بعضے کہتے ہیں کہ عمرہ کرنے والا جب کعبے کا طواف کر لیوے تو پھر

حلال ہوجاتا ہے اگرچہ صفا اور مروہ کو درمیان دوڑی سو امام بخاری کی غرض یہہ ہے کہ یہ قول مردود ہے (فتح) حَدَّثَنَا اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ فَاَخْبَرَتْنِیْ عَائِشَةُ اَنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِیْنَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ مِثْلَهٗ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِی الزُّبَیْرِ فَاَوَّلُ شَیْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ ثُمَّ رَاَیْتُ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارَ یَفْعَلُوْنَهٗ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِیْ اُمِّیْ اَنَّهَا اَهَلَّتْ هِیَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَیْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین آئے تو سب اعمال حج سے پہلی جو چیز شروع کی یہ ہے کہ آپنے وضو کیا پھر کعبے کا طواف کیا پھر وہ عمرہ نہ ہوا یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عمرہ کرکے حلال نہ ہوئی بلکہ حج کے احرام پر قائم رہے یہانتک کہ سب حج تمام کیا پھر ابوبکر رض اور عمر رض نے بھی اسیطرح حج کیا عروہ نے کہا کہ پھر مینے اپنے باپ زبیر کے ساتھ حج کیا سو سب سے پہلے انہوں نے کعبے کا طواف کیا پھر مینے مہاجرین اور انصار دیکھے کہ وہ بھی اسیطرح کرتے تھے اور میری مان نے مجھکو خبر دی کہ مین اور میری بہن عائشہ رضہ نے اور زبیر نے اور فلانے فلانے نے عمرے کا احرام باندھا سو جب انہوں نے حجر اسود کو چوما تو احرام اوتار ڈالا اف اجماع سب علما کا اسپر کہ طواف تمام ہونے سی احرام اوتارنا درست نہین پہر مذہب جمہور کا یہ ہے کہ لازم ہے بعد طواف کی دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے پھر منڈانا سر کا سو مراد عروہ کی یہ ہے کہ طواف اور سعی صفا مروہ کے بعد حلال ہوئی یہ مراد نہین کہ محض کعبے کا طواف کرکے حلال ہوئی اسواسطے کہ عروہ کے نزدیک صفا مروہ کی سعی شرط ہی بدون اوسکے حلال ہونا درست نہین بخلاف ما نقل عن ابن عباس رض اور سر منڈانا بھی اگر عروہ کے نزدیک شرط ہوگا تو اوسکی کلام مین مقدر کیا جاویگا والا لا اور ابن عباس رض کا یہ مذہب ہے کہ جو ہدی ساتھ نہ لایا ہو اور نری حج کا احرام باندھا ہو جب کعبے کا طواف کرلیوے تو اوسکو حلال ہونا اور احرام کہولنا درست ہے اگرچہ صفا اور مروہ کی سعی نہ کی ہو اور جو حج پر قائم رہے وہ کعبے کا طواف نہ کرے یہانتک کہ عرفات سی پہرے پس خلاصہ مذہب ابن عباس کا دو امر ہین ایک یہ کہ حلال ہونے مین صفا اور مروہ کی سعی کی شرط نہین بلکہ فقط طواف سے حلال ہوجاتا ہے اور دوم یہ کہ مفرد کو کعبے کا طواف کرنا درست نہین یہانتک کہ عرفات سی پہرے اگر عرفات سی پہلے طواف کریگا تو حلال ہوجاویگا اور حج کا احرام ٹوٹ جاویگا لیکن جمہور علما اس مسئلے مین انکے مخالف ہین اور اسپر اجماع ہے سب کا کہ اگر مفرد کعبے کا طواف کرے تو اوسکو ضرر نہین کرتا اور اس حدیث سی یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی مکے مین آوے تو مستحب ہے کہ پہلے طواف کرے یعنے طواف قدوم اسواسطے کہ وہ تحیہ ہے واسطے مسجد حرام کے اور بعض شافعیہ نے خوبصورت اور شریف عورت اس سے مستثنے کی ہے کہ اوسکو مستحب ہے کہ طواف کو رات تک تاخیر کرے اور اسیطرح جو کوئی فرض نماز یا جماعت یا مؤکدہ یا فائتہ کے فوت ہونے کا خوف کرے وہ بھی طواف کو مؤخر

کریں اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی طواف قدوم ترک کر دے تو اوسپر کوئی تاوان نہیں اور امام مالک کے نزدیک اسکو تارک پر
دم آتا ہے انتہے (فتح) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا
مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ
فِي الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعٰى ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰى اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حج اور عمرے میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آتے
اور سب اعمال حج سے پہلے طواف کرتے تو پہلے تین طواف میں جلد چلتے اور پھر چار بار آہستہ چلتے موافق اپنی چال
کے پھر دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا
اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَيَمْشِيْ اَرْبَعَةً وَاَنَّهٗ كَانَ يَسْعٰى بَطْنَ
الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا
پہلا طواف کرتے تو تین بار جلد چلتے اور چار بار اپنی چال چلتے اور جب صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تو میدان
دوڑتے جو کہ صفا اور مروہ کے درمیان ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا صرف طواف سے حلال نہیں
ہوتا جب تک کہ سعی نہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے دونوں میں طواف کے بعد سعی کی وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ اور یہ دلیل ہے اسپر کہ مراد عروہ کی حدیث مذکور میں طواف ساتھ سعی کے ہے صرف طواف نہیں (فتح) بَابُ
طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ عورتوں کے مردوں کے ساتھ طواف کرنے کا بیان یعنے کیا مردوں کے ساتھ مل کر طواف
کریں یا اونکے ساتھ علیحدہ ہو کر بغیر اختلاط کے یا تنہا ہو کر (فتح) وَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ
ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ
طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ اَوْ قَبْلُ قَالَ اِيْ لَعَمْرِيْ
لَقَدْ اَدْرَكْتُهٗ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ
تَطُوْفُ حَجْرَةً مِّنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ انْطَلِقِيْ نَسْتَلِمْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتِ انْطَلِقِيْ
عَنْكِ وَاَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ كُنَّ اِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ
حِيْنَ يَدْخُلْنَ وَاُخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ اٰتِيْ عَائِشَةَ اَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِيْ جَوْفِ ثَبِيْرٍ
قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِيَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذٰلِكَ وَرَاَيْتُ عَلَيْهَا
دِرْعًا مُوَرَّدًا ترجمہ ابن جریج رض سے روایت ہے کہ خبر دی مجھکو عطا نے کہ جبکہ ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے
ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطا نے کہا کہ تو عورتوں کو کس طرح منع کرتا ہے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی بی بیون نے مردون کے ساتھ طواف کیا اور ابن جریج کہتے ہین کہ مینے عطا سے کہا کہ کیا یہ معاملہ پردے کی آیت اوترنے سے پہلے
واقع ہوا یا پیچھے عطا نے کہا کہ ہان مجھکو اپنی عمر کی قسم ہے کہ البتہ مینے یہ بات پردے کے بعد پائی یعنے مینے یہ معاملہ دیکھا ہے
کسی سے نہین سُنا مینے عطا سے کہا کہ مرد عورتون کے ساتھ کسطرح جمع ہوتے تھے اور کسطرح اختلاط کرتے تھے عطا نے
کہا کہ مرد عورتون کے ساتھ جمع نہ ہوتے تھے حضرت عائشہ رض پردہ کرکے طواف کرتی تھین اسطرح کہ کوئی اونکو نہ دیکھ
سکے مردون سے ملتی نہ تھین سو ایک عورت نے کہا کہ ای ام المؤمنین چلو ہم حجر اسود کو چومین عائشہ رض نے کہا کہ تو خود
جا اور بوسہ دے اور عائشہ رض نے انکار کیا چومنے سے اور دستور تہا کہ عورتین رات کو پردے سے نکلا کرتی تھین اور
مردون کے ساتھ طواف کرتی تھین لیکن جب وہ کعبے مین داخل ہونے کا ارادہ کرتین تو کھڑی ہو جاتی تھین
یہانتک کہ مرد اندر سے نکالی جاتے اور مین اور عبید عائشہ رض پاس آتے تھے اور وہ پہاڑ ثبیر کے درمیان ٹھیری تھین
مینے کہا کہ اوسوقت عائشہ رض کا پردہ کیا تہا کہا کہ وہ ایک چھوٹے خیمے مین تھین کہ اوسکو پردہ تہا اور ہمارے
اور اونکے درمیان سوائے خیمے کے اور کچھ نہ تہا اور مینے اونپر گلابی رنگ پیراہن دیکھا یعنے اتفاقا میری نظر پڑی
ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورتون کو طواف کرنا ساتھ مردون کے علیٰحدہ ہوکر بغیر اختلاط کے کہ
مثلا مردون کی جماعت آگے جاوے اور عورتون کی پیچھے آپسمین خلط نہ ہو م وفیہ المطابقة للترجمة اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ عورتون کو مردون کے ساتھ ملکر طواف کرنا درست نہین اور ابن ہشام نے جو منع کیا تہا تو مطلق منع کیا تہا
کہ جب مرد طواف کرین اوسوقت عورتین بالکل نہ کرین تنہا ہوکر کرین اسیواسطے عطا رح نے اوسپر انکار کیا حدثنا
اِسْمٰعِیلُ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ
عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ
اَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُّصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَاُ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ **ترجمہ** ام سلمہ رض سے روایت ہے
کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مین بیمار ہون اور پیادہ طواف نہین کر سکتی سو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ طواف کر لوگون کے پیچھے سوار ہوکر سو مینے طواف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسوقت کعبے
کے پہلو مین نماز پڑہتے تھے اور اوسمین سورہ طور پڑہتے تھے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو طواف کرنا
ساتھ مردون کے لیکن اونسے پیچھے رہے اونکے ساتھ نہ ملے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار
اور عذر والے کو سوار ہوکر طواف کرنا درست ہے اور اسیطرح اگر کوئی کسی معذور کو اوٹھا کر طواف کراوے تو یہ بھی درست
ہے ز فتح ۱ **بَابُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ** طواف مین کلام کرنا درست ہے **ف** شاید اسمین اشارہ ہے طرف حدیث
ابن عباس رض کے کہ کعبے کا طواف نماز کی طرح ہے لیکن خدا نے اوسمین کلام مباح کیا ہے سو جو کلام کرے تو بہتر

کلام کرے (فتح) حدثنا ابراهيم بن موسى حدثنا هشام ان ابن جريج اخبرهم قال اخبرني سليمان الاحول ان طاؤسا اخبره عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم مر وهو يطوف بالكعبة بانسان ربط يده الى انسان بسير او بخيط او بشيء غير ذلك فقطعه النبي صلى الله عليه وسلم بيده ثم قال قد بيده ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے ہوئے ایک شخص پر گذرے کہ اوسنے اپنا ہاتھ دوسرے شخص کے ساتھ باندہا تھا چمڑے کے تسمے سے یا دہاگے سے یا کسی اور چیز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ اوسکو اپنے ہاتھ سے کہینچ ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف میں کلام کرنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة لیکن افضل ہے کہ بدون حاجت کے کلام نہ کرے

باب اذا رای سیرا او شیئا یکرہ فی الطواف قطعه اگر کوئی چمڑے کا تسمہ دیکھے کہ اوسکو دوسرے سے باندہا ہو یا کوئی اور چیز مکروہ دیکھے قول سے یا فعل سے تو اوسکو ہاتھ سے یا زبان سے دور کرے یعنے اسواسطے کہ باگ سے چارپایوں کو کہینچا جاتا ہے پس اسمیں مشابہت ہے ساتھ چارپایوں کے حدثنا ابو عاصم عن ابن جريج عن سليمان الاحول عن طاؤس عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم راى رجلا يطوف بالكعبة بزمام او غيره فقطعه ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکہا کہ باگ یا اور چیز کے ساتھ طواف کرتا تھا یعنے اپنا ہاتھ رسی وغیرہ سے دوسرے آدمی کے ہاتھ سے باندہا ہوا تھا تاکہ وہ اوسکو کہینچے اور شاید کہ وہ آدمی اندہا ہوگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو کاٹ دیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی طواف میں مکروہ چیز دیکھے تو اوسکو دور کرے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے طائف کو اختیار کرنا ہلکے فعل کا اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا واجب اور مستحب اور مباح امروں میں اور ابن منذر نے کہا کہ ذکر کرنا اور قرآن پڑہنا بہتر ہے اور مباح کلام بھی درست ہے لیکن مکروہ ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ واجب طواف میں کلام کرنا مکروہ ہے اور ابن مبارک نے کہا کہ قرآن سے کوئی چیز افضل نہیں اور شافعی اور ابو ثور نے کہا کہ مستحب ہے اور اہل کوفہ قید کرتے ہیں ساتھ اخفا کرنے کے اور حسن اور عروہ کے نزدیک قرآن پڑہنا مکروہ ہے (فتح)

باب لا یطوف بالبیت عریان ولا یحج مشرک نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور نہ حج کرے کوئی کافر شریک کرنے والا حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث قال ثنا یونس قال ابن شہاب حدثنی حمید بن عبد الرحمن ان ابا هريرة اخبره ان ابا بكر الصديق بعثه في الحجة التي امره عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط يؤذنون في الناس ان لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے اوسکو لوگوں میں بھیجا اوس حج میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اوسپر امیر کیا تھا حجۃ الوداع سے پہلے قربانی کی عید کے دن ایک جماعت میں

مین پکار دی کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شریک کرنیوالا اور نہ گہومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی **ف** اسحدیث سے
معلوم ہوا کہ طواف مین ستر کا ڈہانکنا شرط ہے اور ننگے طواف کرنا درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہی ہے مذہب
جمہور کا لیکن حنفیہ کہتے ہین کہ طواف مین ستر کا ڈہانکنا شرط نہین اگر ننگے ہوکر طواف کرے تو دوہراوے جبتک کہ
مکے مین ہو اور اگر اپنے وطن کو چلا جاوے تو دم دینا آتا ہے اور جاہلیت کے زمانے مین کافرون کا دستور تہا کہ طواف
کعبے کا ننگے کرتے تہے اور انکا گمان یہ تہا کہ کپڑون مین ہمنے گناہ کیے ہین اونسے کیا طواف کرین اسلام مین ننگے ہوکر
طواف کرنا حرام ہوا **باب** إِذَا وَقَفَ فِي الطَّوَافِ اگر طواف کے درمیان ٹہیر جاوے تو کیا طواف ٹوٹ جاتا ہے
یا نہین **ف** شاید یہ اشارہ ہے طرف اوسکی جو حسن بصری سے منقول ہے کہ اگر کوئی طواف مین ہو اور نماز کی تکبیر ہوجاوے
تو اوسکو قطع کردے تو پہر از سر نو شروع کرے اور جو طواف کرچکا ہو اوسپر بنا نہ کرے اور جمہور کہتے ہین کہ سابق طواف پر
بنا کرنی درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ یہ فرض نماز کے ساتہ خاص ہے اور یہی ہے قول امام شافعی رح کا اور اگر نماز نفل ہو
تو طواف کا از سر نو شروع کرنا اولی ہے اور امام ابوحنیفہ رح اور اشہب کہتے ہین کہ قطع کرے اور بنا کرے اور جمہور کہتے
ہین کہ حاجت کے واسطے طواف قطع کرنا درست ہے اور نافع سے منقول ہے کہ طول القیام طواف مین بدعت ہے انتہی
(فتح) اور حنابلہ کا مذہب ہے وجوب موالات ہے اگر عمداً یا سہواً چہوڑ دے تو طواف درست نہین ہوتا وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ
يَطُوفُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ أَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ فَيَبْنِي یعنے اور عطا نے
کہا کہ اگر کوئی طواف کرتا ہو اور نماز کی تکبیر ہوجاوے یا اوسکی جگہ سے دور کیا جاوے یعنے کسی اور سبب سے طواف قطع
ہوجاوے تو جب سلام پہیرے تو پہر جاوے طرف اوس جگہ کی کہ قطع کیا گیا اوپر اوسکے پس سابق طواف پر بنا کرے اور از
سر نو شروع نہ کرے وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ اور ذکر کیا جاتا ہے مانند اس مضمون کی
ابن عمر اور عبدالرحمن سے کہ اگر نماز وغیرہ کی وجہ سے طواف قطع کرے تو بعد سلام کے سابق طواف پر بنا کرے **باب**
طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى لِسُبُوعِهِ رَكْعَتَيْنِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار طواف کے
لیے دو رکعت نماز پڑہی **ف** طواف کی دو رکعتین جمہور کے نزدیک سنت ہین اور یہی قول ہے شافعیہ کا پس جمہور
کے نزدیک دو طوافون کا ملانا درست ہے بغیر کراہت کے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طواف کی دو رکعتین واجب ہین،
پس اونکے نزدیک دو طوافون کا ملانا درست نہین بلکہ ہر طواف کے لیے دو رکعتین پڑہے (فتح) وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ
عُمَرَ يُصَلِّي لِكُلِّ سُبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنے اور نافع نے کہا کہ تہے ابن عمر پڑہتے دو رکعتین واسطے ہر سات بار کے **ف**
اسحدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سات بار کے ساتہ دو رکعتین نماز پڑہنی سنت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ
ابْنُ أُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ إِنَّ عَطَاءً يَقُولُ تُجْزِئُهُ الْمَكْتُوبَةُ مِنْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فَقَالَ السُّنَّةُ أَفْضَلُ
لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوعًا قَطُّ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ یعنے اسمعیل رح سے روایت ہے کہ مین نے

زہری سے کہا کہ عطا کہتا ہے کہ طواف کو بعد فرض نماز پڑھنی طواف کی دو رکعتوں سے کفایت کرتی ہے اونکے پڑھنے کی حاجت باقی نہیں رہتی سو زہری نے کہا کہ پیروی سنت کی افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سات بار طواف نہیں کیا مگر کہ اوسکے بعد دو رکعت نماز پڑھی یعنے دو تو طوافوں کو ملانا اور اونکے درمیان نماز نہ پڑھنی خلاف اولی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا **ف** اور مراد زہری کی یہ ہے کہ فرض نماز طواف کی دو رکعتوں کے بدلے کافی نہیں **حدثنا** قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ اَیَقَعُ الرَّجُلُ عَلٰی امْرَأَتِهٖ فِی الْعُمْرَةِ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰی خَلْفَ الْمَقَامِ رَکْعَتَیْنِ وَطَافَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا یَقْرَبُ امْرَأَتَهٗ حَتّٰی یَطُوْفَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ **ترجمہ** عمرو سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر سے پوچھا کہ اگر کوئی عمرے میں اپنی عورت سے صحبت کرے یعنے بعد طواف کے پہلے دوڑنے سے درمیان صفا اور مروہ کے تو اوسکا کیا حکم ہے ابن عمر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے پھر ابن عمر نے کہا کہ تمکو رسول میں اچھی چال چلنی ہے یعنے صفا اور مروہ کی سعی سے پہلے عورت سے صحبت کرنی درست نہیں اور عمرو نے کہا کہ میں نے جابر سے اوسکا حکم پوچھا جابر نے کہا کہ نزدیک نہ ہووے اپنی عورت کو یہانتک کہ دوڑے درمیان صفا اور مروہ کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کعبے کا طواف کرے تو سنت ہے کہ اوسکے بعد دو رکعت نماز پڑھے وفیه المطابقة للترجمة **باب** مَنْ لَّمْ یَقْرَبِ الْکَعْبَةَ وَلَمْ یَطُفْ حَتّٰی یَخْرُجَ اِلٰی عَرَفَةَ وَیَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْاَوَّلِ اوس شخص کا بیان کہ طواف قدوم کے بعد کعبے کے پاس نہ جاوے اور اوسکے گرد طواف نہ کرے یعنے نفل طواف یہانتک کہ عرفات کو جاوے اور وہاں سے پھر آوے **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَیْلٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ کُرَیْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَکَّةَ فَطَافَ سَبْعًا وَسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ یَقْرَبِ الْکَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهٖ بِهَا حَتّٰی رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اپنے پہلے طواف کے بعد یعنے طواف قدوم کے بعد کعبے کے نزدیک نہ آئے یہانتک کہ عرفات سے پھرے **ف** یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حاجی کو وقوف عرفات سے پہلے نفل طواف کرنا منع ہو واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل طواف اسواسطے چھوڑا ہو کہ کوئی اوسکو واجب نہ سمجھ لیوے کہ آپ اپنی امت پر تخفیف کو پسند رکھتے تھے (فتح) **باب** مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیِ الطَّوَافِ خَارِجًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

طواف کی دو رکعتوں کے مسجد حرام سے باہر پڑھنے کا بیان **ف** مراد اس باب سے یہ بات ہے کہ طواف کی دو رکعتوں کے لیے
کوئی جگہ مقرر نہیں کہ فلانی جگہ پڑھے بلکہ ہر جگہ اونکا پڑھنا درست ہے جس جگہ چاہے پڑھے اگرچہ مقام ابراہیم میں اونکا
پڑھنا افضل ہے اور اسپر سب کا اتفاق ہے کہ کعبے اور حطیم میں (فتح) وَصَلّٰی عُمَرُ خَارِجًا مِّنَ الْحَرَمِ یعنے
اور حضرت عمر رض نے حرم مکہ سے باہر نماز پڑھی یعنے نماز طواف کی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ طواف کی نماز
حرم مکہ سے باہر پڑھنی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ زَیْنَبَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ شَکَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ یَحْیَی بْنُ اَبِیْ زَکَرِیَّاءَ الْغَسَّانِیُّ
عَنْ ہِشَامٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ قَالَ وَھُوَ بِمَکَّۃَ وَاَرَادَ الْخُرُوْجَ وَلَمْ تَکُنْ اُمُّ سَلَمَۃَ طَافَتْ بِالْبَیْتِ وَاَرَادَتِ الْخُرُوْجَ فَقَالَ
لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ لِلصُّبْحِ فَطُوْفِیْ عَلٰی بَعِیْرِکِ وَالنَّاسُ
یُصَلُّوْنَ فَفَعَلَتْ ذٰلِکَ وَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰی خَرَجَتْ ترجمہ ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
مکے میں تھے اور مدینے کو چلنے کا ارادہ کیا اور مینے کعبے کا طواف نہ کیا تھا اور مینے آپکے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ جب فجر کی نماز کی تکبیر ہو تو اپنے اونٹ پر سوار ہوکر طواف کر اس
حال میں کہ لوگ نماز پڑھتے ہوں سو ام سلمہ نے طواف کیا اور نماز نہ پڑھی یہانتک کہ مسجد سے باہر نکلیں
ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتوں کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں جہان چاہے پڑھے
خواہ مسجد حرام میں ہو یا اوس سے باہر اسواسطے کہ ام سلمہ نے طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام سے باہر پڑھیں اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اوسپر مقرر رکھا پس معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام میں پڑھنی ضرور
نہیں جس جگہ چاہے پڑھے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اسپر کہ جو کوئی طواف کی
دو رکعتیں بھول جاوے وہ قضا کرے جس جگہ اونکو یاد کرے حل میں ہو یا حرم میں اور یہی ہے قول جمہور کا اور ثوری سے
روایت ہے کہ حرم کے اندر یاد کرے تو پڑھے اور حرم سے باہر نہ پڑھے اور امام مالک سے روایت ہے کہ اگر اونکو نہ پڑھے
یہانتک کہ اپنے شہر کیطرف پھر آوے تو اوسپر دم دینا آتا ہے اور ابن منذر نے کہا کہ فرض سے اونکا درجہ زیادہ نہیں
حالانکہ فرض کی قضا پر قضا کرنے کے سوا اور کچھ تاوان نہیں انتہے (فتح) بَابُ مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیِ الطَّوَافِ
خَلْفَ الْمَقَامِ طواف کی دو رکعتوں کے مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنے کا بیان حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَافَ
بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَصَلّٰی خَلْفَ الْمَقَامِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّفَا وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ

فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین آئی سو آپ نے سات بار کعبے کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتین پڑہین پہر صفا اور مروہ کی طرف نکلے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تمکو رسول خدا کی اچھی چال چلنی ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتین مقام ابراہیم کے پیچھے پڑہنی افضل ہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ابن منذر نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نماز فرض ہو لیکن سب اہل علم کا اجماع ہے اسپر کہ طواف کی دو رکعتین ہر جگہ پڑہنی درست ہین جس جگہ چاہے پڑہے مگر امام مالک سے روایت ہی کہ طواف واجب کی نماز حطیم مین درست نہین اگر پڑہے تو دہرا وے (سمجھے (فتح) **بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ** فجر اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنے کا بیان یعنے طواف کی نماز کا اوسوقت کیا حکم ہے **ف** امام بخاری کی چال سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی نماز ہر وقت پڑہنی درست ہی اور گویا اسمین اشارہ ہے طرف اوس حدیث کی جو کہ اصحاب سنن وغیرہ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اولاد عبد مناف کی. تم مین سے جو کوئی لوگون کا حاکم ہو تو نہ منع کرے کسی کو کہ کعبے کا طواف کرے اور نماز پڑہے اوسمین جس گہڑی چاہے رات سے یا دن سے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہین اسواسطے نقل نہ کی وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ یعنے ابن عمر طواف کی دو رکعتین پڑہتے تہے جب تک کہ سورج نہ نکلتا **ف** عطا سے روایت ہی کہ ابن عمر نے فجر کی نماز کے بعد طواف کیا سات بار پہر آسمان کی طرف دیکہا تو اندہیرا معلوم ہوا یعنے ابہی سورج نہ نکلا تہا پہر طواف کی دو رکعتین پڑہین اور ابن عمر کا مذہب تہا کہ صرف عین طلوع اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑہنی مکروہ ہے آگے پیچھے مکروہ نہین کما روی عن الطحاوی وغیرہ (فتح) وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِي طُوًى یعنے اور عمر رض نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا پہر سوار ہو یہانتک کہ ذی طوی مین دو رکعتین پڑہین **ف** حضرت عمر رض فجر کی نماز کے بعد نماز پڑہنی مکروہ جانتے تہے اسواسطے طواف کی دو رکعتین اوسوقت نہ پڑہین جب ذی طوی مین پہنچے اور سورج نکل آیا تو اوسوقت طواف کی دو رکعتین پڑہین **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَاسًا طَافُوا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوا إِلَى الْمُذَكِّرِ حَتّٰى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوا يُصَلُّونَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَعَدُوا حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ قَامُوا يُصَلُّونَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ کچھ لوگون نے صبح کی نماز کے بعد کعبے کا طواف کیا پہر واعظ کے پاس جا بیٹھے یہانتک کہ جب سورج نکلا تو نماز پڑہنے کو کہڑے ہوئے سو عائشہ رض نے اون لوگون کے حق مین کہا کہ یہ لوگ بیٹھے رہے یہانتک کہ جب وہ ساعت ہوئی جسمین کہ

نماز پڑہنی مکروہ ہے تو نماز کو کہڑے ہوگئے **ف** شاید حضرت عائشہ رض کے نزدیک بھی فجر اور عصر کی نماز کے بعد کعبے مین نماز پڑہنی درست تھی اسواسطے اپنر انکار کیا کہ اونہون نے جواز کا وقت چہوڑ دیا اور کراہت کا وقت اختیار کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکے نزدیک نہی عام تھی عین طلوع اور غروب کی ساتہہ خاص نہ تھی اسواسطے اونپر انکار کیا **حدثنا** ابراهيم بن المنذر قال حدثنا ابو ضمرة قال حدثنا موسى بن عقبة عن نافع ان عبد الله قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم ينهى عن الصلوة عند طلوع الشمس وعند غروبها **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منع کرتے تہے نماز سے وقت نکلنے آفتاب کے اور وقت غروب ہونے اوسکے کے **حدثنا** الحسن بن محمد قال حدثنا عبيدة بن حميد قال حدثني عبد العزيز بن رفيع قال رأيت عبد الله بن الزبير يطوف بعد الفجر ويصلي ركعتين قال عبد العزيز ورأيت عبد الله بن الزبير يصلي ركعتين بعد العصر ويخبر ان عائشة حدثته ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يدخل بيتها الا صلاهما **ترجمہ** عبد العزیز رض سے روایت ہے کہ مینے عبد اللہ بن زبیر کو دیکہا کہ فجر کی نماز کے بعد طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑہی اور مینے اوسکو دیکہا کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتین پڑہین اور عائشہ رض سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبہی میرے گہر مین نہ آئے مگر کہ وہ دو رکعتین پڑہین **ف** وجہ تعلق ان حدیثون کی ترجمہ سے یا تو اسطور سے ہے کہ طواف بہی نماز ہے پس طواف اور نماز دونون کا ایک حکم ہے اور یا اسواسطے کہ طواف نماز کو مستلزم ہے جو اوسکے بعد مشروع ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ اس مسئلے مین اختلاف ہے ابن عبد البر نے کہا کہ ثوری اور کوفے والے کہتے ہین کہ فجر اور عصر کے بعد طواف کرنا مکروہ ہے اگر کرے تو نماز کو تاخیر کرے لیکن یہ بعض کا مذہب ہے، والا مشہور حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد طواف مکروہ نہین نماز مکروہ ہے اور جمہور اصحاب اور جو اونکے بعد مین ہے کہتے ہین کہ طواف کی بعد ہر وقت نماز پڑہنی درست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فجر اور عصر کے بعد نماز پڑہنی مکروہ ہے واسطے عموم نہی کے یہ قول عمر اور ثوری اور ایک جماعت کا ہے اور یہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ رح کا انتہے فتح) **باب المريض يطوف راكبا** بیمار کو سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے **حدثنا** اسحاق الواسطي قال حدثنا خالد عن خالد الحذاء عن عكرمة عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم طاف بالبيت وهو على بعير كلما اتى على الركن اشار اليه بشيء في يده وكبر **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبے کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا جب رکن اسود پاس گئے تو اوسکی طرف اوس چیز سے کہ آپ کے ہاتہہ مین تہی اشارہ کرتے تہے اور تکبیر کہتے تہے **حدثنا** عبد الله بن مسلمة قال حدثنا مالك عن محمد بن عبد الرحمن بن نوفل عن عروة عن زينب بنت ام سلمة عن ام سلمة قالت شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم اني

أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ **ترجمہ** ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے شکایت کی کہ مین بیمار ہون سو فرمایا کہ تو طواف کر لوگون کے پیچھے سوار ہو کر سو مینے طواف کیا اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کعبے کے پہلو مین نماز پڑھتے تھے اور اوسمین سورہ طور پڑھتے تھے **ف** ام سلمہ کی حدیث ترجمہ
مین ظاہر ہے اور ابن عباس رض کی حدیث مین احتمال ہے کہ واسطے بیماری کے ہو اور احتمال ہے کہ واسطے دکھانے
لوگون کے ہو کہ لوگ آپ کو دیکھین پس اس سے بے عذر سوار ہو کر طواف کرنا درست معلوم نہین ہوتا لیکن فقہا
کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بے عذر سوار ہو کر مکروہ تنزیہی ہے اور پیادہ طواف کرنا اولے ہے لیکن منع کو ترجیح
ہے اسواسطے کہ حضرت اور ام سلمہ کا سوار ہو کر طواف کرنا مسجد حرام کے احاطہ کرنے اور دیوار کھینچنے سے پہلے تہا
اور جب کہ مسجد کا احاطہ ہو چکا تو اب اوسکے اندر سوار ہو کر طواف کرنا منع ہے اسواسطے کہ مسجد کا نجاست سے آلودہ
ہونے کا خوف ہے پس احاطہ کرنے کے بعد مسجد مین سوار ہو کر طواف کرنا درست نہین بخلاف پہلے احاطہ کرنے کے
کہ اوسوقت نجاست سے آلودہ ہونا حرام نہ تہا جیسے کہ سعی میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار ہو کر طواف کرنا آپکا
خاصہ تہا اور احتمال ہے کہ اوسوقت آپ کی سواری تلویث سے محفوظ ہو آپ کی کرامت کی جہت سے پس غیر کو اوپر
قیاس کرنا درست نہین (فتح) حاصل یہ کہ بے عذر کو سوار ہو کر طواف کرنا درست نہین اور عذر ہو تو درست ہے اور برابر ہے
اسمین کہ خواہ اونٹ ہو یا گہوڑا یا خچر **بَابُ سِقَايَةِ الْحَاجِّ** حاجیون کو پانی پلانے کا بیان یعنے مستحب ہے **ف**
اسلام سے پہلے قریش کا دستور تہا کہ کہجورین پانی مین بہگو کر اونکا نچوڑ حاجیون کو پلایا کرتے تہے اور یہ منصب حضرت
عباس رض کو اپنے جد سے پہونچا تہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو عباس رض پر ثابت اور قائم رکہا اور اب تک
یہ خدمت عباس رض ہی کی اولاد مین چلی آتی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِّنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت
ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی مانگی منا کی راتون مین مکے مین رہنے کی پانی پلانے
کے لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو پروانگی دی **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ حاجیون کو پانی پلانا سنت
ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو کچھ عذر نہ ہو ان تین راتون کو منا مین رہے **حَدَّثَنَا**
إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِي قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِيْهِ

نماز پڑہنی مکروہ ہے تو نماز کو کہڑے ہو گئے **ف** شاید حضرت مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بھی فجر اور عصر کی نماز کے بعد کعبے میں نماز پڑہنی درست نہ تھی اسواسطے اپنر انکار کیا کہ اونہوں نے جواز کا وقت چہوڑ دیا اور کراہت کا وقت اختیار کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکے نزدیک نہی عام تھی عین طلوع اور غروب کی ساتہہ خاص نہ تھی اسواسطے اونپر انکار کیا (فتح) حدثنا ابراهيم بن المنذر قال حدثنا ابو ضمرة قال حدثنا موسى بن عقبة عن نافع ان عبد الله قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم ينهى عن الصلوة عند طلوع الشمس وعند غروبها ترجمہ ابن عمر سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا منع کرتے تہے نماز سے نکلنے آفتاب کے اور وقت غروب ہونے اوسکے کو حدثنا الحسن بن محمد قال حدثنا عبيدة بن حميد قال حدثني عبد العزيز بن رفيع قال رايت عبد الله بن الزبير يطوف بعد الفجر ويصلي ركعتين قال عبد العزيز ورايت عبد الله بن الزبير يصلي ركعتين بعد العصر ويخبر ان عائشة حدثته ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يدخل بيتها الا صلاهما ترجمہ عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ مینے عبد اللہ بن زبیر کو دیکہا کہ فجر کی نماز کے بعد طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑہی اور مینے اوسکو دیکہا کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑہین اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبہی میرے گہر میں نہ آئے مگر وہ دو رکعتیں پڑہین **ف** وجہ تعلق ان حدیثون کی ترجمہ سے یا تو اسطور سے ہی کہ طواف بھی نماز ہے پس طواف اور نماز دونون کا ایک حکم ہے اور یا اسواسطے کہ طواف نماز کو مستلزم ہے جو اوسکے بعد مشروع ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ اس مسئلے مین اختلاف ہی ابن عبد البر نے کہا کہ ثوری اور کوفے والے کہتے ہین کہ فجر اور عصر کے بعد طواف کرنا مکروہ ہے اگر کرے تو نماز کو تاخیر کرے لیکن یہ بعض کا مذہب ہے اور الاشہر ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد طواف مکروہ نہیں نماز مکروہ ہے اور جمہور اصحاب اور جو اونکے بعد مین کہتے ہین کہ طواف کے بعد ہر وقت نماز پڑہنی درست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فجر اور عصر کے بعد نماز پڑہنی مکروہ ہے واسطے عموم نہی کے یہ قول عمر اور ثوری اور ایک جماعت کا ہے اور یہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا انتہے (فتح) **باب المريض يطوف راكبا** بیمار کو سوار ہو کر طواف کرنا درست ہی حدثنا اسحاق الواسطي قال حدثنا خالد عن خالد الحذاء عن عكرمة عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم طاف بالبيت وهو على بعير كلما اتى على الركن اشار اليه بشيء في يده وكبر ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا جب رکن اسود پاس آتے تو اوسکی طرف اوس چیز سے کہ آپ کی ہاتہہ مین تھی اشارہ کرتے تہے اور تکبیر کہتے تہے حدثنا عبد الله بن مسلمة قال حدثنا مالك عن محمد بن عبد الرحمن بن نوفل عن عروة عن زينب بنت ام سلمة عن ام سلمة قالت شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم اني

اَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ ترجمہ ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مین بیمار ہون سو فرمایا کہ تو طواف کر لوگون کے پیچھے سوار ہو کر سو مینے طواف کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبے کے پہلو مین نماز پڑھتے تھے اور اوسمین سورہ طور پڑھتے تھے ف ام سلمہ کی حدیث ترجمہ مین ظاہر ہے اور ابن عباس رض کی حدیث مین احتمال ہے کہ واسطے بیماری کے ہو اور احتمال ہے کہ واسطے دکھانے لوگون کے ہو کہ لوگ آپ کو دیکھین پس اس سے بے عذر سوار ہو کر طواف کرنا درست معلوم نہین ہوتا لیکن فقہا کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بے عذر سوار ہو کر مکروہ تنزیہی ہے اور پیادہ طواف کرنا اولے ہے لیکن منع کو ترجیح ہے اسواسطے کہ حضرت اور ام سلمہ کا سوار ہو کر طواف کرنا مسجد حرام کے احاطہ کرنے اور دیوار کھینچنے سے پہلے تھا اور جب کہ مسجد کا احاطہ ہو چکا تو اب اوسکے اندر سوار ہو کر طواف کرنا منع ہے اسواسطے کہ مسجد کا نجاست سے آلودہ ہونے کا خوف ہے پس احاطہ کرنے کے بعد مسجد مین سوار ہو کر طواف کرنا درست نہین بخلاف پہلے احاطہ کرنے کے کہ اوسوقت نجاست سے آلودہ ہونا حرام نہ تھا جیسے کہ سعی مین ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار ہو کر طواف کرنا آپکا خاصہ تھا اور احتمال ہے کہ اوسوقت آپ کی سواری تلویث سے محفوظ ہو آپ کی کرامت کی جہت سے پس غیر کو اوس پر قیاس کرنا درست نہین (فتح) حاصل یہ کہ بے عذر کو سوار ہو کر طواف کرنا درست نہین اور عذر ہو تو درست ہے اور برابر ہے اسمین کہ خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا خچر باب سِقَايَةِ الْحَاجِّ حاجیون کو پانی پلانے کا بیان یعنے مستحب ہے ف اسلام سے پہلے قریش کا دستور تھا کہ کھجورین پانی مین بھگو کر اونکا نچوڑ حاجیون کو پلایا کرتے تھے اور یہ منصب حضرت عباس رض کو اپنے جد سے پہونچا تھا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو عباس رض پر ثابت اور قائم رکھا اور اب تک یہ خدمت عباس رض ہی کی اولاد مین چلی آتی ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَاذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی مانگی منا کی راتون مین مکے مین رہنے کی پانی پلانے کی لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو پروانگی دی ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ حاجیون کو پانی پلانا سنت ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو کچھ عذر نہ ہو وہ ان تین راتون مین منا مین رہے حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اذْهَبْ اِلٰى اُمِّكَ فَاْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْهِ

قَالَ اَسْقِنِیْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ اَتٰی زَمْزَمَ وَهُمْ یَسْقُوْنَ وَیَعْمَلُوْنَ فِیْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰی عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰی اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰی هٰذِهٖ یَعْنِیْ عَاتِقَهٗ وَاَشَارَ اِلٰی عَاتِقِهٖ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی پانے کی جگہ کو وہ ایک حوض تھا اور اوسمین پانی بھرا رہتا تھا آئے اور پانی مانگا سو حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ اپنی ماں پاس جا اور اوسکے پاس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کا شربت لا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو پانی پلا عباسؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ لوگ اسمین ہاتھ ڈالتے ہین یعنے یہ پانی آپکے پینے کے لائق نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو پانی پلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے پانی پیا پھر کوئین زمزم پاس آئے اور لوگ پانی پلاتے تھے اور اوسمین عمل کرتے تھے یعنے کوئین سے پانی کھینچتے تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرو کہ تم نیک کام مین ہو پھر فرمایا کہ اگر تمہارے مغلوب ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو مین بھی اوترتا یہانتک کہ رسی اپنی مونڈھے پر رکھتا یعنے پانی نکالکر لوگون کو پلاتا **ف** یعنے مین پانی پلانے مین تمہارا شریک ہوتا لیکن مجھکو ڈر ہے کہ اگر مین یہ کام کرونگا تو مجھکو دیکھکر سب لوگ اسپر ہجوم کرینگے واسطے اتباع میرے کے پھر تمکو پانی پلانا مشکل ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہین مکروہ ہے پانی مانگنا غیر سے اور اسی طرح نہین مکروہ ہے رد کرنا اوس چیز کا کہ آدمی کو اکرام کی وجہ سے دے جب کہ کوئی مصلحت اولی اوس کے معارض نہ ہو اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کی مصلحت سے شربت نہ منگایا اور یہ کہ پانی پلانے کا ثواب ہے خصوصا پانی زمزم کا اور اسمین بیان ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کا اور اصحابؓ کی حرص کا آپکے اقتدا پر اور کراہت تقذر کی واسطے طعامات اور مشروبات کی اور یہ کہ اصل ہر شے مین اباحت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوض سے پانی پیا جسمین لوگون نے ہاتھ ڈبوے تھے (فتح) اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عباسؓ نے کہا کہ یا حضرت ہمکو کعبے کی دربانی بھی ملی فرمایا بیٹے تمکو وہ چیز دی کہ اوسمین تمہاری کسر نفسی ہو اور وہ چیز نہین دی جسمین تم لوگون کو اوڈنے جانو

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ زَمْزَمَ کوئین زمزم کا بیان **ف** زمزم ایک کوئین کا نام ہے کہ مسجد حرام کے اندر کعبے کے سامنے ہے اور ابتدا اوسکی اسطور سے ہوئی کہ جب ابراہیمؑ حضرت اسمعیلؑ کو اونکی ماں کے ساتھ اوس جنگل مین چھوڑ گئے تو اسمعیلؑ کو پیاس لگی تب جبرائیلؑ آئے اور زمین پر پر مارا اوس سے یہ چشمہ جاری ہوا پھر کچھ مدت مٹی سے دب گیا اور کسی کو اوسکا نشان معلوم نہ رہا آخر کو عبد المطلبؓ نے اوسکو کھود کر نکالا جیسے کہ بیان اسکا آئندہ آویگا اور شاید امام بخاری کے نزدیک اوسکی فضیلت مین کوئی حدیث اپنی شرط پر ثابت نہین ہوئی اسواسطے نقل نہین کی لیکن ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسمین شفا ہے واسطے ہر بیماری کے اور ایک روایت مین ہے کہ آدمی اوسکو جس غرض سے کھاوے وہ غرض حاصل ہو جاتی ہے (فتح) وَقَالَ عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ ترجمہ ابوذرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور مین مکے مین تہا سو جبرئیل اوترا سو اوسنے میرا سینہ پہاڑا پھر اوسکو زمزم کے پانی سے دہویا پھر ایک طشت ایمان اور حکمت سے بہرا ہوا لایا اور اوسکو میرے سینے مین ڈالا پھر اوسکو آپس مین ملایا پھر اوسنے میرا ہاتھہ پکڑا اور مجھکو لے چڑہا پہلے آسمان پاس سو جبرئیل نے پہلے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ دروازہ کھول چوکیدار نے کہا یہ کون ہے کہا مین جبرئیل ہون **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کے پانی کی بڑی فضیلت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اوس سے دہویا گیا اگر اسکی فضیلت نہ ہوتی تو اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہ ہوتی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ قَالَ عَاصِمٌ فَحَلَفَ عِكْرِمَةُ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلَى بَعِيْرٍ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا سو آپنے کہڑے ہوکر پیا عاصم نے کہا کہ عکرمہ نے قسم کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس وقت اونٹ پر سوار تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمزم کا پینا سنت ہی اور ابن بطال نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ زمزم کا پینا حج کی سنتون مین ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عکرمہ نے شاید اسواسطے انکار کیا کہ کہڑے ہوکر پانی پینا منع ہے لیکن چونکہ بخاری مین ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہڑے ہوکر پانی پیا پس یہ جواز پر محمول ہوگا یعنے کہڑے ہوکر پانی پینا درست ہوگا بغیر کراہت کو **بَابُ** طَوَافِ الْقَارِنِ قارن کے طواف کا بیان یعنے جو حج اور عمرے دونون کا ساتہی احرام باندہے کیا اوسکو فقط ایک ہی طواف کافی ہے یا دو طواف کرنے ضرور ہین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہی کہ حجۃ الوداع مین ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نکلے سو ہمنے عمرے کا احرام باندہا پھر فرمایا جسکے ساتھہ قربانی ہو وہ حج اور عمرے دونون کا تلبیہ کہے یعنے حج کو عمرے مین داخل کرکے قارن ہو جاوے پھر نہ احرام اوتارے یہانتک کہ حلال ہووے دونون سے یعنے دونون کے افعال سے

فارغ ہوا حج تمام کرے سو میں مکے میں آئی اسحال میں کہ میں حائض تھی سو جب ہم حج تمام کر چکے تو عبدالرحمن کو میرے ساتھ تنعیم کیطرف بھیجا سو میں نے وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا فرمایا یہ عمرہ بدلے عمرے تیرے کے ہے جو تجھ سے قضا ہوا سو جنہوں نے فقط عمرے کا احرام باندھا تھا اونہوں نے کعبے کا طواف کر کے احرام کو اوتار ڈالا پھر جب منا سے پھرے تو دوسرا طواف کیا یعنے حج کے لیے طواف زیارت کیا اور جنہوں نے حج اور عمرے دونو کا احرام باندھا تھا اونہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا حدثنی یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا ابن علیۃ عن ایوب عن نافع ان ابن عمر دخل ابنہ عبد اللہ بن عبد اللہ وظھرہ فی الدار فقال انی لا امن ان یکون العام بین الناس قتال فیصدوک عن البیت فلو اقمت فقال قد خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحال کفار قریش بینہ وبین البیت فان یحل بینی وبینہ افعل کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ثم قال اشھدکم انی قد اوجبت مع عمرتی حجا قال ثم قدم فطاف لھما طوافا واحدا ترجمہ نافع رض سے روایت ہے کہ ابن عمر کی سواری گھر میں تھی اور وہ حج کے لیے اوس پر سوار ہونا چاہتے تھے کہ اونکا بیٹا کہ اوسکا نام بھی عبداللہ تھا اونکے پاس آیا سو اوسنے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس برس لوگوں میں لڑائی ہو اور تجھکو کعبے سے روکدیویں سو اگر اس برس حج کو نہ جاوے تو بہتر ہو ابن عمر نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے مکے کو چلے سو کفار قریش آپکے اور کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنے آپ کو مکے میں آنے سے مانع ہوئے سو اگر میرے اور مکے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوئی تو میں کرونگا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنے احرام اوتار ڈالونگا البتہ تمکو رسول کی اچھی چال چلنی ہے پھر کہا کہ میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ اپنے اوپر حج واجب کیا کہا کہ پھر ابن عمر مکے میں آئے اور دونوں کے لیے صرف ایک طواف کیا حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا لیث عن نافع ان ابن عمر اراد الحج عام نزل الحجاج بابن الزبیر فقیل لہ ان الناس کائن بینھم قتال وانا نخاف ان یصدوک فقال لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اذن اصنع کما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اشھدکم انی قد اوجبت عمرۃ ثم خرج حتی اذا کان بظاھر البیداء قال ما شان الحج والعمرۃ الا واحد اشھدکم انی قد اوجبت حجا مع عمرتی واھدی ھدیا اشتراہ بقدید ولم یزد علی ذلک فلم ینحر ولم یحل من شیء حرم منہ ولم یحلق ولم یقصر حتی کان یوم النحر فنحر وحلق ورای ان قد قضی طواف الحج والعمرۃ بطوافہ الاول وقال ابن عمر کذلک فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ نافع رض سے روایت ہے کہ جس سال حجاج بن یوسف ظالم عبداللہ بن ز سے لڑنے کو آیا اوس برس عبداللہ بن عمر نے حج کا ارادہ کیا سو کسی نے اوسکو کہا کہ اس برس لوگوں میں لڑائی ہو گی

اور ہم ڈرتے ہین کہ تجھکو کعبے سے روکدین سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تمکو رسول خدا مین اچھی چال چلنی ہے اور وقت مین کرونگا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینے اپنے پر عمرہ واجب کیا پھر نکلا یہانتک کہ جب بیدا مین آیا تو کہا کہ نہین حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک یعنے جو نقل حج کا ہے سو ہی عمرہ کا ہے مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینے اپنے عمرے کے ساتھ اپنے پر حج واجب کیا اور قدید مین پہنچکر کہ ایک جگہ کا نام ہے نزدیک جحفہ کے قربانی خرید کر اپنے ساتھ لی اور اسپر کوئی کام زیادہ نہ کیا سو نہ قربانی ذبح کی اور نہ حلال ہوئے کسی چیز سے ان افعال سے کہ حرام ہوئے تھے اور نہ سر منڈایا اور نہ بال کتروائے یہانتک کہ قربانی کا دن یعنے دسوین کا دن ہوا سو قربانی ذبح کی اور سر منڈایا اور دیکھا اوسنے حج اور عمرے کا طواف اپنے پہلے طواف سے ادا کیا یعنے حج اور عمرے دونو کے لیے صرف ایک طواف کیا یعنے طواف زیارت اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے **ف** شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی بعد عبداللہ بن زبیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے کچھ روز مکے مین خلیفہ اور حاکم ہوئے لوگون نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی عبدالملک بن مروان شام مین حاکم تھا اوسنے اپنی طرف سے حجاج کو حاکم کر کے مکے بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر سے میری بیعت لے حجاج اوسکے حکم سے مکے پر چڑھ آیا اور دونون مین لڑائی ہوئی آخر اوس نابکار نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کر ڈالا اوسی سال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی حج کو آئے تھے تو اونکے بیٹے نے اونسے کہا کہ لوگون مین لڑائی ہونے والی ہے آخر تک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قارن یعنے جسنے حج اور عمرے دونون کا ساتھ ہی احرام باندھا ہو اوسکو دونون کے لیے صرف ایک ہی طواف کافی ہے دوسرا طواف اوسپر واجب نہین مانند متمتع کے اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج اور عمرے دونون کا احرام باندھے تو اوسکو دونون کے لیے صرف ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی وغیرہ کا اور حنیفہ کہتے ہین کہ واجب ہے کہ دونون کے لیے دو طواف کرے اور دو بار سعی کرے اور دلیل اونکی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے اور اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو پہلا طواف محمول ہوگا طواف قدوم پر اور دوسرا طواف زیارت پر اور سعی دو بار کرنا کسی حدیث سے ثابت نہین اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے طحاوی نے یہ جواب دیا کہ مراد اونسے وہ لوگ ہین جنہون نے تمتع کیا تھا لیکن یہ تاویل محض باطل ہے اسواسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین متمتع اور قارن کا علیحدہ علیحدہ حکم بیان ہوا ہے چنانچہ پہلے کہا کہ جن لوگون نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے پھر جب منا سے پھرے تو دوسرا طواف کیا یہ لوگ اہل تمتع ہین پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اور جنہون نے حج اور عمرے دونون کا ساتھ ہی احرام باندھا تھا اونہون نے دونون کے لیے صرف ایک ہی طواف کیا یہ لوگ اہل قران ہین پس باوجود ایسی تصریح کے کون ایسا عاقل ہے کہ اس تاویل کو جائز رکھے اور یہ بات بیان کے محتاج نہین اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اوسکے برخلاف بھی ثابت

ہو چکا ہے کہ قارن کو صرف ایک ہی طواف کافی ہے اور نیز علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ آیا ہے کہ جب پہلے نرے حج کا احرام باندہے اوسکو اوسپر عمرے کا داخل کرنا درست نہیں پس جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اونپر لازم ہے کہ حج پر عمرہ داخل کرنے کو درست نہ کہیں حالانکہ وہ اوسکو درست رکہتے ہیں انتہے ملخصا (فتح) **بَابُ الطَّوَافِ عَلَى وُضُوْءٍ** باوضو طواف کرنے کا بیان **ف** جمہور کہتے ہیں کہ طواف کعبے کے لیے وضو شرط ہے بدون اوسکے طواف درست نہیں اور بعض اہل کوفہ کہتے ہیں کہ شرط نہیں لیکن اونپر یہ حدیث حجت ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ بغیر طہارت کے کعبے کا طواف نہ کیجیو کما سیاتی (فتح) **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَاَيْتُهٗ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ رَاَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ اٰخِرُ مَنْ رَاَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْاَلُوْنَهٗ وَلَا اَحَدٌ مِّمَّنْ مَضٰى مَا كَانُوْا يَبْدَءُوْنَ بِشَيْءٍ حِيْنَ يَضَعُوْنَ اَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ وَقَدْ رَاَيْتُ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَاٰنِ بِشَيْءٍ اَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوْفَانِ بِهٖ ثُمَّ اِنَّهُمَا لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِيْ اُمِّيْ اَنَّهَا اَهَلَّتْ هِيَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو سب افعال حج سے پہلے وضو کیا پہر کعبے کا طواف کیا پہر فسخ حج کا عمرے سے نہ ہوا پہر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا سو سب چیزوں سے پہلے کعبے کا طواف کیا پہر وہ احرام عمرے کا نہ ہو یعنے فسخ حج نہ کیا پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا پہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا سو مینے اونکو دیکہا کہ سب سے پہلے کعبے کا طواف کیا پہر وہ عمرہ نہ ہوا پہر معاویہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے حج کیا پہر مینے اپنے باپ زبیر کے ساتھ حج کیا سو اونسے سب چیزوں سے پہلے کعبے کا طواف کیا پہر وہ عمرہ نہ ہوا پہر مینے مہاجرین اور انصار دیکہے وہ بھی اسیطرح کرتے تھے پہر وہ عمرہ نہ ہوا پہر مینے سب سے پیچھے ابن عمر کو دیکہا اونہوں نے بھی اسیطرح کیا پہر اوسکو توڑکر عمرہ نہ کیا یعنے حج کو عمرے سے فسخ نہ کیا اور یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اون پاس موجود تھے پس اونسے کیوں نہیں پوچھتے اور نہ کسی نے پہلوں سے یہ کام کیا یعنے نہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کو عمرے سے فسخ کیا

اور نہ بیٹوں نے کسی نے فسخ کیا بلکہ طواف کے بعد اپنے احرام پر قائم رہے یہانتک کہ حج تمام کیا جب کعبہ میں طواف کے لیے قدم رکھتے تھے تو پھر طواف کے سوا اور کوئی چیز نہ کرتے تھے پھر احرام نہ اوتارتے تھے عروہ نے کہا کہ بیشک اپنی ماں اور خالہ یعنی اسماء اور عائشہ کو دیکھا کہ یہ عورتیں جب مکہ میں آتی تھیں تو پہلے کعبہ کا طواف شروع کرتی تھیں اوس سے پہلے کوئی فعل حج کا نہ کرتی تھیں پھر وہ احرام نہ اوتارتی تھیں اور مجھکو میری ماں نے خبر دی کہ بیشک اور میری بہن اور زبیر اور فلانے فلانے نے عمرہ کا احرام باندھا سو جب انہوں نے طواف کیا یعنی حجر اسود چوما اور صفا مروہ کی سعی کی تو احرام کھول ڈالا یعنے کبھی زبانی ساتھ نہ لائی تو احرام اوتار ڈالا **ف** اس حدیث سے وضو کا شرط ہونا معلوم نہیں ہوتا مگر جبکہ اسکے ساتھ یہ حدیث جوڑی جاوے کہ مجھسے اپنے حج کے طریق سیکھو (رفتح) اور احتمال ہے کہ امام بخاری کی غرض اس سے یہ ہو کہ طواف کے لیے وضو شرط نہیں اسواسطے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ و زبیرؓ کے فعل میں وضو کا ذکر نہیں **بَابُ وُجُوبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ** صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا واجب ہے وَجُعِلَا مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ یعنے اور وہ دونوں اسکی نشانیوں سے گردانی گئی ہیں یعنے خدا نے فرمایا کہ وہ دونوں اسکے نشان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا مروہ کی سعی واجب ہے **ف** جوہری نے کہا کہ شعائر حج کے افعال کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز کہ اسکی عبادت کا نشان ہو **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَوَاللّٰهِ مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنَّ هٰذِهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا أَسْلَمُوا سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الْآيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَدْ سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ أَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُونَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ كَانُوا يَطُوفُونَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْآنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنَّا نَطُوفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الْآيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ

فاسمعہ هذه الآية نزلت في الفريقين كليهما في الذين كانوا يتحرجون ان يطوفوا في الجاهلية
بالصفا والمروة والذين يطوفون ثم تحرجوا ان يطوفوا بهما في الاسلام من اجل ان الله
امر بالطواف بالبيت ولم يذكر الصفا حتى ذكر ذلك بعد ما ذكر الطواف بالبيت ترجمہ
عروہ رض سے روایت ہے کہ مینے عائشہ رض سے پوچھا کہ بھلا بتلا تو کہ اس آیت کو کیا معنے ہین کہ خدا نے فرمایا کہ صفا
اور مروہ جو ہین نشان ہین اللہ کے پہر جو کوئی حج کرے اس گہر کا یا عمرہ تو گناہ نہین اوسکو کہ طواف کرے اُن
دونون سے سو قسم ہے خدا کی اگر کوئی صفا مروہ کی سعی نہ کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہین یعنے اس بات سے یہی بات
معلوم ہوتی ہے کہ سعی واجب نہین کہ اوسکے فاعل پر گناہ نہین تو یہ امر مباح ہوا کہ رفع اثم علامت اباحت کی ہے
اور مستحب لعمر پر اثبات اجر زیادہ ہوتا ہے اور واجب پر تارک کا عذاب زیادہ ہوتا ہے عائشہ رض نے کہا
کہ تو نے برا کہا اے بہانجے میرے تحقیق اگر اس آیت کے یہی معنے ہوتے جیسے کہ تو نے اوسکی تاویل کی اور سمجہا تو
یہ آیت اسطرح ہوتی کہ گناہ نہین اوسکو کہ طواف نہ کرے اون دونون مین یعنے اباحت کی عبارت اسطرح ہوتی ہے
نہ جیسے کہ آیت مین واقع ہے اور طائف سے نفی گناہ کرنے کا ایک سبب خاص ہے جیسے اوپر قولہ لیکن یہ آیت انصار
کے حق مین اوتری کہ اوس اور خزرج دو قبیلے تہے کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے گمراہ بت کے لیے احرام باندہتے تہے
جسکی وہ عبادت کیا کرتے تہے اوس پہاڑ پر کہ قدید پر مشرف ہے سو اونمین سے جو حج کرتا وہ صفا مروہ کی سعی سے
حرج کہینچتا تہا یعنے اوسکو گناہ جانتا تہا سو جب انصار مسلمان ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صفا مروہ کی
سعی کا حکم پوچہا اور عرض کی کہ یا حضرت ہم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا گناہ جانتے تہے اب اوسکا کیا حکم ہے
سو خدا نے یہ آیت اوتاری کہ صفا مروہ اللہ کے نشان ہین آخر آیت تک یعنے یہ آیت وجوب اور عدم وجوب سے ساکت
ہے اوس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے فاعل پر گناہ نہین اور ایسا مباح پس وہ محتاج ہے ساتہ رفع گناہ کے
تارک سے اور حکمت اسکی ساتہ تعبیر کرنے کی مطابقت ہے واسطے جواب سائلون کے اسواسطے کہ اونکو توہم پیدا ہوا
کہ اوسکو جاہلیت مین کرتے تہے تو اب اسلام مین یہ بات قائم نہ رہیگی سو جواب اونکے سوال کے مطابق نکلا یعنے
درست ہے اور اسکا وجوب اور دلیل سے ثابت ہوتا ہے اور یہ بات ہو سکتی ہے کہ ایک چیز واجب ہو اور آدمی اوسکی
ایک خاص صفت کے واقع ہونے کو منع جانتا ہو سو اوسکو کہا جاتا ہے کہ اسمین تجہکو کچہ گناہ نہین اور یہ وجوب کی
نفی کو مستلزم نہین اور فاعل سے گناہ کی نفی کرنے سے یہ لازم نہین کہ اوسکے تارک پر بہی گناہ نہ ہو پس اگر مراد مطلق
اباحت ہوتی تو اوسکے تارک سے گناہ کی نفی کی جاتی) عائشہ رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا مروہ
کی سعی سنت کی یعنے اوسکو سنت کو ساتہ فرض کیا نہ یہ کہ اوسکی فرضیت کی نفی کی سو کسی کو جائز نہین یہ کہ چہوڑے
سعی درمیان صفا اور مروہ کے زہری نے کہا کہ پہر مینے عائشہ رض کا یہ قول ابوبکر بن عبدالرحمن سے کہا اونے کہا

کہ مقرر ہینے یہ علم کبہی نہ سُنا تہا ابوبکر نے کہا کہ مینے اہل علم سے سُنا ذکر کرتے تہے کہ سب لوگ (سوائے اون لوگونکے
کہ عائشہ رض نے ذکر کیا کہ وہ مناۃ بت کے واسطے احرام باندہتے تہے) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑا کرتے تہے سو جب خدا
نے قرآن مین کعبے کے طواف کا ذکر کیا اور صفا مروہ کی سعی ذکر نہ کی تو لوگون نے کہا کہ یا حضرت ہم صفا مروہ
کی سعی کیا کرتے تہے اور خدا نے قرآن مین کعبے کا طواف بیان کیا اور صفا مروہ کا طواف ذکر نہین کیا سو کیا
ہمکو صفا مروہ کی سعی کرنے مین گناہ ہے سو خدا تعالی نے یہ آیت اوتاری کہ مقرر صفا اور مروہ جو ہین نشان
ہین اللہ کے ابوبکر نے کہا کہ مین سنتا ہون کہ یہ آیت دونون فرقون کے حقمین اوتری جو لوگ جاہلیت
مین صفا اور مروہ کی سعی کو گناہ جانتے تہے اونکے حق مین بہی اور جو لوگ جاہلیت مین اونکے درمیان سعی کرتے
پہر اسلام مین اوسکو گناہ سمجہے کہ خدا نے کعبے کے طواف کا حکم کیا اور صفا مروہ کی سعی بیان نہ کی اونکے حقمین
بہی یہانتک کہ طواف کعبے کے بعد یہ حکم بیان کیا **ف** مناۃ ایک بت کا نام ہے جاہلیت مین کفار اوسکی
پرستش کیا کرتے تہے اور طائفہ اوسکی صفت ہے اور صفا اور مروہ دو پہاڑ ہین سامنے کعبے کے اوپر تانبے کے دو
بت تہے مشرکین جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو اونکو چومتے تہے ایک کا نام اساف تہا اور دوسرے کا نائلہ
اور بعضے کہتے ہین کہ وہ ایک مرد تہا اور ایک عورت تہی اونہون نے کعبے مین زنا کیا خدا نے اونکو مسخ کر دیا
پتھر ہوگئے اور عبرت کے واسطے صفا مروہ پر رکہے گئے پہر جب مدت دراز ہوگئی تو کفار اونکی عبادت کرنے لگے
اور کفار مین سے بعضے صفا مروہ کی سعی کیا کرتے تہے اور بعضے نہ کرتے تہے جب اسلام آیا تو دونون نے توقف کیا
کہ شاید صفا مروہ کی سعی درست نہو سو خدا نے اوسکا حکم قرآن مین اوتارا اور بیان کیا کہ اسمین گناہ نہین جیسے
کہ لوگ سمجہے ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا فرض ہے جو نہ کرے اوسکا حج درست
نہین کہ عائشہ رض نے کہا کہ کسی کو صفا مروہ کی سعی چہوڑنا درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور تائید کرتی ہے
اسکی وہ حدیث جو امام شافعی وغیرہ نے صفیہ رض سے روایت کی ہے کہ خدا نے تمپر صفا مروہ کی سعی فرض کی ہے
اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا کہتے ہین کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حج کا ایک رکن ہے بغیر اوسکے حج درست
نہین اور ابوحنیفہ رح کہتے ہین کہ واجب ہے دم دینے سے ادا ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا پہر اگر ترک
کرنے والے ہین نہ عامد مین اور یہی قول ہے عطا کا اور ایک قول اوسکا یہ ہے کہ وہ سنت ہے اوسکی ترک سے
کوئی تاوان نہین اور یہی قول ہے انس رض کا اور امام احمد کے اسمین کئی قول ہین ما نند اقوال مذکورہ کی اور حنفیہ کے نزدیک
اسمین تفصیل ہے جبکہ کوئی بعض سعی چہوڑ دے اور طحاوی نے کہا کہ کسی کے نزدیک سعی واجب نہین اور یہ کلام
اوسکی عجیب ہے اور ابن منیر نے اوسپر بحث کیا ہے اور اوسمین بہت طول دیا لسقطے (فتح) **بَابُ مَاجَاءَ**
فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی کیفیت کا بیان **وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ**

السعي من دار بني عباد إلى زقاق بني أبي حسين يعنے ابن عمر رضنے کہا کہ سعی بنی عباد کے گھر سے ایک کوچہ بنی حسین تک ہے۔ **ف** یہ دونوں نام ہیں دو جگہوں کے کہ ایک صفا کے پاس ہے اور ایک مروہ کے اور یہ دونوں نشان اب معروف ہیں **حدثنا** محمد بن عبيد قال حدثنا عيسى بن يونس عن عبيد الله ابن عمر عن نافع عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا طاف الطواف الأول خب ثلاثا ومشى أربعا وكان يسعى بطن المسيل إذا طاف بين الصفا والمروة فقلت لنافع أكان عبد الله يمشي إذا بلغ الركن اليماني قال لا إلا أن يزاحم على الركن فإنه كان لا يدعه حتى يستلمه **ترجمہ** ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلا طواف کرتے یعنے طواف قدوم تو پہلے تین بار جلد چلتے تھے اور پھر چار بار اپنی اصلی چال چلتے تھے جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو میدان کے درمیان دوڑتے تھے [۵] یعنے نافع سے کہا کہ کیا عبد اللہ جب حجر اسود پاس پہونچتے تو آہستہ چلتے تھے اوسنے کہا نہیں مگر جبکہ وہاں ہجوم ہوتا تھا تو اوس وقت آہستہ چلتے تھے اوسواسطے کہ مقرر وہ حجر اسود کو نہ چھوڑتے تھے یہانتک کہ اوسکو چومتے **حدثنا** علي بن عبد الله قال حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار قال سألنا ابن عمر عن رجل طاف بالبيت في عمرة ولم يطف بين الصفا والمروة أيأتي امرأته فقال قدم النبي صلى الله عليه وسلم فطاف بالبيت سبعا وصلى خلف المقام ركعتين وطاف بين الصفا والمروة سبعا وقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة وسألنا جابر بن عبد الله فقال لا يقربنها حتى يطوف بين الصفا والمروة **ترجمہ** عمرو بن دینار رح سے روایت ہے کہ ہمنے ابن عمر رض سے پوچھا کہ اگر کسی نے عمرے کا احرام باندھا اور کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی نہ کی تو کیا اوسکو اپنی عورت سے صحبت کرنی درست ہے ابن عمر رضنے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو آپنے سات بار کعبے کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم پاس دو رکعتیں پڑہیں اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور تمکو رسول میں اچھی چال چلنی ہے اور پھر ہمنے یہ مسئلہ جابر رض سے پوچھا اوسنے بھی کہا کہ عورت سے نزدیک نہ ہووے یہانتک کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے **حدثنا** المكي بن إبراهيم عن ابن جريج قال أخبرني عمرو بن دينار قال سمعت ابن عمر قال قدم النبي صلى الله عليه وسلم مكة فطاف بالبيت ثم صلى ركعتين ثم سعى بين الصفا والمروة ثم تلا لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة **ترجمہ** اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **حدثنا** أحمد بن محمد قال أخبرنا عبد الله قال أخبرنا عاصم قال قلت لأنس بن مالك أكنتم تكرهون السعي بين الصفا والمروة فقال نعم لأنها كانت من شعائر الجاهلية حتى أنزل الله تعالى إن الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت أو اعتمر فلا جناح عليه أن يطوف بهما **ترجمہ** عاصم رح سے روایت ہے

[۵] عبد اللہ کہتا ہے کہ

کہ مینے انس سے کہا گیا تم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا مکروہ جانتے تھے اوس نے کہا ہان اسواسطے کہ وہ جاہلیت کی نشانیون مین تھا یہانتک کہ خدا نے یہ آیت اوتاری کہ صفا اور مروہ دو نون نشان ہین اللہ کے آخر آیت تک

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا سَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهٗ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کعبے کے گرد اور صفا اور مروہ کے درمیان اسواسطے دوڑے تھے کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھاوین **ف** ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین سعی اوس جگہ سے شروع کرتا ہون جسکو پہلے خدا نے ذکر کیا یعنے صفا سے اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب شرط ہے کہ پہلے سعی صفا سے شروع کرے اور یہی مذہب ہے شمس الدین شارح بخاری کا اور بعضے کہتے ہین کہ ترتیب شرط نہین لیکن ترک کرنا مکروہ ہے اور مستحب ہے اعادہ شوط کا یعنے پھیرے کا (فتح)

بَابٌ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَاِذَا سَعٰى عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حیض کی حالت مین عورت کو حج کے سب احکام ادا کرنے درست ہین سوا طواف کعبے کی وہ حیض کی حالت مین درست نہین اور اگر بے وضو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے تو درست ہے یا نہین **ف** پہلا حکم باب کی حدیثون مین صریح موجود ہے اور دوسرا مسئلہ بطور استفہام کے وارد کیا تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ جواب کی حدیث مین مالک سے مروی ہے کہ صفا مروہ کی سعی بھی بے وضو درست نہین ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ سوا یحیی کے کسی نے یہ لفظ مالک سے نقل نہین کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ سعی کے واسطے وضو شرط ہے اسواسطے کہ سعی موقوف ہی اسپر کہ اوسکے پہلے طواف ہو اور جبکہ طواف اوسکو منع ہے تو سعی بھی منع ہوگی نہ اسواسطے کہ طہارت شرط ہے اور اسیطرح ابن عمر اور ابی عالیہؒ سے بھی منقول ہے کہ حائض کو نہ طواف درست ہے نہ سعی اور ابن منذر نے سلف مین سے کسی سے سعی کے واسطے طہارت کا شرط ہونا نقل نہین کیا مگر حسن بصری سے اور ابن بطال نے کہا کہ مراد امام بخاری کی یہ ہے کہ حیض کی حالت مین عورت کو سعی کرنی درست ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اگر صفا مروہ کی سعی طواف سے پہلے کرے اور طواف اوسکے پیچھے کرے تو جمہور علما کے نزدیک کافی نہین اور بعض اہل حدیث کہتے ہین کہ کافی ہے (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِيْ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ مین مکے مین آئی اس حال مین کہ مین حائض تھی سو مینے نہ کعبے کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی سو مینے اوسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کر جو حاجی کرتے ہین مگر اتنا ہے کہ کعبے کا طواف نہ کیجیو جبتک کہ تو
حیض سے پاک ہووے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت مین عورت کو کعبے کا طواف کرنا درست نہین
جبتک کہ حیض سے پاک ہو کر غسل نہ کرے اسواسطے کہ عبادات مین نہی فساد کو چاہتی ہے پس اس سے معلوم ہوا
کہ طواف باطل ہے اور یہی حکم ہے جنبی اور بے وضو کا کہ ان کو کعبے کا طواف کرنا درست نہین اور یہی ہے قول
جمہور کا اور بعضے کوفے والے کہتے ہین کہ طہارت شرط نہین اور عطا سے روایت ہی کہ اگر عورت تین بار کعبے کے
گرد گھومے پھر اوسکو حیض آجاوے تو اوسکو باقی طواف کرنا درست ہی (فتح) **حدثنا** محمد بن المثنی
قال حدثنا عبد الوهاب ح وقال لي خليفة حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا حبيب المعلم عن
عطاء عن جابر بن عبد الله قال اهل النبي صلى الله عليه وسلم هو واصحابه بالحج وليس مع احد
منهم هدي غير النبي صلى الله عليه وسلم وطلحة وقدم علي من اليمن ومعه هدي فقال
اهللت بما اهل به النبي صلى الله عليه وسلم فامر النبي صلى الله عليه وسلم اصحابه ان
يجعلوها عمرة ويطوفوا ثم يقصروا ويحلوا الا من كان معه الهدي فقالوا ننطلق الى منى
وذكر احدنا يقطر منيا فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فقال لو استقبلت من امري ما
استدبرت ما اهديت ولولا ان معي الهدي لاحللت وحاضت عائشة فنسكت المناسك
كلها غير انها لم تطف بالبيت فلما طهرت طافت بالبيت قالت يا رسول الله تنطلقون
بحجة وعمرة وانطلق بحج فامر عبد الرحمن بن ابي بكر ان يخرج معها الى التنعيم فاعتمرت
بعد الحج **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے سوا کسی کے ساتھ قربانی نہتی اور حضرت علی رض یمن سے آئے اور اونکے ساتھ قربانی
تھی سو علی رض نے کہا کہ مینے احرام باندھا ساتھ اوسچیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اوسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ عمرہ کرکے حج کا احرام اوتار ڈالین یعنے کعبے کا طواف کرین
پھر بال کترواوین اور احرام کھول ڈالین مگر جسکے ساتھ قربانی ہو لوگون نے کہا کہ ہم منا کی طرف چلینگے اور ہم مین سے
کسی کے ذکر سے منی ٹپکتی ہوگی یعنے قریب جماع کے ہوئے ہونگے اور یہ اونکے نزدیک عیب تھا سو یہ بات
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی سو فرمایا کہ اگر آگے سے اس کام سے پہلے جانتا جو کہ پیچھے جانا تو قربانی اپنے ساتھ
نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ عمرہ کرکے حج کا احرام اوتار ڈالتا اور عائشہ رض کو حیض ہوا سو انہون نے
حج کے سب احکام ادا کیے لیکن کعبے کا طواف نہ کیا پھر جب حیض سے پاک ہوئین تو کعبے کا طواف کیا عائشہ رض
نے کہا کہ یا حضرت آپ حج اور عمرے کے دونو کے ساتھ جاتے ہین اور مین صرف حج کے ساتھ جاتی ہون یعنے

نے عمرہ نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن کو حکم کیا کہ عائشہ کے ساتھ تنعیم میں جاوے سو عائشہ رضی نے
جسکے بعد عمرہ ادا کیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کو کعبے کا طواف کرنا درست نہیں
اور اسکے سوا سب کام درست ہیں و فیہ المطابقة للترجمة حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ
عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ فَقَدِمَتْ اِمْرَاَةٌ وَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي
خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ اَنَّ اُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ
غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِي مَعَهُ فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ
قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمٰى وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَاَلَتْ اُخْتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَقَالَتْ هَلْ عَلٰى اِحْدَانَا بَاْسٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ
جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ سَاَلْتُهَا اَوْ قَالَتْ سَاَلْنَاهَا
قَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا اِلَّا قَالَتْ بِيَبَا فَقُلْتُ اَسَمِعْتِ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ نَعَمْ بِيَبَا فَقَالَتْ لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ
اَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ
الْمُصَلّٰى فَقُلْتُ الْحَائِضُ فَقَالَتْ اَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا ف ترجمہ حفصہ سے
روایت ہے کہ ہم کواریوں کو باہر نکلنے سے منع کیا کرتے تھے یعنے عید کی نماز وغیرہ میں سو ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل
میں اتری کہ بصرہ میں تھا سو اوسنے حدیث بیان کی کہ اوسکی بہن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی
بی بی تھی جس نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافروں سے بارہ جنگ کیے تھے اور میری بہن چھ جنگوں
میں اوسکے ساتھ تھی میری بہن نے کہا کہ ہم زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور بیماروں کی خبر لیتی تھیں سو میری بہن نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرت اگر ہم میں کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا اوسکو باہر نکلنے میں کچھ
گناہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ اوسکے ساتھ والی اوسکو اپنی چادر پہناوے اور چاہیے کہ
نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہووے سو جب ام عطیہ آئیں تو مینے اوس سے پوچھا حفصہ نے کہا کہ
ام عطیہ کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیتی تھیں مگر یہ کہتی تھیں کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو اور ہمنے کہا کہ کیا
تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ایسا ایسا فرماتے تھے ام عطیہ نے کہا ہاں میرا باپ آپ پر قربان
ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ باہر نکلیں کواریاں اور پردہ والیاں اور حیض والیاں اور
چاہیے کہ نیکی کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں عیدگاہ سے کنارے رہیں سو مینے
کہا کہ کیا حیض والیاں بھی حاضر ہوں ام عطیہ نے کہا کہ کیا حیض والی عرفات میں حاضر نہیں ہوتی کیا فلانی فلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم



باب الصلوة بمنى یعنی باب ہے منا مین نماز پڑہنے کے بیان مین **ف** یعنے کیا چار رکعت کی نماز کو قصر کر کے
پڑہا جاوے یا نہین اور یہ بحث نماز کے قصر کرنے کے بیان مین پہلے گذر چکی ہے (فتح) **حدثنی** ابراهيم بن
المنذر قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی يونس عن ابن شهاب قال اخبرنی عبيد الله بن عبد الله
ابن عمر عن ابيه قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنى ركعتين و ابو بكر و عمر و عثمان
صدرا من خلافته **ترجمہ** ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منا مین دو رکعت نماز پڑہی
یعنے چار رکعت فرض کے بدلے صرف دو ہی پڑہے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی دو ہی رکعت نماز پڑہی اور عثمانؓ نے
بھی اپنی خلافت کے ابتدا مین دو ہی رکعت نماز پڑہی **ف** یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپکے تینون
خلیفون نے چار رکعت کی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑہی لیکن حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے اخیر مین
پوری نماز پڑہی اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنون مین منا مین چار رکعت کی نماز کو قصر کیا جاوے (فتح) وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق الهمدانی عن حارثة بن وهب الخزاعی
قال صلى بنا النبی صلى الله عليه وسلم ونحن اكثر ما كنا قط وآمنه بمنى ركعتين **ترجمہ** حارثہ بن
وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو منا مین ظہر کی نماز دو رکعت پڑہائی اور حالانکہ
ہم اوس وقت سب وقتون سے زیادہ تر گنتی مین اور زیادہ تر امن مین تھے خدای تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا ہے
کہ جب تم سفر کرو ملک مین تو تمپر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر تمکو ڈر ہو کہ ستاوینگے تمکو کافر تو ظاہر اس
آیت سی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کافرون کے ستانے کا ڈر نہ ہو تو نماز کو قصر کرنا درست نہین جیسے کہ قید ان خفتم الآیۃ

اسپر دلالت کرتی ہے تو غرض ابن وہب کی یہ ہی کہ آیت مین خوف کی قید اتفاقی ہے احترازی نہین پس سفر
مین ہر وقت نماز کو قصر کرنا درست ہی خواہ خوف ہو یا نہ ہو اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت
امن کے وقت نماز قصر کی ہے اور مراد منا مین نماز پڑھنا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ
ابْنُ عُقْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ
صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ رَکْعَتَیْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ
تَفَرَّقَتْ بِکُمُ الطُّرُقُ فَیَالَیْتَ حَظِّیْ مِنْ اَرْبَعِ رَکَعَاتٍ رَکْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے
کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ دو رکعتین نماز پڑھی یعنے چار رکعت کی نماز قصر کرکے دو رکعتین پڑھین
اور ابو بکر رضہ کے ساتھ بھی دو رکعتین پڑھین اور عمر رضہ کے ساتھ بھی دو رکعتین پڑھین پھر جدے جدے ہو گئین ساتھ تمہارے
راہین یعنے نماز کے قصر کرنے اور پورا پڑھنے مین تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوا پس کاش کہ حصہ میرا
چار رکعتون سے (کہ عثمان پڑھتے ہین) دو رکعتین مقبول ہوتین یعنے کاش کہ عثمان رضہ بھی چار رکعت کی
نماز کو قصر کرکے دو رکعت پڑھتے جیسے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے یارون نے پڑھی ہے ف
اوسی لئے کہا کہ ابن مسعودرضہ نے خوف کیا اس سے کہ چار رکعتین کافی نہون پس معلول کیا اونکو اور
عثمان رضہ کی تابعداری کی اسواسطے کہ اونکے خلاف کو برا جانا اور اپنے اعتقاد کی خبر دی اور اوسکے غیر نے
کہا کہ ابن مسعودؓ کی مراد یہ ہے کہ اگر چار رکعتین پڑہے گا تو تکلف کرے گا پس کاش کہ وہ چار رکعتین مقبول ہوتین
جیسے کہ دو رکعتین قبول ہوتی ہین اور ظاہر یہ بات ہے کہ ابن مسعودؓ نے یہ قول بطور تفویض اپنے اللہ کے کہا ہے
یعنے اونکے قبول ہونے یا نہ قبول ہونے کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ خدا جانے چار رکعتون مین سے دو رکعتین
بھی قبول ہون یا نہون واسطے ناواقف ہونے اوسکے غیب پر او شاید کہ خدا اوسکی نماز قبول کرے پس تمنا کی کہ مین جو
عثمان رضہ کے ساتھہ چار رکعتین پڑہتا ہون تو اون مین سے میری دو ہی رکعتین قبول ہو جاوین اگرچہ زیادہ قبول نہون
اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعودؓ کے نزدیک مسافر کو اختیار ہے کہ خواہ پوری نماز پڑہے یا قصر کرے
لیکن دو رکعتون کا پڑہنا ضرور ہے اور اس سے کم نکرے باوجود اسکے کہ وہ خوف کرتا تہا کہ شاید اوس سے کچہہ
نماز بھی قبول نہو پس حاصل اوسکا یہ ہے کہ اوسنے کہا کہ مین تو صرف عثمان رضہ کی تابعداری کے واسطے پوری
نماز پڑہتا ہون اور کاش کہ چار رکعتون سے میری دو ہی رکعتین قبول ہون اور اس حدیث کو باقی فائدے
پہلے گذر چکے ہین (فتح) اس سے بھی معلوم ہوا کہ منا مین نماز کو قصر کیا جاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب
صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ عرفات مین نوین ذی حجہ کو روزہ رکھنے کا بیان حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ
حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَیْرًا مَوْلٰی اُمِّ الْفَضْلِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ

شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ **ترجمہ** ام الفضل (ابن عباس رضؓ کی ماں سے روایت ہی کہ عرفہ کے دن لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا شک کیا کہ آپ روزے سے ہین یا نہین سو مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف شربت بھیجا سو آپنے اوسکو پیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عرفات مین حاجی روزہ نہ رکھین اگرچہ اوس سے ضعف پیدا نہو واسطے اتباع حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے (تیسیر) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ منا سے عرفات کی طرف جانے کے وقت لبیک اور اللہ اکبر کہنے کا بیان **ف** یعنے لبیک اور تکبیر کہنا جائز ہے اور غرض امام بخاری کی اس ترجمے سے رد کرنا ہے اوس شخص پر کہ کہتا ہے کہ محرم جب نوین ذیحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو چلے تو لبیک کہنی موقوف کرے اور چودہ بابون کے بعد اسمین بحث آویگی انشاء اللہ تعالے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ التِّنِّيسِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ **ترجمہ** محمد بن ابی بکر ثقفی رضؓ سے روایت ہی کہ اونہون نے انس رضؓ بن مالک سے پوچھا اسحال مین کہ وہ دونو صبح کو منا سے عرفات کی طرف جاتے تھی کہ تم لوگ اسدن یعنے عرفہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسطرح کیا کرتے تھی سو انس رضؓ نے کہا کہ لبیک کہتا تھا ہم مین سے لبیک کہنے والا سو اوسپر کوئی انکار نہ کرتا تھا اور تکبیر کہتا تھا تکبیر کہنے والا سو اوسپر بھی کوئی انکار نہ کرتا تھا **ف** اور ایک روایت مین ہی کہ عبد اللہ بن ابی سلمہ رضؓ نے کہا کہ عبد اللہ کے باپنے ابن عمر رضؓ سے روایت کی موافق حدیث محمد بن ابی بکر کے اور اوسمین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عبد اللہ نے کہا عبید اللہ سے کہا کہ عجب ہے واسطے تمہارے کہ تمنے ابن عمر سے کیون نہین پوچھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسدن کیا کرتے تھی اور مراد عبد اللہ بن ابی سلمہ کی اس سے یہ ہے کہ افضل کام کا وقوف حاصل ہوتا اسواسطے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کو لبیک اور تکبیر مین اختیار ہے خواہ لبیک کہی یا تکبیر اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو اوسپر برقرار رکھا سو اوسنے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل معلوم کرے تاکہ دونون کامون مین سے افضل کام معلوم ہو اور ابن مسعود کی حدیث مین اسکا بیان انشاء اللہ تعالی آویگا (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نوین ذیحجہ کے صبح کے دن عرفات کو جانے کے وقت لبیک اور تکبیر کہنا درست ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور طیبی نے کہا کہ حاجیون کو اوسدن تکبیر کہنی جائز ہے مانند اور اذکار کی ولیکن سنت نہین بلکہ سنت اونکے لیے لبیک کہنی ہے یہانتک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر ماریں یعنے جب وہ جمرہ عقبہ کو کنکر ماریں اسوقت سے لبیک کہنی موقوف کرین (ع) **بَابُ**

التَّهْجِيْرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ عرفہ کے دن سخت گرمی مین یعنے دوپہر کو جانا یعنے مقام نمرہ سے **ف** اور نمرہ نام ہے
ایک پہاڑ کا کہ حرم مکہ کی زمین وہان تمام ہوتی ہے اور عرفات حل مین ہے اور نمرہ حرم سے باہر ہے عرفات اور
حرم کے طرف کے درمیان حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ التِّنِّيْسِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ اِلَى الْحَجَّاجِ اَنْ لَّا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا مَعَهُ
يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ
مَا لَكَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ
فَاَنْظِرْنِيْ حَتّٰى اُفِيْضَ عَلٰى رَاْسِيْ ثُمَّ اَخْرُجَ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَبِيْ فَقُلْتُ
اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ
عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ **ترجمہ** سالم بن عبداللہ رضہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کیطرف لکھا...
اور حجاج عبدالملک کی طرف سے مکہ پر حاکم تہا یہ کہ حج کے احکام مین ابن عمر کی مخالفت نہ کرے سو ابن عمر آئے اور
مین اونکے ساتہہ تہا دن عرفہ کے جبکہ سورج ڈہلا سو اونہون نے حجاج کے تنبو کے نزدیک چیخ ماری یعنے حجاج کہان
ہے سو حجاج باہر آیا اس حال مین کہ اسپر کسنبے والا تہبند تہا سو اوسنے کہا کہ اے ابا عبدالرحمن (یہ ابن عمر رضہ کی کنیت ہے)
تم کیا کہتے ہو ابن عمر رضہ نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو جلدی باہر آ حجاج نے کہا کہ اسیوقت باہر
آؤن ابن عمر رضہ نے کہا کہ ہان حجاج نے کہا کہ مجہکو مہلت دیجیے یہانتک کہ مین اپنے سر پر پانی ڈالون یعنے غسل کر لون
پہر باہر آؤن سو ابن عمر سواری سے اوترے اور بیٹھ گئے یہانتک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا سو
مین (سالم) نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبے کو چہوٹا کر اور وقوف عرفات کیلیے جلدی کر
کہ وہان چلکر وقوف کرین سو حجاج عبداللہ کیطرف دیکہنے لگا سو جب عبداللہ نے یہ حالت دیکہی تو کہا کہ
سالم سچا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن سخت گرمی مین عرفات کو جاوے سو اسواسطے کہ جب
سالم نے حجاج کو وقوف عرفات کی واسطے جلدی کرنے کو کہا تو عبداللہ بن عمر رضہ نے اوسکی تصدیق کی اور نیز
حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤن تو ابن عمر رضہ نے کہا کہ اسی وقت اور وہ وقت سخت گرمی کا تہا وفیہ
المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ وقوف عرفات کی واسطے حاجی غسل کرے اسواسطے کہ حجاج نے
عبداللہ بن عمر رضہ کو کہا کہ میری انتظار کر اور انہون نے اوسکی انتظار کی اور یہ سنت ہے نزدیک اہل علم کے اور موطا
امام مالک مین ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ وہ وقوف عرفات کی واسطے عرفہ کی شام کو نہایا کرتے تہے اور مہلب نے
کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے اوس شخص کے کہ محرم کے واسطے کسنبی کپڑے کو جائز کہتا ہے اور تعاقب
کیا ہے اوسکا ابن منیر نے حاشیہ مین ساتہہ اسطرح کہ حجاج بڑے بڑے منکرات سے نہ پرہیز کرتا تہا مانند خونریزی

وغیرہ سے کہ ایکی نفی کرنا ... کے پیچھے کا تو کیا ذکر ہے اور ابن عمرؓ نے اوسکو اسواسطے منع نہ کیا کہ وہ جانتے تھے کہ
یہ انکار نہین مانے گا اور نیز یہ بھی جانتے تھے کہ لوگ اوسمین اوسکی پیروی نہ کرینگے اور اسمین شبہ ہے اسواسطے
کہ حجت پکڑلی تو ساتھہ عدم انکار ابن عمرؓ کے ہے پس اونکے انکار کرنے سے حجت پکڑینگے لوگ بیچ اعتقاد
جواز کے وقد تقدم الکلام علی مسئلۃ المصنف فی بابہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کا قائم کرنا خلیفون سے سپرد
ہو اور یہ کہ امیر دین کے کام مین اہل علم کے قول پر عمل کرے اور یہ کہ عالمون کو بادشاہون کے پاس جانا درست
ہے اسمین اونپر کچھ عیب نہین اور یہ کہ شاگرد کو استاد کے ہوتے بادشاہ کے نزدیک فتوی دینا درست ہے
اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا علو کا علم مین واسطے جھانکنے حجاج کے طرف سماع اوس چیز کے کہ اوسنے سالم سے
سنی اور اوسکے باپ ابن عمر سے اور ابن عمر نے اوسپر انکار نہ کیا اور یہ کہ فاجر گنہگار کو سنتون کا سکھانا درست ہے واسطے
نفع لوگون کے اور یہ کہ جائز ہے احتمال مفسدہ خفیف کا واسطے حاصل کرنے بڑی مصلحت کے کہ ابن عمرؓ
حجاج کے پاس گئے اور اوسکو حج کے احکام سکھائے اور اسی بیچ حرص ہے اوپر پھیلانے علم کے واسطے
نفع اوٹھانے لوگون کے ساتھ اوسکے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے اور یہ
سورج ڈھلنے کے وقت عرفہ کی مسجد کی طرف متوجہ ہونا اسواسطے جمع کرنے نماز ظہر اور عصر کے اول وقت مین
سنت ہے اور غسل وغیرہ متعلقات نماز مین مشغول ہونے کے ساتھہ تاخیر ہونا مضر نہین (فتح) **باب**
الوقوف علی الدابۃ بعرفۃ عرفات مین چارپائے پر ٹھہرے ہوئے کا بیان **حدثنا عبد اللہ
ابن مسلمۃ عن مالک عن ابی النضر عن عمیر مولی عبد اللہ بن عباس عن ام الفضل بنت
الحارث ان ناسا اختلفوا عندھا یوم عرفۃ فی صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
بعضھم ھو صائم وقال بعضھم لیس بصائم فارسلت الیہ بقدح لبن وھو واقف علی
بعیرہ فشربہ** ترجمہ ام الفضلؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عرفہ کے دن اوسکے نزدیک حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے روزے مین جھگڑے یعنی بعض نے کہا کہ آپ روزہ دار ہین اور بعض نے کہا کہ روزہ دار نہین
سو بھیجا آپکی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ اپنی اونٹ پر کھڑے تھے سو آپنے اوسکو پیا **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات مین سواری پر کھڑے ہو کر ٹھہرنا درست ہے کہ آپ عرفات مین اپنے
اونٹ پر کھڑے تھے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے جو مسلم مین ہے کہ آپ سوار ہو کر
ٹھہرنے کی جگہ آئے سو ہمیشہ کھڑے رہے یہانتک کہ سورج غروب ہوا اور اہل علم کو اسمین اختلاف ہے
کہ عرفات مین پیادہ کھڑے ہونا افضل ہے یا سوار ہو کر جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہو کر کھڑے ہونا افضل ہے اس
واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہو کر وقوف کیا اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے اسواسطے کہ

سوار ہونے مین مدد ہوتی ہے اور کوشش کرنے کی ہر دعائین اور عاجزی مین کہ وہ وقت مطلوب ہے اور جیسے کہ انہون نے اسیطرح روزے کے افطار مین ذکر کیا ہے اور دوسرے لوگون کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہونا اوسی کے واسطے مستحب ہے کہ لوگ اوسکی تعلیم کے محتاج ہون اور امام شافعی کا ایک قول ہے کہ دونون برابر ہین اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ سواری کی پیٹھ پر کھڑے رہنا درست ہے اور جو نہی کہ اس باب مین وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اوسپر کہ بیکار رہے کوڈ بلا کر ڈالے (فتح) **باب** الجمع بین الصلوتین بعرفۃ عرفات مین دو نمازون کے جمع کرنے کا بیان **ف** امام بخاری نے اسکا حکم بیان نہین کیا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ جمع مذکور خاص ہے ساتھ اوس شخص کے کہ مسافر ہو ساتھ شرط اپنی کے اور مالک اور اوزاعی سے روایت ہے کہ عرفات مین دو نمازون کو جمع کرکے پڑھنا حج کے احکام کی وجہ سے ہے پس ہر شخص کو جمع کرنا جائز ہے یعنے خواہ آفاقی ہو یا مکی اور ابن منذر نے ابن زبیر سے روایت کی ہے حج کی سنت یہی ہے کہ جب سورج ڈھلے تو امام اول وقت جاوے اور لوگون کو خطبہ سناوے پھر جب خطبے سے فارغ ہووے تو اوترے اور ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کرکے پڑھے اور جو تنہا نماز پڑھے اوسکے حق مین اختلاف ہے کما سیأتی (فتح) وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْاِمَامِ جَمَعَ بَیْنَهُمَا ترجمہ اور تھے ابن عمر کہ جب اونسے جماعت کی نماز امام کے ساتھ فوت ہو جاتی تو دونو جمع کرکے پڑھتے **ف** اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ اگر عرفات مین کوئی حاجی تنہا نماز پڑھے تو بھی دو نمازون کو جمع کرکے پڑھے جیسے کہ امام کے ساتھ جمع کرکے پڑھتا ہے اور امام ابو حنیفہ اور ثوری اور نخعی کہتے ہین کہ عرفات مین دو نمازون کو جمع کرنا خاص اوسی شخص کو جائز ہے کہ امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے اور صاحبین اور سلف کے اس مسئلے مین امام ابو حنیفہ رح کے مخالف ہین اور سب دلیلون سے زیادہ تر قوی دلیل اونکی یہ فعل ابن عمر رض کا ہے اور اونسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نمازون کے جمع کرنے کی حدیث روایت کی اور باوجود اسکے وہ تنہا بھی جمع کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جمع کرنا صرف امام کے ساتھ خاص نہین اور اونکے قواعد سے ایک قاعدہ ہے کہ صحابی جب اپنی مروی کے برخلاف کرے تو دلالت کرتا ہے اسپر کہ اوسکے نزدیک کوئی مخالف دلیل راجح ظاہر ہوئی ہے واسطے حسن ظن رکھنے کے ساتھ اوسکے پس لائق ہے یہ کہ کہا جاوے کہ یہ حکم اسجگہ ہے اور یہ عرفات کی نماز مین اور لیکن مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ رح اور محمد رح اور زفر کے نزدیک اوسکو عشا کی نماز تک تاخیر کرنا واجب ہے اور اگر اوسکو راہ مین پڑھے یعنے مزدلفہ مین پہونچنے سے پہلے تو نماز کو پھر پڑھے اور امام مالک رح سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کو یا اوسکے چارپائے کو کوئی عذر ہو تو اوسکو راہ مین مغرب کی نماز پڑھنا درست ہے ولیکن شفق سرخ کے غائب ہونے کے بعد

پڑھے اور مدونہ سے منقول ہے کہ اگر مزدلفہ مین آنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھے تو نماز کو دوہراوے اور اسیطرح اگر شفق سرخ کے غائب ہونے کے بعد اوسکو اور عشا کی نماز کو جمع کرے تو عشا کو دوہراوے اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر شفق ڈوبنے سے پہلے مزدلفہ مین آوے تو جمع کرے اور ابن قاسم نے کہا کہ یہانتک کہ سرخی غائب ہو اور جمہور اہل علم اور شافعیہ کے نزدیک اگر جمع کرے تقدیم یا تاخیر مزدلفہ مین آنے سے پہلے یا پیچھے یا دونو نمازون کو جدا جدا پڑھے تو کفایت کرتا ہے لیکن سنت فوت ہو جاتی ہے اور اونکا اختلاف اسپر مبنی ہے کہ عرفات اور مزدلفہ مین دو نمازون کو جمع کرنا حج کے واسطے ہے یا سفر کے (فتح) **وَقَالَ** اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذَلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ **ترجمہ** سالم رضہ سے روایت ہے کہ تحقیق حجاج (علیہ ما یستحقہ) جب عبد اللہ بن زبیر کی لڑائی کے واسطے اترا تو اوسنے عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ تو عرفہ کے دن عرفات مین ٹہیرنے کی جگہہ کسطرح کیا کرتا ہے یعنے ظہر اور عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑہی جاوی یا پیچھے یا بیچ مین سو سالم نے اوسکو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو عرفہ کے دن سخت گرمی مین نماز پڑہ یعنے بعد زوال کے سو عبد اللہ بن عمر رضہ نے کہا کہ سالم سچا ہے اس واسطے کہ لوگ ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کیا کرتے تہے واسطے ادا کرنے طریقے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو مینے کہا سالم سے (یہ زہری کا قول ہے) کہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دونو نمازون کو عرفہ مین جمع کیا ہے سالم نے کہا کہ نہین تابعداری کرتے ہمین یعنے اسطرح نمازین پڑہتے ہین مگر سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنے محض حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے لیئے ان دو نمازون کو جمع کرتے تہے یا نہین طلب کرتے اس فعل مین مگر سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **ف** حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چار دن خلیفون کے بعد ۳۷ سنہ ہجری مین عبد اللہ بن عمر رضہ مکے کے خلیفہ ہوئے اور اوسوقت شام کے ملک مین عبد الملک بن مروان حاکم تہا سو اوسنے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور کا نام ہے) کو امیر کرکے مکے مین بہیجا کہ عبد اللہ بن زبیرؓ سے اوسکی بیعت لیوی سو حجاج لشکر لیکر مکے پر چڑہ آیا اور عبد اللہ بن زبیر سے عبد الملک کی بیعت طلب کی اوسنے انکار کیا تو آپسمین لڑائی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر کو اوس ظالم نے سولی پر کہینچا اور مکے پر قبضہ کر لیا بعد ازآن اس سال مین عبد الملک نے حجاج کو حاجیون کا امیر کیا اور اسکو حکم کیا کہ حج کے تمام افعال مین عبد اللہ بن عمر رضہ کے اقوال اور افعال پر پیروی کرنا پس اوسیسال عبد اللہ اوس نے

یہ مسئلہ مذکور بھی پوچھا سو سالم نے اوسکو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو سخت گرمی میں نماز پڑھ سو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹے کی اس کلام سے یہ سمجھا کہ ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھ سو یہ جواب دیا کہ لوگ ان دونوں نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے اور طیبی نے کہا کہ قول اوسکا فی السنۃ حال ہے فاعل یعمون سے یعنے جو لوگ کہ سنت میں مشغول ہیں اور نہایت درجے تک سنت کا اتباع کرتے ہیں یہ حجاج کو تعریض کیواسطے کہا یعنے تو سنت سے منحرف ہے **باب** قصر الخطبۃ بعرفۃ عرفہ کے دن عرفات میں خطبے کو چھوٹا کرنا **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمۃ قال حدثنا مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ ان عبد الملک بن مروان کتب الی الحجاج ان یاتم بعبد اللہ بن عمر فی الحج فلما کان یوم عرفۃ جاء ابن عمر و انا معہ حین زاغت او زالت الشمس فصاح عند فسطاطہ این ھذا فخرج الیہ فقال ابن عمر الرواح فقال الآن قال نعم فقال انظرنی افیض علی ماء فنزل ابن عمر حتی خرج فسار بینی و بین ابی فقلت ان کنت ترید ان تصیب السنۃ الیوم فاقصر الخطبۃ و عجل الوقوف فقال ابن عمر صدق **ترجمہ** سالم رضہ سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے حجاج کی طرف لکھا کہ احکام حج میں عبد اللہ بن عمر رضہ کی پیروی کرے سو جب عرفہ کا دن ہوا تو عبد اللہ بن عمرؓ آئے اور میں اونکے ساتھ تھا جبکہ سورج ڈھلا سو عبد اللہ بن عمر رضہ نے اوسکے تمبو کے نزدیک آواز کی کہ یہ یعنے حجاج کہاں ہے سو حجاج اوسکی طرف نکلا سو ابن عمر رضہ نے اوسکو کہا کہ جلدی کر حجاج نے کہا کہ اسی وقت ابن عمر رضہ نے کہا کہ ہاں حجاج نے کہا کہ مجھکو مہلت دے یہانتک کہ میں اپنے سر پر پانی ڈالوں سو ابن عمر رضہ سواری اوترے یہانتک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سنت کو پہونچے تو خطبے کو چھوٹا کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر یعنے نماز جلدی پڑھ سو ابن عمر رضہ نے کہا سالم سچا ہے **ف** ابن تین نے کہا کہ ہمارے عراقی اصحاب نے کہا کہ عرفہ کے دن امام مطلق خطبہ نہ پڑھے اور مدینے اور مغرب والے کہتے ہیں کہ خطبہ پڑھے اور یہی ہے قول جمہور کا اور عراقیوں کا قول محمول ہے اسپر کہ اس خطبے کو نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں مانند خطبے جمعہ کی اور گویا کہ انہوں نے یہ بات امام مالک کے قول سے لی ہے کہ جس نماز کے لیے خطبہ ہے اوسمیں قرارت پکار کر پڑھی جاوے سو کسی نے اونکو کہا کہ عرفہ کے دن خطبہ پکار کر پڑھا جاتا ہے اور حالانکہ اوسمیں قرارت پکار کر نہیں پڑھی جاتی سو امام مالک رح نے کہا کہ یہ تو تعلیم احکام کے لیے ہے یعنے اس سے معلوم ہوا کہ اوسکو نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے خطبہ کو چھوٹا پڑھنا چاہیے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** التعجیل الی الموقف موقف عرفات کیطرف جلدی جانے کا بیان **وقال** ابو عبد اللہ یزاد فی ھذا الباب ھم ھذا الحدیث

حَدِیْثُ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَلٰكِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُدْخِلَ فِیْهِ غَیْرَ مُعَادٍ اور ابوعبداللہ یعنے امام بخاری نے کہا کہ غیر زیادہ کی جاتی ہے اس باب کی یہ حدیث یعنے حدیث مالک کی ابن شہاب سے یعنے جوکہ اس سے پہلے باب مین مذکور ہوئی اسواسطے کہ اس باب کا مسئلہ بھی اوسمین پایا جاتا ہے کہ وقوف عرفات کے لئے جلدی کرو لیکن مین نہین چاہتا کہ اس کتاب مین کوئی حدیث مکرر اور دوبارہ لاؤن **ف** بخاری کے اکثر نسخون مین یہ باب بغیر حدیث کو واقع ہوا ہے اور ابوذر کی روایت مین یہ باب بالکل ساقط ہے اور بعض مین اس باب کی پیچھے قال ابو عبداللہ الخ واقع ہوا ہے جسکے معنے اوپر گذر چکے ہین اس سے معلوم ہوا کہ اصل قصد امام بخاری کا یہ ہے کہ اس کتاب مین کوئی حدیث مکرر نہ لاوے اور جسجگہ کہ تکرار حدیثون کا واقع ہوا ہے تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرار نہین بلکہ اوسمین کوئی نہ کوئی فائدہ جدیدہ ضرور پایا جاتا ہے یا تو اسناد مین کہ اول معنعن تھا پھر دوسرے طریق مین سماع ثابت کیا یا دوسرے طریق مین ایک ایسا راوی ہے کہ پہلے راوی کے غیر ہے اور اوس سے زیادہ تر حافظ اور اتقن ہے یا متن مین تقیید مہمل کا ہے یا تفسیر مجمل کی یا دوسری حدیث مین ایسی زیادتی ہے کہ اوس سے کوئی چارہ نہین اور یا ایک جگہ مختصر ہے اور دوسری جگہ مطول اور یا ایک جگہ موصول ہے اور دوسری جگہ معلق اور ایسی جگہ نہایت کم ہے جہانکہ بے فائدہ مکرر واقع ہو (فتح التیسیر)

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ عرفات مین ٹھہرنے کا بیان یعنے اوسکے سوا اور جگہ مین کھڑا نہ ہووے نہ اوس سے نیچے اور نہ اوپر حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كُنْتُ اَطْلُبُ بَعِیْرًا لِیْ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَضْلَلْتُ بَعِیْرًا لِیْ فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهٗ یَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَاْنُهٗ هٰهُنَا ترجمہ مطعم رض سے روایت ہے کہ مینے اپنا اونٹ گم کیا سو مین اوسکو عرفہ کے دن ڈھونڈنے لگا سو مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عرفات مین کھڑے دیکھا سو مینے کہا یعنے تعجب اور انکار کی وجہ سے قسم ہے خدا کی کہ یہ قریش مین سے ہی سو اوسکو اس جگہ یعنے عرفات مین کیا کام ہے **ف** مطعم کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ شیطان نے قریش کو بہکایا ہوا تھا اور اونکو کہا ہوا تھا کہ اگر تم حرم کے سوا کسی اور جگہ کی تعظیم کروگے تو لوگ تمکو حقیر اور ذلیل جانینگے اور تمہاری حرم کو خفیف سمجھینگے سو چاہئیے کہ حج اور عمرے مین تم حرم سے باہر نہ آؤ سو قریش اور جو اونکے دین کے تابع تھے مزدلفہ مین ٹھیرتے تھے واسطے فخر کے لوگون پر اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہین اور اوسکے حرم مین رہنے والے ہین ہم حرم سے باہر نہین نکلتے اور قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات مین ٹھیرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ عرفات

مین وقوف کرین جیسے کہ اور لوگ کرتے ہین یعنے جیسے قرآن مجید مین ہے کہ پہر پہرو جہان سے سب لوگ پہرتے
ہین اور مزدلفہ حرم مین ہے اور عرفات حل مین اور یہ روایت جبیر کی ہجرت سے پہلے کی ہے جبکہ جبیر مسلمان نہ ہوے
تہے اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مراد آیت ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ مین پہرنا عرفات سے ہے اور
ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد مزدلفہ سے پہرنا ہے اسواسطے کہ وہ ذکر کیا گیا ہے ساتہہ لفظ ثم کے بعد حکم
کرنے کے ساتہہ ذکر کے نزدیک مشعر الحرام کے اور بعض مفسرین نے جواب دیا ہے کہ مشعر الحرام کے نزدیک ذکر کرنے
کا حکم عرفات سے پہرنے کے بعد ہے پس تقدیر یہ ہے کہ جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف پہرو تو اوسکے نزدیک
اللہ کو یاد کرو اور چاہیئے کہ تمہارا پہرنا اوس مکان سے ہو جس سے سب لوگ پہرتے ہین سوائے قریش کے (فتح)
اسحدیث سے معلوم ہوا کہ وقوف کی جگہ صرف عرفات ہے اور کسی جگہ مین وقوف کرنا درست نہین وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ
النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً اِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ
يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ الثِّيَابَ فَمَنْ لَمْ تُعْطِهِ
بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَتُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي
اَبِي عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ قَالَ كَانُوا
يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا اِلَى عَرَفَاتٍ ترجمہ عروہ رض سے روایت ہے کہ دستور تہا کہ لوگ جاہلیت کے زمانے
مین ننگے طواف کیا کرتے تہے مگر حمس اور حمس قریش تہے اور جنکو قریش نے جنا یعنے اونکی لڑکیون کی اولاد کہ
خزاعہ اور بنی کنانہ وغیرہ تہے اور قریش لوگون پر لِلّٰہ عطا کرتے تہے یعنے اور لوگون کو کپڑے دیتے تہے سو مرد مرد
کو کپڑا دیتا تہا کہ وہ اوسمین طواف کرتا اور عورت عورت کو کپڑا دیتی تہی کہ وہ اوسمین طواف کرتی اور جسکو
قریش کپڑا نہ دیتے تہے وہ ننگے ہو کر خانے کعبے کا طواف کرتا تہا اور سب لوگ عرفات سے طواف افاضہ کو پہرتے
تہے اور قریش مزدلفہ سے پہرتے تہے اور ہشام نے کہا کہ میرے باپ عروہ نے مجہکو عائشہ رض سے خبر دی کہ یہ آیت
قریش کے حق مین اوتری ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ عروہ نے کہا کہ قریش مزدلفہ سے پہرتے تہے
سو اونکو حکم کیا کہ عرفات سے پہرین **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مخاطب اس آیت مین حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم ہین اور جو لوگ عرفات مین نہ کہڑے ہوتے تہے وہ قریش وغیرہ ہین اور ضحاک سے روایت ہے کہ
مراد ناس سے یہان ابراہیم علیہ السلام ہین یا امام مراد ہے اور اوسکے غیر سے روایت ہے کہ مراد اوس سے
آدم علیہ السلام ہین اور لفظ ثم کا آیت مین ساتہہ معنے واو کے ہے یا واسطے تاکید کے ہے محض ترتیب کے لیے
نہین (فتح) اور مطابقۃ حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے **باب** السَّيْرِ اِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ عرفات سے

پھرنے کیوقت چلنے کا بیان یعنے اوسکی صفت کا بیان کسطرح چلے حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ انہ قال سئل اسامۃ وانا جالس کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسیر فی حجۃ الوداع حین دفع قال کان یسیر العنق فاذا وجد فجوۃ نص قال ہشام والنص فوق العنق قال ابو عبد اللہ فجوۃ متسع والجمع فجوات وفجاء وکذلک رکوۃ ورکاء مناص لیس حین فرار ترجمہ عروۃ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ سے پوچھا اور حالانکہ مین اوسکے نزدیک بیٹھا تہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین کسطرح چلتے تہے جبکہ عرفات سی پہرے اونے کہا کہ میانہ چلتے تہے یعنے نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ اور جب کشادہ راہ پاتے تہے تو بہت جلد چلتے تہے اور ہشام نے کہا کہ نص عنق سے زیادہ ہے یعنی عنق میانہ روی کو کہتے ہین اور نص اوس سے زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہین اور امام بخاری نے کہا کہ فجوہ کے معنے متسع ہین یعنے فراخ جگہ اور اوسکی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے اوسیطرح رکوۃ اور رکا یعنے رکوۃ مفرد ہے اور رکا اوسکی جمع ہے پس یہ نظیر ہے واسطے تائید اس بات کی کہ فعلۃ کی جمع فعال کے وزن پر بھی آتی ہے اور مناص کے معنے لیس حین فرار ہین یعنے لفظ مناص کہ قرآن مجید مین واقع ہے اوسکے معنے بھاگنے کی ہین اور اوسکے معنے نص کے نہین جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے **ف** اس حدیث مین بیان عرفات سی مزدلفہ کو پہرنے کے وقت چلنے کی کیفیت کا بیان ہے کہ مزدلفہ مین جلدی پہونچکر مغرب کی نماز پڑہے کہ نہین پڑہی جاتی ہے نماز مغرب کی مگر ساتہہ عشا کے مزدلفہ مین سو دونون صلحتون کو جمع کرے کہ ازدحام کے وقت آرام سے چلے اور عدم ازدحام کے وقت جلدی چلے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی کیفیت پوچھنے کی بہت حرص کرتے تہے تاکہ آپکی پیروی کرین اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ یعنے آپکی اونٹنی کو پاؤن اوٹہاتے نہین دیکھا یہانتک کہ آپ مزدلفہ مین آئے سو یہ روایت محمول ہے اوپر وقت ازدحام کے (فتح) اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جب حاجی عرفات سی پہرے تو میانہ چلے اور جب کشادہ راہ پاوے تو جلدی چلے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** النزول بین عرفۃ وجمع عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اوترنے کا بیان **ف** یعنے واسطے قضا حاجت وغیرہ کے اور یہ حج کے احکام مین سے نہین (فتح) حدثنا مسدد قال حدثنا حماد بن زید عن یحیی بن سعید عن موسی بن عقبۃ عن کریب مولی ابن عباس عن اسامۃ بن زید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث افاض من عرفۃ مال الی الشعب فقضی حاجتہ فتوضأ فقلت یا رسول اللہ تصلی قال الصلوۃ امامک ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عرفات سے پہرے تو آپ پہاڑ کے ایک درے کی طرف میل کی سو اپنے حاجت ادا کی پہر وضو کیا سو مینے کہا کہ یا
حضرت کیا آپ نماز پڑہتے ہین یعنے مغرب کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز تیری آگے ہے یعنے
یہان نہین مزدلفہ مین چلکر نماز پڑہین گے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان قضا
حاجت وغیرہ کے واسطے اوترنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ
قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَجْمَعُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَیْرَ
اَنَّہٗ یَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِیْ اَخَذَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَدْخُلُ فَیَنْتَفِضُ وَیَتَوَضَّأُ
وَلَا یُصَلِّیْ حَتّٰی یُصَلِّیَ بِجَمْعٍ ترجمہ نافع رض سے روایت ہو کہ عبد اللہ بن عمر مغرب اور عشا کی نماز کو مزدلفہ مین
ملا کر پڑہتے تہے یعنے عشا کے وقت مین لیکن اونکا یہ حال تہا کہ وہ پہاڑ کی اوس درے سے گذرتے جس سے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم گذرے سو وہ اوس درے مین داخل ہوتے تہے اور اپنی حاجت ادا کرتے تہے یعنے پاخانہ وغیرہ
پہر وضو کرتے تہے اور نہ نماز پڑہتے تہے یہانتک کہ مزدلفہ مین پڑہتے **ف** جس درے مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے قضا حاجت کی تہی اوسمین مغرب کی نماز پڑہنے مین اختلاف ہی ابن عمرؓ وہان نماز پڑہنے
والے پر انکار کرتے تہے اور جابر رض سے روایت ہی کہ نہین نماز مگر مزدلفہ مین اور یہی منقول ہے کوفیون سے
اور قاسم کے نزدیک دوہرانا نماز کا واجب ہی اور امام احمد سے روایت ہی کہ اگر پڑہے تو کفایت کرتی ہے اور
یہی قول ہے ابو یوسفؒ اور جمہور کا (فتح) اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا
درست ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ حَرْمَلَۃَ
عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّہٗ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْاَیْسَرَ الَّذِیْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَۃِ
اَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَیْہِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا خَفِیْفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ الصَّلٰوۃُ اَمَامَکَ فَرَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَی الْمُزْدَلِفَۃَ فَصَلّٰی ثُمَّ
رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃَ جَمْعٍ قَالَ کُرَیْبٌ فَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ
ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَزَلْ یُلَبِّیْ حَتّٰی بَلَغَ الْجَمْرَۃَ
ترجمہ اسامہ رض سے روایت ہے کہ مین عرفات سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے سوار ہوا سو جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بائین درے مین پہونچے جو مزدلفہ کے نزدیک ہے تو اپنی اونٹنی بیٹہائی اور اترکر پیشاب کیا
پہر تشریف لائے سو مینے آپکے ہاتہ پاؤن پر پانی ڈالا سو آپنے ہلکا وضو کیا یعنے وضو کے اعضا کو
صرف ایک بار دہویا اور بہ نسبت اکثر عادت شریف کے کم پانی خرچ کیا سو مینے کہا کہ یا حضرت کیا آپ

آپ نماز پڑھتے ہین فرمایا نماز تیرے آگے ہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے یہانتک کہ مزدلفہ مین آئے سو آپنے نماز پڑہی پہر مزدلفہ کی رات کی صبح کو فضل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہوئے کریب نے کہا کہ ابن عباس رض نے مجھکو خبر دی فضل سے کہ ہمیشہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے رہے یہانتک کہ جمرہ عقبہ کو کنکرے مارے یعنے جب جمرہ عقبہ کو پہلے کنکری مارے تو اوسوقت سے لبیک کہنی موقوف کی **ف** جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اوسوقت آپکے ساتھ اسامہ سوار تھے اور جب آپ مزدلفہ سے منا کو چلے تو اوسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فضل سوار تھے اسحدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اوترنا درست ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ وضو مین دوسرے آدمی سے مدد لینی درست ہی اور اس مسئلے مین فقہا کو تفصیل ہے اسواسطے کہ وہ خالی نہین اس سے کہ یا تو ہوگی پانی حاضر کرنے مین یا وضو کرنے والے پر پانی ڈالنے مین یا اپنے ہاتہہ سے اوسکے اعضا دہوئے مین سو پہلی صورت جائز ہے اور تیسری مکروہ اگر عذر ہو تو درست ہے اور دوسری صورت مین اختلاف ہے زیادہ تر صحیح یہ بات ہی کہ وہ مکروہ نہین بلکہ خلاف اولے ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل یا تو بیان جواز کے واسطے تہا اور یا واسطے ضرورت کے (فتح) **باب** اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ وَاِشَارَتِهٖ اِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ عرفات سے پہرنیکے وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رض کو حکم کیا کہ آرام سے چلو جلدی نہ کرو اور اونکو کوڑے سے اشارہ کیا **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ جُبَيْرٍ مَوْلٰى وَالِبَةَ الْكُوْفِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا بِالْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ اَوْضَعُوْا اَسْرَعُوْا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ وہ عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے پہرے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بہت شور وغل سنا کہ لوگ اونٹون کو مارتے ہوئے دوڑاتے آتے ہین سو آپنے اپنے کوڑے سے اونکی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو اپنے اوپر آرام اور قرار لازم جانو کہ خود دوڑانا اونٹ دوڑانا نیکی اور خوبی نہین اور اوضعوا کے معنے اسرعوا کے ہین یعنے اوضعوا کا لفظ جو آیت ولا وضعوا خلالکم مین واقع ہوا ہے تو اوسکے معنے جلدی کرنے کے ہین اور لفظ خلالکم التخلل سے مشتق ہے جسکے معنے درمیان لوگون کے مین اور آیت فجرنا خلالہما مین جو لفظ خلالہما کا واقع ہوا ہے تو اوسکے معنے بینہما کے ہین یعنے درمیان اونکے **ف** چونکہ لفظ ایضاع کا قرآن

کی لفظ کے مناسب تہا اسواسطے امام بخاری نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اوسکی یہان تفسیر کردی لو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے مزدلفہ کو جلد چلنا نیکی نہین اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو جلد چلنے سے اسواسطے منع کیا کہ وہ دبلے نہو جاوین (فتح)

باب الجمع بین الصلوتین بالمزدلفۃ مزدلفہ مین دو نمازون کے ملا کر پڑہنے کا بیان یعنے مستحب ہے کہ مزدلفہ مین مغرب و عشا کی نماز کو جمع کر کے پڑہا جاوے **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن موسی بن عقبۃ عن کریب عن اسامۃ بن زید انہ سمعہ یقول دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عرفۃ فنزل الشعب فبال ثم توضأ ولم یسبغ الوضوء فقلت لہ الصلوۃ قال الصلوۃ امامک فجاء المزدلفۃ فتوضأ فاسبغ ثم اقیمت الصلوۃ فصلی المغرب ثم اناخ کل انسان بعیرہ فی منزلہ ثم اقیمت الصلوۃ فصلی ولم یصل بینہما **ترجمہ** اسامہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے پہرے سو پہاڑ کے ایک درے مین اوترے اور پیشاب کیا پہر وضو کیا اور وضو کو کامل نہ کیا یعنے ہلکا وضو کیا سو مینے عرض کی کہ کیا آپ نماز پڑہتے ہین آپنے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے پہر مزدلفہ مین آئے اور وضو کو کامل کیا پہر نماز کی تکبیر ہوئی سو آپنے مغرب کی نماز پڑہی پہر ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ مین بیٹہایا پہر نماز عشا کی تکبیر ہوئی سو آپنے نماز پڑہی اور اون دونون کے درمیان کوئی نماز نہ پڑہی **ف** یہ حدیث پہلے بہی گذر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حاجی مغرب اور عشا کی نماز کو مزدلفہ مین ملا کر پڑہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جو دو نمازین جمع کیجاتی ہین اگر نمازی اونکے درمیان کوئی تہوڑا سا کام کر لیوے تو اوس سے جمع مین کوئی نقصان نہین آتا اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ مزدلفہ مین جمع تاخیر درست ہے اور اسپر اجماع ہے لیکن یہہ جمع کرنا شافعیہ وغیرہ کے نزدیک سفر کے سبب سے ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک حج کے سبب سے (فتح)

باب من جمع بینہما ولم یتطوع اوس شخص کا بیان جو مغرب اور عشا کی نماز کو مزدلفہ مین ملا کر پڑہے اور اونکے درمیان نفل نماز نہ پڑہے **حدثنا** آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزہری عن سالم بن عبد اللہ عن ابن عمر قال جمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المغرب والعشاء بجمع کل واحدۃ منہما باقامۃ ولم یسبح بینہما ولا علی اثر کل واحدۃ منہما **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کی نماز کو مزدلفہ مین جمع کیا دونون مین سے ہر ایک کو واسطے جدا جدا تکبیر کہی اور نہ اون دونون کے درمیان کوئی نفل نماز پڑہی اور نہ اونکے پیچہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو نمازون کو ملا کر پڑہے تو اونکے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور مزدلفہ کو جمع اسواسطے کہتے ہین کہ اسمین

آدم علیہ السلام حضرت حوا کے ساتھ جمع ہوئے اور اس سے نزدیک ہوئے اور قتادہ رہ سے روایت ہے کہ مزدلفہ
کو جمع اسواسطے کہتے ہین کہ اوسمین دو نمازون کو جمع کیا جاتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ صفت کیا گیا ساتہ
فعل اہل اپنے کے اسواسطے کہ لوگ اوسمین جمع ہوتے ہین اور اوسمین ٹہیرنے کو ساتہہ خدا کی طرف قربت
چاہتے ہین اور مزدلفہ کو مزدلفہ اسواسطے کہتے ہین کہ اوسمین لوگ جمع ہوتے ہین یا منا کے نزدیک ہوتے
ہین یا اسواسطے کہ لوگ اوسمین رات کی ہر گہڑی مین اوترتے ہین یا اسواسطے کہ وہ سبب سے قربت
اللہ کا یا واسطے نزدیک ہونے آدم علیہ السلام کے طرف حوا کی اور یہ جو راوی نے کہا کہ آپنے مغرب
اور عشا کے بعد بہی کوئی نفل نماز نہ پڑہی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مغرب
اور عشا کی نماز کے پیچہے نفل نہین پڑہے اور چونکہ مغرب اور عشا کے درمیان کچہہ مہلت نہ تہی اس
واسطے تصریح کی کہ آپنے دونو نمازون کے درمیان کوئی نماز نہ پڑہی بخلاف عشا کے نماز کے اسواسطے
کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپنے اونکے پیچہے کوئی نماز نہ پڑہی ولیکن اوسکے بعد رات مین نفل پڑہے اسی
واسطے فقہا کہتے ہین کہ مغرب اور عشا کی سنتون کو مؤخر کیا جاوے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر
کہ مزدلفہ مین دو نمازون کے درمیان نفل نہ پڑہے جاوین اسواسطے کہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ سنت
ہے کہ مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کو ملا کر پڑہا جاوے اور جو اونکے درمیان نفل پڑہے اوسکی جمع صحیح
نہین لیکن اس اتفاق مین نظر ہے ساتہہ فعل ابن مسعود کے کہ آیندہ آویگا (فتح) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ
مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْخَطْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ ترجمہ ابو ایوب سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن مزدلفہ مین مغرب و عشا کی نماز ملا کر پڑہی **ف**
یہ حدیث بہی درحقیقت وہی حدیث ہے جو اوپر گذری پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

باب مَنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ان دونو نمازون مین سے ہر ایک کے واسطے جدا جدا
اذان اور تکبیر کہنے کا بیان یعنے جب حاجی مغرب و عشا کی نماز کو مزدلفہ مین جمع کرکے پڑہے تو دونو
کے لیے جدا جدا اذان اور تکبیر کہے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ حَجَّ عَبْدُ اللَّهِ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ
أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ
دَعَا بِعَشَائِهِ فَتَعَشَّى ثُمَّ أَمَرَ أُرَى فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرٌو وَلَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ

زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلٰوتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ترجمہ ابو اسحاق رض سے روایت ہی کہ مینے عبدالرحمن بن یزید سے سُنا کہتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود رض نے حج کیا سو ہم نماز عشا کی اذان کے وقت یا اوسکے نزدیک مزدلفہ مین آئے سو عبداللہ بن مسعود نے ایک مرد کو حکم کیا سو اوس نے اذان دی اور تکبیر کہی پہر مغرب کی نماز پڑہی اور اوسکے پیچھے دو رکعتین پڑہین پہر رات کا کہانا منگوایا اور کہایا مین گمان کرتا ہون کہ پہر عبداللہ نے ایک مرد کو حکم کیا یعنے اوسکا اذان اور اقامت دوبارہ کہنا مجھکو یقیناً معلوم نہین) سو اوسنے اذان دی پہر تکبیر کہی عمرو رض نے کہا کہ نہین جانتا مین شک کو مگر زہیر سے پہر عبداللہ نے عشا کی نماز دو رکعتین پڑہین پہر جب صبح نکلی تو اوسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گہڑی مین کوئی نماز نہ پڑہتے تہے مگر یہ نماز صبح کی اس مکان مزدلفہ مین اس دن مین کہ دسوین ذی الحجہ کی ہے عبداللہ بن مسعود رض نے کہا وہ دو نمازین ہین کہ اپنے وقت سے پہیری گئین ایک تو مغرب کی نماز بعد اوسکے کہ مزدلفہ مین آوین دوسری فجر کی نماز جبکہ فجر نکلے پہر ابن مسعود رض نے کہا کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ یہ کام کرتے تہے جو مینے کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دو نمازون کو ملا کر پڑہے تو ہر ایک کے واسطے جدا جدا اذان اور تکبیر کہے ابن حزم نے کہا کہ میرے نزدیک یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور اگر ثابت ہوتی تو مین اوسکا قائل ہوتا پہر اوس نے روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق سے اوسنے ابی بکر بن عیاش سے اوس نے ابی اسحاق سے ابو اسحاق نے کہا مینے اوسکو ابن جعفر سے ذکر کیا سو اوسنے کہا کہ اسیپر ہم اہل بیت تو اسیطرح کرتے ہین ابن حزم نے کہا کہ عمر سے اسکا فعل مروی ہے مین کہتا ہون کہ روایت کیا ہے اسکو طحاوی نے ساتہہ اسناد صحیح کے پہر تاویل کی اوسکی ابن حزم نے ساتہہ اسطور کے کہ وہ محمول ہے اسپر کہ اوسکے یار اوس سے جدا ہو گئے تہے سو اوسنے اونکے جمع کرنے کے لیے اذان دی یعنے وہ اذان اوسنے نماز کے لیے نہین دی تہی اور نہین پوشیدہ ہی تکلف اس تاویل کا اور اگر حاصل ہو واسطے اوسکے یہ تاویل بیچ حق عمر کے واسطے ہونے اوسکے کہ امام جو لوگون کو جمع کرلے تو نہ حاصل ہوگی واسطے اوسکے یہ تاویل بیچ حق ابن مسعود رض کے اسواسطے کہ اگر اونکے ساتہہ کچہ آدمی انکی یارون سے ہون تو نہ محتاج ہوگا بیچ جمع کرنے اونکے کے طرف اوس شخص کی کہ اونکے لیے اذان دی لو تحقیق پکڑا ہے ساتہہ ظاہر اس حدیث کے امام مالک رح نے یعنے ہر ایک نماز کے لیے جدا جدا اذان اور تکبیر کہی جاوے اور یہی ہے اختیار بخاری کا اور ابن عبدالبر نے احمد بن خالد سے روایت کی ہے کہ وہ تعجب کرتا تہا مالک رض سے کہ اوس نے

ابن مسعودؓ کی حدیث کو لیا اور حالانکہ وہ کوفیون کی روایت سی ہے باوجودیکہ موقوف ہی اور اوسنے خود اوسکو روایت نہین کیا اور اہل مدینہ کی روایت کو ترک کیا اور حالانکہ وہ مرفوع ہے اور ابن عبد البر نے کہا مین کوفیون سی تعجب کرتا ہون کہ انہون نے اہل مدینہ کی روایت کو لیا اور وہ یہ ہے کہ دونو نمازون کو جمع کیا جاوے ساتھ ایک اذان اور ایک اقامت کی اور ابن مسعود کی روایت کو ترک کیا باوجودیکہ وہ اوسکے برابر کسی کو نہین جانتے مین کہتا ہون کہ جواب معتبر یہ ہے کہ امام مالکؒ نے اس باب مین عمرؓ کے فعل پر اعتماد کیا ہے اگرچہ اوسکو موطا مین روایت نہین کیا اور اختیار کیا ہے طحاوی نے اوس چیز کو جو جابر سے ایک دراز حدیث مین مروی ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو نمازون کو جمع کیا ساتھ ایک اذان اور دو تکبیرون کے اور یہی ہے قدیم قول امام شافعی رح کا اور یہی ایک روایت ہی امام احمد رح سے اور یہی قول ہے ابن ماجشون اور ابن حزم کا اور قوت دی اوسکو طحاوی نے ساتھ قیاس کے اوپر جمع کرنے ظہر اور عصر کے عرفات مین اور امام شافعی رح کا جدید قول یہ ہے کہ دونو نمازون کو فقط دو تکبیرون کے ساتھ جمع کیا جاوے یعنے اور اذان کسی نماز کے واسطے نہ دیجاوے اور یہی قول ہے ثوری کا اور یہی ایک روایت ہی امام احمد رح سے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث اسامہ سے جو عنقریب گذر چکی ہے کہ نماز مغرب کی تکبیر ہوئی پہر ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنی جگہ مین بیٹھایا پہر عشا کی تکبیر ہوئی اور ابن عمر رضہ سے یہ سب صفتین مروی ہین روایت کی یہ طحاوی وغیرہ نے اور گویا کہ ابن عمر رضہ کی یہ رائے ہتی کہ آدمی کو اس مسئلے مین اختیار ہے جسطرح چاہے کرے اور یہی مشہور ہی امام احمدؒ سے اور استدلال کیا گیا ساتھ حدیث ابن مسعودؓ کے اسپر کہ جو کوئی دو نمازون کو ملا کر پڑہنا چاہے اوسکو اونکے درمیان نفل نماز پڑہنی درست ہی اسواسطے کہ ابن مسعودؓ نے اونکے درمیان کہانا کہایا اور ابن مسعودؓ کے فعل مین حجت نہین اسواسطے کہ اوسنے اوسکو مرفوع نہین کیا اور احتمال ہے کہ اُنکا قصد جمع کا نہو اور ظاہر اونکا فعل اسی پر دلالت کرتا ہے واسطے قول اُنکے کے کہ مغرب کی نماز اپنے وقت سے پہر گئی ہے پس اونہون نے سمجہا کہ اس مغرب خاص کا وقت یہی ہے اور احتمال ہے کہ اونکا قصد جمع کا ہو اور اونکی یہ رائے ہو کہ دو نمازون کے درمیان کوئی عمل کرنا اونکے منافی نہین جبکہ جمع کی نیت رکہتا ہو اور یہ جو ابن مسعودؓ نے کہا کہ مغرب اپنے وقت سی پہر گئی تو مراد اوس سے یہ ہے کہ اپنے وقت متعاد سے پہر گئی لیکن یہ جو اونہون نے کہا کہ صبح کی نماز بہی اپنے وقت سی پہر گئی تو اوسکے یہ معنے نہین کہ اوسنے صبح صادق کی نکلنے سی پہلے فجر کی نماز پڑہی یعنے اسلیے کہ صبح صادق سے پہلے فجر کی نماز پڑہنی بالاتفاق درست نہین بلکہ اونکی مراد ہے کہ حضر مین جو وقت اونکا معمولی اور متعاد تہا اوس سے پہلے پڑہی اور نہین دلیل ہے اسمین واسطے اوس شخص کے کہ فجر کی نماز غلس یعنے اول وقت اندہیرے مین پڑہنے کو منع کرتا ہے اسواسطے کہ

عائشہؓ وغیرہ سے فجر کی نماز کا غلس مین پڑہنا ثابت ہو چکا ہے کما تقدم فی المواقیت بلکہ مراد اسکی یہ ہے کہ جب
موذن اونکے پاس طلوع فجر کے ساتھہ آتا تو وہ فجر کی دو سنتین اپنے گہر مین پڑہتے پہر نکلتے اور بابہ ہد داس کے
صبح کی نماز غلس مین پڑہتے اور ایسی مزدلفہ مین سو لوگ وہان جمع تھے اور فجر اونکی آنکہون کے آگے تہی یعنے
سب فجر کی طرف دیکہتے تہے کہ کب نکلتی ہے سو اونہون نے اول وقت نماز پڑہی یہانتک کہ گویا بعض کے نزدیک
صبح ظاہر نہ ہوئی تہی اور وہ ظاہر ہے بیچ روایت اسرائیل کے جو آیندہ آتی ہے کہ کہا پہر ابن مسعودؓ نے نماز پڑہی
جبکہ صبح صادق نکلی کوئی کہتا تہا کہ نکلی ہے اور کوئی کہتا تہا کہ نہین نکلی اور حنفیہ نے ابن مسعودؓ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ ایسی
کہ عرفہ اور مزدلفہ کے دن کے سوا اور دن مین دو نمازون کو جمع نہ کیا جاوے واسطے قول ابن مسعودؓ کے کہ نہین
دیکہا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ غیر وقت مین نماز پڑہی ہو مگر دو نمازین یعنے فجر کی نماز اور مغرب کی
کہ اونکو غیر وقت مین پڑہا اور جو لوگ اونکے سوا اور دنون مین بہی درست رکہتے ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ ابن
مسعودؓ نے یاد نہین رکہا اور اور اصحابؓ نے یاد رکہا سو جس نے یاد رکہا اوسکا قول حجت ہے نہ یاد رکہنے والے
پر اور ثابت ہو چکا ہے جمع کرنا دو نمازونکا ابن عمرؓ اور انسؓ اور ابن عباس وغیرہم کی حدیث سے وتقدم فی مواضعہ
بما فیہ کفایۃ اور نیز یہ استدلال مفہوم کے طریق سے ہے اور وہ مفہوم کے قائل نہین اور جو مفہوم کا قائل
ہے تو اوسکی شرط یہ ہے کہ منطوق اوسکے معارض نہ ہو اور نیز اوسکا حصر اپنے ظاہر پر نہین واسطے اجماع کرنے
علما کے اسپر کہ عرفات مین ظہر اور عصر کی نماز کو ملا کر پڑہنا درست ہے (فتح) **بَابُ** مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ
بِلَيْلٍ فَيَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُوْنَ وَيُقَدِّمُ اِذَا غَابَ الْقَمَرُ باب ہے بیان مین اوس شخص کے کہ
اپنے اہل کے ضعیفون کو یعنے عورتون اور بچون کو رات مین آگے بہیجے یعنے اپنے اوترنے کی جگہ سے وہ
مزدلفہ مین ٹہیرین اور دعا کرین اور جب چاند ڈوبے لوٹنا کو آوین **ف** اوس رات مین چاند کا ڈوبنا
پہلی تہائی رات کی ابتدا مین ہوتا ہے پس یہ بیان واسطے رات کی اوسواسطے کہ رات عام ہے پس اس قول نے
اوسکو مقید کیا اور صاحب مغنی نے کہا نہین جانتا مین اختلاف بیچ جواز تقدیم ضعیفون کے رات مین
مزدلفہ سے منا کو (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ
بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ
مَنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ
عُمَرَ يَقُوْلُ اَرْخَصَ فِيْ اُولٰٓئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ سالمؒ سے روایت ہے کہ تہے عبد اللہ
بن عمرؓ آگے بہیجے ضعیفون اہل اپنے کو سو ٹہیرتے وہ نزدیک مشعر حرام کے کہ نام ہے ایک پہاڑ کا مزدلفہ

اوسکا مخالف سنت ہی اور اگر کوئی اسوقت کنکریان مارے تو اوسپر اعادہ نہین اسواسطے کہ مین نہین جانتا
کہ کسی نے اوسکو غیر کافی کہا ہو اور مشعر حرام کے وقوف مین اختلاف ہی سو بعضے تو یہ کہتے تھے کہ جو مزدلفہ
مین گذرے اور اوسمین نہ اوترے تو اوسپر دم آتا ہے اور جو وہان اوترے پھر اوس سے کسی وقت مین
رات سے پہرے تو اوسپر دم نہین اگرچہ امام کے ساتھ وقوف نہ کرے اور مجاہد اور قتادہ اور ثوری اور زہری نے
کہا کہ جو اوسمین وقوف نہ کرے اوسنے حج کو ضائع کیا اور اوسپر دم ہے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور
احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور عطا اور اوزاعی نے کہا کہ اوسپر مطلق دم نہین اور وہ تو صرف ایک
جگہ ہے جو چاہے وہان اوترے اور جو چاہے نہ اوترے اور اسیطرح روایت ہی ابن عمرؓ سے بطور
رفع کے اور ابن خزیمہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ مزدلفہ کا وقوف رکن ہے نہین تمام ہوتا حج مگر ساتھ اوسکے
اور ابن منذر نے اشارہ کیا ہے طرف راجح ہونے اوسکے کے اور نقل کیا ہے اوسکو ابن منذر نے
علقمہ اور نخعی سے اور عجیب ہی کہ کہتے ہین کہ جو مزدلفہ مین نہ ٹہیرے اوسکا حج فوت ہوجاتا ہے اور اپنے
احرام کو عمرہ کر ڈالے یعنے عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالے اور حجت پکڑی ہے امام طحاوی نے ساتھ اس
طور کے کہ خدا نے وقوف مزدلفہ کو ذکر نہین کیا صرف یہ کہا کہ مشعر حرام کے نزدیک خدا کو یاد کرو اور
اجماع ہے سب کا اسپر کہ جو بغیر ذکر کے وہان ٹہیرے تو اوسکا حج تمام ہے پس جبکہ ذکر مذکور قرآن مین
حج کے ارکان مین سے نہین ہے تو جس جگہ مین کہ ذکر کیا جاتا ہے وہ بطریق اولے فرض نہوگی اور وقوف
مزدلفہ کے فرض نہ ہونے کی حجت یہ حدیث ہے جو عروہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو حاضر ہو ساتھ ہمارے فجر کی نماز مین مزدلفہ مین اور حالانکہ اس سے پہلی رات کو یا دن
کو عرفات مین ٹہیر چکا ہو تو اوسکا حج تمام ہوا اور واسطے اجماع اونکے کے اسپر کہ اگر کوئی وہان رات
کاٹے اور وقوف کرے اور نماز سے سو جاوے اور اوسکو امام کے ساتھ نہ پاوے تو اوسکا حج پورا ہو
اور ابن حزم نے حد سے تجاوز کیا پس گمان کیا کہ جو فجر کی نماز مزدلفہ مین امام کے ساتھ نہ پاوے اوسکا
حج فوت ہوجاتا ہے اور ابن قدامہ نے ابن حزم وغیرہ کی مخالفت کا اعتبار نہین کیا سو اجماع حکایت
کیا اوسنے کافی ہونے پر اور حنفیہ کے نزدیک اگر مزدلفہ مین نہ ٹہیرے تو اوسپر دم آتا ہے جسکو عذر نہ ہو اور
اونکے عذرون مین سے ایک عذر لوگون کا اژدحام ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ
سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبْطَةً فَأَذِنَ لَهَا ترجمہ عائشہؓ
سے روایت ہی کہ مزدلفہ کی رات کو سودہؓ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی یعنے منا کو جانیکی

اور اونکا جسم بھاری تہا اور بہت دیر سے چل سکتی تہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو اجازت دی —
حدثنا ابو نعیم قال حدثنا افلح بن حمید عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت نزلنا المزدلفة
فاستاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سودة ان تدفع قبل حطمة الناس وکانت امرأة بطیئة
فاذن لها فدفعت قبل حطمة الناس واقمنا حتی اصبحنا نحن ثم دفعنا بدفعه فلان اکون
استاذنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما استاذنت سودة احب الی من مفروح به
ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ ہم مزدلفہ مین اوترے سودہ رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی
یہ کہ مزدلفہ سے منا کو پہرے پہلے اژدحام لوگون کے اور وہ ایک عورت تہی کہ دیر سے چل سکتی تہی سو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اجازت دی سودہ لوگون کے ہجوم سے پہلے پہرین اور ہم ٹہیرے رہے یہانتک
کہ ہمنے مزدلفہ مین صبح کی پہر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منا کو پہرے سو البتہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے اذن چاہنا جیسے کہ سودہ نے آپ سے اذن چاہا میرے نزدیک بہت پیارا ہے ہر چیز خوش کرنے والی
سے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتون کو منا کی طرف پہلے بہیجنا درست ہی وفیہ المطابقة للترجمة

باب متی یصلی الفجر بجمع مزدلفہ مین فجر کی نماز کس وقت پڑہی جاوے **حدثنا** عمر بن حفص
ابن غیاث قال حدثنا ابی قال اخبرنا الاعمش قال حدثنی عمارة عن عبد الرحمن عن عبد اللہ
قال ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوة بغیر میقاتها الا صلاتین جمع بین المغرب و
العشاء وصلی الفجر قبل میقاتها ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
نہین دیکہا کہ کوئی نماز بے وقت پڑہی مگر دو نمازین کہ مغرب ودعشا کو جمع کیا اور فجر کی نماز اپنے وقت سے
پہلے پڑہی یعنے اپنے معمولی وقت سی کہ اوجالے مین پڑہا کرتے تہے ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مزدلفہ مین
فجر کی نماز اپنے معمولی وقت سی پہلے پڑہی جاوے وفیہ المطابقة للترجمة اور ظاہر اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق سے پہلے پڑہی گئی اسواسطے کہ عبد اللہ بن مسعود کا یہ قول کہ ما رأیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة لغیر وقتها الا صلوتین صریح ہے اسمین کہ دو نمازون کا غیر وقت
مین پڑہنا برابر ہے اور یہ یقینا معلوم ہے کہ مغرب کی نماز غیر وقت مین واقع ہوئی ہے پس اسیطرح ضرور ہے
کہ فجر کی نماز بھی اپنے غیر وقت مین ہوئی ہو لیکن یہ بہت مشکل ہے اور نیز یہ حصہ بھی شبہ سی خالی نہین (تیسیر) **حدثنا**
عبد اللہ بن رجاء قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن بن یزید قال خرجنا
مع عبد اللہ الی مکة ثم قدمنا جمعا فصلی الصلوتین کل صلوة وحدها باذان واقامة و
العشاء بینهما ثم صلی الفجر حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع

الفجر ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ھاتین الصلاتین حولتا عن وقتہما فی ھذا المکان المغرب والعشاء فلا یقدم الناس جمعا حتی یعتموا وصلوۃ الفجر ھذہ الساعۃ ثم وقف حتی اسفر ثم قال لو ان امیر المؤمنین افاض الان اصاب السنۃ فما ادری اقولہ کان اسرع ام دفع عثمان فلم یزل یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ یوم النحر ترجمہ عبدالرحمن بن یزید رضہ سے روایت ہی کہ مین عبداللہ بن مسعود رضہ کے ساتھ مکے کو نکلا یعنے حج کے ارادے سے پہر ہم مزدلفہ مین آئے سو عبداللہ نے دو نمازین پڑھین یعنے مغرب اور عشا کی نماز ہر ایک کے واسطے جدا جدا اذان اور اقامت کہی اور اونکے درمیان رات کا کہانا کہایا پہر فجر کی نماز پڑھی جبکہ صبح نکلی کوئی کہتا تہا کہ صبح نکلی ہے اور کوئی کہتا تہا کہ نہین نکلی پہر عبداللہ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر یہ دو نمازین اپنے وقت سے پہیر گئین ہین اس مکان مین یعنے مزدلفہ مین مغرب اور عشا سو نہ آوین لوگ مزدلفہ مین یہانتک کہ عشا کے وقت مین داخل ہون اور فجر کی نماز اسوقت پڑہین پہر ابن مسعود مزدلفہ مین کہڑے ہوئے یہان تک کہ فجر روشن ہوئی پہر کہا کہ اگر امیر المومنین یعنے عثمان مزدلفہ سے اسوقت باہر آوے تو سنت کو پہونچے یعنے سنت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ صبح روشن ہونے کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مشعر الحرام مین پہیر برخلاف اہل جاہلیت کے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ سے نکلتے تہے سو مین نہین جانتا (یہ قول عبدالرحمن کا ہے) کہ ابن مسعود کا یہ کہنا کہ سنت یہ ہے جلد تر تہا یا کہ حضرت عثمان رضہ کا پہرنا جلد تر تہا یعنے جسوقت ابن مسعود نے یہ بات کہی اسیوقت فورا عثمان مزدلفہ سے نکل آئے اور مطلق کچھ دیر نہ کی سو ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہانتک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے **ف** قسطلانی نے لکھا ہے کہ فاعل یلبی کا ابن مسعود رضہ ہے اور اگر عثمان کو اوسکا فاعل بنایا جاوے تو بھی کچھ بعید نہین (تیسیر)

باب متی یدفع من جمع

حاجی مزدلفہ سے کب نکلے یعنے مشعر حرام مین ٹہیرنے کے بعد

حدثنا حجاج بن منہال قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت عمرو بن میمون یقول شہدت عمر صلی بجمع الصبح ثم وقف فقال ان المشرکین کانوا لا یفیضون حتی تطلع الشمس ویقولون اشرق ثبیر وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خالفہم ثم افاض قبل ان تطلع الشمس ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہی کہ مینے عمر کو دیکہا کہ اوس نے مزدلفہ مین نماز پڑھی پہر کہڑے ہوئے اور کہا کہ مشرکین کا دستور تہا کہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے یہانتک کہ سورج نکلتا اور کہتے تہے کہ روشن ہو اے ثبیر (ایک پہاڑ کا نام ہی مزدلفہ مین) یعنے چاہیے کہ تجہ پر سورج چمکے اسواسطے کہ جب تک سورج اوس پر نہ چڑھتا تہا تب تک وہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے باہر نکلے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منا مین جمرہ عقبہ پاس آئے پہلے نکلنے سورج کے **ف** اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ صبح روشن ہونے کے وقت مزدلفہ سے پہرنے کی بڑی فضیلت ہی اور طبری نے اجماع نقل کیا ہی اسپر کہ مزدلفہ مین نہ ٹہیرے یہانتک کے سورج نکلے تو وقوف اوس سے فوت ہوا اور ابن منذر نے کہا کہ امام شافعی اور جمہور اہل علم کہتے ہین ساتھ ظاہر ان حدیثون کے یعنے صبح روشن ہونے کے بعد مزدلفہ سے منا کو جاوے اور امام مالک رح کی یہ رائے ہتی کہ روشن ہونے سی پہلے جاوے (فتح) **باب** التلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر حین یرمی جمرۃ العقبۃ والارتداف فی السیر قربانی کے دن کی صبح کو لبیک اور تکبیر کہنی جبکہ جمرہ عقبہ کو کنکریان مارے اور راہ چلنے مین کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا **ف** باب کی حدیث مین تکبیر کہنے کا ذکر نہین ولیکن امام بخاری نے اپنی عادت کی موافق اشارہ کر دیا ہے اسطرف کہ اس حدیث کے بعض طریقون مین تکبیر کا ذکر آگیا ہے جیسے کہ ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہنی نہ چھوڑی یہان تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریان مارین مگر اوسکے درمیان تکبیر کہتے تھے یعنے کبہی کبہی (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا ابوعاصم الضحاک بن مخلد قال حدثنا ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اردف الفضل فاخبر الفضل انہ لم یزل یلبی حتی رمی الجمرۃ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فضل کو اپنے ساتھ سوار کیا سو فضل نے خبر دی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہانتک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریان مارین **ف** ایک روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ سات کنکریان مارین ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی جمرہ عقبہ کے کنکریان مارنے تک لبیک کہتا رہے یعنے پس جب جمرہ عقبہ کو کنکریان مار چکے تو اوسوقت سی لبیک کہنی موقوف کری اور اوسکے بعد حلال ہونے مین شروع کرے اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ لبیک کہنی حج کی نشانی ہے سو اگر تو حاجی ہے تو لبیک کہتا رہ یہانتک کہ شروع ہو حلال ہونا تیرا اور تیرا احلال ہونا یہ ہے کہ تو جمرہ عقبہ کو کنکریان مارے اور اسیطرح روایت ہی عمر رض سے اور یہی مذہب ہی امام شافعی اور ابو حنیفہ رح اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور اونکے تابعدارون کا کہ ہمیشہ لبیک کہتا رہی یہانتک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ جب حاجی حرم مین داخل ہووے تو لبیک کہنی موقوف کری اور یہ مذہب ابن عمر رض کا ہے لیکن جب مکہ سے عرفات کو نکلتے تہے تو پہر لبیک شروع کر دیتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ جب موقف عرفات کو جاوے تو اوسوقت سی لبیک کہنی موقوف کری یہی مروی ہے حضرت عائشہ رض اور سعد بن ابی وقاص اور علی سے اور یہی قول ہے مالک رح کا اور مقید کیا ہے اونے اوسکو ساتھ زوال دن عرفہ کے اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث کا اور یہی مروی ہے حسن سے لیکن

اوسنے کہاکہ جب عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑہے تو اوسوقت سے لبیک کہنی موقوف کرے اور طحاوی نے
اشارہ کیاہے اسطرف کہ جس جس سے عرفہ کے دن لبیک کا ترک کرنا مروی ہے تو وہ اسوجہ سے ہے کہ وہ کسی
اور ذکر کے ساتہہ مشغول رہے نہ اسوجہ سے کہ اوسدن لبیک کہنا درست نہین اور جمع کیا ساتہہ اسکے سب
حدیثون کو واللہ اعلم اور نیز اسمین بہی اختلاف ہی کہ کیا اول کنکرے کے ساتہہ لبیک کہنی موقوف کرے
یا جب سب کنکریان مار چکے اوسوقت ہی لبیک کہنی موقوف کرے اول مذہب جمہور کا ہے کہ پہلے کنکری
کی ساتہہ لبیک کہنی موقوف کرے اور دوسرا مذہب امام احمد اور بعض اصحاب شافعی کا ہے اور اونکی دلیل
یہ حدیث ہی جو ابن خزیمہ نے فضل سے روایت کی ہے کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ عرفات سے
پہرا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہانتک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریان مارین ہر کنکری کے
ساتہہ تکبیر کہتے تہے پہر اخیر کنکری کے ساتہہ لبیک کہنی موقوف کی ابن خزیمہ نے کہاکہ یہ حدیث صحیح مفسر ہے
واسطے حدیث حتی رمی جمرۃ العقبۃ یعنے مراد اسحدیث سے یہ ہے کہ اوسکو تمام کیا (فتح) حَدَّثَنَا
زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ عرفات سے مزدلفہ
تک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچہے اسامہ سوار تہے پہر آپنے مزدلفہ سے منا تک اپنے پیچہے فضل کو سوار کیا
ابن عباس رض نے کہاکہ دونو نے کہاکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہانتک کہ آپنے جمرہ عقبہ
کو کنکر مارے **بَابٌ** فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ إِلَى قَوْلِهِ حَاضِرِي
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنے تو جو کوئی فائدہ اوٹہاوے عمرہ ملاکر حج کے ساتہہ یعنے ایک ہی سفر مین پہلے عمرہ بجالاوے
پہر حج تو جو میسر ہو قربانی پہونچاوے پہر جسکو پیدا نہ ہو تو روزہ تین دن کا حج کے وقت مین اور سات دن جبکہ
تم پہر کر جاؤ یہ دس ہوئے پوری یہ اسکو ہے جسکی گہر والے نہون رہتے مسجد حرام پاس **ف** امام بخاری
کی غرض اس سے ہدی کی تفسیر کرنا ہے اور یہ اسواسطے ہی کہ جب وہ حج کے احکام بیان کرتے ہوئی منا کے
بیان تک پہونچا تو اوسنے ارادہ کیا یہ کہ احکام ہدی اور قربانی کے ذکر کرے اسواسطے کہ یہ اکثر اوقات منا میں
ہوتا ہے اور مراد اس آیت مین تمتع کرنا حالت امن مین ہے واسطے قول اللہ تعالے کے کہ جب تم بےخوف ہو
تو جو فائدہ اوٹہاوے آخر تک اور اسمین دلیل ہے واسطے جمہور کے اس مسئلے مین کہ تمتع محصر کے ساتہہ خاص
نہین یعنے بلکہ امن کی حالت مین بہی درست ہی اور عروہ نے کہاکہ مراد آیت مین امن بیماری وغیرہ سے ہے

اور طبری نے کہا کہ مراد امن خوف سے ہے اسواسطے کہ یہ آیت اتری اسسال مین کہ وہ حدیبیہ مین خوف کرنیوالے تھے (فتح) اور تمتع کا بیان پہلے گذر چکا ہے اور متمتع پر جو قربانی آتی ہے تو وہ مکے کے رہنے والو نپر نہین حدثنا

اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُتْعَةِ فَاَمَرَنِيْ بِهَا وَسَاَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيْهَا جَزُوْرٌ اَوْ بَقَرَةٌ اَوْ شَاةٌ اَوْ شِرْكٌ فِيْ دَمٍ قَالَ وَكَاَنَّ نَاسًا كَرِهُوْهَا فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ اِنْسَانًا يُنَادِيْ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وَّ مُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اٰدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَّغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَّحَجٌّ مَبْرُوْرٌ ترجمہ ابو جمرہ رض سے روایت ہے کہ مینے ابن عباس رض سے تمتع کا حکم پوچھا یعنے حج کے دنون مین حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے یا نہین سو اونہون نے مجھکو اوسکا حکم کیا یعنے درست ہے پھر مینے اوسکو قربانی کا حکم پوچھا کہ اوس سے کیا واجب ہے سو ابن عباس رض نے کہا کہ اوسمین اونٹ ہے یا گائی یا بکری یا شریک ہونا قربانی مین یعنے اونٹ یا گائی مین کہ وہ سات آدمیون کی طرف سے درست ہے ابو جمرہ نے کہا کہ گویا بعضے لوگ تمتع کو برا جانتے ہین یعنے جیسے کہ منقول ہے حضرت عمر رض اور عثمان رض وغیرہ سے سو مین سو یا اور مینے خواب مین دیکھا کہ گویا ایک آدمی پکارتا ہے کہ حج گناہ سے پاک ہے اور عمرہ مقبول سو مین ابن عباس رض کے پاس آیا سو مینے اوسکو خبر دی سو ابن عباس رض نے کہا اللہ اکبر یعنے تعجب سے کہ یہ خواب موافق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہے اور کہا آدم اور وہب اور غندر نے شعبہ سے کہ عمرہ مقبول ہے اور حج مبرور یعنے ان تینون نے شعبہ سے برخلاف نضر کے روایت کی ہے کہ متعہ کے بدلے عمرہ کا لفظ بولا اور کلام کو مقدم موخر نقل کیا ف اور مسلم کی روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا یہ کہ شریک ہو وین ہم اونٹ اور گائی مین سات آدمی اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا برابر ہے کہ قربانی نفل ہو یا واجب اور یہ امر ہے کہ سب کی نیت تقرب کی ہو یا بعض کی نیت تقرب کی ہو اور بعض کی گوشت کہانے کی اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ شرط ہے کہ سب کی نیت قربت کی ہو اور زفر سے بھی اسیطرح مروی ہے ساتھ زیادہ کرنے اس بات کے کہ سبکے سب ایک ہون اور داود اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ قربانی نفل مین درست ہے اور واجب مین درست نہین اور مالک رح سے روایت ہے کہ مطلق درست نہین اور ابن عباس رض سے بعض روایتون مین صرف بکری کا ذکر آیا ہے تو غرض اوس سے رد کرنا ہے اوس شخص پر کہ گمان کرتا ہے کہ ہدی خاص ہے ساتھ اونٹ اور گائی کے پھر جو لوگ قربانی مین شریک ہونیکے قائل ہین تو اون سب کا اتفاق ہے اسپر کہ اونٹ اور گائی مین سات سے زیادہ کو شریک ہونا درست نہین مگر ایک روایت مین سعید بن مسیب سے کہ دس آدمی کی طرف سے بھی کافی ہے اور یہی قول ہے اسحاق اور ابن خزیمہ کا اور اس قول کی

ودلیل یہ حدیث ہی جو بخاری اور مسلم مین ہے رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم کیا سو دس بکریان ایک اونٹ کی برابر گردانین اور اجماع ہے سب کا اسپر کہ بکری مین شریک ہونا درست نہین اور جمہور کے نزدیک متعہ مین بکری کی قربانی بھی درست ہی اور قاسم اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ سے مراد صرف اونٹ اور گائی ہے (فتح) **بَاب** رُكُوبُ الْبُدْنِ بدن پر سوار ہونے کا بیان **ف** بدن کہتے ہین اونٹ اور گائی کو اور بعضے کہتے ہین کہ بدن اونٹ کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک بدن شامل ہے اونٹ اور بکری اور گائی کو لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا إِلَى قَوْلِهِ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ترجمہ اور کعبے کی چڑھائی کے اونٹ ٹھہرائے ہین ہمنے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اوسمین بھلا ہے سو پڑھو اونپر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑین اونکے کروٹ تو کھاؤ اوسمین سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بے قراری کرتے کو یعنے سائل کو اور بے سوال کو اسیطرح تمہارے بس مین دیدیے ہم نے وہ جانور شاید تم احسان مانو اللہ کو نہین پہونچتے اونکے گوشت نہ لہو ولیکن اوسکو پہونچتی ہے تمہاری پرہیزگاری اسیطرح فرمانبردار کر دیا اونکو واسطے تمہارے کہ اسکی بڑائی پڑہو اسپر کہ تمکو راہ سوجہائی اور خوشی سنا نیکی کرنیوالون کو **ف** امام بخاری نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ حاجی کو قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے واسطے عموم اس آیت کی کہ تمہارے لیے اوسمین بہتری ہے اور ابراہیم نخعی کے قول کیطرف اشارہ کیا کہ اوسنے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ جو چاہے سوار ہووے اور جو چاہے دودھ دوہے (فتح) وَقَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنُ لِبُدْنِهَا یعنے اور مجاہد نے کہا کہ بدن کا نام بُدن اسواسطے رکھا گیا کہ اوسکا بدن بھاری ہوتا ہے اَلْقَانِعُ السَّائِلُ یعنے قانع کے معنے سوال کرنیوالے کے ہین وَالْمُعْتَرُّ الَّذِي يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ وَيَعْرِضُ بِالْمَسْئَلَةِ یعنے اور معتر وہ شخص ہے کہ بدن کے واسطے دروازون مین گھومے مالدار اور فقیر سے مانگے اور سوال کرے وَشَعَائِرُ اللّٰهِ اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا یعنے شعائر اللہ کی معنے اونکا تعظیم کرنا اور موٹا کرنا اور سنوارنا ہے وَالْعَتِيقُ عِتْقُهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ یعنے لفظ عتیق کہ آیت لیطوفوا بالبیت العتیق مین واقع ہوا ہے اوسکے معنے آزاد ہونا ہے غلبے ظالمون سے یعنے خانے کعبے پر کوئی ظالم غلبہ نہین کر سکتا يُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ إِلَى الْأَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ یعنے اور لفظ وجبت کہ اس آیت مین واقع ہوا ہے اوسکے معنے یہ ہین کہ گر پڑین زمین پر اور اسی باب سے یہ قول ہے کہ سورج زمین پر گرا اوقت غروب کی **ف** چونکہ یہ الفاظ اس آیت مین واقع ہوئی تھے اسواسطے امام بخاری نے اونکی تفسیر کر دی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا یَسُوْقُ بَدَنَۃً فَقَالَ ارْکَبْھَا فَقَالَ اِنَّھَا بَدَنَۃٌ قَالَ ارْکَبْھَا وَیْلَکَ فِی الثَّانِیَۃِ اَوْ فِی الثَّالِثَۃِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکہا کہ ہدی کا اونٹ ہانکتا ہے سو فرمایا کہ اسپر سوار ہولے اوس نے کہا کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے یعنے پس مین کیونکر سوار ہون وہ سمجہا کہ مطلق ہدی پر سوار ہونا درست نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسپر سوار ہولے تجہکو خرابی ہو یہ دوسرے یا تیسری بار مین کہا ف اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ ہدی کے جانور پر سوار ہونا درست ہی برابر ہے کہ ہدی واجب ہو یا نفل اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی والے سی اسکی تفصیل نہین پوچہی پس معلوم ہوا کہ سب کا حکم ایک ہی اور یہی قول ہے عروہ بن زبیر کا اور منسوب کیا ہے اسکو ابن منذر نے طرف احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے امام نووی نے روضہ مین اور نقل کیا اوسکو شرح مہذب مین قفال سے اور ماوردی سے اور نقل کیا اوسمین ابی حامد وغیرہ سے کہ اگر حاجت ہو تو سوار ہونا درست ہی نہین تو نہین اور رویانی نے کہا کہ بے حاجت جائز رکہنا اوسکا نص کے مخالف ہی اور یہی ہے جسکو حکایت کیا ہے ترمذی نے شافعی اور احمد اور اسحاق سے اور ابن عبد البر نے کہا کہ شافعی اور مالک اور ابو حنیفہؒ اور اکثر فقہا کے نزدیک بغیر حاجت کے سوار ہونا مطلق مکروہ ہے اور حنفیہ مین سے صاحب ہدایہ نے اوسکو مقید کیا ہے ساتھ بیقرار ہونے کے طرف اوسکے اور یہی منقول ہے شعبی سے اور ابن عربی نے مالک سی روایت کی ہے کہ ضرورت کی واسطے سوار ہووے اور جب آرام پاوے تو اوتر آوے اور مقتضی اوس شخص کا کہ مقید کرتا ہے اوسکو ساتہ ضرورت کے یہ ہے کہ جب ضرورت ختم ہو چکے تو پہر اوسپر سوار نہ ہووے مگر دوسری ضرورت سے اور دلیل ان تین قیدونپر اور وہ اضطرار ہے اور دستور کے موافق سوار ہونا اور ختم ہونا رکوب کا ساتہ ختم ہونے ضرورت کے یہ حدیث ہی جو کہ مسلم مین جابر سے مرفوع روایت ہی کہ دستور کے موافق قربانی کے اونٹ پر سوار ہولے یعنے حاجت سی زیادہ تکلیف مت دے اور یہ سوار ہونا اوسوقت درست ہی جبکہ تو اوسکی طرف مضطر ہو یہانتک کہ تجہکو دوسری سواری ملے اسواسطے کہ اوسکا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسری سواری ملجاوے تو اوسکو چہوڑ دیوے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہی کہ جب تہک جاوے تو بقدر آرام پانیکے اوسپر سوار ہووے اور اس مسئلے مین پانچوان مذہب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلق درست نہین نقل کیا ہے اسکو ابن عربی نے ابو حنیفہؒ سے اور اوسپر طعن کیا ولیکن طحاوی وغیرہ نے ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ بقدر حاجت کی سوار ہونا درست ہی لیکن اوسنے کہا کہ اگر سوار ہونیکے سبب اوس سے کچہ نقصان ہو جاوے تو اوسکا ضامن ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا ہدی واجب مین مانند

فقال انہا بدنۃ قال ارکبہا

نذر کے اور چھٹا مذہب یہ ہی کہ سوار ہونا واجب ہے کہ یہ مذہب بعض اہل ظاہر کا ہے واسطے دلیل ظاہر امر کے
اور نہین منع ہے قول ساتھہ وجوب کے جبکہ معین ہو طریق طرف بچانے آدمی کے ہلاک سی پہر جائز رکہنے
والون کو اختلاف ہی اسمین کہ کیا اوسپر اپنا اسباب لادی یا نہین جمہور علماء کے نزدیک اوسپر اسباب لادنا
درست ہے اور امام مالک کہتے ہین کہ منع ہے اور اسیطرح غیر کو بہی اوسپر اسباب لادنا درست ہی اور اجماع
ہے اسپر کہ اوسکو کرایہ نہ دے اور امام طحاوی نے کہا کہ ہمارے اصحاب اور شافعی رح کے نزدیک اگر
اوسکا دودہ دوہے تو اوسکو خیرات کردے اور اگر اوسکو بیچے تو اوسکا مول خیرات کرے اور امام
مالک نے کہا کہ اوسکا دودہ نہ پیوے اور اگر پیوے تو اوسپر تاوان نہین اور نہ سوار ہووے بغیر حاجت کے
(فتح) اور یہ جو آپنے فرمایا کہ تجھکو خرابی ہو تو یہ کلمہ جہڑک کا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تادیبًا اوسکو
کہا واسطے رجوع کرنے اوسکے کے باوجود نہ پوشیدہ ہونے حال کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور
احتمال ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجہا ہو کہ وہ جاہلیت کی عادت کے موافق اوسپر سوار
نہین ہوتا جیسے کہ سائبہ وغیرہ پر سوار نہ ہوتے تھے سو اوسکو جہڑکا اور ظاہر یہ ہے کہ اوسنے عناد کی وجہ سے
رکوب ترک کیا تہا اور احتمال ہے کہ اوسنے گمان کیا ہو کہ اوسکو سوار ہونے مین تاوان دینا آویگا یا
گنہگار ہوگا اور اذن تو اوسکو صرف شفقت کی وجہ سے ہی دی اوسنے حکم کے بجالانے سے توقف کیا تو جب آپ سخت ناخوش
ہوئی تو جلدی کی طرف بجالانے کے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ ہلاکت کی نزدیک پہونچا تہا
اور اسحدیث سی معلوم ہوا کہ تکرار فتوی کا درست ہی اور مستحب ہے جلدی کرنا طرف بجالانے امر کے اور جو
اوسکیطرف جلدی نکرے اوسکو جہڑکنا درست ہی اور جائز ہے پیادہ چلنا بڈہے کا سفر مین اور یہ کہ جب
بڑا کوئی مصلحت چہوٹے کی واسطے دیکہے تو اوسکے ارشاد سے منہ نہ پہیرے اور امام بخاری نے اسحدیث
سے استنباط کیا ہے یہ کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سی نفع اوٹہانا درست ہی اور یہ موافق ہے
واسطے قول جمہور کے عام وقفون مین اور خاص وقف مین اپنی جان پر وقف کرنا شافعیہ کے نزدیک
درست نہین (فتح) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ
عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ
فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا ثَلَاثًا ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک مرد کو دیکہا کہ ہدی کا اونٹ ہانکتا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر سوار ہولے اوس نے
کہا کہ یہ ہدی کا اونٹ ہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسپر سوار ہو اوس نے کہا کہ یہ ہدی ہے فرمایا
کہ اوسپر سوار ہولے **ف** اسحدیث سی بہی معلوم ہوا کہ ہدی کے اونٹ پر سوار ہونا درست ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ اگر کوئی اپنے ساتھ خانے کعبے کو قربانی لیجاوے یعنے حل سے طرف حرم کی تو اوسکا کیا حکم ہے **ف** مہلب نے کہاکہ امام بخاری کا یہ ارادہ ہے کہ معلوم کراوے کہ سنت ہدی مین یہ ہے کہ حل سے حرم مین لاوے اور اگر حرم سے خریدے تو جس وقت کہ عرفات کو جاوے اوسکو حرم سے باہر نکالے اور یہی قول ہے امام مالک کا اور اگر نہ کرے تو اوسپر بدلہ ہے اور یہی قول ہے لیث کا اور جمہور نے کہاکہ اگر اوسکے ساتھ عرفات مین کھڑا ہووے تو بہتر ہے نہیں تو اوسپر بدلہ نہیں اور ابو حنیفہ نے کہاکہ سنت نہیں اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اسواسطے حل سے حرم کی طرف قربانی ہانکی تہی کہ آپکا مکان حرم سے خارج تہا اور یہ سب اونٹ کا ذکر ہے اور اسپر گائی اور بکری پس یہ ضعیف ہین اسیواسطے مالک نے کہاکہ نہ ہانکی جاوے طرف مگر کی مگر عرفات سے اور جو جگہ اوسکے نزدیک ہے (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ اوٹہایا حجۃ الوداع مین ساتہہ عمرے کے طرف حج کے یعنے داخل کیا عمرے کو حج پر اسطرح سے کہ پہلے حج کا احرام باندہا پہر عمرے کا جیسے کہ اوپر گذر چکا ہے اور ہدی لائے اور اپنے ساتہہ لے چلے ذی الحلیفہ سے کہ نام ہے ایک جگہ کا وہین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

احرام باندہا تہا اور شروع کیا سو پہلے عمرے کا احرام باندہا پہر حج کا احرام باندہا سو تمتع کیا لوگون نے ساتہہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ عمرے کے طرف حج کی یعنے عمرے کو حج کے ساتہہ ملا کر ادا کیا سو لوگون مین سے بعضے وہ تھے (یعنے جنہون نے عمرے کا احرام باندہا تہا) کہ ہدی ساتہہ لائے تھے اور بعض اونمین سے وہ تھے کہ ہدی ساتہ نہین لائے تھے سو جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین آئے تو لوگون کو فرمایا یعنے عمرہ کرنے والون کو کہ جو تم مین سے قربانی ساتہہ لایا ہو تو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہووے کہ اوس سے باز رہا ہے یعنے احرام سے نہ نکلے یہانتک کہ اپنا حج ادا کرے اور جو قربانی ساتہ نہ لایا ہو تو وہ خانے کعبے کا طواف کرے یعنے طواف عمرے کا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور بال کترواوے اور چاہیے کہ احرام سے باہر آوے یعنے عمرے کا احرام اوتار کر حلال ہو جاوے یعنے جو چیزین احرام مین منع ہین وہ اب حلال ہوئین پہر چاہیے کہ حج کا احرام باندہے یعنے حرم سے جبکہ نکلے طرف عرفات کی اور قربانی ذبح کرے یعنے قربانی کے دن کہ واجب ہے، یہ متمتع کو واسطے شکر گذاری اس نعمت کو کہ ایک سفر مین توفیق ادای عمرے اور حج کی ہوئی اور جو ہدی نہ پاوے تو چاہیے کہ تین دن روزے رکہے بیچ حج کے یعنے حج کے مہینون مین بعد احرام پہلے دن نحر کے اور افضل یہ ہے کہ ساتوین آٹھوین نوین کو رکہے اور سات دن جبکہ پہرے طرف اہل اپنے کی یعنے افعال حج سے فارغ ہو اگرچہ مکے مین ہو پہر جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا سب چیزون سے پہلے یعنے جو افعال کہ طواف کی ہین اونمین سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا بعد لبیک کے پہر طواف مین اول تین بار جلدی چلے یعنے جیسے پہلوان چلتے ہین کندہے ہلا کر اور چار بار اپنی معمولی چال چلے یعنے ایک بار جو خانے کعبے کی گرد پہرتے ہین تو اوسکو شوط کہتے ہین پس سات شوط اسیطرح سے کیے اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے پہر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑہی جبکہ اپنا طواف خانے کعبے کی گرد پورا کیا پہر سلام پہیری یعنے طواف کی دو رکعتین پڑہین پہر خانے کعبے سے پہرے اور صفا پر آئے پہر صفا اور مروہ کی درمیان سات بار پہرے پہر نہ حلال ہوئے کسی چیز سے کہ اوس سے باز رہے تہے یعنے احرام سے نہ نکلے یہانتک کہ اپنا حج تمام کیا اور قربانی کے دن یعنے دسوین ذیحجہ کو اپنی قربانی ذبح کی یعنے پس اب حلال ہوئے ہر چیز سے ساتہہ حلق کے سوائی جماع کے اور چلے یعنے منا سے مکے مین آئے پہر خانے کعبے کا طواف کیا یعنے طواف افاضہ جسکو طواف الزیارت بہی کہتے ہین پہر ہر چیز سے حلال ہوئے جس سے باز رہے تہے یعنے اب جماع کرنا بہی حلال ہو گیا اور جو اصحاب مین سے قربانی ساتہہ لایا تہا اوسنے بہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کیا **ف** اول گذر چکا ہے کہ پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندہا تہا پہر عمرے کا احرام باندہا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپنے عمرے کا احرام باندہا تہا پہر حج کا اور جواب اوسکا یہ ہے کہ مراد اوس سے

صورت احرام کی یعنے جب عمرے کو حج پر داخل کیا تو دونو کے ساتھ اکٹھی لبیک کہی سو کہا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ
اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس کے جو پہلے گذر چکی ہے اور ابن عمر رض نے اوسپر انکار کیا سو احتمال ہے
کہ ابن عمر کا انکار اسوجہ سے ہو کہ اوسنے مطلق کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دونو کے درمیان جمع کیا
یعنے ابتدا ہی سے دونو کا احرام اکٹھا باندھا اور معین کرتا ہے اس تاویل کو قول اوسکا نفس اسحدیث مین
کہ لوگون نے نفع اوٹھایا اسواسطے کہ جنہون نے تمتع اوٹھایا تھا اونہون نے پہلے حج کا احرام باندھا تھا لیکن
اونہون نے حج کا احرام عمرے سے فسخ کیا یعنے عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالا یہانتک کہ اوسکے بعد مکہ مین حلال
ہوئے پھر اوسی سال مین حج کیا اور یہ جو فرمایا کہ بال کتروا دے تو یہ دلیل ہے اسپر کہ حلق اور بال کتروانے عبادت
ہین اور یہی صحیح بات ہی اور بعض کہتے ہین کہ واسطے مباح کرنے محرام کے ہی اور صرف بال کتروانے کا
اسیواسطے حکم کیا کہ اوسکے بال باقی رہین تاکہ اونکو حج مین منڈاوے اور یہ جو فرمایا کہ جو قربانی نہ پاوے تین
تو یہ نہ پانا یا تو اسطور سے ہی کہ قربانی موجود نہ ہو یا اوسکا مول اوسکے پاس نہ ہو یا مول ہو لیکن اوس سے
اور کوئی ضرورت زیادہ ہو یا اوسکا مالک بیچے نہین یا مہنگی مول سے ہاتھ آوے پس نقل کرے طرف روزے
کی جیسے کہ قرآن کا نص ہے اور مراد فی الحج سے بعد احرام کے ہی امام نووی نے کہا کہ یہی افضل ہے اور اگر
حج کے احرام سے پہلے روزے رکہے تو بہی کفایت کرتے ہین صحیح مذہب پر اور اپنے عمرے سے حلال ہونے
سے پہلے پس صحیح قول پر کفایت نہین کرتے امام مالک نے کہا کہ جائز رکہا ہے اوسکو نووی اور اصحاب
رای نے اور اسپر اول مذہب پر سو جو مستحب کہتا ہے روزہ عرفہ کا دن عرفہ کے وہ کہتا ہے کہ ساتوین کو
احرام باندہے تاکہ ساتوین آٹھوین نوین کو روزہ رکہے اور نہین تو چہٹی تاریخ کو احرام باندہے تاکہ عرفہ کے
دن روزہ افطار کرے اور اگر اوس سے روزہ فوت ہو جاوے تو اوسکو قضا کرے اور بعضے کہتے ہین کہ ساقط
ہو جاتا ہے اور اوسکے ذمہ مین ہدی مستقر رہتی ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رح کا اور تشریق کے دنونمین
روزون مین شافعیہ کے دو قول ہین اظہر یہ ہے کہ جائز نہین اور صحیح تر دلیل کے رو سے جواز ہے اور استدلال
کیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ مجرد طواف قدوم کے ساتھ آدمی حلال نہین ہوتا اور اسمین مشروعیت ہی طواف
قدوم کے واسطے قارن کے اور رمل ہے اوسکے اگر اوسکے پیچھے سعی ہو (فتح) اور اسحدیث سی معلوم ہوتا
ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم متمتع تھے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قارن تھے پس تمتع
سی مراد تمتع لغوی ہے یعنے نفع اوٹھانا اسواسطے کہ نفع اوٹھانا ساتھ حج اور عمرے دونو کے قرآن مین موجود ہے

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيقِ اگر کوئی راہ سے ہدی خریدے تو اوسکا کیا حکم ہے یعنے
برابر ہے کہ حل سے ہو یا حرم سے اسواسطے کہ اپنے شہر سے ہدی کا ساتھ لیجانا شرط نہین ف ہدی کا ساتھ

زبر ہا اور سکون دال کے نام ہے اون چارپایون کا کہ حرم مین ذبح کئے جاتے ہین واسطے طلب ثواب کے خواہ بکری دنبہ بہیڑ ہو یا گائی بہینس خواہ اونٹ وغیرہ اور ہدی دو قسم ہے واجب اور تطوع یعنے نفل پہر ہدی واجب کے قسمین ہین ہدی قران اور ہدی تمتع اور ہدی جنایات اور ہدی نذر اور ہدی احصار اور وجہ تسمیہ ہدی کا یہ ہے کہ بندہ اوسکو ہدیہ بہیجتا ہے خدا کی درگاہ مین اور نزدیکی حاصل کرتا ہے اللہ تعالے سے اسیسبب اوسکو

(۷) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد عن ايوب عن نافع قال قال عبد الله بن عبد الله بن عمر لابيه اقم فاني لا امنها ان تصد عن البيت قال اذن افعل كما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة فانا اشهدكم اني قد اوجبت على نفسي العمرة فاهل بالعمرة قال ثم خرج حتى اذا كان بالبيداء اهل بالحج والعمرة وقال ما شان الحج والعمرة الا واحد ثم اشترى الهدي قدم مكة فطاف لهما طوافا واحدا فلم يحل حتى احل منهما جميعا ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے اپنے باپ ابن عمر سے کہا کہ ٹہیر یعنے اس سال مین حج کو نہ جا کہ مین فتنہ سے بےخوف نہین یہ کہ روکا جاوے تو خانے کعبے سے ابن عمر نے کہا کہ اگر مین روکا گیا تو اوسوقت کرونگا جیسے کہ حضرت نے کیا تہا خدا نے فرمایا کہ تمکو رسول ع کی اچہی چال چلنے ہے اور مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینے اپنی جان پر عمرے کو واجب کیا سو ابن عمر نے اپنے گہر سے عمرے کا احرام باندہا پہر اپنے گہر سے نکلے یہان تک کہ جب بیدا (ایک میدان کا نام ہے مزدلفہ مین) پہونچے تو حج اور عمرے دونون کا احرام باندہا یعنے قران کیا اور کہا کہ نہین حال حج اور عمرہ کا مگر ایک پہر قدید (ایک جگہ کا نام ہے حل مین) سے قربانی خریدی پہر مکے مین آئے سو دونون کے واسطے صرف ایک طواف کیا پس احرام سے باہر نہ نکلے یہان تک کہ حج اور عمرے دونون سے اکٹہے حلال ہوئے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام باندہنا درست ہے اور علماء کو بہی مین اختلاف ہے سو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ میقات سے پہلے احرام باندہنا درست ہی ہے پہر بعضے کہتے ہین کہ وہ افضل ہے میقات سی احرام باندہنے سے اور بعضے کہتے ہین کہ اوس سے کم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اوسکے برابر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جسکا میقات معین ہو اوسکے حق مین میقات سے احرام باندہنا افضل ہے نہین تو اپنے گہر سے احرام باندہے اور شافعیہ کو اس مین اختلاف ہے کہ کیا میقات سی احرام باندہنا ارجح ہے اور اپنے گہر سے اور رافعی نے کہا اونکے تعلیل سے نکلا جاتا ہے کہ جسکو اپنی جان پر امن ہو اوسکے حق مین گہر سے احرام باندہنا افضل ہے نہین تو میقات سے احرام باندہنا افضل ہے اور امام بخاری کا قول پہلے گذر چکا ہے کہ مکروہ جانا ہے حضرت عثمان نے یہ کہ احرام باندہا جاوے خراسان یا کرمان سے (فتح) اور اس سے معلوم ہوا کہ راہ سے ہدی کا خریدنا درست ہے وفیہ المطابقۃ

باب مَنْ اَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِی الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ اَحْرَمَ باب ہے بیان مین اُس شخص کے کہ اونٹ کی کوہان کو زخمی کرے اور اوسکے گلے مین جوتیون کا ہار ڈالے ذوالحلیفہ مین پہر اوسکے بعد احرام باندہے **ف** امام بخاری کی غرض اس سے اشارہ کرنا ہے طرف رد کرنے قول مجاہد کے کہ اوسنے کہا ہے کہ اونٹ کی کوہان کو زخمی نکرے یہانتک کہ احرام باندہے یعنے احرام باندہنے کے بعد شعار کرے (فتح) وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَهْدٰى مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ بِذِی الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِیْ شِقِّ سَنَامِهِ الْاَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً **ترجمہ** اور نافع نے کہا ابن عمر جب مدینے سے اپنے ساتہ ہدی لے جاتے تہے تو ذی الحلیفہ مین اوسکے گلے مین ہار ڈالتے تہے اور اسکی کوہان کو زخمی کرتے تہے زخم کرتے تہے اوسکی کوہان کی داہنے طرف مین ساتہ چہرے کے اور اوسکا منہہ قبلے کی طرف کرتے اس حال مین کہ بیٹہے ہوتے تہے **ف** ظاہر اثر ترجمہ باب کے مطابق نہین ولیکن شاید ابن عمر نے اشعار اور تقلید کے بعد احرام باندہا ہوگا **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِیْ بِضْعَ عَشَرَةَ مِائَةً مِنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِذِی الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْیَ وَاَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ **ترجمہ** مسور اور مروان سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ مین حضرتؐ کچہہ اوپر ایک ہزار اصحاب کے ساتہ نکلے یعنے عمرے کے ارادے سے یہانتک کہ جب ذی الحلیفہ مین پہونچے تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہدی کے گلے مین ہار ڈالا اور شعار کیا اور عمرے کا احرام باندہا **ف** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے تقلید کی پہر اوسکے بعد احرام باندہا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَیَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَیْءٌ كَانَ اُحِلَّ لَهٗ **ترجمہ** عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مین نے حضرتؐ کی اونٹون کے ہار اپنے ہاتہہ سے بٹے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے گلے مین ڈالے اور اونکی کوہان کو زخمی کیا اور اونکو خانہ کعبے کی طرف ہدی کرکے بہیجا یعنے جب نوین سال حج فرض ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حاجیون کا امیر کرکے مکے مین بہیجا اور اونکے ساتہ ہدی کے اونٹ بہیجے پس حرام نہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز کہ حلال ہوئی تہے واسطے اونکے یعنی حضرتؐ پر احکام احرام کے جاری نہوئے اور جو چیزین کہ احرام مین حرام ہین مجرد اشعار اور تقلید وغیرہ سے اونپر حرام نہوئین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقلید اور اشعار کے صحیح ہونے مین احرام کا مقدم ہونا شرط نہین یعنے پس معلوم ہوا کہ احرام سے پہلے اشعار کرنا ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

درست ہی و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ابن عمرؓ سے ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف مین زخم کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف مین زخم کرتے تھے اور کبھی کوہان کی بائین طرف مین زخم کرتے تھے پہلا مذہب امام شافعیؒ اور صاحبین کا ہے اور ایک قول امام احمدرہ کا اور دوسرا مذہب مالک کا ہے اور ایک قول احمد کا اور ابن عمرؓ کی حدیث سی یہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ احرام سے پہلے اشعار کرتے تھے اور ابن عبد البر نے استذکار مین مالکؒ سے ذکر کیا ہے کہ اوسنے کہا کہ نہ اشعار کرے ہدی کو مگر نزدیک احرام کے اول اوسکے گلے مین ہار ڈالے پھر اوسکو اشعار کرے پھر نماز پڑھے پھر احرام باندھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار کرنا جائز ہے اور اشعار یہ ہے کہ ہدی کے اونٹ کی کوہان کی داہنے کنارے مین زخم کریں اور فائدہ اوسکا معلوم کروانا ہے کہ یہ ہدی ہے تاکہ جو محتاج ہو اوسکے ساتھ ہووے اور یہانتک کہ اگر غیر کے اونٹون مین ملجاوے تو اوس سے جدا ہو سکے یا اگر گم ہو تو پہچانی جاوے کہ یہ ہدی ہے یا تھک جانے کی سبب سے قریب مرنے کی پہونچے یعنے اور بس ذبح ہو جاوے تو مسکین اوسکو علامت سے پہچانین اور کھاوین باوجود یکہ اوسمین نشان شرع کی تعظیم ہے اور غیر کی اوسپر ترغیب ہے اور بہت بعید ہے قول اوس شخص کا کہ اشعار کو منع کرتا ہے اور حجت پکڑتا ہے ساتھ اسکے کہ احتمال ہے کہ وہ مثلہ کے منع ہونے سے پہلے جائز تھا پھر منع ہوا اسواسطے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہین ہوتا بلکہ اشعار حجۃ الوداع مین واقع ہوا اور یہ واقعہ مثلہ کے منع ہونے سے کچھ زمانہ پیچھے واقع ہوا ہے یعنے پس یہ دعوی منعکس ہے مدعی نسخ ہے وسیاتی نقل الخلاف فی ذلک بعد باب انشاء اللہ تعالے (فتح)

بَابُ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بٹنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَانُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ قَالَ اِنِّي لَبَّدْتُ رَاْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا اَحِلُّ حَتَّى اَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ ترجمہ حفصہؓ سے روایت ہے کہ مینے کہا کہ یا حضرتؐ کیا حال ہے لوگون کا کہ احرام سے حلال ہوگئے اور آپ حلال نہین ہوئے فرمایا کہ مینے اپنے سر کو تلبید کی اور اپنی ہدی کے گلے مین ہار ڈالا سو مین حلال نہ ہونگا یہانتک کہ حج کے احرام سے حلال ہون یعنے حج سے فارغ ہو کر احرام اوتارون **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ ہدی کو اونٹ اور گائی کے واسطے ہار بٹنا درست ہی اسواسطے کہ تقلید مستلزم ہے ہار بٹنے کو پہلے اوس سے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور گائی کا ذکر حدیث مین نہین ہے لیکن احتمال ہے کہ مراد ہدی سے اونٹ اور گائی دونو ہون یا گائی بھی اونٹ کے معنے مین ہے (فتح) اور تلبید یہ ہے کہ محرم اپنے سر [illegible]ند یا خطمی وغیرہ ڈالے تاکہ بال آپسمین جم جاوین اور غبار نہ بیٹھے اور جوؤن سے محفوظ رہین **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِي مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهٖ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے سے ہدی بھیجتے تھے سو مین اونکے ہار اپنے ہاتھ سے بٹتی تھی پھر نہ پرہیز کرتے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے ہار کا بٹنا درست یا سنت ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ

اِشْعَارُ الْبُدْنِ اونٹ کو اشعار کرنے کا بیان وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ یعنے اور عروہ نے مسور رض سے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے گلے مین ہار ڈالے اور اوسکو اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا یعنے صلح حدیبیہ کے سال مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا اَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلَى الْبَيْتِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهٗ حِلٌّ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے اونٹون کے ہار بٹے پھر آپنے اونکو اشعار کیا اور اونکے گلے مین ہار ڈالے پھر اونکو خانے کعبے کیطرف ہدی کرکے بھیجا اور آپ مدینے مین ٹھیرے رہے سو نہ حرام ہوئی آپ پر کوئی چیز کہ آپکے لیے حلال تھی ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار کرنا درست ہی اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کی بدن مین زخم کرے یہانتک کہ اوس سے خون جاری ہو پھر اوسکو پونچھ ڈالے پس یہ نشانی ہے اسپر کہ یہ ہدی ہی اور یہی مذہب ہی جمہور کا سلف اور خلف سے اور طحاوی نے امام ابو حنیفہ رح سے اوسکی کراہت نقل کی ہی اور اوسکے سوا اور لوگون کا یہ مذہب ہے کہ اشعار کرنا مستحب ہے واسطے تابعداری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہان تک کہ امام ابو یوسف رح اور محمد رح کا بھی یہی مذہب ہے کہ اشعار بہتر ہے اور امام مالک رح نے کہا کہ اشعار خاص ہے ساتھ اوس جانور کے کہ اوسکے لیے کوہان ہو اور طحاوی نے کہا کہ عائشہ اور ابن عباس رض سے ثابت ہو چکا ہے کہ اشعار مین اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے پس دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ عبادت نہین ولیکن مکروہ نہین اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہی اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ اشعار کو مکروہ کہنے والے کا یہ عذر کہ وہ مثلہ ہے مردود ہے بلکہ وہ اوس باب سے ہے مانند داغنے اور جانور کے کان پھاڑنے کے تاکہ علامت ہو اور سوائے اوسکے وسم ہو اور مانند ختنہ کرنے اور سینگی لگانے کے اور عادت جاری ہے کہ انسان کو اپنے مال پر شفقت ہوتی ہے پس نہین خوف کیا جاتا جو اوہ ہو وہم کیا ہے کہ مبادا زخم سرایت کرے اور ہلاک کی طرف پہونچاوے اور اگر یہ بات ملحوظ ہوتی تو البتہ مکروہ جاننے والا اوسکو قید کرتا یعنے ابو حنیفہ رح اور

کہتا کہ جو اشعار کہ ہند کی طرف ہو نجاوی وہ مکروہ ہے اور متقدمین نے ابو حنیفہ پر بہت طعن کیا اسپر کہ اونہوں نے اشعار کو مطلق مکروہ کہا اور طحاوی نے معانی الآثار میں اونکے مدد کی ہے سو کہا کہ ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اونھنے اوس اشعار کو مکروہ کہا ہے جس سے کہ اونٹ کے ہلاک ہونیکا خوف ہو مانند سرایت کرنے زخم کے خاص کر چھری کے ساتھ زخم کرنے میں پس ارادہ کیا امام نے سد باب کا عام لوگوں سے اسواسطے کہ وہ اسمین حد کی رعایت نہیں کرتے اور جو سنت کا عارف ہو تو اوسکے لیے مکروہ نہیں ہے ابراھیم نخعی کا بھی یہی قول ہے کہ اشعار مکروہ ہے اور اسمین تعقب ہی ابن حزم اور خطابی پر کہ وہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے سوای اشعار کے مکروہ کہنے کا اور کوئی قائل نہیں اور ابن حزم نے اس مقام میں بڑا مبالغہ کیا ہے اور قائلین اشعار کا اتفاق ہے کہ گائی کا اشعار کرنا بھی درست ہے مگر سعید بن جبیر کی نزدیک درست نہیں اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ بکری کو اشعار نہ کیا جاوے اسواسطے کہ اوسکے بال اوسکے اشعار کی جگہ کو ڈہانکے ہوئی ہیں اور نیز اسواسطے کہ وہ ضعیف ہے اور امام مالک نے کہا کہ اسواسطے کہ اوسکی کوہان نہیں (فتح) **باب** مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ اپنے ہاتہ سے ہار ڈالنے کا بیان **ف** اور اوسکے دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ہدی ہانکے اور خود حج کا ارادہ کرتا ہو سو وہ تو حرام کے وقت اوسکو ہار ڈالے اور اشعار کرے اور دوسرا یہ کہ اوسکو ہانکے اور آپ گہر میں ٹہیرے اور حج کا ارادہ نہو سو اوسوقت اوسکو اپنے گہر سے ہار ڈالے اور یہی معلوم ہوتا ہے باب کی حدیث سے اور ہار کی چیز کا بیان آیندہ آویگا اور غرض اس ترجمہ سے یہ ہی کہ آپ اس تقلید کے ساتہ عالم تھے تا کہ اوسکا مابعد اوسپر مترتب ہو یعنے آپکو تقلید کا علم تہا اور باوجود اسکے آپ حرام کی ممنوع چیزوں سے باز رہے تا کوئی یہ گمان نکرے کہ آپنے تقلید کی علم سے پہلے اونکو مباح جانا تہا نہ پیچہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ ترجمہ عمرہ سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے عائشہ رض کیطرف لکہا کہ عبد اللہ بن عباس نے کہا ہے کہ جو خانہ کعبے کی طرف ہدی بہیجے یعنے اور خود حج کو نجاوے تو حرام ہو جاتی ہیں اوسپر وہ چیزیں کہ حرام ہوتی ہے حاجی پر جسنے حج کا احرام باندہا ہو یہانتک کہ اوسکے ہدی قربان کی جاوے عمرہ نے کہا کہ عائشہ نے کہا کہ جیسا ابن عباس کہتے ہیں اسطرح نہیں

مین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے اونٹون کے ہار بنے ہاتہہ سے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے ہاتہہ سے گلے مین ڈالے پہر اونکو ہدی کرکے مکے کیطرف بہیجا سو نہ حرام ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر کوئی چیز جسکو اللہ نے آپکے لیئے حلال کیا تہا یہانتک کہ ہدی ذبح کی گئی **ف** ابن تین نے کہا
اخالف ابن عباس نے ... اس مسئلہ مین سب فقہا کی مخالفت کی ہے اور دلیل پکڑی عائشہ نے ساتہہ فعل حضرت
کے اور واجب ہے پہرنا طرف روایت عائشہ کے اور شاید کہ ابن عباس نے اس سے رجوع کیا ہوگا اور یہ ابن تین
کا بڑا قصور ہے اور سہو ہے کہ ابن عباس اسکے ساتہہ اکیلا نہیں بلکہ ثابت ہو چکا ہے یہ فعل ایک جماعت صحابہ
سے اونہیں مین سے ہین ابن عمر جیسے کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب مکے مین ہدی بہیجتے
تہے تو بازرہتے اس سے کہ بازرہتا ہے اوس سے محرم لیکن وہ لبیک نہیں کہتے تہے اور اونہیں مین قیس ہین جیسے کہ
سعید بن منصور نے اوس سے روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر اور علی سے روایت کی ہے کہ
اونہون نے کہا ایک مرد کے حق مین جو مکے مین اونٹ بہیجے یہ کہ باز رہے اوس چیز سے کہ باز رہتا ہے
اوس سے محرم اور یہ اثر منقطع ہے اور ابن منذر نے کہا کہ یہ کہا عمر اور علی اور قیس اور ابن عمر اور ابن عباس
اور نخعی اور عطا اور ابن سیرین اور اور لوگون نے کہ جو ہدی بہیجے اور خود نہ جاوے تو حرام ہوجاتی ہے اوسپر وہ
چیز کہ حرام ہوتی ہے محرم پر اور کہا ابن مسعود اور انس اور عائشہ اور ابن زبیر اور دوسرے لوگون نے کہ ہدی
بہیجنے کے ساتہہ آدمی محرم نہیں ہوتا اور اسیطرف گئے ہین فقہا شہرون کے اور پہلے لوگون کی دلیل
ایک حدیث ہے جو طحاوی نے روایت کی لیکن وہ ضعیف ہے اور سعید بن مسیب کا یہ مذہب ہے کہ نہ پرہیز
کرے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اوس سے محرم مگر جماع سے مزدلفہ کی رات کو اور زہری سے یہ روایت
آئی ہے ابن عباس کے قول کے بخلاف امر قرار پایا اور ایک جماعت فقہا فتوی کا یہ مذہب ہے کہ جو حج
کا ارادہ کرے وہ مجرد تقلید ہدی سے محرم ہوجاتا ہے حکایت کی ابن منذر نے یہ بات ثوری اور احمد اور
اسحاق سے اور اصحاب رای نے کہا کہ جو ہدی لٹکے اور خانے کعبے کا قصد کرے پہر تقلید کرے تو جب
ہو جاتا ہے اوسپر احرام باندہنا اور جمہور نے کہا کہ محض تقلید ہدی سے آدمی محرم نہیں ہوتا اور نہیں
واجب ہوتی اوسپر کوئی چیز (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مکے مین قربانی بہیجے تاکہ دسوین کو منا مین
ذبح کی جاوے اور خود حج کو نہ جاوے بلکہ اپنے گہر مین ٹہیر رہے تو اوسپر احکام حج کے جاری نہیں ہوتے
اور جو چیز کہ محرم پر حرام ہوتی ہے وہ اسپر حرام نہیں ہوتی اور اس حدیث سے اور بہی کئی فائدے ثابت ہوئے ہین ایک پکڑنا
بڑے آدمی کا ایک چیز کو اپنے ہاتہہ سے اگرچہ اوسکے لیئے کوئی شخص ہو جو اوسکو کفایت کرے جبکہ وہ امر اہتمام والا ہو
خاصکر وہ چیز کہ اقامت شرائع سے ہو اور یہ کہ نفل کے وقت اجتہاد مستعد ہو اور یہ کہ اصل حضرت کے افعال مین پیروی کرنا ہے

یہانتک خاصہ ہونا ثابت ہوا اور یہ کہ بعض علماء کا بعض پر اعتراض کرنا درست ہی (فتح) **باب تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ**
بکری کے گلے مین ہار ڈالنے کا بیان **ف** ابن منذر نے کہا کہ امام مالک اور اصحاب رائے نے بکری کے گلے
مین ہار ڈالنے سے انکار کیا ہے اور شاید کہ اونکو حدیث نہین پہونچی اور نہین پاتے ہم واسطے اونکے کوئی حجت
مگر قول بعض کا کہ وہ ہار ڈالنے سے ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ دلیل ضعیف ہی اسواسطے کہ مقصود تقلید سے علامت
کرنا ہے کہ یہ ہدی ہے تاکہ اوسکو کوئی راہزن نہ چھیڑے اور اسپر سب کا اتفاق ہے کہ اوسکو اشعار نہ کیا جاوے
اسواسطے کہ وہ اوس سے ضعیف ہو جاتی ہے سو اوسکے گلے مین وہ چیز ڈالی جاوے جو اوسکو ضعیف نہ کرے
اور حنفیہ کا قول اصل مین یہ ہے کہ بکری ہدی مین سے نہین پس یہ حدیث حجت ہی اوپر اونکے اور ابن عبد البر نے
کہا کہ جو بکری کے ہدی ہونے کا قائل نہین اوسنے حجت پکڑی ہے ساتھ اسطرح کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایک بار حج کیا اور اوسمین بکری کی ہدی نہین بھیجی اور مین نہین جانتا کہ اس دلیل کی وجہ کیا ہے اسواسطے
کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بکری کی ہدی بھیجی اور خود اپنے گھر
مین ٹھیرے رہی اور یہ قطعًا آپکے حج سے پہلے تھا پس نہین تعارض ہے درمیان فعل اور ترک کے اسواسطے
کہ مجرد ترک جواز کے نسخ پر دلالت نہین کرتا پھر اصحاب مین سے وہ شخص کون ہے جسنے تصریح کی ہے
کہ آپکے حج مین آپکی ہدیوں مین بکری نہ تھی تاکہ جائز ہو حجت پکڑنی ساتھ اوسکے اور عطا اور عبید اللہ اور
ابو جعفر وغیرہ کے طریق سے روایت ہی کہ اونہون نے کہا کہ ہمنے بکریان دیکھین کہ آگے جاتی تہین احرام
مین کہ اونکے گلے مین ہار تھے اور ابن عباس سے بھی اسیطرح روایت ہی اور مراد ساتھ اوسکے رد ہے
اوس شخص پر کہ دعوی کرتا ہے اجماع کا اوپر ترک کرنے ہدی بکریون کے اور تقلید اوسکی کے (فتح) حَدَّثَنَا
أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا ترجمہ عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بکری
کی ہدی بھیجی ح وَحَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا قال
إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ
الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِيْ أَهْلِهِ حَلَالًا ترجمہ عائشہ سے روایت ہی کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ہار بنتی
تھی سو آپ بکری کے گلے مین ڈالتے تھے اور اپنے اہل مین ٹھیرے تھے اس حال مین کہ حلال ہوتے حَدَّثَنَا
أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا ترجمہ عائشہ سے روایت ہی کہ مین حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کی بکریون کے ہار بٹتی تہی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکو ہدی کر کے بہیجتے تہے پہر آپ مدینے مین ٹہیرتے اسحال مین کہ حلال ہوتے حَدَّثَنَا اَبُو نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَائِدَ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہو کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے واسطے ہار بٹے پہلے اس سے کہ احرام باندہیں ف ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ بکری کے گلے مین ہار ڈالنا درست ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهْنِ اون سے ہار بٹنے کا بیان ف امام مالک اور ربیعہ سے منقول ہے کہ اون سے ہار بٹنی مکروہ ہے بلکہ زمین کی پیدا ہوئی چیزون سے ہار بٹے سو امام بخاری کی غرض اس سے یہ ہو کہ یہ قول مردود ہے ساتہہ حدیث باب کے اور ابن تین نے کہا کہ شاید مراد امام مالک کی یہ ہے کہ مکروہ اولے ہو اور اون جائز ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہو کہ بٹے مینے ہار اونکے اون سے کہ میری پاس تہی

باب تَقْلِيْدِ النَّعْلِ جوتے کے ہار ڈالنے کا بیان ف احتمال ہے کہ مراد اس سے جنس جوتے کی ہو اور یہی احتمال ہے کہ مراد ایک جوتی ہو پس اسمین اشارہ ہوگا طرف رد کرنے قول اوس شخص کے کہ وہ جوتیون کا ڈالنا شرط کرتا ہے اور یہ قول ثوری کا ہے اور اوس کے غیر نے کہا کہ ایک جوتی بہی کفایت کرتی ہے اور اور لوگ کہتے ہین کہ جوتا معین نہین بلکہ جو اوسکے قائم مقام ہو جائز ہے پہر حکمت جوتے کے ہار مین یہ ہے کہ اوسمین اشارہ ہے طرف سفر کے اور مشقت کو بیچ اوس کے اور مستحب ہے کہ دو جوتیان ڈالے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ رَاكِبُهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِيْ عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکہا کہ اونٹ ہانکتا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسپر سوار ہو لے اوسنے کہا کہ وہ ہدی کا اونٹ ہو فرمایا سوار ہو لے ابو ہریرہ نے کہا کہ البتہ مینے اوسکو اوسپر سوار دیکہا اسحال مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ چلتا تہا اور جوتا اوسکی گردن مین تہا ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے گلے مین ایک جوتا بہی ڈالنا درست ہے یا مستحب ہے کہ ہدی کے گلے مین جوتا ڈالے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ اونٹون کی جہولون کا بیان کہ کہان

ذبح کیجاوین وکان ابن عمر لا یشق من الجلال الا موضع السنام واذا نحرها نزع جلالها مخافة ان یفسدها الدم ثم یتصدق بها ترجمہ اور تھے ابن عمر پھاڑتے جھول سے مگر جگہ کوہان کی کہ اشعار کی جگہ ظاہر ہو اور جب اوسکو ذبح کرتے تھے تو اوس سے جھول اوتار لیتے تھے اس خوف سے کہ اوسکو لہو خراب نکرے پھر اوسکو خیرات کر ڈالتے تھے ف جھول کا خیرات کرنا فرض نہین اور ابن عمر رض نے صرف اسو اسطے کیا تھا کہ تاجس چیز پر اللہ کا نام پکارا ہے اوسمین رجوع نہ کرے اور نہ اوس چیز مین کہ اوسکی طرف نسبت گئی ہو حدثنا قبیصة قال حدثنا سفین عن ابن ابی نجیح عن مجاهد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن علی رضی الله عنه قال امرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اتصدق بجلال البدن التی نحرت وبجلودها ترجمہ حضرت علی رض سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خیرات کرون جھولین اُن اونٹون کی کہ ذبح کیے گئے اور خیرات کرون اونکی کھالین ف جو کچھ کہ ان حدیثون مین ہے استحباب تقلید سے اور اشعار وغیرہ سے سو مقتضی ہے اسکو کہ اظہار تقرب کا ساتھ ہدی کے افضل ہے پوشیدہ کرنے اوسکے سے اور مقرر یہ بات ہے کہ فرض کے سوا نیک عمل کا پوشیدہ کرنا افضل ہے اوسکے ظاہر کرنے سے پس یا تو یہ کہا جاویگا کہ اعمال حج کے ظہور پر مبنی ہین مانند احرام اور طواف اور وقوف کے پس اسیطرح اشعار اور تقلید کا ظاہر کرنا بھی افضل ہوگا پس خاص کیا جاویگا حج عموم اصغار سے اور یا کہا جاوے کہ اشعار اور تقلید سے عمل صالح کا ظاہر کرنا لازم نہین آتا ہو اسطے کہ جو اوسکو ہدی کر کے بھیجتا ہے اوسکو ممکن ہے کہ اوسکو کسی غیر کے ساتھ بھیجے سو اوسکو تقلید اور اشعار کرے اور نہ کہے کہ یہ ہدی فلانے کی ہے پس حاصل ہوگی سنت تقلید کی ساتھ پوشیدہ کرنے عمل کے (فتح) باب من اشتری هدیه من الطریق وقلدها اگر کوئی راہ سے ہدی خریدے اور اوسکے گلے مین ہار ڈالے تو اوسکا کیا حکم ہے یہ باب پہلے بھی گذر چکا ہے لیکن اس باب مین تقلید کا لفظ زیادہ ہے حدثنا ابراهیم بن المنذر قال حدثنا ابو ضمرة قال حدثنا موسی بن عقبة عن نافع قال اراد ابن عمر الحج عام حجة الحروریة فی عهد ابن الزبیر فقیل له ان الناس کائن بینهم قتال ونخاف ان یصدوك فقال لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة اذن اصنع کما صنع رسول الله صلی الله علیه وسلم اشهدکم انی قد اوجبت عمرة حتی کان بظاهر البیداء قال ما شان الحج والعمرة الا واحد اشهدکم انی قد جمعت حجة مع عمرة واهدی هدیا مقلدا اشتراه حین قدم فطاف بالبیت و بالصفا والمروة ولم یزد علی ذلك ولم یحلل من شیء حرم منه حتی یوم النحر فحلق ونحر وراٰی ان قد قضی طوافه للحج والعمرة بطوافه الاول ثم قال کذلك صنع النبی صلی الله علیه

ترجمہ نافع رضہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا ابن عمر رضہ نے حج کا اوس سال مین کہ قصد کیا حج کا حروریہ نے بیچ عہد ابن زبیر کے سو کسی نے اونسے کہا کہ لوگون کے درمیان لڑائی ہونے والی ہے اور ہم ڈرتے ہین کہ تمکو حج اور عمرے سے روکین سو ابن عمر رضہ نے کہا کہ البتہ تمکو رسول کی اچھی چال چلنی ہے کہ مین اوسوقت کرونگا جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تہا مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینے عمرے کو اپنے اوپر واجب کیا یہانتک کہ جب بیدار میدان مین پہونچے تو کہا کہ نہین حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک مین تمکو گواہ کرتا ہون اسپر کہ مینے حج کو عمرے کے ساتھ جمع کیا اور اپنے ساتھ ہدی ہانکی اسحال مین کہ اوسکے گلے مین ہار تہا خریدا اوسکو جبکہ مکے مین آئے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور اوسپر کچھ زیادہ نہ کیا اور نہ حلال کی کوئی چیز کہ اوسپر حرام تھی قربانی کے دن تک سو سر منڈایا اور قربانی ذبح کی اور ابن عمر رضہ نے دیکھا یعنے اعتقاد کیا کہ تحقیق اوسنے ادا کیا طواف حج اور عمرے کا اپنے پہلے طواف سعی سے پہر کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسیطرح کیا ہے یعنے قارن کے واسطے صرف ایک طواف اور سعی کافی ہے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمر حروریہ کے حج کے سال مکے کو نکلے اور باب طواف القارن مین ہے کہ جس سال حجاج نے عبداللہ بن زبیر پر چڑہائی کی اوس سال ابن عمر حج کو نکلے تھے دونو کے درمیان بڑی مخالفت ہے اسواسطے کہ حروریہ کا حج ۶۴ سنہ جو سنہ ہجری مین تہا اور حجاج کا ابن زبیر پر چڑہائی کرنا ۷۳ سنہ مین پس یا تو یہ محمول ہے اسپر کہ یہ قصہ متعدد ہے اور یا راوی نے حجاج اور اوسکے تابعدارون کو حروریہ کیا واسطے صفت جامع کے کہ دونو کو درمیان پائی جاتی ہے اور وہ خروج کرنا ہے امام حق پر (فتح) **باب** ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ اگر کوئی مرد اپنے عورتون کی طرف سے گائی ذبح کرے بدون اذن اونکے تو اوسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَتْكَ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے پانچ دنون مین کہ ذیقعد سے باقی تھے اسحال مین کہ نہ گمان کرتے تھے ہم مگر حج کا یعنے صرف حج کا احرام باندہا تہا اسواسطے کہ جاہلیت کیوقت حج کے مہینون مین عمرے کو حرام جانتے تھے سو جب ہم مکے سے نزدیک ہوگئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ

نہ لایا ہو جب طواف کرے تو صفا مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اوتار کر حلال ہو جاوے عائشہ رض نے کہا سو قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا سو مینے کہا کہ یہ گوشت کیا ہے یعنے کہان سے آیا ہے گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویون کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے یحیے کہتا ہے کہ مینے یہ حدیث عمرہ کی قاسم سے ذکر کی سو اوسنے کہا کہ لائی ہے عمرہ تیرے پاس اس حدیث کو اوسکے وجہ پر جیسے کہ ہے یعنے بغیر تغییر اور تبدیل کے **ف** حدیث مین لفظ نحر کا واقع ہوا ہے اور ترجمہ مین لفظ ذبح کا شاید اشارہ ہے اسطرف کہ حدیث مین نحر کے معنے ذبح کے ہین اور گائے کو نحر کرنا علما کے نزدیک جائز ہے لیکن مستحب اونکے نزدیک ذبح ہے اور خلاف کیا ہے حسن بن صالح نے سو کہا کہ مستحب ہے نحر کرنا اوسکا اور یہ کہ جو ترجمہ مین کہا کہ بغیر اذن اونکے کے سو یہ ماخوذ ہے عائشہ رض کے استفہام سے کہ یہ گوشت کیا ہے جبکہ اوسپر داخل کیا گیا اسواسطے کہ اگر اوسکا ذبح کرنا اونکے علم سے ہوتا تو پوچھنے کی طرف محتاج نہوتین لیکن اسمین شبہ ہے اور اس سے احتمال دفع نہین ہوتا اسواسطے کہ احتمال ہے کہ اوسکا ذبح کرنا اونکے علم اور اذن سے ہو لیکن جب گوشت اونکے پاس لایا گیا تو اونکے نزدیک احتمال ہوا کہ یہ شاید وہی گوشت ہو جس سے اذن واقع ہوا ہے یا کوئی اور گوشت ہو پس اسواسطے استفہام کیا ہو لیکن اصل عدم استیذان ہی وفیہ المطابقة للترجمة اور بعض نے اس حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جو عمل کہ بدون اذن اور علم کسی غیر کے ہو اوسکا ثواب اوس غیر کو پہونچتا ہے اور یہ بھی ٹھیک نہین اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اذن لے لیا ہو کما تقدم اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے کہانا گوشت ہدی اور قربانی کا (فتح) **بَابُ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى** منا مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے کی جگہ مین قربانی کرنے کا بیان **ف** ابن تین نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی کرنے کی جگہ جمرہ اولے کے نزدیک ہی جو مسجد کے پاس ہے اور اب وہ جگہ معلوم اور معروف ہی اوسکو منحر النبی کہتے ہین اور اوسمین قربانی کرنی افضل ہے غیر سے واسطے قربانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ یہ قربانی کی جگہ ہے اور منا مین ہر جگہ قربانی کرنی درست ہی اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت کا وہان قربانی کرنا اتفاق واقع ہوا ہے یہ کوئی امر حج کے متعلق نہین اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ قربانی نہ کیجاوے مگر منا مین اور امام مالک سے محکی ہے کہ حاجی منا مین قربانی کرے اور عمرے والا مکہ مین کرے اور جواز مین اختلاف نہین اگرچہ افضلیت مین اختلاف ہے (فتح) **حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ مَنْحَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ترجمہ نافع رض سے روایت کہ عبداللہ بن عمر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے کی جگہ قربانی

کرتے تھے حدثنا ابراھیم بن المنذر قال حدثنا انس بن عیاض قال حدثنا موسی بن عقبۃ عن نافع ان ابن عمر کان یبعث بھدیہ من جمع من اٰخر اللیل حتی یدخل بہ منحر رسول اللہ صلی اللہ وسلم مع حجاج فیھم الحر والمملوک **ترجمہ** نافع رضہ سے روایت ہے کہ ابن عمر اپنی ہدی مزدلفہ سے اخیر رات کو حاجیوں کے ساتھ بھیجتے تھے جن میں کہ آزاد اور غلام ہوتے تھے یعنے منا کو بھیجتے تھے تاکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی کرنیکی جگہ مین لائی جاوے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی کرنے کی جگہ مین قربانی ذبح لیجاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ جو کہا کہ ان مین آزاد اور غلام تھے تو اوسکے معنے یہ ہین کہ شرط نہین کہ قربانی آزادون کے ساتھ بھیجی جاوے سوائے غلامونکے یعنے بلکہ غلامونکے ساتھ بھی قربانی کر بھیجنی درست ہے

باب من نحر بیدہ اپنے ہاتھ قربانی کرنے کا بیان **حدثنا** سھل بن بکار قال حدثنا وھیب عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس وذکر الحدیث قال ونحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ سبعۃ بدن قیاما وضحی بالمدینۃ کبشین املحین اقرنین مختصرا **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے اور ذکر کی حدیث اور کہا کہ حضرت صنے اپنے ہاتھ سے سات اونٹونکو نحر کیا اس حال مین کہ کھڑے تھے اور مدینے مین دو مینڈھون سینگدار کے ساتھ قربانی کی جنکا رنگ سیاہ اور سفید ملا ہوا تھا ذکر کیا اس حدیث کو اس حالمین کہ اختصار کرنے والا تھا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنیوالے کو مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب نحر الابل المقیدۃ اونٹ کو باندھ کر نحر کرنے کا بیان **حدثنا** عبداللہ بن سلمۃ قال حدثنا یزید بن زریع عن یونس عن زیاد بن جبیر قال رایت ابن عمر اتی علی رجل قد اناخ بدنتہ ینحرھا قال ابعثھا قیاما مقیدۃ سنۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال شعبۃ عن یونس اخبرنی زیاد **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد پاس گئے کہ اوسنے اپنا اونٹ بٹھایا تھا اس حال مین کہ اوسکو نحر کرتا تھا ابن عمر نے کہا کہ تو اوسکو کھڑا کر اور پاؤن باندھ یعنے بایان پاؤن یہ سنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے **ف** نحر کہتے ہین نیزہ مارنے کو اونٹ کے سینے مین نیزہ مارے تا خون جاری ہو اور وہ گر پڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کرکے نحر کرنا مستحب ہے، اور حنفیہ کے نزدیک کھڑا کرکے اور بٹھا کر نحر کرنا برابر ہے فضیلت مین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہل کو تعلیم کیجاوے اور مخالفت سنت پر سکوت نہ کیا جاوے اگرچہ مباح ہو (فتح)

باب نحر البدن قائمۃ اونٹ کو کھڑا کرکے نحر کرنا وقال ابن عمر سنۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اور ابن عمر نے کہا کہ یہ طریقہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے وقال ابن عباس صواف قیاما یعنے اور ابن عباس رض نے ایت اذکروا اسم اللہ علیھا صواف کی تفسیر مین کہا کہ صواف کے معنے قیاما ہین

یعنے اسحال مین کہ کہڑے ہون حدثنا سہل بن بکار قال حدثنا وہیب عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظہر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین فبات بہا فلما اصبح رکب راحلتہ فجعل یہلل ویسبح فلما علا علی البیداء لبی بہما جمیعا فلما دخل مکۃ امرہم ان یحلوا ونحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ سبعۃ بدن قیاما وضحی بالمدینۃ کبشین املحین اقرنین ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین ظہر کی نماز چار رکعتین پڑہین اور ذی الحلیفہ مین عصر کی نماز دو رکعتین پڑہین یعنے عصر کی نماز قصر کی اسواسطے کہ آپ مسافر تھے کہ حج کے ارادے سے مکے کو چلے تہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ مین رات کاٹی سو جب آپنے صبح کی تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور تہلیل اور تسبیح کہنے لگے سو جب میدان بیدا مین آئے تو حج اور عمرے دونوں کے ساتہہ لبیک کہی پہر جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین آئے تو حکم کیا اصحاب رض کو یہ کہ احرام اوتار کر حلال ہوجاوین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتہہ سے سات اونٹ نحر کیے اسحال مین کہ کہڑے تہے اور مدینہ مین دو مینڈہون سینگدار سیاہ اور سفید رنگ کی قربانی کی تھے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کہڑا کر کے نحر کیا جاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حدثنا مسدد قال حدثنا اسمعیل عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس بن مالک قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظہر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین وعن ایوب عن رجل عن انس بن مالک ثم بات حتی اصبح فصلی الصبح ثم رکب راحلتہ حتی اذا استوت بہ البیداء اہل بعمرۃ وحجۃ ترجمہ انس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو مدینے مین ظہر کی نماز چار رکعتین پڑہائی اور عصر کی نماز ذی الحلیفہ مین دو رکعتین پڑہائی پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان رات گذاری یہانتک کہ آپنے صبح کی پہر فجر کی نماز پڑہی پہر اپنی سواری پر سوار ہوئے یہانتک کہ جب وہ آپکے ساتہہ بیدا پر برابر ہوئے تو آپنے حج اور عمرے دونو کا احرام باندہا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کہڑا کر کے نحر کیا جاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باب لا یعطی الجزار من الہدی شیئا نہ دیا جاوے قصائی کو ہدی مین سے کچھہ یعنے اوسکی مزدوری مین حدثنا محمد بن کثیر انا سفیان ثنی ابن ابی نجیح عن مجاہد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن علی قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقمت علی البدن فامرنی فقسمت لحومہا ثم امرنی فقسمت جلالہا وجلودہا وقال سفیان نی عبد الکریم عن مجاہد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن علی قال امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی البدن ولا اعطی علیہا

شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا ترجمہ علی رضہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (یعنے تاکہ ہین آپ کی ہدی کے اونٹون کی خبرگیری کرون سو مین اونکی خبرگیری کے واسطے کھڑا ہوا سو حکم کیا مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سو مینے اونکا گوشت تقسیم کیا پھر آپنے مجھکو حکم کیا سو مینے اونکی جھولین اور کھالین مسکینون مین تقسیم کین اور نیز حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خبرگیری کرون مین آپکے اونٹون کی اور نہ دون مین اونپر کوئی چیز اونکی مزدوری مین **ف** مراد اونٹون سے وہ اونٹ ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین اپنے ساتھ مکے مین لے گئے تھے اور وہ سب سو اونٹ تھے اونمین سے تریسٹھ ۶۳ اونٹ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے تھے اور باقی اونٹون کو ذبح کرنے کا حکم حضرت علی رضہ کو فرمایا سو حضرت علی رضہ نے اونکو ذبح کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاب کو اونکی مزدوری مین مطلق کوئی چیز نہ دیجاوے لیکن یہ مراد نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ قصاب کو ہدی سے کوئی چیز نہ دیجاوے بلکہ اوسکو اپنے مال سے مزدوری دے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باوجودیکہ اسکا بھی ظاہر مراد نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر قصاب کو مزدوری کے عوض مین ہدی سے کچھ چیز دیوے تو یہ درست نہین یعنے اور اگر اوسکو ہدی مین سے کچھ بعد دیوے تو یہ درست ہے (فتح) **بَابٌ** يَتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الْهَدْيِ ہدی کی کھال بخیرات کیجاوے اور بیچی نہ جاوے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا ترجمہ حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ حکم کیا اونکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آپکے اونٹون کی خبرگیری کرین اور اونکی سب چیز بانٹ دین یعنے مسکینون پر گوشت بھی اور پوست بھی اور جھولین بھی اور نہ دین اونکی مزدوری اونمین سے کوئی چیز **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کی جھولون کو مسکینون پر بانٹ دے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاب کو اجرت کے بدلے ہدی مین کچھ دینا درست نہین لیکن اگر اوسکو اپنے پاس سے پوری مزدوری دیدے پھر اوسکے بعد اوسکو کوئی چیز ہدی مین سے بطور خیرات کے دے تو درست ہے جبکہ فقیر ہو اور بعض نے کہا کہ اگر اوسکو مزدوری کے عوض مین ہدی سے کچھ دے تو یہ درست نہین لیکن اگر بطور صدقہ اور ہدیہ کے دے تو درست ہے لیکن شارع کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منع ہے تاکہ اجرت مین مسامحت واقع نہ ہو اور اوس چیز کے کہ قصاب نے لی پس رجوع کریگی طرف معاوضہ کے قرطبی نے کہا کہ ہدی مین سے قصاب کی اجرت دینی کسی کے نزدیک جائز نہین لیکن حسن بصری اور عبد اللہ بن عبید کے نزدیک جائز ہے اور استدلال

کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ ہدی کی کہال کا بیچنا درست نہین اور قرطبی نے کہا کہ اسمین دلیل ہے اسپر کہ ہدی کی کہال اور جہول کا بیچنا درست نہین ہو واسطے کہ وہ گوشت پر معطوف ہین اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ ہدی کے گوشت کا بیچنا درست نہین پس اسیطرح اوسکی کہال اور جہول کا بیچنا بہی درست نہ ہوگا اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کے نزدیک جائز ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے کہتے ہین کہ اوسکا مول قربانی کے مصرف مین خرچ کیا جاوے اور استدلال کیا ہے ابو ثور نے سب کا اتفاق ہے اسپر کہ اوسکے ساتھ نفع اوٹہانا جائز ہے اور جس چیز کے ساتھ نفع اوٹہانا جائز ہے اوسکا بیچنا بہی جائز ہے اور معارضہ کیا گیا ساتھ اسکے کہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ ہدی تطوع کا گوشت کہانا جائز ہے اور اوسکے گوشت کے جائز ہونے سے اوسکا بیچنا لازم نہین آتا اور زیادہ تر قوی اوسکے قول کے رد مین یہ حدیث ہے جو کہ احمد نے قتادہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ قربانی اور ہدی کا گوشت نہ بیچو اور صرف کرو اور کہاؤ اور اونکی کہالون سے نفع اوٹہاؤ اور اونکو نہ بیچو (فتح) **باب** يَتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ ہدی اونٹون کی جہولین خیرات کیجاوین **حدثنا** ابو نعيم ثنا سيف بن ابي سليمان قال سمعت مجاهد ايقول ثني ابن ابی لیلے ان عليا حدثه قال اهدى النبی صلے الله عليه وسلم مائة بدنة فامرنی بلحومها فقسمتها ثم امرنى بجلالها فقسمتها ثم بجلودها فقسمتها **ترجمہ** علی رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سو اونٹ ہدی لائے سو حکم کیا مجہکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکے گوشت بانٹنے کا سو مینے اوسکو مسکینون مین بانٹا پہر اونکی جہولون کے بانٹنے کا مجہکو حکم کیا سو مینے اونکو بہی بانٹا پہر اونکی کہالون کا حکم کیا سو مینے اونکو بہی بانٹا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ہدی کی جہول کو خیرات کیا جاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور حضرت علی رض کی اس حدیث سے اور بہی کئی فائدے ثابت ہوتے ہین ایک تو کہ ہدی کا ہانکنا اور اوسکے ذبح مین دوسرے کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ کہ اوسکی اجرت لینی اور خبر گیری کرنی اوسمین خیر کی ہو نادرست ہے اور یہ کہ جبکہ کوئی چیز اللہ واجب ہو پس واسطے اوسکے ہی خلاص کرنا اسکا اور اوسکی نظیر کہیتی ہے کہ عشر دیا جاتا ہے اور جو مسکینون پر خرچ کرے سو وہ اوسمین محسوب نہین ہوتا (فتح) **باب** وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اس آیت کا بیان کہ اور جب معین کر دیا ہمنے ابراہیم کو ٹہکانا خانے کعبے کا یہ کہ شریک نہ کر میرے ساتہہ کسی کو اور پاک رکہہ میرا گہر طواف کرنیوالون کے واسطے اور کہڑے رہنے والون کے لئے رکوع سجدہ کرنے والون کے اور پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پاؤن چلتے اور

سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے ہون راہون دور سے کہ پہونچین اپنے پہلے کی جگہ پر بعد ذبح
اسد کا نام کئی دن جو معلوم ہین ذبح پر جو پاؤن سواشی سے یعنے جو کہ ہدی لائی ہین جو اوسنے دیئے ہین اونکو
سو کہاؤ اوسمین سے اور کہلاؤ برے حال کے محتاج کو اس قول تک کہ وہ اوسکو بہتر ہے اپنے رب کے پاس
ف مراد اس آیت سے یہان یہ لفظ ہی کہ کہاؤ اوسمین سے اور کہلاؤ محتاج کو اسی واسطے ترجمہ مین عطف
ڈالا ہے اوسپر ساتہہ اس قول کے وَمَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يُتَصَدَّقُ یعنے اور بیان ہے اوس چیز کا کہ
کہائی جاوے ہدی مین سے اور اوس چیز کا کہ صدقہ کیا جاوے ساتہہ اوسکے یعنے آیت مین کس گوشت کا کہانا
مراد ہے **وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا يُؤْكَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَ**
يُؤْكَلُ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ یعنے اور ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ نہ کہایا جاوے اوس جانور سے کہ محرم شکار
حرم کے بدلے مین ذبح کرے اور نہ نذر کے جانور سے اور کہائی جاوے وہ چیز کہ سوای ان دونو کے ہی
یعنے قربانی اور ہدی سے **ف** محرم کو شکار کرنا درست نہین اور اگر کوئی محرم کسی جانور کو شکار کرے تو ہی
اوسکے بدلے اوسکے برابر جانور ذبح کرنا آتا ہے پہر جو جانور اوسکے بدلے ذبح کرے تو مالک کو اوسمین سے کہانا
درست نہین بلکہ واجب ہی کہ اونکو خیرات کردے اور یہی ایک قول ہے امام احمد کا اور امام مالک کا قول بہی
یہی ہے اور امام مالک رح نے زیادہ کی ہے یہ بات کہ مگر فدیہ آویگا اور امام احمد رح کے دوسری روایت یہ ہے
کہ نہ کہایا جاوے مگر ہدی تطوع اور تمتع اور قران سے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رح کا بنا بر اوسکے اصل کے
کہ دم تمتع اور قران کا دم شکرانہ کا ہے نہ دم قصور کا (فتح) **وَقَالَ عَطَاءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ**
یعنے اور عطا نے کہا کہ مالک خود کہاوے اور غیر کو کہلاوے جانور متعہ سے **ف** ان دونو اثرون سے معلوم
ہوا کہ آیت مین اوس جانور کا کہانا مراد ہے جو ہدی اور قربانی کا ہو وہ جانور مراد نہین جو شکار مارنے کے
بدلے ذبح کیا جاوے یا نذر کے واسطے ذبح کیا جاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا**
يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ثَنَا عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ
ثَلَاثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قَالَ
قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَا ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہی کہا کہ تہے ہم نہ کہاتے گوشت
اپنی قربانیون کا زیادہ تین دن سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اجازت دی سو فرمایا کہ کہاؤ اور ذخیرہ
کرو سو ہمنے کہایا اور ذخیرہ کیا مینے عطا سے کہا (یہ قول ابن جریج کا ہے) کہ کیا جابر نے یہی کہا ہے کہ یہان
تک کہ ہم مدینے مین آئے اوسنے کہا کہ نہین **ف** ایک سال بہت سخت قحط پڑا تہا کہ مدینہ باہر کے رہنے
والون سے بہر گیا تہا اوس سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا گوشت لوگون کے پاس ہو

یعنی قربانی اور ہدی [illegible] ۱۲ منہ

تقسیم کردین جمع نہ کر رکھیں آیندہ سال جب حاجت نہ رہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی کہ جبتک جی چاہے ذخیرہ کر رکھو اور کہاتے رہو اس سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کہانا درست ہے حدثنا خالد بن مخلد ثنا سلیمان بن بلال ثنی یحیی قال حدثنی عمرۃ قالت سمعت عائشۃ تقول خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ ولا نری الا الحج حتی اذا دنونا من مکۃ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یکن معہ ھدی اذا طاف بالبیت ان یحل قالت عائشۃ فدخل علینا یوم النحر بلحم بقر فقلت ما ھذا فقیل ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ازواجہ قال یحیی فذکرت ھذا الحدیث للقسم فقال اتتک بالحدیث علی وجھہ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پانچ دنون مین کہ باقی تھے ذیقعدہ سے اور نہ گمان کرتے تھے ہم مگر حج کا یہانتک کہ جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ خانے کعبے کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرکے حلال ہو جاوے اور احرام اوتار ڈالے عائشہ رض نے کہا کہ قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا مینے کہا کہ یہ کیا چیز ہے سو کسی نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویون کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کو ہدی کا گوشت کہانا جائز ہے اور یہ دونو حدیثین بیان ہین واسطے آیت کے

باب

الذبح قبل الحلق سر منڈانے سے پہلے قربانی ذبح کرنے کا بیان یعنے سنت ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے حدثنا محمد بن عبد اللہ بن حوشب ثنا ھشیم ثنا منصور بن زاذان عن عطاء عن ابن عباس قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمن حلق قبل ان یذبح ونحوہ قال لا حرج لا حرج ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈائے یا مانند اوسکی کرے یعنے طواف زیارت کنکر مارنے سے پہلے کرے تو اوسکا کیا حکم ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہین کچھ ڈر نہین حدثنا احمد بن یونس ثنا ابو بکر بن عیاش عن عبد العزیز بن رفیع عن عطاء عن ابن عباس قال قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم زرت قبل ان ارمی قال لا حرج قال حلقت قبل ان اذبح قال لا حرج قال ذبحت قبل ان ارمی قال لا حرج وقال عبد الرحیم بن سلیمان الرازی عن ابن خثیم اخبرنی عطاء عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال القسم بن یحیی ثنی ابن خثیم عن عطاء عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال حماد عن قیس بن

سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مینے کنکر مارنے سے پہلے طواف زیارت کیا فرمایا کہ کچھ حرج نہین اوس نے کہا کہ مینے سر منڈایا پہلے ذبح کرنے سے فرمایا کہ کچھ ڈر نہین اوسنے کہا کہ مینے قربانی ذبح کی پہلے کنکر مارنے سے فرمایا کہ کچھ حرج نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ اوس مرد کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا دلالت کرتا ہے اسپر کہ سائل جانتا تہا کہ حکم اسکے برعکس ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) اور امام بخاری نے اس حدیث کو بیان بہت طریقون سے روایت کیا ہے اور مقصود اوس سے یہ ہی کہ یہ حدیث بہت طریقون سے ثابت ہی (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور کہا کہ مینے زوال آفتاب کے بعد کنکر مارے سو فرمایا کہ کچھ حرج نہین پھر اوس نے کہا کہ مینے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا فرمایا کوئی حرج نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل کنکر مارنے مین یہ ہے کہ ہو دن کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ اِنْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِيْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِيْ ثُمَّ اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ اُفْتِيْ بِهِ النَّاسَ حَتّٰى خِلَافَةِ عُمَرَ فَذَكَرْتُهُ لَهُ فَقَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ترجمہ ابو موسے رض سے روایت ہی کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال مین کہ آپ بطحا (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکہ کے) مین تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے حج کیا ہے مینے کہا کہ ہان فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندہا مینے کہا کہ مینے لبیک کہی احرام کی مانند احرام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے مینے اسطرح احرام کی نیت کی کہ مینے احرام باندہا مانند احرام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور لبیک کہی مینے مانند لبیک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا چل اللہ خانے کعبے کا طواف کر اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر پہر

بنی قیس کی عورتون مین سے ایک عورت کے پاس آیا سو اوسنے میرے سر کے بال کہولے اور جوئین نکالین پہر مین نے
احرام اوتار ڈالا شاید اوسکے ساتھہ قربانی نہ ہوگی پہر مینے حج کا احرام باندہا بعد مین لوگون کو اوسکے ساتھہ فتوے
دیتا تہا تا خلافت عمر تک سو مینے یہ حال حضرت عمر رض سے ذکر کیا سو عمر رض نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیوین تو
وہ تو ہمکو حکم کرتا ہے ساتھہ تمام کرنے حج کے اور نہ نکلنے کی احرام سابق سے یعنے آیت واتموا الحج والعمرۃ للہ
اور اگر ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیوین تو آپ احرام سے حلال نہین ہوئے یہان تک کہ ہدی
اپنے حلال ہونے کی جگہ پہونچے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے اسواسطے
کہ ہدی کا اپنے حلال ہونے کی جگہ مین پہونچنا دلالت کرتا ہے اوپر ذبح ہونے ہدی کے اسلیے سو اگر ذبح
پر مقدم ہوتا تو حلال ہوتے پہلے پہونچنے ہدی کے اپنی جگہ کو اور یہی اصل ہے اور وہ مقدم کرنا ذبح کا حلق
پر اور ایسے ذبح کو حلق سے پیچھے کرنا پس یہ رخصت ہے کما سیأتی اور جاننا چاہیئے کہ حج مین قربانی کے دن
عمل مین ایک کنکر مارنا ہے دوسرا قربانی ذبح کرنا ہے تیسرا سر منڈانا ہے چوتہا طواف کرنا ہے اور انکا
اس ترتیب سے ادا کرنا سنت ہے واجب نہین پس اگر ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہوجاوے تو کچھ حرج نہین
(فتح وتیسیر) **باب** من لبد رأسه عند الاحرام وحلق یہ باب ہے بیان مین اوس شخص کے کہ
احرام باندہنے کے وقت اپنے سر کو تلبید کرے یعنے گوند یا گلی اور چیز سے اپنے سر کے بالون کو جما دے تاکہ
غبار وغیرہ سے محفوظ رہے اور احرام اوتارنے کے بعد اپنا سر منڈا دے **ف** بعضے کہتے ہین کہ اس ترجمہ
مین اشارہ ہے طرف اختلاف کی اوس شخص کے حق مین کہ تلبید کرے کیا احرام اوتارنے کے بعد اوسپر
سر کا منڈانا معین ہے یا نہین سو ابن بطال نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ بات اوسکے حق مین متعین ہے
کہ بال منڈا دے یہان تک کہ شافعی رح سے بہی یہی منقول ہے اور اہل رائے کہتے ہین کہ یہ متعین نہین
بلکہ اگر چاہے تو بال کتر اوے اور یہ جدید قول امام شافعی رح کا ہے اور نہین واسطے پہلے کے کوئی دلیل
صریح (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن نافع عن ابن عمر عن حفصۃ انہا
قالت یا رسول اللہ ما شان الناس حلوا بعمرۃ ولم تحلل انت من عمرتک قال انی لبدت
رأسی وقلدت ہدیی فلا احل حتی انحر ترجمہ حفصہ رض سے روایت ہے کہ مینے کہا کہ یا حضرت کیا
حال ہے لوگون کا کہ عمرہ کرکے حلال ہوگئے اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہین ہوئے فرمایا کہ مینے اپنے سر کی تلبید
کی اور اپنی ہدی کے گلے مین ہار ڈالے سو مین احرام سے حلال نہ ہونگا یہان تک کہ قربانی ذبح کرون **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندہنے کے وقت سر کو تلبید کرنی سنت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن اسمین
حلق کا ذکر نہین مگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہے کہ آپ نے اپنے حج مین اپنے سر کو منڈا

اور یہ بات ابن عمر کی حدیث مین صریح وارد ہو چکی ہے جیسے کہ آیندہ باب مین آتا ہے اور ابن بطال نے ابن عمر کی حدیث کو حفصہؓ کی حدیث کے بعد نقل کیا ہے اسواسطے کہ وہ ترجمہ کے مطابق ہے اور مین کئی بار کہہ چکا ہون کہ ضرور نہین کہ ترجمہ کے سب مسئلے حدیث باب مین پائی جاوین بلکہ اگر ایک بھی پایا جاوے تو کافی ہے مترجم کہتا ہے کہ چونکہ آیندہ باب مین حلق کا بیان موجود ہے تو شاید اسی وجہ سے یہان اوس کی دلیل بیان نہین کی **بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ** احرام سے حلال ہونے کی وقت بال منڈانے اور کترانے کا بیان **ف** امام بخاریؒ نے سمجھایا ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ حلق عبادت ہے حج کی عبادتون مین سے واسطے قول اوسکے کی کہ احرام کے وقت حلق کرے یعنے عند الاحرام کی قید دلالت کرتی ہے اسپر کہ حلق عبادت ہے ورنہ قید کی کوئی وجہ نہین اور نہین حلق نفس حلال ہونا اور گویا کہ اوسنے استدلال کیا اس سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے فاعل کے واسطے دعا کی اور دعا مشعر ہے ساتھ ثواب کے اور ثواب نہین ہوتا مگر عبادت پر نہ مباح امر پر اور اسیطرح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حلق کو تقصیر پر فضیلت دینا مشعر ہے ساتھ عبادت ہونے اوسکے کے اسواسطے کہ مباح چیزین ایک دوسرے سے کم و بیش نہین ہوتین اور یہی ہے قول جمہور کا کہ حلق عبادت ہے مگر ایک روایت ضعیف شافعی سے کہ وہ حرام ... مباح جانتا ہے یعنے جو چیزین احرام مین حرام تہین اب حلال ہوئین اور یہی محکی ہے ابو یوسف اور عطا سے اور یہی ایک روایت ہے امام احمدرح کی اور یہی منقول ہے بعض مالکیہ سے (فتح) **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهِ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج مین سر منڈایا یعنے وقت حلال ہونے کے احرام سے بعد ادا کرنے سب افعال حج کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حج سے حلال ہونے کو وقت اپنا سر منڈاوے وفیہ المطابقة للترجمة **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی مغفرت کر سر منڈانے والون کے واسطے اصحابؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ اور بال کتروانے والون کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈانے والون کے واسطے اصحابؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ اور بال کتروانے والون کے واسطے بھی مغفرت کر اور لیث نے

کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے سر منڈانے والونکو ایک بار یہ کلمہ فرمایا یا دو بار یعنے لیث کو شک ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تنہا سر منڈانے والون کے واسطے ایک بار دعا کی یا دو بار اور اکثر راویون کا اتفاق امام مالک رح کی روایت پر ہے کہ آپنے دو بار صرف سر منڈانے والون کے واسطے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری بار بال کترولانے والون کو بھی اوسمین داخل کیا اور عبید اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھے نافع نے کہ آپنے چوتھی بار بال کترولانے والون کو اوسمین داخل کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت سر کے بال منڈانے اور کترانے دونو طرح سے درست ہین اور یہ کہ حلق حج کے افعال مین سے ہے وفیہ المطابقة للترجمة لیکن سر منڈانا افضل ہے بال کترلانے سے حدثنا عیاش بن الولید ثنا محمد بن فضیل ثنا عمارة بن القعقاع عن ابی زرعة عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اغفر للمحلقين قالوا والمقصرين قال اللهم اغفر للمحلقين قالوا والمقصرين قالها ثلاثا قال وللمقصرين

ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈانے والون کی اصحاب نے کہا کہ اور بال کترولانے والون کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈانے والون کی اصحاب رض نے کہا یا حضرت اور بال کترولانے والون کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی کلمہ فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ الٰہی اور بال کترانے والون کے واسطے بھی مغفرت کر **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت سر منڈانا افضل ہے بال کترولانے سے اور یہ کہ حلق حج کے افعال مین سے ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے اور بھی فائدے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ بال کترانے کفایت کرتے ہین حلق سے اور اسپر سب کا اجماع ہے مگر جو حسن سے روایت ہے کہ اول حج مین حلق متعین ہے یعنے اور دوسرے مین نہین اور حسن سے اوسکے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اگر تو چاہے تو حلق کرے اور چاہے تو قصر کرے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ جب آدمی پہلا حج کرے تو سر منڈاوے اور اگر دوسرا حج کرے تو پھر اختیار ہے کہ چاہے سر منڈاوے اور چاہے بال کترواوے پھر اوسنے کہا کہ اصحاب رض اسیطرح کرتے تھے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ مستحب ہے لازم نہین ہان مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک محل تعیین حلق اور تقصیر کا یہ ہے کہ محرم نے اپنے سر کی تلبید نہ کی ہو یا چوٹیان نہ گوندی ہون اور یا بالون کا جوڑا نہ باندھا ہو اور یہی قول ہے ثوری اور جمہور کا اور امام شافعی رح کا قدیم قول بھی یہی ہے اور اونکا جدید قول حنفیہ کے موافق ہے کہ حلق متعین نہین مگر یہ کہ [illegible] ہو یا اوسکے بال ہلکے ہون کہ اونکا کترانا ممکن نہ ہو یا اوسکے بال نہ ہون سو اپنے سر پر استرہ پھیرے اور یہ کہ حلق تقصیر سے

افضل ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ابلغ ہے عبادت مین اور زیادہ تر ظاہر ہے خضوع اور ذلت مین اور زیادہ
دلالت کرنیوالا ہے صدق نیت پر اور جو بال کتراوے اوسکی جان پر کچھ زینت باقی رہتی ہے بخلاف سر منڈانے
والے کے کہ وہ مشعر ہے ساتھہ اسکے کہ اوسنے صرف اللہ کے واسطے یہ زینت ترک کی ہے اور اسمین اشارہ
ہے طرف مجرد ہونے کی اسیواسطے صلحا نے مستحب کہا ہے اسکو کہ آدمی تو سر کے بال منڈاڈالے اور استدلال
کیا گیا ہے ساتھہ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے حلق تمام سر کے اور امام مالک اور احمد کے نزدیک
سارے سر کا منڈانا واجب ہے اور امام شافعی رح اور کوفے والے کہتے ہین کہ مستحب ہے اور بعض سر کا منڈانا
بھی اونکے نزدیک کافی ہے اور اسمین اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کافی ہے لیکن ابو یوسف
کے نزدیک آدھا سر کافی ہے اور امام شافعی رح نے کہا کہ اقل اوسچیز کا کہ اوسکا منڈانا واجب ہے تین بال
ہین اور اونکے بعض اصحاب کا ایک قول یہ ہے کہ ایک بال بھی کافی ہے اور کترانے کا حکم بھی سر کے
منڈانے کی طرح ہے پس افضل یہ ہے کہ سارے سر کو کترواوے لیکن مستحب ہے کہ انگلیون کے سرون سے کم ہو اگر
اوس سے کم کرے تو یہ بھی کافی ہے یہ نزدیک شافعیہ کے ہے اور وہ اونکے غیر کے نزدیک حلق پر مرتب ہے
اور یہ سب احکام مردون کے حق مین ہین اور اپر عورتین سو مشروع اونکے حق مین بال کترانے ہین بالاجماع
اور ابوداؤد مین ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نہین عورتون پر سر منڈانا ولیکن اونپر تو صرف بال کترانے
ہین اور ترمذی مین حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ عورت اپنا
سر منڈاوے اور جمہور شافعیہ کہتے ہین کہ اگر عورت سر منڈاوے تو کفایت کرتا ہے لیکن مکروہ ہے اور
قاضی ابوطیب اور حسین نے کہا کہ جائز نہین اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے دعا واسطے اوس
شخص کے جو مشروع کام کرے اور راجح فعل کرے اور اوسکے واسطے مکرر دعا کرے اور تنبیہ کرنا ہے ساتھہ
تکرار دعا کے اوپر راجح ہونے فعل کے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا دعا کا واسطے جائز فعل کرنے والے کے
اگرچہ مرجوح ہو اور یہ دعا آپنے حجۃ الوداع کے دنکی اور اسیطرح صلح حدیبیہ کے دن بھی آپنے یہ دعا کی (فتح)
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ
حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپکے اصحابؓ کی ایک گروہ نے سر منڈایا یعنے حج مین اور بعضون نے بال
کترائے حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ معاویہ رضؓ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو سر سے قینچی کے ساتھہ بال کترے ف ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج مین بال

نہیں کترو لئے بلکہ سارا سر منڈایا تھا یہی بال کتروانا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمرے مین تھا (فتح) **باب**
تقصیر المتمتع بعد العمرۃ تمتع کرنے والے کو عمرہ ادا کرنے کے بعد بال کتروانا یعنے اوس سے حلال ہونے کے
وقت حدثنا محمد بن ابی بکر ثنا فضیل بن سلیمان ثنا موسی بن عقبۃ اخبرنی کریب عن
ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ امر اصحابہ ان یطوفوا بالبیت و بالصفا
والمروۃ ثم یحلوا و یحلقوا او یقصروا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
مکے مین تشریف لائے یعنے دن حجۃ الوداع کے تو اپنے اصحاب کو حکم فرمایا یہ کہ خانے کعبے کا طواف کرین اور صفا
اور مروہ کے درمیان دوڑین پھر احرام سے حلال ہو جاوین اور سر منڈاوین یا بال کتراوین **ف** اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ متمتع کو اختیار ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد خواہ حلق کرے یا بال کتراوے اور وہ اوس تفصیل سے
ہے کہ ہمنے پہلے بیان کی کہ اگر بال دراز ہوں تو حلق افضل ہے نہیں تو بال کترانے افضل ہین تا کہ حلق
حج مین واقع ہو (فتح) **باب** الزیارۃ یوم النحر قربانی کے دن طواف زیارت کرنے کا بیان **ف**
یہ طواف فرض ہے اور اسکو طواف افاضہ اور طواف صدر اور طواف رکن بھی کہتے ہین (فتح) **وقال**
ابو الزبیر عن عائشۃ وابن عباس اخر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الزیارۃ الی اللیل یعنے ابو الزبیر
نے عائشہ رض اور ابن عباس رض سے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو نحر کے دن رات
تک تاخیر کیا **ف** یعنے جائز رکھا تاخیر طواف زیارت کو رات تک یعنی اوسکو رات تک تاخیر کرنا جائز ہے
یا تو سب کے لیے یا صرف عورتوں کے لیے اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف
زیارت نحر کے دن کیا پھر مکے مین یا منا مین نماز پڑھی اور طیبی نے کہا کہ اول وقت اوسکا نزدیک شافعی رح
کے عید کی آدھی رات کے بعد ہے اور دوسرون کے نزدیک بعد نکلنے فجر عید کے ہے اور آخر وقت اوسکا جب
طواف کرے جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک واجب ہے کہ ایام نحر مین ہو اور اگر اوسنے تاخیر کیا تو
لازم آویگا اوسپر دم یعنے جانور ذبح کرنا (ع) اور فتح الباری مین کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے طواف زیارت رات کو کیا اور یہ حدیث مخالف ہے واسطے حدیث ابن عمر اور جابر رض کے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دن کو طواف زیارت کیا تو امام بخاری نے اس حدیث کو بعد ابی حسان
کی حدیث اسواسطے بیان کی ہے کہ اوسکے ساتھ حدیثون مین تطبیق دیوے سو جابر اور ابن عمر رض کی حدیث
نحر کے پہلے دن پر محمول ہے اور ابن عباس رض کی یہ حدیث نحر کے باقی دونو پر محمول ہے یعنے باقی دونوں مین
رات کو طواف کرتے تھے (فتح) ویذکر عن ابی حسان عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم کان یزور البیت ایام منی ترجمہ اور ابن عباس رض سے ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منا

کہ دونوں میں خانے کعبے کا طواف کرتے تھے وَقَالَ لَنَا اَبُو نُعَیْمٍ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ طَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا ثُمَّ یَقِیْلُ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنًی یَعْنِیْ یَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَہٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ یعنے اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ اونسے ایک طواف کیا یعنے طواف زیارت پھر سوئے پھر منا میں آئے یعنے قربانی کے دن ف اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل کیا ہے ف اور یہ نص ہے اسمین کہ ابن عمر رضہ قیلولہ کے بعد منا کی طرف رجوع کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکے میں طواف کو واسطے اس سے پہلے گئے ہونگے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ عَنِ الْاَعْرَجِ ثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَفَضْنَا یَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِیَّۃُ فَاَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْہَا مَا یُرِیْدُ الرَّجُلُ مِنْ اَہْلِہٖ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا ہِیَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَاضَتْ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوْا وَیُذْکَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَۃَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ اَفَاضَتْ صَفِیَّۃُ یَوْمَ النَّحْرِ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا سو ہمنے قربانی کے دن طواف زیارت کیا سو صفیہ رضہ کو حیض ہوا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس سے صحبت کا ارادہ کیا سو مینے کہا کہ یا حضرت وہ حائض ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسنے ہمکو روکا اور لوگ بولے کہا کہ یا حضرت اوسنے قربانی کے دن طواف زیارت کر لیا تھا فرمایا کہ سو نکلو ف اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضہ نے کہا کہ ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت قربانی کے دن کیا جاوے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب اِذَا رَمٰی بَعْدَ مَا اَمْسٰی اَوْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَّذْبَحَ نَاسِیًا اَوْ جَاہِلًا اگر کوئی زوال کے بعد کنکر مارے یا قربانی ذبح کرنے کے بعد سر منڈاوے بھولکر یا نادانستہ یعنے نہیں جانتا کہ حلق ذبح کے بعد ہے تو اوسکا کیا حکم ہے ف امام بخاری رح نے باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ درست ہے یا نہیں تو یہ اشارہ طرف اسکی کہ حکم ساتھ رفع حرج کے مقید ہے ساتھ جاہل یا بھولنے والے کے پس احتمال ہے کہ یہ حکم انہیں دونوں کے ساتھ خاص ہو یا اسطرف اشارہ ہے کہ نفی حرج کے وجوب قضا یا کفارہ کے رفع کو مستلزم نہیں بعد اس مسئلے میں اختلاف ہے کما سیاتی (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا وُہَیْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِیْلَ لَہٗ فِی الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْیِ وَالتَّقْدِیْمِ وَالتَّاخِیْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا یعنے آپ سے پوچھا گیا حکم ذبح اور حلق اور رمی کا اور آگے پیچھے کرنے کا بعض افعال

جمرہ کا بعض سے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ڈر نہیں **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زوال کے بعد کنکر مارے تو اسمین کچھ گناہ نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بھول ورنا دانی کا حدیثین ذکر نہین لیکن امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اسطرف کہ اسکے بعض طریق مین ناسی اور جاہل کا ذکر آچکا ہے کما سیاتی بیانہ (فتح) **حدثنا** علی بن عبد اللہ ثنا یزید بن زریع ثنا خالد عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسأل یوم النحر بمنی فیقول لا حرج فسأله رجل فقال حلقت قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج قال رمیت بعد ما امسیت فقال لا حرج **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے کہ قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان حکموں سے پوچھے جاتے تھے سو فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں سو ایک مرد نے آپ سے پوچھا کہ مینے سر منڈایا پہلے قربانی ذبح کرنے سے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اوسنے کہا کہ مینے کنکر مارے بعد زوال کے فرمایا کچھ حرج نہیں **ف** اسحدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی زوال کے بعد کنکر مارے تو اوسمین کچھ حرج نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب الفتیا علی الدابۃ عند الجمرۃ منارہ کے نزدیک سواری پر فتوے دینے کا بیان **ف** یہ باب کتاب العلم مین پہلے بھی گذر چکا ہے لیکن اوسمین یہ لفظ ہے کہ باب الفتیا وہو واقف علی الدابۃ وغیرہا اور اس قسم کا ایک اور باب بھی گذر چکا ہے اور تینون بابون مین صرف عبد اللہ بن عمرو کی حدیث بیان کی ہے اس قسم کے باب اس کتاب مین بہت کم ہین (فتح) اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکرار بیفائدہ نہین بلکہ اسمین کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے کما مر بیانہ **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن ابن شهاب عن عیسی بن طلحۃ عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف فی حجۃ الوداع فجعلوا یسألونہ فقال رجل لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین کھڑے ہوئے سو لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت مین نہ جانتا تھا سو مینے سر منڈایا پہلے ذبح کرنے کی فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اوسنے کہا کہ مین نہ جانتا تھا سو مینے قربانی ذبح کی پہلے کنکر مارنے کے فرمایا کہ اب کنکر مار لے اور کچھ حرج نہیں سو نہ پوچھے گئے اوسدن کسی چیز سے کہ آگے کی گئی یا پیچھے کی گئی مگر کہ فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ ڈر نہیں **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ منارہ کے نزدیک سواری پر فتوے دینا جائز ہے اور اسحدیث کے ایک طریق مین سواری کا ذکر بھی آچکا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ آپنے خطبہ مین فرمایا تھا جو کہ نحر کے دن مشروع ہے واسطے تعلیم باقی افعال حج کے اور یہ حقیقۃ خطبہ ہے مجازا نہین اور جمرہ کے پاس کھڑے ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ آپنے اوسوقت کنکر ماری ہون بس شاید یہ

خطبہ اپنے طواف زیارت اور منا کی طرف پھرنے کی بعد پڑھا ہوگا اور نحر کے دن کی عبادت بالاتفاق چار چیزیں ہیں اول جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے پھر قربانی ذبح کرنی پھر حلق کرنا یا بال کترانا پھر طواف زیارت کرنا اور سب علما کا اتفاق ہے اس ترتیب کے مطلوب ہونے پر مگر ابن جہم نے قارن کو اس سے خاص کیا ہے سو کہا کہ وہ طواف زیارت کی بعد سر منڈاوے اور رد کیا ہے اوسپر نووی نے ساتھہ اجماع کے پھر بعض افعال کی بعض پر مقدم کرنے میں اختلاف ہی سو اجماع ہے سب کا اسپر کہ ایک کا دوسرے پر کافی ہے لیکن بعض جگہ میں جانور کے ذبح کرنے میں اختلاف ہی ابن عباس سے مروی ہے اور اوس سے ثابت نہیں کہ جو ایک چیز کو دوسری پر مقدم کری اوسپر دم ہے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور قتادہ اور حسن اور نخعی اور اصحاب رای کا لیکن نخعی اور اصحاب رای صرف بعض جگہوں میں کہتے ہیں کما سیاتی اور امام شافعی اور اور جمہور سلف اور علما اور فقہا اصحاب حدیث کا یہ مذہب ہی کہ جائز ہے اور دم واجب نہیں واسطے فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سائل کو کہ کچھ حرج نہیں پس وہ ظاہر ہے اسمین کہ کچھ چیز لازم نہیں نہ گناہ اور نہ فدیہ اسواسطے کہ ضیق کا نام دونو کو شامل ہے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو دوسری پر مقدم کرنا درست ہی لیکن احتمال ہے کہ نفی حرج سے مراد نفی گناہ ہو یعنے اس فعل میں گناہ نہیں اور وہ اسیطرح ہے اوس شخص کے لیے جو ناسی ہو یا جاہل اور جو جان بوجھ کر مخالفت کرے تو اوسپر فدیہ واجب ہے اور جواب اسکا یہ ہی کہ فدیہ کا واجب ہونا دلیل کا محتاج ہے یعنے اوسپر کوئی دلیل نہیں اور اگر فدیہ واجب ہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکو اوسوقت بیان فرماتے اسواسطے کہ وہ حاجت کا وقت تھا اور حاجت کی وقت سے تاخیر بیان کی جائز نہیں اور طبری نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حرج کو ساقط نہیں کیا مگر کہ فعل کو جائز کہا اسواسطے کہ اگر کافی نہ ہوتا تو اوسکو دوہرانے کا حکم فرماتے اسواسطے کہ جہل اور نسیان نہیں دور کرتے مرد سے حکم کو جو اوسکو حج میں لازم ہو جیسے کہ اگر کوئی رمی وغیرہ کو ترک کری اسواسطے کہ نہیں گنہگار ہوتا ساتھہ ترک اوسکی کے نادانی سے یا بھولکر ولیکن واجب ہوتا ہے اوسپر اعادہ اور عجب ہے اوس شخص سے کہ نفی حرج سے فقط نفی اسم مراد لیتا ہے پھر خاص کرتا ہے اوسکو ساتھہ بعض امور کے سوای بعض کے پس اگر ترتیب واجب ہو کہ اوسکی ترک سے دم لازم آتا ہو تو چاہیے کہ سب میں واجب ہو پس کیا وجہ ہے تخصیص بعض کی سوای بعض کے باوجودیکہ شارع نے سب کو نفی حرج کے ساتھہ عام حکم کیا ہی اور اوسپر حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھہ قول ابن عباس کے جو اوپر گذر چکا ہے کہ جو کسی چیز کو مقدم مؤخر کرے اوسپر دم ہے اور وہ ایک راوی ہے حدیث لا حرج کا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مراد نفی حرج سے فقط نفی گناہ ہے اور اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ قول ضعیف ہی اور بہ تقدیر صحت جو اس قول کے ساتھہ دلیل پکڑی

اوسکو لازم آتا ہے کہ واجب کہدم کوہر چیز مین چار چیزون مذکورہ سے اور نہ خاص کرے اوسکو ساتھہ حلق کے قبل ذبح کے یا قبل رمی کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام ابو حنیفہ اور مالک نے کہا کہ رمی اور ذبح پر حلق کا مقدم کرنا منع ہے اسواسطے کہ اوسوقت ہوگا پہلے وجود دو تحللون کے اور واسطے شافعی رح کے ہی قول مانند اوسکی اور یہ دونو قول اسپر مبنی ہین کہ حلق عبادت ہی یا حرام کا حلال کرنا ہے پس اگر ہم کہین کہ وہ ایک عبادت ہے تو اوسکا رمی وغیرہ پر مقدم کرنا درست ہوگا اسواسطے کہ وہ اسباب تحلل سے ہوگا اور اگر ہم کہین کہ حرام کا حلال کرنا ہے تو نہین اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ ایک چیز کی عبادت ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ اسباب حلال ہونے سے ہو اسواسطے کہ نسک وہ ہی کہ اوسپر ثواب ملے اور یہ امام مالک ہین کہ اونکے نزدیک حلق نسک ہی اور کہتے ہین کہ رمی پر مقدم نہ کیا جاوے اور اوزاعی نے کہا کہ اگر رمی سے پہلے طواف زیارت کرے تو جانور ذبح کرے اور نخعی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ ذبح سب چیزون پر مقدم کیجاوے واسطے دلیل اس آیت کی کہ نہ منڈاؤ سر اپنے یہان تک کہ پہونچے ہدی اپنے حلال ہونے کی جگہہ پر پس جو کوئی ذبح سے پہلے سر منڈاوے وہ جانور ذبح کرے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد پہونچنا اوسکا ہے اوسجگہ کہ اوسکا ذبح ہونا وہان درست ہی اور وہ حاصل ہوچکا ہے اور اگر حتے یبلغ الھدی محلہ کے بدلے لا تحلقوا حتے تنحروا ہوتا تو اسکا مطلب پورا ہوتا اور جو اسحدیث مین آیا ہے کہ اوس مرد نے کہا کہ مین نہین جانتا تھا تو اس سے دلیل پکڑی گئی ہے اسپر کہ یہ رخصت خاص ہے ساتھہ ناسی اور جاہل کے نہ اوسکے واسطے جو جان بوجھہ کر آگے پیچھے کرے یہی منقول ہی امام احمد سے اور بعض شافعیہ نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اگر ترتیب واجب ہوتی تو بھول چوک سے ساقط نہ ہوتی جیسے کہ سعی اور طواف کے درمیان ترتیب واجب ہے اسواسطے کہ اگر طواف سے پہلے سعی کرے تو واجب ہے دوسرا نا سعی کا اور جو اسامہ کی حدیث مین واقع ہے تو وہ محمول ہے اوس شخص پر کہ طواف قدوم کے بعد سعی کرے پھر طواف زیارت کرے اسواسطے کہ اوسپر صادق آتا ہے کہ اوسنے طواف سے پہلے سعی کی یعنے طواف رکن سے اور نہین قائل ہوا ساتھہ حدیث اسامہ کے کوئی مگر احمد اور عطا پس وہ کہتے ہین کہ اگر حاجی طواف قدوم وغیرہ نہ کرے اور طواف زیارت سے پہلے سعی کرے تو اوسکو کفایت کرتی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام احمد کا قول دلیل کے رو سے قوی ہے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھہ ناسی اور جاہل کے اسواسطے کہ دلیل دلالت کرتی ہے اسپر کہ حج کے احکام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری واجب ہے واسطے فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ سیکھو مجھ سے طریقے حج اپنے کے اور یہ حدیثین رخصت دیتی ہین بیچ مقدم کرنے اوس چیز کے کہ واقع ہوئی اوسکی تاخیر اوسکی اور تحقیق مقرون کی گئی ہے ساتھہ قول سائل کے کہ مین نہین جانتا تھا پس خاص ہوگا ساتھہ اس حالت کے اور عمد کی حالت مین وجوب اتباع پر باقی رہیگی اور نیز جب حکم ایک ایسی صفت پر مرتب ہو کہ اوسکا اعتبار

کرنا ممکن ہو تو نہیں جائز ہے پھینکنا اوسکا اور نہیں شک ہے اسمیں کہ عدم شعور ایک وصف ہے مناسب واسطے عدم مواخذہ کے اور معلق کیا گیا ہے ساتھ اوسکے حکم پس نہیں ممکن ہے پھینکنا اوسکا ساتھ الحاق عمد کے ساتھ اوسکے اسواسطے کہ وہ اوسکے مساوی نہیں اور راوی کا یہ قول کہ نہ پوچھے گئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے الخ تو یہ مطلق ہے بہ نسبت حال سائل کے اور مطلق یعنیہ کسی خاص فرد پر دلالت نہیں کرتا پس نہ باقی رہیگا حجت حالت عمد میں (فتح) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ قَالَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوا پاس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حال میں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے سو ایک مرد آپکی طرف کھڑا ہوا سو اوسنے کہا میں جانتا تھا کہ فلانا امر فلانے سے پہلے ہے یعنے حلق ذبح سے پہلے ہے پھر دوسرا کھڑا ہوا سو اوسنے کہا کہ میں جانتا تھا کہ فلانا امر فلانے امر سے پہلے ہے یعنے ذبح رمی سے پہلی ہے سو پہلے نے کہا کہ مینے سر منڈایا پہلے ذبح کرنے کے یعنے جیسے کہ مجھکو معلوم تھا اور دوسرے نے کہا کہ مینے قربانی ذبح کی پہلے کنکر مارنے کے اور اور لوگوں نے بھی اسکی مانند کہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کرے اور کچھ گناہ نہیں اون سب امروں کے واسطے آپنے یہی فرمایا ف مجموع ان حدیثوں سے چھ صورتیں ثابت ہوتی ہیں اور کچھ صورتیں راویوں نے ذکر نہیں کیں یا تو واسطے اختصار کے یا اس واسطے نہ واقع ہونے کے اور تقسیم کے اوسے یہ سب صورتیں چوبیس تک پہونچتی ہیں اونمیں سے ایک صورت متفق علیہا ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ حاجت کے واسطے سواری پر بیٹھنا درست ہے اور یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی تابعداری واجب ہے کہ جن لوگوں نے خلاف کیا تھا جب انہوں نے جانا تو آپ سے پوچھا اور امام بخاری نے اس سے استدلال کیا ہے اس پر کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کہاوے پھر بھولکر اوسکو کرے تو اوس پر کوئی تاوان نہیں (فتح) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر کھڑے ہوئے پس

ذکر کی ساری حدیث **باب** الْخُطْبَةِ اَيَّامَ مِنًى منا کے دنون مین خطبہ پڑہنے کا بیان **ف** یعنے جائز ہے
بخلاف اوس شخص کے کہ کہتا ہے کہ جائز نہین اور باب کی حدیثین اسمین صریح ہین مگر حدیث جابر رض کی ابن عباس
سے ہے سو اسطے کہ اوسمین تقیید خطبے کی ہے ساتہہ عرفات کی اور جواب دیا ہے اوس سے ابن منیر نے کما سیاتی
اور منا کے دن چار ہین ایک دن قربانی کا یعنے دسوین ذیحجہ کی اور تین دن بعد اوسکے یعنے گیارہوین بارہوین
تیرہوین اور حدیثون مین قربانی کے دن کے سوا اور کسی دن کی تصریح نہین سو شاید کہ امام بخاری نے اپنی
عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اسکی کہ باب کی حدیثون کے بعض طریق مین تشریق کے دنون
کا ذکر موجود ہے جیسے کہ امام احمد رح نے روایت کی ہے اور اسیطرح ابو داؤد مین بھی ایام تشریق کی تصریح
آ چکی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری کی مراد اس باب سے رد کرنا ہے اوس شخص پر جو گمان کرتا ہے
کہ قربانی کے دن حاجیون کے واسطے خطبہ نہین اور جو حدیث مین مذکور ہے وہ بطور عام وصیتون کے ہے
نہ یہ کہ وہ حج کی نشانیون مین سے ہے سو امام بخاری نے ارادہ کیا یہ کہ بیان کرین کہ راوی نے اوسکا نام خطبہ
رکہا جیسے کہ عرفات کے خطبے کا نام خطبہ رکہا اور عرفات کے خطبہ پر سب کا اتفاق ہے تو گویا کہ اوس نے
مختلف فیہ کو متفق علیہ کے ساتہہ ملحق کیا (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا
فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ
يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ فَقَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ
قَالَ فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ
كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَاَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ
اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ اِلٰى
اُمَّتِهٖ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** ابن عباس
رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عید قربانی کے دن خطبہ پڑہا سو فرمایا کہ اے لوگو یہ کونسا دن
ہی لوگون نے عرض کی کہ یہ دن حرام ہے یعنے اسمین کسی طرح کی زیادتی کرنی درست نہین پہر فرمایا کہ یہ
کونسا شہر ہے لوگون نے کہا کہ یہ شہر حرام ہے یعنے مکہ کہ اسمین کسی طرح کی زیادتی درست نہین پہر فرمایا
کہ یہ کونسا مہینہ ہے لوگون نے کہا کہ یہ مہینہ حرام ہے یعنے ذیحجہ فرمایا کہ مقرر تمہاری خون اور تمہاری مال
اور تمہاری آبروئین تمپر حرام ہین جیسے اس تمہاری دن کو حرمت ہے اس تمہاری مہینے مین اس تمہاری
بستی مین یعنے جیسے کہ مین اور ذیحجہ کے مہینے مین عرفہ کا دن حرام ہے اوسمین کسی طرح کی زیادتی
درست نہین اسی طرح اپنی جانون اور مالون کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا

اور مال کا چھیننا درست نہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ کئی بار دوہرایا پھر اپنا سر اوٹھایا اور فرمایا کہ الٰہی کیا مینے تیرا حکم پہونچایا الٰہی کیا مینے تیرا حکم پہونچایا ابن عباس رض نے کہا قسم ہے اوس ذات کی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ مقرر یہ وصیت ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنی امت کی اور دیہ ہے کہ اور چاہیے کہ جو لوگ اسوقت حاضر ہین وہ غائب لوگون کو یہ حکم پہونچا دیوین نہ پلٹ جاؤ پیچھے میرے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے یعنے خون کو حلال جانے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ذیحجہ کے چھ دن پے در پے ہین کہ اونکے واسطے نام ہین آٹھوین کا نام یوم الترویہ ہے اور نوین کا نام عرفہ ہے اور دسوین کا نام یوم نحر ہے اور گیارہوین کا نام قر ہے اور بارہوین کا نام نفر اول ہے اور تیرہوین کا نام نفر ثانی ہے (فتح) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَہٗ ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَمْرٍو **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا عرفات مین خطبہ پڑھتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات مین خطبہ پڑھنا سنت ہے اور یوم نحر کا خطبہ اوسکے ساتھ ملحق ہے حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ ثَنَا قُرَّۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرَۃَ وَرَجُلٌ اَفْضَلُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ بِالْبَلْدَۃِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** ابو بکرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے ہمنے کہا کہ اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتے ہین سو آپ چپ رہے یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ اوسکے نام کے سوا اوسکا کچھ اور نام رکھینگے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہین ہمنے کہا کیون نہین پھر فرمایا کہ یہ کونسا مہینا ہے ہمنے کہا کہ خدا اور اوسکا رسول خوب جانتے ہین سو آپ نے سکوت فرمایا یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ نام رکھینگے اوسکا سوائے غیر نام اوسکے کے فرمایا کہ کیا یہ ذیحجہ نہین ہمنے کہا کیون نہین پھر فرمایا کہ یہ کون شہر ہے ہمنے کہا کہ خدا اور اوسکا رسول زیادہ تر

قالوا بلی قال ای بلد هذا قلنا الله ورسوله اعلم فسکت حتی ظننا انه سیسمیه بغیر اسمه قال الیس

جانتا ہے سو آپ چپ رہے یہان تک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ اوسکے نام کے سوا اوسکا اور نام رکھینگے فرمایا کہ کیا یہ شہر حرام نہین یعنے مکہ ہمنے کہا کیون نہین فرمایا سو مقرر تمہارے خون اور تمہارے مال تمپر حرام ہین جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہی تمہارے اس مہینے مین تمہارے اس شہر مین اوس دن تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنے قیامت تک اسکی حرمت باقی ہے خبردار ہو کیا مینے تمکو خدا کا پیغام پہونچایا لوگون نے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی گواہ رہیو اور چاہیے کہ پہونچاوے حاضر غائب کو اسواسطے کہ بہت پہونچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا ہے سننے والے سے سو نہ پلٹ جائیو پیچھے وفات میری کے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نحر کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث مین دلالت ہے اوپر جواز اوٹھانے حدیث کے اوسکو جو اوسکے معنے نہ سمجھے اور نہ فقہ اوسکی جب ضبط کرے جو چیز کہ بیان کیا جاوے اور جائز ہے اوسکو اہل علم کہنا اور اس حدیث مین اور بھی کئی فائدے ہین ایک تو علم کا پہونچانا فرض کفایہ ہے اور کبھی بعض لوگون کے حق مین متعین ہوتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بیان کرنا مثل کا اور الحاق کرنا نظیر کا ساتھ نظیر کے تاکہ سننے والے کو خوب ظاہر ہو اور حرمت دم اور مال اور عرض کو حرمت یوم اور مہینے اور شہر کے ساتھ تشبیہ اسواسطے دی کہ مخاطب لوگ اوسکی حرمت کو ہتک کرنا جائز نہ رکھتے تھے بلکہ اوسکے فاعل پر سخت عیب کرتے تھے اور اس حدیث مین ہے کہ اصحابؓ نے جواب مین کہا کہ اللہ و رسولہ اعلم اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اصحابؓ نے کہا کہ یہ قربانی کا دن سو انمین تطبیق اس طور سے ہے کہ پہلے تفویض کی تہا پھر جب آپنے سکوت فرمایا تو اصحابؓ نے مطلوب کے ساتھ جواب دیا (فتح) یا آپنے دو بار پوچھا ہوگا پہلی بار لوگون نے اللہ کی طرف تفویض کی اور دوسری بار اصل جواب دیا **حدثنا** محمد بن المثنی ثنا یزید بن ھارون انا عاصم بن محمد بن زید عن ابیہ عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ بمنی اتدرون ای یوم ھذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فان ھذا یوم حرام افتدرون ای بلد ھذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بلد حرام قال اتدرون ای شہر ھذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شہر حرام قال فان اللہ حرم علیکم دماءکم واموالکم واعراضکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شہرکم ھذا فی بلدکم ھذا وقال ھشام بن الغاز انا نافع عن ابن عمر قال وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر بین الجمرات فی الحجۃ التی حج وقال ھذا یوم الحج الاکبر فطفق النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم اشھد وودع الناس فقالوا ھذہ حجۃ الوداع **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منا مین فرمایا یعنے خطبہ مین کہ منا مین پڑہا کہ کیا تم جانتے ہو

کہ یہ کون دن ہے اصحابؓ نے کہا کہ خدا اور اُسکا رسول زیادہ تر جانتے ہین فرمایا کہ مقرر یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ شہر کون ہے اصحابؓ نے کہا کہ خدا اور اُسکا رسول زیادہ تر جانتا ہے فرمایا یہ شہر حرام ہے یعنے کہ اُسمین لڑائی وغیرہ حرام ہے پہر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون مہینہ ہے اصحابؓ نے کہا کہ خدا اور اُسکا رسول خوب جانتے ہین فرمایا کہ یہ مہینہ حرام ہے فرمایا کہ مقرر خدا نے حرام کیے ہین تمہاری خون اور تمہاری مال اور تمہاری آبروئین جیسے تمہاری اس دن کو حرمت ہے تمہاری اس مہینے مین تمہاری اس شہر مین اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن جمرات کو درمیان کہڑے ہوئے اُس حج مین جسکو آپنے کیا اسحال مین کہ ملتبس تہے ساتہ ان کلمون کے اور فرمایا کہ یہ دن حج اکبر کا ہے یعنے قربانی کا دن حج اکبر ہے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے کہ الٰہی گواہ رہیو اور لوگون کو وداع کیا سو لوگون نے کہا کہ یہ حج وداع کا ہے یعنے مشہور ہونا اس حج کا ساتہ حج وداع کے اسی سبب سے ہے **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑہنا درست ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اُسکے تابعدارون کا اور حنفیہ اور مالکیہ نے اسمین خلاف کیا ہے کہتے ہین کہ حج کے تین خطبے ہین ایک ساتوین ذالحجہ کو اور ایک عرفہ کے دن اور ایک گیارہوین کو منا مین اور شافعی نے بہی اُنکی موافقت کی ہے مگر یہ کہ اُس نے ثانی نحر کے بدلے ثالث نحر کا دن کہا ہے یعنے بارہوین کو واسطے کہ وہ دن اول نفر کا ہے اور امام شافعی کہتے ہین کہ چوتہا خطبہ قربانی کے دن زیادہ کیا اور کہا کہ لوگون کو اُسکی حاجت ہے تاکہ اُس دن کے عمل یعنے رمی اور ذبح اور حلق اور طواف سیکہین اور طحاوی نے امام شافعی پر اعتراض کیا ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑہنا حج کے متعلق نہین اسواسطے کہ اُسمین حج کا کوئی کام ذکر نہین ہوا اُسمین تو صرف عام وصیتین مذکور ہین اور یہ بات کسی نے نقل نہین کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو کوئی چیز قربانی کے دن کے متعلق کے سکہائی ہو تو ہمنے معلوم کیا کہ وہ خطبہ کے لیے نہ تہا اور ابن قصار نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ صرف اسواسطے کیا تہا تاکہ تبلیغ کرین اور پہیر کا کہ ذکر کیا آپنے اُسکو واسطے کثرت خلق کے کہ دنیا کے پرلے کنارون سے جمع ہوئی تہے سو جس نے آپ کو دیکہا اُس نے گمان کیا کہ آپ خطبہ پڑہتے ہین اور جو امام شافعی رح نے کہا کہ لوگون کو اُسکی حاجت ہے تاکہ اسباب حلال ہونے کے جو مذکور ہین سیکہین تو یہ بات متعین نہین اسواسطے کہ ممکن تہا کہ امام اُنکو وہ احکام عرفہ کے دن سکہادیوے اور اُسکا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مذکورہ مین تنبیہ کی اسپر کہ قربانی کا دن بڑی تعظیم والا ہے اور ذیحجہ کا مہینا بھی بڑی تعظیم والا ہے اور مکہ معظمہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور اصحابؓ مذکورنے اُسکا نام خطبہ رکہا ہے سو اُنکے غیر کی تاویل کیطرف التفات نہ کیا جاویگا اور یہ جو ابن قصار نے کہا کہ عرفہ کے دن لوگون کو یہ احکام سکہانے ممکن ہین تو اُسپر یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ گیارہوین کو خطبہ جائز رکہتا ہے اور حالانکہ ممکن تہا کہ یہ احکام اُنکو عرفہ کے دن سکہائے جاتے بلکہ ممکن تہا کہ تمام حج کے اعمال آٹہوین

کو سکہائی جاتے لیکن چونکہ ہر دن کے اعمال جدا جدا تہے تو مشروع ہوئی تجدید تعلیم کی باعتبار تجدید اسباب کے اور مقرر زہری نے بیان کیا ہے اور حالانکہ وہ اپنے زمانہ کا عالم ہے کہ قربانی کے دن کا خطبہ گیارہوین کو نقل کیا گیا اور یہ کام بنی امیہ کے امیرون کا ہے یعنی سنت یہ ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑہا جاوے نہ گیارہوین کو لیکن امیر مشغول ہوتے اور اسکو گیارہوین کے دن نقل کیا اور یہ جو طحاوی نے کہا کہ یہ منقول نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حلال ہونیکے اسباب مین سے کوئی چیز سکہائی ہو تو یہ اسکی نفی نہین کرتا کہ نفس الامر مین کوئی چیز اُن سے واقع ہوئی ہو بلکہ عبد اللہ بن عمرو کی حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کما تقدم فے الباب الذی قبلہ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اس حال مین کہ آپ قربانی کے دن خطبہ پڑہتے تہے اور اُسمین ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض افعال حج کے بعض پر مقدم کرنے سے پوچہے گئے پہر طحاوی کو کسطرح جائز ہے کہ اُسکی مطلق نفی کرے باوجودیکہ اُسنے خود عبد اللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی ہے اور نیز ایک روایت مین ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت لوگون کو کہا کہ سیکہو مجہ سے احکام حج اپنے کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے لوگون کو وعظ کیا تہا پہر انکو تعلیم مین حوالہ دیا کہ میرے افعال سیکہو اور نیز طحاوی کی تاویل کو رد کرتی ہے یہ بات کہ آپنے یہ خطبہ بعینہ عرفہ کے دن پڑہا جیسے کہ ابن ماجہ وغیرہ مین ابن مسعود وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا اس حال مین کہ اپنی اونٹنی پر سوار تہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون دن ہے آخر حدیث تک یعنے پس اگر یہ خطبہ جائز نہین تو عرفہ کا خطبہ بہی جائز نہین (فتح) اور اس باب مین ان حدیثون کے سوای اور اصحاب سے بہی حدیثین ثابت ہو چکی ہین جنمین صریح موجود ہے کہ آپنے قربانی کے دن خطبہ پڑہا جو کہ فتح الباری مین مذکور ہے

باب هَلْ يَبِيتُ أَصْحَابُ السِّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى کیا اصحاب سقایہ (جو کہ مین پانی پلاتے ہین وغیرہ) منا کی راتون کو مکے مین رہین یا نہین اسکا جواب حدیثون مین موجود ہے کما سیاتی اور غیرہم سے مراد وہ شخص ہے کہ اُسکو عذر ہو بیماری یا شغل سے مانند لکڑیون والون اور چرواہون کی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو ضَمْرَةَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ عباس رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تاکہ منا کی راتون مین مکے مین رہین واسطے خدمت سبیل اپنی کے

یعنی تاکہ لوگون کو پانی پلاوین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو اجازت دی **ف** طواف زیارت کے
بعد زمزم کا پانی پینا مستحب ہے اُس زمانے مین کتنے حوض زمزم کے پانی سے بہرے رہتے تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے چچا عباس رض اُسکے داروغہ تہے اور اُنکے نائب کئی تہے لوگون کو پانی پلاتے تہے پس جن راتون مین کہ منا
مین رہتے ہین یعنے گیارہوین بارہوین تیرہوین کو انمین عباس رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت
چاہی کہ اگر حکم ہو تو مین مکے مین رہون واسطے خدمت پانی پلانے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اجازت
دی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منا مین رات کو رہنا یعنے راتون معلومہ مین واجب ہے اور وہ حج کی عبادتون مین سے
ہے اس واسطے کہ تعبیر ساتہہ رخصت کے تقاضا کرتی ہے اسکو کہ اُسکا مقابل واجب ہے اور اذن علت مذکورہ کے
واسطے واقع ہوا ہے اور اگر علت مذکورہ نہ پائی جاوے تو اجازت حاصل نہ ہوگی اور یہی قول ہے جمہور کا کہ منا مین
رات کو رہنا واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور یہی ایک قول ہے امام احمد اور شافعی کا اور دم کا واجب
ہونا مبنی ہے اس اختلاف پر اور نہین حاصل ہوتا رات رہنا مگر ساتہہ اکثر رات کے یعنے اور اگر آدہی رات سے کم رہے
تو یہ معتبر نہین پہر بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم عباس رض کے ساتہہ خاص ہے اور یہ بات ٹہیک نہین اور بعضے کہتے ہین کہ
انکی آل بہی اسمین داخل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ انکی قوم بہی اسمین داخل ہے اور وہ بنی ہاشم ہین اور بعضے
کہتے ہین کہ جو سقایہ کا محتاج ہو اُسکو درست ہے پہر بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم عباس رض کے سقایہ کے ساتہہ خاص ہے
یہانتک کہ اگر کسی غیر کے واسطے سقایہ بنایا جاوے تو اُسکے مالک کو اُسکے واسطے مکے مین رات رہنے کی اجازت
نہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم عام ہے اور یہی قول صحیح ہے دونو جگہون مین اور اسکی علت تیار کرنا پانی
کا ہے واسطے پینے والون کے اور کیا یہ حکم صرف پانی کے ساتہہ خاص ہے یا ملحق ہے ساتہہ اسکے جو اُسکے معنے
مین ہے مانند کہانے وغیرہ کی سو محل احتمال کا ہے اور یقین کیا ہے شافعیہ نے ساتہہ لاحق کرنے اُس شخص
کو جسکے پاس مال ہو اور اُسکے تلف ہونے کا خوف کرتا ہے یا کسی کام کے فوت ہونے کا خوف کرتا ہو یا بیمار ہو
کہ اُسکی خبرگیری کرتا ہے ساتہہ اہل سقایہ کے جیسے کہ جزم کیا ہے جمہور نے ساتہہ لاحق کرنے چرواہون کے فقط
اور یہی قول ہے احمد کا اور اختیار کیا ہے اُسکو ابن منذر نے یعنے یہ حکم خاص ہے ساتہہ اہل سقایہ اور چرواہون
کے اور مشہور احمد سے یہ قول ہے کہ عباس رض خاص ہے ساتہہ اس حکم کے اور اسپر اقتصار کیا ہے صاحب مغنی نے
اور مالکیہ کہتے ہین کہ واجب ہے دم مذکورات مین سوا چرواہون کے کہتے ہین کہ جو بے عذر منا مین رات نہ رہے
واجب ہے اُسپر دم ہر رات سے اور امام شافعی رح نے کہا کہ ہر رات کے بدلے ایک مسکین کو کہانا کہلاوے اور بعضے کہتے ہین
کہ ہر رات کے بدلے ایک درہم خیرات کرے اور تین راتون کے بدلے دم ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رح سے اور حنفیہ
کہتے ہین کہ اُسپر کوئی چیز واجب نہین اور یہی قول مشہور ہے امام احمد رح سے اور اس حدیث مین افضل لینا ہے امیرون اور بڑے

لوگوں سے اسیحز میں کہ عارض ہوویں مصالح اور احکام سے اور یہ کہ مصلحت کے وقت اسکو اذن دیا جاوے (فتح) **بَابُ**
رَمْيِ الْجِمَارِ کنکر پھینکنے کا بیان یعنے اسکے وقت کا یا اسکے حکم کا اور اسمیں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ واجب
ہے اگر ترک کرے تو اسکا قصور دم سے پورا ہو جاتا ہے اور مالکیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے پس اُنکے نزدیک بھی پورا
ہو جاویگا اور انکی ایک روایت یہ ہے کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے رکن ہیں اُنکی ترک سے حج باطل ہو جاتا ہے اور اسکے
مقابل انکے بعض کا قول ہے کہ وہ تو صرف تکبیر کی حفاظت کے واسطے مشروع ہے اور اگر اسکو ترک کرے اور
تکبیر کہے تو یہ کافی ہے وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمٰى بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ
الزَّوَالِ یعنے اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کنکر مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن نحر کے چاشت کے وقت اور قربانی کے دن
بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی قربانی کے دن چاشت
کے وقت کنکر مارے اور اسکے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد مارے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور وقت اسکا زوال سے
غروب آفتاب تک ہے اور مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے کنکر پھینکے حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبْرَةَ
قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتٰى اَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰى اِمَامُكَ فَارْمِهْ فَاَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْاَلَةَ قَالَ
كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا **ترجمہ** وبرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں مناروں پر
کب کنکریاں پھینکوں یعنے گیارھویں بارھویں ذی الحجہ کو فرمایا کہ جب تیرا امام پھینکے یعنے جو حج کا امیر ہے تو اس وقت
پھینک یعنے رمی میں اُسکی پیروی کر کہ وہ بہ نسبت تیری زیادہ جانتا ہے وقت رمی کو سو میں نے اُنسے پھر یہ مسئلہ پوچھا
یعنے رمی کے وقت کی تحقیق چاہی سو فرمایا کہ ہم انتظار کیا کرتے تھے یعنے وقت رمی کا سو جب دوپہر
ڈھلتی تو ہم رمی کرتے تھے یعنے کنکریاں پھینکتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی کے بعد تشریق کے دنوں
میں زوال کے پیچھے کنکر مارے اور یہی قول ہے جمہور کا اور عطا اور طاؤس نے کہا کہ زوال سے پہلے کنکر مارنے مطلق
درست نہیں اور حنفیہ نے اجازت دی ہے اسمیں کہ نفر کے دن زوال سے پہلے کنکر مارنے درست ہیں اور اسحاق نے
کہا کہ اگر زوال سے پہلے کنکر مارے تو دوہراوے مگر تشریق کے تیسرے دن میں زوال سے پہلے بھی کافی ہیں (فتح)
بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ نالے کے اندر سے کنکر مارنے کا بیان **ف** گویا کہ امام بخاری نے اشارہ
کیا ہے طرف رد کرنے اسکے جو ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مناروں کو کنکر مارتے
تھے تو بلند ہوتے تھے لیکن اسکے اور باب کی حدیث کے درمیان جمع کرنا ممکن ہے ساتھ اسطور کے کہ جسکو نالے کے
اندر سے کنکر مارے جاتے ہیں وہ جمرہ عقبہ ہے اسواسطے کہ وہ نالے کے نزدیک ہے بخلاف دونوں اخیر جمروں کے یعنے اُنکو
اوپر کی طرف کنکر مارے جاتے ہیں (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ نَاسًا

يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ
وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْوَلِيدِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا ترجمہ عبدالرحمن رض سے روایت ہے کہ عبداللہ
بن مسعود رض نے نالے کی اندر سے کنکر ماری سو مینے کہا کہ ای ابا عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود رض کی) مقرر لوگ نالی کے
اوپر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہین سو ابن مسعود رض نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ اُسکے سوا کوئی لائق بندگی کے
نہین یہ جگہ اوس شخص کے کہڑے ہونیکی ہے جسپر سورہ بقرہ اتری یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **ف** اسحدیث
سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کو نالے کے اندر سے کنکر ماری جاوین وفیہ المطابقة للترجمة **باب** رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ
حَصَيَاتٍ مناروں پر سات سات کنکر مارنے کا بیان ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے
سات سات بار کنکر مارنے ابن عمر رض نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے **ف** یہ حدیث آیندہ آویگی
اور ترجمہ مین اشارہ ہے طرف رد کرنے اُسچیز کی کہ قتادہ نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ مین نہین پرواہ کرتا یہ کہ مناروں پر چھہ
کنکر مارون یا سات اور ابن عباس رض نے اس سے انکار کیا (فتح) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ
هُوَ ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى
جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ
سُورَةُ الْبَقَرَةِ ترجمہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ وہ جمرہ کبریٰ کے پاس پہونچے جسکو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہین اور تینوں
جمروں سے اخیر ہے خانے کعبے کو اپنے بائین کیا اور منے کو اپنے داہنے کیا اور سات کنکر ماری اور کہا کہ اسی طرح
کنکر ماری ہین اُس نے جسپر سورہ بقرہ اتری یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی
مناروں پر سات سات کنکر مارے وفیہ المطابقة للترجمة اور اسمین اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ جو چھہ کنکر مارے
اُسپر کوئی چیز نہین لیکن کوئی خیرات کرے اور مالک اور اوزاعی سے روایت ہے کہ جو سات سے کم کنکر مارے تو اُسکا
تدارک فوت ہوجاتا ہے پورا کرے اُسکو ساتہ خون کے اور شافعیہ سے ہے کہ ہر کنکر کے ترک مین ایک مد اناج دا اور دو کے بدلے
دو مد دیوے اور تین مین تین اور تین سے زیادہ مین دم ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اگر تینوں مناروں کے نصف سے کم ترک
کرے تو ایک صاع اناج دیوے نہین تو دم ہے **باب** مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ
اگر کوئی جمرہ عقبہ کو کنکر ماری اور خانے کعبے کو اپنے بائین کرے تو جائز ہے حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا الْحَكَمُ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ
حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ
سُورَةُ الْبَقَرَةِ ترجمہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ اُس نے جمرہ عقبہ کو سات کنکر ماری سو خانے کعبے کو اپنے
بائین کیا اور منی کو اپنے داہنے کیا پھر کہا کہ یہ جگہ ہے اُس شخص کے کہڑے ہونیکی جسپر سورہ بقرہ اتری **ف**

کہتے ہیں یہ صورت مندوب ہے جمرہ عقبہ کے رمی میں قربانی کے دن لیکن تشریق کے دنوں میں نیچے سے اوپر سے کنکر مارے اور جمرہ عقبہ اور جمروں سے چار چیزوں کے ساتھ ممتاز ہے ایک یہ کہ یہ مخصوص ہے ساتھ دن نحر کے دوم یہ کہ اسکی رمی چاشت کے وقت ہے سوم یہ کہ نالے کے اندر ہے چہارم یہ کہ اسکے پاس نہیں ٹھیرتے اور دعا نہیں کرتے ہیں بخلاف دوسرے جمروں کے کہ انکے پاس بہت دیر تک کھڑے رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور جمرہ عقبہ کو جمرہ کبری بھی کہتے ہیں اور وہ منا میں داخل نہیں بلکہ وہ حد ہے منا کی کعبے کی طرف سے اور اسجگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار نے بیعت کی تھی ہجرت پر اور جمرہ اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت پتھر جمع ہوں نام رکھا گیا اسکا ساتھ اسکی اسواسطے کہ وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو شیطان پیش آیا تو انہوں نے اسکو کنکر مارا تو اُسنے اُنکے آگے جلدی کی (فتح) **بَابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ** ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے روایت کی یہ حدیث ابن عمر رض نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ** عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ ثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّورَةُ الَّتِي تُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتِي تُذْكَرُ فِيهَا النِّسَاءُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتّٰى إِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ترجمہ اعمش رض سے روایت ہے کہ مینے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور کا نام ہے) سے سنا کہ منبر پر کہتا تھا کہ وہ سورۃ کہ ذکر کیجاتی ہے اُسمیں بقرۃ اور وہ سورۃ کہ ذکر کیجاتی ہے اُسمیں آل عمران اور وہ سورۃ کہ ذکر کیجاتی ہے اسمیں نسا یعنے سورہ کو بقرہ وغیرہ کی طرف اضافت اور نسبت کرنے کو جائز نہ رکھتا تھا سو مینے یہ قول اُسکا ابراہیم نخعی سے ذکر کیا یعنے واسطے طلب صواب کے سو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبد الرحمن بن یزید نے کہ وہ ابن مسعود کے ساتھ تھا جبکہ اُس نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارے سو ابن مسعود نالے کے اندر آیا یہانتک کہ جب درخت کے مقابل یعنے جو کہ پہلے وہاں تھا) تو اسکو چوڑائی کی طرف سے آیا اور اُسکے برابر ہوا سو سات کنکر مارے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے پھر ابن مسعود رض نے کہا اسجگہ سے قسم ہے اس ذات کی کہ اُسکے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں کھڑا ہوا وہ شخص جسپر سورہ بقرہ اتری یعنے اکابر اصحاب سے یہ نسبت ثابت ہے پس حجاج کے قول کا کچھ اعتبار نہیں **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرط ہے کہ ہر کنکر جدا جدا مارے واسطے قول اُسکے کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے اور عطا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر سب کو ایکبار مارے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور اسمیں تکبیر ہے ہر نزدیک کنکر مارنیکے اور اجماع ہے اسپر کہ اگر تکبیر نہ کہے تو اُسپر

والسورۃ التی یذکر فیہا آل عمران

کوئی چیز نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ کنکر مارنے کو وقت قبلے کی طرف منہ کرے اور رافعی نے کہا کہ جمرہ کی طرف منہ کرے اور قبلے کی طرف پیٹھ کرے او بعضے کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف منہ کرے اور جمرہ کو داہنے کرے اور اجماع ہے سب کا اسپر کہ جس جگہ سے کنکر مارے درست ہیں برابر ہے کہ اُسکو سامنے کرے یا اسکو اپنے داہنے کرے یا بائیں کرے یا اُسکی اوپر سے مارے یا تلے سے یا درمیان سے اور اختلاف افضل ہونے میں ہے (فتح) اور اعمش سلوی کی یہ غرض نہیں کہ حجاج سے روایت کرے اور یا نہ حجاج اسکے لائق تھا بلکہ اُسکی غرض یہ ہے کہ قصہ حکایت کرے حجاج کی خطا بیان کرے **باب** مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ جو جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اُسکے پاس کھڑا نہ ہووے اُسکا بیان قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روایت کی یہ حدیث ابن عمرؓ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ف یہ حدیث آیندہ باب میں موصول آویگی **باب** اِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيُسْهِلُ یعنے جب دونو جمروں کو رمی کرے تو قبلے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہووے اور نرم زمین میں آوے یعنے نالے کے اندر حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى ثُمَّ يَاْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلًا ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ تھے وہ رمی کرتے منارے کو جو منا سے نزدیک ہے اور مکے سے دور ہے ساتھ سات کنکروں کے ہر کنکر کے پیچھے تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے یہانتک کہ نرم زمین میں آتے یعنے نالے کے اندر سو قبلے کو سامنے کھڑے ہوتے سو بہت دیر تک کھڑے رہتے اور دعا کرتے اور اپنے دونو ہاتھ اوٹھاتے پھر جمرہ وسطے کو رمی کرتے پھر اُسکے بائیں طرف چلتے اور نرم زمین میں آتے او قبلے کے سامنے منہ کرکے کھڑے ہوتے پھر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھاتے اور بہت دیر تک کھڑے رہتے پھر نالے کے اندر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے اور اسکے پاس نہ ٹھیرتے پھر پھرتے اور کہتے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اسیطرح کرتے تھے یعنے جیسا کہ میں نے کیا ف مطابقت اس حدیث کی واسطے دونوں بابوں کے ظاہر ہے **باب** رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى جمرہ اولے اور جمرہ وسطے کے پاس ہاتھ اوٹھانے کا بیان ف جمرات تین ہیں جمرہ اولے اور جمرہ وسطے اور جمرہ عقبہ عید کے دن تو فقط جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں اور گیارھویں بارھویں تیرھویں کو تینوں پر مارتے ہیں اور اُنپر کنکر مارنے واجب ہیں (ح) اور جمرہ کہتے ہیں منارے کو وہاں تین منارے مذکورہ ہیں جنپر کنکر مارتے ہیں حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ

أخي عن سليمان عن يونس بن يزيد عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله أن عبد الله بن عمر
كان يرمي الجمرة الدنيا بسبع حصيات يكبر على إثر كل حصاة ثم يتقدم فيسهل فيقوم
مستقبل القبلة قياما طويلا فيدعو ويرفع يديه ثم يرمي الجمرة الوسطى كذلك فيأخذ
ذات الشمال فيسهل ويقوم مستقبل القبلة قياما طويلا فيدعو ويرفع يديه ثم
يرمي الجمرة ذات العقبة من بطن الوادي ولا يقف عندها ويقول هكذا رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل ترجمہ اسحدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا ف اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جمرہ اولی اور جمرہ وسطے کے پاس ہاتھ اوٹھانے مستحب ہین وفیہ المطابقة للترجمة ابن قدامہ نے کہا کہ مین کسی
کو اس مسئلے مین مخالف نہین جانتا مگر جو امام مالک سے مروی ہے ترک رفع یدین سے وقت دعا کے بعد رمی جمار کے
سو ابن منذر نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ منارے کے پاس دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانے کا کسی نے انکار کیا ہو مگر
جو امام مالک سے محکی ہے اور ابن منیر نے اسکو رد کیا ہے ساتھ اسطرح کے کہ اگر ہاتھ اوٹھانے سنت ثابت ہوتی تو
اہل مدینہ پر پوشیدہ نہ رہتی اور اونسے غفلت کی اسیجہ سے کہ روایت کی اعلم اہل مدینہ کے نے اصحاب مین سے اپنے زمانے
مین اور اونکے بیٹے سالم نے جو فقہا سبعہ اہل مدینہ مین سے ایک ہے اور اوس سے راوی ابن شہاب نے جو مدینہ کا عالم ہے
پس اگر یہ لوگ مدینہ کے عالم نہین تو پہر اور کون ہین (فتح) **باب** الدعاء عند الجمرتين پہلے دو مناروں
کے نزدیک دعا کرنے کا بیان یعنے اور مقدار بیان اوسکے کا حدثنا محمد ثنا عثمان بن عمر أخبرنا يونس
عن الزهري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا رمى الجمرة التي تلي مسجد منى يرميها بسبع
حصيات يكبر كلما رمى بحصاة ثم تقدم أمامها فوقف مستقبل القبلة رافعا يديه يدعو
وكان يطيل الوقوف ثم يأتي الجمرة الثانية فيرميها بسبع حصيات يكبر كلما رمى بحصاة ثم
ينحدر ذات الشمال مما يلي الوادي فيقف مستقبل القبلة رافعا يديه يدعو ثم يأتي الجمرة
التي عند العقبة فيرميها بسبع حصيات يكبر عند كل حصاة ثم ينصرف ولا يقف عندها
قال الزهري سمعت سالم بن عبد الله يحدث بمثل هذا عن أبيه عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال وكان ابن عمر يفعله ترجمہ زہری نے سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کنکر
مارتے جمرہ کو جو مسجد منا کے پاس ہے تو مارتے اسکو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پہر آگے بڑہتے اور قبلے کی
طرف منہ کر کے کہڑے ہوتے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور تہے دراز کرتے کہڑے ہونیکو یعنے بہت دیر تک ٹہیرتے تہے پہر دوسرے
جمرہ پاس آتے اور اسکو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پہر بائین طرف اترتے اسجگہ سے کہ نالے کے پاس
ہے سو قبلے کی طرف منہ کر کے کہڑے ہوتے اسحال مین کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پہر اوس منارے پاس آتے جو عقبہ کے پاس ہے سو

بہی سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتہہ تکبیر کہتے پہر پہر آتے اور اُسکے پاس کہڑے ہوتے زہری نے کہا کہ مینے سالم بن عبد اللہ سے سنا حدیث بیان کرتا تہا مثل اسکی اپنے باپ سے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ ابن عمر یہ کام کرتے تہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتہہ تکبیر کہنی مشروع اور اجماع ہے سب کا اسپر کہ جو اُسکو ترک کرے اُسپر کوئی چیز واجب نہین مگر ثوری نے کہا کہ کہانا کہلاوے اور اگر جانور ذبح کرے تو نہایت خوب ہے اور اجماع ہے استقبال قبلے پر بعد رمی کے اور بہت دیر کہڑے رہنے کے اور اندازہ اُسکا مقدار پڑہنے سورہ بقرہ کا ہے اور یہ رمی کی جگہہ سے دور رہنا وقت کہڑے ہونیکے واسطے دعا کی تاکہ اُسکو کسی کا کنکر نہ لگے اور یہ کہ دعا کے وقت ہاتہہ اٹہانا مشروع ہیں اور یہ کہ جمرہ عقبہ کے پاس دعا نہ کرے اور امام بخاری نے کنکر مارنے والے کا حال مشی اور رکوب میں ذکر نہین کیا اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وہ جمرون کی طرف چلتے تہے منہ کرکے اور پیٹہہ دیکر اور جابر رض سے روایت ہے کہ وہ سوار ہوتے تہے مگر ضرورت سے (فتح) **بَابُ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ** منارونپر کنکر مارنے اور سر منڈانے کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبوئی لگانے کا بیان **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقٰسِمِ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِيْنَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِيْنَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا** ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مینے اپنے ان دونو ہاتہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جبکہ آپنے احرام باندہنے کا ارادہ کیا یعنے احرام سے پہلے اور آپکے حلال ہونے کے واسطے جبکہ آپ احرام سے حلال ہوئے پہلے اس سے کہ طواف زیارت کرین اور پہر عائشہ رض نے اپنے دونو ہاتہہ کہولے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر خوشبوئی ملنے کی صورت بیان کی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمی جمار اور حلق کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانی درست ہے اسواسطے کہ جب آپ مزدلفہ سے پہر تو عائشہ رض آپکے ساتہہ نہ تہین اور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ہمیشہ سوار رہا یہانتک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے پس معلوم ہوا کہ عائشہ رض کا آپ کو خوشبو ملنا رمی کے بعد واقع ہوا ہے ولیکن حلق کا طواف زیارت سے پہلے کرنا پس اسواسطے ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرنے سے پہرے تو منا مین آپنے سر منڈایا اور یہ مسئلہ حدیث باب سے ماخوذ ہے خوشبو ملنے سے پہلے کہ خوشبو نہین لگائی جاتی مگر بعد حلال ہونیکے ساتہہ دو امرون کے تین امرون سے رمی اور حلق اور طواف سے سو اگر رمی بعد حلق نہ کرتے تو خوشبو نہ لگاتے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث مین حجت ہے واسطے اُس شخص کے کہ خوشبو وغیرہ احرام کی ممنوع چیزون کو پہلے تحلل کے بعد جائز رکہتا ہے اور امام مالک وغیرہ اسکو منع کرتے ہین (فتح) **بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ** طواف وداع کا بیان یعنے جو کہ حج کی سب عبادتون سے فارغ ہونیکے بعد کرتے ہین **ف** امام نووی نے کہا کہ طواف وداع واجب ہے لازم آتا ہے اُسکی ترک سے دم صحیح قول پر نزدیک ہمارے اور یہی قول ہے اکثر

علما کا اور امام مالک وغیرہ نے کہا کہ وہ سنت ہے اسکی ترک سے کوئی چیز نہیں آتی (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوا یہ کہ ہو آخر وقت انکا ساتھ خانے کعبے کے یعنے طواف کرے مگر یہ کہ وہ موقوف کیا گیا یعنے طواف وداع عورت حائض سے ف اس طواف کو طواف وداع بھی کہتے ہیں اور طواف صدر بھی کہتے ہیں یعنے اسواسطے کہ کے سے رجوع کے وقت کرتے ہیں اور اس حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ طواف وداع واجب ہے اسواسطے کہ اُسکے واسطے امر موکد وارد ہے اور اسواسطے کہ حائض کے حق میں تخفیف کو ساتھ تعبیر کیا ہے اور تخفیف نہیں ہوتی الا امر موکد سے (فتح) حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ تَابَعَهُ اللَّيْثُ قَالَ ثَنِيْ خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز پڑھی پھر محصب میں تھوڑا سا سوئے پھر سوار ہو کر خانے کعبے کی طرف گئے اور خانے کعبے کا طواف کیا یعنے طواف وداع ف اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حاجی طواف وداع کرے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ اگر طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آوے تو کیا اُسپر طواف وداع واجب ہے، یا ساقط ہو جاتا ہے اور جب واجب ہو تو کیا دم سے پورا ہو جاتا ہے یا نہیں ابن منذر نے کہا کہ شہروں کے عام فقہا کا یہ مذہب ہے کہ نہیں حائض عورت پر (جو طواف زیارت کر چکے ہو طواف وداع اور عمر سے روایت ہے کہ حائض پر طواف وداع واجب ہے اگرچہ طواف زیارت کر چکے ہو (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ قَالَ فَلَا اِذَنْ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ صفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کو حیض ہوا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ عورت ہمکو روکنے والی ہے سو لوگوں نے کہا کہ مقرر اُس نے طواف زیارت کر لیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اب ہمکو روک نہیں سکتی یعنے اسواسطے کہ جو طواف کہ اُسپر واجب تھا اُس نے وہ کر لیا ہے ف پہلے گذر چکا ہے کہ عائشہ رض نے کہا کہ ہمنے طواف زیارت کیا سو صفیہ رض کو حیض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے صحبت کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت وہ حیض سے ہے اور بھی

مشکل ہے اسواسطے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفیہ رضہ کا طواف زیارت کرنا معلوم تھا تو آپنے کیوں فرمایا
کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے اور اگر آپ کو معلوم نہیں تھا تو پھر آپنے اُس سے صحبت کا ارادہ کیوں کیا پہلے
تحلل ثانی کے اور اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت کا ارادہ کیا تھا مگر بعد اسکے کہ آپ کی
بیویوں نے آپ سے طواف زیارت کے واسطے اذن چاہا اور آپنے انکو اذن دیا سو آپ کو معلوم تھا کہ وہ
حلال ہو چکی ہے سو جب آپ کو کہا گیا کہ وہ حیض سے ہے تو جائز رکہی آپنے یہ بات کہ شاید حیض اُسکو پہلے سے
واقع ہوا ہو یہانتک کہ طواف زیارت سے بھی اُسکو منع کیا ہو سو آپنے یہ بات معلوم کرنی چاہی سو عائشہ رضہ نے
آپ کو معلوم کروایا کہ اُس نے اُنکے ساتھ طواف زیارت کر لیا تھا تو آپکا خوف زائل ہوا (فتح) اس سے
معلوم ہوا کہ طواف وداع معذور سے ساقط ہے جبکہ اُس نے طواف زیارت کر لیا ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ سَاَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ
اِمْرَاَۃٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَھُمْ تَنْفِرُ قَالُوْا لَا نَاْخُذُ بِقَوْلِکَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَیْدٍ قَالَ اِذَا
قَدِمْتُمُ الْمَدِیْنَۃَ فَاسْاَلُوْا فَقَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ فَسَاَلُوْا فَکَانَ فِیْمَنْ سَاَلُوْا اُمُّ سُلَیْمٍ فَذَکَرَتْ حَدِیْثَ
صَفِیَّۃَ رَوَاہُ خَالِدٌ وَقَتَادَۃُ عَنْ عِکْرِمَۃَ ترجمہ عکرمہ رضہ سے روایت ہے کہ اہل مدینے نے ابن عباس رضہ سے پوچھا کہ
اگر کوئی عورت طواف زیارت کرے پھر حائض ہو تو وہ نکلے یا نہیں یعنی اپنے وطن کو سو ابن عباس رضہ نے انکو
کہا کہ وہ عورت نکلے یعنی اپنے وطن کو کوچ کرے اہل مدینہ نے کہا کہ ہم تیرے قول کو نہیں پکڑتے اور زید بن ثابت
کا قول نہیں چھوڑتے کہ اُس نے کہا وہ عورت نہ کوچ کرے یہانتک کہ طواف وداع کرے سو ابن عباس رضہ نے
کہا کہ جب تم مدینے میں آؤ تو اہل مدینہ سے یہ مسئلہ پوچھنا سو وہ مدینے میں آئے اور لوگوں سے پوچھا اور جن لوگوں سے
اُنہوں نے پوچھا اُنمیں ام سلیم رضہ بھی تھیں سو ام سلیم رضہ نے صفیہ رضہ کی حدیث بیان کی یعنے جو مذکور ہو چکی ہے کہ آپنے
اُسکو فرمایا کہ کوچ کر اور طواف وداع ضرور نہیں **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ طواف وداع حائض سے ساقط
ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا وُھَیْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
رُخِّصَ لِلْحَائِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا اَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ اِنَّھَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُہٗ
یَقُوْلُ بَعْدُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَھُنَّ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ جب عورت
حائض طواف زیارت کرے تو اُسکو اجازت ہے کہ وطن کو کوچ کرے طاؤس نے کہا کہ مینے ابن عمر رضہ سے سنا کہتے تھے
کہ نہ نکلے پھر سے مینے ابن عمر رضہ سے اسکے بعد سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو رخصت دی کہ بغیر طواف
وداع کے کوچ کریں حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ
قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰی اِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فطاف بالبیت وبین الصفا والمروة ولم یحل وکان معه الهدی فطاف من کان معه من نسائه
واصحابه وحل منهم من لم یکن معه الهدی فحاضت هی فنسکنا مناسکنا من حجنا فلما کان
لیلة الحصبة لیلة النفر قالت یا رسول الله کل اصحابك یرجع بحج وعمرة غیری قال ما کنت
تطوفین بالبیت لیالی قدمنا قلت بلی قال فاخرجی مع اخیك الی التنعیم فاهلی بعمرة
وموعدك مکان کذا وکذا فخرجت مع عبد الرحمن الی التنعیم فاهللت بعمرة وحاضت
صفیة بنت حیی فقال النبی صلی الله علیه وسلم عقری حلقی انك لحابستنا اما کنت
طفت یوم النحر قالت بلی قال فلا باس انفری فلقیته مصعدا علی اهل مکة وانا
منهبطة او انا مصعدة وهو منهبط وقال مسدد قلت لا تابعه جریر عن منصور فی
قوله لا

ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنے سال حجۃ الوداع کے ... اور نہ گمان کرتے تھے ہم مگر حج کو اسواسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہ رکھتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے سو طواف کیا کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور احرام سے حلال نہ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی تھی اور طواف کیا اُس نے جو تھا آپکے ساتھ بیبیوں اور اصحاب سے اور جسکے ساتھ قربانی نہ تھی وہ احرام سے حلال ہوا سو عائشہ رض کو حیض ہوا سو ہم نے اپنے حج کی سب عبادتیں ادا کیں سو جب محصب کی رات ہوئی یعنے جس رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محصب میں اُترے کہ کوچ کی رات تھی تو عائشہ رض نے کہا کہ میرے سوا آپکے سب اصحاب حج اور عمرہ دونوں کے ساتھ پھر جائینگے یعنے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی کہ میں نے عمرہ نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن راتوں میں ہم آئے ہیں تو نے انمیں طواف نہیں کیا میں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر اور تیرے وعدے کی جگہہ فلانی فلانی ہے کہ وہاں مجھکو آملیو سو میں عبد الرحمن کے ساتھ تنعیم کی طرف نکلی سو میں نے عمرے کا احرام باندھا اور صفیہ کو حیض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اللہ ہلاک کرے اور زخمی کرے (یہ کلمہ عرب کا ہے بد دعا مراد نہیں) کہ تو ہمکو کوچ سے روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت نکیا تھا اُس نے کہا کیوں نہیں تو فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کوچ کر عائشہ رض نے کہا سو میں آپ سے ملی اسحال میں کہ آپ اہل مکہ پر اوپر سے آتے تھے اور میں نیچے سے جاتی تھی یا میں اوپر سے جاتی تھی اور آپ نیچے سے آتے تھے (یہ شک راوی کا ہے)

ف نفر کے معنے ہیں کوچ کرنے کے منا سے طرف مدینے کی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت رکن ہے اور یہ کہ طہارت شرط ہے واسطے صحت طواف کے اور یہ کہ طواف وداع واجب ہے کما تقدم

باب من صلی العصر یوم النفر بالابطح منا سے کوچ کے دن ابطح میں عصر کی نماز پڑھنے کا بیان ف ابطح اصل میں اسجگہ کو

کہتے ہین کہ جہان سنگریزے ہوتے ہین اور ابطح نام ہے ایک جگہہ معین کا متصل منا کے اور اسکو بطحا اور محصب اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہین اور حد اسکی دونو پہاڑون کے درمیان ہے مقبرے تک (فتح وغیرہ) حدثنا محمد بن المثنی ثنا اسحق بن یوسف ثنا سفین الثوری عن عبد العزیز بن رفیع قال سألت انس بن مالك اخبرنی بشیء عقلته عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم این صلی الظهر یوم الترویة قال بمنی قلت فاین صلی العصر یوم النفر قال بالابطح افعل کما یفعل امراءك ترجمہ عبد العزیز سے روایت ہی کہ مینے انس بن مالک رض سے پوچہا کہ خبر دی مجھکو ساتہہ اُس چیز کے کہ تو نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جانا کہ آپنے آٹھوین ذیحجہ کو ظہر کی نماز کہان پڑہی انس رض نے کہا کہ منا مین پہر مینے کہا کہ آپنے کوچ کے دن یعنی تیرہوین ذیحجہ کو عصر کی نماز کہان پڑہی اُس نے کہا ابطح مین کرو جو کچھہ کے امیر کرتے ہین یعنے انکی مخالفت نہ کر کہ باعث فتنہ انگیزی کا ہو اور یہ کہ امر ضروری بھی نہین **ف** اس سے معلوم ہوا کہ آپنے کوچ کے دن عصر کی نماز ابطح مین پڑہی وفیہ المطابقة للترجمة حدثنا عبد المتعالی بن طالب حدثنا ابن وهب اخبرنی عمرو بن الحارث ان قتادة حدثه ان انس ابن مالك حدثه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه صلی الظهر والعصر والمغرب والعشاء ورقد رقدة بالمحصب ثم رکب الی البیت فطاف به ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز پڑہی پہر تہوڑا سا محصب مین سوئے پہر خانے کعبے کی طرف سوار ہوئے اور کعبے کا طواف کیا یعنے طواف وداع **ف** یہ حدیث بہی ترجمہ باب مین ظاہر ہے **باب** المحصب میدان محصب مین اترنے کا بیان کہ اسکا کیا حکم ہے **ف** ابن منذر نے کہا کہ اُسکے مستحب ہونے مین اختلاف ہے اور اسپر اتفاق ہے کہ وہ حج کی عبادتون مین سے نہین (فتح) حدثنا ابو نعیم ثنا سفین عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت انما کان منزل ینزله النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیکون اسمح لخروجه تعنی الابطح ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نہ تہی یہ محصب منزل کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمین اُترے مگر اسواسطے کہ اُسمین اترنا بہت آسان تہا واسطے نکلنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے ابطح مین یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابطح مین اسلیئے اُترتے تہے کہ تا وہان اپنا اسباب چہوڑ جاوین اور مکے مین جا کر طواف وداع کرین پہر جب وہان سے نکل کر مدینے کو آنے لگین تو نکلنا آسان ہو کہ سبکسار ہون اور یا اسواسطے کہ تا سب لوگ اُسمین جمع ہو جاوین اور برابر ہوا اُسمین آہستہ چلنے والا اور میانہ چلنے والا اور مدینہ کو سب اکٹھے کوچ کرین حدثنا علی بن عبد اللہ ثنا سفین قال عمرو بن دینار عن عطاء عن ابن عباس قال لیس التحصیب بشیء انما هو منزل نزله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ محصب مین اترنا کچھ چیز نہین یعنے حج کی عبادتون مین سے نہین سو اسکے نہین کہ وہ تو صرف ایک منزل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان اُترے یعنے وہان کا اُترنا اتفاقی تہا نہ بطور

مسنون کیے ف ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ محصب مین اترنا حج کی عبادتون مین سے نہین و فیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن
جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان اُترے تو وہان کا اُترنا مستحب ہوا واسطے اتباع تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور خلفا نے بھی آپ کے بعد یہ کام کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جس نے سنت کی نفی کی ہے مانند ابن عباسؓ اور عائشہؓ
کی اسکی مراد یہ ہے کہ یہ حج کی عبادتون مین داخل نہین پس اسکی ترک سے کوئی چیز لازم نہین آتی اور جس نے اسکو ثابت
کیا ہے مانند ابن عمرؓ کی تو اُس نے داخل کیا ہے اسکو آپ کے افعال کی عموم پیروی مین نہ بطور الزام کے اور چار رکعت
نمازون کا وہان پڑھنا اور کچھ رات ٹھیرنا مستحب ہے (فتح) بَابُ النُّزُولِ بِذِی طُوًی قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ مَکَّۃَ
وَنُزُولِ الْبَطْحَآءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ اِذَا رَجَعَ مِنْ مَّکَّۃَ کے مین داخل ہونے سے پہلے ذی طوی مین اترنے کا بیان
اور اترنا اُس بطحا مین جو ذی الحلیفہ مین ہے جبکہ کے سے پھرے یعنے مدینے مین داخل ہونے سے پہلے وہان اُترے ف
اور مقصود اس ترجمہ سے اشارہ ہے اسطرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلون کی جگہ اترنے مین آپ کی پیروی کرنا
محصب کے ساتھ خاص نہین اور کلام دخول کہ پر ابتدای حج مین گذر چکی ہے اور بطحا ذی الحلیفہ مین اُترنا صریح ہو باب کے
حدیث مین (فتح) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَبُوْ ضَمْرَۃَ ثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ
کَانَ یَبِیْتُ بِذِیْ طُوًی بَیْنَ الثَّنِیَّتَیْنِ ثُمَّ یَدْخُلُ بَیْنَ الثَّنِیَّۃِ الَّتِیْ بِاَعْلٰی مَکَّۃَ وَکَانَ اِذَا قَدِمَ مَکَّۃَ
حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ یُنِخْ نَاقَتَہٗ اِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ فَیَاْتِی الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ فَیَبْدَاُ بِہٖ ثُمَّ یَطُوْفُ
سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْیًا وَّاَرْبَعًا مَشْیًا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیُصَلِّیْ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ یَنْطَلِقُ قَبْلَ اَنْ یَّرْجِعَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ
فَیَطُوْفُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَکَانَ اِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَۃِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ
الَّتِیْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنِیْخُ بِھَا ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ رات رہتے تھے ذی طوی
مین کہ درمیان دو پہاڑون کے ہے پھر داخل ہوتے تھے مکہ مین اس پہاڑی سے کہ مکہ سے بلندی کی طرف ہے اور تھے ابن عمرؓ
جب کے مین حج یا عمرے کو آتے تو اپنی اونٹنی نہ بیٹھاتے مگر نزدیک دروازے مسجد حرام کے پھر مسجد حرام کے اندر داخل
ہوتے پس سیاہ رکن کے پاس کہ اسمین حجر اسود ہے آتے سو اُس رکن سے شروع کرتے پھر سات بار طواف کرتے تین بار
جلد چلتے اور چار بار معمولی چال چلتے پھر طواف سے پھرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر چلتے پہلے اس سے کہ اپنے اترنے
کی جگہہ کی طرف پھرین پس صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے اور ابن عمرؓ جب حج اور عمرے سے پھرتے تھے تو بیٹھاتے
تھے اونٹنی بطحا مین کہ ذی الحلیفہ مین ہے جسمین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی بیٹھایا کرتے تھے ف اسجگہ کا
اُترنا بھی حج کی عبادتون مین سے نہین ہے اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ
الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سُئِلَ عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ
نَزَلَ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ

يَعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا أَشُكُّ فِي الْعِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً وَيَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ خالد رض سے روایت ہے کہ عبید اللہ کو کسی نے محصب میں اترنے کا حکم پوچھا سو حدیث بیان کی عبید اللہ نے نافع سے کہ نزول فرمایا اسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عمر رض اور ابن عمر رض نے اور نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ نافع نے کہا اور مغرب کی نماز بھی پڑھتے تھے خالد رض نے کہا کہ میں عشاء کی نماز میں شک نہیں کرتا یعنے ابن عمر رض نے بیشک عشاء کی نماز وہاں پڑھی اور تھوڑا سا سوتے تھے اور ذکر کرتے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے **ف** شاید محصب سے مراد وہ محصب ہے جو ذی الحلیفہ میں ہے پس معلوم ہوا کہ جب حاجی مکے کسی مدینے کو پھرے تو سنت ہے کہ محصب میں اترے وفيه المطابقة للترجمة **باب** مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ باب ہے بیان میں اُس شخص کے کہ اُترے ذی طوی میں جبکہ پھرے مکہ سے **ف** ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے اندر حرم کے اور ذی طوی میں اترنا اور رات رہنے کا بیان صبح تک واسطے اُس شخص کے کہ مکے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے ابتداء حج میں گذر چکا ہے اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ جو حج کرکے مکے سے پھرے اسکو بھی وہاں رات رہنا مشروع ہے (فتح) وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ جب وہ مدینے سے مکہ کو آتے تھے ذی طوی میں رات رہتے تھے یہانتک کہ جب صبح کرتے تھے تو مکے میں داخل ہوتے تھے اور جب حج کرکے مدینے کو پھرتے تھے تو ذی طوی میں گذرتے تھے اور وہاں رات رہتے تھے یہانتک کہ صبح کرتے اور ذکر کرتے تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی یہ کام کرتے تھے **ف** ابن بطال نے کہا کہ ذی طوی کا اُترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں میں کہتا ہوں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُترنے کی جگہوں کو اسواسطے پکڑا جاتا ہے کہ اُنمیں آپ کی پیروی کیجاوے اسواسطے کہ آپکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں تو وہاں اُترنا چاہیئے (فتح) **باب** التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ حج کے دنوں میں لوگوں کے جمع ہونے کے وقت تجارت کرنی درست ہے وَالْبَيْعِ فِي أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ اور جاہلیت کے بازاروں میں بھی بیع شرا کرنا درست ہے **ف** مراد جاہلیت کے بازاروں سے وہ بازار ہیں جو اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے لگا کرتے تھے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظُ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوا ذٰلِكَ حَتَّى نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ذو المجاز

اور عکاظ جاہلیت کے زمانے مین لوگون کی تجارت کی جگہہ تہی سو جب اسلام آیا تو گویا کہ انہون نے حج کے دلون مین خرید و فروخت کو برا جانا یہانتک کہ یہ آیت اتری کہ کچہ گناہ نہین تمکو کہ تلاش کرو فضل رب اپنے کا حج کے دلون مین **ف** ذو المجاز ایک بازار کا نام ہے پاس عرفات کی ایک فرسنگ اس سے اور عکاظ ایک میدان برابر کا نام ہے درمیان نخلہ اور طائف کے اور اسی طرح ایک بازار حباشہ مر الظہران مین لگا کرتا تہا اور ایک بازار مجنہ دیار بارق مین لگا کرتا تہا اور یہ دونو بازار حج کے موسم مین نہ لگتے تہے بلکہ رجب مین لگا کرتے تہے اور پہر اسلام کے بعد بہی یہ بازار ہمیشہ لگتے رہے یہانتک کہ اول سوق عکاظ خارجیون کے زمانے مین ۱۲۹ھ سنہ ایک سو انتیس مین موقوف ہوا اور سب سے اخیر سوق حباشہ موقوف ہوا ۱۹۷ھ سنہ ایک سو ستانوین مین اور ان سب مین بڑا بازار عکاظ تہا کہ بہت دور دور کے لوگ اسمین آتے تہے یہ بازار ذیقعد کی اول تاریخ سے بیسوین تک رہتا تہا پہر باقی دس دن سوق مجنہ لگتا تہا پہر ذیحجہ کی پہلی تاریخ سے آٹھوین تک ذی المجاز لگتا تہا پہر لوگ حج کے واسطے منا کو جاتے تہے سو اسلام کے بعد لوگون نے انمین بیع شرا کو برا جانا سو یہ آیت اتری کہ حج کے دلون مین تجارت کرنے مین کچہ گناہ نہین اور ابی کی قرارت مین فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ کا لفظ قرآن مین زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دلون مین تجارت کرلی درست ہے و فیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ معتکف کو بیع شرا کرلی درست ہے واسطے قیاس کرنے کے حج پر اور علت دونو کے درمیان عبادت ہونا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک نے کہا کہ اگر حاجت سے زیادہ ہو تو مکروہ ہے مانند روٹی کی جبکہ نہ پائے جو اسکو کفایت کرے اور یہی قول ہے عطا اور مجاہد اور زہری کا اور ہمین کچہ شک نہین کہ وہ خلاف اولی ہے اور آیت جناح کی نفی کرتی ہے اس سے اولویت کی نفی لازم نہین آتی (فتح) **بَابُ الْإِدْلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ** رات کو وقت محصب سے چلنے کا بیان **ف** ادلاج کے معنے دونو مین اول رات کا چلنا ہے اور اخیر رات کا چلنا بہی اور مراد یہان اخیر رات کا چلنا ہے اور .. .. مقصود کوچ کرنا ہے محصب مین رات رہنے کی جگہہ سے پچہلی رات کو اور یہی واقع عائشہ کے قصے مین ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ ترجمہ واسطے کوچ کرنے عائشہ رض کے ساتہہ بہائی اپنے کی واسطے عمرے کے اسواسطے کہ انہون نے اخیر رات کو کوچ کیا تو امام بخاری نے قصد کیا یہ کہ تنبیہ کرے اسپر کہ محصب مین رات رہنا لازم نہین اور یہ کہ پہلی رات کو وہان سے چلنا جائز ہے (فتح) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلْقَى أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَى عَقْرَى مَا أُرَاهَا إِلَّا

حابستکم ثم قال کنت افضت یوم النحر قالت نعم قال فانفری قلت یا رسول اللہ انی لم اکن حللت قال فاعتمری من التنعیم فخرج معها اخوها فلقینا مدلجا فقال موعدک مکان کذا وکذا

ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ کوچ کے دن صفیہ کو حیض ہوا سو اُس نے کہا کہ مین نہین دیکھتی اپنے تئین مگر کہ تمکو کوچ سے روکنے والی ہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اُسکو ہلاک کرے اور زخمی کرے کیا اُس نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا کہا گیا کہ ہان اور نیز عائشہ رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اسحال مین کہ نہ ذکر کرتے تھے ہم مگر حج کا سو جب ہم مکے مین آگئے تو حکم کیا ہمکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ حلال ہووین ہم احرام سے سو جب کوچ کی رات ہوئی تو صفیہ کو حیض ہوا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اُسکو ہلاک کرے اور زخمی کرے نہین دیکھتا مین اسکو مگر کہ تمکو روکنے والی ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے نحر کے دن طواف زیارت کیا تھا اُس نے کہا ہان فرمایا پس کوچ کر مینے کہا کہ یا حضرت مین عمرے کے احرام سے حلال نہین ہوئی یعنے مینے عذر سے طواف نہین کیا جیسی کہ اور عورتون نے کیا حکم ہو تو مین بھی عمرہ کرلون فرمایا کہ احرام باندھ عمرے کا تنعیم سے اور عمرہ ادا کر سو عائشہ رض کے ساتھ انکا بھائی نکلا سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسحال مین کہ آپ محصب سے پچھلی رات کو نکلے تھے یعنے بعد ادا کرنے عمرے کے تو فرمایا کہ تیرے ملنے کی جگہ فلانی فلانی ہے کہ عمرے کے بعد ہمکو وہان آ ملنا **ف** جب عائشہ عمرہ کرکے اپنی جگہہ مین پھرین تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ مین ملین اسحال مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف وداع کے واسطے مکے کو جاتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصب سے اخیر رات کو کوچ کرنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة

بسم اللہ الرحمن الرحیم ابواب العمرة عمرے کے بابون کا بیان

باب وجوب العمرة وفضلها عمرے کے واجب ہونے اور اُسکی بزرگی کا بیان **ف** عمرہ کے معنے زیارت کے ہین اور یقین کیا ہے امام بخاری نے ساتھ اسکے کہ عمرہ واجب ہے اور یہی مشہور قول ہے امام شافعی اور احمد وغیرہ اہل حدیث کا اور مشہور قول مالکیہ کا یہ ہے کہ عمرہ مستحب ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور اُنکی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک مرد نے پوچھا کہ یا حضرت کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہین اور عمرہ کرنا بہتر ہے روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور یہ ضعیف ہے اور پہلون کی دلیل یہ حدیث ہے جو باب مین مذکور ہے اور دوسری دلیل یہ ہے جو ابو داؤد وغیرہ مین ہے کہ صبی نے عمر رض سے کہا کہ مینے اعتقاد کیا کہ حج اور عمرہ مجھ پر واجب ہے سو مینے دونو کا احرام باندھا سو عمر رض نے اسکو کہا کہ راہ دکھایا گیا تو واسطے سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی موافق کیا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جبرئیل کی حدیث مین روایت کی ہے کہ جب اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام کی حقیقت پوچھی تو فرمایا کہ اور یہ کہ تو حج اور عمرہ کرے اور انکی دلیلین اور حدیثین بھی ہین اور نیز دلیل

پکڑی ہے انہون نے ساتھہ اس آیت کی کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے یعنے قائم کرو انکو اور طحاوی نے زعم کیا ہے کہ جو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عمرہ واجب ہے تو اسکے معنے وجوب کفایہ کے ہین اور نہین پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور ابن عباسؓ اور عطا اور احمد کا یہ مذہب ہے کہ عمرہ نہین واجب ہے اہل مکہ پر اگرچہ واجب ہے انکے غیر پر (فتح) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَيْسَ اَحَدٌ اِلَّا عَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ یعنے اور ابن عمرؓ نے کہا کہ نہین کوئی مگر کہ اسپر حج اور عمرہ واجب ہے ف اور ایک روایت مین ہے کہ حج اور عمرہ دونو فرض ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ واجب ہے وفیہ المطابقة للترجمة وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهَا لَقَرِيْنَتُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قرآن مین عمرہ حج کے برابر واقع ہوا ہے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے ف اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عمرہ واجب ہے کہ قرآن مین حج کے برابر ہے واقع ہوا ہے وفیہ المطابقة للترجمة حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے تک اتارا ہے درمیان کی گناہون کا اور حج پاک کا تو سوای بہشت کے کوئی بدلہ نہین ف پاک حج وہ ہے جسمین گناہ اور ساتھیون سے لڑائی جھگڑا نہ ہو یعنے مقبول حج گناہون کو اس طرح کہو دیتا ہے کہ آدمی بہشتی ہوجاتا ہے اور مراد گناہون سے صغیرے گناہ ہین کبیرے نہین اور بعضے کہتے ہین کہ عام گناہ مراد ہین اور بعضے اعتراض کرتے ہین کہ جو کوئی کبیرون سے بچے اسکے صغیرے گناہ معاف ہوجاتے ہین پس عمرہ کس چیز کو اتارتا ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ تکفیر عمرے کی مقید ہے ساتھہ زمانے اپنے کی اور تکفیر اجتناب کی عام ہے واسطے ساری عمر کے پس حیثیت مختلف ہے اور ایک حدیث کی حدیث سے ثابت ہے اور وہ فضیلت ہے اور دوسری حدیث مین مذکور نہین اور شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اسکی کہ اس حدیث کی بعض طریقون مین وارد ہوا ہے کہ پے درپے کرو حج اور عمرہ یعنے قران کرو یا ایک کے بعد دوسرے کو کرو درمیان حج اور عمرے کے اسواسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ برابر ہے پس موافق ہوگا ابن عباسؓ کے قول کو اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ بہت کثرت سے عمرہ کیا کرے اور مالکیہ کہتے ہین کہ ایک سال مین ایک بار سے زیادہ مکروہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک مہینے مین ایک بار سے زیادہ نہ کرے اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ عمرہ سب دنون مین جائز ہے اسکو جو اعمال حج کے مشغول نہ ہو اور حنفیہ سے منقول ہے کہ عرفہ اور نحر کے دن اور تشریق کے دنون مین عمرہ کرنا مکروہ ہے اور امام احمدؒ سے منقول ہے کہ جب عمرہ کرے تو ضرور ہے کہ سر منڈاوے یا بال کترادے تو اسکے بعد دس دن تک عمرہ نہ کرے تاکہ سر کا منڈانا اسمین ممکن ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ دس

دن سو کم مین عمرہ کرنا اسکے نزدیک مکروہ ہے اور اسحدیث مین اشارہ ہی طرف جواز عمرہ کرنے کی پہلے حج سے (فتح)

باب مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا بیان یعنے اسکو کفایت کرتا ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَاْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اِسْحٰقَ ثَنِيْ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهٗ **ترجمہ** ابن جریجؒ سے روایت ہے کہ عکرمہ نے ابن عمر سے پوچھا کہ حج سے پہلے عمرہ کرنیکا کیا حکم ہے ابن عمر رض نے کہا کہ درست ہی کوئی ڈر نہین عکرمہ نے کہا کہ ابن عمر رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا **ف** ایک روایت مین ہے کہ عکرمہ رض نے کہا کہ مین مکے کے کئی لوگون کے ساتھ مدینے مین آیا سو مین عبداللہ بن عمر رض سے ملا سو مینے اُس سے کہا کہ ہم نے کبھی حج نہین کیا پس ہم مدینہ سی عمرہ کرین اُسنے کہا ہان اور کیا چیز تمکو اس سے منع کرتی ہی پس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عمرے اپنے حج سے پہلے کیئے ہین **ف** اسحدیث سی معلوم ہوا کہ جسپر حج فرض ہوا ہو اسکو حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہی اور معلوم ہوا کہ حج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمرے سے پہلے فرض ہوا تھا اور آپکا اصحاب کو حکم کرنا کہ حج کو عمرے کے ساتھ فسخ کر ڈالین بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج فی الفور واجب نہین بلکہ دیر کے ساتھ کرنا بھی درست ہی (فتح)

باب كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیئے ہین **ف** امام بخاری نے اس باب مین عائشہؓ اور ابن عمر رض کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیئے ہین اور براکی روایت مین ہے کہ دو عمرے کیئے اور تطبیق انمین اسطور سی ہی کہ اُسنے حجۃ الوداع کے عمرے کو اور حدیبیہ کے عمرے کو شمار نہین کیا یا جعرانہ کا عمرہ اسپر مخفی رہا ہوگا (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَاِذَا اُنَاسٌ يُّصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِحْدٰىهُنَّ فِيْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا اَنْ نَّرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرَاتٍ اِحْدٰىهُنَّ فِيْ رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً اِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ **ترجمہ** مجاہد رض سے روایت ہی کہ مین اور عروہ مسجد مین داخل ہوئے سو ناگہان عبداللہ بن عمرؓ عائشہ رض کے حجرے پاس بیٹھے تھے اور کچھ لوگ مسجد مین چاشت کی نماز پڑھتے تھے سو ہمنے اس سے انکی نماز کا حال پوچھا ابن عمر رض نے کہا کہ یہ بدعت ہی پھر مجاہد نے اُسکو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حدثنا عمرو بن علي حدثنا ابو عاصم انا ابن جريج قال قال عكرمة بن خالد سالت ابن عمر رضي الله عنهما مثله

[illegible]

کتنے عمرے کیئے ہین اُسنے کہا کہ چار عمرے اُنمین سے ایک عمرہ آپنے رجب مین کیا ہے اور ہمنے بُرا جانا کہ اُسپر رد کرین یعنے انکو کہین کہ یون نہین مجاہد نے کہا کہ ہمنے حجرے مین عائشہ رض کے مسواک کرنیکی آواز سُنی سو عروہ رض نے کہا کہ ای مومنون کی مان کیا تم نہین سنتے ہو جو ابن عمر کہتے ہین عائشہ رض نے کہا کہتے ہین اُسنے کہا کہ کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیئے ہین اُنمین سے ایک رجب مین کیا ہے یعنے اور باقی ذیقعدہ مین عائشہ رض نے کہا کہ ابن عمر کو خدا رحمت کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہین کیا مگر کہ ابن عمر آپکے ساتھہ حاضر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب مین کبھی عمرہ نہین کیا **ف** عائشہ رض نے صرف اسی بات کا انکار کیا تہا کہ آپنے ایک عمرہ رجب مین کیا فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب مین کوئی عمرہ نہین کیا اور اُسکو اُنکے نسیان پر حمل کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب مین کوئی عمرہ نہین کیا اسواسطے کہ جب عائشہ رض نے انکار کیا تو ابن عمر رض نے اُسکے جواب مین سکوت کیا گویا کہ اُنکو بھی اسمین اشتباہ ہو گیا تہا اسی واسطے سکوت کیا اور مراجعت نہ کی (تیسیر) حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قَالَ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب مین کوئی عمرہ نہین کیا حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُونَ وَعُمْرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَعُمْرَةُ الْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةً أُرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ وَاحِدَةً ترجمہ قتادہ رض سے روایت ہے کہ مینے انس رض سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہین اُسنے کہا کہ چار عمرے ایک عمرہ حدیبیہ کا ذیقعدہ مین جبکہ مشرکین نے آپکو مکے سے روکا اور دوسرا عمرہ آیندہ سال سے ذیقعدہ مین جبکہ مشرکین سے آپنے صلح کی اور تیسرا عمرہ جعرانہ کا جبکہ آپنے حنین کی غنیمتین بانٹین مینے کہا کہ آپنے کتنی بار حج کیا اُسنے کہا کہ ایک بار **ف** اور چوتہا عمرہ آپنے حج کے ساتھہ کیا جیسے کہ آیندہ روایت سے ثابت ہوتا ہے اور حدیبیہ نام ایک گاؤن کا ہے کہ نو کوس ہے مکے سے اکثر اُسکا حرم مین ہے اور کچھ حل مین اور بیان مجمل عمرہ حدیبیہ کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے سال ہجری مین پہلی تاریخ ذیقعدہ کو پیر کے دن مدینہ سے روانہ ہوئے ساتھہ قصد عمرے کے اور چودہ سو یا کچھہ زیادہ آدمی آپکے ساتھہ تھے جب حدیبیہ مین پہونچے تو کفار قریش جمع ہو کر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مین آنے سے روکا اور عہد کیا کہ آیندہ سال کو آنا اور عمرہ کرنا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح کر کے پہر آئے پس حقیقت مین یہ عمرہ تو نہ ہوا لیکن بسبب ملنے ثواب عمرے کے پہلا عمرہ گنا گیا اور حکم احصار کا یہین سے شروع ہوا اور آیندہ سال مین اسی عمرے کی قضا کو مکے مین گئے اور تین روز

وہاں رہے چوتھے دن وہاں سے روانہ ہوگئے یہ دوسرا عمرہ ہوا اس عمرے کو عمرۃ القضا کہتے ہیں اور تیسرا عمرہ وہ ہے کہ جعرانہ سے آپنے کیا اور بیان اسکا یہ ہے کہ جعرانہ ایک جگہ کا نام ہے کہ نو کوس ہے مکہ سے آٹھویں سال ہجری میں بعد فتح مکہ کے جنگ حنین ہوا اور غنیمت بیشمار وہاں سے ہاتھ لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ یا سولہ دن جعرانہ میں رہے اور وہ غنیمت بانٹی انہیں دنوں میں ایک رات کو عشاء کی نماز کے بعد سوار ہو کر مکے میں تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا اور اسی رات پھر آئے اور صبح کی نماز جعرانہ میں ادا کی اور چوتھا عمرہ وہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا بعد فرض ہونے حج کے یہ ذی الحجہ میں ہوا اور باقی ذیقعدہ میں اور حج اسلام سوای ایک کے اور کوئی نہیں (۴) حدثنا ابو الولید هشام بن عبد الملك ثنا همام عن قتادة سألت انسا فقال اعتمر النبي صلى الله عليه وسلم ردوه ومن القابل عمرة الحديبية وعمرة في ذي القعدة وعمرة مع حجته ترجمہ قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ مینے انس رضہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں سو انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ تو اسوقت کیا جبکہ مشرکین نے آپ کو مکے سے روکا یعنے عمرہ حدیبیہ اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے قضاء حدیبیہ کا عمرہ قضا کیا اور تیسرا عمرہ ذیقعدہ میں کیا اور چوتھا عمرہ آپنے حج کے ساتھ کیا حدثنا هدبة بن خالد ثنا همام وقال اعتمر اربع عمر في ذي القعدة الا التي اعتمر مع حجته عمرته من الحديبية ومن العام المقبل ومن الجعرانة حيث قسم غنائم حنين وعمرة مع حجته ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ذیقعدہ میں مگر جو عمرہ کہ آپنے حج کے ساتھ کیا پہلا عمرہ آپ کا حدیبیہ سے تھا اور دوسرا عمرہ آپکا آئندہ سال تو تھا اور تیسرا عمرہ جعرانہ سے تھا جس جگہ کہ آپنے حنین کی غنیمتیں بانٹیں اور ... اور چوتھا اپنے حج کے ساتھ کیا تھا حدثنا احمد بن عثمان ثنا شريح بن مسلمة ثنا ابراهيم بن يوسف عن ابيه عن ابي اسحاق قال سألت مسروقا وعطاء ومجاهدا فقالوا اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يحج قال وسمعت البراء بن عازب يقول اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذي القعدة قبل ان يحج مرتين ترجمہ ابو اسحاق رضہ سے روایت ہے کہ مینے مسروق اور عطا اور مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا پہلے حج کرنے سے اور ابو اسحاق نے کہا کہ مینے براء سے سنا کہتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں حج کرنے سے پہلے دو بار عمرہ کیا ہے **ف** یہ حدیث ظاہر حدیث عائشہ رضہ کی حدیث کے مخالف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ براء نے حجۃ الوداع کے عمرے کو شمار نہیں کیا اسواسطے کہ اُسکی حدیث مقید ہے ساتھ اسکے کہ آپ کا عمرہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور جو عمرہ کہ آپنے اپنے حج کے ساتھ کیا وہ ذی الحجہ میں تھا اور اسی طرح اس نے عمرہ حدیبیہ کو بھی شمار نہیں کیا اسواسطے کہ اُس سے روکے گئے تھے اور یہ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں کسر

چینے کے ساتھ احرام باندھا تھا اور اسی طرح جو اس باب مین اختلاف ہو اسکی تطبیق بھی پہلے گذر چکی ہے اب اسکو اعادے
کی کچھ ضرورت نہین اور مشہور عائشہ رض سے یہ بات ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین مفرد تھے اور اسکی اسحدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور اسیطرح ابن عمر نے انس پر آپکے قارن ہونیکا انکار کیا باوجودیکہ
ابن عمر رض کی یہ حدیث دلالت کرتی ہو اسپر کہ آپ قارن تھے اسواسطے کہ یہ منقول نہین کہ آپنے اپنے حج کے بعد عمرہ کیا ہو
پس نہ باقی رہی مگر یہ بات کہ آپنے حج کے ساتھ عمرہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمتع بھی نہ تھے اسواسطے کہ آپنے
عذر بیان کیا کہ مین قربانی ساتھ لایا ہون اور محتاج ہوا ابن بطال طرف تاویل کرنے اسحدیث عائشہ رض اور ابن عمر رض
کے پس کہا کہ جو تھے عمرے کی نسبت کرلی آپ کی طرف اسواسطے جائز ہے کہ آپنے اسکے ساتھ لوگون کو حکم کیا اور آپکے
سامنے کیا گیا اور جو پہلے تطبیق مین عذر کرے وہ اس تاویل سے بے پرواہ ہے اور ابن تین نے کہا کہ جس عمرے سے
آپ روکے گئے تھے اسکو جو اصحاب نے عمرہ شمار کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ پورا عمرہ ہے اور اسمین اشارت ہو اسطرف
کہ جمہور کا قول صحیح ہے جو خانہ کعبے سے روکا جاوے اسپر قضا واجب نہین بخلاف حنفیہ کے اور اگر عمرہ قضا کا حدیبیے کے
عمرے کے عوض مین ہوتا تو دونو کو ایک شمار کیا جاتا اور عمرے قضا کو عمرۂ قضا اسواسطے کہا جاتا ہے کہ آپنے اسمین قریش
سے صلح کی نہ اسواسطے کہ وہ حدیبیے کے عمرے کے بدلے قضا ہے اسواسطے کہ اگر قضا ہوتا تو دونو کو ایک شمار کیا جاتا اور اس
مین دلیل ہے اسپر کہ حج کے مہینون مین عمرہ کرنا جائز ہے بخلاف اسکے جسپر مشرکین تھے کہ حج کے مہینون مین عمرے کو
جائز نہ رکھتے تھے اور اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی جلیل القدر کثیر الملازمت پر کوئی حدیث
پوشیدہ رہتی ہے اور اسکو وہم اور نسیان ہو جاتا ہے اسواسطے کہ وہ معصوم نہین اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا
کہ بعض علما کو بعض پر ذکر نا درست ہے لیکن نرمی اور حسن ادب سے رد کرے اور نووی نے کہا کہ سکوت ابن عمر رض
کا عائشہ رض کے انکار پر دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکو اشتباہ ہو گیا تھا یا بہول گیا تھا یا اسکو شک ہوا تھا اور قرطبی نے
کہا کہ اسکا عائشہ رض پر نہ انکار کرنا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکو وہم ہو گیا تھا اور اسنے عائشہ رض کے قول کی طرف
رجوع کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ابن عمر رض کی مراد رجب مین عمرہ کرنے سے یہ ہے کہ آپنے ہجرت سے پہلے عمرہ کیا اسواسطے کہ
اگرچہ یہ بات محتمل ہے ولیکن عائشہ رض کا یہ کہنا کہ آپنے رجب مین کوئی عمرہ نہین کیا اس سے لازم آتا ہے کہ عائشہ
رض کا رد اسکی کلام کے مطابق نہ ہو (فتح) **بَابُ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ** رمضان مین عمرہ کرنے کا بیان۔

ف امام بخاری نے ترجمہ مین کوئی حکم بیان نہین کیا کہ رمضان مین عمرہ کرنا کیسا ہے اور جائز ہے یا افضل ولیکن
شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اسحدیث کی جو عائشہ رض سے مروی ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان
کے عمرے مین نکلی سو آپنے افطار کیا اور مینے روزہ رکھا اور آپنے قصر کیا اور مینے اتمام کیا (فتح) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ**
ثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اِسْمَهَا مَا مَنَعَكِ اَنْ تَحُجِّيْ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ اَبُوْ فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ فَاِذَا كَانَ رَمَضَانُ اِعْتَمِرِيْ فِيْهِ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ اَوْ نَحْوًا مِّمَّا قَالَ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت سے فرمایا ابن جریج نے کہا کہ ابن عباس رضی نے اُسکا نام لیا تھا لیکن مین اسکو بھول گیا ہون) کہ کیا چیز تجھکو منع کرتی ہے اس سے کہ تو ہمارے ساتھ حج کرے اُس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اونٹ پانی کھینچنے والا تھا سو اسپر فلانے کا باپ اور اسکا بیٹا سوار ہوا مراد اُس عورت کی اپنا خاوند اور بیٹا ہے یعنے سوار ہو کر کہین سفر کو گئے ہین اور ہمارے پاس صرف ایک اونٹ چھوڑ گئے ہین جسپر ہم پانی لاتے ہین سو فرمایا کہ جب رمضان آوے تو اُسمین عمرہ کر اسواسطے کہ رمضان مین عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے یا مانند اسکی فرمایا **ف** مراد یہ ہے کہ رمضان مین عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے نہ یہ کہ اُس سے حج فرض ساقط ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اجماع ہے اسپر کہ فرض حج کے بدلے عمرہ کرنا کفایت نہین کرتا اور ابن جوزی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ ہوتا ہے ثواب عمل کا ساتھ بزرگی وقت کے جیسے کہ حضور قلب اور خلوص قصد سے ثواب زیادہ ہوتا ہے (فتح) اور ظاہر یہ حدیث عام ہے اُس عورت کے ساتھ خاص نہین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان مین عمرہ کرنے کا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن یہ حکم امت کے واسطے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وہی افضل تھا جو آپ نے کیا (فتح) **بَابُ** الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا محصب کی رات وغیرہ مین عمرہ کرنا جائز ہے

حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ اَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِالْعُمْرَةِ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَظَلَّنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُرْفُضِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِيْ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اسحال مین کہ ہم پورا کرنے والے تھے چاند ذیقعدہ کو یعنے مہینا ذیقعدہ کا پورا ہو چکا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو فرمایا کہ جو نرے حج کا احرام باندھنا چاہے تو چاہیئے کہ حج کا احرام باندھے اور جو نرے عمرے کا احرام باندھنا چاہے تو چاہیے کہ نرے عمرے کا احرام باندھے سو اگر مین قربانی ساتھ نہ لاتا تو صرف عمرے کا احرام باندھتا عائشہ رضہ نے کہا سو ہم مین سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضون نے صرف حج کا احرام باندھا اور مین اُن لوگون مین سے تھی جنہون نے صرف عمرے کا احرام باندھا

اس حال مین کہ مین حائض تھی سو مینے اپنے حال کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنے بال کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ سو جب محصب مین اُترنے کی رات ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو مینے عمرے کا احرام باندھا بدلے اُس عمرے کے کہ مینے پہلے نیت کی تھی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی اپنا حج تمام کر چکے تو اُسکو تشریق کے دنون کے بعد عمرہ کرنا جائز ہے اور محصب کی رات وہ اخیر کوچ کی رات ہے اسواسطے کہ وہ ایام رمی کا اخیر ہے اور اسمین سلف کو اختلاف ہے کہ حج کے دنون مین عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے سو حضرت عمر اور علی رض سے روایت ہے کہ وہ لاشئ سے بہتر ہے اور عائشہ رض نے کہا کہ عمرہ بقدر نفقہ کے ہے یعنے اپنے شہر سے عمرے کی نیت سے نکلنا افضل ہے اس کہ مکہ سے قریب تر حل کے طرف نکل کر عمرے کا احرام باندھے (فتح) **باب** عُمْرَةِ التَّنْعِيْمِ تنعیم سے عمرہ کرنے کا بیان **ف** یعنے جو مکہ مین ہو اُسکے لیئے وہ جگہ متعین ہے یا نہین اور جب متعین نہین تو پھر کیا اسکو فضیلت ہے جہات حل کی اور طرفون سے عمرہ کرنے پر یا نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت نہین کہ آپنے مکہ مین ہو کر عمرے کا احرام حل سے باندھا ہو نہ پہلے ہجرت سے اور نہ پیچھے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے نہ آپ کی زندگی مین اور نہ بعد آپکے مگر صرف عائشہ رض سے اور چونکہ عائشہ رض نے یہ عمرہ آپکے حکم سے کیا تھا تو معلوم ہوا کہ درست ہے اور اسمین اختلاف ہے کہ ایک سال مین ایکبار سے زیادہ عمرہ کرنا درست ہے یا نہین جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ یوم نحر اور یوم عرفہ اور ایام تشریق مین نہ کرے اور ابو یوسف بھی اُنکے موافق ہین مگر یوم عرفہ مین اور امام شافعی رح نے کہا کہ تشریق کے دنون مین منا مین رہنے والا نہ کرے اور جو مکہ سے عمرہ کرے اُسکے حق مین بھی اختلاف ہے ابن سیرین سے روایت ہے کہ ہمکو خبر پہونچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ تنعیم مقرر کی اور ایک روایت مین ہے کہ جو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ تنعیم یا جعرانہ کی طرف نکلے اور وہان سے احرام باندھے برابر ہے کہ مکے ہو یا آفاقی یعنے غیر مکی اور افضل یہ ہے کہ حج کے کسی میقات سے احرام باندھے اور طحاوی نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جو مکے مین ہو اُسکے لیئے عمرہ کا میقات کوئی نہین مگر تنعیم اور اس سے آگے بڑھنا درست نہین جیسے کہ حج کے میقات سے آگے بڑھنا درست نہین اور دوسرے علمانے انکی مخالفت کی ہے سو کہتے ہین کہ میقات عمرے کا حل ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رض کو تنعیم سے احرام باندھنے کا حکم کیا کہ وہ قریب تر حل مین سے ہے پس ثابت ہوا کہ اہل مکہ کے عمرہ کا میقات حل ہے برابر ہے کہ تنعیم سے ہو یا کسی اور جگہ سے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَمْرُو بْنُ اَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ قَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا وَكَمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ عَمْرٍو ترجمہ

عبدالرحمن بن ابوبکر رض سے روایت ہو کہ حکم کیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ عائشہ رض کو اپنے پیچھے سوار کرے اور اسکو تنعیم سے عمرہ کراوے یعنے اسکو اپنے ساتھہ لیجاوے تاکہ وہ وہان سے عمرے کا احرام باندہے
ف تنعیم نام ہے ایک جگہ معروف کا کہ چار میل ہے مکے سے طرف مدینہ کی اور وہ جگہ حرم مکہ سے باہر ہے حل مین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عائشہ رض کا تنعیم سے عمرہ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تہا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکے والون کو عمرے کے واسطے حل کی طرف نکلنا ضرور ہے اور یہی ایک قول ہے علماء کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ حرم سے بھی عمرہ درست ہو جاتا ہے لیکن میقات ترک کرنے کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوتا ہے اور حدیث باب کی اسکو رد نہین کرتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے خلوت کرنی ساتھہ محرم کے سفر مین بھی اور حضر مین بھی اور جائز ہے محرم عورت کو اپنے پیچھے سوار کرنا (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ ثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً يَطُوفُوا ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوا نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ وَأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيهَا فَقَالَ أَلَكُمْ خَاصَّةً هَذِهِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ ترجمہ جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپکے اصحاب نے حج کا احرام باندہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے سوا کسی کے ساتھہ قربانی نہ تہی اور حضرت علی یمن سے آئے تھے اور اُنکے ساتھ ہدی کے اونٹ تھے سو حضرت علی نے کہا کہ مینے احرام باندہا ساتھہ اُسچیز کے کہ احرام باندہا اسکے ساتھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے حج کا یا عمرے کا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ کر ڈالنے یعنے عمرہ کرکے حج کا احرام اتار ڈالین اور طواف کرین اور بال کتراوین اور حلال ہو جاوین مگر جسکے ساتھہ قربانی ہو وہ حلال نہو سو اصحاب نے کہا کہ ہم منا کو چلینگے اس حال مین کہ ہمارے ایک کی آلت سے منی ٹپکتی ہوگی یعنے جماع کا زمانہ حج کے احرام سے قریب ہوگا اسواسطے کہ جب آدمی عمرہ کرکے حلال ہو گیا تو شاید عورت سے جماع بھی کریگا پھر جب آٹھوین کو

حج کا احرام باندھے گا تو احرام حج کا حج کے زمانے سے قریب ہوگا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی سو فرمایا کہ اگر مین پہلے سے جانتا جو کہ پیچھے جانتا تو قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ مین عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا اور یہ کہ مقرر عائشہ رض کو حیض ہوا سو انہون نے حج کے سب عمل ادا کئے مگر یہ کہ خانے کعبے کا طواف نہ کیا سو جب وہ پاک ہوئین اور طواف زیارت کیا تو کہا کہ یا حضرت کیا آپ حج اور عمرے دونو کے ساتھ چلتے ہین اور مین صرف حج کے ساتھ چلتی ہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن کو حکم کیا یہ کہ عائشہ رض کے ساتھ تنعیم کیطرف نکلے سو عائشہ رض نے حج کے بعد ذیحجہ مین عمرہ کیا اور یہ کہ سراقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ مین ملا اس حال مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنکر مارتے تھے سو اُسنے کہا کہ یا حضرت کیا یہ فعل یعنے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے خاص آپ ہی کے لیے ہے یعنے اس سال کی یا ہمیشہ کے واسطے فرمایا خاص نہین بلکہ ہمیشہ کے واسطے درست ہے **ف** امام نووی نے کہا کہ جمہور کے نزدیک اسکے یہ معنے ہین کہ عمرہ حج کے مہینون مین درست ہے واسطے باطل کرنے اعتقاد جاہلیت کے (کما مر غیر مرة) اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اُسکے یہ ہین کہ قران جائز ہے یعنے عمرہ کے افعال حج مین داخل ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اسکے یہ ہین کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرہ کے اور یہ ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ سیاق سوال کا اس تاویل کو قوی کرتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ سوال اسی کا تھا اور جواب عام ہے تاکہ سب تاویلات مذکورہ کو شامل ہو (فتح) اور حدیث سے ایک جز باب کی ثابت ہے اور یہی کافی ہے واسطے مطابقت حدیث کی باب کے

بَابُ الْاِعْتِمَادِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ حج کے بعد ایام حج مین بغیر قربانی کے عمرہ کرنیکا بیان **ف** گویا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ جو کہتا ہے کہ حج کے مہینے شوال اور ذیقعدہ اور ذیحجہ ہے تو اُسکے قول سے لازم یہ ہے کہ مراد کامل اور پورے مہینے ہین یعنے شوال بھی سارا اور ذیقعدہ بھی سارا اور ذیحجہ بھی سارا مراد ہے جیسا کہ منقول ہے ایک روایت مین مالک سے اور شافعی سے بھی اور جو مطلق کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینون مین جیسی ابن عبد البر نے اسمین اتفاق نقل کیا ہے سو کہا کہ علماء کے درمیان خلاف نہین اسمین کہ آیت فمن تمتع بالعمرة الی الحج مین مراد تمتع سے عمرہ کرنا ہے حج کے مہینون مین پہلے حج سے اور یہ کہ جو حج کے بعد ذیحجہ مین عمرے کا احرام باندھے تو اسپر قربانی ہے اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اُسکے خلاف پر لیکن جو کہتا ہے کہ ذیحجہ سارا حج کے مہینون سے ہے وہ کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینون مین پہلے حج سے سو یہ بات انکو لازم نہین آئی (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى ثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ اَنْ

أَدْخُلُ مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي
عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَرْدَفَهَا فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ
فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ نکلے اسحال میں کہ منہ لانے والے تھے ہم واسطے چاند ذیحجہ کے یعنے ذیحجہ کا چاند قریب چڑھنے کو تھا اس
واسطے کہ پچیسویں ذیقعدہ کو مدینے سے روانہ ہوئے اور یہ قریب ہے چاند ذیحجہ کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو تم میں سے چاہے کہ عمرے کا احرام باندھے تو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے اور جو چاہے حج کا احرام باندھے
تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو البتہ عمرے کا احرام باندھتا سو انمیں سے بعض نے
تو عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور تھی میں ان لوگوں سے جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا سو مجھکو
مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حیض ہوا سو مجھکو عرفے کے دن نے پایا اسحال میں کہ میں حائض تھی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ سو میں نے یہ
کام کیا سو جب محصب کی رات ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو اُسنے
مجھکو اپنے پیچھے سوار کیا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اپنے عمرے کے کہ اُسکی پہلی نیت کی تھی سو خدا نے اُسکا حج اور
عمرہ ادا کرایا اور نہ تھی کسی چیز میں اس سے ہدی اور نہ صدقہ اور نہ روزہ **ف** مراد عائشہ رضہ کی وہ عمرہ ہے جو حج سے
علیحدہ ہو عیاض وغیرہ نے کہا کہ سو اب مختلف روایتوں کو جمع کرنے میں یہ ہے کہ عائشہ رضہ نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا
تھا جیسے کہ قاسم وغیرہ کی روایت سے ظاہر ہے پھر اسکو عمرے کی طرف فسخ کیا جیسے کہ اور اصحاب نے فسخ کیا اور اسی پر عروہ کا
قول محمول ہے پھر جب انکو حیض آیا اور حیض کے وجہ سے عمرے سے حلال ہونا مشکل ہوا اور حج کی طرف نکلنے کا وقت
قریب ہوا تو انہوں نے حج کو عمرے پر داخل کیا اور قارنہ ہوئیں اور اسپر قائم رہیں یہانتک کہ حلال ہوئیں اور اسپر
دلالت کرتا ہے قول اُسکا طاؤس کی روایت میں نزدیک مسلم کے کہ تیرا طواف تجھکو حج اور عمرے کے واسطے کافی ہے
اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو کہا کہ یہ عمرہ تیرا ہے بدلے عمرے تیرے کے تو مراد اُس سے وہ عمرہ ہے جو اُسکے غیر کے
لیے اُس سے کہ بیچ حلال ہونا حاصل ہوا پھر جدا حج کا احرام باندھنا اور بنا بر اسکے پس عائشہ رضہ کے واسطے دو عمرے ہوئے
اور اسی طرح قول عائشہ رضہ کا کہ لوگ حج اور عمرے کے ساتھ پھرینگے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ
لوگ جدا حج اور جدا عمرے کے ساتھ پھرینگے اور یہ جو راوی نے کہا کہ نہ تھی اسمیں ہدی اور نہ صدقہ وغیرہ تو اسکے معنے یہ
ہیں کہ نہ تھی بیچ ترک کرنے اُسکے کی پہلے عمرے کے اعمال کو اور درج کرنے اُسکے کے حج میں ہدی وغیرہ اور نہ اُس عمرے نے کہ
تنعیم سے کیا اور یہ تاویل اچھی ہے (فتح) **بَابُ** أَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلَىٰ قَدْرِ النَّصَبِ عمرے کا ثواب بقدر مشقت

کو ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيلَ لَهَا انْتَظِرِي فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي ثُمَّ ائْتِينَا بِمَكَانِ كَذَا وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ

ترجمہ قاسم اور اسود رح سے روایت ہے کہ عائشہ رض نے کہا کہ یا حضرت پھرتے ہیں لوگ ساتھ دو عبادتوں کے اور میں پھرتی ہوں ساتھ ایک عبادت کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ انتظار کر سو جب تو حیض سے پاک ہو تو تنعیم کی طرف جا اور عمرے کا احرام باندھ پھر آ ہمارے پاس فلانی فلانی جگہ میں ولیکن ثواب اُسکا بقدر مشقت کے ہے **ف** اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ جو مکے میں ہو اسکو حل کے قریب طرف سے عمرے کا احرام باندھنا کمتر ہے ثواب میں اُسکی بعید طرف سے عمرہ کرنے سے اور یہی ظاہر حدیث باب سے ہے اور امام شافعی نے کہا کہ افضل جگہوں حل کا واسطے عمرے کے جعرانہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے احرام باندھا پھر تنعیم ہے اور جب ان دونو جگہوں سے دور ہو یہاں تک کہ اُسکے سفر کا اکثر ہو تو وہ بہت اچھا ہے اور امام احمد رح سے روایت ہے کہ جتنا دور ہووے اتنا ہی زیادہ ثواب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ افضل جگہوں حل کا واسطے عمرے کے تنعیم ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ اور حنبلیہ کا لیکن تنعیم کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور تنعیم اپنی مساوی جگہ سے افضل ہے اُس جگہ سے افضل نہیں جو اس سے بعید ہے (فتح)

بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ جب عمرے والا عمرے کا طواف کرے پھر مکے سے نکلے تو کیا وہ طواف اُسکو طواف وداع سے کافی ہے یا نہیں

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ذَوِي قُوَّةٍ الْهَدْيُ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ عَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتَّى نَفَرْنَا مِنْ مِنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ إِلَى الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرْكُمَا هَاهُنَا فَأَتَيْنَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادَى بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ

ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم حج کا احرام باندھنے والے تھے حج کے مہینوں میں اور جگہوں اور وقتوں میں کہ حج کے واسطے مقرر ہیں سو ہم

سرف (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) مین اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جسکے ساتھ قربانی نہو اور حج کو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ کرے اور جسکے ساتھ قربانی ہو تو وہ اسکو عمرہ نہ کر ڈالے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپکے بعض اصحاب کو ساتھ کہ قوت رکھنے تھے قربانی تھی سو انکے واسطے عمرہ نہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس حال مین کہ مین روتی تھی سو فرمایا کہ کیا چیز تجھکو رلاتی ہے مینے کہا کہ مینے آپسے سنا جو آپنے اپنے اصحاب سے فرمایا سو مین عمرے سے منع ہوئی فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا مینے کہا کہ مین نماز نہین پڑھتی ہون یعنے مجھکو حیض ہوا سو فرمایا کہ حیض تجھکو کچھ ضرر نہین دیتا کہ تو آدم کے بیٹیون مین سے ہے خدا نے تجھپر ٹھہرا دیا جو انپر ٹھہرایا ہے اور تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ عنقریب ہے کہ خدا تجھکو عمرہ روزی کرے عائشہ رض نے کہا سو مین منتظر رہی یہانتک کہ ہمنے منا سے کوچ کیا اور محصب مین اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لیجا سو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندہے پھر تم اپنے طواف سے فارغ ہو کہ مین یہان تمہاری انتظاری کرتا ہون سو ہم رات کے درمیان آئے سو فرمایا کہ تم عمرے سے فارغ ہو چکے مینے کہا ہان سو آپنے اپنے اصحاب مین کوچ کی آواز دی سو لوگون نے کوچ کیا اور جسنے کہ طواف وداع کیا تھا صبح سے پہلے پھر مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر نکلے **ف** شاید مراد لوگون سے وہ لوگ ہین جنہون نے طواف وداع نہ کیا تھا اور فیہ ... لیکن صواب یہ ہے کہ حدیث مین تحریف ہے اور من طاف بالبیت کے بدلے ثم طاف بالبیت ہے یعنے خانے ... کا طواف کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف عمرے کا طواف وداع سے کافی نہین (فتح)

بَابٌ يَفْعَلُ بِالْعُمْرَةِ مَا يَفْعَلُ بِالْحَجِّ جو اعمال حج مین کیئے جاتے ہین سو عمرے مین کیئے جاتے ہین **ف** یعنے ترکون سے نہ فعلون سے یا بعض افعال سے نہ کل اور اول ارجح ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا عَطَاءٌ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْلَى اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ فَقُلْتُ لِعُمَرَ وَدِدْتُ اَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ لَهُ غَطِيْطٌ وَاَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ اَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَاَنْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ **ترجمہ** یعلے بن امیہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ جعرانہ مین تھے اور اسپر کرتہ تھا اور اسپر اثر خوشبو کا تھا سو اسنے کہا کہ آپ مجھکو کسطرح حکم کرتے ہین کہ مین اپنے عمرے مین کسطرح کرون سو خدا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتاری سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے سے ڈہانکا گیا سو مینے عمر رض سے کہا کہ مین دوست رکھتا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھون اس حال مین کہ آپ

وحی نازل ہو سو عمر رضی نے کہا کہ کیا تجھکو خوش لگتا ہے یہ کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت مین دیکھے مینے کہا ہان مجھکو خوش لگتا ہے سو اُسنے کپڑے کا کنارہ اٹھایا سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپکے لیے خراٹے تھے مانند آواز اونٹ کی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت دور ہوئی تو فرمایا کہ کہان ہے عمرے کا پوچھنے والا اپنے بدن سے کرتا اوتار ڈال اور خوشبو کا نشان دھو ڈال اور زرد رنگ سے پرہیز کر اور جسطرح کہ تو اپنے حج مین کرتا ہے اپنے عمرے مین کر سو اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری تھی کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے اور وجہ دلالت کی مطلوب پر عموم امر ہے ساتھ اتمام کے اسواسطے کہ وہ شامل ہے سب ہیئتون اور صفتون کو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرے کا ایک حکم ہے جو حج مین کرتا ہے سو عمرے مین کرے یعنے جس چیز سے کہ حج کے احرام مین پرہیز کرنا لازم ہے اُس سے عمرے کے احرام مین بھی پرہیز کرنا لازم ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور عمرے کے اعمال چار ہین احرام اور طواف اور سعی اور حلق یا قصر (فتح وغیرہ) حدثنا عبد اللہ ابن یوسف انا مالک عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ انہ قال قلت لعائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا یومئذ حدیث السن ارایت قول اللہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما فلا اری علی احد شیئا ان لا یطوف بھما فقالت عائشۃ کلا لو کانت کما تقول کانت فلا جناح علیہ ان لا یطوف بھما انما انزلت ھذہ الآیۃ فی الانصار کانوا یھلون لمناۃ وکانت مناۃ حذو قدید وکانوا یتحرجون ان یطوفوا بین الصفا والمروۃ فلما جاء الاسلام سالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فانزل اللہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما زاد سفیان وابو معاویۃ عن ہشام قال ما اتم اللہ حج امرئ ولا عمرتہ لم یطف بین الصفا والمروۃ ترجمہ عروہ رض سے روایت ہے کہ مینے عائشہ رض سے کہا (اور مین اسدن کم عمر تھا) کہ بھلا بتلا تو کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ البتہ صفا اور مروہ جو ہین نشانیان ہین اللہ کی پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ تو گناہ نہین اُسکو کہ طواف کرے اُن دونو مین پس نہین دیکھتا مین کسی پر کوئی چیز یہ کہ نہ طواف کرے ان دونو کا یعنے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُن دونو کا طواف کرے تو کچھ گناہ نہین سو عائشہ رض نے کہا کہ اسطرح ہرگز نہین اگر آیت کے یہ معنے ہوتے جیسے کہ تو کہتا ہے تو آیت اسطرح ہوتی کہ نہین گناہ اُسپر یہ کہ نہ طواف کرے اُن دونو مین سوائے اسکے نہین کہ یہ آیت تو انصار کے حق مین اُتری تھی کہ وہ مناۃ (بت کا نام ہے) کے واسطے احرام باندھتے تھے یعنے مشرکین اور مناۃ قدید (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کی) کے مقابل تھا اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کو گناہ جانتے تھے اور اُسمین حرج دیکھتے تھے واسطے تشبہ کفار کے سو جب اسلام آیا تو انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

اسکا حکم پوچھا سو خدا نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ خدا کی نشانیون مین سے ہین آخر تک اور سفیان اور ابو معاویہ نے اپنی روایت مین ہشام سے اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ جو صفا اور مروہ کے درمیان طواف نکرے تو خدا نے اسکا حج تمام نہین کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسطرح کہ حج مین صفا مروہ کی سعی کی جاتی ہے اسی طرح عمرہ مین کیجاوے اور جسطرح کہ حج بدون اسکے تمام نہین اسی طرح عمرہ بھی بدون اسکے تمام نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابٌ** مَتٰی يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ عمرہ کرنے والا احرام سے کب باہر آتا ہے **ف** اس باب مین اشارہ ہے طرف مذہب ابن عباس کی اور ابن بطال نے کہا کہ نہین جانتا مین خلاف درمیان اماموں فتوے کے کہ عمرے والا نہین حلال ہوتا احرام سے یہانتک کہ طواف کرے اور سعی کرے مگر وہ چیز کہ جدا ہو ساتھ اسکے ابن عباسؓ پس کہا اس نے کہ عمرے والا طواف سے حلال ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ کا اور بعض اہل علم سے منقول ہے کہ بعض لوگون کا یہ مذہب ہے کہ جب عمرے والا حرم مین داخل ہووے تو حلال ہو جاتا ہے اگرچہ نہ طواف کرے اور نہ سعی کرے اور جائز ہے یہ کہ کرے ہر وہ چیز کہ حرام ہے محرم پہ اور ہوگا طواف اور سعی بیچ حق اسکے مانند رمی اور بیت کے حاجی کے حق مین اور یہ مذہب شاذ اور مخالف ہے ائمہ دین کے (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَّيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا یعنے اور عطا نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ کر دالین اور طواف کرین پھر بال کترادین اور حلال ہو جاوین **ف** اس حدیث مین طواف سے مراد عام ہے جو طواف اور سعی دونو کو شامل ہے جیسے کہ جابر کی حدیث آیندہ سے معلوم ہوتا ہے اور نیز یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور اسمین سعی کا ذکر موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہین ہوتا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهٗ وَاَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَاَتَيْنَاهُمَا مَعَهٗ وَكُنَّا نَسْتُرُهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ اَنْ يَّرْمِيَهٗ اَحَدٌ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبٌ لِّيْ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيْجَةَ قَالَ بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ

ترجمہ عبداللہ بن اوفےؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ میں اپنے عمرہ قضا اور ہمنے بھی آپکے ساتھ عمرہ کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین داخل ہوئے تو آپنے طواف کیا اور ہمنے بھی آپکے ساتھ طواف کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ مین آئے اور دونو کے درمیان سعی کی اور ہمنے بھی آپکے ساتھ دونو کی سعی کی اور ہم آپکو اہل مکہ سے چھپاتے تھے کہ مبادا کوئی آپ کو ایذا دے اسمعیل کہتا ہے کہ میرے ایک یار نے ابن اوفے سے کہا کہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کعبے مین داخل ہوئے تھے اس نے کہا کہ نہین اسکا یار کہتا ہے کہ ہمنے کہا

کہ بیان کرے ہمسے وہ چیز کہ اپنے خدیجہ رض کے حق مین کہی فرمایا خوشی سنا و خدیجہ رض کو ساتہ گہر موتیون کے بہشت
مین کہ اُسمین آواز کوچ کی ہے اور نہ کوئی رنج ف اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ محرم عمرہ کا بدون طواف اور سعی
کے احرام سے حلال نہین ہوتا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ
سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ
قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ فَطَافَ
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ترجمہ عمرو بن دینار رض سے روایت ہے کہ ہمنے
ابن عمر رض سے پوچہا کہ اگر کوئی مرد اپنے عمرے مین طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے تو کیا
اسکو اپنی عورت سے صحبت کرنا درست ہے سو ابن عمر رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین آئے سو خانے
کعبے کے گرد سات بار گہومے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑہنے اور صفا مروہ کے درمیان
سات بار سعی کی اور تمکو رسول مین اچہی چال چلنی ہے عمرو رض نے کہا کہ ہمنے جابر رض سے پوچہا سو اُسنے کہا کہ
عورت سے نزدیک نہ ہووے یہانتک کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے ف اور مطابقت حدیث کی ترجمے سے
ظاہر ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ
عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِيخٌ
فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ حَتَّى
كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ترجمہ ابو موسی اشعری رض سے
روایت ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا مین آیا اس حال مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ
کو بٹہایا تہا یعنے وہان اترے ہوئے تہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تونے احرام حج کا باندہا اُسنے
کہا ہان فرمایا کہ تونے کس چیز کا احرام باندہا اُسنے کہا کہ مینے احرام باندہا مانند احرام حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی فرمایا کہ تونے اچہا کیا خانے کعبے کا طواف کر اور صفا مروہ کی سعی کر پہر حلال ہوجا سو مینے خانے کعبے
کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پہر مین بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اُسنے میرے سر سے جوئین نکالین
پہر مینے حج کا احرام باندہا سو مین فتوی دیا کرتا تہا ساتہ اسکے یہانتک کہ حضرت عمر رض کی خلافت ہوئی

سو عمر رضہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیں تو مقرر وہ ہمکو تمام کرنے کا حکم کرتا ہے یعنے احرام سے حلال ہو یہانتک
کہ تمام کرو حج کو جیسے آیت واتموا الحج مین واقع ہوا ہے اور اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو لیں تو
مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حلال ہوئی یہانتک کہ ہدی اپنی جگہ مین پہونچے یعنے منا مین **ف** یہ حدیث
باب الذبح قبل الرمی مین پہلے گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ٹھہرنے والے کو بدون طواف اور سعی کے
احرام سے حلال ہونا درست نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَا عَمْرٌو عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ مَوْلٰی اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ کَانَ یَسْمَعُ اَسْمَاءَ تَقُوْلُ کُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَہٗ ھٰھُنَا وَنَحْنُ یَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِیْلٌ ظَھْرُنَا قَلِیْلَۃٌ اَزْوَادُنَا
فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِیْ عَائِشَۃُ وَالزُّبَیْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَیْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَھْلَلْنَا
مِنَ الْعَشِیِّ بِالْحَجِّ ترجمہ ابو اسود رضہ سے روایت ہے کہ تحقیق مولا اسماء دختر ابو بکر صدیق رضہ نے حدیث بیان کی
اُس سے کہ وہ اسماء سے سنتا تھا کہ جب وہ حجون (ایک پہاڑ کا نام ہے مکہ مین کہا گیا کہ مکہ کا قبرستان ہے کہ اسکو
مقبرہ معلیٰ کہتے ہین) مین گذرتی تھین تو کہتی تھین کہ خدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کرے کہ ہم حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ اتری اور ہم اُسدن سبکسار تھے ہماری سواریان کم تھین اور ہمارے توشے بھی کم تھے
سو عمرا کیا مینے اور میری بہن عائشہ رضہ نے اور زبیر نے اور فلانے فلانے نے یعنے بعد فسخ کرنے حج کے ساتھ
عمرہ کے سو جب ہمنے کعبے کا طواف کیا تو ہم احرام سے حلال ہوئی یعنے بعد سعی کے پھر زوال سے بعد ہمنے حج کا احرام
باندھا **ف** عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ مسح کرنے کے معنے طواف اور سعی دونو کے ہون لیکن اختصار کے واسطے
سعی حذف کی گئی واسطے اُسکے کہ تھی معلق ساتھ طواف کے اور کہا کہ اس حدیث مین حجت نہیں واسطے اُس شخص کے
کہ نہیں واجب کرتا سعی کو اس واسطے کہ اسماء نے خبر دی کہ یہ واقع حجۃ الوداع مین تھا اور دوسرے طریق مین آچکا ہے
کہ انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا اور سعی کی پس مجمل محمول ہے مبین پر اور اسمین اختلاف
ہے کہ اگر کوئی طواف اور سعی کے بعد بال کترانے سے پہلے جماع کرے تو اُسکا کیا حکم ہے پس اکثر علماء کا تو یہ مذہب ہے
کہ واجب ہے اُسپر ہدی اور عطاء نے کہا کہ اُسپر کوئی چیز نہیں اور امام شافعی رح نے کہا کہ اُسکا عمرہ فاسد ہو جاتا
ہے اور واجب ہے اُسپر گذرنا فاسد مین اور لازم ہے اُسپر قضا اور استدلال کیا ہے ساتھ اُسکے طبری نے اسپر کہ
جو بال نہ کترا وے یہانتک کہ حرم سے نکلے تو اُسپر کوئی چیز نہیں بخلاف اُسکے جو کہتا ہے کہ اُسپر دم ہے (فتح) **بَابُ**
مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَۃِ اَوِ الْغَزْوِ جب کوئی حج اور عمرے اور جنگ سے پھرے تو کیا کہے **ف** امام
بخاری نے اسی جگہ وہ ترجمے بیان کیے ہین جو متعلق ہین ساتھ آداب رجوع کے سفر سے واسطے متعلق ہونے
اُسکے کہ ساتھ حاجی اور معتمر آفاقی کے خاص ہین ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہو کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی جنگ یا حج یا عمرے سے پلٹتے تھے تو ہر بلند زمین پر تین تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوای اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک نہیں اُسی کا ملک ہے اور اُسی کو سب تعریف ہو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے تو بہ بندگی سجدہ کرنے والے اپنے رب کے شکرگذار ہیں خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنے بھگا دیا تھا اُسی نے یعنے جنگ خندق میں کہ عرب کے سب کفار نے ہجوم کر کے مدینے کو گھیر لیا تھا خدا نے آندھی بھیجی اُس نے سب کو بھگا دیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی سفر طاعت یا مباح سے پھرے تو مستحب ہے کہ کلمات پڑھے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** اِسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِيْنَ حج کے واسطے کے مین آنے والون کی پیشوائی کرنے کا بیان یعنے جائز ہے وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ اور ایک چارپائے پر تین شخصوں کے سوار ہونے کا بیان **ف** اس باب مین دو حکم ہیں حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهٗ اُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاٰخَرَ خَلْفَهٗ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین تشریف لائے تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکون نے آپکی پیشوائی کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو اپنے آگے اوٹھایا اور ایک کو اپنے پیچھے **ف** دلالت حدیث کی دوسرے حکم پر ظاہر ہے یعنے معلوم ہوا کہ تین شخصوں کو ایک چارپائے پر سوار ہونا درست ہو اور دوسرا حکم حدیث سے بطریق عموم کے ثابت ہو اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا عام ہے اس سے کہ ہو حج مین یا عمرے مین یا جنگ مین اور باب مین حج سے پھر آنے والے کے واسطے پیشوائی کرنے کا بیان ہو اور حدیث مین حج کے واسطے آنیوالے کے لیے پیشوائی کرنے کا بیان ہے لیکن انمین مخالفت نہیں اسواسطے کہ باعتبار معنے کی دونو متفق ہین (فتح) **باب** اَلْقُدُوْمِ بِالْغَدَاةِ مسافر کا دن کو اپنے گھر مین آنا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے روایت ہو کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف نکلتے تھے تو صبح کی نماز درخت

کی مسجد میں پڑھتے تھے جو کہ ذی الحلیفہ میں ہے اور جب سفر سے پھرتے تھے تو ذی الحلیفہ میں نالے کے اندر نماز
پڑھتے تھے اور اسجگہ رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے یعنے پھر صبح کو مدینے میں داخل ہوتے تھے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سفر سے پھرے تو مستحب ہے کہ دن کو گھر میں داخل ہووے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
بَابُ الدُّخُولِ بِالْعَشِیِّ رات کو گھر میں آنے کا بیان **ف** یعنے مغرب سے عشا تک اور غرض اس باب سے
یہ ہے کہ پہلے باب میں دن کو گھر میں آنا متعین نہیں بلکہ مغرب کے بعد بھی عشا تک مستحب ہے اور منع تو صرف رات
کو گھر آنا ہے اور علت اسکی یہ ہے کہ تاکہ کنگھی کرے غبار آلودہ بالوں کو (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ
ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لَا یَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَیْلًا کَانَ لَا یَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَةً اَوْ عَشِیَّةً ترجمہ انس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے پھر کے رات کو اپنے گھر میں آتے ۔ ۔ ۔ تھے
مگر صبح کو یا ابتدا رات میں **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لیے دن کو گھر میں آنا متعین نہیں بلکہ
مغرب کے بعد عشا تک گھر میں آنا بھی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابٌ** لَا یَطْرُقُ اَهْلَهٗ اِذَا بَلَغَ
الْمَدِیْنَةَ جب کوئی مسافر مدت کے بعد اپنے شہر میں آوے تو رات کو اپنے گھر میں نہ آوے یعنے جب کہ آنے
کی خبر نہ پہونچی ہو **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَطْرُقَ اَهْلَهٗ لَیْلًا ترجمہ جابر رضی سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ کوئی مسافر رات کو اپنے گھر میں داخل ہووے **بَابُ** مَنْ اَسْرَعَ نَاقَتَهٗ
اِذَا بَلَغَ الْمَدِیْنَةَ جب کوئی مسافر مدینے میں پہونچے تو اپنی اونٹنی کو جلدی چلاوے **حَدَّثَنَا** سَعِیْدُ
بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَاَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِیْنَةِ اَوْضَعَ نَاقَتَهٗ وَاِنْ کَانَتْ دَابَّةً حَرَّکَهَا
ترجمہ انس رضی سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آتے تھے اور مدینے کی بلند راہیں دیکھتے تھے
تو اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوا اور کوئی چارپایہ ہوتا تھا تو اسکو ہلاتے تھے **حَدَّثَنَا**
قُتَیْبَةُ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جُدُرَاتٍ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُمَیْرٍ وَزَادَ
الْحَارِثُ بْنُ عُمَیْرٍ عَنْ حُمَیْدٍ حَرَّکَهَا مِنْ حُبِّهَا ترجمہ اس روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے جدرات المدینہ
یعنے جب مدینہ کی دیواریں دیکھتے اور اسمیں یہ لفظ بھی زیادہ ہے کہ سواری کو مدینے کی محبت سے تیز کرتے تھے
ف اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت مدینے کے اور اوپر مشروع ہونے حب وطن کے اور اسطرف
رجوع کرنے کے (فتح) **بَابُ** قَوْلِ اللّٰهِ وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ترجمہ یعنے اس آیت کے نزول

کا بیان کہ آؤ اپنے گھرون مین اُنکے دروازون سے حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ یَقُوْلُ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْنَا کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا حَجُّوْا فَجَاءُوْا لَمْ یَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ اَبْوَابِ بُیُوْتِھِمْ وَلٰکِنْ مِنْ ظُھُوْرِھَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِہٖ فَکَاَنَّہٗ عُیِّرَ بِذٰلِکَ فَنَزَلَتْ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا ترجمہ براء سے روایت ہے کہ یہ آیت ہم مین اُتری کہ دستور تہا کہ جب انصار حج کرکے آتے تہے اپنے گھرون مین دروازہ سے داخل نہ ہوتے تہے ولیکن اُنکے پیچھے سے داخل ہوتے تہے سو ایک مرد انصاری حج سے آیا اور اپنے گھر مین دروازہ سے داخل ہوا تو گویا کہ عیب کیا گیا اُسپر سو یہ آیت اُتری کہ نہین نیکی یہ کہ تم اپنے گھرون مین اُنکے پیچھے سے آؤ یعنے چہت پر سے ولیکن نیکی وہ ہے جو بچتا ہے یعنے حرام سے اور آؤ گھرون مین دروازون سے **ف** اس حدیث سے اس آیت کا شان نزول معلوم ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ جب احرام باندہتے تہے تو اُنکے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوتی تہی یعنے گھرون کے دروازہ سے داخل نہ ہوتے تہے تاکہ دروازہ اُنکے اور آسمان کے درمیان حائل نہ ہووے **بَابٌ** اَلسَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ باب ہے اس بیان مین کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ ثَنَا مَالِکٌ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ وَنَوْمَہٗ فَاِذَا قَضٰی نَھْمَتَہٗ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے کہ باز رکہتا ہے تمہارے ایک کو کہانے پینے سے اور نیند سے پہر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پاوے تو چاہیے کہ شتابی سے اپنے گہر والون کے پاس آوے کہ سبب خوشی کے اور خلاص ہوتا ہے رنج انتظار سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے ضرورت سفر کرنا مکروہ ہے کہ اُسمین سراسر تکلیف اور مشقت ہے اور مستحب ہے شتابی پہر آنا خاصکر وہ لوگ کہ غیب مین اُنکے ضایع ہونے کا خوف ہو اور اسواسطے کہ اپنی بیوی بال بچون مین رہنے مین راحت ہے جو مدد کرنے والی ہے اوپر صلاح دین اور دنیا کے اور نیز حاصل ہوتی ہے اُسمین نماز ساتہہ جماعت کے اور قوت عبادت کی اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ سفر مین صحت ہے سو اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہ ہو اسواسطے کہ اُسمین صحت باعتبار ریاضت کے ہے اور عذاب کا ٹکڑا باعتبار مشقت اور تکلیف کے ہے جو سفر مین لاحق ہوتی ہے (فتح) **بَابٌ** الْمُسَافِرُ اِذَا جَدَّ بِہِ السَّیْرُ وَیُعَجِّلُ اِلٰی اَھْلِہٖ جب مسافر کو چلنا کوشش مین لاوے یعنے جلد چلے اور اپنے گہر کی طرف شتابی کرے یعنے جلد چلنا مقصود ہو تو کیا کرے **ف** بعض نسخون مین تعجل سے پہلے واو نہین اور واو کا جواب تعجیل ہے حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ

كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهٗ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا **ترجمہ** اسلم رضہ سے روایت ہی کہ مین عبداللہ بن عمر رضہ کے ساتھہ مکے کے راہ مین تہا سو اسکو صفیہ (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہونچی سو وہ انہون نے چلنے مین جلدی کی یہانتک کہ جب سرخی ڈوب گئی تو اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑہی پہر کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ جب آپ کو چلنا کوشش مین لاتا تہا تو مغرب کو تاخیر کرتے تہے اور دونوں کو ملا کر پڑہتے تہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسافر جلد چلے تو اسکو دو نماز کا ملا کر پڑہنا درست ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ **بَابٌ** اَلْمُحْصَرُ وَجَزَاءُ الصَّيْدِ باب ہے یہہ بیان روکنے محرم کے اور یہہ بدلے شکار کے کہ محرم اسکو کرے وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ یعنے اور بیان مراد اس آیت کی کہ پہر اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو قربانی بہیجو اور نہ منڈاؤ سر اپنے جب تک کہ پہونچ نہ چکے قربانی اپنے ٹہکانے پر وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْاِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَحْبِسُهٗ یعنے اور عطا نے کہا کہ روکنا ہر چیز سے ہو کہ اسکو روکے یعنے روکنے دشمن کے ساتھہ خاص نہین **ف** اگر کوئی حج یا عمرے کا احرام باندہ کر کے کو چلے اور راہ مین دشمن یا بیماری یا کسی اور چیز کے سبب سے رکجاوے اور مکے مین نہ پہونچ سکے تو وہ قربانی یعنے ایک بکری مکہ مین بہیجے کہ نحر کے دن اسکی طرف سے حرم مین ذبح کیجاوے اور عطاء کے اس قول مین اشارہ ہے اسطرف کہ احصار عام ہی ہر چیز سے محرم رک سکتا ہے اور اس مسئلے مین اصحاب وغیرہ کو اختلاف ہی اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ احصار ہر روکنے والی چیز سے ہی کہ روکا جاوے حاجی ساتھہ اسکے دشمن سے ہو یا بیماری سے یا کسی اور چیز سے یہانتک کہ ایک شخص سانپ وغیرہ سے کاٹا گیا تو ابن مسعود رضہ نے فتوی دیا کہ وہ محصر ہے اور نخعی اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ حصر ٹوٹ جانا ہے کسی عضو کا اور بیماری ہے اور خوف ہی یعنے ہر چیز سے احصار کا حکم ثابت ہو جاتا ہے خواہ بیمار ہو یا کچہ اور اور انکی دلیل حجاج کی حدیث ہی اور وہ چیز ہے کہ اسکو ہم اس باب کے اخیر مین ذکر کرینگے اور ابن عطاء کا اور ابن عباس سے بہی عطاء کے قول کے موافق روایت آئی ہے لیکن اسمین اتنا زیادہ ہے کہ نہ ضرور ہے اسپر ذبح کرنا اس چیز کا کہ میسر ہو قربانی سے پہر اگر وہ حج اسلام ہو تو واجب ہے اسپر قضا اسکی اور اگر فرض حج کے اور اسکے بعد ہو تو اسپر قضا نہین اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ نہین احصار مگر ساتھہ دشمن کے اور ابن عباس کا بہی یہی قول ہے کہ نہین ہے روکنا مگر جسکو دشمن روکے پس عمرہ کرکے احرام اوتار ڈالے اور نہین واجب ہے اسپر حج اور نہ عمرہ اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ جو بیماری کے سبب سے خانے کعبے سے روکا جاوے تو وہ احرام سے حلال

نہین ہوتا یہانتک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اور یہی قول ہے امام شافعی اور مالک اور احمد کا کہ نہین روکنا
مگر بسبب دشمن کے یعنے پس بیمار اُنکے نزدیک باقی رہتا ہے اپنے احرام پر اور اگر عذر جاتا رہے اور حج فوت ہو
تو عمرہ کرکے احرام سے حلال ہو جاوے اور امام شافعی رح نے کہا کہ خدا نے حج اور عمرے کو تمام کرنے کا حکم فرمایا
ہے اور محصر کو حلال ہونے کی رخصت دی اور آیت دشمن کے روکنے مین نازل ہوئی پس ہم رخصت کا
اسکی جگہ سے آگے نہین بڑہاتے اور اس باب مین ایک تیسرا قول بہی ہے اور وہ یہ ہے کہ نہین روکنا بعد
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل کوفہ وغیرہ کے حجت استدلال کرتا ہے ساتھ عموم آیت کی فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ
الآیۃ (فتح) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ حَصُوْرًا لَا یَاْتِی النِّسَاءَ کہا امام بخاری رح نے کہا کہ لفظ حصور کے معنے جو قرآن مین
واقع ہوا ہے یہ ہین کہ عورتون سے صحبت نکرے ف امام بخاری نے گویا اشارہ کیا ہے اسطرف کہ مادہ دونو کا
ایک ہے اور انکی معنے کے درمیان جامع منع ہے (فتح) بَابٌ اِذَا اُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ جب عمرے کے احرام والا روکا
جاوے تو اسکا کیا حکم ہے ف امام بخاری کی غرض اس باب سے رد کرنا ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ روکے جانے کے
ساتھ حلال ہونا خاص ہے ساتھ حاجی کے بخلاف عمرہ کرنے والے کے کہ وہ احصار سے حلال نہین ہوتا بلکہ باقی
رہتا ہے اپنے احرام پر یہانتک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اسواسطے کہ تمام سال عمرے کا وقت ہے پس اسکے فوت
ہونے کا خوف نہین بخلاف حج کے اور یہ محکی ہے امام مالک رح سے اور انکی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ ابو قلابہ سے روایت
ہے کہ مین عمرے کے واسطے نکلا سو مین اپنی سواری سے گر پڑا اور میرا پاؤن ٹوٹ گیا سو مینے ایک آدمی کو ابن عباس
کے پاس بہیجا سو انہون نے کہا کہ عمرے کے لیے حج کی طرح کوئی وقت معین نہین اپنے احرام پر باقی رہے یہانتک
کہ خانے کعبے کا طواف کرے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ عُمَرَ حِیْنَ خَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ مُعْتَمِرًا فِی الْفِتْنَۃِ قَالَ اِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَیْتِ صَنَعْنَا کَمَا صَنَعْنَا مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَۃٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَۃٍ عَامَ الْحُدَیْبِیَۃِ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ جب وہ فتنے (حجاج) مین عمرے کے لیے
مکے کو نکلا تو کہا کہ اگر مین خانے کعبے سے روکا گیا تو کرینگے ہم جیسا کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا
ابن عمر رض نے عمرے کا احرام باندہا اسواسطے کہ حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندہا
تہا یعنے اگر مین خانے کعبے سے روکا گیا تو مین عمرے کا احرام باندہونگا اور عمرے سے حلال ہونگا جیسے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندہا اور اُس سے حلال ہوئے ف پہلے ابن عمر رض نے صرف حج کا احرام
باندہا تہا پہر اسکے ساتھ عمرے کا احرام بہی باندہ لیا پس ہوگئے قارن حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ
اَسْمَاءَ ثَنَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُبَیْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اَخْبَرَاہُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰہِ

ابْنَ عُمَرَ لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضِيرُكَ أَلَّا تَحُجَّ الْعَامَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتَّى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى وَكَانَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ طَوَافًا وَاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ ۔ ترجمہ نافع رض سے روایت ہی کہ عبید اللہ اور سالم دونو نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رض سے کلام کیا ان دنون مین کہ حجاج کا لشکر ابن زبیر کی لڑائی کے واسطے مکہ مین اترا تہا سو انہون نے کہا کہ تجھکو اس سال حج کرنے مین کچھ ضرر نہین کہ ہم ڈرتے ہین اس سے کہ حائل ہووے کوئی چیز درمیان تیرے اور درمیان خانے کعبے کی یعنے تم مکے مین داخل نہ ہو سکو سو ابن عمر رض نے کہا کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنے عمرے کے لیئے سو کفار قریش کعبے کو وری مانع ہوئے یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے مین آنے سے روکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈایا یعنے اگر مین روکا گیا تو مین بہی اسی طرح کرونگا اور مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اگر خدا نے چاہا تو مین جاؤنگا سو اگر میرے اور خانے کعبے کی درمیان راہ خالی ہوئی تو مین کعبے کا طواف کرونگا اور اگر میرے اور اسکے درمیان کوئی چیز مانع ہوئی تو مین کرونگا جسطرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور مین آپکے ساتھ تہا سو ابن عمر رض نے ذی الحلیفہ سے عمرے کا احرام باندہا پہر ایک گہڑی چلے پہر کہا کہ حج اور عمرے کا حال تو ایک ہی ہے مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینے حج کو اپنے عمرے کے ساتھ واجب کیا سو حج اور عمرے سے حلال نہ ہوئے یہان تک کہ قربانی کے دن حلال ہوئے اور قربانی ذبح کی اور ابن عمر رض کہتے تہے کہ محرم احرام سے حلال نہین ہوتا یہانتک کہ ایک طواف کرے جس دن کہ مکہ مین داخل ہو ف یہ جو کہا کہ نہین حال ہے ان دونو کا مگر ایک تو مراد اس سے یہ ہے کہ جائز ہے حلال ہونا ان دونو سے ساتھ احصار کے یا جو ممکن ہو احصار کے ان دونو مین سے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اگر مین اپنے عمرے سے روکا گیا تو تو یا اسنے پہلے دیکہا تہا کہ حج کا احصار عمرے کے احصار سے سخت تر ہے اس واسطے کہ اسکے اعمال بہت ہین اور اسکا وقت دراز ہے سو اسنے عمرے کا احرام باندہا پہر معلوم کیا کہ حج کے احصار محرم عمرے کے ساتھ حلال ہو سکتا ہے سو کہا کہ نہین حال ہے ان دونو کا مگر ایک اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب قیاس کرتے تہے اور اسکے ساتھ حجت پکڑتے تہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جو دشمن کے سبب سے حج یا عمرے سے روکا جاوے اور انکو ادا نہ کر سکے تو اسکو جائز ہے کہ حلال

ہو جاوے ساتھہ اسطرح سے کہ حلال ہونے کی نیت کرے اور اپنی قربانی ذبح کرے اور بال منڈاوے یا کترا دے
اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا حج کا عمرے پر اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن شرط اُسکی اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ عمرے کے
طواف مین شروع ہونے سے پہلے ہو اور بعضے کہتے ہین کہ اگر چار شوط سے پہلے ہو تو جائز ہے نہین تو نہین اور
یہی قول ہے حنفیہ کا اور بعضے کہتے ہین کہ طواف کی تمام ہونیکے بعد اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عبد البر نے
نقل کیا ہے کہ ابو ثور نے خلاف کیا اور کہا کہ حج کو عمرے پر داخل کرنا درست نہین جیسے کہ عمرے کو حج پر داخل
کرنا منع ہے اور یہ کہ قارن ایک طواف کرے اور یہ کہ قارن قربانی ذبح کرے اور یہ کہ خوفناک راہ مین جانا
درست ہے جبکہ سلامتی کی امید ہو (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ بَعْضَ
بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهٗ لَوْ اَقَمْتَ بِهٰذَا ترجمہ نافع رض سے روایت ہے کہ عبد اللہ کے بعض بیٹون نے اُسکو
کہا کہ اگر تو اس سال ٹھہرے تو بہتر ہو حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ ثَنَا يَحْيَى
ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ
رَاْسَهٗ وَجَامَعَ نِسَاءَهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ مقرر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم روکے گئے سو آپنے اپنا سر منڈایا اور اپنی بی بیون سے صحبت کی اور اپنی قربانی ذبح کی یہان
تک کہ اُسکے بدلے آیندہ سال کو عمرہ کیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احصار کے ساتھہ حلال ہووے واجب ہے
اُسپر قضا اس چیز کی کہ اُس سے حلال ہوا ہے یعنے حج ہو یا عمرہ اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور جمہور نے کہا کہ
واجب نہین اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور امام احمد سے اس مسئلہ مین دو قول ہین و سیاتی البحث فیہ بَابُ
الْاِحْصَارِ فِي الْحَجِّ حج سے روکنے کا بیان ف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے مین تو احصار عمرے سے جو واقع ہوا ہے سو علماء نے حج کو بھی اسپر قیاس کر لیا ہے اور وہ الحاق ہے ساتھ
نفی فارق کے اور وہ قوی تر ہے سب قیاسون سے مین کہتا ہون کہ مراد ابن عمر رض کی ساتھہ اس قول کے
کہ سنت پیغمبر تمہارے کی ہے قیاس کرنا اُس شخص کا ہے جو حج سے روکا گیا اُسپر جو عمرے سے روکا گیا اسواسطے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احصار تو عمرے سے واقع ہوا تھا اور احتمال ہے کہ ابن عمر رض کا یہ قول اُس شخص کے
حق مین ہو جو نہ حاصل ہووے واسطے اُسکے یہ احتمال مین کہ حج کرنیوالا ہو (فتح) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ
اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُكُمْ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ
كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيْ اَوْ يَصُوْمُ اِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ کیا تمکو حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا طریقہ کفایت نہین کرتا اور اگر کوئی حج سے روکا جاوے یعنے وقوف عرفات سے تو خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے یعنے اگر کر سکے پہر حلال ہووے ہر چیز سے کہ اُسپر حرام کی گئی تھی یہانتک کہ آیندہ سال کو حج کرے پس قربانی ذبح کرے اور اگر قربانی نہ پاوے تو روزے رکھے **ف** اس حدیث کی بعض طریقون مین آیا ہے کہ ابن عمر رض شرط کرنیکے منکر تھے یعنے اگر محرم شرط کرے یہ کہ اگر مجھکو راہ مین مرض پیدا ہو اور کعبے کی طرف نہ چل سکون تو مین اس جگہ سے احرام سے باہر نکل آؤنگا تو ابن عمر رض کہتے ہین کہ یہ شرط درست نہین بلکہ جہان رُک جاوے تو جو اعمال عمرے کے ممکن ہون اُنکو ادا کر کے وہین سے حلال ہو جاوے اور ضباعہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ حج کا احرام باندہ اور شرط کر لے یعنے کہہ کہ یا الٰہی میرا مکان نکلنے کا احرام سے اسجگہ ہوگا کہ روکے تو مجھکو اور حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عمارؓ اور ابن مسعودؓ اور عائشہ رض اور ام سلمہ رض وغیرہم سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ شرط کرنا صحیح ہے اور نہین ثابت ہوا انکار اُسکا کسی صحابی سے مگر ابن عمر رض سے اور موافقت کی ہے اُنکی ایک جماعت تابعین نے اور جو انکے بعد ہین حنفیہ اور مالکیہ سے حج اور عمرے مین شرط کرنے مین کئی قول ہین ایک یہ کہ وہ مشروع ہے پہر ظاہر یہ کہتے ہین کہ واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک مستحب ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور امام شافعی رح کا جدید قول یہ ہے کہ اگر ضباعہ کی حدیث صحیح ہو تو مین اسکا قائل ہونگا اور جو لوگ کہ ضباعہ کی حدیث کے منکر ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ یہ حدیث ضباعہ کے ساتھ خاص ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد روکنے والی چیز سے موت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عمرے کے ساتھ خاص ہے (فتح)

باب النَّحرِ قَبلَ الحَلقِ فِي الحَصرِ روکنے کے وقت سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان **حَدَّثَنَا** مَحمُودٌ ثَنَا عَبدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعمَرٌ عَنِ الزُّهرِيِّ عَن عُروَةَ عَنِ المِسوَرِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبلَ اَن يَحلِقَ وَاَمَرَ اَصحَابَهُ بِذٰلِكَ **ترجمہ** مسورؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عمرہ حدیبیہ مین) سر منڈانے سے پہلے قربانی ذبح کی اور اپنے اصحابؓ کو اسکا حکم کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ الرَّحِيمِ اَنَا اَبُو بَدرٍ شُجَاعُ بنُ الوَلِيدِ عَن عُمَرَ بنِ مُحَمَّدٍ العُمَرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَ نَافِعٌ اَنَّ عَبدَ اللّٰهِ وَسَالِمًا كَلَّمَا عَبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ فَقَالَ خَرَجنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُعتَمِرِينَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيشٍ دُونَ البَيتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بُدنَهُ وَحَلَقَ رَاسَهُ **ترجمہ** نافع رض سے روایت ہے کہ عبید اللہ اور سالم نے اپنے باپ عبد اللہ سے کلام کی یعنے یہ کہ آپ اس سال حج کو نہ جاوین سو ابن عمر رض نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کے ارادے سے نکلے سو کفار قریش کعبے سے مانع ہوئے یعنے حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کو روکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کا اونٹ ذبح کیا اور اپنا سر منڈایا **ف** اسحدیث
سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ترجمہ باب مین اشارہ
ہے اسطرف کہ یہ ترتیب محصر کے ساتھہ خاص ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ نہین واجب ہے اختیار کی حالت
مین اور نہین تعرض کیا امام بخاری نے واسطے اُسچیز کے کہ واجب ہے اُسپر جو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈاوے
سو علقمہ سے روایت ہی کہ اُسپر جانور ذبح کرنا آتا ہے اور مثل اُسکی مروی ہے ابن عباس رض سے اور امام مالک
سے روایت ہی کہ محصر پر ہدی نہین اور یہ حدیث حجت ہی اسپر (فتح) **باب** مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ
بَدَلٌ باب ہی بیان مین اُس شخص کے کہ کہتا ہے کہ محصر پر قضا نہین **ف** یعنے اگر کوئی حج یا عمرہ سے روکا جاوے
تو اُسپر اُسکی قضا واجب نہین اور یہی قول ہے جمہور کا کما تقدم (فتح) وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ
عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلَى مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ بِالتَّلَذُّذِ فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ
أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ
أَنْ يَبْعَثَ بِهِ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ **ترجمہ** اور ابن عباس رض
سے روایت ہی کہ قضا تو صرف اُسپر ہے جو اپنا حج جماع سے توڑے یعنے اسواسطے کہ احرام مین عورت سے جماع کرنا
درست نہین اور اپر جو شخص کہ روکے اسکو کوئی عذر مانند دشمن کی یا سوا اُسکے کوئی اور چیز مانند بیماری وغیرہ
کی تو وہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور قضا نہ کرے یعنے جبکہ حج نفل ہو اور اگر فرض ہو تو واجب ہے اُسپر قضا
اُسکی اور اگر اُسکے ساتھہ قربانی ہو اس حال مین کہ وہ محصر ہو اور اُسکو حرم مین نہ بھیج سکے تو اُسکو ذبح کرے یعنے خواہ
کسی جگہہ ہو حرم مین یا حل مین اور اگر اسکو حرم مین بھیج سکے تو اسکو احرام سے حلال ہونا درست نہین یہانتک کہ
قربانی اپنی جگہہ مین یعنے حرم مین پہونچے **ف** اور اس مسئلے مین اصحاب وغیرہم کو اختلاف ہی جمہور کا مذہب تو
یہ ہے کہ محصر جسجگہ حلال ہووے اُسی جگہہ قربانی کو ذبح کرلے تو درست ہے خواہ حل مین یا حرم مین اور امام ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ نہ ذبح کرے اُسکو مگر حرم مین اور دوسرے علما نے تفصیل کی ہے جیسی کہ ابن عباس رض نے کہا اور یہی قول معتبر
ہے اور اُنکے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن قربانی حل مین ذبح کی تھی یا
حرم مین بعضے کہتے ہین کہ حل مین ذبح کی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ حرم مین ذبح کی اور راجح یہ بات ہی کہ آپ نے حرم مین قربانی
ذبح کی لیکن اس سے اُسکا وجوب ثابت نہین ہوتا (جیسے کہ امام اعظم کہتے ہین) بلکہ ظاہر قصہ سے معلوم ہوتا ہی
کہ اکثر اصحاب رض نے اپنی جگہہ مین قربانی ذبح کی حالانکہ وہ حل مین تھے حرم مین نہ تھے اور یہ واقع جواز پر دلالت کرتا ہے
یعنے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصر کو حل مین قربانی کا ذبح کرنا بھی درست ہے وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ يَنْحَرُ هَدْيَهُ
وَيَحْلِقُ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ

بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوْا وَحَلَقُوْا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ اَنْ يَصِلَ الْهَدْيُ اِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ
لَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا اَنْ يَقْضِيَ شَيْئًا وَلَا يَعُوْدُوْا لَهُ وَالْحُدَيْبِيَةُ
خَارِجٌ مِّنَ الْحَرَمِ ترجمہ یعنے اور امام مالک وغیرہ نے کہا کہ اپنی قربانی ذبح کرے اور اپنا سر منڈاوے جس جگہ میں ہو
اور اُسپر قضا نہیں اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رض نے قربانی ذبح کی اور سر منڈایا اور حلال
ہوئے ہر چیز سے کہ انپر حرام تھی پہلے طواف کرنے سے اور پہلے اس سے کہ پہونچے قربانی اپنی جگہ میں پھر نہیں ذکر
کیا گیا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حکم کیا ہو یہ کہ قضا کرے کوئی چیز اور اصحاب رض اسکو دوہراویں
اور حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے **ف** یہ قول موطا امام مالک میں مذکور ہے اور مراد غیرہ سے امام شافعی ہیں
اسواسطے کہ جو کہا کہ حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے تو یہ قول امام شافعی رح کا ہے اور ایک روایت اُس سے یہ ہے کہ بعض
اسکا حل میں ہے اور بعض اسکا حرم میں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حل میں قربانی ذبح کی ساتھہ
دلیل اس آیت کی وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ یعنے روکیں تمکو مسجد
حرام سے اور ہدی کو اسحال میں کہ کھڑی کی گئی ہے یہ کہ پہونچے اپنے حلال ہونے کی جگہ میں اور قربانی کے حلال
ہونے کی جگہ اہل علم کے نزدیک حرم ہے اور خدا نے خبر دی ہے کہ کفار نے انکو حرم سے روکا اور کہا کہ جس جگہ روکا
جاوے اُسی جگہ ذبح کرے اور حلال ہو جاوے اور اُسپر قضا نہیں اسواسطے کہ خدای تعالے نے قضا کو ذکر نہیں
فرمایا اور اہل مغازی کے اخبار سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ ہمنے حدیثوں کے اتفاق سے معلوم
کیا کہ حدیبیہ کے سال آپکے ساتھہ معروف مرد تھے پھر آپنے عمرہ قضا کیا یعنے آئندہ سال کو اور اُنمیں سے بعضے مدینے میں
رہے بغیر ضرورت کی جان میں اور نہ مال میں اور اگر انپر قضا واجب ہوتی سو حکم کرتے انکو یہ کہ نہ پیچھے رہیں اُنسے اور
دوسری جگہ میں کہا کہ عمرہ قضا کو قضا اسواسطے کہا گیا کہ آپنے اُسمیں قریش سے صلح کی نہ اسواسطے کہ اس عمرہ کی
قضا انپر واجب تھی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رض کو قضا عمرے کا حکم کیا سو کوئی
کوئی پیچھے نہ رہا سو مراد حکم سے حکم بطور استحباب کے ہے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا
كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِيْ اَمْرِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ
فَالْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ
طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَاٰى اَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيٌّ عَنْهُ وَاَهْدٰى ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت
ہے کہ انہوں نے اُسوقت کہ جبکہ عمرے کو چلے تھے کہ جو بیچ فتنے کے سال میں کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو ہم کرینگے جیسا کہ

ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ کیا سو ابن عمر رضنے عمرے کا احرام باندہا اسواسطے کہ حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندہا تہا پہر عبداللہ نے اپنی حال مین نظر کی سو فرمایا کہ نہین حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک سو اُسنے اپنے اصحاب کی طرف التفات کی اور کہا کہ نہین حال ہے اُن دونو کا مگر ایک سو مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینے حج کو عمرے کے ساتھہ واجب کیا یعنے قران کی نیت کی پہر حج اور عمرے دونو کے لیئے صرف ایک طواف کیا اور اعتقاد کیا کہ یہ طواف ہر ایک کی طرف سے کافی ہے اور یہی ہے **ف** اور یہ مخالف ہے قول کوفیون کے گروہ دونو کے واسطے دو طواف واجب کہتے ہین (فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰہِ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ بِہٖ اَذًی مِّنْ رَّاْسِہٖ فَفِدْیَۃٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُکٍ وَّھُوَ مُخَیَّرٌ فَاَمَّا الصَّوْمُ فَثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ باب ہے اس آیت کی بیان مین کہ پہر جو کوئی تم مین بیمار ہو یا اُسکو دُکہہ دیا اُسکے سر نے تو بدلہ دیوے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا اور اُسکو ان تین چیزون مین اختیار ہے جو چیز چاہے دے اور مگر روزے پس تین دن ہین **ف** وہو مخیر یہ امام بخاری کی کلام ہے استفادہ کیا ہے اوسکو او کے مکرر ہونے یعنے حرف او سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین چیزون مین اختیار ہے جو چاہے دیوے کوئی خاص واجب نہین کہ بدون اُسکے کوئی چیز اور درست نہو اور امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اسکی باب کفارات ایمان مین پس کہا کہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو فدیہ مین اور ابن عباس اور عطا اور عکرمہ سے منقول ہے کہ جس جس جگہ قران مین او کا حرف آیا ہے تو اُسکے صاحب کو اختیار ہے اور قریب تر اُسچیز کا کہ واقف ہوا ہون مین طرق حدیث باب سے طرف تصریح کے یہی ہے جو کہ ابو داؤد نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو قربانی ذبح کر اور اگر چاہے تو روزے رکہہ اور اگر چاہے تو کہانا کہلا (فتح) **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَعَلَّکَ اٰذَاکَ ھَوَامُّکَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْلِقْ رَاْسَکَ وَصُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّۃَ مَسَاکِیْنَ اَوِ انْسُکْ بِشَاۃٍ **ترجمہ** کعب بن عجرہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ شاید کہ تیرے کیڑے تجہکو ایذا دیتے ہین یعنے جوئین اسنے کہا کہ ہان سو فرمایا کہ اپنا سر منڈا ڈال اور تین روزے رکہہ یا چہہ مسکین کو کہانا کہلا یا ایک بکری قربانی کر **ف** آیت مذکورہ مین مطلق روزے کا ذکر ہے اور اس حدیث نے اسکو مقید کر دیا ہے ساتہہ تین روزون کے اور ان تین دن ایک امام کا نام ہے ہے پس کہا کہ شارع نے اسجگہ ایک روزے کو ایک صاع کے برابر ٹہیرایا ہے اور رمضان کا روزہ نہ رکہنے کو ایک مد کے برابر ٹہیرایا اور اسی طرح ظہار مین اور روزے رمضان مین جماع کرنے مین اور کفارے قسم مین تین مد اور ایک تہائی اسکی اور اسمین قوی تر دلیل اسپر کہ حدود اور تقدیرات مین قیاس کو دخل نہین

اور یہ فدیہ حلق پر مترتب ہی اور بعضے کہتے ہین کہ جوؤن کے مارنے پر مترتب ہی اور اثر خلاف کا اسمین ظاہر ہوتا ہی
جبکہ کوئی محرم سر منڈاوی اور جون ماری یعنے پس بعض کے نزدیک اسمین فدیہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک
نہین اور یہ جو کہا کہ روزہ رکہے تو ابن قدامہ نے کہا کہ نہین جانتا مین اختلاف اسمین کہ کسی چیز کے ساتھ بالون
کا دور کرنا حلق کے ساتھ ملحق ہے برابر ہے کہ استرہ سے ہو یا نورہ وغیرہ سے اور ابو عوانہ نے کہا کہ اس
حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ جو قربانی پاوے وہ روزہ نہ رکہے اور نہ کہانا کہلاوی یعنے اسکو قربانی کا ذبح کرنا
متعین ہے اسکے ہوتے اور کوئی چیز کفایت نہین کرتی لیکن مین نہین جانتا کہ کوئی عالم اسکا قائل ہو سوائے
سعید بن جبیر کے کہ اُس نے کہا اگر بکری نہ پاوی تو اُسکی قیمت کرے پہر اسکی قیمت سے اناج خرید کر خیرات کرے
یا ہر نصف صاع کے بدلے ایک روزہ رکہے اور تطبیق ان دونو روایتون مین یہ ہے کہ اسمین اشارہ ہے طرف
ترجیح ترتیب کی نہ یہ کہ یہ ترتیب واجب ہے اور امام نووی نے کہا کہ یہ مراد نہین کہ روزہ یا کہانا کہلانا نہین کفایت
کرتا ہی مگر واسطے فاقد ہدی کے یعنے جسکو ہدی نہ ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپنے اُس سے پوچہا کہ کیا اُسکے
ساتھ ہدی ہے یا نہین سو اگر وہ ہدی پا سکتا ہے تو اسکو معلوم کروایا کہ اُسکو اختیار ہے درمیان
اُسکے اور درمیان روزے اور کہلانے کے اور اگر قربانی نہ پاوے تو اسکو دونو کے درمیان اختیار ہے
(فتح) **باب** قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ صَدَقَةٍ وَّهِيَ اِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ باب ہی اس آیت کے
بیان مین کہ یا خیرات کری اور وہ خیرات چہ مسکینون کو کہانا کہلانا ہے **ف** امام بخاری نے اشارہ کیا
ہے ساتھ اسکے طرف اسکی کہ آیت مین صدقہ مبہم ہے اور سنت نے اُسکو بیان کیا ہے اور یہی قول ہے جمہور
علماء کا کہ آیت مین صدقہ سے مراد چہ مسکینون کو کہانا کہلانا ہے اور حسن رح سے روایت ہی کہ دس روزے ہین اور
دس مسکینون کو کہانا کہلانا ابن عبدالبر نے کہا کہ نہین قائل ہوا ساتھ اسکے کوئی فقہاء شہرون مین سے یعنے
حسن بصری کے سوا اور کوئی اُسکا قائل نہین (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سَيْفٌ ثَنِيْ مُجَاهِدٌ سَمِعْتُ
عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَاْسِيْ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ
رَاْسَكَ اَوِ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ
اِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ
اَوْ اُنْسُكْ مِمَّا تَيَسَّرَ ترجمہ کعب سے روایت ہی کہ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجہپر کہڑے ہوئے اور میرے
سر سے پے در پے جوئین گرتی تہین سو فرمایا کہ کیا تجہکو تیرے سر کے کیڑے ایذا دیتے ہین مینے کہا ہان حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنا سر منڈا ڈال کعب نے کہا کہ یہ آیت میرے حق مین اتری فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ آخر تک سو

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن اور ایک فرق چھ مسکینوں میں تقسیم کر یا جو قربانی میسر ہو ذبح کر **ف** ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب محرم کو سر کی جوئیں تکلیف دیویں تو بالوں کو منڈا دے اور کھانا کھلا دے تو چھ مسکینوں کو کھانا دے یہیں معلوم ہوا کہ مراد صدقہ سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** الْاِطْعَامِ فِی الْفِدْیَۃِ نِصْفُ صَاعٍ فدیہ میں کھانا کھلانا آدھا صاع ہے یعنے ہر مسکین کو ڈیڑھ سیر گیہوں دیوے ہر چیز سے یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کی جو گیہوں وغیرہ میں فرق کرتا ہے ابن عبد البر نے کہا کہ امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو آدھا صاع دیوے اور اگر کھجور وغیرہ ہو تو پورا صاع دیوے اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے اور یہ حدیث اس پر رد کرتی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِیْدِ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ فَسَأَلْتُہٗ عَنِ الْفِدْیَۃِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِیَّ خَاصَّۃً وَھِیَ لَکُمْ عَامَّۃً حُمِلْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ یَتَنَاثَرُ عَلٰی وَجْھِیْ فَقَالَ مَا کُنْتُ اُرٰی الْوَجَعَ بَلَغَ بِکَ مَا اَرٰی اَوْ مَا کُنْتُ اُرٰی الْجَھْدَ بَلَغَ بِکَ مَا اَرٰی تَجِدُ شَاۃً فَقُلْتُ لَا قَالَ فَصُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّۃَ مَسَاکِیْنَ لِکُلِّ مِسْکِیْنٍ نِصْفُ صَاعٍ **ترجمہ** عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اسکو فدیہ کا حکم پوچھا سو اس نے کہا کہ فدیہ کی آیت خاص میرے حق میں نازل ہوئی اور تمہارے واسطے عام ہے یعنے اسکا حکم سب کو شامل ہے اسکا بیان یوں ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھایا گیا اس حال میں کہ جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو فرمایا کہ مجھکو گمان نہ تھا کہ تجھکو ایسی تکلیف پہونچی ہوگی جو کہ میں اب دیکھتا ہوں کیا تجھکو ایک بکری نہ ملے گی میں نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تین دن روزہ رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا دے ہر محتاج کو ڈیڑھ سیر اناج **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فدیہ سے مراد آدھا صاع اناج ہے خواہ کسی چیز سے ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ** النُّسُکُ شَاۃٌ نسک بکری ہے **ف** یعنے آیت میں نسک سے مراد بکری ہے **حَدَّثَنَا** اِسْحٰقُ اَنَا رَوْحٌ ثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاھِدٍ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰہُ وَاَنَّہٗ یَسْقُطُ عَلٰی وَجْھِہٖ فَقَالَ اَیُؤْذِیْکَ ھَوَامُّکَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّحْلِقَ وَھُوَ بِالْحُدَیْبِیَۃِ وَلَمْ یَتَبَیَّنْ لَھُمْ اَنَّھُمْ یَحِلُّوْنَ بِھَا وَھُمْ عَلٰی طَمَعٍ اَنْ یَّدْخُلُوْا مَکَّۃَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ الْفِدْیَۃَ فَاَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّطْعِمَ فَرَقًا بَیْنَ سِتَّۃٍ اَوْ

يُهْدِي شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ **ترجمہ** کعب بن عجرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دیکھا اس حال مین کہ اُسکے مُنہ پر جوئین گرتی تہین سو فرمایا کہ کیا تیرے سر کے کیڑے تجھکو ایذا دیتے ہین اُس نے کہا ہان سو حکم کیا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈ لینے کا اور آپ حدیبیہ مین تہے اور نہ بیان کیا واسطے اصحاب کے کہ آپ کی ہمراہ تہے کہ وہ احرام سے حلال ہووین اور حالانکہ وہ ارادہ رکہتے تہے کہ مکے مین آوین اور حج کرین سو خدا تعالے نے فدیہ کی آیت اُتاری سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو حکم کیا یہ کہ ایک فرق چھ مسکینون کو کہانا دیوے یا ایک بکری قربانی کرے یا تین دن روزے رکھے **ف** یہ جو راوی نے کہا کہ آپ نے اُنکے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ اُس سے حلال ہو جاوینگے الخ تو اس وجہ سے کہا کہ استباحت ممنوع یعنے حلق کا حلال کرنا واسطے عذر کے تہا یعنے تکلیف کی جسکے لیئے فدیہ ٹہیرایا نہ واسطے حلال ہونیکے احرام سے واسطے حصر کے اور یہ بات ظاہر ہے ابن منذر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جسکو خانے کعبے مین پہونچنے کی امید ہو تو اُسکو لازم ہے کہ ٹہیرے یہانتک کہ پہونچنے سے نا امید ہو پس حلال ہووے اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ جو نا امید ہو اور اُسکو حلال ہونا جائز ہو اور وہ اپنے احرام پر باقی رہے پہر خانے کعبے مین پہونچنے کی قدرت پاوے تو اُسپر واجب ہے کہ خانے کعبے مین جاوے تاکہ اُسکا حج پورا ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ راوی کے اس قول سے کہ نہ بیان کیا واسطے اُنکے کہ وہ احرام سے حلال ہووینگے سمجھا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے حیض کا وقت پہچانتی ہو اور جو بیمار کہ اپنے تپ کا وقت پہچانتا ہو عادت سے جب کہ رمضان مین مثلاً ابتدا دن مین روزہ افطار کرے پہر حیض اور تپ اُسی دن مین ہو جاوے تو لازم ہے اُنپر قضا اُس دن کی اسواسطے کہ اللہ کو معلوم تہا کہ وہ حدیبیہ مین حلال ہو جاوینگے اور نہ ساقط ہوا کعب سے کفارہ جو کہ اُسپر حلق کے سبب سے واجب ہوا تہا پہلے اس سے کہ ظاہر ہو امر واسطے اُنکی اور یہ اسواسطے ہے کہ جائز ہے کہ اُنکی عادت کا خلاف وقوع مین آوے اور اس حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ سنت بیان کرنیوالی ہے واسطے اجمال قرآن کے واسطے مطلق ہونے فدیہ کے قرآن مین اور مقید کرنے اسکے کو ساتہہ سنت کی اور یہ کہ محرم کو سر منڈانا درست نہین لیکن اگر اُسکو کوئی تکلیف ہو تو درست ہے اور یہ کہ اسمین مہربانی کرنی ہے ساتہہ یارون اپنے کی اور اُنکے حالات کا اہتمام کرنا اور جب اپنے بعض تابعدارون کو کسی تکلیف مین دیکہے تو اُس سے پوچھے اور اسکو خلاصی کی طرف ہدایت کرے اور بعض مالکیہ نے اس سے استنباط کیا ہے کہ جو جان بوجھ کر بلا عذر اپنا سر منڈا دے تو اُسپر فدیہ واجب ہے اسواسطے کہ معذور پر اُسکا واجب کرنا تنبیہ ہے ساتہہ ادنے کی اعلے پر لیکن اس سے معذور اور غیر مین برابری لازم نہین آتی اور اسیواسطے امام شافعی اور جمہور کہتے ہین کہ عامد کو اختیار نہ دیا جاوے

بلکہ اُسپر خون لازم ہے اور خلاف کیا ہے اسمیں مالکیہ نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اسپر کہ فدیہ کے واسطے کوئی مکان معین نہیں بلکہ جس جگہ چاہے ذبح کرے اور یہی قول ہے اکثر تابعین کا اور حسن نے کہا کہ مکہ میں ہے یعنے اُسکے سوای اور جگہ میں درست نہیں اور مجاہد نے کہا کہ قربانی مکہ اور منا میں کرے اور کھانا مکہ میں کھلاوے اور روزہ جس جگہ چاہے رکھے اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کا قول بھی اسکے قریب ہے یعنی دم اور اطعام واسطے اہل حرم کے ہی یعنے یہ دو تو چیزیں حرم میں کرے اور روزے جس جگہ چاہے رکھے سو واسطے کہ اہل حرم کو اسمیں کچھہ نفع نہیں اور بعض حنفیہ نے روزے کو بھی اُنکے ساتھ ملایا ہے (فتح) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ ثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهِ مِثْلَهُ ترجمہ کعب بن عجرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھا اسحال میں کہ اُسکی جوئیں اُسکے منہ پر گرتی تھیں مانند اُسکی **بَابُ** قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا رَفَثَ باب ہی اس آیت کے بیان میں کہ پہر جس نے لازم کرلیا اُنمیں حج تو بے پردہ ہونا عورت سی جائز نہیں **ف** رفث کے معنے ہیں جماع کرنا اور کلام میں فاحش کرنا اور زہری نے کہا کہ رفث کلمہ جامع ہے ہر چیز کو کہ مرد عورت سی چاہے حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے واسطے خانے کعبے کا حج کیا پہر نہ عورت سے صحبت کی اور نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا نہ راہ میں کسی سے جہگڑا تو گناہوں سے پاک ہوکر اپنے گہر ایسا پہرتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سی پیدا ہوا تہا **ف** حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ میں گناہوں سے بچے ساتہیوں کے ساتھ نہ لڑے تب گناہوں سی پاک ہو اور ظاہر اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حاجی سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے خواہ کبیرے ہوں یا صغیرے اور یہی مذہب ہے بعض اہل علم کا (تیسیر) **بَابُ** قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ باب ہی اس آیت کے بیان میں کہ نہ گناہ کرنا نہ جہگڑا کرنا حج میں یعنے احرام میں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس گہر کا حج کرے پہر نہ عورت سے صحبت کرے اور نہ صحبت کی بات کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ راہ میں ساتہیوں سے جہگڑے تو پہرتا ہے گناہوں سے پاک ہو کر مانند اُس دن کی کہ ماں کے پیٹ سی پیدا ہوا تہا **ف** اس حدیث میں جدال کا ذکر نہیں ہے گویا کہ اُسکی

اکتفا کیا ساتھ اسی چیز کے کہ آیت مین مذکور ہے (تیسیر) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ باب جَزَاءِ الصَّیۡدِ وَنَحۡوِہٖ باب ہے بیان مین بدلے شکار کے کہ اسکو محرم قتل کرے اور مانند اُسکی ہے جیسے کہ شکاری جانور کو ہانکے یا اُسکا درخت کاٹے وَقَوۡلِ اللّٰہِ لَا تَقۡتُلُوا الصَّیۡدَ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ وَمَنۡ قَتَلَہٗ مِنۡکُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ ھَدۡیًا بٰلِغَ الۡکَعۡبَۃِ اَوۡ کَفَّارَۃٌ طَعَامُ مَسٰکِیۡنَ اَوۡ عَدۡلُ ذٰلِکَ صِیَامًا اِلٰی قَوۡلِہٖ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ اُحِلَّ لَکُمۡ صَیۡدُ الۡبَحۡرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمۡ اِلٰی قَوۡلِہٖ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ یعنے اور بیان اس آیت کا کہ نہ مارو تم شکار کو جسوقت ہو تم احرام مین اور جو کوئی تم مین سے اسکو مارے جان کر تو واجب ہے بدلا اس مارے کے برابر مواشی مین سے وہ کہ ٹہیراوین دو معتبر تمہارے کہ نیاز پہونچاوے کعبے تک یا گناہ کا اوتار ہے کسی محتاج کا کہانا یا اُسکے برابر روزے کہ چکہے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی پہر کریگا اس سے بیر لے گا اللہ اور اللہ زبردست ہے بیر لینے والا حلال ہوا تمکو دریا کا شکار اور اسکا کہانا فائدہ کو تمہارے اور مسافرون کے اور حرام ہوا تمپر شکار جنگل کا جب تک ہو تم احرام مین اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس جمع ہوگے بعضے کہتے ہین کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ ابو الیسر نے گور خر کو قتل کیا اس حال مین کہ وہ محرم تہا عمرے حدیبیہ مین سو یہ آیت اُتری حکایت کی مقاتل نے یہ بات اپنی تفسیر مین اور مصنف نے اس ترجمے مین کوئی حدیث بیان نہین کی گویا کہ اُسنے اشارہ کیا ہے کہ شکار کے بدلے مین اُسکے نزدیک کوئی حدیث مرفوع ثابت نہین ہوئی ابن بطال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے فتوے کے امامون نے اہل حجاز اور عراق وغیرہ سے اسپر کہ اگر محرم شکار کو قتل کرے جان بوجھکر یا بہولکر تو واجب ہے اسپر بدلہ اور اہل ظاہر اور ابو ثور اور ابن منذر نے خلاف کیا ہے خطا مین اور استدلال کیا ہے انہون نے ساتہہ قول اللہ تعالے کے متعمدا اسواسطے کہ اُسکا مفہوم یہ ہے کہ مخطی اُسکے برخلاف ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور حسن اور مجاہد نے اسکا عکس کیا ہے یعنے کہا کہ اگر بہولکر مارے تو اُسکا بدلہ واجب ہے اور اگر جانکر مارے تو بدلہ واجب نہین پس بدلہ خاص ہوگا ساتہہ بہول کے اور نقمت ساتہہ عمد کے اور ان دونو سے ایک روایت ہے کہ اگر کوئی جانکر مارے تو اسپر پہلی بار بدلہ واجب ہے اور اگر پہر کرے تو ہوگا بڑا گناہ اور اُسپر نقمت ہے نہ بدلہ اور موفق نے مغنے مین کہا کہ نہین جانتا مین کسی کو کہ خلاف کیا ہو واجب ہونے بدلے مین عامد پر سوائے اُن دونو کے اور کفارے مین اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہین کہ اسکو اختیار ہے کہ چاہے بدلہ دے یا کفارہ دے روزے جیسے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے اور ثوری نے کہا کہ بدلہ مقدم کیا جاوے اور اگر بدلہ نہ پاوے تو کہانا کہلا دے اور اگر یہ بہی نہ پاوے تو روزے رکھے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ کہانا اور روزہ تو اسی چیز مین ہے کہ شکاری مول کو نہ پہونچے اور اکثر علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ محرم

کے شکار کا کہانا حرام ہے اور حسن اور ثوری اور ابو ثور اور ایک گروہ نے کہا کہ اُسکا کہانا جائز ہے اور وہ مانند ذبیحہ چور کی ہے اور یہ ایک وجہ واسطے شافعیہ کے اور نیز اکثر کہتے ہین کہ حکم اسمین وہ ہے جسکے ساتھ سلف نے حکم کیا اس سے تجاوز نہ کیا جاوے یعنے مثلا سلف نے حکم کیا ہے کہ گورخر کے بدلے گائی دیجاوے تو اب اس سے تجاوز نہ کیا جاوے اور جسمین سلف کا حکم نہین کیا اُسمین از سر نو حکم کیا جاوے اور جسمین اختلاف ہو اُسمین اجتہاد کیا جاوے اور ثوری نے کہا کہ اختیار اسمین دو مرد معتبر کے لیئے ہی ہر زمانے مین اور امام مالک نے کہا کہ از سر نو حکم کیا جاوے اور محکوم علیہ کو اختیار ہے اور جائز ہے اُسکو یہ کہے کہ نہ حکم کرو مجہ پر مگر ساتھ کہانا کے اور اکثر نے کہا کہ واجب بدلے مین مثل شکار کے ہی مواشی مین سے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ واجب بدلے مین قیمت ہی اور جائز ہے خرچ کرنا اُسکا مثل مین اور اکثر علمار نے کہا کہ بڑے جانور کا بدلہ بڑا جانور دیوے اور چھوٹے مین چھوٹا دیوے اور تندرست مین تندرست اور لوٹے ہوئی مین لوٹا ہوا اور امام مالک نے اسمین خلاف کیا ہے کہ چھوٹے اور بڑے مین بڑا ہے اور صحیح اور عیناک مین صحیح ہے اور اتفاق ہے اسپر سب کا کہ مراد شکار سے وہ چیز ہے جسکا کہانا حلال کو جائز ہے جانوروں وحشی سے اور جس جانور کا مارنا مباح ہے اُسکے مارنے مین کوئی چیز واجب نہین اور جو جانور متولد ہو یعنے حلال اور حرام جانور سے پیدا ہوا اکثر نے اُسکو ماکول کے ساتھ لاحق کیا ہے (فتح) **باب** وَاِذَا اَصَادَ الْحَلَالُ فَاَهْدَى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ اَكَلَهٗ جب حلال یعنے غیر محرم شکار کرے اور محرم کے واسطے ہدیہ بہیجے تو محرم کو اُسکا کہانا جائز ہے۔ وَلَمْ يَرَى ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَاْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ یعنے اور نہین دیکہا ہے ابن عباسؓ اور انسؓ نے ساتھ ذبح کرنیکے کچہ خوف اور وہ مذبوح غیر شکار کے ہو مانند اونٹ اور بکری اور گائی اور مرغی اور گہوڑے کے **ف** نحو الابل الخ غیر صید کی تفسیر ہے اور ظاہر ابن عباسؓ اور انسؓ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کو ہر چیز کا ذبح کرنا درست ہے خواہ شکاری جانور ہو یا اہلی لیکن امام بخاری نے اسکو مقید کیا ہے ساتھ اسکے کہ محرم کو اس جانور کا ذبح کرنا درست ہے جو شکاری نہو مانند اونٹ کی اسلیئے کہ صحیح یہ بات ہی کہ اگر محرم شکاری جانور کو حلال کرے تو اُسکا حکم مردار کا حکم ہے اُسکا کہانا درست نہین اور بعضے کہتے ہین کہ درست ہی ساتھ حرمت کے یہانتک کہ غیر محرم کو اُسکا کہانا درست ہی اور یہی قول ہے حسن بصری کا اور اگر شکاری جانور نہ ہو تو اُسکا ذبح کرنا سب کے نزدیک درست ہے سوای گہوڑے کے کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اُس شخص کے کہ اُسکا کہانا جائز کہتا ہے (فتح) يُقَالُ عَدْلُ مِثْلُ یعنے عدل کا لفظ جو آیت مین واقع ہوا ہے اسکے معنے مثل کے ہین فَاِذَا كُسِرَتْ قُلْتَ عِدْلُ فَهُوَ زِنَةُ ذٰلِكَ اور جب تو عین کو زیر دیوے اور عدل کہے تو وہ ساتھ معنے ہموزن کے ہے

قِيَامًا قِوَامًا یعنے لفظ قیاما کے معنے کہ آیت جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس مین ہے
قواما ہین یعنے جو چیز کہ قائم رکھے حال کو دین اور دنیا مین یَعْدِلُوْنَ یَجْعَلُوْنَ لَهٗ عِدْلًا یعنے یعدلون
کے معنے جو کہ آیت ثم الذین کفروا بربھم یعدلون مین واقع ہے یجعلون لہ عدلا ہین یعنے کافر
بتون کو خدا کے برابر ٹھیراتے ہین ف امام بخاری نے اس آیت کو واسطے مناسبت کی لفظ عدل کا ذکر کیا
ہے جو کہ آیت او عدل ذلک مین واقع ہوا ہے پس اشارہ کیا ہے کہ دونو لفظ یعنے عدل اور یعدلون ایک
مادے سی مشتق ہین (فتح) یا اس غرض سے بیان کیا ہے کہ تا شبہ نہ پڑے کہ دونو کے معنے ایک ہین

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِيْ
عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهٗ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا
يَغْزُوْهُ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِهٖ تَضَحَّكَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ
فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهٗ فَأَثْبَتُّهٗ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّعِيْنُوْنِيْ
فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهٖ وَخَشِيْنَا أَنْ نُّقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَفِّعُ فَرَسِيْ شَأْوًا
وَأَسِيْرُ شَأْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهٗ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ
السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يُّقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
أَصَبْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَّعِنْدِيْ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ترجمہ عبد اللہ
بن ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال میرا باپ ابو قتادہ چلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے
عمرے کا احرام باندھا اور میرے باپ نے احرام نہ باندھا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ دشمن
آپ سے لڑنے کا قصد رکھتا ہے (سو میں ایک جماعت اصحاب کے ساتھ دشمن کی طرف قصد کیا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مکے کو چلے سو جس حال مین کہ مین اصحاب کے ساتھ تھا کہ بعض اصحاب بعض کی طرف ہنستے یعنے شکار
کو دیکھ کر آپس مین ہنسنے لگے کہ اس سے تعجب کیا اسواسطے کہ شکار کے ساتھ تعرض کرنے سی ممنوع تھے سو مینے
نظر کی تو ناگہان کیا دیکھتا ہون کہ میرے سامنے گورخر ہے سو مینے اُسپر گھوڑا اُٹھایا اور اُسکو نیزہ مارا
سو مینے اسکو اُسی جگہ ثابت رکھا کہ اُس جگہ سے نہ ہل سکا اور مینے اُنسے مدد چاہی سو انہون نے مدد دینے
سے انکار کیا سو ہم نے اُسکا گوشت کھایا اور ہم نے خوف کیا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور پڑین
سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈا اسحال مین کہ مین ایک بار گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ
چلتا تھا سو مین بنی غفار کے ایک مرد کو رات کی درمیان ملا سو مینے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

کہان چہوڑا اُسنے کہا کہ مینے آپکو منزل تعہن مین چہوڑا کہ نام ہے ایک چشمہ پانی کا اور آپ قیلولہ کرنے والے تہے سقیا (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کی) مین کہ تین میل ہے تعہن سے یعنے ارادہ قیلولہ کا رکہتے تہے سو مینے کہا کہ یا حضرت آپ کے اصحاب آپ کو سلام اور رحمت کہتے ہین اور ڈرے ہین کہ دشمن انکو آپ سے روکے یا آپ کو اطلاع نہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی انتظاری کی تا وہ آملین مینے کہا کہ یا حضرت مینے گورخر شکار کیا ہے اور میرے پاس اُس سے کچہ باقی بچا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو فرمایا کہ کہاؤ اور حالانکہ وہ سب احرام مین تہے **ف** اور حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ حدیبیہ کے واسطے نکلے اور روحا مین پہونچے اور وہ ذی الحلیفہ سے چونتیس ۳۴ میل ہے تو لوگون نے آپ کو خبر دی کہ ایک دشمن غیقہ کے نالے مین ہے خوف ہے کہ وہ آپ کو تکلیف دے سو اصحاب کی ایک جماعت نے انکی طرف تیاری کی انمین ابو قتادہ تہے تا کہ انکی بدی سے بیخوف ہون سو جب وہ اُس سے بے خوف ہوئے تو ابو قتادہ اور اسکے ساتہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ آملے سو اُسکے ساتہیون نے احرام باندہا مگر ابو قتادہ نے احرام نہ باندہا بلکہ وہ بدستور حلال رہا اسواسطے کہ یا تو وہ احرام باندہنے کی جگہ سے آگے نہین بڑہا تہا اور یا اسکی نیت عمرہ کرنے کی نہ تہی پس اس سے وہ شبہ دفع ہو گیا جو بعض کے دلمین گذرا ہے کہ ابو قتادہ کو احرام باندہنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے بڑہنا کسطرح درست تہا اور یہ جو بعضے اصحاب بعض کی طرف ہنسنے لگے تو اس سے شکار کی طرف اشارہ لازم نہین آتا اسواسطے کہ اگر محرم غیر محرم کو شکار کی طرف اشارہ کرے تو اُس سے اسکو کہانا بالاتفاق درست نہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ میری طرف ہنسنے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے ایک قسم کا اشارہ کیا و لیکن یہ روایت غلط ہے کما بینہ العیاض (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جب غیر محرم شکار کرے اور اُس سے کچہ گوشت محرم کے واسطے ہدیہ بہیجے تو محرم کو اسکا کہانا درست ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** اِذَا رَأَی الْمُحْرِمُوْنَ صَیْدًا فَضَحِکُوْا فَفَطِنَ الْحَلَالُ جب محرم لوگ شکار کو دیکہہ کر ہنسنے لگین اور غیر محرم معلوم کرے تو یہ ہنسنا انکا شکار کی طرف اشارہ نہین اور حلال ہے واسطے انکے کہانا اُس شکار کا (فتح) حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهٗ وَلَمْ اُحْرِمْ فَاُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَیْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ اَصْحَابِیْ بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ یَضْحَكُ اِلٰی بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَاَیْتُهٗ فَحَمَلْتُ عَلَیْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهٗ فَاَثْبَتُّهٗ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ یُّعِیْنُوْنِیْ فَاَکَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِیْنَا اَنْ نُّقْتَطَعَ اَرْفَعُ فَرَسِیْ شَاْوًا وَاَسِیْرُ عَلَیْهِ شَاْوًا فَلَقِیْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ غِفَارٍ فِیْ جَوْفِ

اللیل فقلت لہ این ترکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ترکتہ بتعہن وھو قائل السقیا فلحقت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتیتہ فقلت یا رسول اللہ ان اصحابک ارسلوا یقرؤن علیک السلام ورحمۃ اللہ وانھم قد خشوا ان یقتطعہم العدو دونک فانظرھم ففعل فقلت یا رسول اللہ انا اصدنا حمار وحش وان عندنا منہ فاضلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ کلوا وھم محرمون ترجمہ ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سال چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے احرام باندہا اور مینے احرام نہ باندہا سو ہمکو خبر ہوئی کہ غیقہ مین دشمن ہے یعنی گہات مین سو ہم دشمنون کی طرف متوجہ ہوئے پہر چند اصحابؓ سو میرے ساتہیون نے گورخر کو دیکہا سو بعض انمین سے بعض کی طرف ہنسنے لگے سو مینے نظر کی تو اُسکو دیکہا سو مینے اسپر گہوڑا اٹہایا اور اُسکو نیزہ مارا اور اُسکو اپنی جگہ مین ثابت رکہا یعنی مینے اُسکو ایسا نیزہ مارا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکا سو مینے اُنسے مدد چاہی کہ مجہکو میرا کوڑا پکڑا دو سو انہون نے مجہکو مدد دینے سے انکار کیا سو ہمنے اُسکا گوشت کہایا سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملا اور ہم ڈرے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا پڑین سو مین ایک بار اپنا گہوڑا دوڑاتا تہا اور ایک بار آہستہ چلاتا تہا سو مین بنی غفار کے ایک مرد کو رات کو درمیان ملا سو مینے اُس سے کہا کہ تونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہان چہوڑا اُس نے کہا کہ مینے آپ کو تعہن مین چہوڑا اور آپ قیلولہ کا ارادہ رکہتے تہے سو مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا یہان تک کہ مین آپکے پاس آیا سو مینے کہا کہ یا حضرتؐ آپکے اصحابؓ آپ کو سلام کہتے ہین اور خدا کی رحمت بہیجتے ہین اور مقرر انہون نے خوف کیا ہے کہ دشمن انکو آپ سے باز رکہے سو آپ انکی انتظار کرین سو آپنے انکی انتظار کی سو مینے کہا کہ یا حضرتؐ ہمنے گورخر کو شکار کیا ہے اور ہمارے پاس اُس سے کچہ گوشت باقی بچا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ کہاؤ اور حالانکہ وہ محرم تہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم شکار کو دیکہہ کر ہنسے اور غیر محرم اُس سے معلوم کرکے اس شکار کو مارے تو یہ اشارہ نہین بلکہ اُس محرم کو اُسکا گوشت کہانا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب لا یعین المحرم الحلال فی قتل الصید محرم غیر محرم کو شکار کے مارنے مین مدد نہ دے نہ فعل سے اور نہ قول سے **ف** مراد اس سے روکنا ہے اُس شخص پر جو فرق کرتا ہے اہل رای سے درمیان اُس مدد کے کہ نہین تمام ہوتا شکار مگر ساتہ اُسکے پس وہ حرام ہے (فتح) حدثنا عبد اللہ بن محمد ثنا سفیان عن صالح بن کیسان عن ابی محمد سمع ابا قتادۃ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالقاحۃ من المدینۃ علی ثلاث ح وثنا علی بن عبد اللہ ثنا سفیان عن صالح بن کیسان عن ابی محمد عن ابی قتادۃ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالقاحۃ

وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِي وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوا لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا مُحْرِمُونَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُلُوهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اذْهَبُوا إِلَى صَالِحٍ فَاسْأَلُوهُ عَنْ هٰذَا وَغَيْرِهِ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هٰهُنَا ترجمہ ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قاحہ (ایک جگہ کا نام ہے تین منزل مدینے سے اور سقیا سے ایک میل ہے طرف مدینے کی) میں تھے سو بعضے ہم میں سے محرم تھے اور بعضے غیر محرم تھے سو میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو ایک چیز دکھلاتے ہیں سو میں نے ایک چیز دیکھی پس ناگہاں وہ گورخر تھا سو اسکا کوڑا گر پڑا سو اسنے کہا کہ مجھکو میرا کوڑا اٹھا دو انہوں نے کہا ہم تجھکو کسی چیز سے مدد نہ دینگے اسواسطے کہ ہم محرم ہیں سو میں نے اتر کر اسکو لیا اور قوت سے پکڑا پھر میں ایک ٹیلے کے پیچھے سے گورخر کو آیا اور اسکو نیزہ مارا پھر میں اسکو اپنے ساتھیوں کے پاس لایا سو بعضوں نے کہا کہ کھاؤ اور بعضوں نے کہا کہ نہ کھاؤ سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ ہمارے آگے تھے سو میں نے آپ سے پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ حلال ہے **ف** الحدیث میں ہے کہ ابو قتادہ کے ساتھیوں نے اسکو کہا کہ ہم تجھکو کسی چیز سے مدد نہیں دینگے اسواسطے کہ ہم محرم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کے مارنے پر مدد دینی حرام ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

باب لَا يُشِيرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ نہ اشارہ کرے محرم طرف شکار کی تاکہ شکار کرے اسکو غیر محرم **ف** امام بخاری نے اشارہ کیا ہے اسطرف کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے تو اسپر کیا بدلہ لازم آتا ہے اور اس مسئلے میں اختلاف ہے پس اتفاق ہے سب علماء کا اسپر کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا تاکہ شکار کیا جاوے حرام ہے اور اسیطرح ہر قسم کی دلالت محرم پر حرام ہے لیکن امام اعظم نے اسکو مقید کیا ہے ساتھ اسچیز کے کہ بدون اسکے شکار کرنا ممکن نہ ہو یعنے دلالت وہ حرام ہے کہ بدون اسکے شکار کرنا ممکن نہ ہو اور اگر بدون اسکے شکار کرنا ممکن ہو تو وہ حرام نہیں اور اگر محرم غیر محرم کو اشارے وغیرہ سے شکار کی طرف راہ دکھاوے یا اسپر مدد دے تو امام احمد اور اسحاق اور کوفیوں کے نزدیک محرم اس کا ضامن ہوتا ہے یعنے واجب ہے اسپر بدلہ اسکا اور امام مالک اور شافعی نے کہا کہ اسپر بدلہ نہیں جیسا کہ غیر محرم غیر محرم کو حرم میں شکار کے مارنے پر دلالت کرے کہتے ہیں کہ باب کی حدیث میں حجت نہیں اسواسطے کہ سوال اعانت اور اشارت سے تو صرف اسواسطے واقع ہوا ہے کہ تا بیان کیا جاوے واسطے انکے کہ کیا انکو اسکا کھانا حلال ہے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا بدلے کو اور حجت پکڑی ہے موفق نے باین طور کہ کفارہ کا واجب ہونا قول علی اور ابن عباس رض کا ہے اور اصحاب میں سے کوئی انکا مخالف نہیں اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسمیں ابن عباس

اختلاف ہو یعنے ابن عباسؓ سے مختلف روایت آئی ہے اور یہ قول علی رضہ سے بہی ثابت نہین اور نیز اسواسطے کہ قاتل نے اُس کو تنہا اپنے اختیار سے قتل کیا ہے اور دلالت کرنے والا اُس سے جدا ہے پس یہ قاتل اُس شخص کی مانند ہے جس نے کسی محرم یا روزہ دار کو کسی عورت کیطرف راہ دکہائی اور اُس نے اُس سے صحبت کی کہ وہ دلالت کے سبب سے گناہگار ہوتا ہے اور اُسپر کفارہ لازم نہین آتا اور اُسکا روزہ ٹوٹتا ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ ثَنَا اَبُو عَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهِبٍ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوْا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيْهِمْ اَبُوْ قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا اَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ اِلَّا اَبَا قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ اِذْ رَاَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ اَبُوْ قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا فَقَالُوْا اَنَاْكُلُ لَحْمَ الصَّيْدِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا اَنَاْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهُ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا ترجمہ ابو قتادہ رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے قصد سے نکلے یعنے عمرے کے ارادے سے اور اصحابؓ بھی آپکے ساتھ نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت اصحاب کو پہیرا کہ انمین ابو قتادہ بہی تھے سو فرمایا کہ تم دریا کا کنارہ پکڑو یہانتک کہ ہم ملین سو انہون نے دریا کا کنارہ پکڑا سو جب وہ پہرے تو سب نے احرام باندہا مگر ابو قتادہ نے احرام نہ باندہا سو جس حالت مین کہ وہ چلے جاتے تہے تو ناگہان انہون نے گورخرون کا گلہ دیکہا سو ابو قتادہ نے انپر حملہ کیا اور انمین سے ایک مادہ گورخر ماری سو وہ اُترے اور اُسکا گوشت کہایا اور کہنے لگے کہ کیا ہم شکار کا گوشت کہاوین اور ہم محرم ہین سو ہمنے باقی گوشت مادہ گورخر کا اٹھایا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو انہون کہا کہ ہم نے احرام باندہا تہا اور ابو قتادہ نے احرام نہین باندہا تہا سو ہمنے گورخر دیکہے سو ابو قتادہ نے انپر حملہ کیا اور اُن مین سے ایک مادہ گورخر ماری سو ہم اُترے اور اُسکا گوشت کہایا پہر ہمنے کہا کہ کیا ہم شکار کا گوشت کہاوین اس حال مین کہ ہم محرم ہین سو ہمنے اسکا باقی گوشت اپنے ساتھ اٹھایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ اُسکو انپر حملہ کرنے کا حکم کیا ہو یا اُنکے طرف اشارہ کیا ہو انہون نے کہا نہین فرمایا سو اُسکا باقی گوشت کہاؤ ف صیغہ امر کا اسجگہ واسطے اباحت کے ہے نہ واسطے وجوب کے اسواسطے کہ سوال جواز سے تہا نہ واجب سے اور ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ مینے اُسکا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا

کر بیٹے تو اسکو آپکے لیے شکار کیا ہے سو آپنے اُس سے نہ کہایا اور اصحاب کو اُسکے کہانے کا حکم کیا ابن خزیمہ نے کہا کہ اگر یہ لفظ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ کے معلوم کروانے سے پہلے کہایا ہو پہر جب اُس نے آپ کو معلوم کروایا تو اُس سے باز رہے یعنے اسکو حرام جانا اور اسمین نظر ہے اسواسطے کہ اگر حرام ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے کہانے پر برقرار نہ رہتے یہانتک کہ ابو قتادہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ بیشے اسکو آپکے لیے شکار کیا تہا اور احتمال ہے کہ بیان جواز کے واسطے کہایا ہو اسواسطے کہ محرم پر حرام وہ چیز ہے کہ اسکو جانتا ہو کہ وہ اُسکے لیے شکار ہوئی اور اپر جب اسکے پاس کوئی گوشت لایا جاوے کہ اسکو اسکا حال معلوم نہ ہو کہ کیا اسکے لیے شکار ہوا ہے یا نہین اور اسکو اصل اباحت پر حمل کرکے اس سے کہاوے تو وہ کہانیوالے پر حرام نہین اور اسحدیث سے اور بہی کئی فائدے ثابت ہوتے ہین ایک یہ کہ اگر محرم تمنا کرے یہ کہ غیر محرم شکار کرے تاکہ محرم اس سے کہاوے تو یہ اُسکے احرام مین نقصان نہین پہونچاتا اور یہ کہ اگر غیر محرم اپنے لیے شکار کرے تو محرم کو اُسکے شکار کا گوشت کہانا درست ہے اور یہ قوی کرتا ہے اُس شخص کے قول کو جو آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مین شکار کو شکار کرنے پر حمل کرتا ہے یعنے کہتا ہے کہ مراد شکار سے اس آیت مین شکار کرنا ہے اور یہ کہ جائز ہے یہ چاہنا دوستون سے اور قبول کرنا ہدیہ کا دوست سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکہنا گہوڑی کا اور ابن عربی نے کہا کہ جائز ہے نام رکہنا غیر عقلا کا اگرچہ نہ سمجہے اور نہ پکارنے کے وقت جواب دیوی باوجودیکہ بعض حیوانات سکہہ جاتے ہین اور نام لیکر پکارنے سے فورًا حاضر ہوتے ہین اور یہ کہ غائب رفیق کا حصہ روک رکہے جسکی تعظیم متعین ہو یا اُسکی برکت کی امید ہو یا اُس سے توقع ہو کہ اس خاص مسئلے کا حکم اس سے ظاہر ہوگا اور یہ کہ جائز ہے امام کو جدا کرنا اپنے یارون کا واسطے کسی مصلحت کے اور استعمال کرنا طلیعہ جہاد مین اور پہونچانا سلام کا نزدیک اور دور سے اور اسمین اسپر دلالت نہین کہ سلام کا جواب دینا درست ہے اسواسطے کہ جائز ہے کہ واقع مین سلام کا جواب آپنے دیا ہو اور حدیث مین ایسی کوئی چیز نہین کہ اسکی نفی کرے اور یہ کہ شکار کا مارنا اسکی ذکات ہے یعنے یہی اسکا ذبح کرنا ہے اسکو دوبارہ ذبح کرنا ضرور نہین اور یہ کہ اجتہاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین بہی واقع ہوا ہے اور یہ کہ جائز ہے عمل کرنا اسچیز پر کہ پہونچاوے طرف اسکی اجتہاد یعنے مجتہد کو اپنے اجتہادی مسئلے پر عمل کرنا درست ہے اگرچہ دو مجتہد مخالف ہون اور دونو مین سے کسی پر عیب کیا جاوے اسواسطے کہ اسحدیث کی ایک طریق مین یہ لفظ آچکا ہے کہ ہمپر عیب کیا گیا اور گویا کہ کہانے والے نے اصل اباحت سے تمسک کیا اور باز رہنے والے نے امر عارضی کی طرف نظر کی اور یہ کہ تعارض ادلہ کے وقت نص کی طرف رجوع کیا جاوے اور جائز ہے دوڑانا گہوڑے کا واسطے شکار کے اور شکار کرنا ویران جگہون مین اور مدد لینی ساتہ گہوڑے کے اور اٹہانا توشے کا سفر مین اور نرمی کرنی ساتہ

یا اُنکے چلنے مین اور استعمال کرنا کنایہ کا فعل مین جیسے کہ قول مین استعمال کیا جاتا ہی اسواسطے کہ انہون نے ہنسنے کو اشارہ کی جگہ استعمال کیا واسطے اسکے کہ انہون نے اعتقاد کیا کہ اشارہ کرنا درست نہین اور یہ کہ جائز ہے ہانکنا گھوڑی کا واسطے حاجت کی اور اترنا مسافر کا وقت قیلولہ کے (تکملہ) نہین جائز ہے محرم کو مارنا شکار کا مگر یہ کہ شکار اُسپر حملہ کرے سو اسکو دفع کرنے کو واسطے قتل کرے تو جائز ہے اور اُسپر بدلہ نہین (فتح) اور جاننا چاہیے کہ محرم کو شکار کرنا اور شکار کی طرف اسکو راہ دکھانی اور اسکی طرف اشارہ کرنا حرام ہے اور فرق دلالت اور اشارت مین یہ ہے کہ دلالت زبان سے ہوتی ہے اور اشارہ ہاتھ سے اور دلالت حرام ہے محرم کو حل مین اور حرم مین اور غیر محرم کو حرام ہے حرم مین نہ حل مین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم نے آپ شکار نہ کیا ہو اور دلالت اور اشارت اور مدد نہ کی ہو تو اسکو شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور اسمین رد ہے انپر جو شکار کے گوشت کو مطلق منع کرتے ہین (ح ع) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کو بھیڑ بکری گائے وغیرہ اہلی جانورون کا گوشت کھانا درست ہے **بَابٌ** اِذَا اَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ اگر غیر محرم محرم کے واسطے گورخر زندہ ہدیہ بھیجے تو اسکو قبول نہ کرے **ف** امام بخاری نے ترجمہ مین زندہ کی قید لگائی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت مین یہ آیا ہے کہ وہ ذبح ہوا ہوا تھا اُسمین وہم ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّهٗ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ **ترجمہ** صعب بن جثامہ رض سے روایت ہے کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک گورخر تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوا یا ودان مین تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اُسپر پھیر دیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے چہرے مین غم دیکھا یعنے غم معلوم کیا بسبب قبول کرنیکو تو فرمایا کہ ہمنے اسکو تجھ پر نہین پھیر دیا مگر اسواسطے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہین ابوا اور ودان نام ہے جگہون کا درمیان مکے اور مدینے کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ران گورخر کی بھیجی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ ٹکڑا اسکا بھیجا تھا ان روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان بھی گوشت اسکا مراد ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول زندہ گورخر بھیجا ہوگا وہ آپنے نہ لیا پھر ران اور گورخر کی کہ بعضون نے اسکو گوشت سے تعبیر کیا اور بعض نے اسکو ٹکڑے سے تعبیر کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانا حرام ہے اسواسطے کہ آپنے اسکی علت صرف یہی بیان کی کہ ہم محرم ہین تو معلوم ہوا کہ منع کا سبب خاص یہی احرام ہے اور یہی قول ہے حضرت علی رض اور ابن عباس رض اور ابن عمر اور لیث اور ثوری اور اسحاق کا واسطے دلیل حدیث صعب کے لیکن اُسکے معارض ہے وہ حدیث جو

صحیح مسلم میں طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پرندے جانور کا گوشت کھایا اور حدیث ابو قتادہ
کی جو پہلے حدیث میں مذکور ہے اور حدیث بہزی کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ہرن ہدیہ بھیجا گیا
اور آپ احرام میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو حکم کیا کہ اسکو لوگوں میں بانٹ دی اور اہل کوفہ
اور ایک جماعت سلف کی کہتے ہیں کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلق جائز ہے اور جمہور نے مختلف
روایتوں میں اسطور سے تطبیق دی ہے کہ جن حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا
سو مراد اس سے وہ شکار ہے جسکو غیر محرم اپنے لیئے شکار کرے پھر اس سے کچھ گوشت محرم کو بطور ہدیہ کے
بھیجے اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپنے اسکو پھیر دیا تو اس سے مراد وہ شکار ہے کہ غیر محرم اسکو محرم
کے واسطے شکار کرے اور کہتے ہیں کہ سبب صرف احرام کے بیان کرنیکا یہ ہے کہ اگر شکار کسی مرد کے واسطے
ذبح کیا جاوے تو وہ اسپر حرام نہیں مگر جبکہ محرم ہو سو آپنے اصلی شرط بیان کی اور باقی سے سکوت فرمایا پس
وہ نفی پر دلالت نہیں کرتا اور دوسری حدیثوں میں اسکو بیان کر دیا جیسے کہ اوپر گذرا اور امام مالک
سے اس مسئلہ میں تفصیل آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر محرم کے لیے احرام سے پہلے شکار کیا گیا ہو تو اسکو
اسکا کھانا درست ہے نہیں تو نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ تفصیل ہے کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا گیا ہو
اسکو اسکا کھانا درست نہیں اور دوسرے محرم کو اسکا کھانا درست ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے
پھیر دینا ہدیہ کا واسطے کسی علت کے اور اسکا عذر بیان کرنا اور یہ کہ ہبہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبول کرنے
کے اور مالک ہونے کی قدرت ہی کے اسکے ملک میں نہیں آتا اور یہ کہ لازم ہے محرم پر چھوڑ دینا اس شکار کا کہ اسکے
ہاتھ میں ہے اور اسکا شکار کرنا اسپر منع ہے (فتح) **باب** مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ یہ باب ہے بیان
میں اس چیز کے کہ جائز ہے محرم کو مار ڈالنا اسکا موذی جانوروں سے یعنے ان جانوروں میں سے جنکے مارنے میں
بدلہ لازم نہیں آتا (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ ح وَعَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ
ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ اِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ ح وَحَدَّثَنِيْ اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنِيْ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَتْ
حَفْصَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ
الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہین سب جنکے مارڈالنے مین محرم پر گناہ نہین اور ایک روایت
مین ہے کہ مارڈالے محرم اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہین کہ
اونکو مارڈالنے والی پر کچھہ گناہ نہین ایک کوا دوسرا چیل تیسرا چوہا چوتہا بچھو پانچوان کتا کاٹنے والا **ف**
پانچ کے ساتھہ قید کرنے سے اگرچہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مارڈالنے کا انہین پانچون کے ساتھہ خاص ہے
لیکن یہ مفہوم عدد ہے اور یہ اکثر کے نزدیک حجت نہین اور اگر فرضا حجت بھی ہو تو احتمال ہے کہ پہلے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو پھر اوسکے بعد بیان فرمایا ہو کہ ان پانچ کے سوائے اور چیزین بھی
اس حکم مین مشترک ہین یعنی انکے سوائے بعضی اور چیزین بھی ہین جنکا مارڈالنا درست ہے اسواسطے کہ
ایک روایت مین سانپ کا ذکر زیادہ ہے۔ تو اس اعتبار سے چھ ہوئے اور ایک روایت مین یہ لفظ
زیادہ ہے کہ مارڈالو درندے حملہ کرنیوالے کو تو اس اعتبار سے سات ہوئے اور یہی حکم ہے شیر اور چیتے اور
بھیڑیئے کا (فتح)، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ
يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ ترجمہ عائشہ رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہین وے سب موذی و بد ذات ہین مارڈالے جاوین
حرم مین ایک کوا دوسرا چیل تیسرا بچھو چوتہا چوہا پانچوان کتا کاٹنے والا **ف** پہلے گذر چکا ہے کہ انکے مارنے
مین محرم پر گناہ نہین اور اسیطرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انکو کوئی حرم مین مارے تو اسپر بھی کوئی گناہ نہین اس سے
معلوم ہوا کہ غیر محرم کو اور حل مین یعنے حرم مکہ کے سوا اور جگہ انکا مارڈالنا بطریق اولے درست ہے اور ایک روایت
مین یہ لفظ صریح آچکا ہے کہ مارڈالے جاوین حل مین اور حرم مین اور یہ جانا جاتا ہے حکم حلال کا ساتھہ اسطرح
کے کہ اوسکے ساتھہ کوئی مانع قائم نہین ہوا اور وہ احرام ہے پس غیر محرم کو بطریق اولے جایز ہے اور یہ جو
ایک طریق مین آیا ہے کہ اونکے مارڈالنے مین گناہ نہین تو اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ فعل کو ترک پر ترجیح
ہے اور ایک طریق مین امر کا لفظ اور ظاہر امر واسطے وجوب کی ہے اور احتمال ہے کہ واسطے استحباب یا اباحت
کے ہو لیکن یہ امر بعد حرمت کو واقع ہوا ہے واسطے عام ہونے نہی محرم کے قتل سے پس یہ امر نہ تو وجوب
کے واسطے ..... ہوگا اور نہ استحباب کے یعنے بلکہ اباحت کے واسطے ہوگا پس معلوم ہوا کہ انکا مارڈالنا حرم
مین جائز ہے یعنے نہ واجب ہے نہ مستحب اور یہ جو کہا کہ یہ جانور فاسق ہین تو یہ اسوجہ سے ہے کہ فسق کے معنے
نکلنے کے ہین اور یہ جانور اور جانورون کے حکم سے نکلے ہوئے ہین کہ انکے سوا اور جانورون کا مارڈالنا درست نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ انکو فاسق اسواسطے کہا گیا ہے کہ انکا کھانا حلال نہین واسطے دلیل اس آیت کے

او فسقا اهل لغیر الله اور بعضے کہتے ہین کہ اسواسطے کہ یہ اور جانورون کے حکم سے خارج ہین ساتہہ ایذا کے اور فاسد کرنیکو اور نفع نہ اٹہانے کے اسی واسطے اہل فتوی نے اسمین اختلاف کیا ہے سو جو پہلے قول کے ساتہہ قائل ہے لاحق کیا ہے اُس نے ساتہہ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ جائز ہے حلال کو مار ڈالنا اسکا حرم مین اور حل مین اور جو دوسرے قول کا قائل ہے لاحق کیا ہے اُسنے ساتہہ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ اُسکا کہانا درست نہین یعنے محرم کو اُسکا مار ڈالنا بھی درست ہے مگر وہ چیز کہ اسکا مارنا منع ہے اور جو تیسرے قول کا قائل ہے وہ خاص اُسی چیز کو لاحق کرتا ہے جس سے فساد حاصل ہو اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ چوہا فاسق ہے کہ وہ چراغ سے گہر کو جلا دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو فاسق اسواسطے کہا جاتا ہے کہ انکا فعل فاسقون کے فعل کی مانند ہے اور یہ قول ترجیح دیتا ہے اور ایک روایت مین کوے کے ساتہہ ابقع کا لفظ زیادہ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث مین کوے سے مراد وہ کوا ہے جو ابقع ہو یعنے جسکی پیٹہہ پر یا پیٹ پر سفیدی ہو اور یہی حکم ہے ہر کوے کا جو اُسکا شریک ہو یعنے موذی ہو اور اسکا کہانا حرام ہو اور اتفاق ہے سب علما کا اسپر کہ چہوٹا کوا جو دانہ کہاتا ہے وہ اس حکم سے خارج ہے اُسکا مارنا درست نہین اُسکو کہیتی کا کوا کہتے ہین اور اسکو زاغ بھی کہتے ہین سو علماء نے فتوی دیا ہے کہ اُسکا کہانا درست ہے اور باقی سب کوے ابقع کے ساتہہ ملحق ہین کہ انکا مار ڈالنا درست ہے حل مین بھی اور حرم مین بھی یعنے اور انکا کہانا درست نہین اور یہی مذہب ہے سب اہل علم کا کہ ہر کوے کا مار ڈالنا درست ہے سوای کوے کہیتی کے لیکن عطار سے روایت ہے کہ کوے کے مارنے مین بدلہ آتا ہے اور اسی طرح بچہو کا مار ڈالنا بھی سبکے نزدیک درست ہے مگر حکم اور حماد سے روایت ہے کہ محرم سانپ اور بچہو کو قتل نہ کرے کہ وہ زمین کے کیڑے ہین اور یہ علت بے معنے ہے اور اسی طرح چوہا مار ڈالنا بھی سبکے نزدیک درست ہے مگر جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اسکے مار ڈالنے مین بدلہ ہے اور یہ قول مخالف سنت کے ہے اور مخالف ہے قول اہل علم کے اور لوگون نے ابراہیم نخعی کا یہ قول حماد کے پاس ذکر کیا تو اس نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے زیادہ تر حدیثون کو رد کرنے والا کوفہ مین کوئی نہین یعنے وہ حدیثون کو بہت رد کرتا ہے اسواسطے کہ اسکو حدیثین کم پہونچی ہین اور زیادہ تر حدیثون کا تابع شعبی سے کوئی نہین اور مالکیہ سے چہوٹے چوہے کی مار ڈالنے مین اختلاف منقول ہے جو ایذا کی قدرت نہین رکہتا اور چوہا کئی قسم ہے اور سب کا کہانا حرام ہے اور مار ڈالنا درست ہے اور علماء کو اختلاف ہے اسمین کہ کتے کاٹنے والے سے کیا مراد ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد اس سے شیر ہے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ مراد اس سے سانپ ہے اور ثوری سے روایت ہے کہ مراد اس سے خاص بہیڑیا ہے اور امام مالک نے موطا مین کہا کہ مراد اُس سے وہ جانور ہے جو لوگون کو کاٹے اور اُنپر حملہ کرے مانند شیر اور چیتے اور پلنگ اور بہیڑیے کی اور یہی منقول ہے سفیان سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ مراد اس سے یہان خاص کتا ہے اور نہین ملحق ہے ساتہہ اُس کے

اس حکم مین مگر بہیڑیا اور جمہور کی دلیل یہ حدیث ہی کہ الٰہی غالب کر اسپر کوئی کتا اپنے کتون مین سے سو اسکو شیر نے قتل کیا تو معلوم ہوا کہ کتے سے مراد عام ہے اور طحاوی نے حنفیہ کے واسطے حجت پکڑی ہے ساتھ اسطور کے کہ علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ باز اور شکرے کا مارنا درست نہین اور وہ درندے پرندون مین سے ہین پس معلوم ہوا کہ حرمت چیل اور کوے کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح خاص ہوگی حرمت ساتھ کتے کے اور جو شریک ہو اسکو اسکی صفت مین اور وہ بہیڑیا ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دعوی اتفاق کا مردود ہے اسواسطے کہ اُنکے مخالفون نے جائز رکہا ہے قتل کرنا ہر چیز کا کہ حملہ کرے پس داخل ہوگا اسمین باز اور شکرہ بلکہ اُنکے اکثر کہتے ہین کہ لاحق ہے ساتھ پانچ کے وہ چیز کہ اسکا کہانا منع ہے مگر جسکا مار ڈالنا منع ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے غیر عقور مین جنکے پالنے کا حکم نہین سو قاضی حسین اور ماوردی نے کہا کہ اُسکا مار ڈالنا درست نہین اور امام شافعی کے مذہب مین جواز واقع ہوا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان پانچ کے سوا اور چیزین بہی اُنکے ساتھ اس حکم مین شامل ہین مگر معنے مین اختلاف ہو کہ کس سبب سے انکا مارنا درست ہی سو بعض تو یہ کہتے ہین کہ یہ ایذا دیتے ہین پس جائز ہے مار ڈالنا ہر ایذا دینے والے جانور کا اور یہ مذہب امام مالک کا ہے اور بعض کہتے ہین کہ انکا کہانا جائز نہین بنا بر اسکے جسکا مار ڈالنا درست ہی اسکے مار ڈالنے مین محرم پر فدیہ نہین اور یہ مذہب امام شافعی کا ہے اور امام شافعی نے اور اُسکے اصحاب نے حیوانون کو بہ نسبت محرم کے تین قسم ٹہیرایا ہے ایک وہ جانور ہین کہ محرم کو انکا مار ڈالنا مستحب ہے مانند ان پانچ کے اور جو اُنکے معنے مین ہین موذی جانورون سے اور ایک قسم وہ جانور ہین جنکا مار ڈالنا اسکو درست ہی مانند باقی جانورون کی جنکا گوشت کہانا درست نہین اور وہ دو قسم ہین ایک قسم وہ ہے کہ اُس سے نفع اور ضرر حاصل ہوتا ہے سو اُسکا مار ڈالنا درست ہوگا اسواسطے کہ اسمین منفعت شکار کرنے کی ہے اور مکروہ نہین کہ اسمین حملہ کرنا ہے اور ایک قسم ہے کہ نہ اسمین نفع ہے اور نہ ضرر سو اسکا مار ڈالنا مکروہ ہے اور حرام نہین اور تیسری قسم وہ ہے کہ اسکا کہانا درست ہی اور مار ڈالنا درست نہین تو اسمین بدلہ ہے جبکہ اسکو محرم قتل کرے اور حنفیہ نے اسمین خلاف کیا ہے سو اقتصار کیا ہے انہون نے انہین پانچون پر لیکن انہون نے اُنکے ساتھ سانپ اور بہیڑیے کو لاحق کیا ہے اور اُنکے سوا جو چیز ابتدا حملہ کرے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ظاہر ہونے معنے کی پانچ مین اور وہ ایذا طبعی ہے اور حملہ اور جب منصوص علیہ مین معنے ظاہر ہون تو متعدی ہوگا حکم طرف ہر اُس چیز کی کہ پائی جاوین اسمین یہ معنے جیسے کہ موافقت کی ہے انہون نے اسپر بیاج کے مکلون مین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ اگر کسی شخص پر قتل واجب ہو جیسے قصاص وغیرہ کے سبب سے اور وہ حرم مکہ کی طرف پناہ پکڑے تو اسکا مار ڈالنا درست ہی اور یہ پناہ پکڑنی اُسکو کچہ فائدہ نہین دیتی اسواسطے کہ ان پانچ چیزون کا مار ڈالنا اسواسطے جائز ہے کہ وہ فاسق ہین اور قاتل فاسق ہے بلکہ وہ بطریق اولی جائز ہی کہ وہ مکلف ہے اور مکلف نہین وسیاتی البحث فیہ (فتح) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي

ثنا الاعمش ثنا ابراهيم عن الاسود عن عبد الله قال بينا نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غار بمنى اذ نزلت عليه والمرسلات وانه ليتلوها واني لاتلقاها من فيه وان فاه لرطب بها واذ وثبت علينا حية فقال النبي صلى الله عليه وسلم اقتلوها فابتدرنا فذهبت فقال النبي صلى الله عليه وسلم وقيت شركم كما وقيتم شرها قال ابو عبد الله انما اردنا بهذا ان منى من الحرم وانهم لم يروا بقتل الحية باسا ۔ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ جس حالت مین کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منا کی ایک غار مین تھے کہ اچانک آپ پر سورہ والمرسلات نازل ہوئی اور آپ اسکو پڑھتے تھے اور البتہ مین اسکو آپ کے منہ سے سیکھتا تھا اور آپ کا منہ مبارک اسکے ساتھ تر تھا کہ ناگہان ہم پر ایک سانپ کودا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو مار ڈالو سو ہمنے اسکے مارنے مین شتابی کی اور وہ سلامت گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہاری بدی سے محفوظ رہا اور تم اسکی بدی سے محفوظ رہے امام بخاری نے کہا کہ ہماری مراد تو اس حدیث کو لانے سے یہ ہے کہ منا حرم مین ہے اور یہ کہ انہون نے سانپ کے مارنے مین کچھ گناہ نہین دیکھا **ف** ایک روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ یہ عرفے کی رات مین واقع ہوا ہے اور ساتھ اسکی پوری ہوگی حجت پکڑنی اوپر مقصود باب کے کہ محرم کو سانپ کا مار ڈالنا درست ہے جیسے کہ قول اسکا (منے) اسپر دلالت کرتا ہے کہ یہ حرم مین تھا اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا کہ کہتا ہے کہ نہین عبداللہ کی حدیث مین وہ چیز کہ دلالت کرے کہ آپنے احرام کی حالت مین سانپ کے مارنے کا حکم دیا اسلیئے کہ احتمال ہے کہ یہ طواف زیارت کی بعد ہو اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کو حکم کیا ساتھ مار ڈالنے سانپ کے حرم مین (فتح) **حدثنا** اسمعيل ثنا مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال للوزغ فويسق ولم اسمعه امر بقتله ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ چھپکلی فاسق ہے اور مینے آپ سے نہین سنا کہ آپنے اسکے مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہو **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسکا نام فاسق رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکا مار ڈالنا درست ہے اور عائشہ رض کا نہ سننا اسکے منع ہونے پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اسکے غیر نے اسکو سنا ہے جیسا کہ کتاب بدء الخلق مین سعد بن ابی وقاص وغیرہ سے آویگا اور ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے اتفاق اسپر کہ چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے حل مین بھی اور حرم مین بھی ولیکن امام مالک سے منقول ہے کہ محرم چھپکلی کو نہ مارے اور اگر مارے تو صدقہ دے اسواسطے کہ وہ ان پانچ مین سے نہین ہے جنکے مارنے کا حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عطاء سے پوچھا کہ حرم مین چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے اُسنے کہا کہ اگر تجھکو ایذا دے تو اسکے مارنے کا کچھ ڈر نہین اس سے معلوم ہوا کہ اسکا مار ڈالنا بغیر ایذا پہونچانے کے ...

موقوف ہی اگر ایذا دی تو مار ڈالے نہین تو نہین (فتح) **باب** لا یُعضَدُ شجرُ الحرام حرم مکہ کا درخت نہ کاٹا جاوے
وَقَالَ ابنُ عبّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ یعنے اور ابن عباسؓ نے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نہ کاٹا جاوے درخت اُسکا **حدثنا** قُتَیبۃُ ثنا اللَّیثُ عَن سَعِیدِ بنِ اَبِی
سَعِیدِ المَقبُرِیِّ عَن اَبِی شُرَیحِ العَدَوِیِّ اَنَّہٗ قَالَ لِعَمرِو بنِ سَعِیدٍ وَھُوَ یَبعَثُ البُعُوثَ
اِلٰی مَکَّۃَ اِیذَن لِی اَیُّھَا الاَمِیرُ اُحَدِّثکَ قَولًا قَامَ بِہٖ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الغَدَ
مِن یَومِ الفَتحِ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلبِی وَاَبصَرَتہُ عَینَایَ حِینَ تَکَلَّمَ بِہٖ اَنَّہٗ حَمِدَ
اللہَ وَاَثنٰی عَلَیہِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَکَّۃَ حَرَّمَھَا اللہُ وَلَم یُحَرِّمْھَا النَّاسُ فَلَا یَحِلُّ لِامرِءٍ یُؤمِنُ بِاللہِ
وَالیَومِ الاٰخِرِ اَن یَسفِکَ بِھَا دَمًا وَلَا یَعضِدَ بِھَا شَجَرَۃً فَاِن اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ
اللہِ فَقُولُوا لَہٗ اِنَّ اللہَ اَذِنَ لِرَسُولِہٖ وَلَم یَاذَن لَکُم وَاِنَّمَا اَذِنَ لِی سَاعَۃً مِّن نَّھَارٍ وَقَد
عَادَت حُرمَتُھَا الیَومَ کَحُرمَتِھَا بِالاَمسِ وَلیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الغَائِبَ فَقِیلَ لِاَبِی شُرَیحٍ مَا قَالَ
لَکَ عَمرٌو قَالَ اَنَا اَعلَمُ بِذٰلِکَ مِنکَ یَا اَبَا شُرَیحٍ اِنَّ الحَرَمَ لَا یُعِیذُ ۲ **ترجمہ** ابو شریحؓ سے
روایت ہی کہ اُسنے عمرو بن سعید کو کہا (جبکہ اُسکو یزید نے اپنی حکومت مین مدینہ کا حاکم کیا) اسحال مین کہ عمرو لشکر
کو مکے مین بہیجتا تہا (یعنے واسطے لڑائی ابن زبیر کے کہ اُسوقت مکے مین خلیفہ تھے) کہ اے امیر مجہکو حکم ہو تو مین
تجہکو ایک حدیث بتلاؤن جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکے کے اگلے دن کہڑے ہو کر فرمایا سو میرے
کانون نے اُسکو سُنا اور میرے دل نے اُسکو یاد رکہا اور میری دونو آنکہون نے آپ کو دیکہا جبکہ آپنے اُسکے ساتھ
کلام کیا اور وہ یہ ہے کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی تعریف اور ثنا کی پہر فرمایا کہ مقرر مکہ کو خدا نے حرام
کیا ہے آدمیون نے اُسکو حرام نہین کیا یعنے یہ تعظیم اُسکی خدا کی طرف سے مقرر ہوئی ہے آدمیون نے اپنی طرف سے
نہین بنائی سو جو مرد کہ خدا کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکہتا ہو اُسکو حلال نہین کہ اُسمین خون کو بہاوے یعنے
اسمین کسی کا خون کرنا درست نہین اور مکے کا درخت نہ کاٹے اور اگر کوئی مکے مین خون کرنا درست جانے پیغمبر خدا
کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اُس سے کہدو کہ البتہ خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا تہا اور تمکو حکم نہین
دیا اور مجہکو بھی دن کی ایک ہی ساعت مین اجازت ہوئی یعنے طلوع آفتاب سے عصر تک پہر اُسکی حرمت پلٹ
آئی آج جیسے کل تہی اور چاہیے کہ جو لوگ اسوقت حاضر ہین وے غائب لوگون کو یہ حکم پہونچا دیوین سو کسی نے
ابو شریح سے پوچہا کہ عمرو نے تجہکو کیا جواب دیا عمروؓ نے کہا کہ اے ابا شریح مین اس حکم کو تجہ سے زیادہ تر جانتا
ہون مقرر حرم گناہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ خون کرکے بہاگنے والے کو اور نہ فساد کے سبب سے بہاگنے والے کو
امام بخاری نے کہا کہ خربہ کے معنے فساد ہین یعنے چوری **ف** نستہ مین جب یزید بن معاویہ حاکم ہوا تو اُسنے

عاصیًا ولا فارًّا بدمٍ ولا فارًّا بخربۃٍ قال ابو عبد اللہ خربۃ بلیّۃ

عمرو بن سعید کو مدینے کا حاکم کر کے بہیجا اور اُسوقت مکے مین عبد اللہ بن زبیر خلیفہ تھے جو نورسے ہتے صدیق اکبر رض کے سو اُسنے یزید کی بعیت سے انکار کیا تب عمرو نے اُسکی طرف لشکر طیار کیا جب وہ لشکر مکے مین پہونچا اہل مکہ نے انکو شکست دی وہ سب بہاگ گئے اور انکا امیر گرفتار ہو کر مارا گیا اور عمرو کا یہ کلام صحیح ہے کہ مکہ خونی آدمی کو پناہ نہین لیکن اُنکے اس کلام سے ارادہ باطل کا کیا اسواسطے کہ ابن زبیر نے کسی کا خون کر کے حرم مین پناہ نہین پکڑی تہی اور نہ اُسپر کوئی حد واجب ہتی کہ عمرو کا یہ جواب صحیح ہو اور یہ جو کہا کہ خدا نے مکہ کو حرام کیا ہے تو مراد اس سے یہی کہ مکے والون سے لڑنا درست نہین اور جو اُسمین پناہ پکڑے اسکو امن دیا جاوے اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حرم مکہ کا درخت کاٹنا درست نہین قرطبی نے کہا کہ فقہا کہتے ہین کہ یہ نہی خاص ہے ساتہہ اُس درخت کے کہ خود بخود خدا کی قدرت کے ساتہہ زمین سے پیدا ہو بغیر دستکاری کسیکے پیدا ہو اسمین اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اُسکا کاٹنا جائز ہے اور امام شافعی نے کہا کہ سب درختون مین بدلہ ہے اور اگر پہلے قسم سے درخت کاٹ لے تو امام مالک کے نزدیک اُسمین بدلہ نہین بلکہ گناہ گار ہوتا ہے اور عطاء نے کہا کہ توبہ کرے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اُسکی قیمت سے جانور خریدکے قربانی کرے اور امام شافعی نے کہا کہ بڑے مین گائے دیوے اور اس سے چہوٹے مین بکری اور ابن عربی نے کہا کہ سب کا اتفاق ہے اسپر کہ حرم کا درخت کاٹنا درست نہین لیکن امام شافعی نے کہا کہ شاخ سے مسواک کاٹنی درست ہے اور اسیطرح پتے اور میوہ بہی درست ہین جبکہ درخت کو ہلاک نہ کرے اور یہی قول ہے مجاہد اور عطاء کا اور کہتے ہین کہ کانٹے کا کاٹنا بہی درست ہے کہ وہ موذی ہین پس مشابہ ہے فاسق جانورون کے اور جمہور کے نزدیک منع ہے اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ خبر واحد کی قبول ہے اسواسطے کہ معلوم ہے کہ ہر شخص جو خطبے مین حاضر تہا اسکو پہونچا دینا لازم ہے پس اگر سامع کو اُسکا قبول کرنا درست نہ ہو تو تبلیغ کے حکم کا کچہ فائدہ نہ ہوگا اور اسحدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین سوای اُسکے جو گذرا ایک یہ کہ جائز ہے مرد کو خبر دینا اپنے نفس سے ساتہہ اُس چیز کے کہ مقتضی ہو ثقہ ہونے اور ضابط ہونے اُسکے کو اور انکار کرنا عالم کا حاکم پر ساتہہ اُس چیز کے کہ بدلے اسکو امر دین سے اور وعظ کرنا ساتہہ نرمی اور آہستگی کے اور جب ہاتہہ سے منع کرنے کی طاقت نہ رکہتا ہو تو زبان سے انکار کرے اور واقع ہونا تاکید کا کلام بلیغ مین اور جائز ہونا مجادلہ کا امور دینیہ مین اور جائز ہونا نسخ کا اور یہ کہ مسائل اجتہادیہ مین ایک مجتہد دوسرے مجتہد پر حجت نہین اور نکلنا ذمہ تبلیغ سے اور ناگوار کام پر صبر کرنا (فتح)

باب لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ حرم مکہ کا شکار نہ ہانکا جاوے **ف** بعضے کہتے ہین کہ مراد اُس سے شکار کرنا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے یعنے اُسکو اپنی جگہہ سے نہ ہانکا جاوے امام نووی نے کہا کہ حرام ہے تنفیر اور وہ اپنی جگہ سے اٹہانا ہے پس اگر اسکو اپنی جگہ سے ہانکے تو گنہگار ہوتا ہے برابر ہے کہ تلف ہووے یا نہین پس اگر ہانکنے کے بعد آرام سے پہلے تلف ہووے تو ضامن ہوگا

یعنے اُسکا بدلہ دینا لازم ہوگا نہیں تو نہیں علما کہتے ہیں کہ جب اسکا کاٹنا درست نہیں تو اسکا تلف کرنا بطریق اولی
درست نہوگا حدثنا محمد بن المثنی ثنا عبد الوهاب ثنا خالد عن عكرمة عن ابن عباس ان النبی
صلی الله علیه وسلم قال ان الله حرم مکة فلم تحل لاحد قبلی ولا تحل لاحد بعدی وانما احلت
لی ساعة من نهار لا یختلی خلاها ولا یعضد شجرها ولا ینفر صیدها ولا یلتقط لقطتها الا
لمعرف فقال العباس یا رسول الله الا الاذخر وعن خالد عن عکرمة قال هل تدری
ما لا ینفر صیدها هو ان تنحیه من الظل تنزل مکانه **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر خدا نے مکہ کو حرام کیا ہے نہ تو مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال
ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال ہے اور سوای اسکے نہیں کہ میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک
ساعت بھر حلال ہوا سو اُسکا سبزہ تر نہ کاٹا جاوے اور اسکا درخت قطع نہ کیا جاوے اور اُسکا شکار نہ ہانکا
جاوے اور اسکی گری پڑی چیز نہ اوٹھائی جاوے مگر اسکو جو لوگوں میں مشہور کرے اور ڈھونڈھ کر مالک کو پہنچاوے
سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رض نے کہا کہ یا حضرت مگر اذخر کے گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے
کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست
ہے اور خالد سے روایت ہے کہ عکرمہ رض نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اُسکے شکار نہ ہانکنے کے کیا معنے ہیں وہ یہ
ہیں کہ علیحدہ کرے تو اسکو سایہ سے اور تو اُسکی جگہ میں اترے **ف** عکرمہ نے تنبیہ کی ساتھ اسکے اسپر کہ
منع ہے تلف کرنا اسکا اور ہر قسم ایذا کے یہ تنبیہ ہے ساتھ ادنے کی اعلے پر اور مجاہد اور عطا عکرمہ کے مخالف
ہیں کہتے ہیں کہ اُسکے ہانکنے کا کچھ ڈر نہیں جب تک کہ اُسکے قتل تک نوبت نہ پہونچے (فتح)

لصاغتنا وقبورنا فقال الا الاذخر

باب

لا یحل القتال بمکة مکے میں لڑنا حلال نہیں وقال ابو شریح عن النبی صلی الله علیه وسلم لا
یسفك بها دما یعنے اور ابو شریح نے کہا کہ کوئی مسلمان مکے میں خون نہ بہاوے یعنے اُسمیں کسی کو نہ مارے
حدثنا عثمان بن ابی شیبة ثنا جریر عن منصور عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس
قال قال النبی صلی الله علیه وسلم یوم افتتح مکة لا هجرة ولکن جهاد ونیة فاذا
استنفرتم فانفروا فان هذا البلد حرمه الله یوم خلق السموت والارض وهو
حرام بحرمة الله الی یوم القیمة وانه لم یحل القتال فیه لاحد قبلی ولم یحل لی الا
ساعة من نهار فهو حرام بحرمة الله الی یوم القیمة لا یعضد شوکه ولا ینفر صیده
ولا یلتقط لقطته الا من عرفها ولا یختلی خلاها قال العباس یا رسول الله الا الاذخر
فانه لقینهم ولبیوتهم قال قال الا الاذخر **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب فتح مکہ کے بعد نہ رہا ولیکن جہاد کرنا اور ثواب جہاد حاصل کرنے کی نیت رکھنا باقی ہے اور اگر تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو بیشک تحقیق یہ شہر ہے کہ خدا نے اسکو حرام کیا ہے اسدن سے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور وہ حرام ہے ساتھہ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور تحقیق مجہ سے پہلے کسی کو مکے مین لڑنا حلال نہین ہوا اور مجہکو بہی صرف دن کی ایک ساعت بہر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھہ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ اسکا درخت خاردار کاٹا جاوے اور نہ اسکا شکاری جانور ہانکا جاوے اور نہ اسکی گری پڑی چیز اٹہائی جاوے مگر اسکے لینے جو اسکو لوگون مین مشہور کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کے گہاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اسواسطے کہ وہ اہل مکہ کے لوہارون اور گہرون کے کام آتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذخر کا کاٹنا درست ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے مین لڑنا درست نہین اسواسطے کہ وہ پہونچاتا ہے طرف قتل کے اور ثابت ہو چکا ہے کہ اوسمین خون بہانا درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ جو فرمایا کہ ہجرت نہین تو اوسکے معنی یہ ہین کہ واجب ہونا ہجرت کا مکے سے بند ہو گیا ہے ساتھہ فتح ہونے اوسکی کی اسواسطے کہ مکہ اب دار الاسلام ہو گیا ولیکن جہاد کا واجب ہونا بدستور باقی ہے جبکہ اسکی حاجت ہو اور تغیر کیا اوسکو ساتھہ اس قول کے کہ جب جہاد کیطرف بلاؤ جاؤ تو اوسکو قبول کرو اور جہاد کیطرف نکلو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھہ اسکے اسپر کہ حرم مین لڑنا اور قتل کرنا درست نہین ایسے قتل کرنا سو نقل کیا ہے بعضون نے اتفاق اسپر کہ حرم مین قتل کے حد کا قائم کرنا درست ہے اور اسپر جو حرم مین کسیکو ناحق مار ڈالے اور جو حل مین کسیکو مار کر حرم مین پناہ پکڑے تو اسمین اختلاف ہے اور منجملہ ناقلین اجماع سے ابن جوزی ہے اور بعض نے حجت پکڑی ہے ساتھہ قتل کرنے ابن خطل کے حرم مین اور اسمین حجت نہین اسواسطے کہ یہ اس ساعت مین تہا جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسمین لڑنا حلال ہوا اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ مقتضی قول ابن عمر اور ابن عباس وغیرہ کا یہ ہے کہ حرم مین قتل کرنا مطلق درست نہین اور مجاہد اور عطا سے تفصیل منقول ہے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ نہ قتل کیا جاوے حرم مین یہانتک کہ اپنے اختیار سے حل کی طرف نکلے ولیکن نہ اسکے ساتھہ مجلس کیجاوے اور نہ اوسکے ساتھہ کلام کیجاوے اور اسکو وعظ اور نصیحت کیجاوے یہانتک کہ حرم سے باہر نکلے اور ابو یوسف نے کہا ہے قرار کرکے حل کیطرف نکالا جاوے اور یہ کام ابن زبیر نے کیا اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جو کسی حد کو پہونچے یعنے اوسپر کوئی حد شرعی واجب ہو پہر حرم مین داخل ہووے تو اوسکے ساتھہ مجلس نہ کیجاوے اور اس سے بیع شرا نہ کیجاوے اور مالک اور شافعی سے روایت ہے کہ حرم مین حد کا قائم کرنا مطلق درست ہے اسواسطے کہ گنہگار نے

اپنی جان کی حرمت توڑے سو جو خدا نے اسکو امن دیا تہا وہ باطل ہو گیا اور ماوردی نے کہا کہ اہل مکہ سے لڑنا
درست نہین لیکن اگر امام سے باغی ہون اور بدون لڑای کے انکا پہیرنا ممکن ہو تو لڑای درست نہین اور اگر
ممکن نہو تو جمہور نے کہا کہ لڑنا درست ہی اسواسطے کہ باغیون سے لڑنا اللہ کا حق ہے پس نہین جائز ہے
ضائع کرنا اسکا اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ اُنسے لڑنا درست نہین بلکہ انکو تنگ کیا جاوے یہانتک کہ امام
کی اطاعت قبول کرین اور امام شافعی رح کا ایک قول یہی ہے کہ حرام ہے لڑنا بیچ اُسکے اور یہی قول ہے ایک
جماعت شافعیہ اور مالکیہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے قفال نے اور طبری نے کہا کہ جو حل مین موجب حد کرکے
حرم مین پناہ پکڑے تو امام کو جائز ہے کہ اسکو تنگ کرے تاکہ وہ اس سے باہر نکلے اور امام کو جائز نہین کہ انپر
لڑائی کو قائم کرے بلکہ انکو محاصرہ کرے اور اُنکو تنگ کرے یہانتک کہ امام کی طاعت قبول کرین اور یہی قول
ہے بہت اہل علم کا اور اسی کو سمجہا ہے ابو شریح نے اور نیز اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ حرم مکے
مین داخل ہونیکے لیے احرام شرط ہی اسواسطے کہ معنے آپکے قول کے کہ اللہ نے اُسکو حرام کیا یہ ہین کہ غیر محرم
کو حرم مکہ مین داخل ہونا درست نہین یہانتک کہ احرام باندہے اور یہی ایک قول ہے امام مالک اور شافعی
کا مگر جبکہ مکرر آتا جاتا ہو تو بدون احرام کے اسمین داخل ہونا درست ہی اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اسکے
اسپر کہ حرم مکے مین چارپایون کا چرانا درست نہین اسواسطے کہ اختلا کے معنے کاٹنا اور جہاڑنا ہین اور چرانا
وہ کاٹنے اور جہاڑنے سے زیادہ تر سخت ہی اور یہی قول ہے مالک اور کوفیون کا اور اختیار کیا ہے اسکو طبری
نے اور امام شافعی رح نے کہا کہ چرانے کا کچہ ڈر نہین واسطے مصلحت چارپایون کے اور اسپر لوگون کا عمل ہے
بخلاف پتے جہاڑنے کے کہ وہ منع ہے پس یہ حکم غیر کی طرف متعدی نہوگا اور خلا سبزہ تر کو کہتے ہین اس سے
معلوم ہوا کہ خشک درخت کا چرانا درست ہی اسواسطے کہ خشک درخت مردہ کی مانند ہے ابن قدامہ نے
کہا کہ لیکن اذخر کے خاص کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خشک درخت کا کاٹنا بھی درست نہین اور کہا کہ اجماع ہے
سب کا اسپر کہ جو چیز کہ لوگ اپنی دستکاری سے حرم مین پیدا کرین مانند ساگ اور کہیتی وغیرہ کے تو اسکا
کاٹنا بالاجماع درست ہی (فتح) **بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ** محرم کو سینگی لگوانے کا بیان یعنے کیا
اسکو اُس سے منع کیا جاوے یا اُسکے لیے مطلق درست ہی یا ضرورت کے واسطے درست ہے اور مراد اس سے مجحوم ہے
یعنے جسکو سینگی لگائی جاوے حاجم نہین (فتح) وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ یعنے اور ابن عمر نے اپنے بیٹے
کو داغا اس حال مین کہ وہ بیٹا محرم تہا **ف** یہ ضرورت کے واسطے تہا وَيَتَدَاوَى مَالَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ یعنی
اور جائز ہے محرم کو یہ کہ دوا کرے واسطے اپنے جب تک کہ اسمین خوشبو نہو **ف** یہ تتمہ باب کا ہے
اور ابن عمر کے اثر مین نہین اور حجامت یعنے اسکے درمیان جامع عموم تداوی ہے اور حسن سے روایت ہے کہ

اگر محرم کے سر مین زخم ہو جاوے تو اسکو جائز ہے کہ اسکے گرد کے بال کاٹ ڈالے اور اسکی دوا کرے ساتھ ایسی چیز کے کہ اسمین خوشبو نہ ہو (فتح) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ سینگی لگوائی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حال مین کہ آپ محرم تھے حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِيْ وَسَطِ رَاْسِهٖ ترجمہ ابن بحینہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لحی جمل مین اپنے سر مبارک کے درمیان سینگی کھچوائی اس حال مین کہ آپ محرم تھے **ف** لحی جمل ایک جگہ کا نام ہے مکے کے راہ مین سات میل مدینے سے **ف** امام نووی نے کہا کہ اگر محرم سینگی لگوانے کا ارادہ کرے بدون حاجت کے اور اسمین بالون کا کاٹنا لازم آوے تو وہ حرام ہے اور اگر بالون کا کاٹنا لازم نہ آوے تو جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ مکروہ ہے اور حسن سے اسمین فدیہ مروی ہے اگرچہ اسمین بال نہ کاٹے اور اگر ضرورت کے واسطے ہو تو جائز ہے کاٹنا بالون کا اور واجب ہے فدیہ اور اہل ظاہر نے کہا کہ صرف سر کے بالون مین فدیہ ہے اور داؤدی نے کہا کہ اگر بغیر بال منڈانے کے سینگی کا لگانا ممکن ہو تو بال کا منڈانا درست نہین اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ جائز ہے فصد کرنا اور زخم اور پھوڑے کا باندھنا اور رگ کا کاٹنا اور دانت کا اوکھاڑنا وغیرہ ہر قسم کی دوا کرنی جبکہ اسمین ارتکاب ممنوع امر کا لازم نہ آوے یعنے استعمال کرنا خوشبو کا اور کاٹنا بالون کا اور ان چیزون کسی چیز مین فدیہ دینا لازم نہین آتا واللہ اعلم (فتح) **بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُحْرِمِ** محرم کے نکاح کرنے کے بیان مین **ف** امام بخاری نے اس باب مین ابن عباس رض کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے احرام کی حالت مین نکاح کیا اور ظاہر اسکی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے نزدیک نہی ثابت نہین ہوئی اور نہ یہ بات کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور اسنے نکاح مین جو باب باندھا ہے بَابُ نِکَاحِ الْمُحْرِمِ اور اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث بیان نہین کی اور نکاح سے مراد اسکے عرف نکاح ہے نہ جماع اسواسطے کہ اجماع ہے اسپر کہ حج اور عمرہ جماع سے فاسد ہو جاتا ہے اور میمونہ رض کے نکاح مین اختلاف ہے مشہور ابن عباس رض سے یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رض سے احرام کی حالت مین نکاح کیا اور صحیح ہوا ہے مانند اسکی عائشہ رض اور ابو ہریرہ رض سے اور خود میمونہ رض سے روایت آئی ہے کہ آپ حلال تھے اور ابو رافع رض سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے اور یہ کہ وہ میمونہ رض کی طرف وکیل تھا

اور اسی کا بیان کتاب المغازی مین آویگا انشاء اللہ تعالے اور علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے کہ احرام کی
حالت مین نکاح درست ہی یا نہین جمہور کہتے ہین کہ منع ہے واسطے دلیل حدیث عثمان کی کہ نہ محرم خود
اپنا نکاح کرے اور نہ کوئی وکیل ہوکر اسکا نکاح کردیوے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور میمونہ کی حدیث
کا یہ جواب دیتے ہین کہ اس واقع مین اختلاف ہی کہ کسطرح تہا اور نہین قائم ہوتی ساتھہ اسکے حجت اور
اسواسطے کہ احتمال خاصہ ہونے کا رکہتا ہے سو نہی کی حدیث کے ساتھہ عمل کرنا اولے ہوگا اور عطا اور عکرمہ
اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نکاح کرے جیسے کہ جائز ہے اُسکو یہ کہ صحبت کیواسطے لونڈی خریدے
اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے سنت کی پس نہ اعتبار کیا جاوے گا ساتھہ اُسکے اور یہ جو
کہتے ہین کہ عثمان کی حدیث مین جماع کرنا مراد ہے تو یہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھہ اُسکے کہ اُسمین صریح موجود
ہے ولا ینکح ساتھہ پیش یٰ کے اور نیز اسمین صریح موجود ہے کہ نہ خود منگنی کرے یعنے اگر نکاح سے مراد جماع
ہو تو لفظ ینکح مجہول کے اور یخطب کے کوی معنے نہ ہونگے (فتح) حَدَّثَنَا ابُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ
ابْنِ الْحَجَّاجِ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي عَطَاءُ بْنُ اَبِي رِبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ
سے نکاح کیا اس حال مین کہ آپ احرام باندہے تہے ف یہ حدیث موافق مذہب حنیفہ کے ہی اور جواب اسکا
یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپنے میمونہ سے نکاح کیا اسحال مین کہ آپ حلال تہے یعنے غیر محرم تھے اور ظاہر ہوا
لوگون مین امر نکاح اُنکے کا اسحال مین کہ وہ محرم تھے تو اس سے یہ مراد نہین کہ آپنے اُنسے احرام کی حالت
مین نکاح کیا **بَابُ** مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيْبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ احرام کی حالت مین مرد اور عورت کو خوشبو
لگانی منع ہے **ف** یعنے مرد اور عورت دونو اسمین برابر ہین اور علماء کو اسمین اختلاف ہے اور سوای اسکے
نہین کہ اختلاف تو کئی چیزون مین ہے کہ کیا اسکو خوشبو گنا جاتا ہے یا نہین اور محرم کو احرام کی حالت
مین خوشبو لگانی جو منع ہے تو حکمت اسمین یہ ہے کہ وہ اسباب جماع سے ہی اور اسکے مقدمات سے ہے
جو احرام کو توڑ ڈالتے ہین اور یہ کہ یہ محرم کے حال کے منافی ہے اسواسطے کہ محرم غبار آلوہ ہوتا ہے
وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ یعنے اور عائشہ رض نے کہا کہ نہ پہنے عورت
احرام کی حالت مین وہ کپڑا جسکو ورس اور زعفران لگی ہو **ف** ورس ایک قسم کی گہانس خوشبودار زرد رنگ ہے
مشابہ زعفران کے اُس سے کپڑے زرد کرتے ہین **ف** اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو احرام کی حالت مین
ورس اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ ثَنَا
اللَّيْثُ ثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ

مِنَ الثِّيَابِ فِي الْاِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَالْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ اِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَلَا وَرْسٌ وَكَانَ يَقُوْلُ وَلَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ اَبِي سُلَيْمٍ

ترجمہ عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہی کہ ایک مرد کہڑا ہوا سو اوسنے کہا کہ یا حضرت آپ ہمکو احرام کی حالت مین کیا کپڑا پہننے کا حکم کرتے ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتے اور نہ پاجامے اور نہ پگڑیاں اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتا نہ ہو تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے انکو ٹخنون سے نیچے اور نہ پہنو وہ کپڑا کہ جسمین زعفران اور ورس لگی ہو اور نہ نقاب ڈالے عورت احرام والی اور نہ پہنے دستانے **ف** ابو داؤد وغیرہ مین ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منع فرماتے تہی عورتون کو اپنے احرام کی حالت مین دستانون کے پہننے سے اور نقاب ڈالنے سے اور پہننے اس کپڑے سے کہ اسکو ورس اور زعفران لگی ہو اور چاہیے کہ پہنے بعد اسچیز کے کہ ذکر کی گئی جو چاہے انواع کپڑون سے کسنبا کپڑا ہو یا خز ہو یا زیور یا پاجامہ یا کرتا یا موزہ اور اجماع ہے اسپر کہ احرام کی حالت مین جسطرح مرد کو خوشبو لگانی منع ہے اسی طرح عورت کو بہی منع ہے اور مرد کو بہی دستانے پہننا درست نہین اور یہ جو فرمایا کہ احرام کی حالت مین عورت کے منہ پر نقاب ڈالے تو اُسکے معنے یہ ہین کہ اپنا منہ نہ ڈہانکے اور اسمین علما کو اختلاف ہی جمہور کہتے ہین کہ منع ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ جائز ہے اور یہی ہے ایک روایت نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے اور نہین اختلاف کیا انہون نے بیچ منع کرنے اسکے کو ڈہانکنے منہ اپنے سے اور ہاتہوں اپنے سے ساتہہ اسچیز کے کہ نقاب اور دستانہ کے سوائی ہے اور یہ جو فرمایا کہ جسکو ورس لگی ہو اسکو محرم نہ پہنے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسمین زعفران اور ورس نہ لگی ہو اسکو پہننا درست ہی لیکن علما نے لاحق کیا ہے ساتہہ اُنکے سب قسم خوشبو کی واسطے مشترک ہونے کے حکم مین اور جو کپڑا کہ زعفران اور ورس کے سوا اور کسی چیز سے رنگا ہوا ہو اسمین اختلاف ہی کما تقدم (فتح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَاُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَاْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ **ترجمہ** ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ ایک شخص کی اونٹنی نے اُسکی گردن

اونٹنی سے گر پڑا اور وہ احرام باندھے تہا سو اس اونٹنی نے اسکو مار ڈالا سو وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو غسل دو اور کفناؤ اور نہ اسکا سر ڈہانکو اور نہ اسکے
نزدیک خوشبو لیجاؤ اسواسطے کہ وہ قیامت کو دن لبیک کہتا ہوا اٹہایا جاویگا یعنے جس حالت مین مرا ہے
اسی حالت مین اٹہایا جاویگا **ف** اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اس حدیث کی اسپر کہ وہ اپنے احرام پر باقی
رہتا ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہین کہ وہ اپنے احرام پر باقی نہین رہتا کفن دیا جاوے اسکو بطور لباس غیر محرم کے
اور انکی دلیل یہ لفظ ہے کہ اسکا منہ نہ ڈہانکو اور اس لفظ کے ثبوت مین اختلاف ہے پس کہتے ہین کہ نہین جائز
محرم کو ڈہانکنا منہ اپنے کا باوجودیکہ وہ ظاہر اس حدیث کی قائل نہین اس شخص کے حق مین جو احرام کی حالت
مین مرے اور جمہور نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور کہتے ہین اس لفظ کے ثبوت مین تردد ہے اور
اہل ظاہر نے کہا کہ زندہ محرم کا منہ ڈہانکنا درست ہے اور مردے محرم کو درست نہین اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ
یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے یہ حکم عام نہین اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے اسمین کہ علت احرام کو
مین ہونا اسکا حج مین ہے اور وہ عام ہے ہر محرم مین اور اصل یہ ہے کہ جو امر ایک کی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زمانے مین ثابت ہو چکا ہے وہ غیر کے واسطے بہی ثابت ہے یہانتک کہ اسکی تخصیص ظاہر ہو اور اگر روزہ دار
مر جاوے تو کیا اسکا وہ روزہ باطل ہو جاتا ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا کہ اسکا سر نہ ڈہانکو تو یہ اسوجہ
سے نہین کہ محرم کا منہ ڈہانکنا درست نہین بلکہ واسطے بچانے سر کے اسواسطے کہ اگر اسکا منہ ڈہنکتے تو نہ امن تہا
اس سے کہ ڈہانکا جاوے سر اسکا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ہمیشہ لبیک کہنی احرام مین اور وہ منقطع نہین
ہوتی ساتہہ متوجہ ہونیکے طرف عرفات کی اور یہ کہ جائز ہے محرم کو غسل کرنا ساتہہ بیری کے پتون وغیرہ کے جو خوشبو
شمار نہین کیجاتی اور یہ کہ جائز ہے کاٹنا بیر حرم کا ساتہہ اس حدیث کو فتح **بَابُ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ** محرم کو
احرام کی حالت مین نہانا درست ہے **ف** یعنے واسطے پاکی اور ستہرائی حاصل کرنے کو اور واسطے پاک ہونیکے
جنابت سے ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اسپر کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نہاوے جنابت سے اور اسکے سوا لئے
اور غسل مین اختلاف ہے اور گویا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اسکی جو مالک سے روایت ہے کہ مکروہ ہے
محرم کو یہ کہ ڈبووے سر اپنا پانی مین اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ وہ نہ دہوتے تہے سر اپنا مگر احتلام سے وَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ یعنے اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ داخل ہووے حمام مین
وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا یعنے اور ابن عمر اور عائشہ رضہ نے کہا کہ بدن کہجلانے مین کچہ ڈر نہین
اور مناسبت اثر ابن عمر اور عائشہ کی واسطے ترجمہ کے ساتہہ جامع الصحیح کے ہے جو درمیان غسل اور حک کے ہے دور کرنے
ایذا سے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ**

ابن حنین عن ابیہ ان عبد اللہ بن عباس والمسور بن مخرمۃ اختلفا بالابواء فقال عبد اللہ بن عباس یغسل المحرم راسہ وقال المسور لا یغسل المحرم راسہ فارسلنی عبد اللہ بن عباس الی ابی ایوب الانصاری فوجدتہ یغتسل بین القرنین وھو یستر بثوب فسلمت علیہ فقال من ھذا فقلت انا عبد اللہ بن حنین ارسلنی الیک عبد اللہ بن عباس یسالک کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسل راسہ وھو محرم فوضع ابو ایوب یدہ علی الثوب فطاطاہ حتی بدا لی راسہ ثم قال لانسان یصب علیہ اصبب فصب علی راسہ ثم حرک راسہ بیدیہ فاقبل بھما وادبر فقال ھکذا رایتہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل۔ **ترجمہ** عبد اللہ بن حنین سے روایت ہے کہ ابن عباس اور مسور ابوا (ایک جگہ کا نام ہے) مین جہگڑے سو عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ دہووے سر اپنا اور مسور نے کہا کہ نہین جائز ہے محرم کو یہ کہ دہووے سر اپنا سو ابن عباس نے مجہکو ابو ایوب انصاری کے پاس بہیجا سو مینے اُسکو پایا اس حال مین کہ غسل کرتا تہا درمیان دو لکڑیون کے کہ کہڑی ہوتی ہین اور وہ کپڑے سے پردہ کرتا تہا سو مینے اُسکو سلام کیا اُسنے کہا کہ یہ کون ہے سو مینے کہا کہ مین عبد اللہ بن حنین ہون ابن عباس نے مجہکو تمہارے پاس بہیجا ہے تم سے پوچہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت مین اپنا سر کسطرح دہویا کرتے تہے سو ابو ایوب نے اپنا ہاتہ کپڑے پر رکہا یعنی جس سے پردہ کیا ہوا تہا سو اسکو تلے لائے اور اپنے سر سے دور کیا یہانتک کہ اُسکا سر مجہکو ظاہر ہوا پہر اُنے اس آدمی سے کہا جو اسپر پانی ڈالتا تہا کہ پانی ڈال سو اُسنے اُسکے سر پر پانی ڈالا پہر اپنے دونو ہاتہ سے اپنا سر ہلایا سو اپنے دونو ہاتہ سر کے اگلی طرف لایا پہر پچہلی طرف لے گیا پہر کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ آپ اسطرح کرتے تہے یعنی جیسا کہ مینے کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو احرام کی حالت مین نہانا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے اور بہی بہت مسئلے ثابت ہوتے ہین ایک اصحاب کا احکام مین مناظرہ کرنا اور نص کی طرف رجوع کرنا اور اخبار واحد کو قبول کرنا اگرچہ تابعی ہو اور یہ کہ بعض کا قول بعض پر حجت نہین اور ابن عبد البر نے کہا کہ اگر حدیث اصحابی کالنجوم الخ مین اقتدا کے معنے فتوی کے ہوتے تو ابن عباس کو اپنے دعوے پر گواہ قائم کرنیکی حاجت نہ ہوتی بلکہ مسور کو کہا ہوتا کہ مین بہی ستارہ ہون اور تو بہی ستارہ ہے اور ہمارے پیچہے ہم مین سے جسکی کوئی پیروی کریگا وہی اُسکو کفایت کریگی ولیکن معنے اُسکے جیسے کہ مزنی وغیرہ نے کہا یہ ہین کہ وہ نقل حدیث مین ستارے ہین اسواسطے کہ وہ سب عدول ہین اور اسمین اعتراف ہے واسطے فاضل کے ساتہ فضیلت اسکی کے اور منصف بنانا بعض اصحاب کا بعض کو اور اسمین پردہ کرنا ہے نہانے والے کو وقت غسل کے اور مدد لینی پاکی حاصل کرنے مین اور یہ کہ غسل کے وقت کلام اور سلام کرنا درست ہے

اور یہ کہ محرم کو اپنے سر کا دہونا اور اپنے ہاتہہ سے ملنا درست ہی اور استدلال کیا گیا ہے ساتہ اسحدیث
کے اسپر کہ وضو مین ڈاڑہی کا خلال کرنا اپنے استحباب پر باقی ہے برخلاف اُسکے جو کہتا ہے کہ مکروہ ہے واسطے
خوف اکہڑنے بالون کے اسواسطے کہ حدیث مین ہے کہ پہر اُسنے اپنے ہاتہہ سے سر ملا یا اور سر اور ڈاڑہی
کے بالون مین کچہ فرق نہین مگر یہ کہ کہا جاوے کہ ڈاڑہی کے بال سر سے سخت ہین اور تحقیق یہ بات ہے
کہ یہ خلاف اولے ہی بعض کے حقین سوائے بعض کے یہ بات سب کے کہنے کی ہے (فتح) **باب**
لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ جب محرم جوتا نہ پاوے تو اسکو جائز ہے کہ موزے پہنے **ف**
یعنے کیا انکو کاٹنا شرط ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ
سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ
بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ لِلْمُحْرِمِ
ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عرفات مین خطبہ پڑہتے تہی
کہ جو جوتا نہ پاوے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور جو تہ بند نہ پاوے تو چاہیے کہ پاجامہ پہنے یہ حدیث آپنے
محرم کے حقین فرمائی یعنے یہ حکم غیر محرم کے واسطے نہین اسواسطے کہ اسکے لیئے پاجامہ پہننے کا در
تہ بند کے نہ ملنے پر موقوف نہین بلکہ اُسکو ہر صورت مین جائز ہے اور امام احمد نے اسحدیث کے ظاہر
عمل کیا ہے پس کہا کہ اگر محرم جوتا اور تہ بند نہ پاوے تو جائز ہے اُسکو پہننا موزے اور پاجامہ کا اپنے
حال پر یعنے بغیر کاٹنے کے اور جمہور کہتے ہین کہ موزے کا کاٹنا اور پاجامہ کا پہاڑنا شرط ہے بدون اُسکے
نہ پہنے اور اگر بغیر کاٹنے اور پہاڑنے کے پہنے تو لازم ہے اُسپر فدیہ یعنے جانور ذبح کرے اور انکی دلیل
ابن عمر رض کی حدیث ہی کہ فرمایا کہ چاہیے کہ کاٹ ڈالے انکو یہانتک کہ ٹخنے سے نیچے ہو جاوین پس یہ حدیث
مطلق مقید پر محمول ہوگی اور ملحق ہوگی نظیر ساتہ نظیر کے واسطے برابر ہونے اُنکے حکم مین اور ابن قدامہ نے
کہا کہ اولے اور افضل یہی ہے کہ انکو کاٹ ڈالے واسطے عمل کرنے کی صحیح حدیث پر اور واسطے نکلنے کے
خلاف سی اور زیادہ ترصحیح نزدیک شافعیہ اور اکثر کے یہی ہے کہ جائز ہے پہننا پاجامہ کا بغیر پہاڑنے کے
مثل قول احمد کے اور محمد بن حسن اور امام الحرمین اور ایک گروہ نے کہا کہ پہاڑنا شرط ہے اور ابو حنیفہ سے منقول
ہے کہ محرم کو ...... پائجامہ کا پہننا مطلق منع ہے اور مثل اسکی مروی ہے امام مالک سے اور شاید اسکو ابن
عباس رض کی حدیث نہین پہونچی چنانچہ موطا مین ہے کہ اُسسے کہا کہ مینے یہ حدیث نہین سُنی اور رازی
حنفیہ سے کہ اگر اُسکا پہننا جائز ہے اور اُسپر فدیہ ہے جیسے کہ اُنکے یارون نے موزون مین کیا اور جو
کہتا ہے کہ پاجامہ کا پہننا بدستور جائز ہے تو اُسنے قید کیا ہے اسکو ساتہ اس طور کے نہ ہو وے اس حالت کے

ابن حنین عن ابیه ان عبد الله بن عباس والمسور بن مخرمة اختلفا بالابواء فقال عبد
الله بن عباس یغسل المحرم راسه وقال المسور لا یغسل المحرم راسه فارسلنی عبد الله بن
عباس الی ابی ایوب الانصاری فوجدته یغتسل بین القرنین وهو یستر بثوب فسلمت
علیه فقال من هذا فقلت انا عبد الله بن حنین ارسلنی الیک عبد الله بن عباس یسالک
کیف کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یغسل راسه وهو محرم فوضع ابو ایوب یده
علی الثوب فطاطاه حتی بدا لی راسه ثم قال لانسان یصب علیه اصبب فصب علی
راسه ثم حرک راسه بیدیه فاقبل بهما وادبر فقال هکذا رایته صلی الله علیه وسلم
یفعل **ترجمہ** عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ ابن عباس اور مسور ابوا (ایک جگہ کا نام ہے) میں جھگڑے
سو عبداللہ بن عباس نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ دھووے سر اپنا اور مسور نے کہا کہ نہیں جائز ہے محرم کو یہ کہ دھووے
سر اپنا سو ابن عباس نے مجھکو ابو ایوب انصاری کے پاس بھیجا سو میں نے اسکو پایا اس حال میں کہ غسل کرتا تھا
درمیان دو لکڑیوں کے کہ کھڑی ہوتی ہیں اور وہ کپڑے سے پردہ کرتا تھا سو میں نے اسکو سلام کیا اسنے کہا کہ یہ کون
ہے سو میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں ابن عباس نے مجھکو تمہارے پاس بھیجا ہے تم سے پوچھتے ہیں کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کسطرح دھویا کرتے تھے سو ابو ایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا یعنی
جس سے پردہ کیا ہوا تھا سو اسکو تلے لائے اور اپنے سر سے دور کیا یہانتک کہ اسکا سر مجھکو ظاہر ہوا پھر
اس آدمی سے کہا جو اسپر پانی ڈالتا تھا کہ پانی ڈال سو اسنے اسکے سر پر پانی ڈالا پھر اپنے دونوں ہاتھ سے اپنا سر
ہلایا سو اپنے دونوں ہاتھ سر کے اگلی طرف لایا پھر پچھلی طرف لے گیا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپ اسطرح کرتے تھے یعنے جیسا کہ میں نے کیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو احرام کی حالت میں نہانا
درست ہے وفیه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے اور بھی بہت مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک اصحاب کا احکام میں مناظرہ
کرنا اور نص کی طرف رجوع کرنا اور انکا خبر واحد کو قبول کرنا اگرچہ تابعی ہو اور یہ کہ بعض کا قول بعض پر حجت نہیں
اور ابن عبد البر نے کہا کہ اگر حدیث اصحابی کالنجوم الخ میں اقتدا کے معنے فتوی کے ہوتے تو ابن عباس
کو اپنے دعوے پر گواہ قائم کرنیکی حاجت نہ ہوتی بلکہ مسور کو کہا ہوتا کہ میں بھی ستارہ ہوں اور تو بھی ستارہ
ہے اور ہمارے پیچھے ہم میں سے جسکی کوئی پیروی کریگا وہی اسکو کفایت کریگی ولیکن معنے اسکے جیسے کہ مزنی
وغیرہ نے کہا ہے یہ ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ستارے ہیں سو اسطے کہ وہ سب عدول ہیں اور اسمیں اعتراف ہے
واسطے فاضل کے ساتھ فضیلت اسکی کے اور منصف بنانا بعض اصحاب کا بعض کو اور اسمیں پردہ کرنا ہے نہانے
والے کو وقت غسل کے اور مدد لینی پاکی حاصل کرنے میں اور یہ کہ غسل کے وقت کلام اور سلام کرنا درست ہے

اور یہ کہ محرم کو اپنے سر کا دہونا اور اپنے ہاتہہ سے ملنا درست ہی اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اس حدیث
کے اسپر کہ وضو مین ڈارہی کا خلال کرنا اپنے استحباب پر باقی ہے برخلاف اُسکے جو کہتا ہے کہ مکروہ واسطے
خوف اکہڑنے بالون کے اسواسطے کہ حدیث مین ہے کہ پہر اُسنے اپنے ہاتہہ سے سر ملا یا اور سر اور ڈارہی
کے بالون مین کچہہ فرق نہین مگر یہ کہ کہا جاوے کہ ڈارہی کے بال سر سے سخت ہین اور تحقیق یہ بات ہے
کہ یہ خلاف اوسکے ہی بعض محققین سوائے بعض کے یہ بات سب کے کہنے کہی ہے (فتح) **باب**
لُبْسُ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ جب محرم جوتا نہ پاوے تو اسکو جائز ہے کہ موزے پہنے **ف**
یعنے کیا انکو کاٹنا شرط ہے یا نہین **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ
سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ
بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ لِلْمُحْرِمِ
ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عرفات مین خطبہ پڑہتے تہے
کہ جو جوتا نہ پاوے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور جو تہبند نہ پاوے تو چاہیے کہ پائجامہ پہنے یہ حدیث آئی ہے
محرم کے حق مین فرمائی یعنے یہ حکم غیر محرم کے واسطے نہین اسواسطے کہ اسکے لیئے پائجامہ پہننے کا جواز
تہبند کے نہ ملنے پر موقوف نہین بلکہ اُسکو ہر صورت مین جائز ہے اور امام احمد نے اس حدیث کے ظاہر
عمل کیا ہے پس کہا کہ اگر محرم جوتا اور تہبند نہ پاوے تو جائز ہے اُسکو پہننا موزے اور پائجامہ کا اپنے
حال پر یعنے بغیر کاٹنے کے اور جمہور کہتے ہین کہ موزے کا کاٹنا اور پائجامہ کا پہاڑنا شرط ہے بدون اُسکے
نہ پہنے اور اگر بغیر کاٹنے اور پہاڑنے کے پہنے تو لازم ہے اُسپر فدیہ یعنے جانور ذبح کرے اور انکی دلیل
ابن عمر رض کی حدیث ہی کہ فرمایا کہ چاہیے کہ کاٹے انکو یہانتک کہ ٹخنے سے نیچے ہو جاوین پس یہ حدیث
مطلق مقید پر محمول ہوگی اور ملحق ہوگی نظیر ساتہ نظیر کے واسطے برابر ہونے اُنکے کے حکم مین اور ابن قدامہ نے
کہا کہ اولے اور افضل یہ ہے کہ انکو کاٹ ڈالے واسطے عمل کرنے کے صحیح حدیث پر اور واسطے نکلنے کے
خلاف سے اور زیادہ تر صحیح نزدیک شافعیہ اور اکثر کے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا پائجامہ کا بغیر پہاڑنے کے
مثل قول احمد کے اور محمد بن حسن اور امام الحرمین اور ایک گروہ نے کہا کہ پہاڑنا شرط ہے اور ابو حنیفہ سے نہی
ہے کہ محرم کو ... پائجامہ کا پہننا مطلق منع ہے اور مثل اسکی مروی ہے امام مالک سے اور شاید اسکو ابن
عباس رض کی حدیث نہین پہونچی چنانچہ موطا مین ہے کہ اُسسے کہا کہ یہ حدیث نہین سُنی اور رازی
حنفیہ سے کہا کہ اسکا پہننا جائز ہے اور اسپر فدیہ ہے جیسے کہ اُنکے یارون نے موزون مین کیا اور جو
کہتا ہے کہ پائجامہ کا پہننا بدستور جائز ہے تو اُسنے قید کیا ہے اسکو باین طور کہ نہ ہو موافق اس حالت کے

کہ اگر اسکو پھاڑے تو تہ بند ہو جاوے اسواسطے کہ اس حالت مین وہ ہوگا پاسنے والا تہ بند کا (فتح) حدثنا احمد بن یونس ثنا ابراھیم بن سعد ثنا ابن شھاب عن سالم عن عبد اللہ سئل رسول اللہ علیہ وسلم ما یلبس المحرم من الثیاب فقال لا یلبس القمیص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرنس ولا ثوبا مسہ زعفران ولا ورس وان لم یجد نعلین فلیلبس الخفین ولیقطعھما حتی یکونا اسفل من الکعبین ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کیا کپڑا پہنے آپنے فرمایا کہ نہ پہنے کرتے اور نہ پگڑیان اور نہ پائجامے اور نہ کنٹوپ یعنے بارانی اور نہ وہ کپڑا جسکو زعفران اور ورس لگی ہو سو اگر جوتا نہ پاوے تو چاہیئے کہ پہنے موزے اور چاہیئے کہ کاٹ ڈالے انکو یہانتک کہ ٹخنون سے نیچے ہون **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزون کا کاٹنا شرط ہے بدون کاٹے نہ پہنے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** اذا لم یجد الازار فلیلبس السراویل اگر محرم تہ بند کو نہ پاوے تو اسکو جائز ہے کہ پائجامہ پہنے حدثنا ادم ثنا شعبۃ ثنا عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عباس قال خطبنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات فقال من لم یجد الازار فلیلبس السراویل ولم یجد النعلین فلیلبس الخفین ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو عرفات مین خطبہ سنایا سو فرمایا کہ جو تہ بند نہ پاوے تو چاہیئے کہ پائجامہ پہنے اور جو جوتا نہ پاوے تو چاہیئے کہ موزے پہنے **ف** جزم کیا ہے امام بخاری نے ساتھ حکم کے اس مسئلے مین سوای پھاڑنے کے واسطے قوت دلیل اسکی کے اور تصریح کرنے مخالف کی کہ اسکو حدیث نہین پہونچی سو جسکو پہونچی اسکو اسکے ساتھ عمل کرنا متعلق ہے (فتح) **باب** لبس السلاح للمحرم حاجت کی وقت محرم کو ہتھیار کا پہننا درست ہے وقال عکرمۃ اذا خشی العدو لبس السلاح وافتدی ولم یتابع علیہ فی الفدیۃ یعنے عکرمہؓ نے کہا کہ جب محرم دشمن سے ڈرے تو اسکو ہتھیار کا پہننا درست ہے اور واجب ہے اسپر فدیہ اور فدیہ مین کسی نے عکرمہ کی متابعت نہین کی یعنے ہتھیار کے پہننے مین تو لوگون نے اسکی متابعت کی ہے پھر وجوب فدیہ مین کسی نے اسکی متابعت نہین کی اور حسن سے منقول ہے کہ مکروہ ہے محرم کو گلے مین لٹکانا تلوار کا اور عیدین مین پہلے گذر چکا ہے کہ ابن عمرؓ نے حجاج سے کہا کہ تونے حکم کیا ہے ساتھ اٹھانے ہتھیار کے حرم مین اور حالانکہ ہتھیار اسمین داخل نہ ہوا کرتا تھا (فتح الباری) حدثنا عبید اللہ عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن البراء قال اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدۃ فابی اھل مکۃ ان یدعوہ یدخل مکۃ حتی قاضاھم لا یدخل مکۃ سلاحا الا فی القراب ترجمہ براءؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ مین عمرے کا احرام

باندھا سوا اہل مکہ نے انکار کیا اس سے کہ چھوڑین آپکو تاکہ مکے مین داخل ہون یہانتک کہ آپنے اُنسے صلح کی یہ کہ داخل کرین مکے مین ہتھیار رکھ میان مین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو ہتھیار کا پہننا درست ہے اسواسطے کہ اگر ہتھیار کا اٹھانا مطلق درست نہوتا تو ضرورت مین اور نہ غیر ضرورت مین تو آپ اہل مکہ سے اُسپر صلح نہ کرتے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت محرم کو ہتیار کا پہننا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ حرم اور مکے مین بغیر احرام کے داخل ہونے کا بیان **ف** یہ عطف خاص کا عام پر ہے اسواسطے کہ مراد مکے سے اسجگہ خاص شہر ہے پس حرم عام ہوگا (فتح) وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا اور داخل ہوئے ابن عمر مکے مین بغیر احرام کے یعنے جبکہ انکو فتنے کی خبر پہونچی وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطَّابِينَ وَغَيْرِهِمْ یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو احرام باندھنے کا حکم صرف اس شخص کو دیا ہے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہے اور لکڑیاں لانے والوں وغیرہ کو اپنے احرام باندھنے کا حکم نہین کیا **ف** یہ کلام امام بخاری کا ہے اور حاصل اُسکا یہ ہے کہ احرام خاص ہے ساتھ اُس شخص کے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور استدلال کیا ہے امام بخاری نے ساتھ مفہوم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عباس رض کی حدیث مین مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اسلیئے کہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ جو مکر ر مکہ مین آتا جاتا ہے بغیر نیت حج اور عمرے کے اُسپر احرام لازم نہین اور علما کو اسمین اختلاف ہے پس مشہور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ جو حج اور عمرے کی نیت نہ رکھتا ہو اوسپر احرام مطلق واجب نہین اور ایک قول مین مطلق واجب ہے اور جو مکرر آتا جاتا ہو اُسمین خلاف ہے مرتب اور اولے ہے ساتھ عدم وجوب کے اور مشہور تینون امام سے یہ ہے کہ واجب ہے اور ایک روایت مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابن عمر اور زہری اور حسن اور اہل ظاہر کا اور حنابلہ نے کہا کہ جنکو مکرر سہ کرکے مکے مین آنے کی حاجت ہو انکو بدون احرام کے مکے مین آنا درست ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ جو احرام باندھنے کی جگہون سے اندر رہتا ہو یعنے اسکو بدون احرام کے مکے مین آنا درست ہے اور ابن عبد البر نے نقل کیا کہ اکثر اصحاب اور تابعین وجوب کے قائل ہین (فتح) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیئے احرام باندھنے کی جگہ ذو الحلیفہ معین کی اور اہل نجد کے لیئے قرن منازل مقرر کی اور اہل یمن کے لیئے یلملم پس یہ سب جگہین احرام باندھنے کی ہین ان شہرون والون کے لیئے جو مذکور ہوئے اور واسطے ہر شخص کے کہ گذرے اُنپر غیر اہل اُنکے سے یعنے

مقابلہ ۱۱ ام

مثلا اہل ہندوستان جب راہ مین یلملم پر پہونچین تو یلملم سے احرام باندہین اور اسی طرح اور ملکون والون کا حال
ہے کہ جب احرام باندہنے کی جگہ پر آوین تو وہین سے احرام باندہین یہ جگہین احرام کی ہین اُنکے لیے جو حج
اور عمرے کا ارادہ رکہتا ہو اور جو شخص کہ ان جگہون کے بیچ اندر رہتا ہو تو اُسکے احرام باندہنے کی جگہ وہ ہے
جس جگہ سے وہ احرام کی نیت کرے یہانتک کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندہین **ف** یہ حدیث باب مواقیت
مین پہلے گذر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حج اور عمرے کا ارادہ نہ رکہتا ہو اسکو بغیر احرام کے مکے مین داخل
ہونا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف انا مالک عن ابن شہاب عن
انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل عام الفتح وعلی راسہ المغفر فلما
نزعہ جاءہ رجل فقال ان ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتلوہ **ترجمہ** انس رض سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے مین آئے اور آپکے سر پر خود تہی سو جب آپنے اسکو سر سے
اتارا تو ایک مرد آیا اور کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مار ڈالو اسے **ف** ابن خطل ایک شخص تہا کہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تہا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا تہا اسواسطے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے مارنے کا حکم کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے دن
جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین داخل ہوئے تو آپنے احرام نہین باندہا ہوا تہا اور اسی حدیث کے راوی
مالک نے اسکی تصریح کی ہے جیسے کہ مغازی مین اس حدیث کے پیچہے آوے گا کہ مالک نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم اسدن محرم نہ تہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور شہادت دیتی ہے واسطے اسکے وہ حدیث جو مسلم مین
جابر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکے مین داخل ہوئے بغیر احرام کے اور آپکے سر پر
سیاہ پگڑی تہی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتہ روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بغیر احرام کے مکے مین کبہی داخل نہ ہوئے لیکن ساتہ اسکے دفع ہوا اشکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس حدیث
مین اسپر دلالت نہین کہ بغیر احرام کے مکے مین داخل ہونا درست ہے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم محرم ہون لیکن آپ نے اپنے سر کو کسی عذر سے ڈہانکا ہو سو یہ شبہ رفع ہو گیا ساتہ تصریح
کرنے جابر کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محرم نہ تہے لیکن اسمین ایک اور شبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے واسطے تیار تہے اور جو اسطرح ہو اُسکو بغیر احرام کے مکے مین داخل ہونا درست
ہے نزدیک شافعیہ کے اگرچہ عیاض نے اُسکے مقابل پر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن قاص وغیرہ بعض
شافعیہ کہتے ہین کہ بغیر احرام کے مکے مین داخل ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے تو اسمین نظر ہے
اسلیے کہ نہین ثابت ہوئی خصوصیت مگر دلیل سے لیکن طحاوی نے گمان کیا ہے کہ اسکی دلیل ہے حدیث

کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین حلال ہوا مجھکو اُسمین لڑنا مگر دن کی ایک ساعت مین اور یہ کہ
مراد ساتھ اُسکے یہ ہے کہ جائز ہے اُسمین داخل ہونا اُسمین بغیر احرام کے یہ مراد نہین کہ اُسمین قتل کرنا اور
لڑنا حرام ہے اسواسطے کہ اجماع ہے اسپر کہ اگر نعوذ باللہ مشرکین مکہ پر غالب ہوجاوین تو مسلمانون کو اُنسے لڑنا
درست ہے اور امام نووی نے اُسکو استدلال کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ اسحدیث مین دلالت ہے اسپر کہ مکہ ہمیشہ
قیامت تک دار الاسلام رہیگا سو طحاوی کا خیال باطل ہوا اور دعوے اجماع مین نظر ہے اسواسطے کہ
خلاف ثابت ہے کما تقدم اور تحقیق حکایت کیا ہے اسکو قفال اور ماوردی وغیرہ نے اور ابن خطل کے
قصے سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ جائز ہے قائم کرنا حدود اور قصاص کا حرم مکہ مین اور ابن عبد البر نے کہا
کہ ابن خطل کا مارڈالنا قصاص کی وجہ سے تھا کہ اُسنے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ
کعبہ گناہ گار کو پناہ نہین دیتا اور حد واجب کے قائم کرنے سے منع نہین کرتا اور جو کہتے ہین کہ مکے مین لڑنا درست
نہین وہ کہتے ہین کہ ابن خطل کو اُس گھڑی مین قتل کیا تھا جسمین آپ کو لڑنا حلال ہوا اور نووی نے اسکا
یہ جواب دیا ہے کہ آپ کو اُسمین لڑنا صرف داخل ہونے کے وقت ہوا تھا یہانتک کہ آپ اسپر غالب ہوئے
اور مکے والے تابعدار ہوئے اور ابن خطل کا قتل کرنا اُسکے پیچھے تھا لیکن یہ جواب ٹھیک نہین اسلیے کہ ابن
خطل کا قتل اُسی ساعت مین تھا جسمین آپ کو لڑنا حلال ہوا اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا قیدی کا
بغیر اسکے کہ اسپر اسلام کو پیش کرے اور یہ کہ خوف کے وقت خود وغیرہ ہتھیار یعنی لڑائی کا پہننا درست ہے اور یہ توکل
کے منافی نہین اور یہ کہ جائز ہے اٹھا لیجانا خبر اہل فساد کا طرف حاکمون کی اور یہ غیبت نہین اور نہ چغلی ہے
(فتح) **باب** اِذَا اَحْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ جب کوئی احرام باندہے نادانی سے اور اُسپر کرتہ ہو تو
کیا کرے **ف** یعنے کیا اُسکو فدیہ لازم ہے یا نہین اور سوای اسکے نہین کہ امام بخاری نے یہان حکم کے
ساتھ یقین نہین کیا اسواسطے کہ باب کی حدیث مین اسکی تصریح نہین کہ اُس سے فدیہ ساقط ہے لیکن امام
بخاری نے اسکے بعد عطا کا قول بیان کیا تو اس سے اشارہ کیا طرف اسکی کہ اگر فدیہ واجب ہوتا تو عطا سے پوشیدہ
نہ رہتا اور حالانکہ وہ راوی ہے اسحدیث کا اور ابن بطال نے کہا کہ اگر فدیہ واجب ہوتا تو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اسکو بیان کرتے اسواسطے کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہین اور فرق کیا ہے مالک نے
اسکے حق مین اسکے جو خوشبو لگا دے یا پہول کر پہنے درمیان اُسکے جو جلدی اُتار ڈالے اور غسل کر ڈالے اور درمیان
اسکے جو دیر تک پہنے رہے اور امام شافعی اسحدیث کے بہت موافق ہین اسواسطے کہ سائل حدیث باب مین
حکم کا واقف نہ تھا اور بہت دیر تک پہنے رہا اور باوجود اسکے آپنے اُسکو فدیہ کا حکم نہ کیا اور امام مالک کے قول مین
احتیاط ہے اور اسپر قول کوفیون کا پس وہ حدیث کے مخالف ہے اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ یہ نزول حکم سے پہلے تھا

اور اب ایسا کرنا درست نہیں (فتح) وقال عطاء اذا تطیب او لبس جاهلا او ناسیا فلا کفارة علیه یعنی اور
عطاء نے کہا کہ جب کوئی احرام کی حالت میں خوشبو لگا دے یا سلا ہوا کپڑا پہنے نادانی سے یا بہول کر تو اسپر کفارہ
نہیں **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی احرام باندہے نادانی سے اور اسپر کرتہ ہو تو اسپر کفارہ نہیں وفیہ
المطابقة للترجمة **حدثنا** ابو الولید ثنا همام ثنا عطاء ثنی صفوان بن یعلی عن ابیه قال کنت مع
النبی صلی الله علیه وسلم فاتاه رجل علیه جبة وعلیها اثر صفرة او نحوه وکان عمر یقول
لی تحب اذا نزل علیه الوحی ان تراه فنزل علیه ثم سری عنه فقال اصنع فی عمرتک ما
تصنع فی حجک وعض رجل ید رجل یعنی فانتزع ثنیته فابطله النبی صلی الله علیه و
سلم **ترجمہ** یعلی سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہا سو آپکے پاس ایک مرد آیا اور اسپر کرتہ
تہا اور اسپر خوشبو کا نشان تہا مانند زردی وغیرہ کی اور عمر مجھکو کہا کرتے تہے کہ کیا تجھکو خوش لگتا ہے کہ تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت میں دیکہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری پہر آپسے وہ حالت
دور ہوئی سو فرمایا کہ جسطرح تو اپنے حج کے احرام میں کرتا ہے اسی طرح اپنے عمرے کے احرام میں کر اور ایک مرد نے
ایک مرد کا ہاتہہ کاٹا سو اسنے اسکے اگلے دانت اکہاڑ ڈالے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا بدلہ معاف
کیا **ف** اس حدیث میں ہے کہ وہ احرام کی حالت میں کرتہ پہنے تہا سو آپنے اسکو فدیہ کا حکم نہ فرمایا وفیہ المطابقة
للترجمة (فتح) **باب** المحرم یموت بعرفة ولم یامر النبی صلی الله علیه وسلم ان یؤدی عنه
بقیة الحج اس محرم کا بیان کہ عرفہ میں مر جاوے اور نہ حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ادا کیا جاوے
اس سے باقی حج یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حکم منقول نہیں **حدثنا** سلیمان بن حرب ثنا
حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال بینا رجل واقف
مع النبی صلی الله علیه وسلم بعرفة اذ وقع عن راحلته فوقصته او قال فاقعصته
فقال النبی صلی الله علیه وسلم اغسلوه بماء وسدر وکفنوه فی ثوبین او قال فی ثوبیه
ولا تخمروا راسه ولا تحنطوه فان الله یبعثه یوم القیمة یلبی **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے
کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں کہڑا تہا کہ اچانک اپنی سواری سے
گرا سو اسکی سواری نے اسکی گردن توڑ ڈالی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دو اسکو ساتھ پانی
اور بیر کے پتون کے اور کفناؤ اسکو دو کپڑون میں اور نہ اسکا سر ڈہانکو اور نہ اسکو خوشبو لگاؤ اسواسطے کہ خدا
اسکو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹہائیگا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر محرم عرفات میں مر جاوے تو اسکی
طرف سے باقی حج ادا کرنا ضرور نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم نہیں فرمایا وفیہ المطابقة للترجمة

حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَوَقَصَتْهُ
اَوْ قَالَ فَاَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّکَفِّنُوْهُ فِیْ ثَوْبَیْنِ
وَلَا تُمِسُّوْهُ طِیْبًا وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مُلَبِّیًا **ترجمہ** اسکا ہی
ہے جو اوپر گذرا **بَابُ** سُنَّةِ الْمُحْرِمِ اِذَا مَاتَ جب محرم احرام کی حالت مین مرجاوے تو اسکے حق مین طریق
مسنون کیا ہے **حَدَّثَنَا** یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا هُشَیْمٌ اَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ رَجُلًا کَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّکَفِّنُوْهُ فِیْ ثَوْبَیْهِ وَلَا تُمِسُّوْهُ بِطِیْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا
رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مُلَبِّیًا **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تہا سو اسکی اونٹنی نے اسکی گردن توڑ ڈالی اور وہ احرام باندہے تہا سو مرگیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ غسل دو اوسکو ساتھ پانی اور بیر کے پتون کے اور کفنا و اسکو اسکے دو کپڑون مین اور نہ لگاؤ اسکو خوشبو اور نہ
ڈہانکو سر اسکا اسواسطے کہ وہ قیامت کو لبیک کہتا ہوا اٹھایا جاویگا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم
مرجاوے تو مسنون ہی کہ اسکو اسطور سے دفنایا جاوے **بَابُ** الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَیِّتِ وَالرَّجُلِ
یَحُجُّ عَنِ الْمَرْاَةِ باب ہی بیچ بیان کرنے حج اور نذر کے میت کی طرف سے اور اس بیان مین کہ مرد عورت کی طرف سے حج کرے
ف یعنے باب کی حدیث سے دو حکم ثابت ہوتے ہین اور دوسرے حکم کے ثابت ہونے مین نظر ہے اسواسطے کہ حدیث
مین یہ بیان ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا حکم پوچہا جو اسکے باپ پر تہی سو حق ترجمہ کا
یہ تہا کہ یون کہا جاتا کہ عورت مرد کی طرف سے حج کرے اور ابن بطال نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس عورت کو ایسا خطاب کیا کہ اسمین مرد اور عورتین سب داخل ہو گئے اور وہ آپ کا یہ قول ہے کہ اقضوا اللہ یعنے
خدا کا قرض ادا کرو اور کہا کہ اسمین خلاف نہین کہ جائز ہے مرد کو حج کرنا عورت کی طرف سے اور عورت کو مرد کی طرف
سے اور اسمین کسی نے خلاف نہین کیا مگر حسن بن صالح نے اور ظاہر یہ بات ہی کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے
ساتھ ترجمہ کے طرف روایت شعبہ کی اس حدیث مین اسنے کہا کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو اسنے
کہا کہ میری بہن نے نذر مانی تہی آخر حدیث تک اور اسمین یہ ہے کہ ادا کر قرض خدا کا کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے
(فتح) **حَدَّثَنَا** مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَیْنَةَ جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ
فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّكِ دَیْنٌ اَکُنْتِ قَاضِیَتَهٗ اِقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ

قَالَ حُجِّیْ عَنْهَا

أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی
سو اُس نے کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی سو اس نے حج نہ کیا یہانتک کہ مرگئی کیا پس مین اُسکی طرف
سے حج کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان اُسکی طرف سے حج کر بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا
تو کیا تو اُسکو ادا کرتی یا نہین (اُسنے کہا کہ ہان) فرمایا سو خدا کا قرض ادا کرو اور اللہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنیکے

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قیاس کرنا اور بیان کرنا مثل کا تاکہ واضح تر ہو اور نفس مین اچھی طرح
واقع ہو اور سمجھ مین جلدی آوے اور یہ کہ مستحب ہے مفتی کو تنبیہ کرنی وجہ دلیل پر جبکہ اسپر کوئی مصلحت قریب ہو
اور وہ پاکیزہ تر ہے واسطے نفس سائل کے اور یہ کہ مالی قرض کا ادا کرنا اُنکے نزدیک معلوم اور مقرر تھا اسی واسطے
بہتر ہوا الحاق کرنا ساتھ اُسکے اور یہ کہ میت کی طرف سے حج کرنا کافی ہے اور اسمین اختلاف ہے ابن عمرؓ سے نقل
ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے اور مثل اسکی مالک رح اور لیث سے مروی ہے اور مالک سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر وصیت
کرے تو اسکی طرف سے حج کرے نہین تو نہین اور یہ کہ جو مرجاوے اور اسپر حج ہو تو واجب ہے اُسکے ولی پر یہ کہ تیار
کردیوے اسباب اس شخص کو کہ اسکی طرف سے حج کرے راس مال سے جیسا کہ اُسکے قرض کا ادا کرنا اُسپر واجب ہے پس
تحقیق اجماع کیا ہے علما نے اسپر کہ قرض آدمی کا راس مال سے ہے پس اسی طرح ہے ہر وہ چیز کہ تشبیہ دی ساتھ
اُسکے قضا مین اور ملحق ہے ساتھ حج کے ہر حق کہ اُسکے ذمہ مین ثابت ہو کفارہ یا نذر یا زکوۃ وغیرہ سے اور اس سے
معلوم ہوا کہ اللہ کا حق مقدم ہے آدمی کے قرض پر اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور بعضے بالعکس کہتے ہین
اور بعضے برابر کہتے ہین اور یہ عام ہے اس سے کہ میت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو یعنے خواہ اُسکے مال مین سے
ہو یا بطور احسان کے اپنے مال سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ جس نے حج اسلام یعنے
فرض حج نہ کیا اُسکو حج کی نذر ماننی درست ہے پس جب حج کرے تو اُسکو حج اسلام کے بدلے کفایت کرتا ہے نزدیک
جمہور کے اور واجب ہے اسپر حج نذر کا اور بعضے کہتے ہین کہ کفایت کرتا ہے حج نذر سے پھر حج اسلام کا کرے اور بعضے
کہتے ہین کہ دونو کی طرف سے کفایت کرتا ہے (فتح) **بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَّا يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ**
جو سواری پر نہ ٹھیر سکے اسکی طرف سے حج کرنے کا بیان **ف** یعنے زندون کی طرف سے اور امام مالک اسمین مخالف
ہین اور اسی طرح مخالف ہے وہ شخص کہ کہتا ہے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے مطلق مانند ابن عمر کی اور ابن منذر
وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ اگر حج فرض ہو اور آدمی خود حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اُسکو اپنی طرف سے
حج مین نائب پکڑنا درست نہین یعنے یہ کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے نائب کرکے بھیجے اور اگر حج نفل ہو
تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسمین کسی کو نائب پکڑنا درست ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک درست نہین اور
امام احمد سے دو روایتین ہین (فتح) حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

بن یسار عن ابن عباس رض قال جاءت امرأة من خثعم عام حجة الوداع فقالت یا رسول الله ان فریضة الله علی عباده فی الحج ادرکت ابی شیخا کبیرا لا یستطیع ان یستوی علی الراحلة فهل یقضی عنه ان احج عنه قال نعم ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ خثعم کے قبیلے کی ایک عورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی تو اسنے کہا کہ یا حضرت تحقیق اللہ کے فرض نے جو اسکے بندوں پر حج کے امر میں ہے میرے باپ کو بڑا بڈھا پایا کہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا پس کیا کفایت کرتا ہے اسکو یہ کہ میں اسکی طرف سے نیابةً حج کروں فرمایا ہاں **ف** حاصل اس عورت کی کلام کا یہ ہے کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے اس سبب سے کہ وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا اور اسکے پاس مال ہے یا اسکو بڑھاپے میں ہاتھ لگا ہے اور وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اسکی طرف سے نیابةً حج کروں فرمایا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی پر حج فرض ہو اور وہ سواری پر بیٹھ نہ سکے تو اسکی طرف سے نائب ہو کر حج کرنا درست ہے اور یہ غیر کا حج اسکو کفایت کرتا ہے وفیه المطابقة للترجمة

باب حج المرأة عن الرجل عورت کو مرد کی طرف سے حج کرنا درست ہے **ف** تقدم نقل الخلاف فیه قبل باب حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن ابن شهاب عن سليمان بن يسار عن عبد الله بن عباس قال كان الفضل رديف النبي صلى الله عليه وسلم فجاءت امرأة من خثعم فجعل الفضل ينظر اليها وتنظر اليه فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يصرف وجه الفضل الى الشق الآخر فقالت ان فريضة الله ادركت ابي شيخا كبيرا لا يثبت على الراحلة أفاحج عنه قال نعم وذلك في حجة الوداع ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ فضل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے یعنے حجة الوداع میں سو خثعم کی ایک عورت آئی سو فضل اسکو دیکھنے لگا اور وہ اسکو دیکھنے لگی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اس نے کہا کہ یا حضرت مقرر خدا کے فرض نے میرے باپ کو بڑا بڈھا پایا کہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا کیا پس میں اسکی طرف سے نیابةً حج کروں فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجة الوداع میں واقع ہوا ہے **ف** اس حدیث سے کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ غیر کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور جمہور اسکے مخالف ہیں پس کہتے ہیں کہ یہ صرف اسی کو جائز ہے جو اپنا فرض حج پہلے ادا کر چکا ہو اور جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو سنن اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ میں ہے ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ شبرمہ (ایک مرد کا نام ہے) کی طرف سے حج کے لبیک کہتا ہے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے خود اپنی طرف سے حج کر لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا یہ تیری اپنی طرف سے ہے پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور استدلال

کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ استطاعت جسطرح اپنے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح غیر کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض
مالکیہ نے اسکو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ جو اپنے جانے سے طاقت نہ رکھے اسپر حج واجب نہیں اور باب کی
حدیث سے یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بطور احسان کے تہا اور اس حدیث کی کسی طریق مین وجوب کی تصریح نہیں
اور سیہ کہ یہ عبادت بدنی ہے پس اسمین نیابت درست نہ ہوگی مانند نماز کی اور طبری وغیرہ نے اجماع نقل
کیا ہے اسپر کہ نماز مین نیابت داخل نہین ہوتی اور کہتے ہین کہ اسواسطے کہ عبادتین بطور ابتلا کے فرض
ہوئی ہین اور ابتلا اور امتحان نہین پایا جاتا مگر ساتھ مشقت دینے بدن کے بیچ اسکے تاکہ ظاہر ہو فرمانبرداری
یا نافرمانی بخلاف زکوة کے کہ اسمین ابتلا ساتھ کم کرنے مال کے ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نفس کے اور
ساتھ غیر کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسطور کے کہ حج کو نماز پر قیاس کرنا درست نہین اسواسطے کہ حج
عبادت مالی و بدنی دونو ہے پس اسکو نماز کے ساتھ ملحق کرنا راجح نہین اس سے کہ اسکو زکوة کے ساتھ ملحق
کیا جاوے اور مازری نے کہا کہ جس نے حج مین بدن کے حکم کو غالب کیا اس نے اسکو نماز کے ساتھ ملایا
ہے اور جس نے مال کے حکم کو غالب کیا ہے اس نے اسکو زکوة کے ساتھ ملایا ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ
اگر مردہ وصیت کر جاوے تو اسکی طرف سے حج کرنا درست ہے اور یہ نیابت نماز مین درست نہین اور نیز حصر کرنا
ابتلا کا مباشرہ مین ممنوع ہے یعنے یہ کہنا کہ ابتلا صرف اسی کو کہتے ہین کہ اپنی جان کو مشقت مین ڈالے ممنوع
ہے اسواسطے کہ اگر حج کرنے والا اجرت مین مال خرچ کرے تو اسکے واسطے یہ بھی آزمایش ہے اور عیاض نے کہا کہ
مخالفت کی ہے مالک نے حدیث حجت نہین اسواسطے کہ قول اسکا ان فریضۃ اللہ علی عبادہ الخ معنے اسکے یہ ہین کہ
لازم کہنے خدا کی نے اپنے بندوں پر حج کو جو کہ شرط استطاعت کی ساتھ واقع ہوا ہے میرے باپ کو پایا ہے ساتھ
صفت اس شخص کے کہ طاقت نہین رکھتا کیا پس جائز ہے مجھکو یہ پایا کیا مجھکو اسمین ثواب اور فائدہ ہے تو آپ نے
فرمایا کہ ہان اور تعاقب کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اسکے کہ اسکے بعض طریقون مین صریح آچکا ہے کہ اس نے
کفایت کا سوال کیا یعنے کیا جائز ہے پس تمام ہوگا استدلال اور مسلم کے بعض طریقون مین آچکا ہے
کہ اس نے کہا کہ مقرر میرے باپ پر خدا کا فرض ہے حج کے امر مین اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اسپر حج فرض کیا
گیا ہے اور بعض نے دعوی کیا ہے کہ یہ قصہ خاص ہے ساتھ اس عورت خثعمیہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ
اسطور کے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ یہ اسکے بعد کسی کو جائز نہین لیکن یہ
حدیث لائق استدلال کے نہین ہے اسواسطے کہ اسکی سند ضعیف ہے اور نیز یہ مرسل ہے اور نیز اسکے
معارض ہے یہ حدیث کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کا قرض ادا کرو کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور بعضے دعوی
کرتے ہین کہ صرف بیٹے کو اپنے باپ کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور کسی کو درست نہین اور مخفی نہین پوشیدہ ہے

ہو کہ یہ جمہور ہے اور قرطبی نے کہا کہ امام مالک کہتے ہین کہ یہ خثعمیہ کی حدیث ظاہر قرآن کے مخالف ہے پس ظاہر قرآن کو ترجیح ہے اور نہین شک ہے اسکے راجح ہونے مین تواتر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ قول مذکور ایک عورت کا قول ہے کہ اس نے ایک گمان کیا اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسکے سوال پر جواب دیا اور اگر اسکا یہ گمان غلط ہوتا تو آپ اسکو اسکے لیئے بیان کرتے تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسکے سوال کے جواب مین حج کرنے کا اسواسطے حکم فرمایا تھا کہ آپ نے اسکو دیکھا کہ اسکو اپنے باپ کی طرف نیکی اور ثواب پہونچانے کی بہت حرص ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسپر برقرار رکھا پس آپ کی یہ تقریر دلیل ظاہر ہے اوپر جائز ہونے اسکے کے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حج کر اسکی طرف سے کہ اگر اسکو اس سے فائدہ نہ ہوگا تو نقصان بھی نہ ہوگا سو حفاظ حدیث نے جزم کیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ حدیث شاذ ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اسمین مخالفت کے لیئے حجت نہین اور اس مسئلے کے فروعات سے یہ ہے کہ نہین فرق ہے درمیان اسکے کہ قرار پایا وجوب اسکے ذمہ مین پہلے غضب سے یا عارض ہوا اسپر بعد اسکے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ کی یہ بات مخالف ہے اور جمہور کی دلیل خثعمیہ کا قصہ ہے اور یہ کہ جو غیر کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس غیر کی طرف سے واقع ہوتا ہے اور یہ بات مخالف ہے واسطے امام محمد بن حسن کے کہ اس نے کہا کہ مباشر کی طرف سے واقع ہوگا اور جسکی طرف سے حج کیا گیا اسکو خرچ کا ثواب ملیگا اور جو حج مین نیابت کو جائز رکھتے ہین ان سب کا اتفاق ہے اسپر کہ وہ نہین کفایت کرتا فرض مین مگر موت سے یا غضب سے پس نہین جائز ہوگا بیمار کی طرف سے اسلیئے کہ اسکے تندرست ہونے کی امید ہے اور نہ دیوانے کی طرف سے اسلیئے کہ اسکے ہوش مین آنے کی امید ہے اور نہ قیدی کی طرف سے اسلیئے کہ اسکے خلاص ہونے کی امید ہے اور نہ فقیر کی طرف سے اسلیئے کہ اسکے مالدار ہونے کی امید ہے اور اس حدیث مین اور بھی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ سواری پر اپنے پیچھے کسی کو سوار کرنا جائز ہے اور بیان ہے اس چیز کا جو مرکب کیا گیا ہے آدمی شہوت سے اور پیدا کی گئی ہے طبیعت اسکی اوپر اسکے نظر کرنے سے طرف خوب صورتون کی اور یہ کہ منع ہے دیکھنا طرف بیگانی عورت کی اور ڈھانکنا آنکھ کا اور عیاض نے کہا کہ بعض گمان کرتے ہین کہ غیر عورت سے آنکھ کا بند کرنا واجب نہین مگر جب کہ فتنے کا خوف ہو اور میرے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کہ آپ نے فضل کا منہ ڈھانکا ابلغ ہے قول سے اور شاید کہ فضل نے اسکی طرف بدنظر سے نہ دیکھا بلکہ خوف کیا اس سے کہ وہان تک نوبت پہونچے یا تھا یہ پہلے امر سے ساتھ وارد کرنے حجاب ہونیکے اور پکڑی جاتی ہے اس سے تفریق درمیان مردون اور عورتون کے یعنے مردون کو عورتون سے جدا کر دینا

چاہیے واسطے خوف فتنے کے اور جائز ہونا کلام عورت کا اور سننا آواز اسکے کا واسطے اجنبی مردون کے
وقت ضرورت کے مانند مسئلہ پوچھنے کی اور مقدمہ لیجانے کی معاملہ مین اور یہ کہ عورت کا احرام اسکے منہ کے
سو اسکو احرام مین اسکا کہولنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے نیابت کرنی سوال مین علم سے یہانتک کہ عورت
کو مرد کیطرف سے نائب ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو بغیر محرم کے حج کرنا درست ہے اور عورت
کے ساتھ محرم کا ہونا شرط نہین لیکن پہلے گذر چکا ہے کہ اسکا باپ اسکے ساتھ تہا پس یہ رد کرتا ہے اسپر
اور یہ کہ مان باپ کے ساتھ نیکی کرے اور کوشش کرے ساتھ تمام انکے کے اور کہڑا ہووے ساتھ
بہتر یون انکے کے اداے قرض اور خدمت اور نفقہ وغیرہ امور دین اور دنیا سے اور ابن عربی نے
کہا کہ یہ حدیث اصل ہے اتفاق کیا گیا ہے اسکی صحت پر جو مین خارج ہے اس قاعدے سے جو شریعت
مین قرار پا چکا ہے کہ نہین واسطے آدمی کے مگر جو اسنے کمایا یہ رحم ہے اللہ کی طرف سے بیچ پورا کرنے
اسچیز کے کہ قصور کیا مرد نے بیچ اسکے ساتھ اولاد اپنی کے اور مال اپنے کے اور جواب اسکا یہ ہے کہ ممکن
ہے کہ یہ عموم سعی مین داخل ہو اور یہ کہ عموم سعی کا آیت مین مخصوص ہے اتفاقا (فتح) **بَابُ حَجِّ
الصِّبْيَانِ** نابالغ لڑکون کے حج کرنے کا بیان **ف** یعنے جائز ہے اور گویا کہ جو حدیث اسمین صریح
ہے وہ امام بخاری کی شرط پر نہین اور وہ یہ ہے جو کہ مسلم مین ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک عورت نے
اپنا لڑکا اٹھایا اور کہا کہ یا حضرت صلعم کیا اسکے واسطے حج ہے یعنے اسکو بھی حج کا ثواب ہے فرمایا ہان اور
تجھکو اسمین ثواب ہے اور ابن بطال نے کہا کہ ائمہ فتوے کا اجماع ہے اسپر کہ نابالغ لڑکے سے حج ساقط
ہے یہانتک کہ بالغ ہو لیکن اگر حج کرے تو جمہور کے نزدیک وہ اسکے لیے نفل ہوگا اور ابو حنیفہ
نے کہا کہ اسکا احرام صحیح نہین اور نہین جائز ہے اسپر کوئی چیز ساتھ کرنے کسی چیز کے احرام کی ممنوع
چیزون سے اور سوای اسکے نہین کہ اسکو حج کرایا جاوے بطور تدریب کے اور بعض نے خلاف کیا ہے
سو کہا کہ اگر نابالغ حج کرے تو اسکو حج اسلام سے کفایت کرتا ہے واسطے ظاہر قول حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے کہ ہان اور طحاوی نے کہا کہ اسمین حجت نہین واسطے اسکے بلکہ اسمین حجت ہے اسپر جو زعم کرتا
ہے یہ کہ اسپر حج نہین اسواسطے کہ ابن عباس رض راوی اس حدیث کے نے کہا کہ جس لڑکے کو اسکے گہر والے
حج کراوین پہر بالغ ہو تو واجب ہے اسپر حج دوسرا (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ اَوْ قَدَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ آگے بہیجا مجھکو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے سفر کے اسباب مین یعنے اسباب کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو **ف** وجہ دلالت حدیث

کی ترجمہ پر اسوجہ سے ہو کہ ابن عباسؓ اُسوقت بالغ نہین ہوے تھے بلکہ نابالغ تھے اسی واسطے امام بخاری نے اسکے بعد ابن عباسؓ کی دوسری حدیث بیان کی ہے جسمین صریح آچکا ہے کہ وہ اُسوقت بلوغت کے قریب تھے یہ تعلیق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ اَسِيْرُ عَلٰى اَتَانٍ لِي وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى حَتّٰى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ مین اپنے گدہے پر چلتا ہوا آگے بڑہا اور حالانکہ مین بالغ ہونے کے قریب پہونچا تہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منا مین کہڑے نماز پڑہتے تہے یہانتک کہ مین پہلی صف کی بعض کے آگے چلا پہر مین گدہے سے اترا سو وہ چرنے لگی اور مین لوگون کے ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچہے نماز کو کہڑا ہوا اور ابن شہاب نے کہا کہ یہ واقعہ منا مین حجۃ الوداع مین تہا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حُجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ ترجمہ سائب بن یزید رضہ سے روایت ہو کہ مجہکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا یعنے میرا باپ مجہکو حج کے واسطے اپنے ساتھ لے گیا اور حالانکہ مین سات برس کا تہا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ وَكَانَ السَّائِبُ قَدْ حُجَّ بِهٖ فِي ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ جعید رضہ سے روایت ہو کہ اُس نے عمر بن عبد العزیز سے سنا کہ سائب سے کہتا تہا اور سائب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب مین حج کرایا گیا تہا ف عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین صاع کی مقدار زیادہ ہو گئی تہی سو عمر نے سائب کو پوچہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین صاع کس قدر تہا ان حدیثون مین معلوم ہوا کہ نابالغ کا حج صحیح ہے و فیہا المطابقۃ للترجمۃ اور یہی مذہب ہے جمہور کا **بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ** عورتون کے حج کرنے کا بیان ف یعنے کیا اُسمین مردون سے حج پر کوئی چیز زیادہ شرط ہے یا نہین وَقَالَ لِي اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اَذِنَ عُمَرُ لِاَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ترجمہ سعد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویون کو حج کرنے کی اجازت دی اخیر حج مین کہ اُس نے

اُسکا قصد کیا تہا سو اُسنے ازواج مطہرات کو ساتہہ عثمان اور عبدالرحمن بن عوف کو بہیجا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو حج کرنا ساتہہ غیر محرم کے و سیأتی البحث فیہ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَغْزُوْا اَوْ نُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لَكُنَّ اَحْسَنُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا اَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ اِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ مینے کہا کہ یا حضرتؐ کیا ہم آپکے ساتہہ کافرون سے جہاد نہ کرین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے بہت بہتر اور بہت خوب جہاد حج ہے جو حج کہ مقبول ہو سو عائشہ رض نے کہا کہ مین حج کو کبہی نہ چہوڑونگی بعد اسکے کہ مینے یہ حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ف ابن بطال نے کہا جو لوگ حضرت عائشہ رض پر جمل کے قصے مین طعن کرتے ہین یعنے روافض وہ کہتے ہین کہ آیت قرن فی بیوتکن یعنے اپنے گہرون مین ٹہیری رہو تقاضا کرتی ہے اسکو کہ ازواج مطہرات پر سفر کرنا حرام ہے اور یہ حدیث انکو رد کرتی ہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیئے افضل جہاد حج ہے پس معلوم ہوا کہ انکے لیئے جہاد ہے سوای حج کے اور حج اُس سے افضل ہے اور احتمال ہے کہ مراد لا سے جو آپنے انکے قول کے جواب مین فرمایا یہ ہو کہ یہ تم پر واجب نہین جیسا کہ مردون پر واجب ہے اور آپ کی یہ مراد نہین کہ وہ انپر حرام ہے اسواسطے کہ ام عطیہ کی حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ وہ جہاد مین نکلتی تہین بعد زخمیون کا دوا کرتی تہین سو عائشہ رض وغیرہ نے اس ترغیب سے یہ سمجہا کہ انکو مکرر حج کرنا درست ہے جیسے کہ مردون کو مکرر جہاد کرنا درست ہے اور خاص کیا گیا ساتہہ اسکے عموم حدیث اور آیت مذکورہ کا اور حضرت عمر رض کو پہلے اس مین توقف تہا پہر انکو عائشہ رض کی دلیل کا قوی ہونا معلوم ہوا اپنی اخیر خلافت مین انکو حج کرنے کی اجازت دی پہر عثمان رض بہی اپنی خلافت مین انکو حج کرایا کرتے تہے اور بعض نے ظاہر نہی پر عمل کیا مانند سودہ رض اور زینب رض کی اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ابو واقد کی حدیث مین یہ ہے کہ حج فرض ایک بار ہے مانند مردون کی یہ مراد نہین کہ ایک بار سے زیادہ کرنا منع ہے اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ آیت مین گہر مین ٹہیرنے سے مراد بطور فرض کے نہین اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ اس حدیث کے اسپر کہ عورت کو معتبر مرد کے ساتہہ حج کرنا درست ہے اگرچہ وہ اسکا نہ خاوند اور نہ محرم ہو کما سیأتی البحث فیہ (فتح) حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اِنِّی اُرِیْدُ اَنْ اَخْرُجَ فِیْ جَیْشِ کَذَا وَکَذَا وَامْرَاَتِیْ تُرِیْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اُخْرُجْ مَعَهَا ترجمہ ابن عباس سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت مگر ساتھ محرم کے اور نہ داخل ہو
اسپر کوئی مرد مگر کہ ساتھ اسکی محرم ہو سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت میں ارادہ کرتا ہوں کہ فلانے فلانے جہاد میں
نکلوں اور میری عورت حج کا ارادہ رکھتی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے ساتھ نکل ف
بعض روایتوں میں ایک دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں دو دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض
میں تین دن کے سفر کا ذکر آیا ہے سو اختلاف روایات کی وجہ سے اکثر علماء نے تو مطلق سفر کو لیا ہے
اور امام نووی نے کہا کہ تحدید سے ظاہر معنے مراد نہیں بلکہ جسکا نام سفر رکھا جاوے اسمیں عورت کو سفر کرنا
درست نہیں مگر ساتھ محرم کے برابر ہے کہ چھوٹا ہو یا دراز اور ابن منیر نے کہا کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف
سوالوں اور اختلاف سائلوں کے ہے یعنے جیسا مقام اور سائل دیکھا اسکے مناسب جواب فرمایا مراد دن سے
دن ساتھ رات کے ہے نہ تنہا دن اور احتمال ہے کہ آپ نے تین دن کا ذکر سب کم عددوں سے پہلے فرمایا ہو
پس اقل عدد کو لیا جاویگا اور اقل اسکا برید ہے پس بنا بر اسکے شامل ہوگا ہر سفر کو چھوٹا ہو یا دراز اور نہ
موقوف ہوگا باز رہنا عورت کا سفر سے مسافت قصر پر اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مسافت قصر سے کم میں منع
نہیں اور حجت انکی یہ ہے کہ منع مقید ساتھ تین دن کے متحقق ہے اور اسکا ماسوا مشکوک ہو پس یقین کو
لیا جاویگا اور مناقضہ کیا گیا با ینطور کہ روایت مطلق شامل ہے ہر سفر کو پس لائق ہے کہ اسکے ساتھ عمل کیا جاوے
اور اسکے ماسوا کو ترک کیا جاوے کہ اسمیں شک ہے اور حنفیہ کے قواعد میں سے مقدم کرنا عام کا ہے خاص پر اور
ترک کرنا حمل مطلق کا مقید پر یعنے مطلق کو مقید پر حمل نہ کیا جاوے اور اس جگہ انہوں نے اپنے قاعدہ کی مخالفت کی ہے
اور اختلاف تو صرف انہیں حدیثوں میں ہے جنمیں تقیید واقع ہوئی ہے برخلاف حدیث باب کی کہ اسمیں ابن
عباس پر اختلاف نہیں ہوا اور سفیان ثوری نے کہا کہ اگر سفر دراز ہو تو منع ہے اور اگر سفر قریب ہو منع نہیں
اور امام احمد نے عموم حدیث سے تمسک کیا ہے سو کہا کہ جب عورت خاوند یا محرم کو نہ پاوے تو اسپر حج واجب نہیں
یہی ہے مشہور قول امام احمد کا اور ایک روایت مانند قول مالکؒ کی ہے اور وہ خاص کرنا حدیث کا ہے ساتھ
غیر سفر فرض کے کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اجماع کے بغوی نے کہا کہ اتفاق ہے سب کا اسپر کہ نہیں جائز
ہے عورت کو سفر کرنا غیر فرض میں مگر ساتھ زوج یا محرم کے مگر کافر عورت کو کہ دار الحرب میں مسلمان ہو یا قیدی چھ
خلاص ہو یا وہ عورت کہ اپنے ساتھیوں سے دور پڑے سو کوئی مرد اسکو پاوے پس اس مرد کو جائز ہے کہ اسکی ہمراہ ہو
یہانتک کہ اسکو اسکے ساتھیوں میں پہنچاوے کہتے ہیں کہ جب اسکا عموم مخصوص ہے ساتھ اجماع کے تو چاہیے
کہ حج فرض بھی اس سے مخصوص ہو اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ شرط ہے ہونا خاوند یا محرم کا یا معتبر عورت کا

اور ایک قول یہ ہے کہ ایک عورت معتبر کفایت کرتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر راہ مین امن ہو تو اسکو تنہا سفر کرنا درست ہے اور یہ سب حج اور عمرہ واجب مین ہے اور کفال نے کہا کہ سب سفرون کا یہی حال ہے اور رویانی نے کہا کہ یہ خوب ہے لیکن نص کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوا کہ بغوی نے جو اختلاف کی نفی کی ہے وہ ٹھیک نہین اور اسمین اختلاف ہے کہ کیا محرم وغیرہ کا اسکے ساتھ ہونا شرط ہے واسطے واجب ہونے حج کے عورت پر یا شرط ہے قادر ہونے مین پس نہ منع کریگا وجوب کو اور برقرار رہنے کو اسکے ذمہ مین اور عبارت طبری کی یہ ہے کہ جن شرطون سے مرد پر حج واجب ہوتا ہے انکے ساتھ عورت پر بھی واجب ہوتا ہے پس جب سکو اوسکا ارادہ کرے تو نہین جائز ہے اسکو مگر ساتھ محرم کے یا خاوند کے یا عورت معتبر کے اور امن کی حالت مین معتبر عورتون کے سفر کرنے کی دلیل باب کی پہلی حدیث ہے اسواسطے کہ عمر اور عثمان اور عبد الرحمن بن عوف اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے اسپر اتفاق کیا اور اصحاب مین سے کسی نے اپنر انکار نہ کیا اور جس نے امہات المؤمنین سے اسکا انکار کیا تو وہ ایک خاص سببے انکار کیا نہ اس سببے کہ سفر محرم پر موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ امن کی حالت مین عورت کو معتبر عورتون کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ یہان دو عام معارض ہین اسواسطے کہ قول اللہ تعالی کا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنے واسطے اللہ کے لوگون پر حج ہے کعبے کا جو طاقت رکھے طرف اسکی راہ کی عام ہے بیچ حق مردون اور عورتون کے اس سے معلوم ہوا کہ جب سفر کی طاقت پائی جاوے تو حج سب پر فرض ہے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لا تسافر المراۃ الا مع محرم عام ہے سفرین پس اسمین حج بھی داخل ہو گا سو جس نے حج کو نکالا ہے اس نے اس حدیث کو اس آیت سے خاص کیا ہے اور محرم عورت کا علما کے نزدیک وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا کبھی نکاح درست نہ ہو وے بسبب بیاہ کے واسطے حرمت اسکی کے جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا پس ہمیشہ کی قید سے عورت کی بہن اور پھوپھی نکل گئی اور بیاہ سے ماں موطوءہ کی ساتھ شبہ کے اور بیٹی اسکی اور ساتھ حرمت اسکے وہ عورت جس سے لعان کیا گیا اور امام احمد رح نے ابدی حرمت سے خاص کیا ہے اس عورت کو جو اسکا باپ کتابی ہو کہ وہ اسکا محرم نہین اسواسطے کہ امن نہین اس سے کہ اسکو اپنے دین سے فتنے مین ڈالے جبکہ اسکے ساتھ اکیلا ہو اور جو کہتا ہے کہ عورت کا غلام بھی محرم ہے وہ محتاج ہے یہ کہ زیادہ کرے ضابطہ مین کوئی چیز جو اسکو داخل کرے اور جو سفر کو غلام کے ساتھ جائز رکھتا ہے اسکو لائق ہے کہ اسکو قید کرے ساتھ اسکے کہ جب دونو قافلے مین ہون اور جبکہ دونو تنہا ہون تو درست نہین اور ابن عباس رض کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند بھی محرم مین داخل ہے اور بعض علما نے کہا کہ خاوند کے بیٹے کے ساتھ سفر کرنا بھی مکروہ ہے اسواسطے کہ فساد لوگون مین غالب ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی درست نہین اور اسپر اجماع ہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ اسمین غیر محرم کے قائم مقام ہوتا ہے یا نہین مانند عورت معتبر کی صحیح یہ ہے کہ جائز ہے واسطے ضعیف ہونے

ہمت کی ساتھ اسکے اور قفال نے کہا کہ ضرور ہے ہونا محرم کا اور اسی طرح معتبر عورتون مین حج کے سفر مین ضرور ہے کہ کسی کے ساتھ محرم ہو اور تائید کرتی ہے اسکو نص شافعی کی کہ نہین جائز ہے مرد کو یہ کہ تنہا عورتون کو نماز پڑہا دے مگر یہ کہ کسی ایک کے ساتھ محرم ہو اور یہ جو فرمایا کہ اسکے ساتھ نکل تو بعض اہل علم نے اسکے ظاہر کو لیا ہے پس کہا کہ اگر عورت کے ساتھ کوئی نہ ہو تو خاوند کو اسکے ساتھ سفر کرنا واجب ہے اور یہی قول ہے احمد کا اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور مشہور یہ ہے کہ اسکو اسکے ساتھ سفر کرنا لازم نہین مانند ولی کی حج مین مریض کیطرف سے اور اگر باز رہے مگر ساتھ اجرت کے تو عورت کو لازم ہے اسواسطے کہ وہ عورت کی راہ مین داخل ہے پس ہوگا اسکے حق مین مانند خرچ کی اور اسحدیث سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ خاوند کو جائز نہین کہ اپنی عورت کو حج فرض سے منع کرے اور یہی قول ہے امام احمد کا اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور صحیح نزد انکے نزدیک یہ ہے کہ اسکو منع کرنا درست ہو اسواسطے کہ حج دیر کے ساتھ فرض ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عورت کو بغیر اذن خاوند کے حج کو جانا درست نہین سو یہ روایت محمول ہے حج نفل پر اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے کہ مرد کو جائز ہے کہ عورت کو سب سفرون سے منع کرے اور سفر واجب مین اختلاف ہو (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ ثَنَا حَبِيْبُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهٖ قَالَ لِاُمِّ سِنَانٍ الْاَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ اَبُوْ فُلَانٍ تَعْنِيْ زَوْجَهَا وَكَانَ لَنَا نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَالْاٰخَرُ يَسْقِيْ اَرْضًا لَنَا قَالَ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَعِيْ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حج سے پلٹے تو آپ نے ام سنان (ایک عورت کا نام ہے) سے فرمایا کہ کس چیز نے تجھکو حج کرنے سے منع کیا تہا اس نے کہا کہ فلانے کے باپ نے یعنے اسکا خاوند اور اسکے دو اونٹ تہے ایک پر وہ سوار ہو کر حج کو گیا تہا اور دوسرا ہماری زمین کو پانی پلاتا ہے یعنے میرے پاس سواری نہین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ رمضان مین عمرہ کرنا ثواب مین حج کے برابر ہے یا فرمایا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ اَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْجَبْنَنِيْ وَاٰنَقْنَنِيْ اَنْ لَّا تُسَافِرَ امْرَاَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ

إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى ترجمہ قزعہ رض سے روایت ہے کہ مین نے
ابو سعید رض سے سُنا اور حالانکہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے ہین اُسنے کہا کہ چار چیزین ہین کہ مین نے
انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو وہ مجھکو چار چیزین خوش لگین ایک یہ کہ نہ سفر کرے کوئی عورت راہ دو
دن کی کہ اسکے ساتھ اُسکا خاوند یا محرم نہ ہو اور دوسری یہ کہ نہین جائز ہے روزہ دو دن مین عید فطر کے دن اور
قربانی کے دن اور نہین کوئی نماز بعد دو نمازون کے ایک بعد عصر کے یہانتک کہ سورج غروب ہو اور ایک بعد
صبح کے یہانتک کہ سورج نکلے اور نہ کجاوے باندہے جاوین طرف کسی مسجد کی مگر طرف تین مسجدون کی ایک ادب والی خانے
کعبے کی مسجد اور ایک میری مسجد اور ایک ملک شام مین مسجد اقصےٰ یعنے بیت المقدس کی مسجد ف ان چارون
مسئلون کا بیان پہلے گذر چکا ہے بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ اگر کوئی خانے کعبے کیطرف پیادہ چلنے
کی نذر ماننے ف یعنے اُسکے سوای اور تعظیم والی جگہون کی طرف تو کیا اُسپر اسکا پورا کرنا واجب ہے یا نہین اور
جب واجب ہو اور اُسکو ترک کرے باوجود قدرت کے یا عجز سے تو اسکو کیا لازم آتا ہے اور اِس مسئلے مین اہل علم کو اختلاف ہے
کما سیاتی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ
أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ قَالَ مَا بَالُ هَذَا قَالُوا
نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ ترجمہ انس رض سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڈہے مرد کو دیکھا کہ اپنے دونو بیٹون کے کندہون پر ہاتھ رکھہ کر گھستا
چلا جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اسکا یعنے اسطرح کیون رنج اوٹھاتا ہے لوگون نے کہا
کہ اس نے نذر مانی ہے یہ کہ پیادہ حج کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک خدا اسکے تکلیف دینے سے
اپنی جان کو بے پرواہ ہے یعنے اس نے جو اپنی ذات کو تکلیف مین ڈالا تو خدا کو اسکی حاجت نہین معلوم ہوا کہ جو
پیادہ نہ چل سکے تو سوار ہو لیوے اگرچہ نذر مانی ہو ف آپنے اسکو نذر کے پورا کرنے کا حکم اسواسطے نہ فرمایا کہ وہ
عاجز تہا معلوم ہوا کہ اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے اور اس سے عاجز ہو تو اُسپر پیادہ چلنا
لازم نہین بلکہ سوار ہو لیوے اور اُسپر کچھ کفارہ نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامُ
بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ
أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَ
أَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَثَنَا أَبُو عَاصِمٍ
عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ

الحدیث ترجمہ عقبہ بن عامر رض سے روایت ہو کہ میری بہن نے نذر مانی یہ کہ خانے کعبے کی طرف پیادہ چلے
اور اس نے مجھکو حکم کیا یہ کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لیے مسئلہ پوچھون سو مینے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے فتوی چاہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ پیادہ چلے اور چاہیے کہ سوار ہووے یعنے پیادہ چلنا
اسپر لازم نہین ف ایک روایت مین ہے کہ وہ بہاری بدن والی تہی سو اسپر پیادہ چلنا دشوار ہوا اور ایک روایت
مین اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ تین روزے رکھے اور ایک روایت مین ہو کہ کفارہ نذر کا کفارہ قسم کا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ نذر کا وفا کرنا لازم نہین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَضَائِلُ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ منورہ کی فضیلتون کا بیان مدینے کو اول یثرب بن قانیہ نے بنایا تہا جو ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد
مین سے تہا پہلے اسمین عمالقہ رہتے تہے پہر بنی اسرائیل کی ایک جماعت وہان اُتری پہر وہان اوس و خزرج اترے جبکہ اہل سبا سیل عرم سے متفرق ہوئے (فتح)

بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ

مدینے کے حرام ہونے کے بیان مین اور جو کچھ کہ اسمین منع ہے حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ ثَنَا عَاصِمٌ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا اِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ انس رض سے روایت ہو کہ مدینہ حرام ہے فلانی جگہ سے فلانی
جگہ تک یعنے جبل عیر سے ثور تک نہ اسکا درخت کاٹا جاوے اور نہ اسمین کوئی بدعت یعنے کوئی چیز مخالف
قرآن و حدیث کی نکالی جاوے اور جو اسمین کوئی بدعت نکالے تو اسپر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتون کی اور سب
آدمیون کی یعنے وہ خدا کی رحمت سے بہت دور ہے ف علماء کو اسمین اختلاف ہے حنیفہ کے نزدیک اسکے حرام
ہونے کے معنے یہ ہین کہ اُسکی تعظیم اور تکریم کرنی یعنے منع ہے اسمین وہ چیز کرنی کہ باعث ہو اسکی حقارت کا نہ یہ
کہ وہ حرام ہے مانند مکے کی پس حنیفہ کے نزدیک نہین حرام ہین درخت کاٹنے مدینے کے اور گرد ہو اسکے کو اور شکار
کرنا اسمین اور تینون امام کے نزدیک حرام سا تہہ معنے حرم مکے ہے یعنے جو چیزین کہ حرم مکے مین کرنی حرام ہین وہ
مدینے مین بھی حرام ہین پس انکے نزدیک یہ چیزین بھی وہان حرام ہین بغیر ضمان کے یعنے انکا بدلا نہین آتا
اور حد حرم مدینہ کی درمیان عیر اور ثور کے ہو کہ یہ دو پہاڑ ہین دونو طرف مدینہ مطہرہ کے (ع ح) اور امام طحاوی کی
نے دلیل پکڑی ہے ساتہہ حدیث انس رض کے بیچ قصے ابی عمیر کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما فعل النغیر
کیا کیا نغیر (ایک جانور کا نام ہے جسکو لال کہتے ہین) سو طحاوی نے کہا کہ اگر مدینے کا شکار حرام ہوتا تو بچا
کا بند کرنا درست نہ ہوتا اور اسکا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ وہ حل کے شکار سے ہو امام احمد رح نے کہا کہ جو حل مین
شکار رکھے پہر اسکو مدینے مین لے جاوے تو اسکا چھوڑ دینا اسپر لازم نہین واسطے دلیل حدیث ابی عمیر کے اور

یہی ہے قول جمہور کا لیکن یہ جواب حنفیہ کو رد نہیں کرتا اسواسطے کہ اگر حل کا شکار تحریم حرم میں داخل کیا جاوے تو اُنکے نزدیک اسکو حکم حرم کا ہے اور احتمال ہے کہ قصہ ابو عمیر کا حرام ہونے سے پہلے ہو اور دلیل بڑی یہ ہے بعضوں نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کے لیے کھجور کے درخت کاٹے اگر مدینے کے درختوں کا کاٹنا حرام ہوتا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکو کاٹتے اور جواب دیا گیا اسکا بایں طور کہ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے کما سیاتی واضحا فی اول المغازی اور تحریم مدینے کی حدیث آپنے اسوقت فرمائی تھی جبکہ آپ خیبر سے پھرے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مدینہ کا شکار کرنا اور اسکے درخت کاٹنے اسواسطے منع ہوں کہ اسکی طرف ہجرت کی جاتی تھی تو شکار اور درختوں کا باقی رکھنا اسکی زینت کی زیادتی کا سبب ہے اور اسکی الفت کا باعث پھر جب ہجرت بند ہوئی تو یہ سبب بھی دور ہوا لیکن یہ قول طحاوی کا ٹھیک نہیں اسواسطے کہ نسخ ثابت نہیں ہوتا مگر ساتھ دلیل کے اور سعد اور زید بن ثابت اور ابو سعید وغیرہ نے اُسکے حرام ہونے کا فتوی دیا جیسے کہ روایت کی مسلم نے اور ابن قدامہ نے کہا کہ مدینے کا شکار اور اسکے درخت کاٹنے حرام ہیں اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور اکثر اہل علم کا اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حرام نہیں پھر اگر کوئی اسمیں حرام چیز کو کرے یعنے مثلاً شکار کرے تو گناہگار ہوتا ہے اور اسپر کوئی بدلا نہیں آتا اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور اکثر اہل علم کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اسمیں بدلا آتا ہے اور یہی قدیم قول ہے امام شافعی کا اور یہی قول ہے ایک جماعت کا پچھلوں سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر اور ابن نافع اور قاضی عبد الوہاب نے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکا بدلہ یہ ہے کہ اسکا اسباب چھین لیا جاوے واسطے حدیث سعد بن ابی وقاص کے جو کہ مسلم نے روایت کی ہے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جو کسی کو مدینے میں شکار کرتے پاوے تو چاہیے کہ اسکا اسباب چھین لیوے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اصحاب کے بعد کوئی اسکے ساتھ قائل نہیں مگر امام شافعی قدیم قول میں کہتا ہوں کہ اسی کو اختیار کیا ہے ایک جماعت نے ساتھ اُسکے اور بعد اُسکے واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اُسکے یعنے پس معلوم ہوا کہ امام شافعی اسمیں اکیلا نہیں بلکہ اور ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور اسکے اسباب کی کیفیت اور مصرف میں اختلاف ہے اور سعد کے فعل سے جو مسلم وغیرہ میں منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مانند اسباب مقتول کی ہے اور یہ کہ وہ چھیننے والے کا حق ہے لیکن اسمیں سے پانچواں اسکے واسطے نکالا جاوے اور بعض حنفیہ نے عجب بات کہی ہے پس دعوی کیا کہ یہ حدیث اسباب چھیننے کی بالاجماع متروک العمل ہے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اسکے اوپر منسوخ ہونے حدیثوں تحریم مدینے کے اور اجماع کا دعوی مردود ہے پس باطل ہوا جو مترتب ہے ابن عبد البر نے کہا کہ اگر سعد کی حدیث صحیح ہو تو اسباب

چہنیے کے منسوخ ہونے مین کوئی ایسی چیز نہین جو صحیح حدیثون کو ساقط کردیوے اور جائز ہے لینا گہانس کا واسطے
حدیث ابو سعید کے جو مسلم مین ہے کہ نہ چہاڑا جاوے اُسمین کوئی درخت مگر واسطے گہانس کے اور حضرت علی رض سے
بہی اسی طرح مروی ہے اور مہلب نے کہا کہ انس رض کی حدیث مین دلالت ہو اسپر کہ منع حدیث ماسبق مین وہ چیز ہے
جو درخت کو فاسد کردیوے اور جسکا قصد اصلاح کا ہو مانند اُس شخص کی کہ باغ لگاوے تو نہین منع ہے اسپر
کاٹنا اُس درخت کا کہ اُس زمین مین ہو چکا باقی رہنا باغ کو ضرر کرے اور بعض کہتے ہین کہ منع اس درخت کا
کاٹنا ہے جو خدا کی قدرت سے پیدا ہوا ہو آدمی کی دستکاری سے پیدا نہ ہوا ہو پس اسپر محمول ہوگی وہ حدیث
کہ آپ نے کہجور کے درخت کاٹ کر مسجد کے قبلے کی طرف کہڑے کیے اور اس سے نسخ مذکور لازم نہین آتا اور یہ جو
فرمایا کہ اسپر لعنت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنی گنہ گارون کو اور فسادیون کو لیکن اسمین اسپر
دلالت نہین کہ فاسق معین کو لعنت کرنی درست ہو اور مراد حدیث سے ظلم ہے اور یا عام معنے مراد ہے ظلم ہو
یا کچہ اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے مین بدعت نکالنی کبیرہ گناہ ہے (فتح) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَاَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ
یَا بَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِیْ قَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَہٗ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ فَاَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ
بِالْخِرَبِ فَسُوِّیَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَۃَ الْمَسْجِدِ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے یعنے مکے سے ہجرت کرکے اور مسجد بنانے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجار
کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجہسے مول کر قیمت لو انہون نے کہا کہ قسم ہے خدا کی ہم اسکی قیمت نہین
چاہتے مگر خدا سے یعنے ہم آپ کو بدون قیمت کے نذر کرتے ہین اور خدا سے ثواب چاہتے ہین سو آپ نے
مشرکین کے قبرون کے اوکہاڑنے کا حکم دیا سو اوکہاڑی گئین پہر حکم کیا ساتہہ برابر کرنے خرابہ زمین کے
سو برابر کی گئی اور حکم کیا ساتہہ کاٹنے کہجورون کے سو کاٹی گئین پہر انہون نے انکو مسجد کے قبلے کی طرف
قطار باندہ کر کہڑا کیا ف جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینے مین تشریف لائے تو وہان مسجد نہ
تہی جہان نماز کا وقت آتا تہا وہان نماز پڑہ لیتے تہے سو اب جس جگہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے
وہان کہجور کا باغ تہا انصار کی ملکیت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے وہ باغ مول چاہا انہون نے نذر
دیدیا وہان کافرون کی قبرین بہی تہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی ہڈیان کہدوا کر اور کہجورین کاٹکر
وہان مسجد بنائی اور یہ واقعہ مدینے کو حرام ہونے سے پہلے کا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتدا ہجرت مین
حرام ہونے سے پہلے کہجورین کاٹی تہین اب انکا کاٹنا درست نہین (فتح) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ
ثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ مَابَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی لِسَانِیْ قَالَ وَاَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَنِیْ
حَارِثَۃَ فَقَالَ اَرَاکُمْ یَا بَنِیْ حَارِثَۃَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ اَنْتُمْ فِیْہِ ترجمہ ابوہریرہؓ
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام ہوئی وہ زمین کہ مدینے کے دونو سنگستان کنارو کے
درمیان ہے یعنے مشرق اور مغرب کی طرف سے میری زبان پر یعنے مدینے کا حرم اسقدر ہے اور راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بنی حارثہ (ایک قبیلے اوس کا نام ہے) پاس آئے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ اے بنی حارثہ میں
تمکو گمان کرتا ہون کہ تم حرم مدینے سے باہر نکل گئے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گہرون کو دیکہا سو فرمایا کہ بلکہ
تم حرم ہی مین ہو ف ایک روایت مین آیا ہے کہ مدینے کے گرد بارہ میل زمین حرم ہے اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ مدینے کی ہر طرف سے ایک ایک برید تک حرم ہے اسکا درخت نہ جہاڑا جاوے اور نہ کاٹا جاوے مگر وہ چیز
کہ اسکے ساتھ اونٹ ہانکا جاوے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَیْءٌ اِلَّا کِتٰبُ اللّٰہِ وَھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃُ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مَا بَیْنَ عَائِرٍ اِلٰی کَذَا مَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا
فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَقَالَ ذِمَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ
وَاحِدَۃٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ
وَمَنْ تَوَلّٰی قَوْمًا بِغَیْرِ اِذْنِ مَوَالِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ
وَّلَا عَدْلٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ عَدْلٌ فِدَاءٌ ترجمہ علی مرتضے رض سے روایت ہے کہ نہین ہمارے پاس کوئی چیز مگر
خدا کی کتاب یعنے قرآن اور یہ کاغذ کہ مینے اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لکہا ہے اور اسکے احکام مین سے
ایک یہ حکم ہے کہ مدینہ حرم ہے وہ چیز کہ عیر سے ثور تک ہے جو اسمین بدعت نکالے یا بدعتی کو ٹہکانا دے تو اسپر
لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی نہین قبول ہوتا اُس سے فرض اور نہ نفل یا نہ توبہ اور نہ فدیہ
عہد مسلمانون کا ایک ہے سب حاصل کر سکتا ہے ساتہ انکے ادنے انکا سو جو شخص کہ مسلمان کے عہد کو توڑے
تو اسپر بہی لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب آدمیون کی نہین قبول ہوتا اُس سے فرض اور نہ نفل یعنے نہ نفل عبادت
قبول ہوتی ہے اور نہ فرض اور جو دلا گردانے واسطے کسی قوم کے بغیر اذن اپنے مالکون کے تو اسپر بہی لعنت ہے
اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی نہین قبول ہوتا اُس سے فرض اور نہ نفل امام بخاری نے کہا کہ عدل کے
معنے فدیہ کے ہین ف ابوداؤد وغیرہ مین ہے کہ بعض لوگون نے حضرت علی رض سے کہا کہ کیا خاص کیا ہے
تمکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہ کسی چیز کے کہ وہ اور لوگون کو نہین بتلائی سو علی رض نے کہا کہ نہین خاص کیا
مجہکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتہ کسی چیز خاص کے سوای لوگون کے مگر جو کہ قرآن میں ہے یا اس صحیفے

مین اور وہ ایک کاغذ کا ورق تہا وہ ہمیشہ انکی تلوار کے غلاف مین رہتا تہا اُسمین دیت وغیرہ کے چند احکام لکہے تہے
ازانجملہ بعضے حکم یہ تہے جو اس حدیث مین بیان فرمائے اور جمہور کے نزدیک صرف کے معنے فرض ہین اور عدل
کے معنے نفل اور حسن سے بالعکس مروی ہے اور بعضون نے کہا کہ صرف کے معنے توبہ کے ہین اور عدل کے معنے فدیہ ہین
اور بعضے کچھ اور معنے کرتے ہین اور عیاض نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ بطور رضامندی کے قبول نہین ہونگے اگرچہ
بطور بدلے کے قبول ہون اور بعضے کہتے ہین کہ انکے سبب گناہ معاف نہین ہوتے اور کبہی اسکے معنے فدیہ کے ہوتے
ہین یعنے قیامت کے دن وہ بدلہ نہ پاویگا کہ اُسکے عوض مین دیا جاوے بخلاف اور گناہگارون کے کہ انکے بدلے
آگ سے یہودی یا نصرانی بدلہ دیئے جاوینگے جیسے کہ مسلم مین ابو موسے سے روایت ہے اور اس حدیث مین رد ہے شیعہ
کہ کہتے ہین کہ علی رض کے پاس اور انکے اہل بیت کے پاس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہت بہید تہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو وہ اسرار پوشیدہ سکہائے تہے اور اورون کو نہ بتلائے تہے جو شامل ہین
دین کے بہت قاعدونپر اور خلافت کے حکمون پر یعنے حضرت علی رض کو خلافت کی وصیت کی تہی سو اس سے انکے سب
دعوے باطل ہوئے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جائز ہے لکہنا علم کا کہ حضرت علی رض نے وہ احکام لکہہ کر اپنے پاس رکہے ہوئے
تہے اور یہ جو فرمایا کہ ذمہ مسلمانون کا ایک ہے الخ تو اسکے معنے یہ ہین کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دیوے اور اُسسے
عہد کرے اور اپنی پناہ مین لاوے تو نہین جائز ہے کسی مسلمان کو توڑنا اسکے عہد کا اگرچہ وہ امان دینے والا ایک
ہو یا بہت اور برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت اور آزاد ہو یا غلام اسواسطے کہ سب مسلمان ایک جان کی مانند ہین و
سیاتی بحثہ فی کتاب الجزیۃ اور یہ جو فرمایا کہ جو ولا اگر دلے تو اسکے معنے یہ ہین کہ جس نے غلام آزاد کیا اس غلام پر حق
ولا کا ثابت ہوا کہ وقت نہ ہونے عصبے اس غلام کے وہ آزاد کرنے والا وارث ہوگا کہ ذوی الفروض سے جو کچہ
بچیگا وہ لیویگا پس معنے اسکے یہ ہین کہ جو نسبت کرے اپنی آزادی کو اپنے آزاد کرنیوالون کے غیر کی طرف تو وہ مستحق
لعنت کا ہوتا ہے جیسے کہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے غیر باپ کی طرف نسبت کرنے مین اس صورت مین قید بغیر
اذن کے بنابر غالب کے ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر غلام آزاد اپنے مالکون سے اس بات کا اذن چاہتا ہے تو وہ
اذن نہین دیتے اس سے یہ کوئی نہ سمجہے کہ اگر مالک اذن دیدے تو غیر کی طرف نسبت کرنا درست ہے اسلیے کہ اس
صورت مین جہوٹ لازم آتا ہے وسیاتی بحثہ فی کتاب الفرائض (رفتم) **بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ**
اَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ باب ہے فضیلت مدینے کے بیان مین اور یہ کہ وہ دور کرتا ہے شریر آدمیون کو **ف** اور شریر لوگون
کا مراد ہونا ظاہر ہے تشبیہ سے جو واقع ہے حدیث مین اور مراد نفی سے نکالدینا ہے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ**
يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ
يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ

تَنْفِی النَّاسَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ مجھکو اس بستی مین رہنے کا حکم ہوا جو سب بستیون کو کھاویگی یعنے اسلام کی فتح ہو گی سب شہر مدینہ کی
تابع ہو جاوینگے لوگ یعنے بعضے منافق اسکو یثرب کہتے ہین اور اسکا عمدہ نام مدینہ ہے بری لوگون کو مدینہ
سے نکالدیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال ڈالتی ہے ف اور بعضے کہتے ہین کہ کھانے کے معنے
یہ ہین کہ مدینے کی فضیلت سب بستیون سے زیادہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ بری لوگون کو نکالدیتا ہے تو مراد
اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے اسواسطے کہ نہین صبر کرتا تھا ہجرت پر اور مدینے مین آپ کے ساتھ
ٹھیرنے پر کوئی مگر جسکا ایمان ثابت ہوتا اور نیز یہ دجال کے وقت مین ہوگا کہ مدینہ کانپیگا اور بری لوگون کو
باہر نکالڈالے گا لیکن اس سے لازم نہین آتا کہ اسکی مکے پر فضیلت ہو (فتح) **بَاب** الْمَدِیْنَةُ طَابَةٌ
مدینہ طابہ ہے ف یعنے مدینہ کا ایک نام طابہ ہے اور طابہ کے معنے پاک اور خوش کے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ اسکی مٹی پاک ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ رہنے والون کے لیے خوش ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہانکے
رہنے والے خوش گذران ہین اور بعض اہل علم نے کہا کہ اسکی مٹی اور ہوا پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ
نام اسکا درست ہے اسواسطے کہ جو وہان ٹھیرے وہ اسکی مٹی اور دیوارون سے پاک خوشبو پاتا ہے کہ
اسکے غیر مین نہین پائی جاتی اور اسکے سوا مدینہ منورہ کے اور بھی بہت نام ہین جو دس تک پہونچتے ہین
(فتح) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَیْمَانُ ثَنِیْ عَمْرُو بْنُ یَحْیٰی عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ حَتّٰی اَشْرَفْنَا عَلَی الْمَدِیْنَةِ
فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ ترجمہ ابوحمید رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے پھرے
یہانتک کہ ہم مدینے مین پہونچے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے یعنے اسکی مٹی پاک ہے
اور اسکی ہوا موافق ہے سلیم طبیعتون کو **بَاب** لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ باب ہے بیان مین حد اور حکم حرم مدینہ
کے اسکی دونو طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ لَوْ رَاَیْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِیْنَةِ تَرْتَعُ
مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا حَرَامٌ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے
کہ وہ کہتے تھے کہ اگر مین مدینے مین ہرن کا بچہ چرتا دیکھون تو اسکو نہ جھڑکون اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ جو زمین کہ اسکی دونو طرف سنگستانی کے درمیان ہو وہ حرام ہے ف یعنے مین
اسکو شکار نہ کرون اور استدلال کیا ابوہریرہ رض نے ساتھ اس حدیث کے اسواسطے کہ مراد اُنکی مدینہ سے اسواسطے
کہ وہ دونو طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے یعنے شرقی اور غربی کے بیچ اور حاصل یہ ہے کہ اُسکے سب گھر اُسمین

داخل ہین اور ابن خزیمہ نے اتفاق نقل کیا ہے اسپر کہ مدینے کی شکار مین بدلہ نہین اور مکے کے شکار مین بدلہ ہے (فتح) **بَابُ** مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ جو مدینے سے منہ پھیرے اسکا کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِيَ الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ وَاٰخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے کہ چھوڑ جاوینگے لوگ مدینہ کو اچھی حالت پہ نہ رہین گے وہان مگر وحشی جانور یعنے چارپایے درندے اور پرندے اور پچھلے جمع ہونے والون مین دو بکریان چرانے والے ہونگے مزینہ کی قوم سے (وہ ارادہ کرینگے مدینہ کا) کہ آواز دیکر اپنی بکریان ہانک لیجاوینگے سو وے مدینہ کو وحشی جانورون سے پر پاوینگے یہانتک کہ جبکہ وے دونو ثنیۃ الوداع پہاڑی پر پہونچین گے تو دونو منہ کے بل گر پڑینگے یعنے مرجاوینگے **ف** ثنیۃ الوداع ایک پہاڑی کا نام ہے پاس مدینے کے **ف** اس حدیث مین خبر ہے آیندہ کی کہ قیامت کے قریب مدینہ اوجاڑ ہوجاویگا اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ سے نکلنا درست نہین وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ سفیانؓ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے ہتے کہ فتح ہوگا ملک یمن کا تو آوینگے ایک قوم جلدی کرتے سو اٹھا لیجاوینگے اپنے گہر والون کو اور جو انکا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا اُنکے حق مین بہتر ہے اگر انکو کچہ سمجہ ہوتی یعنے اگر وہ جانتے کہ مدینے مین رہنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین نماز پڑہنے وغیرہ کا کیا ثواب ہے تو مدینہ کو نہ چھوڑتے اور فتح ہوگا شام کا ملک تو آوینگے ایک قوم جلدی کرتے سو اوٹہا لیجاوینگے اپنے گہر والون کو اور جو انکا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینہ کا رہنا اُنکے حق مین بہتر ہے اگر انکو کچہ دانست ہوتی اور فتح ہوگا عراق کا ملک تو آوینگے لوگ جلدی کرتے سو اُٹہالے جاوینگے اپنے گہر والون کو اور جو انکی اطاعت کریگا اور حالانکہ مدینے کا رہنا اُنکے حق مین بہتر ہے اگر انکو کچہ سمجہ ہوتی یعنے اسلام

فتح ہوگی اور لوگ مدینے کا رہنا چھوڑ کے یمن اور شام اور عراق مین مع اپنے گھربار کے جا بسین گے حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی چھوڑنے اور اُسکی برکتون سے محروم رہنا انکے حق مین بہتر نہین ف اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ سے منہ پھیرنا اور اسکو چھوڑ کر اور جگہ جا رہنا بہت بُرا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن اگر کوئی کسی حاجت کو واسطے نکلے مانند تجارت اور جہاد وغیرہ کی تو یہ درست ہو اور ابن عبد البر نے کہا کہ اسحدیث مین نشانی نبوت کی نشانیون سے ہے کہ موافق آپ کی پیشین گوئی کے یہ سب ملک فتح ہوئے یمن کا ملک تو خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین فتح ہوا اور شام اور عراق حضرت ابو بکر رض کے زمانے مین فتح ہوئے اور جسطرح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا اُسکے مطابق واقع ہوا اور اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ کو ان شہرونپر فضیلت ہے اور اسپر اجماع ہے اور یہ کہ بعض جگہین بعض سے افضل ہین اور اسمین کسی کو اختلاف نہین کہ مدینہ سب شہرون سے افضل ہے اور اختلاف تو صرف اسمین ہے کہ کیا مدینہ مکے سے افضل ہے یا بر عکس (فتح) **بَابٌ اَلْاِیْمَانُ یَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ** ایمان مدینے کی طرف سمٹ جاویگا **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ ثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ كَمَا تَارِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر ایمان سمٹ جاویگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کی طرف ف یعنے جیسے کہ سانپ اپنے بل سے نکل کر طلب معاش کے واسطے ادہر اُدہر پہرتا ہے اور جب کسی چیز سے خوف کہاتا ہے تو پہر اپنے بل کی طرف پلٹ آتا ہے اسی طرح ایمان اہل مدینے مین پیدا ہوا اور ہر ایماندار کے دل مین وہ چیز ہے جو اسکو مدینے کی طرف کہینچتی ہے واسطے محبت اُسکی کے ساتہہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پس یہ زمانون کو شامل ہوگا یعنے ہر وقت ایماندارون کو وہان کے جانے کی حاجت ہو اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو لوگ آپ سے دین سیکہنے کو جاتے تہے اور اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے مین لوگ اُنکے طریقے کی پیروی کرنے کو جایا کرتے تہے پہر اُنکے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کو اور آپ کی مسجد مین نماز پڑہنے کو اور آپ کے آثار کے مشاہدہ سے تبرک حاصل کرنے کو ہمیشہ لوگ جاتے ہین اور داؤدی نے کہا کہ یہ حکم خاص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور قرون ثلثہ مین تہا اور قرطبی نے کہا کہ اسمین دلیل ہے اوپر حجت مذہب اہل مدینہ کے اور سلامت ہونے اُنکے بدعتون سے اور یہ کہ انکا عمل حجت ہو جیسے کہ روایت کی امام مالک نے اور یہ اگر تسلیم کیا جاوے تو خاص ہوگا ساتہہ زمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور خلفاء راشدین کے اور اسپر بعد ظاہر ہونے فتنون کے

اور جدا جدا ہوئے اصحاب رض کے شہرون مین خاصکر دوسری صدی کے اخیر مین اور اسی طرح لگاتار ہیں وہ سات
مشاہد کے بخلاف اسکے ہو (فتح) **باب** اثم من کاد اہل المدینۃ جو اہل مدینہ سے مکر اور حیلہ کرے
یعنے اُنسے بدی کا ارادہ کرے تو اُسکو کیا گناہ ہے **حدثنا** الحسین بن حریث انا الفضل عن جعید
عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت سعدا قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لا یکید اہل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء ترجمہ سعد رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جو مدینے والون کو مکر اور حیلہ سے رنج دیگا وہ گل جاویگا جیسے نمک پانی
مین گلجاتا ہے **ف** یعنے جو دنیا مین اُنسے بدی کا ارادہ کریگا اسکو مہلت نہ ملے گی بلکہ اُسکی سلطنت جلدی
برباد ہوجاویگی اور یا یہ معنے ہین کہ جو انکو مکر اور حیلہ سے غفلت کی حالت مین مارنا چاہے اُسکا کام تمام نہ ہوگا
بخلاف اسکے جو کھلم کھلا آوے جیسے کہ مسلم بن عقبہ نے اسکو مباح کیا (فتح) **باب** آطام المدینۃ
مدینے کے قلعون کا بیان **ف** جب اوس اور خزرج وہان اترے تو اُنسے پہلے مدینے مین قلعے تھے
اور انکے بعد بھی تھے (فتح) **حدثنا** علی بن عبد اللہ ثنا سفیان ثنا ابن شہاب اخبرنی عروۃ
قال سمعت اسامۃ قال اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اطم من آطام المدینۃ
فقال ہل ترون ما اری انی لاری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر تابعہ معمر
و سلیمان بن کثیر عن الزہری ترجمہ اسامہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے کے
قلعون سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو مین دیکھتا ہون لوگون نے کہا کہ نہین
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون تمہارے گھرون کے اندر فتنے فساد کے مقامات کو
جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہین **ف** یعنے مدینے مین بہت فتنے فساد پیدا ہونگے اور یہ حدیث
نبوت کی نشانیون سے ہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آیندہ کی خبر دی اور مطابق
اسکے واقع ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے مین بڑے بڑے فتنے فساد ہوے جیسے حضرت
عثمان رض کی شہادت اور یزید کی لڑائی اور یہ آپ کا دیکھنا یا تو بمعنے علم کے ہے یا آنکھ سے دیکھنا مراد
ہے کہ فتنون کی صورت آپکے سامنے کی گئی جیسے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت آپکے سامنے لائی گئی
(فتح) **باب** لا یدخل الدجال المدینۃ دجال مدینے مین داخل نہ ہوگا **حدثنا** عبد العزیز
ابن عبد اللہ ثنی ابراہیم بن سعد عن ابیہ عن جدہ عن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال لہا یومئذ سبعۃ ابواب علی کل
باب ملکان ترجمہ ابو بکرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح دجال کا خوف

مدینے میں نہ آویگا اُس دن مدینے کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہونگے یعنے تمام عالم میں دجال کا ڈر ہوگا سوای مدینے کو **ف** یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہی مدینہ کو فضیلت ہوئی **حدثنا** اسمٰعیل حدثنی مالک عن نعیم بن عبد اللہ المجمر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انقاب المدینۃ ملائکۃ لا یدخلہا الطاعون ولا الدجال **ترجمہ** ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے کے دروازہ پر فرشتے ہونگے نہ داخل ہوگی اسمین وبا اور نہ داخل ہوگا اسمین دجال **حدثنا** یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب اخبرنی عبید اللہ ابن عبد اللہ بن عتبۃ ان ابا سعید الخدری قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا طویلا عن الدجال فکان فیما حدثنا بہ ان قال یاتی الدجال وھو محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ ینزل بعض السباخ التی بالمدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل ھو خیر الناس او من خیر الناس فیقول اشہد انک الدجال الذی حدثنا عنک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثہ فیقول الدجال ارایت ان قتلت ھذا ثم احییتہ ھل تشکون فی الامر فیقولون لا فیقتلہ ثم یحییہ فیقول حین یحییہ واللہ ما کنت قط اشد بصیرۃ منی الیوم فیقول الدجال اقتلہ فلا یسلط علیہ **ترجمہ** ابو سعید رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے ایک حدیث دراز دجال کے حال سے بیان کی اور جو حدیث کہ آپنے ہمسے بیان کی اُس میں یہ بات بھی تھی کہ فرمایا دجال آویگا اس حال مین کہ حرام ہے اُسپر یہ کہ مدینے کے کسی دروازے مین داخل ہووے اتریگا شورہ زمین مین جو مدینے کے گرد ہے سو اُس دن اُسکی طرف ایک مرد نکلے گا کہ وہ سب لوگون سے بہتر ہوگا سو وہ دجال سے کہیگا کہ مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ بیشک تو وہی دجال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو تجہ سے حدیث بیان کی سو دجال کہیگا کہ بھلا بتلاو تو کہ اگر مین اسکو مار ڈالون پہر اسکو زندہ کر دون تو کیا تم میری خدائی مین شک کروگے سو لوگ کہیں گے کہ نہ سو دجال اسکو مار ڈالے گا پہر اسکو زندہ کر دیگا سو جب اسکو زندہ کریگا تو وہ مرد کہے گا کہ قسم ہے خدا کی کہ نہیں ہوا مین کبھی سخت تر از روے بینائی کے آپ سے کہ مین آج کے دن ہون سو دجال کہیگا کہ مین اسکو مار ڈالون سو وہ اُسپر غالب ہوگا یعنے اسکے مار ڈالنے پر قادر نہ ہوگا قدرت الٰہی سے **حدثنا** ابراھیم بن المنذر ثنا الولید ثنا ابو عمرو ثنا اسحاق حدثنی انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس من بلد الا سیطؤہ الدجال الا مکۃ والمدینۃ لیس من نقابہا نقب الا علیہ الملائکۃ صافین یحرسونہا ثم ترجف المدینۃ باھلہا ثلث رجفات فیخرج اللہ کل کافر ومنافق **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شہر نہین کہ جسکو دجال نہ روندیگا یعنے سب جگہ اسکا عمل دخل ہوجاوے سوای مکے اور مدینہ کے مدینے کے دروازون سے کوئی دروازہ ایسا نہ ہوگا جسپر فرشتے قطار باندہے چوکیداری نہ کرتے ہونگے پہر کانپے گا مدینہ اپنے سب لوگون کے ساتہہ تین بار تو نکل جاوینگے دجال کی طرف سب کافر اور منافق **ف** ان سب حدیثون سے معلوم ہوا کہ نہ تو دجال خود مدینہ مین داخل ہوگا اور نہ اسکا خوف داخل ہوگا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **بَابُ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي الْخُبْثَ** مدینہ میل اور بدی والے کو نکالدیتا ہے **ف** یعنے ساتہہ نکالدینے اسکے یا ظاہر کرنے اسکے کے **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْاِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ اَقِلْنِيْ فَاَبٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيْبُهَا **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُسنے آپ سے بیعت کی یعنے اور چلا گیا پہر اگلے دن آیا اسحال مین کہ اسکو تپ تہی سو اُسنے کہا کہ مجہ سے بیعت توڑدو پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ مانا اسی طرح اُسنے تین بار کہا سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ مانند بہٹی لوہار کی ہے کہ اپنی میل کو دور کردیتی ہے اور پاک کو خالص کرتی ہے **ف** ظاہر یہ ہے کہ اُسنے اسلام سے بیعت توڑنی چاہی اور اسکے ساتہہ جزم کیا ہے عیاض نے اور بعضون نے کہا کہ ہجرت سے بیعت توڑنی چاہی تہی نہین تو اسکو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کردیتے **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ **ترجمہ** زید بن ثابت سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کی طرف نکلے تو آپکے اصحاب مین سے کچہ لوگ پہر آئے یعنے اور عبداللہ بن ابی اور اسکے تابعدار تہے سو ایک گروہ نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکو مار ڈالین گے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہ مارینگے سو یہ آیت اُتری کہ کیا ہے تمکو کہ تم منافقین کے معاملے مین دو گروہ ہوگئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ نکالدیتا ہے بد آدمیون کو جیسے آگ لوہے کی میل کو دور کردیتی ہے **بَابٌ** یہ باب اکثر نسخون مین بغیر ترجمے کے ہے اور بعض نسخون مین بالکل باب بہی نہین اور اگر بالفرض ثابت بہی ہو تو ضرور ہے کہ اسکو پہلے باب سے کچہ تعلق ہو اسلیے کہ وہ بجاے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس باب مین دو حدیثین ہین اور انکے تعلق کی وجہ پہلے باب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا مدینہ کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور آپ کا مدینے سے محبت رکھنا مستلزم ہے اور مناسب ہے نفی خبث
اور میل کے نکال دینے کو (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ ثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ یُوْنُسَ
عَنِ ابْنِ شِھَابِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ
ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ تَابَعَہٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ یُوْنُسَ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی مدینے مین برکت کر اُس سے دونے جو تو نے مکے مین برکت کی ہے ف
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے واسطے دعا کی تھی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے
واسطے اور برکت سے مراد دنیا کی برکت ہے یعنے کشائش رزق کی ساتھ قرینہ دوسری حدیث کو کہ آپ نے اسمین فرمایا
کہ الٰہی برکت دے ہمکو ہماری صاع مین اور احتمال ہے کہ اس سے عام معنے مراد ہون یعنے برکت دنیا اور دین کی
لیکن خاص کی گئی ہے اس سے وہ چیز جو دلیل سے نکل گئی مانند نماز پڑھنے کی مکے مین کہ مدینے کی نماز سے
اُسکا دونا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ مدینہ کو مکے پر فضیلت ہے اور وہ ظاہر ہے
اس جہت سے لیکن اگر مفضول ایک چیز مین افضل ہو تو اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکے لیے مطلق فضیلت
ثابت ہو پس اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مدینہ ہر چیز مین مکے سے افضل ہو اور اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا
ہے کہ شام اور یمن مکے سے افضل ہو اسواسطے کہ آپنے دوسری حدیث مین فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہمکو ہمارے
شام مین اور آپنے یہ تین بار فرمایا تو جواب اسکا یہ ہے کہ تاکید نہین مستلزم ہے تکثیر کو کہ جسکے ساتھ حدیث
باب مین تصریح کی گئی ہے یعنے تاکید سے یہ لازم نہین آتا کہ اُسکو بھی دونی برکت ہو اور ابن حزم نے کہا
کہ باب کی حدیث مین اُنکے لیے حجت نہین اسواسطے کہ اُسمین برکت کا بہت ہونا نہین مستلزم ہے فضیلت
کو امور آخرت مین اور عیاض نے اسکو رد کر دیا ہے بایںطور کہ برکت عام ہے اس سے کہ دین کے کامون
مین ہو یا دنیا کے اسواسطے کہ وہ ساتھ معنے بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہے پس اسپر دین کے کامون مین
پس واسطے اُس چیز کے ہے جو متعلق ہے ساتھ اسکے حق اللہ کے زکوۃ اور کفارون سے خاص کر بیچ واقع ہونے
برکت کی صاع اور مد مین اور نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ برکت حاصل ہوئی ہے نفس اس چیز مین کہ پائی جاوے
ساتھ اسطرح کے کفایت کرتی ہے مدینے مین ایک مد اسکو جسکو وہ مد غیر مدینے مین کفایت نہین کرتی
اور یہ امر محسوس ہے نزدیک رہنے والون اسکے کے اور قرطبی نے کہا کہ جب اُسمین ایک وقت برکت
پائی جاوے تو حاصل ہوتی ہے اس سے قبولیت دعا کی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ہمیشہ ہر وقت
مین ہر شخص کے لیے ہو یعنے یہ برکت کی دعا ہمیشہ کے لیے نہین بلکہ خاص وقت اور خاص لوگون کے
لیے ہے (فتح) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آتے تھے اور مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کی سوائے کسی اور چار پائے پر ہوتے تھے تو اسکو ہلاتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے بہت محبت تھی پس امت کو بھی لازم ہے کہ مدینہ سے بہت محبت رکھیں **باب** كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے خالی چھوڑنے کو برا جانا **ف** امام بخاری رح نے اسمین انس کی حدیث ذکر کی ہے اور اسکا بیان باب احتساب الآثار مین پہلے گذر چکا ہے **تنبیہ** امام بخاری رح نے دو علتوں کے ساتھ باب باندھا نماز کے بیان مین تو احتساب الآثار سے باب باندھا واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنے مکانوں کو اپنے اوپر لازم جانو کہ تمکو ہر ہر قدم کے بدلے ثواب ملے گا اور اسجگہ یہ باب باندھا جو تو دیکھتا ہے واسطے قول راوی کے کہ مکروہ جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ انکا چھوڑا جاوے مدینہ اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقتصار کیا بیچ خطاب انکے کے اوپر اس علت کے کہ انکے ساتھ متعلق ہے کہ وہ زیادہ تر بلانی والی ہے انکو طرف موافقت کی (فتح) حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ وَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوا ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ بنو سلمہ (ایک قبیلہ عرب کا نام ہے) نے ارادہ کیا یہ کہ اپنے گھر چھوڑ کر مسجد نبوی کے پاس آبسین سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے برا جانا اسکو کہ مدینہ ننگا ہووے یعنے اسکی چاروں طرف خالی ہو جاوین اور اسکے گرد کوئی نہ رہے سو فرمایا کہ اے بنی سلمہ کی اولاد کیا تم اپنے قدموں کا ثواب حساب نہین کرتے ہو یعنے جتنی دور سے آؤگے ہر ہر قدم کے بدلے ثواب لکھا جاویگا سو اپنے گھروں مین ٹھیرے رہو **باب ف** سب نسخوں مین یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور اسمین دو حدیثین ہین اور ایک اثر ہے اور ہر ایک کو پہلے باب سے تعلق ہے سو ابو ہریرہ رض کی حدیث مین ترغیب ہے مدینے کے رہنے پر اور عائشہ رض کی حدیث مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے واسطے دعا کی اور اسمین بھی ترغیب ہے کہ مدینے مین رہنا بہت اچھا ہے اور حضرت عمر رض نے دعا کی کہ میری موت اسمین ہو اور یہ سب مناسب ہے واسطے مکروہ جاننے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسکو کہ مدینہ اپنے گرد سے خالی کیا جاوے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي

وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کی باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا ف یعنے یہ مکان بہشت کی باغ کی طرح ہے نزول رحمت اور حصول سعادت میں ساتھ اسچیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ملازمت حلق ذکر سے خاصکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور یا معنے ہیں کہ وہان کی عبادت نہایت مقبول ہے اسکے سبب بہشت ملے گی اور یا اپنے ظاہر پر ہے یعنے قیامت کو وہ مکان بعینہ بہشت کی طرف اوٹھایا جاویگا تو اسقدر مکان حقیقۃً بہشت ہی اور یہ جو فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض پر ہوگا تو اسکے یہ معنے ہیں کہ قیامت کے دن میرا منبر اوٹھایا جاویگا اور حوض کوثر پر رکہا جاویگا اور اکثر کے نزدیک مراد اس سے بعینہ منبر ہے جسپر آپنے بیٹھکر یہ حدیث فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد وہ منبر ہے کہ قیامت کے دن آپکے لیے رکہا جاویگا اور پہلی بات زیادہ ظاہر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو اسکے نزدیک نیک عمل کریگا اسکو وہ منبر حوض پر پہونچاویگا اور کہتے ہیں کہ آپکی قبر اور منبر کے درمیان ترپن یا چون یا پچاس ہاتھ کا فرق ہے (فتح) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وُعِکَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّبِلَالٌ فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اِذَا اَخَذَتْہُ الْحُمّٰی یَقُوْلُ کُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِیْ اَھْلِہٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ وَکَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْہُ الْحُمّٰی یَرْفَعُ عَقِیْرَتَہٗ یَقُوْلُ اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَۃً بِوَادٍ وَّحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَّجَلِیْلٌ وَھَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِیَاہَ مَجَنَّۃٍ وَّھَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَۃٌ وَّطَفِیْلٌ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ شَیْبَۃَ بْنَ رَبِیْعَۃَ وَعُتْبَۃَ بْنَ رَبِیْعَۃَ وَاُمَیَّۃَ بْنَ خَلَفٍ کَمَا اَخْرَجُوْنَا مِنْ اَرْضِنَا اِلٰی اَرْضِ الْوَبَاءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَصَحِّحْھَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا اِلَی الْجُحْفَۃِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ وَھِیَ اَوْبَاُ اَرْضِ اللّٰہِ قَالَتْ فَکَانَ بُطْحَانُ یَجْرِیْ نَجْلًا یَعْنِیْ مَاءً اٰجِنًا ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو ابوبکرہ اور بلال رض کو تپ ہوئی اور جب ابوبکر رضہ کو حرارت تپ پکڑتی تہی تو یہ شعر کہتے تہے کہ ہر مرد صبح کیا گیا ہے اپنے گہر والوں میں اور موت نزدیک تر ہے اسکے جوتی کے تسمے سے اور جب بلال رضہ سے تپ اترتی تہی تو بلند آواز سے روتے تہے اور یہ شعر پڑہتے تہے یعنے مکہ کی یاد سے۔ خبردار ہو کاش کہ میں جانتا کہ میں نالے میں رات گذاروں اسحال میں کہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہیں دو گہانس کے کہ خاص مکے کی زمین میں ہوتے ہیں۔ اور کیا میں البتہ وارد ہوں میں مجنہ (ایک جگہ کا نام ہی مکے سے

کے پانی پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شام اور طفیل کہ نام ہے دو پہاڑون کا مکے مین) الٰہی لعنت کر شیبہ بن ربیعہ کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسے اُنہون نے ہمکو ہماری زمین سے وبا کی زمین کی طرف نکالا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسے ہمکو مکے کی محبت ہے یا اُس سے بہی زیادہ الٰہی برکت دے ہمکو ہمارے صاع مین اور مدمین اور چنگا کر دے مدینے کو یعنے مدینے کی آب و ہوا کو درست کر دے اور اُسکے تپ کو جحفہ کی طرف لیجا کہ وہان یہود رہتے ہین اور عائشہ رض نے کہا کہ ہم مدینے مین آئے اور وہ سب خدا کی زمین سے زیادہ تر بیماری والی زمین ہتی اور عائشہ رض نے کہا کہ بطحان ایک نہر ہتی یعنے مدینہ کے میدان مین اُسمین ہتوڑا سا پانی جاری تہا...... یعنے اُسکا رنگ اور مزہ بگڑا ہوا تہا یعنے اہل مدینہ کی بیماری کا سبب یہ تہا کہ اُس نہر سے پانی پیتے تھے اور بیمار ہو جاتے تہے **ف** جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو آپ کی دعا سے وہان کی بیماری جحفہ کی طرف جاتی رہی اور مدینہ کی آب و ہوا درست ہو گئی

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهٗ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَفْصَةَ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ رَوْحٌ عَنْ اُمِّهٖ **ترجمہ** عمر رض سے روایت ہے کہ اُنہون نے دعا کی کہ الٰہی روزی کر مجہکو شہادت اپنے راہ مین اور کر میری موت کو اپنے رسول کے شہر مین یعنے مدینہ منورہ مین مرون بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الصَّوْمِ

کتاب ہے روزے کے بیان مین **ف** صوم کے معنے لغت مین بند رہنا ہے اور شرع مین صوم چہوڑ دینا ہے کہانے کو اور پینے کو اور نکاح کو اور کلام کو اور راغب نے کہا کہ صوم اصل مین بند رہنا ہے فعل سے اور شرع مین بند رہنا مکلف کا ہے ساتھ نیت کے کہانے سے اور پینے سے اور منی نکالنے سے اور قے کرنے سے فجر سے مغرب تک (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ باب ہے روزہ رمضان کے فرض ہونے کی بیان مین اور بیچ بیان اس آیت کی کہ اے ایمان والو لازم ہوا تمپر روزہ جیسے لازم ہوا تہا تم سے پہلون پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ **ف** اسمین اشارہ ہے طرف مبدء فرض ہونے روزے کی کہ کب سے فرض ہوا اور گویا کہ اس باب مین امام بخاری کے نزدیک کوئی چیز اُسکی موافق شرط کے ثابت نہین پس مراد کی وہ چیز کہ اشارہ کری طرف مبدء کی (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ

اللہ اخبرنی ماذا فرض اللہ علی من الصلوٰۃ فقال الصلوات الخمس الا ان تطوع شیئا فقال
اخبرنی ماذا فرض اللہ علی من الصیام فقال شہر رمضان الا ان تطوع شیئا فقال اخبرنی
ماذا فرض اللہ علی من الزکوٰۃ قال فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرائع الاسلام
فقال والذی اکرمک بالحق لا اتطوع شیئا ولا انقص مما فرض اللہ علی شیئا فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم افلح ان صدق او دخل الجنۃ ان صدق ترجمہ طلحہ رض سے روایت ہے کہ ایک
گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اس حال میں کہ اسکے سر کے بال پراگندہ تھے سو اُس نے کہا کہ یا حضرت خبر دیجیے
مجھکو کہ خدا نے مجھپر نماز سے کیا چیز فرض کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ زیادہ کرے تو
کوئی چیز نفل سے پھر اُسنے کہا کہ خبر دے مجھکو کہ کیا چیز فرض کی ہے مجھپر اللہ نے روزہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ زیادہ کرے تو کوئی چیز نفل روزے سے پھر اُس نے کہا کہ خبر دے مجھکو کیا چیز فرض
کی ہے مجھپر اللہ نے زکوٰۃ سے راوی نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو احکام اسلام کی خبر دی یعنے
نصاب زکوٰۃ کی یا باقی احکام اسلام کی مانند حج وغیرہ کی سو اس نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچ
کے ساتھ بزرگ کیا کہ جو چیز کہ خدا نے مجھپر فرض کی ہے نہ اُس سے کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا یعنے اپنی طرف
سے فرض جانکر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نجات پائی اُس نے اگر یہ سچا ہے یا فرمایا کہ بہشت میں داخل
ہوا اگر یہ سچا ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں فرض ہے مگر روزہ رمضان کا (فتح) حدثنا مسدد
ثنا اسمعیل عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال صام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء
وامر بصیامہ فلما فرض رمضان ترک وکان عبد اللہ لا یصومہ الا ان یوافق صومہ ترجمہ
ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے یعنے محرم کی دسویں کے دن کا روزہ رکھا اور
اُسکے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ چھوڑا گیا اور عبد اللہ بن عمر
عاشورہ کا روزہ نہ رکھتے تھے مگر یہ کہ موافق پڑتا روزہ اُنکے کو ہفتے کے دنوں میں رکھتے تھے حدثنا قتیبۃ
ابن سعید ثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب ان عراک بن مالک حدثہ ان عروۃ اخبرہ عن
عن عائشۃ ان قریشا کانت تصوم یوم عاشوراء فی الجاہلیۃ ثم امر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بصیامہ حتی فرض رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شاء
فلیصمہ ومن شاء افطر ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت کے زمانے میں عاشورے کا
روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسکے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا یہانتک کہ رمضان کا روزہ
فرض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے اُسکا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے ف ان دونو

حدیثون مین عاشورے کے روزے کا حکم ہے اور گویا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اسکی کہ امر ان حدیثون مین استحباب پر محمول ہے یعنے عاشورے کے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے فرض نہین اسواسطے کہ فرض صرف رمضان کا روزہ ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر آیت سے کہ فرمایا کہ روزہ تمپر لازم ہوا پھر اسکو بیان فرمایا پس کہا کہ مہینہ رمضان کا اور اسمین سلف کو اختلاف ہے کہ کیا رمضان سے پہلے بھی کوئی روزہ لوگون پر فرض تھا یا نہین جمہور کہتے ہین کہ رمضان سے پہلے کوئی روزہ کبھی فرض نہین ہوا اور یہی مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور حنفیہ کہتے ہین کہ سب سے پہلے عاشورے کا روزہ فرض ہوا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ منسوخ ہوا اور شافعیہ کی دلیلون سے حدیث معاذ کی ہے مرفوعًا روایت ہے کہ خدا نے تمپر عاشورے کا روزہ فرض نہین کیا اور سبق گیا فی آخر الصیام اور حنفیہ کی دلیل ظاہر حدیث ابن عمر اور عائشہ رض کی ہے جو اس باب مین مذکور ہے ساتھ لفظ امر کے اور ایک دلیل انکی ربیع کی حدیث ہے جو مسلم مین ہے کہ جو صبح کرے روزے کی حالت مین تو چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے سو ہمیشہ ہم اسکا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکون کو روزہ رکھلاتے تھے اور حالانکہ وہ چھوٹے تھے اور ایک دلیل انکی یہ حدیث سلمہ کی ہے کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور بنائی ہے انہون نے اس خلاف پر یہ بات کہ کیا فرض روزے مین رات سے نیت کرنی شرط ہے یا نہین اور سبق گیا البحث فیہ **باب** فضل الصوم باب ہے روزے کی فضیلت کے بیان مین یعنے روزہ رکھنے کا کیا ثواب ہے **حدثنا** عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام جنۃ فلا یرفث ولا یجہل فان امرؤ قاتلہ او شاتمہ فلیقل انی صائم مرتین والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک یترک طعامہ وشرابہ وشہوتہ من اجلی الصیام لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالہا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے یعنے آگ سے پناہ ہے اور جب کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے کہ نہ فحش بات کرے اور نہ جماع کرے اور نہ نادانون کا کام کرے اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑنا چاہے یا اسکو گالی دے تو چاہیے کہ کہے کہ مین روزہ دار ہون دو بار کہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو مین میری جان ہے کہ البتہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک زیادہ تر خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے چھوڑتا ہے روزہ دار اپنا کھانا اور پینا اور اپنی شہوت جماع کو میرے لیے یعنے بسبب حکم میرے کے روزہ میرے ہی لیے ہے اور مین ہی اسکی جزا دونگا اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکیون کے برابر ہے **ف** اور بعضون نے کہا کہ وہ ڈھال ہے گناہ سے یا آگ سے یا ان سب چیزون سے اور اخیر کے ساتھ جزم کیا ہے نووی نے اور ابن عربی نے کہا کہ روزہ آگ سے ڈھال اسواسطے ہے کہ وہ بند رہنا ہے شہوتون اور خواہشون سے اور آگ گھیری گئی ہے ساتھ خواہشون کے پس حاصل یہ ہے کہ جب وہ دنیا مین لپیٹے

نفس کو شہوتون سے باز رکہے تو آخرت مین بچ سکے یعنے آگ سے ڈہال ہوگی اور ایک روایت مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ جب تک کہ نہ پہاڑے اُسکو غیبت سے تو اسمین اشارہ ہے کہ غیبت روزے کو ضرر دیتی ہے اور یہی محکی ہے عائشہ رضؓ سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی کہ غیبت روزے کو توڑ ڈالتی ہے اور اس دن کی قضا کو اُسپر واجب کرتی ہے اور ابن حزم نے بڑی زیادتی کی کہ کہا کہ ہر گناہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جو جان بوجہہ کر کرے اسحال مین کہ اسکو روزہ یاد ہو برابر ہے کہ فعل ہو یا قول واسطے عموم اسحدیث کے کہ نہ فحش بکے اور نہ نادانون کا کام کرے اور واسطے اسحدیث کے جو آگے آتی ہے کہ جو جہوٹی بات کو نہ چہوڑے تو اللہ کو اُسکے روزے کی کچہ حاجت نہین یہ کہ اپنا کہانا پینا چہوڑے اور جمہور نے اگرچہ نہی کو تحریم پر حمل کیا ہے لیکن خاص کیا ہے اُنہون نے روزے کے ٹوٹنے کو ساتھ کہانے اور پینے اور جماع کے اور ابن عبد البر نے کہا کہ روزے کو سب عبادتون پر ترجیح ہے اور مشہور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کو سب عبادتون پر ترجیح ہے اور نادانون کا کام یہ ہے کہ چیخ مارے اور بیوقوفی کا کام کرے اور اس سے یہ مراد نہین کہ اگر روزہ نہو تو یہ کام درست ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ روزے مین اسکے منع کی زیادہ تر تاکید ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہے کہ مین روزہ دار ہون تو بعضے کہتے ہین کہ یہ بات زبان سے کہے اور بعضے کہتے ہیں کہ دل سے کہے نووی نے پہلی بات کو ترجیح دی ہے اور متولی وغیرہ نے دوسری بات کو اور نووی نے شرح مہذب مین کہا کہ دونوطرح سے بہتر ہے لیکن زبان سے کہنا زیادہ تر قوی ہے اور اگر زبان اور دل دونو سے کہے تو بہت خوب ہے اور زرکشی نے نقل کی ہے کہ ایک بار دل سے کہے اور ایک بار زبان سے کہے پس جب روزہ دار یہ بات کہے تو ممکن ہے کہ لڑنے والا اُس سے باز رہے اور اگر باز نہ آوے تو اسکو ہلکی چیز سے دفع کرے و علے ہذا القیاس اور یہ جو کہا کہ وہ خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پاک ہے تو اسکے معنے مین اختلاف ہے باوجودیکہ خدا تعالے خوشبو کے سونگہنے سے پاک ہے اسواسطے کہ یہ مخلوق کے صفات مین سے ہے اور باوجودیکہ وہ جانتا ہے ہر شئے کو جسطرح کہ وہ ہے سو بعض کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ وہ قریب ہوتی ہے طرف خدا کی زیادہ تر قریب کرنے مشک سے نزدیک تمہارے یعنے لوگون کی عادت ہے کہ مشک کو بہت سونگہتے اور اپنے نزدیک بہت کرتے ہین سو فرمایا کہ جسقدر تم مشک کو اپنے نزدیک کرتے ہو روزہ اُس سے بہی زیادہ تر خدا کے نزدیک قریب کرتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ فرشتون کے حق مین ہے یعنے وہ روزہ دار کے مُنہ کی بو کو سونگہتے ہین اکثر سونگہنے تمہارے سے مشک کی خوشبو کو اور بعضے کہتے ہین کہ خدا اسکو آخرت مین ثواب دیویگا پس ہوگی بو اسکی پاک تر خوشبو مشک سے اور بعضے کہتے ہین کہ قیامت کے دن اسکو ثواب ملے گا کہ وہ افضل ہوگا خوشبو مشک سے اور بعضے کہتے ہین کہ اُس بو مین زیادہ ثواب ہے اس مشک سے جو دکہائی جاتی ہے ذکر کی مجلسون مین بعد نووی نے اس اخیر معنے کو ترجیح دی ہے اور حاصل معنے خوشبو کے قبول اور رضا کے ہین اور بعضے

کہتے ہین کہ یہ خوشبو آخرت مین ہوگی مانند خون شہید کی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ دنیا مین ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ مراد اس سے یہ ہو کہ خدا اسکے روزہ کو قبول کرتا ہے اور اسپر راضی ہوتا ہے اور اسکی تعریف کرتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ صرف میرے ہی لیے ہے تو اسکے معنے مین اختلاف ہے اسواسطے کہ سب عمل خدا ہی کے لیے ہین اول یہ کہ روزہ مین ریا نہین واقع ہوتا اسواسطے کہ وہ دل کا فعل ہے کوئی اسپر واقف نہین ہوتا سوای خدا کے بخلاف اور عملون کے کہ انکو ہر آدمی معلوم کر لیتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ زبان سے ذکر کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ مین ہی اسکے ثواب کی مقدار کو جانتا ہون بخلاف اور عبادتون کے کہ انکے ثواب کی مقدار کبھی بعض آدمیون کو بھی معلوم ہو جاتی ہے جیسے معلوم ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو نیکی تک کے ثواب کی برابر ہوتا ہے یعنے بخلاف روزہ کے کہ اسکے ثواب کی مقدار کو سوای خدا کے کوئی نہین جانتا کہ کسقدر ہے لاکھہ درجہ زیادہ ہے یا کروڑ مثلاً۔ اور سوم یہ کہ وہ مجہ کو سب عبادتون سے زیادہ تر پیارا ہے چہارم یہ کہ یہ اضافت تعظیم کے لیے ہے پنجم یہ کہ کہانے پینے خواہشون وغیرہ سے بے پرواہ ہونا خدا کی صفات سے ہے سو جب روزہ دار نے خدا کے نزدیک وہ چیز حاصل کی جو اسکے صفات کے موافق ہے تو اسکو اپنی طرف نسبت کیا گویا کہ اسکا بدلہ مین ہون ششم یہ کہ یہ نسبت فرشتون کی صفات کی ہے کہ یہ انکی صفات مین سے ہے ہفتم یہ کہ یہ خاص اللہ ہی کے لیے ہے اسمین بندہ کا حصہ نہین ہشتم یہ کہ روزہ کے ساتھہ غیر اللہ کی عبادت نہین کیجاتی بخلاف نماز اور خیرات وغیرہ کے کہ اسکے ساتھہ کبھی غیر کی عبادت بھی کیجاتی ہے نہم یہ کہ سب عبادتون سے بندہ کے مظالم پوری کیے جاوینگے مگر روزہ سے نہین دہم یہ کہ روزہ ظاہر نہین ہوتا کہ اسکو فرشتے لکھین جیسے اور عملون کو لکھتے ہین اور اتفاق ہے سب کا اسپر کہ مراد روزہ سے یہان وہ روزہ ہے کہ گناہون سے محفوظ اور پاک ہو از روی قول اور فعل کے اور خالص خدا کے واسطے ہو اور روزہ چار قسم ہے ایک عوام کا روزہ ہے اور وہ باز رہنا ہے کہانے سے اور پینے سے اور جماع سے اور ایک روزہ خواص عوام کا ہے اور وہ یہی ہے ساتھہ پرہیز کرنے کے حرام چیزون سے قول ہو یا فعل اور ایک روزہ خواص کا ہے اور وہ باز رہنا ہے غیر ذکر اللہ اور عبادت اسکی سے اور ایک خاص الخاص لوگون کا روزہ ہے اور وہ روکنا ہے غیر اللہ سے سو انکا روزہ قیامت تک نہین کہلیگا اور یہ مقام بلند ہے (فتح) **بَابُ الصَّوْمِ كَفَّارَةٌ** روزہ گناہون کا اوتار ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا جَامِعٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَنْ يَحْفَظُ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ قَالَ إِنَّ دُونَ ذَلِكَ

بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يُغْلَقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قُلْنَا لِمَسْرُوقٍ سَلْهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ

ترجمہ حذیفہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنے کے باب مین سو حذیفہ رضہ نے کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی فرماتے تھے کہ قصور مرد کا اُسکی گھروالون کے حق مین اور اُسکے مال اور جان اور لڑکے اور ہمسائی کے حق مین ان سب کو تو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور بری کام سے منع کرنا دور کرڈالتا ہے یعنے اگر آدمی سے جان مال اور لڑکے ہمسائے کے حق مین کچھ قصور یا بے انصافی ہوجاوے گی تو ان عبادتون سے معاف ہوجاویگی حضرت عمر رضہ نے کہا کہ مین اس سے نہین پوچھتا بلکہ مین اُس فتنے کا حال پوچھتا ہون جو دریا کی طرح موج مارتا ہے حذیفہ رضہ نے کہا کہ مقرر اُس سے اور آپکے دروازہ ہی بند کیا ہوا عمر رضہ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ کہلی ویگا یا ٹوٹ جاویگا کہا کہ ٹوٹ جاویگا عمر رضہ نے کہا کہ یہ ٹوٹنا لائق تر ہے ساتھ اسکے کہ قیامت تک بند نہ ہو وہی شقیق کہتا ہے کہ ہمنے مسروق سے کہا کہ حذیفہ رضہ سے پوچھ کہ کیا عمر رضہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے سو اُنہنے اُس سے پوچھا حذیفہ رضہ نے کہا کہ ہان وہ جانتے تھے جیسے جانتے تھے کہ رات کل سے نزدیک ہے **ف** یہ حدیث نماز کے باب مین پہلے بھی گذر چکی ہے مراد دروازے سے خود حضرت عمر رضہ ہین اور موج مارنے والے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہے حضرت عثمان رضہ کا فتنہ فساد ہے جسمین وہ شہید ہوے کہ اُسکا اثر قیامت تک باقی رہیگا (تیسیر)

بَابٌ اَلرَّيَّانُ لِلصَّائِمِيْنَ بہشت کا دروازہ کہ ریان ہی خاص ہے واسطے روزیدارون کے **ف** بہشت کا ایک دروازہ ہے اُسکا نام ریان ہے اُسمین سے خاص روزیدار داخل ہونگے اور کوئی داخل نہ ہوگا اور اسمین لفظ اور معنے مین مناسبت واقع ہے اسواسطے کہ وہ مشتق ہے ری سے جسکے معنے سیراب ہونے کے ہین اور وہ مناسب ہے واسطے حال روزیدارون کے (فتح) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِيْ أَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ ترجمہ سہل بن سعد رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر بہشت مین ایک دروازہ ہے جسکو ریان کہتے ہین یعنے سیراب کرنیوالا پیاس بجھانے والا اس سے قیامت کو دن روزیدار داخل ہونگے اُنکے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا کہا جاویگا کہ کہان ہین روزیدار سو وہ اوٹھ کھڑے ہونگے اُنکے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا سو جب وے اُسمین داخل ہوچکین گے تو وہ دروازہ بند کیا جاویگا سو کوئی اُس سے داخل نہ ہوگا **ف** ایک روایت مین آیا ہے کہ بہشت کو آٹھ دروازے ہین اُنمین سے ایک دروازہ ہے کہ اُسکا نام ریان ہے نہ داخل ہونگے اُسمین مگر روزیدار اور جو اسمین داخل ہوگا وہ اُس سے پانی پیویگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا (فتح)

اور اگر کوئی کہے کہ سب لمان روزہ دار ہین پس اس سے لازم آتا ہے کہ بہشت کی باقی دروازے سب بیکار ہین تو
جواب اسکا یہ ہو کہ یہان عام روزہ دار مراد نہین بلکہ وہ روزہ دار مراد ہین کہ اُنسے روزہ کی حالت مین کوئی بیہودہ
بات اور نالائق کام زبان سے یا فعل سے واقع نہوا ہو (تیسیر) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِیْ مَعْنٌ
حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا
خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ
مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ
دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰی مَنْ دُعِیَ مِنْ
تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ کُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ
تَکُوْنَ مِنْهُمْ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ جوڑا
خرچ کریگا خدا کے راہ مین تو بہشت کہ چوکیدار اسکو بہشت کہ ہر دروازے بلاوینگے کہ اے خدا کے بندے یہ دروازہ
بہتر ہے اس دروازے سے آ سو جو نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جاویگا اور جو غازی ہوگا وہ جہاد
کے دروازے سے بلایا جاویگا اور جو روزہ دار ہوگا وہ ریان سے بلایا جاویگا اور جو خیرات کرنے والون مین
سے ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے بلایا جاویگا سو ابوبکر صدیق رض نے کہا کہ یا حضرت میری مان باپ
آپ پر قربان ہون کہ نہین اُسپر جو ایک ان دروازون سے بلایا جاوے کچھ ضرر یعنے مثلاً اگر نمازی روزہ دار
کے دروازے سے بلایا جاوے یا بالعکس تو اسمین کچھ ضرر نہین اسواسطے کہ مقصود اصلی بہشت مین داخل ہونا
ہے خواہ کسی دروازے سے داخل ہووے پس کیا کوئی ایسا بھی ہوگا کہ ان سب دروازون سے بلایا جاویگا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان اور البتہ مجھکو امید ہے کہ تو انہین لوگون سے ہو جسکو فرشتے سب
دروازون سے بلاوینگے ف جوڑا خرچ کرے یعنے دو روپے دیوے یا دو اشرفی یا دو پیسے یا دو گھوڑے
یا دو کپڑے یا دو روٹیان اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار ریان دروازے سے داخل
ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہر عمل والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اُس عمل کے ساتھ اُس
دروازے سے بلائے جاوینگے سو روزہ دارون کے لیے ایک دروازہ ہے وہ اُس سے بلائے جاوینگے اسکو ریان
کہتے ہین اور یہ حدیث صریح ہے باب کے مقصود مین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوڑا دینے کا بڑا ثواب ہے
اور یہ کہ ابوبکر صدیق رض بہشتی ہین (دقیق) بَابٌ هَلْ یُقَالُ رَمَضَانُ اَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَاٰی
کُلَّهٗ وَاسِعًا کیا جائز ہے کہ تنہا رمضان کہا جاوے یا شہر رمضان کہا جاوے یعنے مرکب ساتھ شہر کے یعنی

مہینہ رمضان کا اور بیان اسکا جس نے اس سب کو فراخ اعتقاد کیا ہے یعنے رمضان کہے یا رمضان کا مہینہ کہے ہر طرح سے
درست ہے اسمین کسی قسم کی تنگی اور کراہت نہین ف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف
حدیث ضعیف کی جو ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کہو رمضان اسواسطے
کہ رمضان نام ہے خدا کے نامون سے ولیکن کہو شہر رمضان یعنے مہینہ رمضان کا روایت کی یہ حدیث ابن
عدی نے کامل مین اور امام بخاری نے چند حدیثون سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ یہ جائز ہے اور نسائی نے
بھی اسکے واسطے ایک باب باندہا ہے پس کہا کہ شہر رمضان کو رمضان کہنا بھی درست ہی اور پھر اس نے
ابوبکرہ کی حدیث وارد کی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ مینے رمضان کا روزہ رکہا اور حدیث ابن عباس رض کی کہ رمضان
مین عمرہ کرنا حج کے برابر ہے اور کبھی دلیل پکڑی جاتی ہے واسطے مقید کرنے رمضان کے ساتھ شہر کے ساتھ
وارد ہونے اسکے کے قرآن مین جس جگہ کہ فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ باوجودیکہ احتمال ہے کہ راویون نے شہر کا لفظ حدیثون
سے حذف کر دیا ہو اور گویا کہ یہی بہید ہے اسمین کہ امام بخاری نے حکم کے ساتھ یقین نہین کیا اور اصحاب
مالک سے منقول ہے کہ صرف رمضان کہنا مکروہ ہے اور باقلانی اور بہت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر وہان کوئی
قرینہ ہو کہ شہر پر دلالت کرے تو مکروہ نہین اور جمہور کہتے ہین کہ جائز ہے اور رمضان کے وجہ تسمیہ مین اختلاف
ہے بعضے کہتے ہین کہ رمضان کو رمضان اسواسطے کہتے ہین کہ اسمین گناہ رمض کیے جاتے ہین یعنے جلائے جاتے
ہین اسواسطے کہ رمضان کے معنے سخت گرمی کے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ابتداء رمضان کے روزے کی گرمی
مین ہوئی (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ
یعنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کا روزہ رکہے اور فرمایا کہ رمضان سے پہلے کوئی روزہ نہ رکہو
ف یعنے دونو حدیثون مین صرف رمضان کا لفظ واقع ہے مہینے کا لفظ اسکے ساتھ نہین فرمایا پس معلوم
ہوا کہ اس مہینے کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہی وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ
جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ
رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا
ہے تو بہشت کے دروازے کہولے جاتے ہین ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسکو رمضان کہنا درست ہی وفیہ المطابقۃ
للترجمۃ وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَنِي ابْنُ اَبِيْ اَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ
اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ
فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ترجمہ اور نیز ابوہریرہ رض سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کہولے جاتے ہین اور دوزخ کے

دروازے بند کیے جاتے ہین اور شیطان قید کیے جاتے ہین **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ شہر رمضان کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور جو فرمایا کہ شیطان قید کیے جاتے ہین تو احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ شیطان ہون کہ جو چھپ کر آسمان کی خبرین چورالاتے ہین یعنے جو خدا کی طرف سے بندون کے حق مین فرشتون کو حکم ہوتا ہے کہ فلانے وقت مین یون ہوگا فلانا پیدا ہوگا اور فلانا مرجاویگا وغیرہ وغیرہ اور یہ کہ وہ رمضان کی راتون مین قید ہوتے ہین اُنکے دنون مین قید نہین ہوتے اسواسطے کہ وہ قرآن کے اُترنے کی وقت حکم چورانے سے منع کیے گئے تھے سو زیادتی حفاظت کے واسطے انکو قید زیادہ کی گئی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رمضان مین شیطان مسلمانون کو بہکا نہین سکتے جیسے کہ اور دنون مین بہکا سکتے ہین واسطے مشغول ہونے اُنکے کے ساتھ روزے کے کہ وہ شہوتون کو جڑہ سے اُکھاڑ ڈالتا ہے اور ساتھ قرآن پڑہنے اور ذکر کرنیکے .... اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اُنسے بعض شیطان ہین یعنے جو کہ سرکش اور راکس ہین کہ وہ رمضان مین قید کیے جاتے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ بہشت کے دروازے کہولے جاتے ہین تو سارا مہینہ کہلے رہتے ہین اُس سے کوئی دروازہ بند نہین ہوتا قاضی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ اُس سے ظاہر معنے مراد ہون کہ فی الواقع بہشت کے دروازے کہولے جاتے ہین اور یہ سبب علامت ہے واسطے فرشتون کے واسطے داخل ہونے مہینے کی اور تعظیم حرمت اسکی کے اور واسطے منع کرنے شیطانون کے ایماندارون کی ایذا سے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو اسطرف کہ رمضان مین ثواب اور معافی بہت ہوتی ہے اور بہت لوگ بخشے جاتے ہین اور شیطان مسلمانون کو کم بہکاتے ہین پس ہوتے ہین مانند قیدیون کی اور احتمال ہے کہ بہشت کے دروازے کہل جانے سے مراد ہو کہ مسلمانون کو عبادت اور نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور یہ سبب ہے داخل ہونیکا بہشت مین اور دوزخ کے دروازے بند ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ آدمی گناہون سے باز رہتا ہے جو سبب ہین داخل ہونے کا دوزخ مین اور شیطانون کے قید ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ بہکانے سے عاجز ہو جاتے ہین اور طوریشتی نے کہا کہ آسمان کے کہل جانے سے یہ مراد ہے کہ رحمت نازل ہوتی ہے اور قفل دور کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندون کے اعمال خدا کی طرف چڑھتے ہین کبھی ساتھ بدل توفیق کے اور کبھی ساتھ حسن قبول کے اور جہنم کے دروازے بند ہونے سے یہ مراد ہے کہ پاک ہوتا ہے نفس روزہ دارون کا نجاست بیحیایون سے اور خلاص ہوتا ہے گناہ کے اسباب سے ساتھ قمع شہوات کی اور طیبی نے کہا کہ فائدہ فتح ابواب سما سے کہڑا کرنا فرشتون کا ہے اوپر تعریف کرنے فعل روزہ دارون کے اور یہ کہ خدا کے نزدیک اسکا بڑا مرتبہ ہے اور کہا طیبی نے بعد اسکے کہ ترجیح دی اسکو کہ یہ ظاہر پر محمول ہے کہ اگر کوئی کہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ رمضان مین بہت گناہ واقع ہوتے ہین پس اگر شیطان اسمین قید کیے جاوین تو گناہ نہ واقع ہون تو جواب یہ ہے کہ مراد وہ روزہ ہے جسکی شرطین

محافظت کیجاوے کہ اُس سے گناہ کم ہوتے ہیں یا مراد بعض شیطان ہین نکل وروہ سرکش ہین یا مراد کم ہونا گناہ ہوگا
ہے اور یہ امر محسوس ہے اور صل حدیث مین ابواب الجنۃ کا لفظ آیا ہے یعنی بہشت کے دروازے کہولے جاتے ہین اور
یہی صحیح ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آسمان کے دروازے کہولے جاتے ہین اور ایک مین ہے کہ رحمت کے
دروازے کہولے جاتے ہین تو یہ بعض راویون کا تصرف ہے (فتح) **باب** رُؤْيَةِ الْهِلَالِ چاند دیکہنے کا
بیان یعنے پہلی رات کا چاند حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ
أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ
فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ ثَنِي عُقَيْلٌ وَيُونُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ
ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے کہ جب تم چاند دیکہو تو روزہ رکہو اور جب
تم اسکو یعنے عید کا چاند دیکہو تو روزہ کہولڈالو اور اگر چاند تم سے پوشیدہ ہو یعنے تیسوین شب کو بہ سبب بادل وغیرہ کے
تو اندازہ کرو واسطے اُسکے یعنے تیس دن پورے کرو **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ پوری کرو گنتی تیس دن کی
یعنے تیس روزے پورے کرو اور ظاہر یہ ہے کہ ابر اور غبار کے وقت مہینے شعبان کو پورا کرنا واسطے روزے رمضان کے
ہوتا ہے اور پورا کرنا رمضان کا واسطے افطار کے ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے علما کا (تیسیر) اور ایک روایت مین
یہ لفظ آیا ہے کہ جب رمضان کا چاند الخ تو مقصود اس سے یہ ہے کہ پہلی روایت مین چاند سے مراد رمضان کا چاند ہے
باب مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً جو رمضان کا روزہ رکہے ایمان سے اور ثواب کی امید سے
اور نیت سے تو اسکو کیا ثواب ہے **ف** امام بخاری نے اسکا جواب بیان نہین کیا اسواسطے کہ باب کی حدیث مین
اسکا جواب موجود ہے اسی پر کفایت کی اور مراد ایمان سے یہ ہے کہ روزہ رمضان کے فرض ہونے کا اعتقاد رکہتا ہو
اور احتساب سے یہ مراد ہے کہ ثواب جانتا ہو اور نیت شرط ہے بیچ واقع ہونے اسکے کے قربت یعنے اُسکے قربت
اور عبادت ہونے مین یہ شرط ہے کہ حکم الٰہی کے بجالانے کی نیت ہو بدون اسکے ثواب نہین ہوگا وَقَالَتْ عَائِشَةُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ یعنے عائشہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ آخرت مین اپنی نیتو نپر اُٹہائے جاوینگے **ف** اول اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک لشکر کفار کا کعبے پر چڑہائی
کریگا سو جب میدان مین پہونچینگے تو سب کے سب زمین مین دہسائے جاوینگے پہر قیامت کو اپنی اپنی نیتون پر
اٹہائے جاوینگے اور وجہ استدلال کی اُس سے اسجگہ یہ ہے کہ نیت کو عمل مین تاثیر ہے واسطے چاہنے اس حدیث
کے اس بات کو کہ لشکر مذکور مین بعضے مکرہ تہے اور بعضے مختار اسواسطے کہ جب وہ نیتونپر اٹہائے جاوینگے تو مختار
کو مواخذہ ہوگا مکرہ کو نہوگا جو مجبوراً ساتہہ آیا تہا (فتح) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا

غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر مین جاگے گا اور نماز پڑھیگا تو اُسکے اگلے گناہ معاف ہوجاوینگے اور جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کے روزے رکھیگا تو اُسکے اگلے گناہ بخشے جاوینگے ف اور گناہ سے مراد عام گناہ ہین لیکن یہ حدیث جمہور کے نزدیک مخصوص ہے (فتح) باب اَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ زیادہ ترسخی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان مین تھا یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان مین بہت سخاوت کرتے تھے

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ اَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَكَانَ جِبْرَائِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگون سے زیادہ ترسخی تھے ساتھ بھلائی کے اور رمضان مین بہت سخاوت کیا کرتے تھے یعنے بہ نسبت اور دنون کے جبکہ ملاقات کرتے آپ سے جبرئیل اور جبرئیل رمضان کی ہررات مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے یہان تک کہ رمضان کا مہینہ پورا ہوتا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے سامنے قرآن کو پڑھتے تھے یعنے اُنکے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب جبرائیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تو آپ ہوا چلائی گئی سے زیادہ سخاوت کرتے تھے ف اور یہ حال آپ کو قرآن کے فیض سے اور اسکے بہت پڑھنے سے حاصل ہوتا تھا اور مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو نفع بہت پہونچاتے تھے اور بھلائی بہت کرتے تھے بہ نسبت اور لوگون کی خصوصًا رمضان مین کہ وہ ایام بابرکت ہین اُنکے اندر نیکی کرنی افضل ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہوا جاری سے تو مراد اُس سے وہ ہوا ہے کہ مینہ لاتی ہے حاصل یہ ہے کہ نفع اُس ہوا کا عام ہوتا ہے اور ہر شخص کو پہونچتا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس سے بھی زیادہ تر نفع پہونچاتے تھے اور زیادہ تر بھلائی کرتے تھے وقت ملاقات کرنے جبرئیل کے اور یہ حدیث باب بدء الوحی مین پہلے گذر چکی ہے (فتح وغیرہ) باب مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِي الصَّوْمِ جو روزہ مین جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اسکے ساتھ عمل کرنے سے باز نہ آوے تو اسکا کیا حکم ہے ف امام بخاری نے ترجمہ کے دراز ہوجانے کے خوف سے جواب بیان نہین کیا

حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزے مین جھوٹ بولنا اور واہی تباہی باتین
کرنا نہ چھوڑے اور اُسکے کام سے باز نہ آوے تو اللہ کو اسکے کھانے پینے چھوڑنے کی کچھ پرواہ نہین ف ابن بطال
نے کہا کہ اسکے یہ معنے نہین کہ اسکو حکم کیا جاوے کہ وہ اپنا روزہ چھوڑ دے بلکہ اسکے معنے ڈرانا ہے واہی
تباہی باتین کرنے سے اور وہ مثل اس قول کے ہے کہ فرمایا کہ جو شراب بیچے تو چاہیے کہ خنزیر کو ذبح کرے اسواسطے
کہ اس سے یہ مراد نہین کہ وہ سور کو ذبح کرے بلکہ اُسکے معنے ڈرانا ہے اور معلوم کروانا ہے کہ شراب بیچنے کا
بہت بڑا گناہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ خدا کو اُسکے روزے کی کچھ حاجت نہین تو اسکا مفہوم مخالف کچھ نہین
اسواسطے کہ اللہ کو کسی چیز کی حاجت نہین بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ کو اُسکے روزے مین ارادہ نہین اور
امام ابن منیر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ وہ روزہ قبول نہین ہوتا جیسے کہ اگر کوئی کسی سے کوئی چیز مانگے اور وہ
اسکے ساتھ قائم نہ ہووے تو وہ کہتا ہے کہ مجھکو اسکی کچھ حاجت نہین پس مراد یہ ہے کہ جو روزہ جھوٹ کے
ساتھ مخلوط ہو وہ قبول نہین ہوتا اور جو اس سے سالم رہے وہ مقبول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مقتضی
حدیث کا یہ ہے کہ اسکو اس روزے کا ثواب نہین ہوتا اور اُسکے معنے یہ ہین کہ روزے کا ثواب جھوٹ بولنے
کے گناہ کے برابر نہین اور بیضاوی نے کہا کہ مقصود روزے کے مشروع ہونے سے محض بھوکہ اور پیاس نہین
بلکہ مقصود توڑنا شہوتون اور خواہشون کا ہے اور نفس امارہ کو نفس مطمئنہ کی تابع کرنا۔ اور جب یہ مقصود
حاصل نہ ہو تو خدا اسکی طرف نظر نہین کرتا پس مراد یہ ہے کہ وہ روزہ قبول نہین ہوتا پس سبب کی نفی
کی اور مسبب کا ارادہ کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ یہ کام روزے کو ناقص کر دیتے
ہین اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسطور کے کہ وہ صغیرے گناہ ہین اجتناب کبائر سے معاف ہو جاتے
ہین اور سبکی کبیر نے جواب دیا ہے ساتھ اسطور کے کہ باب کی حدیث مین اور جو اول صوم مین گذر چکی ہے
دلالت قوی ہے واسطے اول کے یعنے ان افعال سے روزے کا ثواب ناقص اور کم ہو جاتا ہو اس
واسطے کہ بیحیائی اور شور کرنا اور واہی تباہی باتین کرنا روزے مین مطلق منع ہین اور روزہ مطلق مامور
ہے پس اگر ان کامون کی روزے مین کچھ تاثیر نہ ہوتی تو انکو اسمین بطور شرط کے ذکر کرنے کی کوئی معنے نہ تھے
سو جب ان دونو حدیثون مین بطور شرط کے ذکر کیئے گئے تو اس سے معلوم ہوا ... ایک یہ کہ روزے مین انکا کرنا
زیادہ برا ہے غیر سے اور دوسرا بحث کرنا ہے اور سلامت رہنے روزے کے انمین سے اور یہ کہ اُنسے سلامت
رہنا صفت کمال کی ہے بیچ اُسکے اور قوت کلام کی چاہتی ہے اسکو کہ یہ برا ہو واسطے روزے کے تو مقتضے
اسکا یہ ہے کہ اُنسے سلامت رہنے کے ساتھ روزہ کامل ہوتا ہے اور جب اُنسے سلامت نہ رہے تو ناقص ہوگا پھر
کہا کہ نہین شک ہے اسمین کہ تکلیفین کبھی وارد ہوتی ہین ساتھ بعضی چیزون کے اور تنبیہ کیجاتی ہے ساتھ اُنکی

اور چیزون پر ساتھ طریق اشارت کے اور نہین مقصود ہی روزہ سے عدم محض جیسے کہ ممنوع چیزون سے ہے اسواسطے کہ شرط ہے واسطے اُسکے نیت بالاجماع اور شاید کہ مقصود ساتھ اُسکے اصل مین بند رہنا ہے سب مخالف چیزون سے لیکن چونکہ مشکل تھا تو اللہ تعالےٰ نے تخفیف کردی اور حکم کیا ساتھ باز رہنے کے روزہ توڑنے والی چیزون سے اور تنبیہ کی غافل کو ساتھ اُسکے بند رہنے پر مخالف چیزون سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون نے اسکی طرف ہدایت کی سو روزہ توٹنے والی چیزون سے پرہیز کرنا واجب ہوگا اور اُنکے سوا اور مخالف چیزون سے پرہیز کرنا کامل کرنے والی چیزون سے ہوگا (فتح) **باب** هَلْ يَقُولُ اِنِّي صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ جب کوئی اُسکو گالی دیوے تو کیا اسکو جائز ہے کہ کہے کہ مین روزیدار ہون **حدثنا** اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ اَبِي صَالِحِ الزَّيَّاتِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهُ لِي وَ اَنَا اَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اسکے لیے ہے یعنے اسکا بدلہ اُسکے لیے مقصود ہے تعریف لوگون سے اور عزت اسلامی سے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے ہی لیے ہے اور مین اسکو بدلہ دونگا اور روزہ ڈھال ہے سو جب کوئی روزیدار ہو تو چاہیے کہ نہ فحش بات کرے اور نہ شور مچاوے اور اگر کوئی اُسکو برا کہے یا اُس سے لڑنا چاہے تو چاہیے کہ کہے کہ مین مرد روزیدار ہون اور قسم ہے اوس ذات کی جسکے قابو مین محمدؐ کی جان ہے کہ البتہ روزیدار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک زیادہ پاک اور خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے اور روزیدار کو دو خوشیان ہین کہ وہ اُنسے خوش ہوتا ہے ایک جب روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے دوسری جب خدا سے ملیگا تو اپنے روزے کی جزا سے خوش ہوگا **ف** یہ جو فرمایا کہ شور نہ مچاوے تو اسکے منع کرنے سے مراد تاکید اُسکی ہے روزے کی حالت مین یعنے روزے کی حالت مین تو بہت ہی منع ہے نہین غیر روزیدار کو بھی یہ کام کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزیدار کو دو خوشیان ہین تو معنے اسکے یہ ہین کہ جب آدمی روزہ کھولتا ہے تو بھوک اور پیاس کے دور ہونے سے خوش ہوتا ہے اور یہ فرحت طبعی ہے اور یہی سابق ہے طرف فہم کی یعنے اُسکی طبع خوش ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ خوش ہونا اسکا روزے کے افطار سے صرف اس اعتبار سے ہی کہ وہ فطر تمام روزے اسکے کا ہے اور خاتمہ ہے عبادت اُسکی کا اور تخفیف ہے رب اُسکے سے اور مدد ہے اسکی آیندہ روزے پر مین کہتا ہون نہین مانع اس سے

کہ مراد اس سے عام تر ہو اس چیز سے کہ مذکور ہوئی سو خوشی ہر ایک کی باعتبار طبع اسکی کے ہے واسطے مختلف ہونے
مقامات لوگون کے سو ایمین سے بعضے تو وہ ہین کہ انکی خوشی مباح ہوتی ہے اور وہ طبعی ہے اور بعضے وہ
ہین کہ انکی خوشی مستحب ہوتی ہے اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ انکی خوشی کا سبب کوئی چیز مذکور چیزون سے
ہوتی ہے اور روزے کی خوشی سے یہ مراد ہے کہ اسکے بدلے اور ثواب سے خوش ہوتا ہے (فتح الباری)

باب الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزُوْبَةَ جو عورت سے مجرد ہونے کے سبب سے اپنی جان پر زنا
کا خوف کرے تو چاہیے کہ وہ روزہ رکھے **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ
عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ
بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْبَاءَةُ اَلنِّكَاحُ **ترجمہ** علقمہ رض سے روایت ہے کہ جس حالت
مین کہ مین عبد اللہ رض کے ساتھ چلتا تھا تو عبد اللہ رض نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو طاقت رکھتا ہو نکاح اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اسواسطے کہ نکاح
نظر کا بڑا روکنے والا ہے اور شرمگاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی نکاح کے سبب آدمی حرامکاری اور بیگانی
عورتون کے گھورنے سے بچتا ہے اور جسکو خانہ داری کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے اوپر روزہ رکھنا لازم جانے
اسواسطے کہ اسکے حق مین روزہ رکھنا خصی کرتا ہے امام بخاری نے کہا کہ مراد باءۃ سے نکاح کرنا ہے **ف**
مراد یہ ہے کہ روزہ شہوت کو اکھاڑ دیتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ روزے سے حرارت جوش مارتی ہے اور وہ شہوت
کو اٹھاتی ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ معاملہ ابتدا روزے مین ہوتا ہے اور جب مدت دراز ہو جاوے اور
عادت پڑ جاوے تو پھر شہوت مٹ جاتی ہے (فتح) **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا
رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا باب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان مین کہ جب تم
چاند کو دیکھو اور جب عید کا چاند دیکھو تو روزہ کھول ڈالو **ف** امام بخاری نے اس باب مین وہ حدیثین ذکر کین جو دلالت
کرتی مین روزہ شک کی نفی پر اور انکو بہت عمدہ ترتیب سے بیان کیا سو پہلے تو عمار کی حدیث بیان کی جو دلالت کرتی ہے
اسپر کہ شک کے دن روزہ رکھنا گناہ ہے پھر ابن عمر کی حدیث بیان کی اسکے ایک طریق مین یہ آیا ہے کہ اگر ابر وغیرہ کے
سبب سے چاند نظر نہ آوے تو اندازہ کرو اور اسکے دوسرے طریق مین ہے کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو تو اس سے غرض یہ ہے
کہ اندازہ کرنے سے مراد تیس دن کا پورا کرنا ہے اور اسکے بعد پھر ابن عمر کی حدیث بیان کی اسمین یہ ہے کہ مہینہ اسطرح ہے
اور اسطرح پھر تیسری بار مین انگوٹھا بند کیا پھر اسکی شہادت کے لیے ابو ہریرہ رض کی حدیث بیان کی جسمین تصریح ہے کہ تیس
دن کی گنتی کے پورا کرنے کا حکم شعبان کے مہینے سے ہے پھر ام سلمہ کی حدیث بیان کی جسمین تصریح ہے کہ مہینہ انتیس ۲۹

دن کا ہوتا ہے (فتح) وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ یعنے اور عمار رض سے روایت ہے کہ جو شخص شک کے دن روزہ رکھے اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ف
استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ شک کے دن روزہ رکھنا درست نہیں اسواسطے کہ صحابی اسکو اپنی رائے سے نہیں
کہہ سکتا پس یہ حدیث حکماً مرفوع ہے (فتح) شعبان کی تیسوین رات کو اگر بسبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آوے تو اسکو
شک کا دن کہتے ہین اسواسطے کہ احتمال ہے کہ یہ رمضان کا دن ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رمضان کا دن نہ ہو اور اگر اُس
رات کو بادل وغیرہ نہ ہو اور نہ کوئی چاند کو دیکھے تو اُسکو شک کا دن نہیں کہتے بلکہ وہ یقیناً شعبان کا دن ہے اور حنفیہ
کے نزدیک شک کے دن کا روزہ رکھنا ساتھ نیت رمضان کے درست نہیں اور اگر ساتھ نیت نفل کے ہو یا وہ دن
عادت کے موافق پڑ جاوے تو درست ہے (تیسیر) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ
عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا
الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ ترجمہ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر فرمایا سو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہانتک کے چاند کو دیکھو اور روزہ نہ کھولو یہانتک کہ عید کا
چاند دیکھو اور اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اُسکے لیے اندازہ کرو ف یہ جو فرمایا کہ روزہ رکھو یہانتک کہ تم چاند کو دیکھو
تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ واجب ہوتا ہے خواہ رات کو دیکھے یا دن کو لیکن مراد
اُس سے آئندہ دن کا روزہ ہے اور فرق کیا ہے بعض علماء نے درمیان اسکے کہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور شیعے نے
اسمین اجماع کی مخالفت کی ہے کہتے ہین کہ روزہ مطلق واجب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند دیکھنے سے پہلے
رمضان کے روزے کے ساتھ ابتدا کرنی منع ہے برابر ہے کہ بادل کی وجہ سے نظر نہ آوے یا کسی اور سبب سے نظر نہ آوے
اور اگر اس جملہ پر اقتصار واقع ہوتا تو کفایت کرتا اسکو جو اُسکے ساتھ تمسک کرتا ہے لیکن جو لفظ کہ اکثر روایتون مین
آیا ہے اُس نے مخالف کو شبہ ڈالدیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اُسکے لیے اندازہ کرو پس احتمال ہے
کہ مراد اُس سے تفرقہ ہو درمیان حکم صاف ہونے آسمان کے اور بادل کے یعنے اگر آسمان صاف ہو تو بدون چاند
دیکھے روزہ نہ رکھے اور اگر بادل ہو تو تیس دن پورے کرے اور احتمال ہے کہ تفرقہ مراد نہ ہو اور دوسرا حکم پہلے کی
تاکید ہو پہلا مذہب اکثر حنبلیون کا ہے اور دوسرا مذہب جمہور کا ہے پس کہتے ہین کہ مراد اندازہ کرنے سے یہ ہے کہ
اول مہینے مین نظر کرو اور تیس دن کی گنتی پوری کرو اور اس تاویل کو دوسری روایتین ترجیح دیتی ہین جو پہلے
گذر چکی ہین کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو یعنے شعبان کو اور علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے کہ اگر شعبان کی تیسوین
رات کو چاند کے آگے بادل وغیرہ آجاوے تو کیا کرے اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ اُسدن کا روزہ واجب ہے
اس بنا پر کہ وہ رمضان کا روزہ ہے دوم یہ کہ اُس دن کا روزہ رکھنا مطلق درست نہیں نہ فرض اور نہ نفل بلکہ اگر

قضا اور کفارہ اور نذر ہو یا نفل روزہ عادت کے موافق پڑجاوے تو بھی درست نہین اور یہ قول امام شافعی رح کا ہے اور امام مالک رح اور ابوحنیفہ رح کہتے ہین کہ رمضان کا فرض روزہ درست نہین اور اُسکے سوا سب روزے درست ہین سوم یہ کہ امام کی راے کے سپرد ہے روزہ رکھنے مین اور کھولنے مین اور پہلے کی حجت یہ ہے کہ وہ راے صحابی کے موافق ہے جو راوی حدیث کا ہے چنانچہ نافع نے ابن عمر رض سے روایت کی ہے ساتھ لفظ فَاقْدِرُوْا لَہٗ کے نافع نے کہا کہ ابن عمر رض کا دستور تھا کہ جب شعبان کے انتیس ۲۹ دن گذر جاتے تھے تو کسی آدمی کو بھیجتے کہ چاند کو دیکھے پس اگر وہ دیکھتا تو اسپر عمل کرتے اور اگر اسکو نہ دیکھتا اور نہ اُسکے درمیان کوئی چیز حائل ہوتی بادل وغیرہ سے تو صبح کو روزہ نہ رکھتے اور نیز ابن عمر رض سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اگر مین تمام سال روزہ رکھون تو البتہ شک کے دن مین افطار کرون اور تطبیق ان دونو کے درمیان اسطور سے ہے کہ جس دن مین وہ روزے کو واجب کہتا ہے اسکو شک کا دن نہین کہتے اور یہی مشہور ہے امام احمد سے کہ اُس نے خاص کیا ہے شک کے دن کو ساتھ اُس دن کے کہ لوگ چاند دیکھنے سے باز رہین یا ایسا شخص چاند دیکھنے کی گواہی دے جسکی شہادت کو حاکم قبول نہ کرے لیکن اگر چاند دیکھنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اسکو شک کا دن نہین کہا جاتا اور اختیار کیا ہے اسکو اُسکے اکثر محققین اصحاب نے اور دوسرا یہ ہے کہ ابن عبد الہادی نے کہا کہ جو حدیثین دلالت کرتی ہین یہ ہے کہ جس مہینے کا چاند بادل وغیرہ سے پوشیدہ ہو جاوے اسکی تیس کی گنتی پوری کیجاوے برابر ہے کہ شعبان کا مہینہ ہو یا رمضان یا کوئی اور پس پورا کرنے کا حکم دونو جملون کی طرف راجع ہے اور اسجگہ تیسرا قول ہے اور وہ یہ ہے کہ فَاقْدِرُوْا لَہٗ کے معنے یہ ہین کہ اندازہ کرو اسکو باعتبار منزلون کے اور ابن منذر نے اس سے پہلا اسپر اجماع نقل کیا ہے سو کہا کہ اگر شعبان کی تیسوین رات کو آسمان صاف ہو اور چاند نظر نہ آوے تو شعبان کی تیسوین کو روزہ رکھنا بالاجماع واجب نہین اور اکثر اصحاب اور تابعین سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ روزہ مکروہ ہے سو جو حاسب وغیرہ کے درمیان فرق کرے یعنے کہے کہ حساب کرنے والے پر واجب ہے تو وہ محجوج ہے ساتھ اجماع کے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ ثَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّھْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَیْلَۃً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّۃَ ثَلٰثِیْنَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس ۲۹ رات کا ہے سو روزہ نہ رکھو یہان تک کہ تم اسکو دیکھو اور اگر ڈھانکا جاوے تم پر چاند یعنے اُسکے اور تمہارے درمیان بادل حائل ہو تو پوری کرو گنتی تیس دن کی ف ظاہر اس سے حصر معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ انتیس ہی دن کا ہوتا ہے باوجودیکہ اسمین منحصر نہین ہوتا بلکہ مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اسمین الف لام عہد کا ہے یعنے مراد مہینہ معین ہے اور یا محمول ہے اکثر پر کہ اکثر مہینے انتیس ۲۹ دن کے ہوتے ہین اور بعضے تیس ۳۰ دن کے بھی

ہوتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حصر ہونا ایک طرف سے ہے یعنے کبہی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ اسکی اقل طرف ہے اور کبہی تیس دن کا ہوتا ہے اور وہ اسکی اکثر طرف ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکہو یہانتک کہ تم چاند کو دیکہو تو اس سے یہ مراد نہین کہ روزے کے واسطے ہر ایک آدمی کو چاند کا دیکہنا ضرور ہے بلکہ مراد اس سے بعض کا دیکہنا ہے یعنے اگر تم مین سے بعض آدمی چاند کو دیکہ لین تو روزہ رکہو اور وہ بعض وہ ہے کہ اسکے ساتہ یہ امر ثابت ہو یا تو ایک آدمی ہے جمہور کی رای پر یا دو اور لوگون کی رای پر اور حنفیہ جمہور کے موافق ہین لیکن وہ اسکو خاص کرتے ہین ساتہ اسوقت کی جبکہ آسمان مین کوئی علت بادل وغیرہ سے نہ ہو نہین تو جب آسمان صاف ہو تو نہین قبول ہوتی ہے شہادت مگر جماعت کثیر سے کہ انکی خبر سے علم یقینی حاصل ہو اور تحقیق دلیل پکڑی ہے ساتہ معلق کرنے روزے کی ساتہ رویت کے اس شخص نے جسکا مذہب یہ ہے کہ ایک شہر والون کا چاند کو دیکہنا دوسرے شہر والونپر لازم کر دیتا ہے اور جسکا یہ مذہب نہین وہ کہتا ہے کہ یہ خطاب خاص لوگون کے لیے ہے یعنے مثلاً ایک شہر والون کے لیئے پس یہ غیر و نپر لازم نہین لیکن وہ ظاہر سے پہیری گئی ہے پس نہین موقوف ہے حال ہر ایک کے دیکہنے پر پس مقید ہوگا ساتہ شہر خاص کے اور علماء کو اسمین اختلاف ہے کئی مذہبونپر ایک یہ کہ ہر شہر والون کے لیئے اپنا دیکہنا ہے یعنے ایک شہر والون کے چاند دیکہنے سے دوسرے شہر والون پر روزہ رکہنا یا افطار کرنا لازم نہین آتا اور ابن عباس رض کی حدیث جو مسلم مین ہے اسکے واسطے شہادت دیتی ہے اور حکایت کیا ہے اس قول کو ابن منذر نے عکرمہ اور قاسم اور سالم اور اسحاق سے اور حکایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اہل علم سے اور نہین حکایت کیا اسکی سوا کسی اور دوم یہ کہ اگر ایک شہر مین چاند دیکہا جاوے تو لازم ہوگا سب شہرون پر روزہ رکہنا مثلاً اگر دہلی مین شب جمعہ کو چاند دیکہیں اور لاہور وغیرہ مین ہفتے کی شب کو دیکہین دہلی والون کا دیکہنا معتبر ہوگا اور سب جگہ والونپر جمعہ سے روزہ رکہنا لازم ہوگا اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے لیکن ابن عبد البر نے حکایت کی ہے کہ اجماع اسکے برخلاف ہے اور کہا کہ اجماع ہے سب کا اسپر کہ جو دور دور شہر مین انمین رویت چاند کی رعایت نہین کیجاتی مانند خراسان اور اندلس کی اور قرطبی نے کہا کہ جب چاند کا دیکہنا ظاہر ہو اور یقین ہو ایک جگہ مین پہر وہ دیکہنا ایک یا دو آدمی کا شہادت سے غیرون کی طرف نقل کیا جاوے تو انکو روزہ رکہنا لازم ہے اور ابن ماجشون نے کہا کہ نہین لازم ہے انکو روزہ رکہنا ساتہ گواہی کے مگر واسطے اہل شہر کے کہ جسمین شہادت ثابت ہو مگر یہ کہ بادشاہ کے نزدیک ثابت ہو پس سب لوگونپر روزہ رکہنا لازم ہوگا اسواسطے کہ اسکے حق مین سب شہر ایک شہر کی مانند ہین اور اسکا حکم سب مین جاری ہے اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ اگر شہر پاس پاس ہون تو انکو ایک شہر کا حکم ہے اور اگر دور دور ہون تو اسمین دو قول ہین اکثر کے نزدیک واجب نہین اور بعض کے نزدیک واجب ہے اور یہی مختار قول ہے نزدیک

ایک گروہ کے اور یہی محکی ہے امام شافعی سے اور دور ہونے کی حد مین کئی قول ہین ایک اختلاف مطالع کا ہے یعنی
اگر دو شہرون کا مطلع مختلف ہو تو کہا جاوے گا کہ یہ شہر اُس سے دور ہے ...... یقین کیا ہے ساتھ اسکے
عراقیون نے اور صحیح کہا ہے اسکو نووی نے شرح مہذب وغیرہ مین دوم یہ کہ حد بعد کے مسافت قصر کی ہے جسمین
نماز کا قصر کرنا درست ہی یقین کیا ہے ساتھ اسکے امام بغوی نے اور صحیح کہا اسکو نووی نے شرح مسلم مین سوم یہ کہ
حد دوری کی مختلف ہونا ولایتون کا ہے یعنے ایک اقلیم دوسری اقلیم سے دوری کا حکم رکھتی ہے چہارم یہ کہ جس
شہر سے چاند کا پوشیدہ رہنا بدون عارض کے ممکن نہ ہو انکو حکم دوسرے شہر کا لازم ہے سوا اسکے غیر لنکے کے اور
استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ روزہ رکھنا اور کھولنا واجب ہے اوسپر جو چاند کو اکیلا دیکھے اگرچہ اسکے قول سے
اور وں پر ثابت نہ ہو اور یہی قول ہے چارون امامون کا روزہ رکھنے مین اور روزہ کھولنے مین اختلاف ہی سوا امام
شافعی یہ کہتے ہین کہ روزہ نہ رکھے اور اسکو چھپاوے اور اکثر کہتے ہین کہ روزہ رکھے بسبب احتیاط کے (فتح) حَدَّثَنَا
اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ اسطرح ہے اور اسطرح یعنے اپنے دونو ہاتہہ کی انگلیان دو بار کھولین اور تیسری بار انگوٹھے
کو بند کیا ف یعنے مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ
سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے
روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند کے دیکھنے سے روزہ رکھو اور اُسکے دیکھنے سے کھولڈالو اور اگر
چاند تمپر پوشیدہ ہو اور معلوم نہ ہو تو پوری کرو گنتی شعبان کی تیس دن حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اٰلٰى مِنْ نِسَائِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا اَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَلَّا
تَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا ترجمہ ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ ایلا کیا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتون سے ایک مہینہ یعنے قسم کہائی کہ ایک مہینہ اپنی بی بیون کے پاس نہ جاوینگے
سو جب انتیس دن گذری تو صبح کو یا شام کو ان کے پاس آئے سو کسی نے آپسے کہا یعنے عائشہؓ نے کہ یا حضرت
آپ نی ایک مہینہ نہ آنے کی قسم کہای ہتی سو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهٖ وَكَانَتْ
اِنْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا

فَقَالَ اِنَّ الشَّھْرَ یَکُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ ترجمہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون
سے ایلا کیا اور آپ کا پاؤن ٹوٹ گیا تہا سو آپ ایک بالاخانے مین انتیس رات رہے پہر وہان سے اترے سو
بی بیون نے کہا کہ یا حضرت آپنے ایک مہینے کی قسم کہائی تہی سو فرمایا کہ مہینا انتیس دن کا ہوتا ہے **بَابٌ**
شَھْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ عید کے دو مہینے ناقص نہین ہوتے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ
اِسْحَاقَ ھُوَابْنُ سُوَیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ح وَحَدَّثَنِیْ مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ قَالَ ثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَھْرَانِ لَا یَنْقُصَانِ شَھْرَا عِیْدٍ رَمَضَانُ وَذُوالْحِجَّۃِ قَالَ اَبُوْ
عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ نَقَصَ رَمَضَانُ تَمَّ ذُوالْحِجَّۃِ وَاِنْ نَقَصَ ذُوالْحِجَّۃِ تَمَّ
رَمَضَانُ وَقَالَ اَبُوالْحَسَنِ کَانَ اِسْحَاقُ بْنُ رَاھَوَیْہِ یَقُوْلُ لَا یَنْقُصَانِ فِی الْفَضِیْلَۃِ اِنْ کَانَ
تِسْعَۃً وَّعِشْرِیْنَ اَوْثَلٰثِیْنَ ترجمہ ابو بکرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو مہینے
ہین کہ وہ کم نہین ہوتے ایک مہینہ عید رمضان کا دوسرا ذیحجہ کا **ف** علمار کو اس حدیث کے معنے مین اختلاف
ہے بعضے اسکو ظاہر معنے پر حمل کرتے ہین یعنے رمضان اور ذیحجہ کا مہینہ کبہی انتیس دن کا نہین ہوتا بلکہ دونو
ہمیشہ تیس تیس دن کے ہوتے ہین اور یہ قول مردود ہے واسطے معاندہ موجود مشاہدہ کے اور اسکے رد مین
یہ حدیث کافی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکہو چاند کے دیکہنے سے اور کہولڈالو اسکے دیکہنے
سے اور اگر تم پر چاند چہپا جاوے تو گنتی پوری کرو اسواسطے کہ اگر رمضان کا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا ہوتا تو اسکی
کہنے کی کوئی حاجت نہ تہی یعنے اسواسطے کہ جب ہمکو یقیناً معلوم ہوچکا کہ رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے
کبہی اس سے کم و بیش نہین ہوتا تو پہر روزے رکہنے اور کہولنے کو چاند کے دیکہنے پر موقوف رکہنے کے کوئی معنے
نہ تھے اور اسی طرح اخیر جملے کے بہی کوئی معنے نہ تھے اور بعضے اسکو لائق معنے کے ساتھ تاویل کرتے ہین اسحاق
بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ وہ فضیلت مین کم نہین ہوتے خواہ دونو انتیس انتیس دن کے ہون یا تیس تیس دن کے
اور بعضے کہتے ہین کہ دونو اکٹھے کم نہین ہوتے بلکہ اگر ایک انتیس دن کا ہو تو دوسرا تیس کا ہوتا ہے اور یہ ضرور
ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ان دونو مین عمل کرنے کا ثواب برابر ہے اور یہ دونو قول مشہور ہین سلف سے اور اسحاق کے
مذہب پر جائز ہے کہ ایک سال مین دونو کم ہون اور بعضے کہتے ہین کہ احکام مین کم نہین ہوتے یعنے اگرچہ دونو
انتیس انتیس دن کے ہون لیکن احکام اسلام کم نہین بلکہ پوری ہوتے ہین جیسے کہ تیس ہونے کی حالت مین
پوری اور کامل ہوتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نفس الامر مین کم نہین ہوتے لیکن اکثر اوقات انکے دیکہنے
کے درمیان کوئی مانع واقع ہوتا ہے بادل وغیرہ سے اور نہین پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور بعضے کہتے ہین کہ

معنے اسکے یہ ہین کہ اکثر اوقات تو ایک سال مین دونو اکٹھے کم نہین ہوتے اگرچہ کبھی شاذ و نادر ہو بھی جاتے ہین اور یہ تاویل
پہلی تاویلون سے زیادہ تر قریب ہے طرف انصاف کی اور طحاوی نے کہا کہ اسکے ظاہر کو لینا یا حمل کرنا اسکو اوپر سیتم ہونے
ایک کے دونو مین سے دفع کرتا ہے اسکو عیان اور مشاہدہ اسواسطے کہ ہمنے اسکو پایا ہے کہ دونو اکٹھے ایک سال
مین کم ہوتے ہین اور ابن منیر نے کہا کہ ان اقوال سے کوئی قول اعتراض سے خالی نہین اور قریب سب اقوال سے
یہ ہی کہ مراد اس سے نقصان حسی ہے باعتبار گنتی کے اور پورا کیا جاتا ہے یہ قول ساتھ اسطور کے کہ ہر ایک ان دونو
مین سے عید پر پہنچی کے پس نہین لائق ہے وصف اسکی ساتھ نقصان کے برخلاف اور مہینون کے اور اسکا
حاصل رجوع کرتا ہے طرف قول اسحاق کی اور بیہقی نے معرفہ مین کہا کہ ان دونو مہینون کو خاص اسواسطے ذکر کیا
کہ روزے اور حج کا حکم دونو کے ساتھ متعلق ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے نووی نے اور کہا کہ یہی ہے ثواب
معتمد پس معنے یہ ہین کہ ہر وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے ان دونو سے فضائل اور احکام سے حاصل ہے برابر ہے کہ رمضان
تیس دن کا ہو یا انتیس کا اور برابر ہے کہ وقوف نوین کو واقع ہو یا اسکے سوائے اور کسی دن مین اور نہین پوشیدہ
ہے یہ کہ محل اسکا اس وقت ہے جبکہ چاند کی طلب مین قصور واقع نہ ہو اور فائدہ حدیث کا دور کرنا اس چیز کا ہے
جو واقع ہوتی ہے دلون مین شک سے واسطے اس شخص کے جو رمضان کے انتیس روزے رکھے یا غیر عرفہ کے
دن کھڑا ہووے اور تحقیق مشکل جانا ہے بعض علماء نے امکان وقوف کو آٹھوین مین اجتہاد سے اور یہ مشکل
نہین اسواسطے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے رویت ساتھ دو گواہون کے کہ پہلا دن ذیحجہ کا جمعرات ہے مثلاً پس
وقوف کیا انہون نے دن جمعہ کے پھر ظاہر ہوا کہ وہ دونو جھوٹے گواہ ہین اور طیبی نے کہا کہ ظاہر سیاق حدیث
کا خاص ہونا دونو مہینون کا ہے ساتھ زیادتی کے کہ انکے سوا اور مہینون مین نہین اور یہ مراد نہین کہ انکے سوائے
اور مہینون مین بندگی کا ثواب کم ہوتا ہے اور سوائے اسکے نہین کہ مراد تو اٹھانا حرج کا ہے اس چیز سے کہ قریب ہے
کہ واقع ہو اس مین خطا حکم مین واسطے خاص ہونے ان دونو کی ساتھ دو عیدون کے اور واسطے جواز احتمال
وقوع خطا کے بیچ ان دونو کے اور اسی واسطے کہا کہ دو مہینے عید کے بعد قول اپنے کے کہ دو مہینے کم نہین ہوتے
اور نہین اقتصار کیا اپنے قول پر کہ رمضان اور ذیحجہ ہین اور اس حدیث مین حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے
کہ ثواب نہین مرتب ہے اوپر وجود مشقت کی ہمیشہ بلکہ اللہ کے واسطے ہے یہ کہ فضل کرے ساتھ ملانے ناقص کے
ساتھ تام کے ثواب مین اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کی بعض نے واسطے امام مالک کے اسپر کہ سارے رمضان
کے واسطے ایک ہی نیت کافی ہے ہر ہر روزے کے واسطے علیحدہ علیحدہ نیت کرنی ضرور نہین اسواسطے کہ سارے مہینے
ایک عبادت ٹھیرایا گیا ہے تو اسکے لئے ایک نیت کافی ہو گی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برابر کرنے ثواب
مین درمیان اس مہینے کے کہ انتیس کا ہو اور درمیان اس مہینے کے کہ تیس ۳۰ کا ہو سوائے اسکے نہین کہ وہ اس

نظر سے ہو کہ ثواب متعلق ہے ساتھ مہینے کی اس اعتبار سے کہ دونوں کو فضیلت ہے (فتح) **باب قول** النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نکتب ولا نحسب باب ہے اس حدیث کے بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم جماعت امی یعنے انپڑھ ہیں ہم حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں **ف** مراد ہم سے اہل اسلام ہیں جو اس حدیث کے زمانے کے وقت آپکے پاس حاضر تھے اور وہ محمول ہے اکثر پر اسواسطے کہ اکثر اہل عرب ایسے ہی ہوتے تھے کہ حساب و کتاب جانتے تھے نہ سب یا مراد اس سے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (فتح)

حدثنا ادم ثنا شعبة ثنا الاسود بن قیس ثنا سعید بن عمرو انه سمع ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال انا امة امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا يعني مرة تسعا وعشرين ومرة ثلثين ترجمہ ابن عمر رضہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم جماعت انپڑھ ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں مہینا ایسا ہے اور ایسا ہے یعنے دو بار دونوں ہاتھ کے انگلیاں بند کر کے کہولیں اور تیسری بار نو انگلیاں کہولیں اور انگوٹھا بند کیا یہ تین بار اسی طرح کیا لیکن تیسری بار میں انگوٹھے کو بند نہ کیا بلکہ اسکو بھی اور انگلیوں کے ساتھ کہولدیا یعنے مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا **ف** عرب کو امی اسواسطے کہا گیا کہ انمیں لکہنا بہت کم تھا جیسے کہ خدا نے فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے انپڑھوں میں رسول بھیجا انہیں میں سے اور اگر کوئی کہے کہ انمیں بعضے ایسے ہی تھے جو حساب و کتاب کو جانتے تھے تو اسکا جواب یہ ہو کہ لکھنا انمیں بہت کم تہا اور اسکو بہت کم لوگ جانتے تھے تو انکا اعتبار نہیں کیا اسواسطے کہ قلیل کالعدم ہوتا ہے اور مراد حساب سے اسجگہ نجوم کا حساب ہے اور اسکو بھی نہ جانتے تھے مگر نہایت کم لوگ پس موقوف کیا حکم کو ساتھ روزے وغیرہ کے چاند کے دیکھنے پر واسطے دور کرنے حرج کے اُنسے بیچ مدد لینے حساب کے ہمیشہ رہا یہ حکم بیچ روزے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھا کریں اگرچہ اُنکے بعد نجوم کا حساب جاننے والے انمیں پیدا ہوئے پس ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم حساب کے ساتھ ہرگز متعلق نہیں اور واضح کرتی ہے اسکو یہ حدیث کہ اگر ڈہانکا جاوے تمپر تو پورے کرو گنتی تیس دن کی یعنے اگر حساب نجوم پر روزے کا حکم موقوف ہوتا تو پھر یہ نہ فرماتے کہ تیس دن پورے کرو بلکہ یہ فرماتے کہ حساب والوں سے دریافت کرو اور اسمیں حکمت یہ ہے کہ ابر کے وقت گنتی میں سب مکلف برابر ہیں پس دور ہوگا اختلاف اور نزاع انمیں سے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اس باب میں اہل حساب کی طرف رجوع کیا جاوے اور وہ رافضی لوگ ہیں اور فقہا سے بعضے لوگ اُنکے موافق ہیں اور باجی نے کہا کہ اجماع سلف کا حجت اوپر اُنکے اور ابن بریرہ نے کہا کہ یہ مذہب باطل ہے اور شرع میں علم نجوم میں نظر کرنے سے منع فرمایا ہے اسواسطے کہ وہ محض تخمین ہے نہ اسمیں یقین ہے اور نہ گمان غالب بلکہ اگر یہ حکم اسپر موقوف ہوتا تو نہایت مشکل

پڑتی اسواسطے کہ نہین جانتے اُسکو مگر بہت تھوڑے لوگ (فتح) **بَابٌ** لَا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ یعنے نہ پیشوائی کرے کوئی رمضان کی ایکدن یا دو دن کے روزے سے **ف** یعنے نہ پیشوائی کرے رمضان کی ساتھہ ایک روزے کے کہ رمضان سے گنا جاوے ساتھہ قصد احتیاط کے اسواسطے کہ اسکا روزہ چاند کے دیکھنے پر موقوف ہے پس اس تکلف کی حاجت نہین **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پیشوائی کرے کوئی رمضان کی ایکدن یا دو دن کے روزے سے مگر وہ مرد جو اپنی عادت سے کوئی روزہ رکھا کرتا ہو سو چاہیے کہ اُس کا روزہ رکھے یعنے جیسے کسی کو بطور سنت کے دوشنبے یا سہ شنبے کے روزے کی عادت ہو اور وہ رمضان سے متصل آپڑے تو اسکو روزہ رکھنا درست ہے لیکن صرف رمضان کی پیشوائی کے واسطے ایکدو روزہ رکھنا درست نہین **ف** علماء نے کہا کہ معنے اس حدیث کے یہ ہین کہ نہ پیشوائی کرو ساتھہ روزے کے اور بہ نیت احتیاط کے واسطے رمضان کے اور ترمذی نے کہا کہ عمل اسپر ہے نزدیک اہل علم کے کہتے ہین کہ مکروہ ہے یہ کہ جلدی کرے مرد ساتھہ روزے کے پہلے داخل ہونے رمضان کے سے واسطے پیشوائی رمضان کے اور حکمت اسمین یہ ہے کہ روزہ نہ رکھنے سے رمضان کے روزے پر قوت حاصل ہوتی ہے تاکہ داخل ہو اسمین ساتھہ قوت اور نشاط کے اور اسمین شبہ ہے اسواسطے کہ مقتضے اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر رمضان سے پہلے تین یا چار روزے رکھے تو درست ہے یعنی اسواسطے کہ حدیث باب مین ممانعت تو ایک یا دو روزے کی آئی ہے زیادہ کی نہین آئی پس یہ حکمت شبہ سے خالی نہین اور جو اسمین ہے سو اسکو ہم عنقریب بیان کرینگے اور بعضے کہتے ہین کہ حکمت اسمین یہ ہے کہ فرض نفل کے ساتھہ خلط ملط نہ ہو جاوے اور اسمین بھی شبہ ہے اسواسطے کہ حدیث مین صریح موجود ہے کہ اگر کسی کو عادت ہو تو اسکو رمضان سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حکمت اسمین یہ ہے کہ حکم روزے کا چاند دیکھنے پر موقوف ہے سو جس نے رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے رکھے تو اسنے اس حکم مین طعن کیا اور یہی قول ہے معتبر اور معنے استثنا کے یہ ہین کہ جسکا کوئی ورد ہو اسکو رکھنے کی اجازت ہے اسواسطے کہ وہ اسکی عادت ہے اور عادت کا چھوڑنا مشکل ہے اور یہ رمضان کی پیشوائی مین داخل نہین اور اسیطرح قضا اور نذر کا روزہ بھی رمضان سے پہلے درست ہے واسطے واجب ہونے ان دونو کے اور بعضے علماء کہتے ہین کہ قضا اور نذر ادلہ قطعیہ کے ساتھہ مخصوص ہین جو دلالت کرتے ہین کہ انکا پورا کرنا واجب ہے سو نہ باطل ہوگا قطعی ساتھہ ظن کے اور اس حدیث مین رد ہے اسپر جو کہتا ہے کہ چاند کے دیکھنے سے

پہلے روزہ رکہنا درست ہی مانند رافضیون کی اور رد ہے اسپر جو کہتا ہے کہ رمضان سے پہلے مطلق نفل روزہ درست
ہے اور بعید تر ہے قول اُس شخص کا جو کہتا ہے کہ مراد ساتہہ نہی کے پہلے روزہ رکہنا ہے ساتہہ نیت رمضان
کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتہہ لفظ تقدم کے اسواسطے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے پہلے ہونا سوا اسکے
نہین کہ ثابت ہوتا ہے جبکہ اسکی جنس سے ہو پس بنابر اسکے جائز ہے روزہ رکہنا ساتہہ نیت مطلق نفل
روزے کے لیکن سیاق حدیث کا اس تاویل سے انکار کرتا ہے اور اسمین بیان ہے واسطے معنے اس حدیث کی
کہ فرمایا روزہ رکہو چاند کے دیکہنے سی اسواسطے کہ لام اسمین واسطے توقیت کے ہے نہ واسطے تعلیل کے
یعنے چاند چڑہنے کی وقت روزہ رکہو کہ اُسکا وقت چاند کا چڑہنا ہے اُس سے پہلے روزہ نہ رکہو اور ابن دقیق نے
کہا کہ باوجود دیکہ وہ توقیت پر محمول ہے پس لابد ہے اختیار کرنے مجاز سے اسواسطے کہ چاند دیکہنے کا وقت
اور وہ رات ہے محل روزے کا نہین اور تعاقب کیا اسکا فاکہی نے کہ مراد صوموا سے روزے کی نیت کرلی ہی اور ساری رات
ظرف ہی واسطے نیت کی مین کہتا ہون پس واقع ہوا فاکہی مجاز مین جس سے بہاگا تہا اسواسطے کہ رات کو روزے کی
نیت کرنیوالا حقیقۃً روزہ دار نہین گنا جاتا اس دلیل سے کہ اسکو نیت کے بعد صبح صادق تک کہانا پینا درست ہے
اور اسمین منع ہے پیدا کرنا روزے کا پہلے رمضان سی جبکہ احتیاط کے لیے ہو پس اگر اسپر زیادہ ہو تو اُسکا مفہوم جواز
ہی اور بعضے کہتے ہین کہ دراز ہوتی ہے ممانعت واسطے اسچیز کے کہ اُس سے پہلے ہو اور ساتہہ اسی کے یقین کیا ہے
بہت شافعیہ نے اور اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ مراد اُس سے مقدم کرنا روزے کا ہے پس جس جگہ پایا جاوے
منع ہوگا اور سوا اسکے نہین کہ اقتصار کیا ایک یا دو روزے پر اسواسطے کہ وہ غالب ہے اُس سے جو اُسکا قصد کرے
اور کہتے ہین کہ دراز ہوتی ہے ممانعت سولہوین شعبان سے واسطے حدیث ابوہریرہؓ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب آدہا شعبان گذر جاوے تو پہر کوئی روزہ نہ رکہو یعنے یہانتک کہ رمضان داخل ہو اخرجہ اصحاب السنن
وصححہ ابن خزیمۃ وغیرہ اور شافعیہ مین سے رویانی نے کہا کہ رمضان سے پہلے دو روزے رکہنا حرام ہے واسطے حدیث باب کے
اور آدہے شعبان سے پیچہے روزہ رکہنا مکروہ ہے واسطے حدیث دوسری کے اور جمہور علما کہتے ہین کہ آدہے شعبان
سے پیچہے نفل روزہ رکہنا درست ہی اور کہتے ہین کہ جو حدیث اسمین وارد ہے وہ ضعیف ہی اور احمد اور ابن معین نے
کہا کہ منکر ہے اور بیہقی نے استدلال کیا ہے ساتہہ حدیث باب کی اوپر ضعف اُسکے کی پس کہا کہ رخصت بیچ اُسکے ساتہہ
اُسچیز کے ہی جو زیادہ تر صحیح ہے حدیث علاء سے اور طحاوی نے بہی اس سے پہلے اسی طرح کیا ہے اور انس کی حدیث
سی مدد چاہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ شعبان کا ہے اور نیز اسنے
مدد چاہی ہے ساتہہ حدیث عمران بن حصین کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تو نے شعبان
کا کوئی روزہ رکہا ہے اُس نے کہا کہ نہین فرمایا کہ جب تو رمضان سی افطار کرے تو دو روزے رکہہ پہر اُس نے دونو ہوئے

مین تطبیق دی ساتھ اس طور کے کہ علاوہ کی حدیث اوسپر محمول ہے جسکو روزہ ضعیف کر ڈالے اور باب کی حدیث مخصوص ہے ساتھ اُس شخص کے جو اپنے گمان مین رمضان کے واسطے احتیاطاً روزہ رکھے اور یہ تطبیق اچھی ہے (فتح) باب

قول اللہ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ باب بیچ بیان سبب نزول اس آیت کی کہ حلال ہوا تمکو روزہ کی رات مین صحبت کرنا اپنی عورتون سے وہ پوشاک ہین تمہاری اور تم پوشاک ہو انکی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے ہو سو معاف کیا تمکو اور در گذر کیا تم سے پس اب ملو ان سے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تمکو اور بعضی روایتون مین ساری آیت مذکور ہے اور مراد ساتھ اس باب کے بیان اوسچیز کا ہے جو تھا حال اوپر اسکے پہلے نزول اس آیت کی اور جبکہ تھی یہ آیت اوتاری گئی کئی اسباب پر جو روزے کے ساتھ متعلق ہین تو جلدی کی ساتھ اُسکے مصنف نے اور تفسیر مین بھی اُس سے تعرض کیا ہے اور پکڑا جاتا ہے اوس چیز سے کہ قرار پایا اوسپر حال نے سبب نزول اسکے سوا ابتدا شروع ہونے سحری کا اور یہی مقصود ہے اس مکان مین اسواسطے کہ پھیر لگیا ہے یہ باب مقدمہ واسطے بابون سحری کے (فتح) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا وَنَزَلَتْ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ترجمہ براء سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد روزہ دار ہوتا اور افطار کا وقت حاضر ہوتا اور روزہ کھولنے سے پہلے سو جاتا تو پھر نہ کھاتا تھا نہ رات کو اور نہ دن کو یہانتک کہ شام کرتا اور تحقیق قیس بن صرمہ انصاری روزہ دار تھا سو جب روزہ کھولنے کا وقت ہوا تو اپنی عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے اُس نے کہا نہیں لیکن مین جاتی ہون اور تیرے واسطے کھانا ڈھونڈھتی ہون اور قیس تمام دن مزدوری کا کام کیا کرتا تھا سو نیند اسپر غالب آئی سو اسکی عورت آئی سو جب اسکو سوتے دیکھا تو کہا کہ تجھکو محرومی ہو کہ جو تو نے مانگا تھا سو نہ پایا سو جب دوپہر ہوئی تو بھوک سے بے ہوش ہو گیا سو کسی نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو اس وقت یہ آیت اتری کہ حلال ہوا تمکو روزے کی رات مین عورتون سے

بے پردہ ہوتا تو اصحاب رض اس سے بہت خوش ہوئے اور یہ آیت اتری کہ کہاؤ اور پیو یہانتک کہ صاف نظر آوے
تمکو دہاگا سفید سیاہ دہاگے سے مراد دہاگے سفید سے فجر ہے **ف** ایک روایت مین یہ ہے کہ جب کوئی کہانا
کہانے سے پہلے سو جاتا تہا تو پہر اسکو تمام رات اور تمام دن کوئی چیز کہانی درست نہ ہوتی تہی یہانتک کہ سورج
غروب ہوتا اور ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ مسلمانون کا دستور تہا کہ جب روزہ کہولتے تہے تو کہاتے تہے
اور پیتے تہے اور عورتون سے صحبت کرتے تہے جب تک کہ نہ سوتے اور جب کہانے پینے سے پہلے سو جاتے تہے تو
پہر رات تک کوئی چیز ۔۔۔ کہاتے پیتے نہ تہے پس براء کی حدیث کی سب روایتین متفق ہین اسپر کہ
ممانعت اس سے سونے کے ساتہہ مقید تہی اور یہی مشہور ہے اسکے غیر کی حدیث مین اور ابن عباس رض کی حدیث
یہ منع مقید ہے ساتہہ نماز عشا کے کہ جب عشا کی نماز پڑہ چکتے تہے تو اسکے بعد کہانا پینا وغیرہ اپر حرام ہو جاتا
تہا اور یہ زیادہ تر خاص ہے براء کی حدیث سے اور احتمال ہے کہ ذکر نماز عشاء کا اسواسطے ہو کہ اسکے بعد غالب اکثر
سونے کا ہوتا ہے اور حقیقت مین یہ قید خاص ہے ساتہہ سونے کے جیسے کہ باقی حدیثون مین ہے اور سدی
وغیرہ نے کہا کہ یہ حکم اہل کتاب کے موافق تہا کہ انکو بہی یہی حکم تہا کہ سونے کے بعد انکو کہانا پینا درست نہ تہا اور
کرمانی نے کہا کہ جب جماع حلال ہوا بعد اسکے کہ حرام تہا تو کہانا پینا بطریق اولے درست ہوگا اور اسی واسطے
خوش ہوئے اور اس سے اجازت سمجہی یہ وجہ مطابقت اسکی ہے واسطے قصے ابی قیس کے اور پہر جب کہانا
پینا اس سے بطریق مفہوم کے حلال ہوا تو اسکے بعد یہ آیت اتری کہ کہاؤ اور پیو تا کہ آیت کے منطوق سے حکم کا
آسان ہونا انکو صریحًا معلوم ہو پہر کہا کہ مراد اس سے ساری آیت ہے (فتح) **بَابُ** قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ
اِلَى اللَّيْلِ فِيْهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب ہے اس آیت کے بیان مین کہ کہاؤ اور پیو یہانتک
کہ صاف نظر آوے تمکو دہاگا سفید دہاگے سیاہ سے فجر سے پہر پورا کرو روزے کو رات تک اس باب مین براء کی حدیث
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یعنے جو پہلے گذر چکی ہے **ف** غرض اس باب سے بیان کرنا انتہا کہانے
وغیرہ کا ہے جو مباح ہوا بعد اسکے کہ منع تہا اور استفادہ کیا گیا ہے سہل کی حدیث سے جو اس باب مین ہے کہ
ذکر نزول آیت کا اس براء کی حدیث مین مراد اس سے اکثر آیت ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مین مِنَ الْفَجْرِ متاخر ہے نزول
اسکا باقی آیت سے باوجودیکہ براء کی حدیث مین اسکی تصریح نہین کہ یہ جملہ پہلے اترا تہا اسواسطے کہ باب کی حدیث
مین یہ آیت اَلْخَيْطِ الْاَسْوَدِ ہے اور ابوداؤد کی روایت مین مِنَ الْفَجْرِ تک ہے پس دوسری روایت محمول ہوگی
اسپر کہ لفظ مِنَ الْفَجْرِ کا غایت مین داخل نہین (فتح) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا حُصَيْنُ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ

الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ عَمَدْتُ اِلٰى عِقَالٍ اَسْوَدَ وَاِلٰى عِقَالٍ اَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِيْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ ترجمہ عدی بن حاتم سے روایت ہو کہ جب آیت اتری حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ تو قصد کیا مینے طرف ایک رسی سیاہ کی اور ایک رسی سفید کی سو مینے ان دونو کو اپنے گہدیلے کے تلے رکہا سو مینے انکو رات مین دیکہنا شروع کیا پس نہ صاف ظاہر ہوا مجہکو مختلف ہونا دونو رنگ کا سو مین صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوا اور آپ سے یہ حال ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین وہ دو تو دہاگے مگر سیاہی رات کی اور سفیدی صبح صادق کی **ف** اسحدیث کی ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کی نزول کے وقت عدی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر تہا اور یہ مقتضی ہے اسکو کہ وہ پہلے مسلمان ہوا ہو اور حالانکہ اسطرح نہین اسواسطے کہ روزے کا فرض ہونا ہجرت کی ابتدا مین نازل ہوا اور عدی نوین یا دسوین سال ہجرت مین مسلمان ہوا تہا پس یا تو یہ مراد اُکی نزلت سے یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے وقت مجہپر پڑہی گئی اور یا یہ مراد ہے کہ مجہکو اس آیت کی اترنے کی خبر پہونچی (فتح) **حدثنا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِيْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُنْزِلَتْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ وَلَمْ يُنْزَلْ مِنَ الْفَجْرِ فَكَانَ رِجَالٌ اِذَا اَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْاَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْاَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَاْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهٗ رُؤْيَتُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوْا اَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ترجمہ سہل رض سے روایت ہو کہ یہ آیت اتری وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ اور کلمہ مِنَ الْفَجْرِ نہ اترا پس لوگون کا دستور تہا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تہے تو انمین سے کوئی دہاگا سفید اور سیاہ باندہتا تہا اور ہمیشہ کہاتے رہتے تہے یہانتک کہ وہ دونو دہاگے انکو صاف نظر آتے تو خدا نے اسکے بعد کلمہ مِنَ الْفَجْرِ اتارا پس معلوم کیا انہون نے کہ مراد دونو دہاگون سے رات اور دن ہین **ف** ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ دونو دہاگون کو اپنے گہدیلے کے تلے رکہتے تہے پس دیکہتے تہے کہ کب صاف نظر آوین اور ان دونو روایتون کے درمیان تعارض نہین اسواسطے کہ احتمال ہے کہ بعضے یہ کام کرتے ہون اور بعضے یہ کام کرتے ہون اور انکو گہدیلے کے تلے رکہتے ہون سحری تک پہر اس وقت انکو اپنے پاؤن مین باندہتے ہون تاکہ انکو دیکہین اور اس آیت کے معنے یہ ہین کہ یہانتک کہ ظاہر ہو سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اور یہ بیان حاصل ہوتا ہے ساتہ طلوع صبح صادق کے اور اسمین

دلالت ہی اسمین کہ صبح صادق کے بعد دن ہوتا ہے اور ابو عبید نے کہا کہ مراد دہاگے سیاہ سے رات ہی اور مراد دہاگے سفید سے دن ہے اور دہاگے کے معنے رنگ ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مراد سفید سے وہ چیز ہے جو اول ظاہر ہوتی ہے فجر تعرض سے کنارے آسمان مین مانند دہاگے کہینچے گئے کی اور اسود سے مراد وہ چیز ہے جو دراز ہوتی ہے ساتھ اسکے سیاہی رات کی مانند دہاگے کی یہ بات زمخشری نے کہی ہے اور کہا کہ کلمہ من الفجر کا بیان ہے دہاگے سفید کا اور دہاگے سیاہ کا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ ایک کا بیان دوسرے کا بیان ہے پہر کہا کہ کسطرح جائز ہے تاخیر بیان کی اور وہ عبث کی مانند ہے اسواسطے کہ من الفجر کے نازل ہونے سی پہلے نہین سمجھی جاتی اُس سے مگر حقیقت یعنے دہاگا اور بیان مراد نہین پہر کہا کہ اکثر فقہا اور متکلمین تاخیر بیان کے وقت حاجت سی جائز نہین رکہتے ہین سو اُنکے نزدیک سہل کی یہ حدیث صحیح نہین اور بعضے کہتے ہین کہ جائز ہے وہ کہتے ہین یہ عبث نہین اسواسطے کہ مخاطب استفادہ کرتا ہے اُس سے وجوب خطاب کا اور قصد کرتا ہے اسکے فعل پر جبکہ اُس سے مراد کی وضاحت چاہے لیکن جو زمخشری نے کہا کہ اکثر اسکو جائز نہین رکہتے سو اسمین نظر ہے کما سیاتی اور یہ جو کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے[۲] اسواسطے کہ اتفاق کیا ہے اسکی صحت پر بخاری اور مسلم نے اور قبول کیا ہے اُسکو ساری امت نے اور مسئلہ تاخیر بیان کا اصول کی کتابون مین مشہور ہے اور اسمین اختلاف ہی درمیان علماء کے متکلمین وغیرہم سے اور اصل اس مسئلہ مین شافعیہ سے چار وجہین محکی ہین ایک مطلق جواز ہے یہ قول ابن سریج اور اصطخری اور ابن ابی ہریرہ وغیرہ سے محکی ہے اور ایک یہ کہ مطلق درست نہین یہ قول ابی اسحاق مروزی اور قاضی ابی حامد اور صیرفی سے محکی ہی تیسرا قول یہ ہے کہ بیان مجمل کی تاخیر جائز ہے اور عام کی جائز نہین جو تہا اسکے برعکس ہے اور یہ دونو قول شافعیہ سے ہین اور ابن حاجب نے کہا کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے منع ہے مگر جو تکلیف مالایطاق کو درست رکہتا ہے اُسکے نزدیک جائز ہے اور وہ اشاعرہ ہین کہ وہ اسکو جائز رکہتے ہین .... اور اکثر اُنکے کہتے ہین کہ یہ واقع نہین ہوا اور اسکے شارح نے کہا کہ حکم محتاج بیان کا دو قسم ہے ایک وہ کہ اسکے لیئے ظاہر ہے دوم یہ کہ اسکے لیے ظاہر نہین سو کہا ایک گروہ نے حنفیہ اور مالکیہ اور اکثر شافعیہ سے کہ جائز ہے تاخیر اسکی وقت خطاب سی اور اسی کو اختیار کیا ہے فخر رازی اور ابن حاجب وغیرہم نے اور بعض حنفیہ اور کل حنابلہ کہتے ہین کہ منع ہے اور کرخی نے کہا کہ منع ہے غیر مجمل مین اور حیث قرار پائے تو امام نووی نے کہا کہ خیط ابیض اور اسود کو تو ظاہر معنے پر بعض گنوارون نے حمل کیا تہا جو دین کے احکام کو خوب نہ سمجھ سکتے تہے مانند ان لوگون کی جنسے سہل نے حکایت کی اور بعض اور لوگون نے جنکی زبان مین استعمال دہاگے کی صبح مین نہ تہو مانند عدی کی اور طحاوی وغیرہ نے دعوی کیا ہے کہ وہ نسخ کے

[۲] [partly illegible] کسی نے یہ بات نہین کہی کہ یہ حدیث صحیح نہین

باب سچ ہے اور یہ کہ اول حکم دو گون کے ظاہر معنے پر تھا اور استدلال کیا ہے اُس نے اسپر ساتھ اسچیز کے جو عبد
وغیرہ سے منقول ہے کہ جائز ہے کھانا اسفار تک یعنے صبح کے خوب روشن ہونے تک پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ
آیت مِنَ الْفَجْرِ کے مین کہتا ہون کہ اسکی تائید کرتی ہے وہ چیز جو عبد الرزاق نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی
کہ بلال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کہا رہے تھے سو بلال نے کہا کہ یا حضرت
نماز طیار ہے قسم ہے خدا کی بے شک آپ نے صبح کی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے بلال
پر اگر بلال نہ ہوتا تو ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم رخصت دیجاتی کہانے پینے مین سورج نکلنے تک اور استدلال کیا گیا
ہے ساتھ اس آیت اور حدیث کے اسپر کہ نہایت کہانے پینے کی طلوع صبح صادق ہے اور اگر فجر نکلے اور
وہ کہاتا پیتا ہو پھر باز رہے تو اُسکا روزہ تمام ہوا اور اسمین علماء کو اختلاف ہے اور اگر اس گمان سے کہاوے
کہ ابھی صبح صادق نہین نکلی تو اُسکا روزہ جمہور کے نزدیک فاسد نہین ہوتا اسواسطے کہ آیت دلالت
کرتی ہے اباحت پر یہانتک کہ صاف ظاہر ہو اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ خدا نے تجھکو کہانا پینا
حلال کیا ہے جب تک کہ تو شک کرے اور ابو بکر رض اور عمر رض سے بھی مثل اسکے مروی ہے اور ابن ابی شیبہ نے
ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رض سے سحری کا مسئلہ پوچھا سو ایک مرد نے ابن عباس رض
کے ہمنشینوں سے اسکو کہا کہ کہا یہانتک کہ تجھ کو شک نہ ہو سو ابن عباس رض نے کہا کہ یہ کچھ بات نہین کہتا
کہا جب تک کہ تو شک کرے یہانتک کہ تو شک نہ کرے اور ابن منذر نے کہا کہ اسی طرف میل کی ہے اکثر
علماء نے اور امام مالک رح نے کہا کہ قضاء کرے اور ابن بزیزہ نے شرح احکام مین کہا کہ اختلاف کیا ہے
علماء نے اسمین کہ کیا حرام ہوتا ہے کہانا پینا ساتھ طلوع فجر کے یا ساتھ .... صاف ظاہر ہونے اُسکے
کے نزدیک دیکھنے والے کے ظاہر آیت کی دلیل سے اور اختلاف ہے کہ کیا جائز ہے امساک جز کا پہلے طلوع فجر
کے یا نہیں واسطے بنا کے اختلاف مشہور پر بیچ مقدمہ واجب کے (فتح) **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ نہ روکے
تمکو بلال کی اذان تمہاری سحری کہانے سے **ف** ابن بطال نے کہا کہ بخاری رح کے نزدیک لفظ ترجمہ کا صحیح
نہین ہوا سو عائشہ رض کی حدیث سے نکالے اور تحقیق روایت کیا ہے لفظ ترجمہ کو وکیع نے حدیث سمرہ سے
مرفوعاً کہ نہ روکے تمکو تمہاری سحری کہانے سے اذان بلال کی اور نہ صبح دراز ولیکن فجر پھیلنے والی کناروں میں
اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور یہ سمرہ رض کی حدیث مسلم مین بھی ہے لیکن بخاری کی مراد مین متعین
اسواسطے کہ تحقیق بخاری کی شرط پر ابن مسعود کی حدیث بھی صحیح ہو چکی ہے کہ فرمایا نہ روکے کسی کو اذان بلال
کی اسکی سحری کہانے سے اسواسطے کہ وہ رات کو اذان دیتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ وہی مراد اُسکی ہے ساتھ

اسچیز کے کہ اسکو اس باب مین ذکر کیا اور سمرہ کی حدیث مین جو مسلم نے روایت کی ہے بیان ہو واسطے اسچیز کے جو ابن مسعود کی حدیث مین مبہم ہے اور یہ اسواسطے کہ ابن مسعود کی حدیث مین یہ ہے کہ نہین فجر یہ کہ کہے اور اپنی انگلیون کو اوپر کی طرف اُٹھا یا پہر نیچے لائے یہانتک کہ اسطرح ہو یعنے دراز ہو اور چوڑی اور ثوبان سے روایت ہے کہ فجر دو قسم ہے سو جو فجر کہ بہیڑیے کی دم کی طرح ہے وہ نہ کسی چیز کو حلال کرتی ہے اور نہ کسی کو حرام کرتی ہے ولیکن صبح چوڑی یعنے وہی ہے جو کہانے کو حرام کرتی ہے اور نماز کو حلال کرتی ہے اور یہ موافق ہے واسطے آیت کے جو پہلے باب مین گذر چکی ہے اور ایک جماعت اصحابؓ کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کہانا سحری کا یہانتک کہ ظاہر ہو فجر اور یہی قول ہے اعمش کا تابعین مین سے حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کہائی اور قسم ہے خدا کی دن تہا صرف یہی فرق تہا کہ سورج نہ نکلا تہا اخرجہ الطحاوی وغیرہ اور ابن منذر نے ابو بکرؓ سے روایت کی ہے کہ انہون نے حکم کیا دروازہ بند کرنے کا تا کہ صبح نہ دیکھی جاوے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اُنہون نے صبح کی نماز پڑہی پہر نماز کے بعد کہا کہ اب یہ وقت ہے جبکہ صاف ظاہر ہو دہاگا سفید دہاگے سیاہ سے اور ابن منذر نے کہا کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد ظاہر ہونے سفیدی دن کی سے یہ ہے کہ پہیل جاوے سفیدی راہون مین اور کوچون مین اور گہرون مین پہر ابو بکرؓ وغیرہ سے حکایت کی اور ابن منذر نے اسناد صحیح کو ساتھ سالم بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسکو کہا کہ باہر نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے اُس نے کہا سو مینے نظر کی سو مینے کہا کہ مقرر صبح سفید ہوگئی اور پہیل گئی پہر فرمایا کہ نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے سو مین نکلا اور نظر کی سو مینے کہا کہ مقرر چوڑی ہوگئی سو فرمایا کہ اب پہونچا مجھکو شراب میرا اور اعمشؒ سے روایت ہے کہ اگر مجھکو خواہش ہوتی تو مین فجر کی نماز پڑہ کر سحری کہاتا اسحاق نے کہا کہ یہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ صبح صادق کے بعد کہانا جائز ہے یہانتک کہ صاف ظاہر ہو سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اسحاق نے کہا کہ مین پہلے قول کے ساتھ قائل ہون یعنے صبح صادق سے پہلے کہانا پینا چاہیے لیکن مین طعن نہین کرتا اسپر جو تاویل کرے رخصت کی مانند قول ثانی کی اور مین نہ اسپر قضا دیکہتا ہون اور نہ کفارہ مین کہتا ہون کہ اہین تعاقب ہے موفق وغیرہ پر جو کہتے ہین کہ اعمش کے خلاف پر اجماع ہو چکا ہے یعنے باوجود مخالف ہونے ایسے ایسے اکابر اصحاب کے اجماع کا دعوے کیونکر ہو سکتا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقٰى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ بلال رات مین بانگ دیا کرتا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاؤ اور پیو یہانتک کہ ابن مکتوم اذان دے

اسواسطے کہ مقرر وہ اذان نہین دیتا یہانتک کہ فجر نکلے اور قاسم نے کہاکہ ان دونوں کے اذان کے درمیان کچھ فرق نہ تہا مگر یہ کہ یہ چڑہتا تہا اور یہ اترتا تہا یعنے صرف اتنا ہی فرق تہا کہ بلال منبر سے تلے اترتا تہا اور ابن ام مکتوم اوپر چڑہتا تہا **بَابُ** تَعْجِيْلِ السَّحُوْرِ سحری کہانے مین شتابی کرنے کا بیان **ف** اسمین اشارہ ہے اس طرف کہ سحری طلوع فجر کے نزدیک واقع ہوتی ہتی اور ابو بکر رض سے روایت ہو کہ ہم رات کی نماز سے پہرتے ہتے پس کہانیکے ساتہہ جلدی کرتے ہتے واسطے خوف نکلنے صبح کے اور ابن منیر نے کہاکہ شتابی امور نسبیہ سے ہے پس اگر اول وقت کی طرف منسوب کیجاوے تو اسکے معنے تقدیم کے ہونگے اور اگر اخیر وقت کی طرف منسوب کیجاوے تو اسکے معنے تاخیر کے ہونگے اور تعجیل کے لفظ مین اشارہ ہے اس سے اسطرف کہ صحابی سبقت کرتا تہا ساتھ سحری اپنی کے فجر سے وقت خوف طلوع اسکے .... کے اور وقت خوف فوت ہونے نماز کے ساتہہ مقدار چلنے اسکے کی طرف مسجد کی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ اَهْلِيْ ثُمَّ يَكُوْنُ سُرْعَتِيْ اَنْ اُدْرِكَ السُّحُوْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** سہیل رض سے روایت ہے کہ مین اپنے گہر مین سحری کہایا کرتا تہا پہر مجھکو جلدی ہوتی ہتی کہ مین سحری کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ پاؤن **ف** مراد سہل کی یہ ہے کہ نہایت جلدی کرنا اسکا یہ کہ اسکی سحری واسطے قریب ہونے اسکے کی طلوع فجر سے اسطرح سے تہا کہ نہ قریب تہا کہ صبح کی نماز کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ پائے اور اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کو بہت اندہیرے مین پڑہتے ہتے (فتح) **بَابُ** قَدْرِكَمْ بَيْنَ السُّحُوْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ یعنے سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کس قدر وقت ہوتا تہا **ف** یعنے سحری کی انتہا اور نماز کے ابتدا مین کسقدر فرق تہا اسواسطے کہ مراد اندازہ کرنا اس ملانے کا ہے جسمین کہانا ترک کیا جاتا ہے اور مراد نماز کے فعل سے ابتدا شروع کرنے اسکے کا ہو (فتح) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالسُّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً **ترجمہ** زید بن ثابت رض سے روایت ہو کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سحری کہائی پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف کہڑے ہوئے سو مینے کہاکہ اذان اور سحری کے درمیان کسقدر فاصلہ تہا اس نے کہا کہ مقدار پڑہنے پچاس آیت کی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اندازہ کرنا وقتون کا ساتہہ اعمال بدن کے اور عرب کا دستور یہی تہا اور نیز اسمین اشارہ ہے کہ انکے اوقات مستغرق تھے ساتہہ عبادت کے اور اسمین تاخیر کرنا سحری کا ہے اسواسطے کہ وہ ابلغ ہے مقصود مین اور نیز اسمین تقویت ہے تا اوپر روزہ کے واسطے عام ہونے حاجت کی طرف طعام کی

اور اگر سحری نہ کہاتے تو بعضون پر دشوار ہوتا خاص کر اُس شخص پر جسکی مزاج صفراوی ہو کہ کبہی وہ بیہوش ہو جاتا ہے اور رمضان مین روزہ کہولنے کی حاجت پڑتی ہے اور اسحدیث مین الفت دینا فاضل کا ہے اپنے اصحاب کو ساتہہ ملکر کہانے کو اور یہ کہ حاجت کے لیے رات کو چلنا درست ہے اسواسطے کہ زید بن ثابت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہین سوتے تہے اور یہ کہ مستحب ہے جمع ہونا سحری پر اور قرطبی نے کہا کہ اسمین دلالت ہے اسپر کہ طلوع فجر سے پہلے سحری سے فراغت ہو جاتی تہی اور حذیفہؓ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سورج نکلنا باقی رہتا تہا پس یہ تعارض ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے کسی سابق حال پر **باب** بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَاصَلُوا وَلَمْ يُذْكَرِ السَّحُورُ باب ہے اس بیان مین کہ سحری کہانے مین برکت ہے بغیر واجب کرنیکے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپکے اصحابؓ نے وصال کیا یعنے پے درپے چند روزے رکہے بغیر اسکے کہ درمیان مین افطار کرین اور نہین ذکر کیا گیا کہانا سحری کا **ف** مراد امام بخاریؒ کی ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جو آیندہ آویگی کہ آپنے وصال سے منع کیا پہر منع کے بعد آپنے اصحاب کے ساتہہ ایکدن وصال کیا پہر ایکدن وصال کیا پہر چاند کو دیکہا سو فرمایا کہ اگر چاند موخر ہوتا تو مین تمکو زیادہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ سحری کہانی واجب نہین اسواسطے کہ اگر واجب ہوتی تو اُنکے ساتہہ وصال نہ کرتے اسواسطے کہ وصال مستلزم ہے سحری کے ترک کرنے کو برابر ہے کہ ہم کہین وصال درست ہے یا نہین وسیأتی الکلام فی حکم الوصال (فتح) **حدثنا** موسی بن اسمعیل ثنا جويرية عن نافع عن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم واصل فواصل الناس فشق عليهم فنهاهم قالوا إنك تواصل قال لست كهيئتكم إني أظل أطعم وأسقى **ترجمہ** عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کیا اور اصحاب نے بہی وصال کیا سو وہ انپر دشوار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو منع فرمایا اصحابؓ نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہین فرمایا کہ کہ مین تمہاری طرح نہین ہون مجہکو دن مین کہانا پینا ملتا ہے **ف** وصال اسکو کہتے ہین کہ آدمی دو یا تین روزے پے درپے رکہے اور اُنکے درمیان رات کو بہی نہ کہاوے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری کہانی واجب نہین اسواسطے کہ اگر واجب ہوتی تو آپ اصحابؓ کے ساتہہ وصال نہ کرتے وفيه المطابقة للترجمة **حدثنا** آدم بن أبي إياس ثنا شعبة ثنا عبد العزيز بن صهيب قال سمعت أنس بن مالك قال قال النبي صلى الله عليه وسلم تسحروا فإن في السحور بركة **ترجمہ** انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کہایا کرو اسواسطے کہ سحری کہانے مین برکت ہے **ف** مراد برکت سے اجر اور ثواب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ برکت یہ ہے کہ اسوقت آدمی جاگتا ہے اور دعا کرتا ہے اور اولے یہ ہے کہ سحری کہانے مین کئی قسم سے

برکت حاصل ہوتی ہے اور وہ پیروی کرنی سنت کی ہی اور مخالفت اہل کتاب کی اور قوت حاصل کرنی ہے عبادت پر اور زیادتی ہے نشاط مین اور مدافعت ہی واسطے سوء خلق کے جسکو بھوک اُٹھاتی ہے اور سبب ہے واسطے ذکر اور دعاء کے وقت گمان قبول ہونے کی اور تدارک ہے واسطے نیت روزے کے اُسکے لیئے جو اس سے غافل ہو پہلے سونے سے اور ابن دقیق عید نے کہا کہ جائز ہے کہ یہ برکت امور اخرویہ کی طرف پھری واسطے کہ سنت کا قائم کرنا اجر کو زیادہ کرتا ہے اور احتمال ہے کہ امور دنیویہ کی طرف رجوع کرے مانند قوت بدن کی روزے پر اور حاصل ہونے اُسکے کی بغیر ضرر کے اور حکمت روزے کے رکھنے مین توڑنا شہوت پیٹ اور فرج کا ہے سو اگر اس مقدار سے کہاوے کہ یہ حکمت بالکل معدوم ہو جاوے جیسے کہ مالدار لوگ کرتے ہین تو یہ مستحب نہین اور حاصل ہوتی ہے سحری ساتھ اقل اسچیز کے کہ کہاوے اسکو آدمی کہانے کی چیز سے یا پینے کی چیز سے (فتح) **بَابٌ** اِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا اگر دن کو روزے کی نیت کرے تو یہ درست ہے یا نہین **ف** علماء کو اسمین اختلاف ہے بعضے فرض اور نفل مین فرق کرتے ہین یعنے اگر روزہ فرض ہو تو اسکی نیت دن کو درست نہین بلکہ اسکی نیت رات سے کرے اور اگر نفل ہو تو اسکی نیت دن کو بھی درست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نفل روزے کی نیت زوال سے پہلے درست ہے اور پیچھے درست نہین (فتح) وَقَالَتْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ كَانَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَاِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّي صَائِمٌ يَوْمِي هٰذَا یعنے اور ام درداء نے کہا کہ ابو درداء کہا کرتا تہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کہانا ہے سو اگر ہم کہتے کہ نہین تو کہتا کہ مین آج روزہ دار ہون وَفَعَلَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ یعنے یہ کام ان چار اصحاب نے کیا ہے **ف** امام نووی نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے جمہور کے اسپر کہ نفل روزے کی نیت دن کو بھی جائز ہے پہلے زوال سے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ اُس نے رات کو روزے کی نیت کی تہی پھر اس سے عاجز ہوا اور روزہ کھولنے کا ارادہ کیا پس پوچہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کہانا ہے اور یہ تاویل فاسد ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اسمین اختلاف ہے اُس شخص سے حق مین جو صبح کرے روزہ نہ رکہنے کی نیت سے پھر اسکو ظاہر ہو یعنے چاہے کہ نفل روزہ رکھے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اسکو روزہ رکہنا جائز ہے جب اُسکو چاہے ...... اور یہی مذہب ہے ابو ہریرہ وغیرہ اصحاب کا جو مذکور ہوئے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود اور ابو ایوب وغیرہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد کا اور ابن عمر نے کہا کہ نہین جائز ہے نفل روزہ رکھنا یہان تک کہ رات سے نیت کرے یا سحری کہاوے اور امام مالک نے کہا کہ نفل روزہ نہ رکہے مگر یہ کہ رات سے نیت کرے مگر یہ کہ پے در پے روزے رکہتا ہو تو رات سے نیت کرنے کی حاجت نہین اور اہل رائے یعنے حنفیہ نے کہا کہ جو صبح کرے اس حال مین کہ مفطر رہا ہو پھر اسکو ظاہر ہو کہ روزہ رکھے اور اسکی نیت زوال سے پہلے کرے تو درست ہے اور اگر زوال سے پیچھے نیت کرے تو درست نہین مین کہتا ہون کہ یہی

صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور جو ابن منذر نے امام شافعی رح سے مطلق جواز نقل کیا ہے برابر ہے کہ زوال سے پہلے نیت
کرے یا پیچھے یہ ایک قول امام شافعی رح کا ہے اور مشہور مالک اور لیث وغیرہ سے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے روزہ نفل مگر
ساتھ نیت کے رات سے (فتح) **حَدَّثَنَا** اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا یُّنَادِیْ فِی النَّاسِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ اِنَّ مَنْ اَکَلَ فَلْیُتِمَّ
اَوْ فَلْیَصُمْ وَمَنْ لَّمْ یَاْکُلْ فَلَا یَاْکُلْ **ترجمہ** سلمہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو
بھیجا کہ عاشورے کے دن لوگوں میں پکار دے کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیئے کہ روزہ تمام کرے یا فرمایا چاہئے
کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا وہ نہ کھاوے **ف** اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ جو رات کو نیت نہ کرے
بلکہ دن کو کرے اسکا روزہ صحیح ہے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دن کے درمیان میں روزے کا حکم کیا پس معلوم ہوا کہ رات کو نیت کرنی شرط نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے
اسپر کہ عاشورے کا روزہ واجب تھا اور راجح قول علی رض کا یہ ہے کہ فرض نہ تھا اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ فرض
تھا تو کہا جاویگا کہ بیشک منسوخ ہوا پس منسوخ ہوا حکم اُسکا اور شرطیں اسکی ساتھ دلیل اس قول کے کہ جسنے
کھا لیا ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو کہتا ہے کہ رات کو روزے کی نیت کرنی شرط نہیں وہ نہیں جائز
رکھتا روزہ اُس شخص کا جو دن میں کھاوے اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ رات کو نیت نہ کرنی خاص ہے
ساتھ روزے عاشورے کے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ اُسکا حکم باقی ہے تو بند رہنے کے ساتھ حکم کرنا اسکو
مستلزم نہیں کہ وہ کفایت کرتا ہے اور واقعی روزہ شمار کیا جاتا ہے پس احتمال ہے کہ آپ نے حکم کیا ہو
ساتھ امساک کے واسطے تعظیم وقت کے جیسے کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنے بند رہنے کے وہ شخص کہ
رمضان میں سفر سے آوے اور جیسے کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ بند رہنے کے وہ شخص کہ افطار کرے دن شک کے
پھر چاند کو دیکھے اور یہ سبب منافی نہیں حکم کرنے اُنکے کو ساتھ قضا کے بلکہ وارد ہو چکا ہے یہ صریحا بیچ
ایک حدیث کے جو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ اسلم (ایک قبیلے کا نام ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس دن کا روزہ رکھا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں سو
فرمایا کہ اپنا باقی دن پورا کرو یعنے کھانے پینے سے بند رہو اور اسکو قضا کرو اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث
ثابت نہیں قضا کے حکم میں تو نہ متعین ہوگا ترک قضا کا اسواسطے کہ جو پورا دن نہ پاوے اسکو قضا لازم نہیں
مانند اس شخص کی کہ بالغ ہوا یا مسلمان ہوا درمیان دن رمضان کے اور جمہور نے حجت پکڑی ہے واسطے
شرط ہونے نیت روزے کے رات سے ساتھ حدیث کے کہ روایت کی اصحاب سنن نے حفصہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اسکا روزہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو رات سے روزے

کی نیت نہیں کری اُسکا روزہ نہین لیکن اسکے رفع مین اور وقف مین اختلاف ہے ترمذی وغیرہ نے اُسکے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے اور عمل کیا ہے ساتھ ظاہر اسناد کے اماموں کی ایک جماعت نے سو صحیح کہا ہے اُنہوں نے حدیث مذکور کو انہین مین سے ہین ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ اور دار قطنی نے اسکو ایک اور طریق سے روایت کیا ہے اور کہا کہ اسکے راوی معتبر ہین اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ روزے قضا اور نذر کے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہے اور زیادہ تر بعید اس سے فرق کرنا طحاوی کا ہے درمیان روزے فرض کے جبکہ کسی خاص معین دن مین ہو مانند عاشوری کی پس کفایت کرتی ہے نیت دن مین یا کسی معین دن مین نہ ہوگا مانند رمضان کی پس نہ کفایت کریگا مگر ساتھ نیت کو رات سے اور درمیان روزے نفل کے پس کفایت کرتا ہے ساتھ نیت کو رات مین اور دن مین اور تعاقب کیا ہے اسکا امام الحرمین نے ساتھ اس طور کے کہ یہ کلام واہیات ہے اُسکا کوئی اصل نہین اور ابن قدامہ نے کہا کہ معتبر ہے نیت رمضان مین واسطے ہر دن کے بیچ قول جمہور کے اور امام احمد سے روایت ہے کہ ساری رمضان کے لیئے صرف ایک نیت بھی کافی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اسحاق کا اور زفر نے کہا کہ صحیح ہے روزہ رمضان کا بیچ حق مقیم صحیح کے بغیر نیت کے اور یہی قول ہے عطا اور مجاہد کا اور حجت پکڑی ہے زفر نے ساتھ اسطور کے کہ نہین صحیح ہے اُسمین غیر روزہ رمضان کا واسطے معین ہونے اسکے کے پس نہ محتاج ہوگا طرف نیت کی اسواسطے کہ زمانہ اسکے لیئے کھسوٹی ہے پس نہ متصور ہوگا ایک دن مین مگر ایک روزہ اور ابو بکر رازی نے کہا کہ اسکے قائل پر لازم آتا ہے یہ کہ صحیح کھے روزے اُس شخص کے کو جسکو رمضان مین بیہوشی ہو جاوے جبکہ نہ کھایا ہو اور نہ پیا ہو واسطے پائے جانے امساک کے بغیر نیت کے اور الحاق کیا گیا ہے ساتھ اسکے وہ شخص کہ رات کو نیت کرنی بھول جاوے واسطے برابر ہونے حکم جاہل اور ناسی کے (فتح) **بَاب** الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا اگر روزہ دار صبح کرے اس حال مین کہ اسکو نہانے کی حاجت ہو تو اُسکا روزہ درست ہے یا نہین اور کیا فرق کیا جاوے درمیان عامد اور ناسی کے یا درمیان روزے فرض و نفل کے اور ان سب مسئلوں مین سلف کو اختلاف ہے اور جمہور کہتے ہین کہ مطلق جائز ہے یعنی خواہ عامد ہو یا ناسی یا روزہ فرض ہو یا نفل (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ جِئْتُ اَنَا وَاَبِيْ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ اَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَ مَرْوَانَ اَنَّ عَائِشَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا أَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا وَلَوْلَا أَنَّ مَرْوَانَ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلُ أَسْنَدُ **ترجمہ** سمیٰ مولیٰ ابوبکر رض سے روایت ہے کہ اُس نے ابوبکر بن عبدالرحمن سے سُنا کہتا تھا کہ مین اور میرا باپ دونو آئے یہانتک کہ ہم عائشہ اور ام سلمہ رض پر داخل ہوئے سو انہون نے انکو خبر دی کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاتی آپ کو فجر اسحال مین کہ آپکو نہانے کی حاجت ہوتی تہی اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرنے سے پہر نہاتے اور روزہ رکہتے اور مروان نے عبدالرحمن کو کہا کہ مین تجہکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ البتہ تو اسحدیث کو ابوہریرہ رض کے سامنے بیان کرے یعنی اسواسطے کہ ابوہریرہ رض کہتے تہے کہ جو حالت جنابت مین صبح کرے اسکا روزہ درست نہین اور مروان اس دن مدینہ پر حاکم تہا یعنے معاویہ کی طرف سے سو ابوبکر راوی نے کہا کہ عبدالرحمن نے اس بات کو برا جانا یعنے اسواسطے کہ ابوہریرہ رض اسکا دوست تہا پہر اتفاقاً ہم ذی الحلیفہ مین اکٹھے ہوئے اور ابوہریرہ رض کی وہان زمین تہی سو عبدالرحمن نے ابوہریرہ رض سے کہا کہ مین تجہسے ایک بات ذکر کرتا ہون اور اگر مروان نے مجہکو اسمین قسم نہ دی ہوتی تو مین اسکو تجہسے بیان نہ کرتا سو عبدالرحمن نے عائشہ اور ام سلمہ رض کا قول ذکر کیا سو ابوہریرہ رض نے کہا کہ اسی طرح حدیث بیان کی ہے مجہسے فضل بن عباس نے اور وہ تجہسے زیادہ تر جاننے والا ہے یعنے جو کچہ کہ مین کہتا ہون کہ جو صبح کرے حالت جنابت مین اسکا روزہ صحیح نہین یہ حدیث فضل نے مجہسے بیان کی ہے اسکا ذمہ اُسپر ہے اور ہمام اور عبداللہ نے ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ساتھ روزہ کہولنے کے یعنے اسکے لیے جو حالت جنابت مین صبح کرے اور امام بخاری رح نے کہا کہ عائشہ رض کی حدیث قوی تر ہے از روی اسناد کی اور ایک روایت مین ام سلمہ رض سے آیا ہے کہ تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم صبح کرتے اسحال مین کہ مجہ سے جنبی ہوتے پس روزہ رکہتے اور مجہکو روزے کا حکم کرتے اور اسحدیث مین دو فائدے ہین ایک یہ کہ رمضان مین جماع کرتے تہے اور تاخیر کرتے تہے غسل کو اُسوقت تک کہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے واسطے بیان کرنے اس بات کے کہ یہ جائز ہے اور دوسرا یہ کہ غسل جماع کے سبب سے تہا نہ احتلام کے سبب سے اسواسطے کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور حضرت صلعم اوس سے معصوم تھے اور ارادہ کیا ام سلمہ نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ جماع کے مبالغہ بیچ رد کرنے اوس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ جو جان بوجہ کر جماع کرے اوسکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب کہ

م هنالك ارض فقال عبد الرحمن لابي هريرة

جان بوجھکر جماع کرنے والے کا روزہ نہین ٹوٹتا تو جو نہانا بھول جاوے یا اس سے سو جاوے اسکا روزہ بطل
اولے نہ ٹوٹے گا اور یہ جو ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جو حالت جنابت مین صبح کرے اوسکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے
تو یہ مذہب انکا ابتدا مین تہا پہر ثابت ہو چکا ہے کہ اخیر عمر مین اونہون نے اپنے اس قول سے رجوع کیا یا تو اسواسطے
کہ عایشہ کی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہے کہ وہ جواز مین صریح ہے باوجودیکہ غیر کے حدیث مین احتمال ہے
اسواسطے کہ ممکن ہے کہ اسکا حکم استحباب پر محمول ہو یعنی غیر فرض مین مستحب ہے کہ اوسکی قضا کرے اور اسی طرح
اسدن مین روزہ رکہنے سے نہی بھی تنزیہی پر محمول ہے لیکن بعض تابعین ابوہریرہ کے اس قول پر اڑے رہے جیسے
کہ ترمذی نے نقل کیا پہر انکے بعد یہ اختلاف دور ہوا اور اسکے خلاف پر اجماع قرار پایا یعنے حالت جنابت مین صبح کرنی
بالاجماع جائز ہے جیسا العین کیا ہے ساتہہ اسکے نووی نے لیکن جو ابوہریرہؓ کی حدیث کو لیتے ہین انمین سے
بعض نے فرق کیا ہے درمیان اسکے جو جان بوجہکر جماع کرے اور درمیان اسکے جسکو احتلام ہووے اور عطا سے
روایت ہے کہ کسی نے انسے یہ مسئلہ پوچھا سو اس نے کہا کہ عائشہ رض اور ابوہریرہؓ نے اس مسئلے مین اختلاف کیا ہے
سو میری رائے یہ ہے کہ وہ روزہ پورا کرے اور قضا کرے اور شاید کہ اسکے نزدیک ابوہریرہ رض کا رجوع ثابت نہین
ہوا اور یہ قضا کے واجب ہونے مین صریح نہین اور حسن بن صالح سے یہ بھی منقول ہے کہ قضا واجب ہے اور طحاوی
نے اس سے استحباب نقل کیا ہے یعنے اسکی قضا مستحب ہے اور ابن عبد البر نے اس سے اور نخعی سے نقل کیا ہے کہ اگر
روزہ فرض ہو تو قضا واجب ہے اور اگر نفل ہو تو جائز ہے اور یہ سب اختلاف جنبی کے حق مین ہے جو جانکر عورت سے
صحبت کرے لیکن اگر کسی کو رمضان کی رات مین احتلام ہو جاوے تو اجماع ہے سب کا اسپر کہ وہ اسکو کفایت
کرتا ہے لیکن دعویٰ اجماع ٹہیک نہین اسواسطے کہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ انکو رمضان کی ایک رات
مین احتلام ہوا سو وہ طلوع فجر سے پہلے جاگے پہر نہانے سے پہلے سو گئے پس نہ جاگے یہانتک کہ صبح ہو گئی اسنے
کہا سو مینے ابوہریرہؓ سے فتوی چاہا سو اس نے کہا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اسی طرح ابوہریرہؓ سے مروی ہے پس یہ صریح
ہے تعزز مین اور جو کہتے ہین کہ جنبی کا روزہ صبح کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے تو وہ عائشہ رض کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہین
کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور جمہور کہتے ہین کہ خاصہ ثابت نہین ہوتا مگر دلیل سے اور نیز یہ جواب
دیتے ہین کہ وارد ہو چکا ہے صریح جو دلالت کرتا ہے عدم خصوصیت پر جیسے کہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فتوی پوچہنے کو آیا اور عائشہ رض حجاب کے پیچہے سے سنتی تہین سو اس نے کہا کہ یا حضرت
مجھکو صبح کی نماز نے پایا اسحال مین کہ مین جنبی تہا کیا پس مین روزہ رکہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو
بھی فجر کی نماز پاتی ہے اسحال مین کہ مین جنبی ہوتا ہون پس مین روزہ رکہتا ہون اور ابن خزیمہ نے کہا کہ ابوہریرہؓ کی
حدیث منسوخ ہے اسواسطے کہ جب روزہ پہلے فرض ہوا تو روزے کی رات مین سونے سے پہلے کہانا پینا جماع منع تہا

پس احتمال ہے کہ فضل کی حدیث مین اسوقت کا ذکر ہو پہر اللہ نے یہ سب چیزین صبح صادق ہونے تک مباح کین سو جماع کرنے والے کو جائز ہوگا کہ طلوع صبح صادق تک جماع کرتا رہے پس اس سے لازم آویگا کہ اسکا غسل صبح صادق کے بعد واقع ہو پس دلالت کی اسنے کہ عائشہ رض کی حدیث فضل کی واسطے ناسخ ہے اور فضل اور ابوہریرہؓ کو ناسخ نہین پہونچا حدیث کے سو ابوہریرہؓ ہمیشہ یہی فتوے دیتے رہے پہر جب انکو یہ حدیث پہونچی تو اس سے رجوع کیا اور یہی قول ہے ابن منذر اور خطابی وغیرہ کا کہ ابوہریرہؓ کی حدیث منسوخ ہے اور یہی بات قوی ہے اور اولی ہے ترجیح سے یعنی بعضے کہتے ہین کہ عائشہؓ کی حدیث کو ابوہریرہؓ کی حدیث پر ترجیح ہے اسواسطے کہ ام سلمہؓ نے اسپر اسکی موافقت کی اور دو کی روایت مقدم ہوتی ہے ایک کی روایت پر خاصکر اسوجہ سے کہ وہ دونو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیان ہین اور وہ زیادہ تر جاننے والی ہین ساتھ اسکے مردون سے اور نیز اسواسطے کہ انکی روایت منقول کے موافق ہے کما تقدم من مدلول الآیۃ اور نیز موافق ہے معقول کو اور وہ یہ ہے کہ غسل ایک چیز ہے جو انزال کے سبب سے واجب ہوا ہے اور نہانے مین کوئی ایسی چیز نہین کہ روزیدار پر حرام ہو اسواسطے کہ کبھی روزیدارون کو بھی احتلام ہو جاتا ہے اسپر نہانا اور نہین حرام ہوتا اسپر بلکہ وہ بالاجماع روزہ پورا کرے اور اسی طرح اگر اسکو روزے کی رات مین احتلام ہو جاوے بلکہ وہ بطریق اولے جائز ہوگا اور روزیدار کو تو صرف منع ہے کہ بیان بوجہہ کر دن کو جماع نہ کرے اور یہ مشابہ ہے ساتھ اس شخص کے جو احرام کی حالت مین خوشبو لگانے سے منع کرتے ہین لیکن اگر حلال ہونے کی حالت مین خوشبو لگاوے پہر احرام باندہے اور اسپر اسکا رنگ یا بو باقی ہو تو وہ اسپر حرام نہین اور بعضے کہتے ہین کہ ابوہریرہؓ کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور عائشہ رض کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے اور اسحدیث مین اور بھی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ جائز ہے علماء کو داخل ہونا امیر وزیر اور انکے ساتھ علم کا تذکرہ کرنا اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا ثبوت کا نقل مین اور رجوع کرنا معانی مین طرف اعلم کی .... اور یہ کہ جس بات مین عورتون کو اطلاع ہو اگر مین انکی روایت کو ترجیح ہے مردون کی روایت پر اور یہی حکم ہے مردون کی روایت کا اور یہ کہ جو امر کا مباشر ہو وہ اعلم ہے ساتھ اسکے مخبر عنہ سے اور یہ کہ اصل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب افعال مین پیروی کرنی ہے جب تک کہ اسکی خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہ کہ اگر مفضول افضل سے اپنے معلوم کے خلاف کوئی چیز سنے تو اسکو جائز ہے کہ اس سے بحث کرے یہانتک کہ اسکی وجہ پر واقف ہو اور یہ کہ اختلاف کے وقت حجت کتاب اور سنت ہی اور یہ کہ خبر واحد کی حجت ہی اور یہ کہ اسمین عورت مرد کی طرح ہے اور اسمین فضیلت ہے واسطے ابوہریرہؓ کے کہ انہون نے ناحق کا اقرار کیا اور اسکی طرف رجوع کیا اور اسمین استعمال کرنا سلف اصحاب اور تابعین کا ہے ارسال کو عدول سے بغیر انکار کے اسواسطے کہ ابوہریرہؓ نے اقرار کیا کہ مینے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنی باوجودیکہ انکو ممکن تہا کہ وہ اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ روایت کرین اور

یہ کہ علماؤں کا ادب کیا جاوے اور امیروں کے حکم کو بجا لایا جاوے جبکہ طاعت ہو اگرچہ اسمین باسور پر مشقت ہو (تکمیل) حیض اور نفاس والی عورت بھی جنبی کے معنے مین ہے جبکہ اسکا خون رات کو بند ہو پھر نہانے سے پہلے صبح ہو جاوے کہ انکا روزہ بھی صحیح ہے امام نووی نے کہا کہ یہی مذہب ہے سب علماء کا کہ انکا روزہ صحیح ہے مگر بعض سلف سے محکی ہے کہ وہ روزہ انکا صحیح نہین یہی محکی ہے اوزاعی اور حسن بن صالح اور عبدالملک سے کہ اگر صبح کے بعد نہاوے تو اسکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے **بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ** روزہ دار کو عورت کو بدن سے بدن لگانا درست ہے **ف** مباشرت سے مراد اسجگہ جماع نہین بلکہ صرف بدن سے بدن لگانا ہے وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا یعنے عائشہ رض نے کہا کہ حرام ہے اُسپر ستر اُسکا **ف** اصل یہ روایت اسطور سے ہے کہ ایک شخص نے عائشہ رض سے پوچھا کہ مجھکو روزے کی حالت مین اپنی عورت سے کیا چیز حلال ہے عائشہ رض نے کہا کہ اُسکا فرج حرام ہے یعنے اسکے سوا اور سب چیز حلال ہے (فتح) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهِ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت مین بوسہ لیتے تھے اور بدن سے بدن لگاتے تھے اور وہ اپنی حاجت کے لیئے تم سے زیادہ مالک تھے **ف** ایک روایت مین آیا ہے کہ اسود نے کہا کہ مین نے عائشہ رض سے پوچھا کہ کیا روزہ دار روزے کی حالت مین عورت کو بدن سے بدن لگاوے عائشہ رض نے کہا کہ نہ تو مراد اس سے نہی تنزیہی ہے تاکہ یہ حدیث عائشہ رض کی پہلے قول کے موافق ہو جاوے اور موطا مین بھی عائشہ رض سے ایک روایت آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار کو مباشرت حرام نہین اور نہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے رمضان مین اسحال مین کہ روزہ دار ہوتے پس اسمین اشارہ ہے کہ روزے فرض اور نفل مین کچھ فرق نہین دونو کا ایک حکم ہے اور اس مسئلے مین علماء کو اختلاف ہے کہ کیا روزہ دار کو روزے کی حالت مین بوسہ لینا اور مباشرت کرنی جائز ہے یا مکروہ سو ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ مطلق مکروہ ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وہ بوسہ اور مباشرت کو برا جانتے تھے اور ابن منذر وغیرہ نے ایک گروہ سے نقل کیا ہے کہ روزہ دار کو قبلہ اور مباشرت حرام ہے اور انکی دلیل یہ آیت ہے کہ اب اُنسے مباشرت کرو کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کو مباشرت کرنی منع ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اور آپ ہی نے اسکو خدا کی طرف سے بیان کیا اور آپنے دن کو مباشرت جائز رکھی ہے تو معلوم ہوا کہ مراد اس آیت مین مباشرت سے جماع ہے نہ وہ چیز جو اُس سے کم ہے مانند بوسے وغیرہ کی اور عبداللہ بن شبرمہ ایک فقہاء کوفہ نے فتوی دیا ہے کہ جو روزے کی حالت مین بوسہ لے اسکا روزہ ٹوٹ جاتا

اور طحاوی نے اسکو ایک سے نقل کیا ہے لیکن اُنکا نام نہین لیا اور الزام دیا ہے ابن حزمؒ نے اہل قیاس کو یہ کہ لاحق کرین روزہ کو ساتھ حج کے بیچ منع ہونے مباشرت کے اور مقدمات نکاح کے واسطے اتفاق کے اسپر کہ وہ دونو جماع سے باطل ہو جاتے ہین اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ قبلہ مطلق درست ہے اور منقول ہے ابو ہریرہؓ سے اور یہی قول ہے سعد اور سعید وغیرہ ایک گروہ کا بلکہ بعض اہل ظاہر نے مبالغہ کیا ہے پس کہا کہ قبلہ مستحب ہے اور دوسرے لوگون نے جوان اور بڈھے مین فرق کیا ہے پس کہا کہ بڈھے کو جائز ہے اور جوان کو مکروہ ہے اور یہی مشہور ہے ابن عباسؓ سے اور ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ اگر روزہ دار اپنے نفس پر قادر ہو تو اسکو بوسہ لینا درست ہے نہین تو نہین تاکہ اسکا روزہ سلامت رہے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور شافعیؒ کا اور مسلم مین ایک حدیث ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان اور بڈھے مین فرق نہین بلکہ دونو کو بوسہ لینا جائز ہے اور اگر بوسہ لیوے یا مباشرت کرے یا نظر کرے اور اُسکو انزال ہو جاوے یعنے منی نکل آوے یا مذی آوے تو اہل کوفہ کہتے ہین کہ روزہ قضا کرے جبکہ اسکو انزال ہو غیر نظر مین اور اگر مذی آوے تو اُسمین قضا نہین اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور امام مالک اور اسحاق کہتے ہین کہ ہر صورت مین قضا کرے خواہ منی ہو یا مذی اور کفارہ دیوے مگر مذی مین نہ دیوے بلکہ اُسمین فقط روزہ قضا کرے اور حذیفہ رضہ سے روایت ہے کہ جو اپنی عورت کی خلقت مین غور کرے اس حال مین کہ روزہ دار ہو تو اُسکا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ اگر روزے کی حالت مین بوسہ لیوے اور اُسکی منی نکل آوے تو اُسکا روزہ بلا خلاف ٹوٹ جاتا ہے اور اسمین نظر ہے سو اسواسطے کہ ابن حزم نے حکایت کی ہے کہ روزہ نہین ٹوٹتا اور سے بیان کیا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَآرِبُ حَاجَةٌ یعنے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اِرْب کے معنے حاجت کے ہین وَقَالَ طَاؤُسٌ غَيْرُ اُولِي الْاِرْبَةِ الْاَحْمَقُ لَا حَاجَةَ لَهٗ فِي النِّسَاءِ یعنے اور طاؤس نے کہا کہ مراد لفظ غیر اُولی الاربہ سے جو قرآن مین واقع ہوا ہے احمق ہے جسکو عورتون کی حاجت نہو ف چونکہ اس حدیث مین ارب کا لفظ آیا تھا اسلیے اسکی مناسبت سے امام بخاری نے اس لفظ قرآن کی تفسیر کی اور ابن جبیر نے کہا کہ مراد اُس سے دیوانہ ہے اور عکرمہ نے کہا کہ مراد اُس سے نامرد ہے (فتح)

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کو اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ اِنْ نَظَرَ فَاَمْنٰى يُتِمُّ صَوْمَهٗ یعنے اور جابرؓ نے کہا کہ اگر روزہ دار عورت کی طرف نظر کرے اور اُسکی منی نکل آوے تو اس سے روزہ باطل نہین ہوتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهٖ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بی بیون کا بوسہ لیتے تھے اس حال مین کہ آپ روزہ دار ہوتے

پہر عائشہ رضہ ہنس پڑین **ف** عائشہ رض کا ہنسنا تو اسوجہ سے تہا کہ انہون نے تعجب کیا اس سے جو اس مسئلے مین مخالف ہو بعد یا اپنے نفس سے تعجب کیا جبکہ حدیث بیان کی ساتہہ اسچیز کے کہ اسکی مثل کے ذکر سے مرد حیا کرتے ہین اور یا تنبیہ کی اسپر کہ وہ خود صاحب اس واقعہ کے ہین تاکہ اسکا زیادہ اعتبار ہو اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت مین اپنی عورت کا بوسہ لینا درست ہو اور مازری نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ بوسہ لینے والے کے حال کا اعتبار کیا جاوے پس اگر بوسہ اسکی منی نکال ڈالے تو اسپر بوسہ لینا حرام ہے اسواسطے کہ روزہ دار کو انزال کرنا درست نہین پس اسی طرح جو اسکی طرف پہونچاوے وہ بہی درست نہ ہوگا اور اگر اُس سے مذی نکلے تو جو اُس سے قضا دیکہتا ہی اسکے نزدیک حرام ہے اور جو قضا نہین دیکہتا اُسکے نزدیک مکروہ ہے اور اگر بوسہ کسی چیز کی طرف نہ پہونچاوے تو پہر اس سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہین مگر بنا بر قول ذریعے کے اور عجائبات سی ہے یہ حدیث جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد بوسہ سے پوچہنے والے کو فرمایا کہ بتلا تو اگر تو کلی کرے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یعنے کلی سے روزہ نہین ٹوٹتا اور وہ ابتدا پینے کا ہے اور اسکی کنجی ہے جیسے کہ بوسہ جماع کے اسباب سے ہے اور پینا روزے کو توڑ دیتا ہے جیسے کہ اسکو جماع توڑ دیتا ہے اور جیسے کہ اُنکے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ ابتدا پینے کا روزے کو فاسد نہین کرتا اسی طرح بوسہ بہی روزے کو فاسد نہین کرتا .... اور غرض اسجگہ عائشہ رض کی اس قول سے ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت مین اُسکا بوسہ لیتے تہے اور امام نووی نے کہا کہ روزے کی حالت مین بوسہ لینا حرام نہین اسپر جسکی شہوت نہ ہلے لیکن اولے ترک کرنا اُسکا ہے اور جسکو بوسہ سے شہوت آجاوے اسکو بوسہ لینا حرام ہے اصح قول مین اور بعضے کہتے ہین کہ مکروہ ہے اور امام مالک رح سے روایت ہی کہ نفل مین درست ہی اور فرض مین درست نہین اور امام نووی نے کہا کہ نہین اختلاف ہے اسمین کہ بوسہ سے روزہ فاسد نہین ہوتا مگر یہ کہ اُس سے منی نکلے **تنبیہ** ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت مین عائشہ رض کی زبان چوستے تہے سو یہ محمول ہے اسپر کہ جو سکو وہ تہوک پہینکدیتے تہے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَقَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ترجمہ ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ جس حالت مین کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ ایک چادر مین تہی کہ ناگاہ مجہکو حیض ہوا سو مین سرک گئی اور مینے اپنے حیض کے کپڑے لیئے یعنے جو کہ حیض کے دنون

مین پہنا کرتے تھے سو فرمایا کہ کیا تجھکو حیض ہوا ہے مینے کہا کہ ہان سو مین آپکے ساتھہ چادر مین داخل ہوگئی
اور ام سلمہ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دونو ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور روزے کی حالت مین اُس کا
بوسہ لیتے تھے ف اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت مین عورت کا بوسہ لینا درست ہے
وفیہ المطابقۃ للترجمۃ **باب** اِغْتِسَالِ الصَّائِمِ روزیدار کو روزے کی حالت مین نہانا درست ہے ف
نہانا عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مسنون یا مباح اور گویا کہ اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ جو حضرت علیؓ
سے مروی ہے کہ روزیدار کو حمام مین داخل ہونا منع ہے سو وہ ضعیف ہے اور حنفیہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے
کہتے ہین کہ روزیدار کو نہانا مکروہ ہے (فتح) وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ ثَوْبًا فَأُلْقِيَ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ یعنے اور ابن عمرؓ
نے کپڑا بھگویا پھر اسپر ڈالا گیا اسحال مین کہ وہ روزیدار تھے ف اسحدیث سے معلوم ہوا کہ روزیدار کو روزے
کی حالت مین نہانا درست ہے اسواسطے کہ جب کپڑے کی تری بہت دیر تک بدن پر رہی یہانتک ......
کہ خشک ہو تو یہ مانند غسل کی ہے یا مانند پانی ڈالنے کی ہے بدن پر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور مراد امام بخاریؒ
کی ساتھ اس اثر ابن عمرؓ کے معارضہ کرتا ہے اس چیز کا جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے ساتھ ایسے اثر کے کہ وہ اس
سے قوی تر ہے اسواسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ روزیدار کو کپڑے کی تری مکروہ ہے
(فتح) وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَائِمٌ یعنے اور شعبی حمام مین داخل ہوا اسحال مین کہ روزیدار تھا ف
اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزیدار کو نہانا درست ہے اسواسطے کہ شعبی روزے کی حالت مین نہانے کے لیے حمام
مین گئے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ اَنْ يَّتَطَعَّمَ الْقِدْرَ اَوِ الشَّيْءَ یعنے اور ابن عباسؓ
نے کہا کہ نہین ڈر ہے روزیدار کو یہ کہ ہانڈی کا ذائقہ چکھے یا کوئی اور چیز چکھے ف اس اثر سے بھی معلوم ہوا
کہ روزیدار کو نہانا درست ہو اسواسطے کہ جب کہانے کا منہ مین داخل کرنا اور اسکا چکھنا اور نگلنے کے قریب
کرنا روزے کے منافی نہین تو پانی کا ظاہر بدن پر پہونچانا بطریق اولے منافی نہوگا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ
وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّائِمِ یعنے اور حسن نے کہا کہ روزیدار کو کلی کرنا اور پانی
سے ٹھنڈک حاصل کرنے کا کچھ ڈر نہین یعنے ساتھہ غسل وغیرہ کے ف اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزیدار
کو غسل کرنا درست ہو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا كَانَ صَوْمُ اَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِيْنًا
مُتَرَجِّلًا یعنے اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ جب کسی کے روزے کا دن ہو تو چاہیے کہ صبح کرے اس حال مین
کہ تیل لگایا ہوا اور کنگھی کی ہو ف ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس اثر کی واسطے ترجمے کے اس جہت سے ہے
کہ رات کو تیل لگانا مقتضی ہے اس بات کو کہ اُسکا اثر دن مین باقی رہے اور وہ تر کرتا ہے دماغ کو
اور قوی کرتا ہے نفس کو اور یہ غسل سے کئی درجے زیادہ ہے اسواسطے کہ نہانے کی ٹھنڈک ایک ساعت

رہتی ہے پھر خشک ہو جاتی ہے بخلاف تیل لگانے کے کہ اوسکا اثر بہت دیر تک رہتا ہے مین کہتا ہون کہ اوسکی مناسبت کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ غسل کے مانع کا شاید یہ مذہب ہے کہ مستحب ہے کہ روزہ دار پراگندہ حال ہے جیسے کہ حج مین وارد ہوا ہے اور تیل لگانا وغیرہ اسکے مخالف ہوتے ہین .... مانند غسل کے ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری کی مراد رد کرتا ہے اوس شخص پر جو کہتا ہے کہ روزہ دار کو نہانا مکروہ ہے اسواسطے کہ اگر وہ اسوجہ سے مکروہ جانتا ہے کہ مبادا حلق مین پانی نہ پہونچ جاوے تو یہ علت باطل ہے ساتھ کلی کرنے کے اور مسواک کرنیکے اور ہانڈی چکھنے کے اور مانند انکی کے اور اگر زینت کی وجہ سے مکروہ کہتا ہے تو مقرر سلف نے روزہ دار کو تیل وغیرہ سے زینت حاصل کرنا مستحب کہا ہے اسی واسطے امام بخاری نے ان آثار کو اس باب مین بیان کیا ہے (فتح) وَقَالَ اَنَسٌ اِنَّ لِیْ اَبْزَنَ اَتَقَحَّمُ فِیْہِ وَاَنَا صَائِمٌ یعنے اور انس نے کہا کہ میرا ایک چوبچہ ہے کہ مین اسمین داخل ہوتا ہون اسحال مین کہ مین روزہ دار ہوتا ہون **ف** اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزہ دار کو نہانا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَسْتَاکُ اَوَّلَ النَّھَارِ وَاٰخِرَہٗ یعنے اور ابن عمر (روزے کی حالت مین) دن کے اول اور آخر مین مسواک کیا کرتے تھے **ف** اور مناسبت اس اثر کی قریب ہے واسطے اسچیز کے کہ پہلے گذر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر مین بیچ چکھنے ہانڈی کے وَقَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ لَا بَاْسَ بِالسِّوَاکِ الرَّطْبِ قِیْلَ لَہٗ طَعْمٌ قَالَ وَالْمَاءُ لَہٗ طَعْمٌ وَاَنْتَ تُمَضْمِضُ بِہٖ یعنے اور ابن سیرین نے کہا کہ نہین ڈر ہے ساتھ مسواک تر کے کسی نے کہا کہ اسکا ذائقہ ہے اس لیے کہا کہ پانی کا بھی ذائقہ ہے حالانکہ تو اوس سے کلی کرتا ہے وَلَمْ یَرَ اَنَسٌ وَّالْحَسَنُ وَاِبْرَاھِیْمُ بِالْکُحْلِ لِلصَّائِمِ بَاْسًا یعنے اور نہین دیکھا انس اور حسن اور ابراہیم نے ساتھ سرمہ کے روزہ دار کو کچھ ڈر حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا ابْنُ وَھْبٍ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ وَاَبِیْ بَکْرٍ قَالَا قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُدْرِکُہُ الْفَجْرُ فِیْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ حُلُمٍ فَیَغْتَسِلُ وَیَصُوْمُ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاتی آپ کو فجر رمضان مین بغیر احتلام کے پس غسل کرتے اور روزہ رکھتے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ ھِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَاَبِیْ فَذَھَبْتُ مَعَہٗ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی عَائِشَۃَ قَالَتْ اَشْھَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کَانَ لَیُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ غَیْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ یَصُوْمُہٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِکَ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اِذَا اَفْطَرَ یُکَفِّرُ مِثْلَ الْمُجَامِعِ قَالَ لَا اَلَا تَرَی الْاَحَادِیْثَ لَمْ یَقْضِہٖ وَاِنْ صَامَ الدَّھْرَ ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتی ہون

کہ مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے اسحال میں کہ جنبی ہوتے تھے جماع کے سبب سے سوای احتلام کے پھر روزہ رکھتے راوی نے کہا کہ پھر ہم ام سلمہ پاس گئے سو اُس نے بھی اسی طرح کہا ابو جعفر نے کہا کہ مینے ابوعبداللہ سے پوچھا کہ جب کوئی روزہ کو توڑ ڈالے تو کیا جماع کرنے والے کی طرح کفارہ دیوے اُس نے کہا کہ نہ کیا تو حدیثوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ روزہ قضا نہیں ہوتا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے **ف** ان حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روزیدار کو روزہ کی حالت مین نہانا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة **باب** الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا اگر روزیدار روزے کی حالت مین بھولکر کھا جاوے یا پانی لیوے تو کیا اُسپر قضا واجب ہے یا نہیں **ف** اس مسئلہ مین اختلاف ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ اُسپر قضا واجب نہین اور امام مالک رح سے روایت ہے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے اور یہی مشہور ہے قول مالک رح کا اور اُسکے اصحاب کا لیکن وہ فرض اور نفل مین فرق کرتے ہین اور شاید کہ مالک کو یہ حدیث نہیں پہونچی اور یا محمول کیا ہے اسکو رفع اثم پر (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ لَمْ يَمْلِكْ رَدَّهُ یعنے اور عطاء نے کہا کہ اگر روزیدار ناک مین پانی لیوے اور پانی اسکے حلق مین داخل ہووے تو اسکا کچھ ڈر نہیں اگر اسکے پھیرنے پر قادر نہ ہو **ف** یعنے اور اگر اُسکے پھیرنے پر قادر ہو اور اسکو نہ پھیرے اور وہ حلق مین داخل ہوجاوے تو اسکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ اُسپر بھی قادر نہیں وفیہ المطابقة للترجمة وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ یعنے اور حسن نے کہا کہ اگر روزیدار کے حلق مین مکھی داخل ہووے تو اسپر کچھ نہین یعنے اسکا روزہ فاسد نہیں ہوتا **ف** اور مناسبت ان دونوں اثروں کی واسطے باب کے اسوجہ سے ہے کہ جو حلق مین پانی یا مکھی داخل ہونے سے مغلوب ہو اسکو اسمین اختیار نہیں مانند ناسی کی یعنے بھول لینے والے کی اور ابن منیر نے کہا کہ مغلوب بھی ناسی مین داخل ہے واسطے جمع ہونے اُن دونو کے ترک عمد مین اور سلب اختیار مین یعنے دونو مین اختیار نہیں اور ابن منذر نے اتفاق نقل کیا ہے اسپر کہ اگر روزے کی حالت مین کسی کے حلق مین مکھی داخل ہووے تو اسپر کوئی چیز نہیں لیکن اشہب سے منقول ہے کہ محبوب تر ہے طرف میری یہ کہ قضا کیا جاوے اور ابن منیر نے کہا کہ مکھی کے داخل ہونے مین زیادہ تر مغلوب ہونا ہے پانی کے داخل ہونے سے اسواسطے کہ مکھی خود بخود حلق مین داخل ہوتی ہے بخلاف استنشاق اور مضمضہ کے کہ وہ اسکے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور ابراہیم نے کہا کہ اگر اسکے کلی کے وقت روزہ یاد ہو تو اسپر قضا واجب ہے سوای بھولنے والے کے اور شعبی سے روایت ہے کہ اگر نماز کے لیے ہو تو قضا نہ کرے نہیں تو قضا کرے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ یعنے اور حسن اور مجاہد نے کہا کہ اگر روزے کی حالت مین بھول کر جماع کرے تو اُسپر کوئی چیز نہین **ف** اور حسن سے روایت ہے کہ وہ بمنزلے اُس شخص کے ہے کہ بھولکر کھا پی لیوے اور ظاہر ہوئی ساتھ اس اثر حسن کے مناسبت ذکر

اس اثر کے واسطے باب کے اور نیز ابن جریج سے روایت ہی کہ اُسنے عطاء سے پوچھا کہ اگر کوئی رمضان مین بہولکر اپنی عورت
سے صحبت کر لیوے تو اسکا کیا حکم ہے عطاء نے کہا کہ یہ بہولا نہین اسپر قضا ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور مالک
اور لیث اور احمد کا اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ان سے فرق کیا ہے درمیان کہانے اور جماع کے
پینے کہانے مین کفارہ نہین اور جماع مین کفارہ ہے اور احمد کا مشہور قول یہ ہے کہ اسپر بہی کفارہ واجب ہے اور حجت
انکی یہ ہے کہ بہولکر جماع کرنیوالے کی حالت کہانے والیکی حالت سے قاصر ہے اور الحاق کیا ہے ساتھ اسکے بعض
شافعیہ نے اُس شخص کو جو بہت کہا لیوے واسطے نادر ہونے اس بہول کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام مالک رح کا
مذہب یہ ہے کہ جو بہولکر کہا پی لیوے اسپر قضا واجب ہے اور اسی کو قیاس چاہتا ہے اسواسطے کہ روزے کا رکن فوت ہو چکا
ہی اور وہ ماموراتِ کی باب سے ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ نسیان ماموراتِ مین اثر نہین کرتا اور عمدہ دلیل اُس شخص کی جو قضا
کو واجب نہین کہتا ابو ہریرہؓ کی حدیث ہی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کرنے کا حکم کیا اور نام
رکہا اسکا جو روزہ تمام کرے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ محمول ہے حقیقت شرعیہ پر پس تمسک کیا جاویگا ساتھ اُس کے
یہانتک کہ کوئی دلیل دلالت کرے کہ مراد اسجگہ روزے سے حقیقت لغویہ ہے اور گویا کہ وہ اشارہ کرتا ہے ساتھ اس کے
طرف قول ابن قصار کی کہ اُس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنے کہ چاہیئے کہ اپنا روزہ تمام
کرے یہ ہی کہ وہ شخص اُسمین داخل ہوا ہوا اور نہین اُسمین نفی قضا کی اور کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ خدا ہی نے اسکو کہلایا پلایا ہے تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اسپر کہ روزہ صحیح ہے واسطے شعار کرنے اسکے
ساتھ اس بات کی کہ جو فعل اُس سے صادر ہوا ہے وہ مسلوب ہے اضافت کرنے اسکی طرف اُسکی یعنے یہ نہین کہا جاتا
کہ اس نے کہایا پیا بلکہ خدا نے اُسکو کہلایا سو اگر اُسکا روزہ ٹوٹ جاتا تو البتہ اسکی طرف کہانے کا حکم منسوب کیا
جاتا اور کہا کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ کہانے اور پینے کی باعتبار غالب کے ہی اسواسطے کہ جماع کا نسیان بہ نسبت اُن دونو
کے بہت کم ہے اور ذکر غالب کا مفہوم کو تقاضا نہین کرتا اور اسمین اختلاف کیا ہی اُن لوگون نے جو قائل ہین
ساتھ اسکے کہ بہولکر کہانے سے قضا واجب نہین ہوتی ہے اور جو لوگ کہ روزے کے فاسد ہونے کی قائل ہین انکو
اختلاف ہی اسمین کہ کیا قضا کے ساتھ کفارہ بہی واجب ہے یا نہین باوجود اتفاق انکے کے کہ ناسی کا کہانا اسکو
واجب نہین کرتا اور مدار اس سب اختلاف کی اسپر ہے کہ بہولکر جماع کرنیوالے کی حالت بہولکر کہانے والیکی حالت
سے قاصر ہے اور جو ارادہ کرے الحاق جماع کا ساتھ منصوص علیہ کے یعنے کہانے پینے کے تو سوای اس کے
نہین کہ طریق اسکا قیاس ہے کہ اُس نے اسکو بہولکر کہانے پینے پر قیاس کیا ہے اور قیاس ساتھ وجود فارق
کے مشکل ہے مگر قیاس کرنے والے نے بیان کردیا کہ وصف فارق لغو ہے اور بعض شافعیہ نے جواب دیا ہی
باینطور کہ بہولکر جماع کرنے والے پر قضا کا نہ واجب ہونا ماخوذ ہے اس لفظ کے عموم سے جو اس حدیث کی بعض طریقون

مین وارد ہوا ہے کہ جو افطار کرے مہینے رمضان مین اسواسطے کہ افطار عام ہے اس سے کہ کہانے پینے سے ہو یا جماع
اور سوا اسکے نہین کہ دوسرے طریق مین جو صرف کہانے پینے کو ذکر کیا ہے تو یہ باعتبار اغلب اور اکثر کے ہو اور دوسرے
وقوع کے اور واسطے نہ بے پرواہ ہونے کی اُسنے اکثر اوقات مین (فتح) حدثنا عبدان انا یزید بن زریع
ثنا ہشام ثنا ابن سیرین عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا نسی فاکل او شرب
فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ وسقاہ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب کوئی بہولکر روزے کی حالت مین کہا لیوے یا پی لیوے تو چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے اسواسطے کہ خدا
ہی نے اسکو کہلایا پلایا ہے ف ابن عربی نے کہا کہ تمسک کیا ہے ساتھہ ظاہر اسحدیث کی شہرون کے تمام
فقہا نے اسپر کہ اگر بہولکر روزے کی حالت مین کہا پی لیوے تو اُسپر روزے کی قضا واجب نہین تمام فقہا نے
اور امام مالک نے کہا کہ اسپر قضا واجب ہے اسواسطے کہ فطر ضد ہے صوم کی اور امساک رکن ہے روزے کا پس
مشابہ ہوا ساتھہ اسکے کہ اگر نماز سے ایک رکعت بہولجاوے یعنے جیسے کہ اُسمین قضا واجب ہے ویسے ہی روزے
مین بہی واجب ہے اور دارقطنی نے اسمین یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ تجہپر قضا نہین سو ہمارے علما نے اسکی یہ تاویل
کی ہے کہ معنے اسکے یہ ہین کہ تجہپر اب قضا نہین اور یہ تعسف ہے اور سوا اسکے کہ ہم کہتے ہین کاش کہ یہ حدیث صحیح
ہوتی پس ہم اسکی پیروی کرتے اور نہین کہتے ہم یہ مگر مالک کے اصل پر کہ خبر واحد اگر قواعد کے مخالف آوے تو اسکی
ساتھہ عمل نہ کیا جاوے گا پس جب پہلی حدیث موافق قاعدے کے آئی کہ اُسپر گناہ نہین تو اُسپر ہمنے عمل کیا الخ
چونکہ دوسری حدیث قواعد کے موافق نہین تو اُسپر ہمنے عمل نہ کیا اور قرطبی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھہ اس
حدیث کے اُس شخص نے جو قضا کو واجب نہین کہتا اور اُسکا جواب یہ ہے کہ اُسمین قضا کا ذکر نہین پس محمول
ہوگی اسپر کہ اُس سے مواخذہ ساقط ہے یعنے اسپر اُسکا مواخذہ نہ ہوگا اسواسطے کہ مطلوب روزہ دن کا ہے
کہ اسمین حرج نہ ہو لیکن دارقطنی نے اُسمین سقوط قضا روایت کی ہے اور وہ نص ہے احتمال کو قبول نہین
کرتی لیکن اسکی صحت مین شک ہے پس اگر صحیح ہو تو اسپر عمل کرنا واجب ہوگا اور قضا ساقط ہوگی اور بعض
مالکیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث نفل روزے پر محمول ہے جیسے کہ محکی ہے ابن شعبان سے اور اسی طرح
کہا ہے ابن قصار نے اور اسکی علت یہ بیان کی کہ حدیث مین تعیین رمضان کی واقع نہین پس محمول
ہوگی روزے نفل پر اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ حدیث مین اثبات قضا کا ذکر نہین پس محمول ہوگی اسپر کہ
اس سے کفارہ ساقط ہے اور اسکا عذر ثابت ہے اور گناہ اُس سے دور ہے اور اسکی رات کی نیت بدستور
قائم ہے اور جواب پس سب کا یہی ہے کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے
ساتھہ اس لفظ کے من افطر فی شہر رمضان ناسیا فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ یعنے جو بہولکر رمضان مین

روزہ کہولڈ الے تو نہ اُسپر قضا ہے اور نہ کفارہ پس اسحدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی تعیین کردی ہے کہ قضا اُس سے ساقط ہے اور یہ حدیث حسن ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنی ساتھ اسکے اور نیز مضبوط کی جاتی ہے یہ حدیث ساتھ اسکے کہ فتوی دیا ہے ساتھ اسکے ایک جماعت اصحاب نے اور کسی نے انکی مخالفت نہین کی انہین مین سے ہین حضرت علی رض اور زید بن ثابت رض اور ابوہریرہ رض اور ابن عمر پھر وہ موافق ہے واسطے اس آیت کو کہ لیکن پکڑتا ہے تمکو ساتھ اسچیز کے کہ تمہارے دلون نے کمایا پس بھولنا دل کی کمائی مین سے نہین اور موافق ہے واسطے قیاس کے بیچ باطل کرنے نماز کے ساتھ جان کر کہانے کے نہ ساتھ بہولکر کہانے کی پس اسی طرح روزہ بہی ہے اور جو قیاس کہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے وہ قبول نہین اسواسطے کہ وہ نص کے مقابلے مین ہے اور رد کرنا اُسکا واسطے حدیث کی باوجود صحیح ہونے اُسکے کے ساتھ ہونے اُسکے کی خبر واحد مخالف قاعدے کے مسلم نہین اسواسطے کہ وہ قاعدہ مستقل ہے ساتھ روزے کے سو جو معارضہ کرے اُسکا ساتھ قیاس کے نماز پر تو اُس نے ایک قاعدے کو دوسرے قاعدے مین داخل کیا اور اگر کہولا جاوے دروازہ رد کرنے حدیثون صحیحہ کا ساتھ مثل اسکے تو بہت کم حدیثین باقی رہین گی اور اسحدیث مین بیان ہے خدا کی مہربانی کا ساتھ بندون کے اور آسانی کرنے کا ساتھ اُنکے اور دور کرنے حرج کا اُنسے (فتح) بَابُ السِّوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ روزیدار کو روزے کی حالت مین مسواک کرنی درست ہے خواہ مسواک تر ہو یا خشک **ف** اس باب مین اشارہ ہے طرف رد کرنے اُس شخص کی جو کہتا ہے کہ روزیدار کو تر مسواک کرنی مکروہ ہے مانند مالکیہ اور شعبی کی اور پہلے گذر چکا ہے کہ ابن سیرین نے مسواک تر کو پانی پر قیاس کیا جسکے ساتھ کلی کیجاتی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے نکتہ بیچ وارد کرنے حدیث عثمان کے جو وضو کے بیان مین ہے اس باب مین سو اسواسطے کہ اُسمین ہے کہ اُس نے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور کہا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے مینے یہ وضو کیا ہے اور نہین فرق کیا درمیان روزیدار اور غیر روزیدار کے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ اسچیز کے کہ ذکر کیا ہے اسکو باب مین ابوہریرہ رض کی حدیث سے (فتح) وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ یعنے اور عامر رض سے روایت ہے کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روزے کی حالت مین مسواک کرتے تھے اسقدر کہ مین نہین گن سکتا یعنے بہت دفعہ مسواک کرتے دیکھا **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ روزیدار کو مسواک کرنی درست ہے یعنے خواہ مسواک تر ہو یا خشک اور مناسبت اسکی ساتھ باب کے اسطور سے ہے کہ اُسمین اشعار ہے ساتھ لازم پکڑنے مسواک کے اور نہین خاص کیا تر کو خشک سے اور یہ بنا بر طریقے امام بخاری کے ہے کہ مطلق عام کے معنے مین ہے اور یہ کہ جو چیز کہ اشخاص مین عام ہے وہ احوال مین بھی عام ہے تو معنے اسکے یہ ہین کہ ہر شخص کو ہر حال مین مسواک کرنی درست ہے اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اسکی اخیر ترجمہ مین

کہ نہیں خاص کیا روزیدار کو غیر اسکے سے یعنے اور نیز نہیں خاص کیا تر مسواک کو خشک سے اور اس تقریر سے ظاہر ہو گی مناسبت تمام اُن حدیثوں کی اور اثروں کی جنکو اس باب میں بیان کیا ساتھ ترجمہ اور جلو واسطے اُن کے قول آپکا ہے ابوہریرہؓ کی حدیث میں کہ البتہ حکم کرتا میں انکو مسواک کا ساتھ ہر وضو کے اسواسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنی جائز ہے ہر وقت میں اور ہر حال میں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے روزیدار کے لیئے مسواک کا جائز ہونا اول خاص دلیل سے نکالا پھر اسکو عام دلیلوں سے نکالا جو شامل ہیں مسواک کرنیوالے کے احوال کو اور مسواک کے احوال کو پھر اسکو اس چیز سے نکالا جو مسواک سے عام تر ہے اور وہ کلی کرنی ہے اسواسطے کہ وہ ابلغ ہے مسواک سے (فتح) وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ یعنے اور ابوہریرہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل جانتا تو میں انکو ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم کرتا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مسواک کرنی ہر شخص کو ہر حال میں ہر قسم مسواک کے یعنے خواہ آدمی روزیدار ہو یا نہ ہو اور خواہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور خواہ مسواک تر ہو یا خشک وفیہ المطابقۃ للترجمۃ وَيُرْوٰى نَحْوُهٗ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهٖ یعنے روایت ہی مانند اسکی جابرؓ سے اور زیدؓ سے انہوں نے روایت کی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور نہیں خاص کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روزیدار کو اسکے غیر سے وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ یعنے اور عائشہ رضؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ مسواک پاک کرنے والی ہے منہ کو اور سبب ہے واسطے رضامندی خدا کے **ف** یہ حدیث بھی عام ہے کما مر وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيْقَهٗ یعنے اور عطا اور قتادہ نے کہا کہ روزیدار کو اپنی تھوک کا نگلنا درست ہے **ف** اور مناسبت اسکی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ نہایت اس چیز کا کہ خوف کیا جاتا ہے مسواک تر سے یہ ہے کہ اس سے کوئی چیز منہ میں داخل ہو جاوے اور یہ چیز کلی کے پانی کی طرح ہے سو جب اسکو اپنے منہ سے پھینک دیوے تو نقصان نہیں پہونچاویگا اسکو بعد اسکے یہ کہ اپنی تھوک نگل جاوے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ حُمْرَانَ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَلَهٗ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ **ترجمہ** حمران سے روایت ہے کہ مینے عثمانؓ کو دیکھا کہ اُس نے وضو کیا سو اپنے ہاتھ پر پانی
ڈالا تین بار پھر کلی کی اور ناک جھاڑا پھر اپنا منہ دھویا تین بار پھر اپنا داہنا ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنا
بایان ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنا داہنا پاؤن تین بار دھویا پھر اپنا بایان
پاؤن تین بار دھویا پھر کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا
پھر فرمایا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے مینے یہ وضو کیا ہے پھر دو رکعت حضور دل سے نماز پڑھے اُنمین
واہی تباہی خیال نہ کرے تو اُسکے اگلے گناہ سب معاف ہو جاوینگے **ف** وجہ مناسبت اس حدیث
کی باب سے پہلے گذر چکی ہے **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ
الْمَاءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ. باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جب کوئی
وضو کرے تو چاہیئے کہ اپنے ناک کے سوراخ مین پانی ڈالے اور نہین جدا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
روزہ دار کو اُسکے غیر سے **ف** یہ اخیر قول امام بخاری کی فقاہت سے ہے اور وہ اسی طرح ہے اصل استنشاق
مین لیکن ثابت ہو چکی ہے جدائی روزہ دار کی اُسکے غیر سے بیچ مبالغہ کرنے مین جیسے کہ اصحاب سنن نے
لقیط بن صبرہ سے روایت کی ہے کہ مبالغہ کر استنشاق مین مگر یہ کہ ہو تو روزہ دار اور گویا کہ امام بخاری نے
اشارہ کیا ہے طرف اس تفصیل کی ساتھ ایراد اثر حسن کے پیچھے اسکے وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوطِ
لِلصَّائِمِ إِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ وَيَكْتَحِلُ یعنے اور حسن بصری نے کہا کہ نہین ڈر ہے روزہ دار کو ساتھ نسوار
کے اگر اُسکے حلق مین نہ پہونچے اور سرمہ ڈالے **ف** اور اہل کوفہ اور اوزاعی اور اسحاق نے کہا کہ جو روزے مین
نسوار لے اُسپر روزہ کی قضا واجب ہے یعنے خواہ اُسکے حلق مین پہونچے یا نہ اور امام مالک اور شافعی رح نے کہا
کہ نہین واجب ہے قضا مگر یہ کہ پانی اُسکے حلق مین پہونچے (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ
مَا فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضِيرُهُ أَنْ يَزْدَرِدَ رِيقَهُ وَمَا بَقِيَ فِي فِيهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيقَ
الْعِلْكِ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلَكِنْ يُنْهَى عَنْهُ یعنے اور عطاء نے کہا کہ اگر روزہ دار کلی کرے پھر منہ سے
پانی پھینک دے تو نہین نقصان پہونچاتا اسکو یہ کہ اسکی تھوک نگلے اور کیا چیز باقی ہے اُسکے منہ مین یعنی کوئی
چیز اُسکے منہ مین باقی نہین رہتی مگر اثر پانی کا اور اُسکا نگلنا اسکو کچھ نقصان نہین پہونچاتا اور نہ چباوے
روزہ دار مصطگی کو اور اگر مصطگی کی تھوک نگل لیوے تو مین نہین کہتا ہون کہ اسکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے ولیکن
اسکو اُس سے منع کیا جاوے **ف** اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ نہین کوئی چیز روزہ دار پر اُس
چیز مین کہ نگلے اُسکو اُس چیز سے کہ جاری ہوتی ہے ساتھ تھوک کے اس چیز سے کہ اُسکے دانتون مین ہے جس کے
نکالنے پر قادر نہین اور امام ابو حنیفہ رح کہتے تھے کہ جب اسکے دانتون مین گوشت ہو اور اسکو جان بوجھکر کھا لیوے

تو اُسپر قضا نہین اور جمہور اسکے مخالف ہین اسواسطے کہ وہ کہانے مین شمار کیا جاتا ہے اور مصطگی کے چبانے مین اکثر علما سے رخصت وہی ہے اگر اُس سے کوئی چیز دوہی نہ جاتی ہو اور اگر اُس سے کوئی چیز خود ہی جاتی ہو سو اُسکو نگل لیوے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اُسکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اُس سے کوئی چیز دوہی جاتی ہو تو وہ خشک کرنیوالی ہے پیاس لگانے والی ہے تو وہ اس وجہ سے مکروہ ہوگی (فتح) **باب** اِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ اگر کوئی رمضان مین جماع کرے یعنے جان بوجھکر اور جانتا ہو تو واجب ہے اسپر کفارہ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ یعنے ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہؓ سے بطور مرفوع کے کہ جو رمضان مین ایک دن روزہ توڑے بغیر عذر کے اور بغیر بیماری کے تو نہین قضا ہوتا اُس سے روزہ ساری عمر کا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے اور یہی قول ہے ابن مسعود کا **ف** ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا بخاری نے ساتھ اس حدیث کی طرف اُسکی جو کہانے پینے کے ساتھ روزہ توڑے اُسپر کفارہ واجب ہے اسواسطے قیاس کرنے کے جماع پر اور جامع اُنکے درمیان توڑنا حرمت مہینے کا ہے ساتھ ایسی چیز کے کہ عمداً روزے کو توڑ دیوے اور ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ آثار کے جنکو ذکر کیا طرف اسکی کہ قضا کا واجب ہونا سلف کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اگر جماع سے روزہ توڑے تو اسمین کفارہ ضرور ہے اور اشارہ کیا کہ ابو ہریرہ رض کی حدیث صحیح نہین اور بتقدیر صحت پس ظاہر اسکا قوی کرتا ہے اُس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ اگر کہانے سے روزہ توڑے تو اسپر قضا نہین بلکہ وہ روزہ اُسکے ذمے رہتا ہے واسطے زیادتی کے اسکی سزا مین اسواسطے کہ قضا کرنا اسواسطے مشروع ہوا ہے کہ گناہ دور ہو جاوے لیکن عدم قضا سے عدم کفارہ کا لازم نہین آتا اس چیز مین کہ اسکا حکم اسمین آچکا ہے اور وہ جماع ہے اور فرق درمیان توڑنے حرمت کے ساتھ جماع کے اور کہانے کے ظاہر ہے (فتح) وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادٌ يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ یعنے اور سعید بن مسیب اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد نے کہا کہ اسکے بدلے ایک روزہ قضا کرے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَا لَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا **ترجمہ** عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو اُسنے کہا کہ وہ مین دوزخ کی آگ مین جلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا سو اُسنے کہا کہ مینے رمضان مین اپنی عورت سے صحبت کی سو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بڑا تھیلا لایا جسکو عرق کہتے ہین یعنے اسمین ساٹھ کھجور تھی

ساتی ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہان ہے جلا ہوا اس نے کہا کہ مین حاضر ہون فرمایا اسکو خیرات کر **ف** یہ جو اس نے کہا کہ مین آگ مین جلا تو یہ اسوجہ سے کہا کہ جب اُس نے اعتقاد کیا کہ گناہ کا مرتکب آگ سے عذاب کیا جاتا ہے تو اپنے نفس پر اطلاق کیا کہ وہ جل گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکے لیے یہ وصف ثابت کی چنانچہ فرمایا کہ کہان ہے جلا ہوا واسطے اشارت کرنیکے اسطرف کہ اگر اُسنے اسپر اصرار کیا تو آگ کا مستحق ہوگا اور اسمین دلالت ہی اسپر کہ اُس نے جماع جان بوجھ کر کیا تہا کما سیاتی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ مین نے اپنی عورت سی صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کر اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہین آپنے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا سو ایک مرد سامنے آیا اسحال مین کہ گدہے کو ہانکتا تہا اُسپر کہانا تہا سو فرمایا کہ کہان ہی جلا ہوا اب سو وہ شخص کہڑا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خیرات کر اُس نے کہا کیا مین اپنے غیر پر خیرات کرون سو قسم ہے خدا کی کہ البتہ ہم بہوکے ہین فرمایا تم ہی اسکو کہاؤ اور استدلال کیا گیا ہے ساتہ اسکے واسطے امام مالک کے اسواسطے کہ اُس نے کہا ہے کہ اگر رمضان مین جماع کرے تو اُسکا کفارہ صرف کہانا کہلانا ہے سوائے روزی اور آزاد کرنے غلام کے اور اسمین اسکے لیے دلیل نہین اسواسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور دوسرے طریق مین روزہ اور عتق کا ذکر بھی آچکا ہے اور تحقیق یاد رکہا اسکو ابوہریرہؓ نے اور بیان کیا اسکو پورا اور عائشہؓ نے اسکو مختصر بیان کیا اس جواب کی طرف طحاوی نے اشارہ کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختصار بعض راویون کی طرف سی ہے اسواسطے کہ روایت کیا ہے اسکو عبدالرحمن بن حارث نے محمد بن جعفر سے ساتہ اسی اسناد کے مفسر طور سے اور اسکا لفظ یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سایے مین بیٹھے تہے سو بنی بیاضہ سے ایک مرد آپکے پاس آیا سو اُس نے کہا کہ مین جلگیا کہ مین نے اپنی عورت کے سی صحبت کی رمضان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر اُسنے کہا کہ مین بردہ نہین پاتا فرمایا کہ ساٹہہ مسکین کو کہانا کہلا اُسنے کہا کہ یہ بھی میرے پاس نہین اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہی کہ اگر کہایا ہو تو اختیار ہے کوئی کفارہ دیوی اور اگر جماع کیا ہو تو صرف کہانا دیوے (فتح) **بَابٌ** اِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ اگر کوئی رمضان مین جماع کرے اور اسکے پاس کچہ نہو اور اسپر خیرات کیجاوے تو چاہیئے کہ کفارہ دیوے **ف** یعنے قصدًا جان بوجہہ کر جماع کرے اور اُسکے پاس کچہ نہو یعنے نہ غلام آزاد کر سکے نہ کہانا کہلا سکے اور نہ روزے رکہہ سکے اور اُسپر خیرات کیجاوے یعنے بقدر اُسکے کہ اسکو کفایت کرے تو چاہیے کہ اُسکے ساتہ کفارہ دیوی اسواسطے کہ اب وہ واجد ہو گیا ہے کہ اُسکے پاس کہانا موجود ہے اور اسمین اشارہ ہی اسطرف کہ مفلس ہونے سی کفارہ ذمہ سے ساقط نہین ہوتا حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إذ جاءه رجل فقال يا رسول الله هلكت قال ما لك قال وقعت على امرأتي وأنا صائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تجد رقبة تعتقها قال لا قال فهل تستطيع أن تصوم شهرين متتابعين قال لا قال فهل تجد إطعام ستين مسكينا قال لا قال فمكث النبي صلى الله عليه وسلم فبينا نحن على ذلك أتي النبي صلى الله عليه وسلم بعرق فيها تمر والعرق المكتل قال أين السائل فقال أنا قال خذ هذا فتصدق به فقال الرجل أعلى أفقر مني يا رسول الله فوالله ما بين لابتيها يريد الحرتين أهل بيت أفقر من أهل بيتي فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت أنيابه ثم قال أطعمه أهلك **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اچانک ایک مرد آپ کے پاس آیا سو اُس نے کہا کہ یا حضرتؐ میں ہلاک ہوا فرمایا کیا حال ہے تیرا اُس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا یعنے اُس سے صحبت کی اس حال میں کہ میں روزہ دار تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو بردہ پاتا ہے کہ اسکو آزاد کرے اُس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکہتا ہے یہ کہ روزے رکہے دو مہینے پے در پے اُس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو مقدور رکہتا ہے ساٹہ مسکینوں کو کہلانے کا اُس نے کہا کہ نہیں راوی نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹہیرے رہے یعنے انتظار کی کہ کوئی کچہ لاوے سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک عرق آیا اسمیں کچہ کہجوریں تہیں اور عرق تہیلے کو کہتے ہیں جو پٹھے کا بنا ہوا ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں ہے سائل اُسنے کہا کہ میں حاضر ہوں فرمایا اسکو لے اور اسکو خیرات کر سو اُس مرد نے کہا کیا حضرتؐ کیا خیرات کروں میں اسپر جو مجہ سے زیادہ تر محتاج ہو پس قسم ہے خدا کی کہ مدینے کی دونو طرف کی پتہریلی زمین کے درمیان میرے گہر والوں سے کوئی زیادہ محتاج نہیں اور مراد اسکی دونو طرف سے دو پہاڑیاں ہیں کہ مدینے سے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہانتک کہ آپکے اگلے دانت ظاہر ہوئے پہر فرمایا کہ یہ کہجوریں اپنے گہر والوں کو کہلا **ف** یہہ جو اُس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا تو استدلال کیا گیا ہے اس سے کہ اُس نے جانکر جماع کیا تہا اسواسطے کہ ہلاک ہونا اور جلنا مجاز ہے گناہ سے جو اسکی طرف پہونچاوے اور جب یہ بات قرار پاچکی تو اسمیں حجت نہیں کہ بہولکر جماع کرنے والے پر بہی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی مشہور ہے امام مالک سے اور امام احمد اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ ناسی پر بہی کفارہ واجب ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے جماع سے استفسار نہیں کیا کہ عمداً تہا یا بہول سے اور ترک استفسار فعل میں بجای قول کے ہوتا ہے جیسے کہ مشہور ہے اور جواب یہ ہے کہ تحقیق ظاہر ہو چکا تہا حال اُسکا ساتہ قول اُسکے کے کہ میں ہلاک ہوا اور جل گیا اس سے معلوم ہوا کہ وہ عامد تہا اور حرمت کو جانتا تہا اور نیز پس داخل ہونا بہول کا جماع میں رمضان کے

دن مین بہت بعید ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جو کسی گناہ کا مرتکب ہو جسمین حد نہین اور وہ فتوے
پوچھنے کو آوے تو اسکو تعزیر نہ دیجاوے اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو تعزیر نہ دی باوجودیکہ اُس نے
گناہ کا اقرار کیا تھا اور نیز اُسکا فتوے طلب کرنیکے لیئے آنا ندامت اور توبہ کو چاہتا ہے اور تعزیر تو اصلاح ہی کے
واسطے ہوتی ہے اور نیز اگر اسکو سزا دیجاوے تو البتہ ہوگا وہ سبب واسطے ترک فتوی چاہنے کے اور یہ مفسدہ
ہوویگا پس معلوم ہوا کہ اسکو تعزیر نہ دیجاوے اور شرح سنہ مین ہے کہ جو جانکر رمضان مین جماع کرے اُسکا روزہ
ٹوٹ جاتا ہے اور اُسپر قضا اور کفارہ ہے اور اسکو اُسکے بُرے فعل پر تعزیر دیجاوے اور یہ محمول ہے اُس شخص کے
حق مین کہ نہ واقع ہوا اُس سے جو کچھ کہ اُس واقعہ کے صاحب سے واقع ہوا ندامت اور توبہ سے اور یہ جو اُسنے کہا کہ مین اپنی
عورت پر واقع ہوا تو اس حدیث کو ایک طریق مین اُسکے بدلے یہ لفظ آیا ہے کہ ایک مرد نے رمضان مین روزہ
توڑا تو حکم کیا اُسکو ساتھ غلام آزاد کرنے کی آخر حدیث تک تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جو رمضان مین
اپنا روزہ توڑے اسپر کفارہ واجب ہے برابر ہے کہ جماع سے روزہ توڑا ہو یا کھانے پینے وغیرہ سے اور یہی ہے
قول مالکیہ کا اور جمہور کہتے ہین کہ یہ روایت مطلقہ محمول ہے مقید پر جو دوسری روایت مین آچکا ہے اور وہ اُسکا
قول ہے کہ مین اپنی عورت پر گرا تو مراد اس حدیث مین بھی فقط جماع ہے مطلق چیز نہین تو گویا کہ اُس نے کہا کہ اُسنے
جماع سے روزہ توڑا اور یہ اولیٰ ہے قرطبی کے دعوے سے کہ اُس نے تعدد قصے کا دعوی کیا ہے اور جو مطلق کفارے
کو واجب کہتا ہے اُسکی دلیل قیاس کرنا کھانیوالے کو جماع کرنے والے پر ساتھ جامع پھاڑنے حرمت روزے کے یعنے دونو
مین روزے کی حرمت کا پھاڑنا لازم آتا ہے اور ساتھ اسکے ہے کہ جو کھانے پر مجبور کیا جاوے اسکا روزہ ٹوٹ جاتا
ہے جیسے کہ ٹوٹ جاتا ہے روزہ اُس شخص کا کہ جماع پر مجبور کیا جاوے [illegible] اور یہ جو کہا کہ کیا تو بردہ پاتا ہے
تو اسکے اطلاق سے استدلال کیا گیا ہے اسپر کہ کافر بردہ آزاد کرنا بھی درست ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور یہ مبنی
ہے اسپر کہ جب سبب مختلف ہو اور حکم ایک ہو تو کیا مطلق مقید کیا جاتا ہے یا نہین اور کیا اُسکی تقیید قیاس سے
ہے یا نہین اور اقرب یہ ہے کہ وہ ساتھ قیاس کے ہے اور تائید کرتی ہے اُسکی تقیید اور جگہون مین اور یہ جو کہا کہ کیا
تو طاقت رکھتا ہے کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے درپے تو ابن دقیق نے کہا کہ نہین اشکال ہے اسمین کہ جائز
ہے انتقال کرنا روزے سے طرف کھلانے کی لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ طاقت رکھنا اُسکا روزے
کے واسطے عدم صبر اُسکے کے جماع سے تھا سو شافعیہ کو اسمین اختلاف ہے کہ کیا یہ شدت شہوت کی عذر ہے
یا نہین اور صحیح اُنکے نزدیک یہ ہے کہ یہ عذر ہے اور ملحق ہے ساتھ اسکے وہ شخص کہ بردہ پاوے لیکن اسکو اُس سے
بے پرواہی نہ ہو کہ اسکو بھی روزے کی طرف انتقال کرنا درست ہے باوجود موجود ہونے اسکے اسلیئے کہ وہ غیر واجد
کے حکم مین ہے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلا سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برابر ساٹھ مسکینون

کو کہانا کہلاوے اور اگر مثلا چہ مسکینوں کو دس دن کہانا کہلاوے تو یہ کافی نہیں اور مشہور حنفیہ سے یہ ہی کہ یہ کافی ہی بیان تک کہ اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کہانا کہلاوے تو بہی کفایت کرتا ہے اور مراد کہلانے سے دینا ہے کہانے کا منہ مین رکہنا شرط نہیں بلکہ اُسکے آگے رکہدینا کافی ہے بغیر خلاف کے اور اطعام کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ کہانے والا ہو پس جو لڑکا کہ کہانا نہ کہاتا ہو وہ اُس سے خارج ہوگا مانند قول حنفیہ کی اور شافعی کہتے ہین کہ اُسکے ولی کو دیا جاوے اور اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ جماع سے کفارہ واجب ہے برخلاف اسکے جو کہتا ہے کہ واجب نہین اس دلیل سے کہ اگر واجب ہوتا تو تنگی کے وقت ساقط نہ ہوتا اور جواب یہ ہے کہ تنگی کے وقت واجب ہونا منع ہے یعنے ہم تسلیم نہین کرتے کہ تنگی کے وقت واجب نہین کما سیأتی اور اس مین اختلاف ہے کہ کیا دبر مین جماع کرنا بہی قبل مین جماع کرنے کے برابر ہے یا نہین اور کیا شرط ہے بیچ واجب ہونے کفارہ کے ہر جماع خواہ کسی کے فرج مین ہو (مترجم کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر جماع کا یہی حکم ہے خواہ کسی فرج مین ہو) اور نیز اسمین دلیل ہے کہ ان تین چیزون کا کفارہ مین جاری ہونا درست ہے اور امام مالک سے روایت ہے کہ جماع کے کفارہ مین سوای کہلانے کے اور کوئی چیز درست نہین اور یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے لیکن اُنکے بعض اصحاب نے اس لفظ کو حمل کیا ہے اور اسکی یہ تاویل کی ہے کہ مستحب ہے کہ کہلانے کو مقدم کرے اور کہتے ہین کہ کہلانے کے مقدم ہونے کو کئی وجہ سے ترجیح ہے جیسے کہ فتح الباری مین وہ وجوہات مذکور ہین لیکن وہ وجوہات نہین مقابلہ کر سکتی ہین اُس چیز کا جو حدیث مین وارد ہو چکی ہے کہ پہلے بردہ آزاد کرے یہ نہ ہو سکے تو روزے رکھے یہ بہی نہ ہو سکے تو کہانا کہلاوے برابر ہے کہ ہم کہین کہ کفارہ ترتیب سے ہے یا اختیار سے اسواسطے کہ یہ شروع کرنا اگر وجوب ترتیب کو تقاضا نہین کریگا تو اس سے کم نہین کہ استحباب کو تقاضا کرے اور نیز اس حدیث سے یہ بہی ثابت ہوا کہ نہین دخل ہے واسطے غیر ان تین چیزون مین کفارہ مین اور بعض منقطع میں آیا ہے کہ اگر بردہ نہ پاوے تو اُسکے بدلے اونٹ قربانی کرے اور نیز اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ کفارہ ساتھ ان تین چیزون کے ترتیب مذکور سے دیوے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایک چیز کے نہ ہونے کے بعد دوسری کی طرف نقل کرنیکا حکم فرمایا اور عیاض نے کہا کہ اسمین وجوب ترتیب کے اوپر دلالت نہین بلکہ یہ سوال کبہی تخییر مین استعمال کیا جاتا ہے اور جمہور کے نزدیک ترتیب کو ترجیح ہے اور بعض کہتے ہین کہ ترتیب اولویت پر محمول ہے اور تخییر جواز پر محمول ہے یعنے افضل یہ ہے کہ ترتیب سے کفارہ ادا کرے اور اگر مقدم موخر کرے تو بہی جائز ہے اور بعضے اسکے برعکس کہتے ہین اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک عرق آیا تو عرق ایک تہیلہ ہوتا ہے پتے کا بنا ہوا اور دارقطنی کی ایک روایت مین ہے کہ ساٹھ مسکین کو کہانا کہلا ہر مسکین کو ایک مد سو لایا گیا وہ ساتھ پندرہ صاع کے سو فرمایا یہ ساٹھ مسکین کو کہلا اور اسمین مد سے کو نیون پر گنتی ہین

کہ اگر گیہون ہو تو تیس صاع واجب ہین اور اگر اسکے سوا اور کوئی چیز ہو تو ساٹھہ صاع دیوے اور یہ جو فرمایا کہ اسکو خیرات کر تو
ایک روایت مین اتنا لفظ زیادہ ہے کہ تو اسکو اپنے نفس سے خیرات کر یعنی صرف اپنی جان کی طرف سے کفارہ دے
تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ کفارہ صرف مرد پر واجب ہے عورت پر واجب نہین جس سے اُس نے صحبت کی اور یہی اصح
قول ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور جمہور کہتے ہین کہ عورت پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن منذر
کا لیکن انکو اختلاف ہے آزاد عورت مین اور لونڈی مین اور جو رضامندی سے جماع کراوے اور ہے اُسکا کفارہ خود اُسی پر ہے
یا مرد اُسکی طرف سے ادا کرے اور حدیث مین کوئی چیز نہین کہان چیزون سے کسی چیز پر دلالت کرے عورت کا حکم اور دلیل سے
لیا جاویگا باوجودیکہ احتمال ہے کہ وہ روزہ دار نہ تہی اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو یہ ہنسنا آپ کا اُس
شخص کے حال کی اختلاف سے تہا کہ پہلے ڈرتا ہوا آیا اس حال مین کہ راغب تہا کہ جہان تک ممکن ہو اپنی جان کو فدا کر دیوے پہر جب اُسنے
رخصت پائی تو طمع کیا کہ جو اسکو کفارے دیا گیا تہا اس سے کہاوے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کفارہ
اپنے گہر والون کو کہلا تو اسمین اختلاف ہے کئی اقوال پر سو بعضے کہتے ہین کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ کفارہ تنگی سے معاف ہو جاتا
ہے جو مقارن ہو ساتھہ سبب وجوب اسکی کے اسواسطے کہ کفارہ نہین خرچ کیا جاتا طرف جان اپنی کی اور نہ طرف عیال
اپنے کی اور یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہین فرمایا کہ یہ کفارہ اُسکے ذمہ مین برقرار ہے جب میسر ہو ادا کرے اور
یہ ایک قول شافعیہ کا ہے اور جزم کیا ہے ساتھہ اسکے عیسے بن دینار مالکی نے اور اوزاعی نے کہا کہ استغفار کرے اور پہر
یہ کام نہ کرے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھہ صدقہ فطر کے اسواسطے کہ ساقط ہوتا ہے وہ ساتھہ تنگی کے جو مقارن ہو ساتھہ
سبب وجوب اسکی کے اور وہ چاند فطر کا ہے لیکن فرق ان دونو مین یہ ہے کہ صدقہ فطر کی ایک انتہا ہے اور کفارے جماع کی
کوئی انتہا نہین سو قائم رہیگا ذمہ مین اور نہین حدیث مین وہ چیز کہ دلالت کرے کہ کفارہ ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اُسمین وہ چیز
ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ہمیشہ رہنے اسکے کی عاجز پر اور جمہور کہتے ہین کہ تنگی سے کفارہ ساقط نہین ہوتا اور جس چیز
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو تصرف کی اجازت دی وہ کفارہ نہین تہا پہر انکو اختلاف ہے زہری نے کہا کہ یہ فقط
اسی مرد کے ساتھہ خاص تہا اور کسی کو جائز نہین اور اسی طرف میل کی ہے امام الحرمین نے اور اسکا جواب یہ ہے کہ اصل عدم
خصوصیت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ منسوخ ہے یہ حکم پہلے تہا اب نہین اور قائل نسخ نے ناسخ کو بیان نہین کیا پس دعوی
نسخ بھی ٹہیک نہین اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اُسکے اہل سے وہ لوگ ہین جنکا نفقہ اُسپر لازم نہین قرابتون اسکے سے اور یہی
قول ہے بعض شافعیہ کا لیکن ایک روایت مین صریح آچکا ہے کہ آپ نے خود اسکو بھی اُس سے کہانے کی اجازت دی
اور بعضے کہتے ہین کہ جب اپنے اہل کے نفقے سے عاجز تہا تو اُسکو جائز ہوا کہ کفارے کو اپنے گہر والون پر خرچ کرے اور یہی
معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور شیخ تقی الدین نے کہا کہ اقوی یہ ہے کہ ٹہیرایا جاوے دینا کہجورون کا بطور خیرات
کے اسپر اور اسکے اہل پر ساتھہ اس صدقے کے جبکہ انکی حاجت ظاہر ہوئی اور اسپر کفارہ پس نہین ساقط ہوا ساتھہ انکی

[illegible]

لیکن کہانے کا اُسکے ذمہ پر برقرار رہنا اس حدیث سے ماخوذ نہیں اور اسپر وہ چیز کہ علت بیان کرتے ہیں ساتھ اُسکے تاخیر بیان سے سو اسمین دلالت نہین اسواسطے کہ علم بالوجوب مقدم ہو چکا ہے اور نہیں وارد ہوئی حدیث مین وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ساقط ہونے کفارے کے اسواسطے کہ جب اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عاجز ہونے کی خبر دی پہر اسکو عرق کے نکالنے کا حکم کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کفارہ عاجز سے ساقط نہین ہوتا اور شاید کہ موخر کیا بیان کو وقت حاجت تک اور وہ قدرت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ اُس سے ساقط ہو گیا لیکن وہ روایت ضعیف ہے اسکے ساتھ حجت نہین پکڑی جاتی اور حق یہ بات ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فرمایا کہ اسکو لے اور خیرات کر تو اُس نے اسکو قبض نہ کیا بلکہ عذر کیا کہ مین اُسکی طرف غیر سے زیادہ محتاج ہون سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اُسکے کہانے کا اذن دیا سو اگر وہ اسکو قبض کرتا تو مالک ہوتا اُسکا ساتھ صفت مشروط کی اور وہ نکالنا اُسکا ہے اپنی طرف سے کفارے مین لیکن جبکہ اُس نے اسکو قبض نہ کیا تو اسکا مالک نہ ہوا تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اذن دیا کہ خود بھی اس سے کہاوے اور اپنے اہل کو بھی اُس سے کہلاوے تو تھی ہوگی یہ تملیک مطلق ساتھ نسبت کی طرف اسکی اور اہل اسکے کی اور ہوگا لینا اُنکا اُسکو ساتھ صفت فقر مذکور کے اور احتمال ہے کہ یہ تملیک شرط اول سے ہو پس نہ لازم آویگا اسمین ساقط ہونا کفارے کا اور نہ کہانا مرد کا اپنے کفارے سے اور نہ خرچ کرنا اُسکا اوپر جنکا نفقہ اُسپر لازم ہے کفارے نفس اپنے سے اور آیندہ باب مین تصریح نہین ساتھ اسچیز کے کہ شامل ہے اسکو حکم ترجمہ کا اور سوائے اسکے نہین کہ اُس نے اشارہ کیا ہے طرف دو نو احتمال مذکور کی ساتھ لانے صیغہ استفہام کے اور اس حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین ایک سوال کرنا ہے حکم اسچیز سے کہ کرے اُسکو مرد مخالف شرع کے اور اسکے ساتھ بات کرنی اور استعمال کرنا کنایہ کا اسمین جسکا ذکر قبیح ہو جیسے کہ اُس نے کہا کہ مین اپنی عورت پر گرا اور ایک یہ کہ طالب علم کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور گناہ پر نادم ہونا چاہیے اور یہ کہ جائز ہے بیٹھنا بیچ مسجد کے واسطے غیر نماز کے مصالح دینیہ سے مانند پہیلانے علم کی اور یہ کہ جائز ہے ہنسنا وقت وجود سبب اسکے اور خبر دینا مرد کا ساتھ اسچیز کے کہ واقع ہوا اُس سے ساتھ اہل اپنے کے واسطے حاجت کی اور یہ کہ جائز ہے قسم کہانی واسطے تاکید کلام کے اور قبول کرنا قول مکلف کا اسچیز مین کہ نہین اطلاع پائی جاتی اسپر مگر اُسکی طرف سے اور اسمین مدد کرنی ہے عبادت پر اور سعی کرنی مسلمان کے خلاص کرنے مین اور دینا ایک کو زیادہ حاجت سے اور دینا کفارے کا ایک اہل بیت کو اور جو خود مضطر ہو اسکو دوسرے مضطر کو دینا واجب نہین (فتح) اور بعض علما نے اس حدیث سے ہزار مسلہ نکالا ہے **بَابُ الْمُجَامِعِ فِي رَمَضَانَ هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ** جو رمضان مین جماع کرے کیا وہ اپنے اہل کو کفارے سے کہلاوے جبکہ محتاج ہون **ف** یعنے یا نہین اور اس باب مین اور پہلے باب مین منافات نہین اسواسطے کہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگی کے ساتھ کفارہ ذمہ سے ساقط نہین ہوتا اسواسطے

کہ اسمیں ہے کہ چاہیئے کہ کفارہ دیوے اور اس باب میں تردد ہے اسمین کہ جسمیں اسکو تصرف کا اذن ہے کیا وہ نفس کفارہ ہے یا نہیں اور اسی پر محمول ہوگا لفظ ترجمہ کا (فتح) حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْأَخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ أَفَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيلُ قَالَ أَطْعِمْ هَذَا عَنْكَ قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا وَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو اُسنے کہا کہ نیکی سے دور یعنے میں رمضان میں اپنی عورت پر واقع ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے وہ چیز کہ غلام آزاد کرے اُس نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ روزے رکھے دو مہینے کہ پے در پے اُس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو مقدور رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اُس نے کہا کہ نہیں سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس عرق آیا اُسمیں کھجوریں تھیں اور وہ زنبیل ہے فرمایا کہ اسکو اپنی طرف سے کھلا اس نے کہا کہ کیا ہم اپنے سے زیادہ تر محتاج کو کھلاویں اور نہیں مدینے کی دونو طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی زیادہ محتاج ہمسے فرمایا کہ یہ اپنے بال بچوں کو کھلا

باب الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ روزہ دار کو سینگی لگوانا اور قے کرنا جائز ہے یا نہیں **ف** یعنے کیا وہ دونو روزے کو فاسد کر دیتے ہیں یا ایک فاسد کرتا ہے یا نہیں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے قے اور حجامت کو جمع کیا باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کے غیر مغیر ہیں اور عادت اُسکی تفریق تراجم کی ہے جبکہ ایک حدیث میں پائی جاویں چہ جائیکہ دو حدیثوں میں پائی جاویں اور سوائے اسکے نہیں امام بخاری نے یہ کام اسواسطے کیا کہ ان دونو کا ماخذ ایک ہے اسواسطے کہ وہ اخراج ہے اور اخراج افطار کو تقاضا نہیں کرتا اور بخاری نے اسکا حکم بیان نہیں کیا لیکن باب کی حدیثوں اور اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کے نزدیک ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور سلف کو دو مسئلوں میں اختلاف ہے ایک قے میں اور یہ ہے پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جسکو خود بخود بے اختیار قے آجاوے اُسکا روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو جان بوجھ کر قے کرے اُسکا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ جان کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ مطلق نہیں ٹوٹتا اور یہی ہے ایک روایت امام مالک سے اور استدلال کیا ہے ابہری نے ساتھ ساقط کرنے قضا اُس شخص سے کہ جان بوجھ کر قے کرے باینطور کہ اُسپر کفارہ نہیں اصح قول پر سو اگر قضا واجب ہوتی تو کفارہ بھی واجب ہوتا اور بعضوں نے اسکا عکس کیا ہے پس کہا کہ یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ کفارہ خاص ہے ساتھ جماع کے اُسکے غیر میں نہیں یعنے اور روزہ توڑنے والی چیزوں میں اور عطا اور اوزاعی اور ابوثور نے کہا کہ قضا کرے اور کفارہ دیوے

اور نیز ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ جسکو بے اختیار قے آوے اسپر قضا نہین مگر حسن کی ایک روایت مین
اور دوسرا مسئلہ حجامت کا ہی سو اسمین جمہور کا مذہب یہی ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہین ٹوٹتا اور اسکو روزہ کرنا
جائز ہے اور یہی مذہب ہے انس اور ابو سعید اور حسن بن علی وغیرہ اصحاب و تابعین کا اور حضرت علی اور عطا اور اوزاعی
اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ دونو کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے سینگی لگوانے والے کا بھی اور لگانے والے کا
بھی اور کہتے ہین کہ اسپر قضا واجب ہے اور خلاف کیا ہے عطا نے سو کہا کہ اسپر کفارہ بھی واجب ہے، اور قائل ہین
ساتھ قول امام احمد کے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابو الولید اور ابن حبان اور ترمذی نے کہا کہ شافعی نے کہا کہ اگر حدیث
صحیح ہو تو مین اسکے ساتھ قائل ہونگا اور یہی قول ہے داؤدی مالکی کا اور فریقین کی حجت کو بخاری نے ذکر کیا ہے
(فتح) وَقَالَ يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ
أَبَا هُرَيْرَةَ إِذَا قَاءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُولِجُ یعنے ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ جب روزہ دار قے کرے
تو اسکا روزہ نہین ٹوٹتا کہ وہ تو صرف ایک چیز پیٹ سے نکلتی ہے اسمین داخل نہین ہوتی ف ابن منیر نے
کہا اس حدیث سے نکالا جاتا ہے کہ اصحاب ظاہر حدیثون کو من حیث الجملہ قیاسون کے ساتھ تاویل کیا کرتے
تھے اور دوسرے نے اس حصر کو منی سے توڑ دیا ہے اسواسطے کہ وہ بھی پیٹ سے نکلتی ہے اور وہ موجب ہے قضا کو
اور کفارے کو (فتح) وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ یعنے اور نیز ابو ہریرہ رض سے
مذکور ہے کہتے سو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور پہلی روایت یعنے روزہ نہ ٹوٹنے کی زیادہ تر صحیح ہے وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنے اور ابن عباسؓ اور عکرمہ نے کہا کہ روزہ اس چیز سے
ہے کہ داخل ہووے نہ اس چیز سے کہ باہر نکلے وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ
بِاللَّيْلِ یعنے اور تھے ابن عمر سینگی کھچواتے روزے کی حالت مین پھر اسکو چھوڑ دیا سو تھے سینگی لگواتے رات کو
وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا یعنے اور سینگی لگوائی ابو موسے نے رات کو وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ
بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوا صِيَامًا یعنے اور ذکر کیا جاتا ہے سعد سے اور زید بن ارقم سے اور ام سلمہ سے
کہ انہون نے روزے کی حالت مین سینگی کھچوائی وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا
نُنْهَى یعنے اور بکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ہم عائشہ رض کے نزدیک سینگی کھچواتے تھے سو ہم منع نہ کیے جاتے
تھے وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ یعنے اور حسن نے کئی اصحاب
سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ سینگی لگانے والے اور لگوانے والے دونو کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے ف اور یہی
مذہب ہے امام احمد کا اور تینون امام کہتے ہین کہ اس سے روزہ نہین ٹوٹتا نہ سینگی لگانے والے کا نہ لگوانے والے کا
اور بعضے کہتے ہین کہ اسکے یہ معنے ہین کہ ان دونو نے روزے کے توڑنے کے ساتھ تعرض کیا لگانے والے نے

تو اسواسطے کہ وہ بخوف نہین اس سے کہ کوئی چیز خون سے اسکے پیٹ مین پہونچے اور ایسے محروم ہیں اسوجہ سے کہ امن مین
اس سے کہ اپنی قوت سی ضعیف ہو جاوے اور روزہ توڑنے تک نوبت پہونچے اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اسکے یہ ہین کہ
ان دونون نے مکروہ فعل کیا اور وہ حجامت ہی سو گویا کہ وہ عبادت کی ساتھ متلبس نہین اور امام شافعی رحمہ نے کہا کہ ابن عباس
کی حدیث اسناد زیادہ تر صحیح ہے پس اگر حجامت سے بچے تو وہ محبوب تر ہے طرف میری از روے احتیاط کے اور قیاس کر
ساتھ حدیث ابن عباس کے ہی اور جو چیز کہ یاد رکہتا ہون مین اصحاب و تابعین اور عام اہل علم سے وہ یہ ہے کہ سینگی
لگوانے سے روزہ نہین ٹوٹتا (فتح) وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اور حسن سے اس اسناد کے ساتھ جس کو بخاری نے ذکر کیا ان
سے ایسا ہی مروی ہے عیاش سے کہا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے اُنہون نے کہا ہان پہر فرمایا اللہ خوب جانتا
ہے حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے سینگی کہچوائی احرام کی حالت مین اور سینگی کہچوائی روزے کی حالت مین ف ابن
عبد البر نے کہا کہ اسمین دلیل ہے اسپر کہ حدیث افطر الحاجم والمحجوم منسوخ ہے اسواسطے کہ اسکی بعضے طریقون
مین آیا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع مین تہا کہ آپکی اخیر عمر مین واقع ہوا اور اسی طرح کہا ہے امام شافعی نے معلوم
ہوا کہ روزے کی حالت مین سینگی لگوانی درست ہی (فتح) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ
أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ ثَنَا شُعْبَةُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ثابت رضہ سے روایت
ہے کہ کسی نے انس رضہ سے پوچہا کہ تم روزدار کو روزے کی حالت مین سینگی کہچوانی مکروہ جانتے تہے اس نے کہا کہ نہین
مگر ضعف کے سبب سے کہ مبادا ضعف لاوے اور اسکو روزے سے باز رکہے ف اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اگر ضعف کا
خوف نہ ہو تو مکروہ نہین (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ یعنے سفر مین روزہ
رکہنے اور نہ رکہنے کا بیان ف یعنے مباح ہے اور مکلف کو اختیار ہے کہ خواہ رکہے یا نہ رکہے برابر ہے کہ
رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ
ابْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ
يَا رَسُولَ اللهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هَهُنَا ثُمَّ
قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابَعَهُ جَرِيرٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ
الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ ترجمہ ابی اوفے رضہ سے

روایت ہو کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ایک سفر مین تہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گہول اُسنے کہا کہ یا حضرتؐ ابہی آفتاب باقی ہے یعنے اسکی روشنی باقی ہے اور ابہی افطار کا وقت نہین ہوا فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گہول سو وہ اترا اور اُسنے آپکے واسطے ستو گہولے اور آپ نے ستو پیا پہر اپنے ہاتہہ سے اسجگہ اشارہ کیا یعنے پچہم کی طرف پہر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکہو کہ اسطرف آوے ادہر سے یعنے پورب کی طرف سے سیاہی نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کہولنے کا وقت ہوا **ف** اسحدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت بہت جلد روزہ کہولتے تہے کہ بعضے لوگون کو شبہ رہتا تہا کہ شاید ابہی دن باقی ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جب آفتاب غروب ہوا اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت ہے روزہ کہولنے کا **حدثنا** مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ ثنی اَبِی عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَسْرُدُ الصَّوْمَ ح وحدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ انا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہو کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا کہ یا حضرتؐ مین پے در پے روزے رکہتا ہون اور ایک روایت مین ہے کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ مین سفر مین روزے رکہتا ہون اور وہ بہت روزے رکہا کرتا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو روزہ رکہہ اور چاہے تو نہ رکہہ یعنے سفر مین **ف** یہ جو فرمایا کہ مین پے در پے روزے رکہتا ہون تو استدلال کیا گیا ہے اس سے اسپر کہ ہمیشہ کا روزہ رکہنا درست ہے اور اسمین اسپر دلالت نہین اسواسطے کہ تتابع بدون صوم دہر کے بہی صادق آتا ہے پس اگر ثابت ہو کہ ہمیشہ روزہ رکہنا منع ہے تو یہ پے در پے روزہ رکہنے کا اذن اسکے معارض نہین ہوسکتا بلکہ تطبیق انکے درمیان واضح ہے اور یہ جو کہا کہ مین سفر مین روزہ رکہتا ہون تو اسمین تصریح نہین کہ وہ رمضان کا روزہ تہا پس نہ ہوگی اسمین حجت اُس شخص کی جو سفر مین رمضان کا روزہ منع کرتا ہے کذا قال ابن دقیق مین کہتا ہون کہ باب کی حدیث کی نسبت تو یہ خیال ٹہیک ہے کہ وہ مانع صوم فے السفر پر حجت نہین ولیکن مسلم مین ہے کہ اُس نے کہا کہ یا حضرتؐ مجہکو سفر مین روزہ رکہنے کی قوت ہے تو کیا پس مجہپر گناہ ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر مین روزہ نہ رکہنا اللہ کی طرف سے رخصت ہے سو جس نے خدا کی رخصت کو لیا اُس نے خوب کیا اور جو روزہ رکہنا چاہے تو اُسپر کچہہ گناہ نہین اور یہ شعر ہے کہ اُسنے فرض روزے کا حکم پوچہا تہا اور یہ اسواسطے ہے کہ رخصت کا لفظ واجب کے مقابلے مین بولا جاتا ہے (فتح) **باب** اِذَا صَامَ اَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ جب کوئی رمضان کے کچہہ دن روزے رکہے پہر سفر کرے تو اسکا کیا حکم ہے **ف** یعنے کیا اسکو سفر مین روزہ نہ رکہنا درست ہے یا نہین اور گویا کہ امام بخاری نے

اشارہ کیا کہ جو اس باب مین حضرت علی وغیرہ سے مروی ہے وہ ضعیف ہی اور وہ یہ ہے کہ انہون نے کہا کہ جو اپنے وطن مین رمضان کا چاند دیکھے پھر اسکے اور سفر کرے تو نہین جائز ہے اسکو یہ کہ روزہ نہ رکھے واسطے دلیل اس آیت کی کہ جو کوئی تم مین سے یہ مہینہ پاوی تو چاہیے کہ اسکا روزہ رکھے اور اکثر اہل علم کہتے ہین کہ نہین فرق ہے درمیان اسکے اور درمیان اُس شخص کے کہ جو سفر مین رمضان کا چاند دیکھے پھر بیان کیا ابن منذر نے ساتھ اسناد صحیح کے ابن عمرؓ سے کہ اس نے کہا کہ یہ آیت (کہ جو تم مین سے یہ مہینہ پاوے تو چاہیئے کہ اسکا روزہ رکھے) منسوخ ہے اور اسکی ناسخ یہ آیت ہی وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ الآية یعنے اور جو بیمار ہو یا سفر مین ہو تو لازم ہے اسپر گنتی اور دنون سے اور پھر کہا کہ جمہور کی دلیل ابن عباسؓ کی حدیث ہی جو اس باب مین مذکور ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ اَفْطَرَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيْدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مین مکے کی طرف نکلے سو آپ نے روزہ رکھا یہانتک کہ جب کدید مین (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے دو منزل مکے سے) پہونچے تو آپ نے روزہ کھولڈالا اور لوگون نے بھی روزہ کھولا امام بخاری نے کہا کہ کدید ایک پانی کا نام ہے درمیان عسفان اور قدید کے **ف** اور ایک روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدید مین پہونچے تو آپ کو خبر پہونچی کہ لوگون پر روزہ مشکل ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دودہ کا پیالہ منگایا اور اسکو ہاتھ سے پکڑا یہانتک کہ اسکو لوگون نے دیکھا اور آپ اپنی اونٹنی پر تھے پھر آپ نے وہ دودہ پیا اور روزہ کھولا پھر آپ نے وہ پیالہ ایک آدمی کو جو آپ کے پہلو مین تہا دیا تو اُس نے بھی پیا سو اسکے بعد کسی نے آپ سے کہا کہ بعض لوگون نے روزہ نہین کھولا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی ہین نافرمان لوگ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اسپر کہ سفر مین روزہ کھولنا ضرور ہے اور نہین دلالت ہی اسمین اسپر کہ گمان کیا اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اسپر کہ مسافر کو جائز ہے کہ دن کے درمیان روزہ کھولے اگرچہ اُس نے رمضان کا چاند وطن مین دیکھا ہو اور یہ حدیث ہی جواز مین اسواسطے کہ نہین خلاف ہے اسمین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکے کے سال رمضان مین چاند دیکھا اور آپ مدینے مین تھے پھر رمضان کے درمیان سفر کیا دسوین رمضان کو مدینے سے چلے اور انیسوین کو مکے مین پہونچے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ جائز ہے مرد کو یہ کہ افطار کرے اگرچہ رات سے روزے کی نیت کی ہو اور روزے کی حالت مین صبح کی ہو پس جائز ہے اسکو یہ کہ افطار کرے بیچ دن کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے اکثر شافعیہ نے اور ایک قول یہ ہے کہ اسکو روزہ کھولنا درست

نہین اور گویا کہ سند اس قول کی وہ ہے جو کتاب بویطی مین واقع ہوا ہے متعلق کرنے قول ہے ساتھہ اسکے اوپر صحیح ہونے حدیث ابن عباس رض کے اور یہ سبب اسکا حکم ہے کہ سفر مین روزے کی نیت کرے اور اگر اقامت کی حالت مین روزے کی نیت کرے پھر دن کے درمیان سفر کرے تو کیا اسکو جائز ہے یہ کہ دن کے درمیان روزہ کہولے جمہور کہتے ہین کہ اسکو روزہ کہولنا جائز نہین اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ جائز ہے اور اختیار کیا ہے اسکو مزنی نے اس حدیث کی دلیل سے اس نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس دن مدینے سے چلے تہے اسی دن آپنے روزہ کہولا تہا حالانکہ اسطرح نہین اسواسطے کہ مدینے اور کدید کے درمیان کئی دن کا فاصلہ ہے اور حضرت انس رض سے روایت ہے کہ جب وہ روزے کی حالت مین سفر کا ارادہ کرتے تہے تو روزہ کہولتے تہے پہلے اس سے کہ سوار ہوتے پہر نہین فرق ہے نزدیک انکے جو روزہ کہولنے کو جائز رکہتے ہین کہ جس چیز سے چاہیں افطار کریں یعنے خواہ کہانے پینے سے ہو یا جماع وغیرہ سے اور امام احمد کا مشہور قول یہ ہے کہ کہانے پینے اور جماع کے درمیان فرق ہے جماع سے روزہ کہولنا درست نہین اور اسکے سوا اور چیزون سے درست ہو اور اگر جماع سے روزہ کہولے تو اسپر کفارہ ہے مگر یہ کہ جماع سے پہلے کسی اور چیز کے ساتھہ روزہ کہولے اور اعتراض کیا ہے بعض بالغین نے اصل مسئلے مین ..... سو کہا کہ نہین دلالت ہے حدیث مین اسپر کہ جسدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کہولا تہا اس رات کو آپنے روزے کی نیت کی تہی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ آپنے اس رات کو روزے کی نیت نہ کی ہو بلکہ روزہ ترک کرنے کی نیت کی ہو پہر افطار کو لوگون کے سامنے ظاہر کیا تاکہ لوگ بہی روزہ کہولین لیکن سیاق حدیث کا اسمین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت مین صبح کی پہر روزہ کہولا (فتح) **باب** یہ باب بغیر ترجمے کے ہے اور ضرور ہے کہ ابو درداء کی حدیث کو پہلے باب سے تعلق ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض نے رمضان مین سفر کے اندر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو روزہ کہولا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر انکار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کہولنا جائز ہے اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ جو رمضان کے مہینے مین سفر کرے اسکو روزہ کہولنا درست نہین (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ اَنَّ اِسْمٰعِيلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلٰى رَاْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِيْنَا صَائِمٌ اِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ رَوَاحَةَ** ترجمہ ابو الدرداء رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ آپکے بعض سفرون مین نکلے بیچ دن گرم کی یہانتک کہ آدمی شدت گرمی کے سبب اپنا ہاتہہ اپنے سر پر رکہتا تہا اور نہ تہا ہم مین کوئی

روزہ دار مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ اور ایک روایت مین یہ لفظ زیادہ ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان مین نکلے سخت گرمی مین اور اس زیادت کے ساتھ تمام ہوگی مراد استدلال سے اور اس سے رد ہوگا قول ابن حزم کا کہ اس حدیث مین حجت نہین اسواسطے کہ احتمال ہے کہ یہ نفل روزہ ہو اور اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ جو طاقت رکھتا ہو اور اسکو سخت تکلیف نہ ہو تو اسکو سفر مین روزہ رکھنا مکروہ نہین بلکہ درست ہو (فتح) **بَابُ** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَ اشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ باب ہے بیچ بیان فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس شخص کے کہ اسپر سایہ کیا گیا تھا اور اسکو سخت گرمی پہونچی تھی کہ سفر مین روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہین **ف** اس باب مین اشارہ ہے اسطرف کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اسکے حق مین یہ حدیث فرمائی تو آپنے سخت تکلیف کے سبب سے فرمائی اور ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اسکی شدت مشقت سے جمع کیا جاویگا درمیان حدیث باب کی اور جو اس سے پہلے ہو پس حاصل یہ ہے کہ جو طاقت رکھتا ہو اسکے واسطے روزہ رکھنا افضل ہے نہ رکھنے سے اور جسپر روزہ دشوار ہو یا قبول رخصت سے انکار کرے تو اسکے واسطے روزہ نہ رکھنا افضل ہے روزہ رکھنے سے اور جو مشقت کی تحقیق نہ کر سکتا ہو اسکو اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور سلف کو اس مسئلے مین اختلاف ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ سفر مین روزہ رکھنا فرض سے کفایت نہین کرتا بلکہ سفر مین روزہ رکھے حضر مین اسکی قضا اسپر واجب ہے واسطے ظاہر اس آیت کی فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور واسطے اس حدیث کے اور یہ قول بعض اہل ظاہر کا ہے اور یہی محکی ہے عمر اور ابی عمر اور ابو ہریرہ اور زہری اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے کہتے ہین کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لازم ہے اسپر گنتی اور دنون سے اور جمہور اسکی یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ افطار کرو اور اور دنون سے گنتی پوری کرو اور مقابل اس قول کے قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ سفر مین روزہ رکھنا درست نہین مگر اس شخص کو جو اپنی جان پر ہلاک یا شدت تکلیف کا خوف کرتا ہو یہی محکی ہے ایک قوم سے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو قادر ہو اور اسپر روزہ رکھنا دشوار نہ ہو اسکو سفر مین روزہ رکھنا افضل ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ کا اور انمین سے بہت علما کہتے ہین کہ روزہ نہ رکھنا افضل ہے واسطے عمل کرنے کے رخصت پر اور یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ اسکو مطلق اختیار ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جو آسان ہو وہ افضل ہے واسطے اس آیت کی کہ ارادہ کرتا ہے اللہ ساتھ تمہارے آسانی کا اور یہی قول ہے عمر بن عبد العزیز کا اور اختیار کیا ہے اسکو ابن منذر نے اور ترجیح جمہور کے قول کو ہے ولیکن کبھی افطار کرنا افضل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اسپر روزہ دشوار ہو اور اسکے ساتھ تکلیف پاوے اور ایک روایت مین ہے کہ ابن عمر نے ایک شخص سے کہا کہ

جو سفر مین روزہ رکھے اُسپر پہاڑ کے برابر گناہ ہے سو یہ روایت محمول ہے اُس شخص کے حق مین جو رخصت سے اعراض کرے اور منہ پہیرے اور اسکے ساتھہ اعتقاد نہ رکھے اور اسی طرح جو کوئی اپنی جان پر خوف کرے کہ اگر سفر مین روزہ رکھون گا تو ریا اور خود پسندی لازم آویگی تو اسکو بھی افطار کرنا افضل ہے اشارہ کیا ہے طرف اسکی ابن عمر رض نے اور جو سفر مین روزہ رکھنے کو منع کرتے ہین انکی دلیل ایک یہ بھی ہے جو اس حدیث کی ایک طریق مین واقع ہوا ہے کہ یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری امر ہے پس سفر مین روزہ رکھنا منسوخ ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ لفظ حدیث مین مدرج ہے اور نیز دلیل انکی یہ ہے کہ پہلے آپنے روزہ رکھا پھر افطار کیا اور روزہ رکھنے والے کو گناہ کی طرف منسوب کیا لیکن اسمین اسکے منسوخ ہونے پر دلیل نہین اسواسطے کہ مسلم مین ہے کہ اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ اسکے بعد سفر مین روزے رکھتے تھے اور یہ حدیث نص ہے مسئلے مین اور جابر کی حدیث جو اس باب مین مذکور ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث ایک سبب پر نکلی ہے سو اُسپر بند کیجاویگی یعنے یہ حدیث آپنے تکلیف کے سبب سے فرمائی ہے سو جسکو ایسی سخت تکلیف ہو جیسے کہ اُس شخص کو ہوئی تھی اسکو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسی طرف میل کی ہے بخاری نے باب مین اور جسکو تکلیف نہو اسکو سفر مین روزہ رکھنا مکروہ نہین اور امام شافعی رح نے کہا کہ نفی نیکی کی محمول ہے اس شخص پر جو قبول رخصت سے انکار کرے اور روزے مین اسحالت کو پہونچے خواہ فرض ہو یا نفل اور احتمال ہے کہ معنے اسکی یہ ہون کہ نہین نیکی مفروض سے کہ جو اسکی مخالفت کرے گنہگار ہوگا (فتح)

حدثنا آدم ثنا شعبة ثنا محمد بن عبد الرحمن الانصاري قال سمعت محمد بن عمرو بن الحسن بن علي عن جابر بن عبد الله قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فرأى زحاما ورجلا قد ظلل عليه فقال ما هذا فقالوا صائم فقال ليس من البر الصوم في السفر **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین تھے سو لوگون کا ہجوم دیکھا اور ایک شخص کو دیکھا (کہ غش مین پڑا ہے) اور لوگون نے اس پر سایہ کیا ہے فرمایا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگون نے کہا کہ روزہ دار ہے سو فرمایا کہ سفر مین روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہین **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت رخصت کو لینا مستحب ہے اور اسکو چھوڑنا مکروہ ہے (فتح)

باب لم يعب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بعضهم بعضا في الصوم والافطار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بعضے بعض پر روزہ رکھنے اور نہ رکھنے مین عیب نہ کیا **ف** یعنے سفر مین اور اشارہ ہے اسمین طرف تاکید اسچیز کی کہ اعتماد کیا ہے اسپر تاویل حدیث سے جو پہلے ہے اور یہ کہ وہ محمول ہے اُس شخص پر جسکو روزہ رکھنا بہت دشوار ہو اور اسمین بہت تکلیف ہو اور جسکو تکلیف نہو نہ عیب کیا جاوے اُسپر روزہ رکھنے کو اور

نہ رکھنے کو یعنے خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اسپر عیب کیا جاوے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ
عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے
سو نہ کوئی روزہ دار بے روزہ پر عیب کرتا تھا اور نہ بے روزہ روزہ دار پر عیب کرتا تھا **بَابٌ** مَنْ أَفْطَرَ فِي
السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ جو سفر میں روزہ کھولے تاکہ اسکو لوگ دیکھیں اور اسکی پیروی کریں تو اسکا کیا حکم ہے **ف**
یعنی جبکہ وہ شخص مقتدا ہو اور اسمیں اشارہ ہے اسطرف کہ افطار روزہ کا افضل ہونا خاص ہے ساتھ اس شخص کے
کہ اسکو روزہ تکلیف دے یا ریا اور خود پسندی سے ڈرے یا گمان کرے ساتھ اسکے اعتراض کا رخصت سے بلکہ ملحق
ہے ساتھ اسکے وہ شخص کہ اقتدا کیا جاوے ساتھ اسکے تاکہ تابعداری کرے اسکی وہ شخص کہ واقع ہو اسکے لیے
کوئی چیز تینوں امروں سے اور اسوقت اسکے حق میں روزہ افطار کرنا افضل ہوگا واسطے فضیلت بیان کے
(فتح) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ
ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدِهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ
عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ
أَفْطَرَ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے سے مکے کی طرف نکلے سو
آپنے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہونچے پھر آپنے پانی منگایا اور اسکو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تاکہ وہ
لوگوں کو دکھاویں سو آپنے روزہ کھولا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور یہ رمضان کے مہینے میں تھا سو ابن عباس رض
کہتے تھے کہ مقرر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور افطار کیا یعنے کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا سو جو چاہے
روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے (فتح) **بَابٌ** وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ باب ہے
بیان میں اس آیت کے اور جنکو طاقت ہے روزہ رکھنے کی تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا **ف** یہ حکم ابتداے اسلام میں تھا
احد الواجبین میں تخییر یعنے روزہ رکھنے اور بدلہ دینے میں اختیار تھا جو چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا
نہ رکھتا تھا ولیکن جو روزہ نہ رکھتا تھا اسکو حکم تھا کہ ہر روزے کے بدلے ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا اور بعضے مفسر
کہتے ہیں کہ کلمہ لا کا یہاں محذوف ہے اور یہ آیت شیخ فانی یعنے بڑے بڈھے اور بیمار کے حق میں ہے کہ اسکو تندرستی
کی امید نہ ہو قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ نَسَخَتْهَا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى
لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ إِلَى قَوْلِهِ تَشْكُرُوْنَ یعنے ابن عمر اور سلمہ رض نے کہا کہ منسوخ کیا ہے اس آیت کو

اس آیت سے کہ مہینہ رمضان کا جسمین نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فیصلہ
پھر جو کوئی پاوے تم میں سے یہ مہینہ تو اسکو روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی چاہیے اور دنوں سے تک
ف اور مراد اس سے یہاں یہ آیت ہے کہ جو کوئی پاوے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اسکو روزہ رکھے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے اسواسطے کہ یہ امر ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے پس آیت
ناسخ ہے واسطے پہلی آیت کو جسمیں روزے اور فدیہ کا اختیار تھا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ حَدَّ
ابْنُ أَبِي لَيْلَى ثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ
مِسْكِينًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ فَأُمِرُوا
بِالصَّوْمِ یعنے اور ابن نمیر سے ابن ابی لیلے سے روایت کی ہے کہ حدیث بیان کی ہے ہمسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب نے کہ رمضان کے روزے کا حکم اترا سو انپر دشوار ہوا سو طاقت والوں میں سے جو ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا
وہ روزہ نہ رکھتا تھا اور انکو اسمیں رخصت دی گئی تھی سو منسوخ کیا اسکو اس آیت نے کہ روزہ رکھنا تمہارے واسطے
بہتر ہے تو انکو روزے کا حکم ہوا **ف** یہان یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بہتر ہونا فرضیت کو تقاضا نہیں کرتا
بلکہ مشارکت کو اصل خیریت میں اور کرمانی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ روزہ تطوع بالفدیہ سے بہتر ہے اور تطوع ساتھ
فدیہ کے سنت ہے اور بہتر سنت سے نہیں ہوتا مگر واجب مخیر ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے اور اس
آیت سے ثابت ہوا کہ روزہ افضل ہے اور بعض واجب مخیر کا واجب سے افضل ہونا جائز ہے اسمیں کوئی اشکال
نہیں اور یہ سب بحثیں متعلق ہیں اسپر کہ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ منسوخ ہے اور ابن عباس نے
کہا کہ یہ حدیث منسوخ نہیں بلکہ وہ محکم ہے اور مخصوص ہے ساتھ شیخ فانی وغیرہ کے (فتح) حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ
ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ قَالَ هِيَ مَنْسُوخَةٌ مساکین
ترجمہ نافع رض سے روایت ہے کہ ابن عمر نے آیت فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ پڑھی اور کہا کہ یہ منسوخ ہے **ف** اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ فدیہ کی آیت منسوخ ہے **بَاب** مَتٰى يُقْضٰى قَضَاءُ رَمَضَانَ رمضان کا قضا شدہ روزہ
کب قضا کیا جاوے **ف** یعنے اگر رمضان کے روزے کسی عذر سے فوت ہو جاویں تو کب رکھے جاویں اور
نہیں مراد ہے قضا کرنا قضاء رمضان کا جیسا کہ ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے اور مراد استفہام سے یہ ہے کہ کیا انکی
قضا پے درپے متعین ہے یا جائز ہے رکھنا انکا جدا جدا اور کیا متعین ہے یہ بات کہ فی الفور رکھے جاویں یا جائز
ہے دیر کرنی انمیں اور ظاہر بخاری کی غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو دیر سے رکھنا بھی درست ہے اور انکو جدا جدا
کر کے رکھنا بھی چنانچہ مثلاً دس ایک مہینے میں رکھے اور دس دوسرے میں واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اسکو ترجمہ میں
آثار سے موافق عادت اپنی کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن منذر وغیرہ نے علی اور عائشہ رض سے نقل کیا ہے

کہ واجب ہے پے در پے رکھنا اور یہی قول ہے بعضے اہل ظاہر کا اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ پے در پے قضا کرے اور عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری فعدة من ایام اخر متتابعات سو متتابعات کا لفظ ساقط ہوا اور موطا میں ہے کہ یہ قرأت ابی بن کعب کی ہے اور یہ اگر صحیح ہو تو مشعر ہے ساتھ اسکے کہ تتابع واجب نہیں گویا کہ پہلے واجب تھا پھر منسوخ ہوا اور جو لوگ جائز رکھتے ہیں انکو اسمیں اختلاف نہیں کہ پے در پے رکھنے اولے ہیں (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يُفَرَّقَ لِقَوْلِ اللهِ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ نہیں ڈر ہے اسمیں کہ جدا جدا رکھے جاویں واسطے دلیل اس آیت کی کہ گنتی چاہیے اور دنوں سے یعنے اسواسطے کہ آیت عام ہے تتابع اور تفاریق دونوں کو شامل ہے پس جدا جدا روزے رکھنے بھی جائز ہونگے وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتَّى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ یعنے اور سعیدؓ نے ذیحجہ کے دس روزوں کے باب میں کہا کہ لائق نہیں یہانتک کہ ابتدا کیا جاوے ساتھ قضاء رمضان کے اور تمام کیا جاوے انکو ف اصل یہ قول اسطرح سے ہے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ قضا کئے جاویں روزے رمضان کے عشرہ ذیحجہ میں اور ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نفل روزہ رکھنا اسکو جسپر رمضان کا قضا روزہ باقی ہو مگر اولے اور افضل یہ ہے کہ اول رمضان کا روزہ ادا کرے واسطے قول اسکے کہ لائق نہیں اسواسطے کہ وہ ظاہر ہے ارشاد میں طرف بدائت بالاہم کے اس سے معلوم ہوا کہ تراخی درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة (فتح) اور قسطلانی میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہانتک کہ ابتدا کیا جاوے ساتھ رمضان کے یعنے اول اُس کا روزہ قضا کیا جاوے اور یہ منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اولویت پر اور قیاس چاہتا ہے کہ پے در پے رکھے جاویں تاکہ ملحق ہو یعنے موافق ہو صفت قضا کی ساتھ صفت ادا کی جیسے کہ رمضان کے روزے رمضان میں پے در پے رکھے جاتے ہیں ویسے قضا بھی پے در پے رکھی جاویں تاکہ قضا ادا کے موافق ہو اور نیز اسمیں جلدی ہے واسطے پاک ہونے ذمہ کے اور واجب نہیں واسطے مطلق ہونے آیت کی وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ إِذَا فَرَّطَ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ يَصُومُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا یعنے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جب قصور کرے یعنے جو روزہ اُسپر قضا ہوا اسکو قضا نہ کرے یہانتک کہ دوسرا رمضان آوے تو دونوں کو روزہ رکھے یعنے اسکو قضا سابق پر موقوف نہ رکھے اور نہیں دیکھا ابراہیم نے اُسکو کہانا ف حاصل یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا اس سے رمضان کے کل روزے یا بعض روزے قضا ہوئے پھر انکو قضا نہ کیا یہانتک کہ دوسرا رمضان آیا اور وہ بھی قضا ہوا تو دونوں رمضان کے روزے جدا جدا رکھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضا میں تراخی یعنے دیر کرلی درست ہے فی الفور واجب نہیں وفیہ المطابقة للترجمة وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللهُ الْإِطْعَامَ إِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنے اور ذکر کیا جاتا ہے ابوہریرہؓ سے مرسل اور ابن عباسؓ سے یہ کہ کہانا دیوے تاخیر قضا پر یعنے روزہ قضا کرے اور تاخیر کے بدلے کہانا دیوے اور اہلم تجاب

ے کہا کہ نہین ذکر کیا خدا نے کہانا صرف یہ فرمایا کہ گنتی چاہیے اور دنون سے یعنے یہ قول انکا آیت کی مخالف ہے
ف اصل مین ابو ہریرہؓ کا قول اسطور سے ہی کہ اگر آدمی رمضان مین بیمار ہو پہر تندرست ہو اور پہر روزہ نہ رکہے یہانتک کہ
پاوے اسکو دوسرا رمضان تو چاہیے کہ حاضر رمضان کا روزہ رکہے پہر اُسکے بعد پہلے رمضان کو قضا کرے اور ہر
دن کے بدلے ایک فقیر کو کہانا دیوے بدلے قصور تاخیر کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور یہی ہے قول طحاوی کا
اور امام ابو حنیفہ اور نخعی کہتے ہین کہ کہانا نہ دیوے اس سے بہی معلوم ہوا کہ قضاء رمضان کی تاخیر درست ہی گو فدیہ
دینا آتا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ یا مناسبت باعتبار مخالفت کے ہے (فتح) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا
زُهَيْرٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ يَكُوْنُ عَلَىَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا
اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِىَ اِلَّا فِىْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى الشُّغْلُ مِنَ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بِالنَّبِىِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہی کہ شان یہ تہا کہ رمضان کے قضا روزے مجہپر ہوتے تہے
سو مین طاقت نہ رکہتی تہی یہ کہ قضا کرون مگر شعبان مین اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عائشہ رض کو قضا سے مانع
مشغول رہنا تہا ساتہہ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ف یعنے حضرت عائشہ رض کے ذمے جو رمضان
کے قضا روزے ہوتے تہے بسبب عذر حیض کے تو انکو انکے رکہنے کی فرصت نہ ملتی تہی سوا شعبان کی اس واسطے کہ
اور دنون مین مستعد رہتی تہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین کہ جب صحبت کے لیے بلاوین تو حاضر
ہون اور شعبان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزے رکہتے تہے پس یہ فرصت پاتی تہین اور روزے قضا کرتی
تہین اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے روزون کی قضا مین دیر کرنی درست ہے برابر ہے کہ عذر سے ہو یا بدون عذر
کے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عائشہ رض کی غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ نہین جائز ہے تاخیر قضا کی یہانتک کہ داخل
ہو رمضان دوسرا (فتح) بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلٰوةَ حیض والی عورت حیض کی حالت
مین روزے اور نماز کو چہوڑ دیوے ف باب مین قضا کا حکم بیان نہین ہوا تا کہ ترجمہ باب حدیث کو مطابق
ہو جاوے اسواسطے کہ حدیث مین اسکا ذکر نہین اور لفظ ترک کا اسواسطے بولا کہ اسمین اشارت ہی کہ یہ حسًا ممکن
ہی اور اسکو چہوڑنا اسواسطے ہی کہ اسکی مباشرت کو شرع نے منع کیا ہے (فتح) وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ اِنَّ السُّنَنَ
وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَاْتِىْ كَثِيْرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّاْىِ فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِّنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ
الْحَائِضَ تَقْضِى الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِى الصَّلٰوةَ یعنے اور ابو زناد نے کہا کہ سنتین اور حق کی وجہین اکثر بہت
وقت عقل کے مخالف آتی ہین یعنے شرع کے بہت احکام عقل کے مخالف ہین پس نہین پاتے مسلمان
کوئی چارہ انکی تابعداری سے از انجملہ یہ ہے کہ حائض روزہ قضا کرے اور نماز قضا نہ کرے کہ وہ اسکو معاف ہے
ف یعنے عقل چاہتی ہے کہ دونو فرضون کو قضا کیا جاوے نماز کو بہی اور روزے کو بہی لیکن عقل ایمانی جو کہ

مصرف روزہ قضا کو

اسکے برخلاف ہے اسکی وجہ نہین جانتی ہے بلکہ جانتی ہے کہ اسمین کوئی حکمت بالغہ ہوگی اور فقہانے اس فرق
مذکور مین کلام کی ہے اور بہت سے نے انمین سے اعتماد کیا ہے اسپر کہ نماز بار بار آتی ہے پس اسکی قضا مشکل ہے
بخلاف روزے کے کہ وہ ہر سال مین ایک بار آتا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ اگر حائض فجر سے پہلے پاک ہو جاوے اور روزے
کی نیت کرے تو اسکا روزہ صحیح ہے نزدیک جمہور کے اور نہین موقوف ہے غسل پر بخلاف نماز کے کہ وہ غسل پر
موقوف ہے (فتح) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ
دِينِهَا ترجمہ ابو سعید رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے عورتون کے جواب مین جب کہ
انہون نے کہا کہ کیا ہے نقصان دین ہمارے کا) کہ کیا نہین جب اسکو حیض ہوتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ
رکھتی ہے پس یہ اسکے دین کا نقصان ہے **بَابُ** مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ اگر کوئی مر گیا اور اسپر روزے
کی قضا ہو تو کیا اسکی طرف سے قضا کرنا درست ہے یا نہین اور جب جائز ہوا تو کیا خاص ہے ساتھ ایک روزے کے
سوای دوسرے کے یا سب روزون کا یہی حکم ہے اور کیا روزہ متعین ہے یا کھانا بھی کافی ہے اور کیا خاص ہے
ساتھ اسکے ولی میت کا یا صحیح ہے اسکے سوا غیر سے بھی اور اسمین علماء کو اختلاف ہے کما قالہ فی الفتح
وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا جَازَ یعنے اور حسن نے کہا کہ اگر میت کی طرف سے
تیس آدمی ایک دن روزہ رکھین تو درست ہے **ف** لیکن یہ جواز مقید ہے ساتھ اس روزے کے جسمین پے درپے رکھنا
واجب نہین واسطے مفقود ہونے تتابع کے صورت مذکورہ مین (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ ثَنَا أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ
عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ
وَلِيُّهُ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ **ترجمہ** عائشہ رضہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اور اسپر روزے ہون کہ قضا نہ کر سکا تو اسکی طرف سے اسکا وارث
روزے رکھے **ف** یہ امر جمہور کے نزدیک وجوب کے واسطے نہین اور بعض اہل ظاہر نے اسکو واجب کہا ہے اور
علماء کو اس مسئلے مین اختلاف ہے سو اصحاب حدیث کہتے ہین کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنا درست ہے اور یہی
قول ہے ابو ثور اور ایک جماعت محدثین شافعیہ کا اور بیہقی نے خلافیات مین کہا کہ مین اسکی صحت مین اہل حدیث
کے درمیان اختلاف نہین دیکھتا پس واجب ہے عمل کرنا اور امام شافعی رحمہ نے قدیم قول مین کہا کہ اگر حدیث صحیح
ہو تو مین اسکا قائل ہونگا اور امام شافعی رحمہ نے کہا کہ اگر مین کوئی بات کہون اور وہ حدیث کے مخالف ہو تو حدیث
کو لو اور میری تقلید نہ کرو اور امام ابو حنیفہ اور مالک رحمہ نے کہا کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جاوے اور یہی جدید قول ہے

امام شافعی کا اور لیث اور اسحاق اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ نہ روزہ رکھا جاوے میت کی طرف سے مگر نذر کا اور وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضہ کی حدیث عموم مقید ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضہ کے اور ان دونو کے درمیان تعارض نہیں تاکہ انکے درمیان تطبیق دیجاوے پس حدیث ابن عباس رضہ کی ایک صورت مستقل ہے سوال کیا اس سے اس شخص نے جسکو وہ پیش آئی اور اوپر حدیث عائشہ رضہ کی پس یہ تقریر ہے قاعدہ عام کی کہ ابن عباس رضہ کی حدیث میں بھی اس عموم کی مانند کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے اسواسطے کہ اسکے اخیر میں فرمایا کہ خدا کا حق زیادہ تر لائق ہے ساتھ قضا کرنے کی اور اوپر روزہ رمضان کا پس کہانا دیا جاوے اسکی طرف سے اور اوپر مالکیہ نے پس جواب دیا ہے باب کی حدیث سے ساتھ دعوی عمل اہل مدینہ کے موافق عادت اپنی کے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوی مسلم نہیں اور قرطبی نے کہا کہ واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اکثر جائز رکھنے والے اسکو واجب نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ ولی کو اختیار ہے درمیان کہلانے اور روزے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد روزے سے کہانا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ پہیرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر سے بغیر دلیل کے اور اوپر حنفیہ پس دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے نہ قائل ہونے کے ساتھ ان دونو حدیثوں کے ساتھ اسچیز کے کہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ وہ پوچھی گئیں ایک عورت سے کہ مر گئی تھی اور اسپر قضا روزہ تھا عائشہ رضہ نے کہا کہ اسکی طرف سے کہانا کہلایا جاوے اور نیز عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ اپنے مردوں کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ کہانا کہلاؤ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے حنفیہ کہتے ہیں کہ جب ابن عباس اور عائشہ رضہ نے اپنی مروی کے برخلاف فتوی دیا تو معلوم ہوا کہ عمل انکی حدیثوں کے برخلاف ہے لیکن ان دونو اثروں میں کلام ہے اور نیز ان میں وہ چیز کہ منع کرے روزے کو مگر اثر عائشہ رضہ کا اور وہ نہایت ضعیف ہے اور راجح یہ بات ہے کہ معتبر وہ چیز ہے جو انہوں نے روایت کی نہ وہ چیز جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ یہ اجتہاد مخالف ہو اور اسکی سند ثابت نہیں اور اس سے حدیث کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا اور جب حدیث کی صحت ثابت ہو چکی تو محقق چیز ظن سے نہ چھوڑی جاویگی اور مراد ولی سے ہر قریب ہے اور اسمیں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ ولی کے ساتھ خاص ہے یا کسی غیر کو بھی راجح یہ بات ہے اسواسطے کہ اصل عدم نیابت ہے عبادت بدنیہ میں اور نیز زندگی میں عبادت میں نیابت داخل نہیں ہوتی پس اسی طرح موت میں بھی مگر جسمیں دلیل وارد ہو چکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر وارث کسی غیر کو حکم کرے کہ میت کی طرف سے روزہ رکھے تو درست ہے جیسے کہ حج میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ صحیح ہے مستقل ہونا غیر کا ساتھ اسکے اور ذکر وارث کا واسطے رغبت کے ہے اور ظاہر صنیع بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے نزدیک بھی یہی اخیر معنے مراد ہیں اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو طیب طبری نے (فتح)

حدثنا محمد بن عبد الرحيم ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن الاعمش عن مسلم البطين

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْأَحْمَرِ قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ، وَقَالَ يَحْيَى وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ وَقَالَ أَبُو حَرِيزٍ ثَنِي عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا **ترجمہ** ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت میری ماں مر گئی اور اسپر ایک مہینے کی قضا روزے ہین کیا مین اُسکو اُسکی طرف سے قضا کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان پس قرض خدا کا لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کی اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ نے کہا اور ہم سب بیٹھے تھے جبکہ مسلم نے یہ حدیث بیان کی یعنے اعمش نے یہ حدیث ایک مجلس مین تین آدمیون سے سُنی ہے اول مسلم سے اُس نے سعید بن جبیر سے پھر حکم اور سلمہ سے انہوں نے مجاہد سے اُس نے ابن عباس رض سے اور ابو خالد نے اعمش سے روایت کی اس نے حکم سے اور مسلم سے اور سلمہ سے انہوں نے سعید بن جبیر اور عطا سے اور مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور کہا کہ میری بہن مر گئی اور ایک روایت مین ہے کہ اُس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور ایک روایت مین ہے کہ اُسنے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اُسپر روزہ نذر کا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اُسپر پندرہ روزے کی قضا ہے **ف** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنا درست ہے، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لعد بعضے کہتے ہین کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ دو واقعہ ہین اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ سائل روزہ نذر سے خثعمیہ ہے اور سائل نذر حج جہینیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ ایک عورت نے حج اور روزے دونو کا حکم پوچھا اور اسپر مختلف ہونا سائل کا کہ مرد تھا یا عورت اور مسئول عنہ کا کہ بہن تھی یا ماں سو یہ اختلاف موضع استدلال مین قادح نہین اسواسطے کہ غرض اس سے جائز ہونا روزے یا حج کا ہے میت کی طرف سے اور اسمین کچھ اضطراب نہین (فتح) **بَابٌ** مَتٰى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ روزہ دار کو روزہ افطار کرنا کس وقت درست ہے، **ف** غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے اسطرف کہ کیا واجب ہے امساک کرنا کسی جز رات سے واسطے ثابت ہونے گذرنے دن کو یا نہین اور ظاہر امام بخاری کی کاریگری سے

معلوم ہوتا ہے کہ ثانی احتمال کو ترجیح ہے واسطے ذکر کرنے اسکو ابو سعید کے اثر کو ترجمہ میں ولیکن اسکا محل وہ ہے جب کہ حاصل ہو تحقق غروب آفتاب کا (فتح) وَاَفْطَرَ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ حِيْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ یعنے اور ابو سعید خدری نے روزہ افطار کیا جبکہ غروب ہوئی ذات آفتاب کی **ف** ابن سے روایت ہے کہ ہم ابو سعید پاس گئے سو انہوں نے روزہ کہولا اور ہم دیکہتے تہے کہ آفتاب ابہی غروب نہین ہوا اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ تحقیق ابو سعید نے جب غروب آفتاب کا تحقق ہو تو اسپر اور کوئی زیادتی طلب نہ کی اور نہ التفات کی طرف موافقت پاس والون کی اسپر پس اگر اسکے نزدیک ات کی کوئی خبر بند رہنا واجب ہوتا تو اسکی معرفت مین سب شریک ہوتے (فتح الباری)

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ **ترجمہ** عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات ادہر سے آوے یعنے پورب کی طرف سے سیاہی نمودار ہو اور پیٹہ دیوے دن ادہر سے یعنے پچہم کی طرف سے اور آفتاب ڈوب جاوے تو روزہ دار کے روزہ کہولنے کا وقت آیا **ف** اسحدیث مین تین امرون کا ذکر ہے اسواسطے کہ اگرچہ اصل مین آپس مین لازم ہین لیکن کبہی ظاہر مین لازم نہین ہوتے پس کبہی گمان کیا جاتا ہے کہ پورب کی طرف سے رات آئی اور وہ اسکا آنا حقیقۃً نہین ہوتا بلکہ واسطے موجود ہونے کسی امر کے کہ آفتاب کی روشنی کو ڈہانپ لے اور اسی طرح جانا دن کا اسی واسطے قید کیا ساتہہ قول اپنے کے کہ آفتاب ڈوب جاوے واسطے اشارت کرنیکے طرف شرط ہونے تحقق اقبال اور ادبار کے اور یہ کہ وہ دونو ساتہہ واسطہ غروب شمس کے ہین نہ کسی اور سبب سے اور یہ دوسری حدیث مین مذکور نہین پس احتمال ہے کہ یہ حدیث حالت بادل پر محمول ہو اور دوسری حدیث حالت صاف ہونے آسمان پر محمول ہو اور احتمال ہے کہ دونو ایک حالت مین ہون لیکن ایک راوی نے اسکو یاد رکہا اور دوسرے نے نہ رکہا اور اقبال و ادبار دونو کو اکٹہے اسواسطے ذکر کیا کہ ممکن ہے وجود ایک کا ساتہہ عدم تحقق غروب کے (فتح) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ **ترجمہ** عبد اللہ بن ابی اوفی رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سفر مین تہے سو جب آفتاب غروب ہوا تو آپ نے بعض قوم کو فرمایا یعنے بلال کو کہ اے فلانے

اُتر اور ہمارے واسطے ستو گہول سو اُس نے کہا کہ یا حضرت اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گہول اُس نے کہا کہ یا حضرت اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گہول اُسنے کہا کہ آپ پر تو دن ہے یعنے ابہی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گہول سو وہ اترا اور آپکے واسطے ستو گہولے سو آپ نے ستو پیا پہر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکہو کہ آ گئی ادہر سے تو روزہ دار کے روزہ کہولنے کا وقت ہو یعنے پس چاہیے کہ روزہ دار روزہ کہولے **ف** یہ جو اُسنے کہا کہ آپ پر تو دن ہے تو احتمال ہے کہ وہ مرد نہایت صاف ہونیکی وجہ سے روشنی بہت دیکہتا تہا پس گمان کرتا تہا کہ ابہی آفتاب غروب نہین ہوا اور کہتا تہا کہ شاید اسکو کسی چیز نے پہاڑ وغیرہ سے ڈہانکا ہو یا اس جگہہ ابر تہا سو نہ ثابت ہوا غروب آفتاب کا ہتین تو اگر صحابی کو ثابت ہوکہ آفتاب ڈوب گیا ہے تو یہ توقف نکرتا اسواسطے کہ وہ اُسوقت معاند ہوگا اور سوائے اسکے نہین کہ اُس نے توقف کیا واسطے احتیاط کے اور طلب کشف حکم مسئلے کے اور اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی افطار کرنا روزے کا اور یہ کہ نہین واجب ہے امساک جزکا رات سے مطلق بلکہ جب آفتاب کا غروب ثابت ہو تو روزہ کہولنا حلال ہوتا ہے اور نیز اسمین یاد دلانا عالم کا ہے اُس چیز مین کہ خوف ہو بہولنے کا ہو اور اس حدیث مین اور بہی کئی فائدے ہین بیان وقت روزے کا اور یہ کہ جب غروب ثابت ہو تو کافی ہے اور اسمین زجر ہے اہل کتاب کی متابعت سے اسواسطے کہ وہ غروب آفتاب کے بعد بہت دیر سے روزہ کہولتے ہین اور یہ کہ امر شرعی ابلغ ہے حسی سے اور یہ کہ عقل شرع پر حکم نہین کرتی (فتح) **بَابٌ** يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْمَاءِ وَغَيْرِهِ روزہ کہولے ساتہ اس چیز کے کہ میسر ہو پانی وغیرہ سے **ف** یعنے خواہ تنہا ہو یا کسی چیز کے ساتہ ملا ہوا ہو اور ایک روایت مین صرف پانی کا لفظ آیا ہے اور امام بخاری نے اس باب مین عبد اللہ بن ابی اوفی کی حدیث ذکر کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب مین اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہو کہ حدیث من وجد تمرا فليفطر عليه ومن لا فليفطر على الماء مین مرتبہ کے واسطے نہین (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ترجمہ عبد اللہ بن ابی اوفی رض سے روایت ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ سفر کیا اور آپ روزہ دار تہے سو جب سورج غروب ہوا تو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گہول اسنے کہا کہ یا حضرت اگر آپ شام کرین تو خوب ہو فرمایا کہ اُتر اور ہمارے واسطے ستو گہول اُسنے کہا کہ یا حضرت آپ پر دن ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گہول پہر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکہو کہ آ گئی ادہر سے تو روزہ دار کے روزہ کہولنے کا وقت ہوا اور اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا **ف** اس حدیث سے بہی معلوم ہوا کہ جو چیز میسر ہو اُس سے روزہ کہولے فقط

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ہفتم بخاری کا تمام ہوا وصلى الله تعالى على رسوله محمد سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

تمت

فہرست کتاب فیض الباری ترجمہ صحیح البخاری پارۂ ہفتم

فضائل مدینہ منورہ

تمت